
467;U

شانِ پولیس

جلد اوّل



مصنّفہ شب چند پوری سنامی

ڈیڈیکیشن

میں اپنے پریشان خیالات کا یہ مجموعہ موسومہ بہ "شانِ پولیس" حصہ اول نہایت خُلوص و عقیدت سے تمام صیغہ پولیس کی خدمت اقدس میں "جسکی شان کو آقائے نعمت عالیجاہ یووراج صاحب بہادر یادوندر سنگھ جی نے اپنی شمُولیت کے فخر سے چار چاند لگا دیئے ہیں" بطور ھدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں صیغہ پولیس سے نہ صرف مجھے بلکہ پُشتہا پُشت سے میرے خاندان کو بھی ایک خاص تعلق رہا ہے امید ہے کہ صیغہ مذکور اور حضور یووراج صاحب بہادر میرے اس ناچیز ھدیہ کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مجھے شرمندہ احسان فرماوینگے ؎

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

۳۰ / جنوری ۱۹۳۳ء

نیاز مند:- شب چند پوری سنامی ریٹائیر ڈسپرنٹنڈنٹ پولیس۔ لاہوری دروازہ۔ پٹیالہ

Compliments to His Highness ... Rajinder Narain Singh Dev Patna.
12.7.90

اگر خود دیانت سے پولیس معمور ہو جائے
خوشی ہر سو ہو بدنظمی جہاں سے دور ہو جائے

شانِ پولیس
(باتصویر)

جلد اول

مصنّفہ و مرتبہ

سردار شب چند پوری سنامی۔ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست العالیہ پٹیالہ

جسمیں

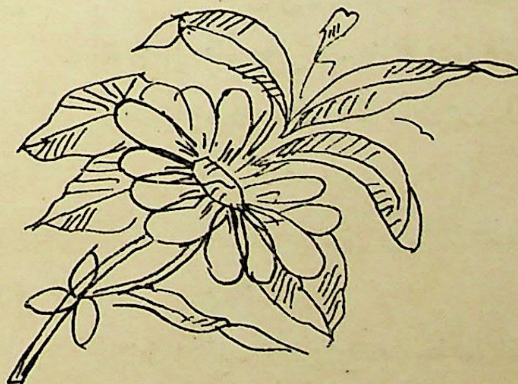
اپنے ۳۳ سالہ سروس ریکارڈ کا مختصر تذکرہ یعنی عینی مشاھدات ذاتی تجربات حیرت انگیز و سنسنی خیز انکشافات اہم و پیچیدہ مقدمات بے لوث وفادارانہ خدمات شاہی عنایات اہل کاران ریاست کے حالات دیانتداری و بددیانتی کے امتیاز کامیابی و ترقی کے راز

اور

ہیڈ کنسٹبل سے سپرنٹنڈنٹ پولیس ہونے تک کے جملہ کوائف بغرض اصلاح و رہبری صیغہ پولیس بڑی محنت و جانفشانی سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ سمت ۱۹۸۹ بکرمی مطابق ۱۹۳۳ء

مطبع دلی پرنٹنگ ورکس میں باہتمام لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز چھپی

فہرستِ مضامین شانِ پولیس جلد اوّل



یا رب رہے سلامت فرماں روا ہمارا



(۱) زیبد ہمیں بہ صفت و ثنائے تو ... / چشم خورشید نثار بہ پاے [illegible]

(۲) محروم کس نہ رود از بارگاہ تو / واللہ گدا و شاہ کنند بس نگاہ تو

(۳) دارند روز و شب ہمہ ذکر تو بر زباں / واللہ ز چشمہ فیض تو مسرور شد جہاں

(۴) خلق خدا ز فیض تو شاد و خرم است / خورد و کلاں ز لطف تو فرحاں مدام است



یارب رہے سلامت فرماں روا ہمارا



(۱) زیب است ہر چہ صفت و ثنائے تو میکنم — چشمِ خودش نثار بپائے تو میکنم

(۲) محروم کس نمے رود از بارگاہ تو! — واللہ گدا را شاہ کند بس نگاہ تو!

(۳) دارند روز و شب ہمہ ذکرِ تو بر زباں — واللہ ز چشمِ فیضِ تو مسرور شد جہاں

(۴) خلقِ خدا از فیضِ تو شاداں مدام است — خورد و کلاں ز لطفِ تو فرحاں مدام است

پرارتھنا

اے پربھو تو ہم کو اپنے فرض کی پہچان دے
خلق کے دکھ پر تڑپ اُٹھے جو ایسی جان دے
خدمتِ ابنائے عالم اپنا نصب العین ہو
اس طرح کی حسرتیں دے شوق دے ارمان دے
ہم دیانتدار ہوں رشوت سے ہو نفرت ہمیں
جو تیرے نزدیک ہے ایمان وہ ایمان دے
ملّت و مذہب کے جھگڑوں سے نہ ہو الفت ہمیں
وید دے اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں قرآن دے
جان و دل سب کانپ اُٹھیں آہ پر مظلوم کی
اور ظالم کے مٹانے کے ہمیں سامان دے
خدمتِ دربار پر ہم جان و دل کر دیں نثار
وہ وفاداری کے جذبے تو ہمیں بھگوان دے
صیغۂ پولیس چمکے ماہ و اختر کی طرح
ہم تیرے در کے بھکاری ہیں ہمیں یہ دان دے
کام کر جائے پولیس میں یہ سخن سنجی مری
یا الٰہی ان کو میری بات کی پہچان دے
ہے دعا صبح و مسا شب چند کی یہ ہی پربھو
شان ہو جس شان سے پولیس کی وہ شان دے

دیباچہ

از فخرِ قوم لالہ دیالی رام صاحب چوپڑہ بی اے ریٹائرڈ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست العالیہ و جنرل سیکرٹری کھتری کانفرنس

کھتری قوم کے قدیم اتہاس سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ پوری خاندان اس قوم میں شروع سے ہی نہایت معزز و مقتدر رہا ہے۔ اگر ہم بھارت کی مختلف اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ پوری خاندان نے سورج بنسی بنگڑے شاخ وڑائچ سے جنم لیا۔ اور اپنے نام پر پوری کا علاقہ آباد کیا اور اس میں اپنی حکومت قایم کی۔ شری رامچندر جی مہاراج کے عہد مبارک میں راجہ جنک اسی پوری خاندان کے بڑے مشہور نامور اور دھرم دان راجہ ہو گذرے ہیں۔ زمانۂ قدیم سے ازمنۂ وسطیٰ تک پوری خاندان کا شاہی اقتدار اور حکومت قائم رہی ہے ؛

جب خاندان خلجی کشور ہندوستان میں برسرِ اقتدار تھا اُس وقت بھی اقلیم ہند کے اِس قدیم خاندان کا نیرِ اقبال اپنی معمولی درخشانی سے ضیاپاشیاں کر رہا تھا۔ مگر بختیار خلجی کے عہدِ حکومت نے اس کا تنزل دیکھا۔ اور اسی عہد میں خاندان پوری کی حکومت نابود ہوگئی

پوری خاندان کو ہر زمانہ اور ہر عہد میں عظیم الشان اور قابلِ تعظیم ہستیاں پیدا کرنے کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ دھرم ویر حقیقت رائے جیسے دھرم کی راہ پر قربان ہونے والے نونہال اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جن کو آیندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد کرتی رہینگی اور جن کا نام نامی اس خاندان کو ابدالآباد تک چار چاند لگاتا رہیگا ؛

شیرِ پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں بھی دیوان حاکم رائے اور دیوان وصنپت رائے جیسی معزز ہستیاں پوری خاندان میں ہو گذری ہیں۔ اس گئے گذرے زمانے میں اس خاندان کہنہ کے عظمت کی کوئی کوئی رمق باقی رہ گئی ہے۔ جو ہمیں اس بات کی یاد دلاتی ہے کہ یہ خاندان بھی کسی زمانہ میں شہرت کے نصف النہار پر تھا۔ چنانچہ ضلع سیالکوٹ میں موضع کھڑتھل پوریوں کی واحد ملکیت کا ایک گاؤں ہے۔ جس جگہ کے پوری بھائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہنے کے لئے مشہور ہیں۔ ہندوستان میں عموماً اور صوبہ پنجاب میں خصوصاً اس معزز خاندان کے بیشمار لوگ مقتدر اور مشہور ہیں۔

لالہ شب چند صاحب کا زمانہ ملازمت گورنمنٹ پنجاب کے اس اصول کے بالکل خلاف ثابت ہوا ہے کہ ماتحت افسرانِ پولیس اور نچلے درجے کے ملازمان کو بہت کم تعداد میں ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا جائے۔ پولیس کے محکمہ میں بالعموم تعلیمیافتہ اور متموّل و بارسوخ طبقہ کو براہ راست افسر بھرتی کرنے کا رواج ہے۔ لیکن صاحب موصوف نے اِس رواج کے بالکل برعکس ایک قابلِ تقلید اور شاندار مثال پیدا کر دی ہے۔

آپ یکم ساون سمت ۱۹۵۲ بکرمی کو معمولی سارجنٹ بھرتی ہوئے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اس درجہ کے ملازمین کی تنخواہ دس روپیہ ماہوار ہوتی تھی۔ اور اس درجہ سے ۳۲ سال خدمات سرکار سرانجام دینے کے بعد ماگھ سمت ۱۹۸۴ کو عہدۂ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے پنشن پر ریٹائر ہوئے۔ وفادارانہ خدمات۔ قابلیت۔ دیانتداری اور کارگذاری کے لحاظ سے لالہ شب چند صاحب ایک حیرت انگیز اور عدیم المثال ہستی ہیں۔ میں نے "حیرت انگیز" کا لفظ ان کے وصفِ دیانتداری کے ساتھ دانستہ طور پر اس لئے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ میں صیغہ پولیس میں دیانتدار اشخاص کا وجود عنقا سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ البتہ آجکل اس صیغہ میں بھی بہت سے دیانتدار افسران مل سکتے ہیں۔ جس کی وجہ محض یہ ہے کہ آجکل تنخواہوں کا معیار بہت بلند ہو گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بددیانت اشخاص کی بددیانتی کا راز ببانگ دُہل کھول دیا جاتا ہے۔

اس لئے افسران کو بدنامی۔ تنزلی اور سزا کے خوف سے اس خطا کے خطاوار ہونے کی جرأت نہیں پڑتی۔ لیکن آج سے اٹھتیس ۳۸ سال قبل کی پولیس کا نقشہ پیش کرتے ہوئے قلم کا سینہ شق ہوتا ہے۔ اور انسان انگشت بدندان رہ جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ کیا یہ امر واقع ہے کہ حفاظت اور رکھوالی کرنیوالے لوگ ان مذموم افعال کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ اس زمانے میں رشوت ستانی اور تحائف پذیری زیادہ معیوب بھی نہ تھی۔ بلکہ ملازمان خواہ انکا تعلق کسی صیغہ سے ہو اس کو ایک جائز فعل تصور کرتے تھے ؛

ان حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس بات کا قیاس کس قدر دلفریب ہے کہ ایسے اوقات میں ایک نوجوان شخص باوجود گرد وپیش کے ناموافق حالات کے۔ اپنے آپ کو کس طرح ان ناپاک آلائشوں سے پاک رکھ سکتا ہے۔ اور زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس کی تنخواہ محض دس روپیہ ماہوار ہے اور ایام جوانی کی دلفریبیاں اور دلربائیاں اس کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی تعیناتی کا مرکز زیادہ تر تھانہ جات و اضلاع و محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی ہے جس میں کہ ہر ایک امیر وغریب صغیر وکبیر کو واسطہ پڑتا ہے۔ اور جس کی دست برد سے اہلکاروں کا متموّل طبقہ بھی محفوظ نہیں ؛

ان حالات پر محض ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہیں کہ ایسے "حیرت انگیز" انسان کے اصول اور عقائد فولاد کی طرح مضبوط اور غیر متزلزل تھے جس کی وجہ دھارمک پوتر خیالات اور خوف خدا کہی جاسکتی ہے ؛

انکی مثال کو زیرِ غور رکھتے ہوئے ہم ملک کی امیدوں کے مرکز۔ مادرِ وطن کے نونہال ہندوستانی نوجوانوں کی توجہ اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ خصوصاً اُن نوجوانوں کی توجہ جن کے لئے پولیس کی دشوار اور اہم ذمہ واری کی ملازمت قسمت کردی گئی ہے۔ اور ہم اُن سے یہ اپیل کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ وہ موصوف کی پیروی کرتے ہوئے شہرت دوام اور ثواب دارین حاصل کریں ایسے اوصاف حمیدہ کا صلہ وہ طمانیت اور مسرت ہے جو انسان کے دل میں اُس وقت پیدا ہوتی ہے

جب وہ اِس بات کا احساس کرتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی اور جملہ فرائض کی منازل کو ایسی دیانتداری اور راست روی سے طے کیا ہے کہ جس کے دوران میں اُس کے قدم نے ایک لمحہ کے لئے بھی لغزش نہیں کھائی۔

اپنی سروس کے جو واقعات لالہ شب چند صاحب نے اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر اس کتاب میں قلمبند کئے ہیں۔ وہ فی الحقیقت "شانِ پولیس" ہیں۔ اور وہ نوجوان۔ نو آموز پولیس افسران کے واسطے سبق آموز اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان واقعات کے مطالعہ سے فطرت انسانی پر ایسا حیرت انگیز اثر ہو سکتا ہے جو اسی عنوان پر سینکڑوں لکچروں اور ہزاروں تقریروں اور لاکھوں ہدایات سے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک حقیقی اور سچی مثال کا اثر دیرپا اور مستقل ہوتا ہے۔ اور انسان خود بخود اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھالنے کے لئے کوشاں رہتا ہے ؛

دیانتداری کے بے بہا جوہر کے علاوہ لالہ شب چند صاحب کو تفتیش و سراغ رسانی مقدمات میں بھی ایک خاص مہارت حاصل ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے بہت سے پرانے اور محو شدہ سنگین مقدمات کو برآمد کر کے حکامِ بالا سے خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ یہ محو شدہ مقدمات وہ مقدمات تھے جنکی برامدگی کے لئے عوام اور پبلک نے ہمیشہ یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ لالہ شب چند صاحب ہی اِن اہم کاموں کے اہل ہو سکتے ہیں ؛

آپ اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر گولیوں کی بوچھاڑ میں سینہ سپر ہو کر خطرناک ڈاکوؤں اور قاتلوں سے ہنگامہ آرا رہے ہیں۔ اور ان معرکوں میں آپ نے ایسے ایسے جوہر شجاعت دکھلائے ہیں جو کشتری قوم کا آبائی اور قدرتی دھرم ہونے کے علاوہ اِس کے نام کو اور بھی چمکا دینے والے ہیں ؛

میری صاف صاف رائے یہ ہے کہ وہ شخص جس کو تفتیش جرائم میں خاص مہارت حاصل نہ ہو جو سراغ رسانی کی کافی ذاتی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ اور جو ڈاکوؤں اور چوروں سے مقابلہ کرتا ہوا گھبراتا ہو کبھی بھی ایک کامیاب پولیس افسر ثابت نہیں ہو سکتا خواہ اُس کی دیانتداری کتنی ہی

عدیم المثال کیوں نہ ہو۔ مگر مجھے اس بات کے اعتراف سے قلبی مسرت حاصل ہوتی ہے کہ لالہ صاحب موصوف ان تمام اوصاف سے متصف تھے۔ جو ایک قابل اور لائق پولیس افسر میں ہونے ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پبلک کے دلوں میں ہمیشہ آپ کا خاص احترام رہا ہے۔ افسران بالا آپ کی کارگذاریوں سے خوش اور مطمئن رہے ہیں۔ اور آقائے نامدار ہزہائی حضور مہاراجہ ادھیراج بہادر کے دربار گوہر بار سے آپ کو ہزاروں روپیہ انعام معہ خلعت ہائے فاخرہ رائفل۔ سندات و سرٹیفکیٹ عطا ہوا ہے۔ ان سندات وغیرہ کی تعداد مجموعی طور پر ڈیڑھ سو کے قریب ہے اور یہ آپکو دوران ملازمت میں وقتاً فوقتاً عطا ہوتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیڈ کانسٹبل درجہ دوئم کے معمولی عہدہ سے سپرنٹنڈنٹ کے ممتاز عہدہ تک ترقی کی۔

آپ خود دیانتدار تھے۔ اس لئے آپ ہمیشہ دیانتداروں کے دوست اور بددیانت طبقۂ ملازمان کے سخت مخالف اور دشمن رہے ہیں اور آپ نے ہمیشہ ان لوگوں کی صریحاً ناروا اور ناجائز کارروائیوں کا نوٹس لیکر اپنے اصلی فرائض کی تکمیل کی ہے۔ جو ان کی شہرت کی کتاب میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے ؛

اس قدر مدت دراز تک خدمات دربار سرانجام دینے کے بعد لالہ شب چند صاحب کو اس بات کا استحقاق سرکار دولت مدار اقبالہ نے پنشن عطا فرما کر بخشا ہے کہ وہ اپنی حیات مستعار کا بقیہ زمانہ (جو پرماتما کرے بہت زیادہ لمبا ہو) آرام و اطمینان سے بسر کریں ؛

ہر قوم ایسے ہونہار نیک نام افراد پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ جو اپنے دم سے مادر قوم کے وقار اور عزت کو روز افزوں ترقی دے کر اس کو دنیا کی نگاہوں میں بلند و بالا کر دیں۔ لالہ شب چند صاحب قومی بہبودی اور قومی سیوا سے بھی کبھی غافل نہیں ہوئے۔ آپ ہمیشہ خدمت قوم کو اپنا فرض سمجھتے رہے ہیں۔ اور تن من دھن سے قوم کی مضبوط عمارت کو اور بھی مضبوط بناتے رہے ہیں۔ قصبہ سنام میں ایک مسمار شدہ مندر ٹھاکردوارہ بڑی محنت اور مصرف سے مرمت کرایا۔ اور اس کے لئے بہت سا ضروری سامان بھی دان دیا۔ میٹریکولیشن امتحان میں سنام کے ہائی سکول سے

اوّل رہنے والے کشتری لڑکے کو ایک تمغہ اِن کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اور اس کا مستقل انتظام پٹیالہ سٹیٹ بنک میں ایک رقم جمع کر کے کیا گیا ہے۔ جس کے سود سے یہ تمغہ ہر سال مستحق طالب علم کو ملا کرے گا۔

میں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ موصوف کا سینہ قومی درد سے ہمیشہ لبریز رکھے۔ اور اُنکو طاقت بخشیں کہ وہ اپنی قدیم روایات برقرار رکھتے ہوئے برابر قوم کی سیوا کرتے رہیں۔ اوم شم

نیازمند
دیالی رام چوپڑہ بی اے۔ سابق ڈائرکٹر
سررشتہ تعلیم ریاست العالیہ و جنرل سکرٹری
کشتری کانفرنس



تمہید

فرہاد کے مرقد سے یہ آتی ہیں صدائیں ۔ برباد کسی شخص کی محنت نہیں جاتی

قارئین کرام! یہ کتاب ایک لحاظ سے مصنّف کا سروس ریکارڈ ہے۔ ایسی تمام کتابوں میں اکثر مصنّفین کے حالات زندگی زمانہ صغیر سنی سے حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔ مگر یہاں ان امور کے بیان کرنے میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ سوائے خلاسفروں کے جو فطرتاً وطبعاً ایام طفولیت کے دماغ وخیالات کے طالب علم ہوتے ہیں۔ یہ عہد طفلی کے مضحکہ خیز واقعات کافی دلچسپی کا موجب نہیں ہو سکتے۔ اور سروس ریکارڈ میں ایسے حالات فراہم کئے جانے ضروری نہیں ؛

ہر ایک آدمی بجا طور پر اس امر سے متفق ہو سکتا ہے کہ خاندانی اثر ایک ایسا اثر ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ہر طرف سے اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسا ہونا فطری امر ہے۔ اگر یہ عالمگیر اصول اور یہ زبردست سچائی بے معنی ہوتی تو شاید "صحبت کا اثر" ایک جملہ بے معنی ہوتا۔ اب موجودہ دور میں بھی کوئی شخص اس امر سے منحرف نہیں ہو سکتا کہ وہ افعال جنکو ہم پشتینی کہتے ہیں۔ آدمی کی زندگی کے کافی حد تک ذمہ وار ہوتے ہیں ؛

امور بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بیجا نہ ہوگا اگر کوئی مصنّف اپنی زندگی کے حالات بیان کرتا ہوا اپنے معزز اور مقتدر بزرگوں سے ابتدا کرے۔ شاندار ماضی ایک ایسی میراث ہے جو کسی طرح کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے بزرگوں کا قابل فخر زمانہ ہمیشہ ہمیں انکے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے کے لئے مستعد کرتا ہے اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم بزرگوں کی قائم کردہ راہ ورسم کو برقرار رکھتے ہوئے انکی قدیم روایات کو مدنظر رکھیں اور ان کی عزتوں میں اپنے کارناموں سے اضافہ کریں ؛

اس خاندان کے بزرگ جس سے مصنّف کا تعلق ہے زمانہ سلف میں ریاست ہائے پٹیالہ نابھہ مالیر کوٹلہ - کلسیہ میں مختلف معزز و متقید عہدوں پر فائز رہے ہیں. مثلاً بخشی - دیوان - سردار ڈیوڑھی وغیرہ جدّامجد سرگباشی مہاراجگان صاحب سنگھ و کرم سنگھ صاحبان کے عہد حکومت میں بعہدہ تھانیداری سرفراز رہے ہیں - یہ وہ زمانہ تھا جب تھانیداری کا عہدہ دورِ حاضرہ کے ناظم کے برابر شمار کیا جاتا تھا اور جب تھانیداروں کو مقدمات دیوانی فوجداری و مال کے فیصل کرنے کے اختیارات تفویض ہوتے تھے - جرمانہ و سزائے قید بھی تھانیدار کے حیطۂ اختیار و قبضۂ اقتدار میں ہوتے تھے ؛

یہانتک ہی نہیں بلکہ شاہان عالی نشان کے دربار گوہر بار سے فرمان شاہی و احکام درباری بھی براہ راست تھانیداروں کے نام جاری ہوا کرتے تھے ؛

مصنّف کے والد بزرگوار بھی صیغۂ پولیس میں ہی ملازم تھے - انھوں نے اپنی زندگی کے ۳۲/۳۳ طویل سال سارجنٹی اور تھانیداری کے ہی فرایض انجام دیتے ہوئے گذار دیئے -

سطورِ بالا سے صاف طور پر عیاں ہے کہ خاکسار کا آبائی پیشہ ملازمت تھا اور ملازمت بھی صیغہ پولیس - اس لئے اگر مصنّف کا رُجحان طبع بھی پولیس کی اہم اور نازک ترین خدمات کی طرف تھا تو کچھ عجب نہ تھا - یہ قدرتی امر ہے کہ اولاد کی رغبت بھی اسی پیشہ کی طرف ہوتی ہے جو اس کے بزرگان خاندان کا اختیار کردہ ہو - اولاد کی نشو و نما جس دائرہ میں ہوتی ہے - اس کا اثر اگر مبالغہ سے کام لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ روح تک میں جذب ہوتا ہے - ہر انسان کی زندگی کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کے لئے اس کے حالات گرد و پیش بہت کافی حد تک ممد اور معاون و ذمہ وار ہوتے ہیں ؛

چنانچہ خادم بھی یکم ساون سمت ۱۹۵۲ کو صیغۂ پولیس میں سارجنٹ بھرتی ہو گیا - کتنا خوبصورت زمانہ تھا اور کس قدر سادہ زندگیاں تھیں - جب تھانہ دار کی تنخواہ صرف بیس روپیہ - سارجنٹ کی دس روپیہ اور سات روپیہ اور کانسٹبل کی چار روپیہ ہوتی تھی - آجکل گرانقدر رقمیں زندگی کی ضروریات پورا کرنے کیلئے ناکافی ہیں - مگر اُن دنوں کا کیا ذکر ہر چیز ارزاں اشیاءِ خوردنی سستی اس قلیل تنخواہ میں سب کا گذارہ بخوبی اور خاطر خواہ ہو جاتا تھا اور سب صابر و شاکر تھے ؛

خاکسار عرصہ بارہ ۱۲ سال مختلف تھانہ جات دفاتر پولیس صدر و اضلاع میں تعینات رہا۔ اس عرصہ میں بہت مواقع تفتیش مقدمات کے ملے جو نہایت محنت و جانفشانی سے سرانجام دیئے۔ تجربہ حاصل ہوتا رہا جو آیندہ زندگی میں مشعلِ راہ بن کر رہنمائی کرتا رہا۔ یہ بات قابلِ بیان ہے کہ مجھے ابتدا سے ہی سراغرسانی مرغوب تھی۔ اور اس کی طرف عقل سلیم غیر معمولی طور سے خصوصًا راہنمائی کرتی تھی۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے ہمیشہ دیانتداری سے کام لیا اور میری دیانتداری میرے لئے ہمیشہ خراج تحسین وصول کرتی رہی ؎

اس کے علاوہ مجھے نامی گرامی پولیس آفیسران کے ماتحت رہ کر کام کرنا پڑا جو فی الحقیقت میرے لئے قلبی مسرت کا باعث رہا ہے۔ ان چیدہ و برگزیدہ افیسران کی دھاک دُنیائے پولیس میں ہر طرف بیٹھی ہوئی تھی۔ مسٹر وار برٹن۔ جنرل تاراچند و لالہ شب سرنداس اور سردار بلونت سنگھ صاحبان کے نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ یہ افسران مردم شناس۔ صداقت پسند۔ خوش طبع اور قدر شناس تھے۔ چنانچہ میری دیانتداری کارگذاری سے متاثر ہو کر مجھے درجہ دوئم سے سارجنٹ درجہ اول مقرر فرمایا گیا ؎

اے کہ جن کی ذات تھی صد رشکِ صبحِ دلکشا
صاف باطن آئینہ دل مجمعُ صدق و صفا
مہرباں مجھپر ہوئے کیا کم ہے مجھکو یہ شرف
میں اگر تھا بے ریا سارا جہاں تھا بے ریا

فرض شناسی کا جذبہ حد سے زیادہ تجاوز کر کے میرے لئے اکثر نادیدہ و غیر متوقع مصائب کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ چنانچہ ضلع نارنول میں ملازمت پولیس کی نزاکت اور فرض شناسی کو محسوس کرتا ہوا میں اپنے نور بصر کی علالت میں خاطر خواہ علاج معالجہ کیطرف متوجہ نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا نورِ بصر بصارت سے ہاتھ دھو بیٹھا ؎

آہ وہ نورِ بصر جس سے بصارت تھی مری

جس سے عزت جس سے راحت جس سے دولت تھی مری
گردشِ افلاک سے افسوس اندھا ہو گیا
جاگنے والا مقدر اس طرح کیوں سو گیا؟

فرض کی سر انجام دہی یقیناً بار آور ہوتی ہے۔ چنانچہ یکم ہاڑ سمت ۱۹۶۴ کو مسٹر وار برٹن صاحب نے اس ذرہ ناچیز پر نظر التفات ڈالی اور سب انسپکٹر درجہ سوئم کے عہدہ پر سرفراز کرکے ترقی یاب کیا اس دورِ ملازمت سے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ عہدہ سب انسپکٹری کے دس سال جو میں نے صاحبان انسپکٹر جنرل کی پیشی اور مختلف تھانہ جات ریاست میں گذارے میرے لئے بے حساب تجربہ آموز ثابت ہوئے۔ میں اکثر کارہائے تفتیش پر مامور رہا اور مجھے اس فن سے ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اسی عہد میں جس میں کہ میرے قصرِ عقل کی تعمیر میں ایک نیا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا مجھے بڑے اہم پیچیدہ اور سنگین مقدمات کی تفتیش کرنی پڑی۔ میری ذمہ واریاں یہیں ختم نہیں ہو جاتی تھیں بلکہ مجھے دوسرے ملحقہ تھانہ جات کے اہم مقدمات کی تفتیش کے لئے بھی عوام کی درخواستوں پر مامور کیا جاتا تھا؛

میں خوش ہوں کہ مجھے آجتک جملہ معاملاتِ تفتیش و تنقید میں ایک حیرت انگیز کامیابی نصیب ہوتی رہی ہے جس کو میں ہمیشہ سرکار دولتمدار کے اقبال اور اپنی خیر خواہی پر محمول کرونگا ؎

وہ نظر جس پر پڑی دونوں جہاں سے بڑھ گیا
کارِ مشکل دم زدن میں سارے آساں ہو گئے
بن گئے گلہائے رنگیں مخزنِ صد رنگ و بُو
اور کانٹوں پر نظر ڈالی گلستاں ہو گئے

اس زمرہ میں تھانہ سامانہ کی تعمیر۔ خطرناک ڈاکوؤں سے مقابلے اور اُن کی گرفتاری۔ مشہور سفاک ڈاکو دسوندھا سنگھ کی گرفتاری۔ اور اس کو بمقام کوہ چائل بارگاہِ شاہ عالی میں پیش کرنا۔ مختلف سپیشل ڈیوٹیاں، مثلاً سڈیشن کیس پٹیالہ، مقدمات خیانت مجرمانہ بنسبتی پنڈت نند لال صاحب

سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ کی تفتیش کے لئے مسٹر وا ربرٹن صاحب کا اس خاکسار کو انتخاب فرمانا بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ غرضیکہ یہ وہ زمانہ تھا جب اس بندۂ بندگان عالی کی خدمات ہر ایک اہم اور پولیٹکل مقدمہ میں ضروری اور لازمی سمجھی جاتی تھیں ؎

اے خوشا تقدیر میں اور میری اتنی آہمیت
وہ مجھے چاہیں مجھے دیکھیں نگاہِ ناز سے
جی میں آتا ہے کہ ہوں قربان اپنے آپ پر
کیجئے بیشک بجا ہے فخر جتنا کیجئے

آہ۔ اولاد کی موت کا صدمہ کس قدر جانکاہ۔ دلدوز۔ دلگداز اور صبر شکن ہوتا ہے یہ وہ داغ ہے جو ابدالآباد تک کلیجہ پر برچھیاں چلاتا رہتا ہے ؎

دولت نہیں دنیا میں پسر سے کوئی بہتر
راحت نہیں آرام جگر سے کوئی بہتر
ماں باپ سے قسمت کے بگڑ جانے کو پوچھو
یعقوب سے یوسف کے بچھڑ جانے کو پوچھو

ان ایام مصروفیت و انہماک میں دو بیٹوں کا داغ جدائی! الحفیظ! الامان۔ اگر اسے انتہائی درجہ کی بدقسمتی تصور نہ کروں تو اور کیا کروں؟ ؎

وہ چھپ گئے ہیں دیکے مجھے دعوتِ تلاش
اور کہہ گئے نگاہ کو ڈھونڈا کرے کوئی

گویہ ایک مضحکہ خیز بات ہے کہ جب دسوندھا سنگھ ڈکیت کو بتوسل انسپکٹر جنرل صاحب بارگاہ خسروی میں پیش کیا گیا تو صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع نے ناواجب و ناروا عتاب سے مجھے مورد عتاب بنایا

افسوس ؎ کی وفا ہم نے تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں
ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

مگر ؎ شمشیر کے نیچے بھی یہ سر خم نہ کریں گے
اونچا جو ہے سر نیچا اُسے ہم نہ کریں گے

کے مصداق ان باتوں سے میری چین بر جبیں نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ امر مجھ پر بخوبی روشن تھا کہ کارگزار وفا شعار فرض شناس ملازمین کے لئے قدم قدم پر لغزشوں کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ اُنکے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں مگر مردان ہمت ان کانٹوں پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے لاپرواہی سے ہنس دیتے ہیں۔ اور بدستور راہ صداقت پر گامزن رہتے ہیں ؎

زمیں گردش کو اپنی چھوڑ دے سورج چمک چھوڑے
گلستانِ جہاں کا چاہے ہر اک گُل مہک چھوڑے
فلک سے آگ برسے مچھلیاں پانی میں جل جائیں
پہاڑ اپنی جگہ سے پھونک سے چیونٹی کی ٹل جائیں
ارادے سے مگر ہم باز رہ سکتے نہیں اپنے
مصیبت میں کبھی پاؤں ڈگمگاتے ہیں کہیں اپنے؟ (شعلہ)

غرض غیر متزلزل قوت ارادی۔ حقیقت شناسی۔ صداقت پسندی کی بدولت عرصۂ دس سال میں عہدہ سب انسپکٹری کے زینوں کو گرد طے کر لئے۔ ناظر!! دیکھ اگر تیرے سر پر مصیبتوں کے سینکڑوں پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ تیرے لئے ہر طرف طوفان بلا برپا ہو جائے۔ دُنیا اور دُنیا کے تمام آلام۔ دُکھ۔ درد تیری قسمت ہو جائیں تب بھی راہ صداقت سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹو۔ کیونکہ تمام مصیبتیں ایک غیر فانی۔ ابدی۔ حقیقی مسرت کا پیش خیمہ ہوتی ہیں اور وہ تیرا امتحان کرنے کے لئے تیری جانب رجعت کرتی ہیں۔ گوسائیں تلسی داس جی خوب فرماتے ہیں ؎

دھیرج دھرم متر اور ناری
آپت کال پرکھیئے چاری

یوں تو دنیا ے دوں میں کوئی شخص بھی ایسا نہ ملے گا جس کو اپنے وطن سے محبت نہ ہو۔ مگر خصوصاً

اُس آدمی کے لئے جو سلسلہ ملازمت میں ایک افسر کی حیثیت سے اپنے وطن مالوف میں تعین کیا جائے بسا اوقات بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ چنانچہ سمت ۱۹۷۱ میں جب مجھے میرے وطن تھانہ سنام میں تبدیل کر دیا گیا تو تعلقداری اور واسطہ داری کی وجہ سے فرائض کی انجام دہی میں مشکلات پیش آنے کا خیال پیدا ہوا ؛

یہ ایک حقیقت ہے کہ وطن میں آدمی اپنے ہموطنوں سے اچھی طرح واقف ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اُنکے ساتھ ایک گونہ محبت اور اُنس بھی ہوتے ہیں۔ صیغۂ پولیس ایک ایسا صیغہ ہے کہ اگر اس میں خویش و اقارب۔ یگانہ و بیگانہ۔ دوست اور دشمن کی تمیز کی جائے تو قدرے انصاف کے راستے سے ہٹنا پڑتا ہے۔ مگر انصاف کا خون کرنا میری سرشت میں ابتدائے آفرینش سے ہی ودیعت نہیں کیا گیا تھا ؛

اس لئے حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے میں نے جرنل تاراچند صاحب کی خدمت میں اپنے عذرات پیش کئے اور درخواست پیش کی کہ میرا تبادلہ کسی دوسری جگہ فرما دیا جاوے۔ کیونکہ سنام میرا وطن ہے۔ مگر صاحب موصوف بھلا کب مانتے تھے۔ عذرات کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے حالات اور عادات سے کماحقہٗ واقفیت رکھتے ہیں اور ہمیں کامل یقین ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت بھی تمہیں انصاف سے باز نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے ہم تمہارا تبادلہ کسی اور جگہ نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ چونکہ تھانہ سنام کا انتظام خراب ہے۔ اور ہمیں اس تھانہ کی بہتری اور اصلاح مقصود ہے اس لئے ان امور کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہوئے تمہیں یہاں لگایا گیا ہے۔ چنانچہ قہر درویش بر جانِ درویش کے مصداق اسی جگہ رہنا پڑا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سنام میں دو سال قیام کے دوران میں مجھے بمشکل ایک ہفتہ اپنے گھر سونا نصیب ہوا گا۔ ورنہ دن رات تھانہ مذکور میں حاضر رہ کر اس کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہتا تھا ؎

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ۔
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ۔

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ

میری انتہائی کوششوں - پرماتما کی کرپا - اور مہاراجہ ادھیراج کے اوج اقبال کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھانہ سنام کی خستہ حالی - روایتی بدعنوانی دُور ہوگئی - آجتک سنام کی پبلک اس خاکسار کے لئے دعاگو ہے - اور افسران اعلیٰ بھی کارگذاریوں اور خدمات حسنہ سے متاثر ہوکر ترقی دینے اور گریڈ بڑھانے پر مجبور ہو گئے -

میرے دل میں ان ایام کی یاد تازہ رکھنے کے لئے بہت سے سرٹیفکیٹ موجود ہیں - جن سے گذشتہ تمناؤں اور اُمیدوں سے بھرے ہوئے زمانے کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے ؎

خُرم آنانکہ سرِ زلف نگارے گیرند
بے قراری بکف آرند و قرارے گیرند

کسی قابل افسر کی تعیناتی سے جہاں امن پسند شہریوں کو تسکین دلی حاصل ہوتی ہے وہاں بدمعاش غنڈوں کو بھی چھٹی کا دُودھ یاد آجاتا ہے - چنانچہ موخرالذکر لوگوں نے مجھکو گمنام دھمکی آمیز خطوط لکھے جن میں تحریر تھا کہ میں اُن کی من مانی کارروائیوں میں سد راہ بن کر روڑا نہ اٹکاؤں - اور کسی قسم کی باز پرس نہ کروں - مگر ایک فرض شناس انسان کے لئے ایسے خطوط کیا وقعت رکھتے ہیں ؎

گامزن جو راہِ حق پر ہیں خدا ہے رہنما
اور ہر مشکل میں ہے اُن کو خدا کا آسرا

چنانچہ یہ خاکسار بدستور سابق اپنی روش کو برقرار رکھتا ہوا اپنے ارادوں سے متزلزل نہ ہوا پر نہ ہوا ؎

دھمکیاں دیتے ہو کیوں جذبۂ دل کی ای داغ
بندہ پرور! یہ محبت میں حکومت کیسی ؟

بدمعاش اور بدکردار لوگوں نے میرے چلے جانے کے لئے منتیں مانیں۔ مگر ایسے لوگوں کی التجاؤں اور منتوں میں کیا اثر ہو سکتا ہے جو التجائیں گناہ سے ملوث سینوں سے نکلی ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی امن پسند مخلوق میں امن و امان کے تباہ کرنے کے لئے کی گئی ہوں۔

اب وہ وقت بھی آ گیا جب مجھے تھانہ مذکور سے تبدیل کیا جانا تھا۔ مرہونِ احسان عوام اور پبلک کو جنکے دلوں میں میری خدمات کی وجہ سے ایک خاص جگہ پیدا ہو گئی تھی۔ اس سے سخت قلق گذرا۔ انھوں نے حکام بالا کی خدمت میں محضر نامہ جات پیش کئے۔ جن کے ذریعہ درخواست کی گئی تھی کہ شب چند تھانیدار کو یہاں سے تبدیل نہ کیا جائے۔

بالکل اسی قسم کے محضر نامہ جات تھانہ سامانہ سے تبادلے کے وقت بھی پبلک کی طرف سے حکام کی خدمت میں گذارے گئے۔ سچ ہے ؎

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے
انسان کیا جو نہ دلِ دلبر میں گھر کرے

یہ خاکسار ۱۷ پھاگن سمت ۱۹۸۳ کو عہدہ سب انسپکٹری سے ترقی یاب ہو کر اضلاع کسی۔ برنالہ وسی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ میں بعہدہ انسپکٹری مامور ہوا ؎

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ مایوس ہو اُس سے اُمیدوار

اضلاع مذکور کے دوران قیام میں متعدد کارہائے نمایاں کئے۔ چنانچہ سنگین مقدمات کی سراغرسانی۔ عادی گروہ مجرمان کی گرفتاریاں بالخصوص جاذب توجہ رہیں۔ مجرمان کی کثیر تعداد کو گرفتار کیا گیا۔ اور ان پر باضابطہ مقدمات چلائے گئے۔ ان ایام میں چند ایک ایسے سنسنی خیز واقعات عالم ظہور میں آئے جنکا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مسمی سردار آسنگھ سوار سکنہ قصبہ بھوانیگڑھ کی دو صغیرسن دختران کا وحشیانہ سنسنی خیز قتل سرزد ہوا۔ لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے سفاک قاتلوں کا سراغ نہ لگ سکا۔ چنانچہ اس مقدمہ کی تفتیش ہر ایک سعی لاحاصل کے بعد مجھے تفویض کی گئی۔ میں موقعۂ واردات

پر پہنچا وہاں پہونچنے پر غیبی امداد سمجھئے کہ مستغیث کے مکان سے ایک کتے نے ایک دفن شدہ کھوپری زمین سے نکال لی تفتیش مقدمہ کا موقعہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ سراغ چل گیا اور مقدمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا سے

دست قدرت میں بڑی قدرت ہی اے انسان دیکھ!

اس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں یہ سامان دیکھ!

تو سمجھتا ہے کہ پوشیدہ رہیں گے خوں کے داغ

کاسۂ سر اور اک کتا خدا کی شان دیکھ!

سمت ۱۹۷۲ میں میجر سردار گوردیال سنگھ صاحب اے ڈی سی۔ مسٹر منموہن صاحب ایم اے پرنسپل مہندرا کالج۔ رائے بہادر چرنجی لال صاحب۔ سردار بھگونت سنگھ صاحب ناظم۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب وغیرہ چند اہلکاران ریاست العالیہ پٹیالہ کی کوٹھیوں پر متواتر و پیہم چوری کے وقوعات ظہور میں آتے رہے۔ مقامی پولیس مصروف تفتیش تھی۔ مگر سراغ نہ چلتا تھا۔ راقم کو غریب خانے سے بذریعہ تار یاد فرمایا گیا۔ چنانچہ تار موصول ہوتے ہی حاضر ہو گیا۔ حالانکہ میں اُن ایام میں بموقعہ شادی دختر خود رخصت پر تھا۔ آتے ہی معاملہ ہاتھ میں لیلیا۔ ایشور پرماتما کے کوٹاں کوٹ دھنباد کرنے چاہئیں کہ اقوام بلوچاں سے یہ تمام چوریاں دو ماہ کامل سراغرسانی کے بعد برآمد ہو گئیں سے

عزت و دولت پہ تیرا اے بشر کیا زور ہے

یہ خدا کی دین ہے انسان کی تقدیر ہے

یوں تو پولیس کی ملازمت میں بیسیوں موقعہ ایسے آتے ہیں جب انسان کو اپنی قابلیت کے اظہار کا موقعہ ہاتھ آتا ہے۔ مگر بعض خاص واقعات ایسے رونما ہوتے ہیں جب کوئی بھی کارگذار شخص اپنے کام کو غیر فانی بنا سکتا ہے۔ لوگ پولیس اور لفظ پولیس کا صحیح اور جامع مفہوم نہیں سمجھتے۔ حالانکہ پولیس کی ملازمت میں انسان کو شہرت بقائے دوام حاصل ہو سکتی ہے

(۱) مقدمات نسبتی بستہ سنگھ۔ ہرونت سنگھ۔ نرائن سنگھ وغیرہ اس نوعیت کے مقدمات ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ تین لاکھ روپے کا سرکاری مال قیمتی جواہرات۔ جڑاؤ زیورات۔ بیش قیمت پانچ چار طلائی گھڑیاں

اور نقدی وغیرہ کا سرقہ ہو گیا اور کچھ بذریعہ خیانت بھی تحویل سرکاری سے ملزمان نے حاصل کیا۔ ان مقدمات کی تفتیش میرے سپرد ہوئی اور ایک سال کے طویل عرصہ تک مصروف تفتیش رہا۔ اور تمام مسروقہ مال برآمد کرالیا گیا۔ مقدمات ہذا میں ملزمان کی پیدا کردہ جائدادیں بھی ضبط بحق سرکار ہوئیں۔ ان مقدمات میں اس قدر مال برآمد کرایا گیا تھا جس کی دوسری نظیر ریاست کے پولیس ریکارڈ میں نظر نہیں آتی ؎

منزلت اور یہ عزت سبھی تو نے بخشی!
ورنہ میں کیا تھا بھلا میری حقیقت کیا تھی
کارِ مشکل جو سرانجام دلائے مجھ سے
سب تیرا فیض ہی تھا، میری کرامت کیا تھی؟

(ا) اسی سلسلہ میں خود محل حضور راجہ رنبیر سنگھ صاحب سرگباشی کا سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) روپیہ کا مال بھی برآمد ہو گیا۔

(ب) مبلغ پندرہ سو (۱۵۰۰) روپے کے ٹکڑے قیمتی پارچات و گوٹہ کناری خیاطان سرکاری کے چرا کر فروخت کئے ہوئے پکڑے گئے۔

(ج) رمضان فراش کے فروخت کردہ جھاڑہائے کانچ تحویل قلعہ مبارک بھی گرفتار ہوئے ؎

ہم ہماری کوششیں بے سود ہیں بے کار ہیں
ہاں مگر تو جو بھی چاہے وہ ہی ہوتا ہے سدا
عزت و دولت یہ رفعت اور سارا مرتبہ
سب تیرے بخشے ہوئے ہیں دو جہانوں کے خدا

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ملازمت پولیس کے سلسلہ میں بعض ایسے ایسے اہم رازہائے سربستہ کا انکشاف ہوتا ہے۔ جنکو وہم میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ بعض اوقات ہمیں انسان۔ آہ اس مکروفریب کے پتلے۔ دغا اور شرارت کے مجسمے انسان کی ناقص عقل پر بیحد افسوس ہوتا ہے صرف افسوس ہی نہیں بلکہ ہمیں بیحد شرم محسوس ہوتی ہے کہ چند ایک ننگ انسانیت خود غرض

انسانوں نے انسانیت کے پاک وصاف اور بیداغ جامہ پر اپنی بدعنوانیوں سے نفرت آمیز داغ لگا دیئے ہیں۔ سچ تو یوں ہے ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

کتنی شرم کی بات ہے ایک آدمی کو کچھ فرایض تفویض کئے جاتے ہیں۔ وہ اُنکے سرانجام دینے کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ مگر آہ! ہر وقت و ہر لحظہ ہر گھڑی اس کے دل میں رہ رہ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ سپرد کردہ اشیاء کو اڑا کر اپنے استعمال میں لے آئے۔ کیا یہ بھاری پاپ اور عظیم گُناہ نہیں بول بول! نفس پرست بندے! دھرم سے بے خبر انسان! بول کیا باغبان خود ہی اپنے ہاتھوں سے باغ کو آگ کی نذر کیا کرتے ہیں۔ کاش ہم بندے اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرتے اور دنیا کو صحیح معنوں میں غیرتِ فردوس بریں بنا دیتے۔ مگر اے لذتِ گُناہ پر مٹنے والو! خدا تمہاری گناہگاری اور سیہ کاری کو کبتک پردۂ تاریکی اور صیغۂ راز میں رکھ سکتا ہے؟ ؎

بروزِ حشر اُٹھیگی نہ گردن تک ندامت سے
چمک اُٹھیں گے یہ داغِ معاصی بجلیاں بنکر
چھپاؤ گے کہانتک پردۂ ظلمت میں عیبوں کو
کہ بولے گی سیہ کاری تمہاری اک زباں بنکر

گُناہ کا سلسلہ کیتنا لا متناہی ہے۔ اگر صرف معدودے چند اشخاص تک ہی یہ سلسلہ محدود رہتا تو شاید قابلِ افسوس نہ ہوتا مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایماندار اشخاص معدودے چند ہوتے ہیں اور بے ایمان لاتعداد۔ انسان دنیا میں اشرف المخلوق ہونے کا مدعی ہے۔ مگر افسوس اس نے کس قدر غلط راستہ اختیار کر رکھا ہے کہ لذتِ گُناہ پر مٹا ہوا ہے اور نیکیوں سے کنارہ کش۔ پرماتما کو بھولا ہوا ہے۔ مگر شیطان کا مرید ؎

بھولنا ہے تو نے اے بندے بدی کو بھول جا

چند روزہ زندگی پر تو خُدا کو بھول مت
ایک دن جانا پڑے گا تجھکو خالی ہاتھ ہی
دیکھ اے نادان تو دُنیا میں آکر بھول مت

آجکل خرقۂ پارینہ کے پردے میں بھیڑیئے چھپ کر غریب اور سادہ لوح پبلک کی عزت کا خون کرنے میں مشتاق ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے پارسا مُتقی بزرگ صورت مگر شیطان سیرت انسان دیکھے گئے ہیں جن کی سیہ کاریوں کو قلمبند کرتے ہوئے قلم کا سینہ چاک ہوتا ہے ؛
بھائی چوہڑ سنگھ گرنتھی سکنہ بلاسپورہ کا کیس بالکل اسی نوعیت کا ہے۔ اس خاکسار نے اس کی حیرت انگیز کارستانیوں کے وہ وہ عجیب و غریب انکشافات کیئے جنکی طول طویل حکایات اگر حوالہ قلم کی جائیں تو بجائے خود ایک ناول بن سکتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک ناول "راج دولاری" گرفتار کر کے سرکار عالی وقار کی خدمت میں پیش کیا ؎

آج درویشوں کے پردے میں ہیں لاکھوں بھیڑیئے
جنکی کرتوتیں دلِ عالم پہ عُریاں ہو گئیں
رند صافی دل ہوں رسوائے جہاں شانِ خدا
شیخ کی مے خواریاں داڑھی میں پنہاں ہو گئیں (شعلہ)

قتل لال سنگھ ایک مشہور واقعہ ہے۔ اس خوفناک قتل اور دلدوز واقعہ کی سراغرسانی اور تکمیل تفتیش مسٹر ایف ایل نیومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ریاست العالیہ پٹیالہ نے اسی خاکسار کے سپرد فرمائی۔ چنانچہ لفٹنٹ لال سنگھ کے قاتلان کا پتہ چلایا گیا اور مقدمہ عدالت بالا میں فیصل ہونے کے لئے پیش کیا گیا۔ فاضل جج نے ملزمان کو سزا دیتے ہوئے خادم کی کارگذاری کا اپنے فیصلہ میں نہایت خوبصورت الفاظ میں اعتراف فرمایا ہے ؎

ہم وفادار ہیں مرتے ہیں وفاداری پر
دیکھ اے چشم عدو دیدۂ بینا ہو کر

خاکساری کے مراتب ہیں معاصی میرے
کھل گیا اور کبھی دامن میرا میلا ہو کر (شعلہ)

یہ تذکرہ خلاف موقع ومحل نہیں کہ میں نے آج تک جو جو فرائض انجام دیئے ہیں وہ محض اسی لئے سرانجام نہیں دیئے کہ میں افسران بالا سے اپنے لئے سرٹفکیٹ اور اسناد حاصل کروں بلکہ میرا عندیہ اور نصب العین ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اپنے جملہ فرائض کو ایک مقدس متبرک جزو ایمان اور حصۂ مذہب خیال کرتے ہوئے سرانجام دوں اور مجھے فخر ہے کہ میں آج تک فرض شناسی کو اپنی منزل خیال کرتا ہوا ہمیشہ صحیح اور سیدھے راستے پر چلتا رہا ہوں ۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں
دیکھ اے چشم عدو مجھ کو حقارت سے نہ دیکھ
جس پہ خالق کو بھی ہے ناز وہ انساں ہوں میں (اقبال)

موجودہ طریقہ تفتیش وانصاف گو ہر لحاظ سے مکمل ہے مگر کہیں کہیں اس میں بھی خامیاں رہ جاتی ہیں اور بسا اوقات تفتیش کنندگان وحکام ایسی ایسی فاش غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں جس کا ازالہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہو سکتا ۔ مثال کے طور پر ذیل کا واقعہ پیش خدمت ہے مسمی بیر سنگھ رمداسیہ سکنہ چوھکہ تھانہ بھٹنڈہ کے سولہ ہزار روپے کے پونڈ جبراً چھین لئے گئے ۔ اس نے مقدمہ چلایا مگر سات سال کے طویل عرصہ کی پیروی کے بعد بھی غریب مستغیث عدالتہائے اعلیٰ تک دروغگو تسلیم کیا گیا ۔ حسن اتفاق کہیئے یا مستغیث کی خوش بختی ۔ کار تفتیش اس خاکسار کے سپرد ہو گیا ۔ سراغرسانی اور تفتیش سے مقدمہ نکالا گیا اور اصلیت کو جلی کر کے حکام کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ ملزمان نے بعد اقرار جرم سات ہزار روپیہ کیبنٹ کے سامنے مستغیث کو دیکر رضامند کیا ۔

لاکھ پردوں میں حقیقت کو چھپائے کوئی

ہم حقیقت کے طرفدار رہیں گے لیکن
سرخرو ہو کے ہی رہتی ہے صداقت آخر
یہ گنہ گار گنہ گار رہیں گے لیکن (شعلہ)

اس واقعہ کے بیان کرنے سے مصنف کا ہر گز ہر گز یہ مدعا نہیں کہ عدالتوں میں واقعات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ بعض اوقات عدالتوں سے بھی غلطیاں سرزد ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ انسان فانی اور نامکمل انسان کے بنائے ہوئے تمام قواعد و ضوابط طریقے اور قوانین مکمل نہیں ہو سکتے۔ آدمی نے اپنی انتہائی کوششیں صرف کر دی ہیں تاکہ وہ قدرت اور فطرت پر قابو حاصل کر سکے مگر قدرت کی نظر کی ایک جنبش ہماری اعلیٰ ترین کوششوں کو دم زدن میں درہم برہم کر کے رکھ دیتی ہے ؎

سمندر ہنس رہے ہیں اس بنی آدم کی کوشش پر
کہ کر سکتی ہے ملیا میٹ طوفاں کی ستم ریزی
دخانی کشتیوں پر تیرتے پھرتے ہیں جو بندے
وہ سہہ سکتے نہیں طوفان غم کی حشر انگیزی (شعلہ)

یہاں بخوف طوالت بہت سے واقعات کو نظر انداز کر دینا ہی قرین مصلحت ہے ورنہ اگر ہر ایک بات کو شرح اور بسط سے بیان کیا جائے تو نہ معلوم یہ نسخہ کس قدر ضخیم ہو جائے۔ مختصراً یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ بہت سے مقدمات قتل و ڈکیتی۔ نقب زنی اغوا برآمد کئے گئے اور امن عامہ کو بحال رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ وہ افسر جو رفاہ عام و بہبودی عوام میں اس طرح کوشاں رہے پبلک بھی اس کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ انھیں خدمات کی بدولت یہ حقیر افسران و عوام کی نگاہوں میں ہمیشہ ممتاز رہا اور ہر شخص قدر و منزلت کی نگاہوں سے اس خاکسار کو دیکھتا رہا۔

؎ خدمت خلق کو ہم فرض مقدم سمجھے
ہم نے ناشاد کا برباد کا دل شاد کیا

غُنچہ و گُل تھے جہاں چاک گریباں غم سے
اُس اُجڑے ہوئے گلزار کو آباد کیا

اے سچائی اور ایمانداری! تم دونوں ایسی خوبصورت چیزیں ہو کہ تمہیں جسقدر زیادہ پیار کی نظروں سے دیکھا جائے تھوڑا ہے۔ بیشک دولتِ دنیا عیش و آرام تمہاری صرف ایک ادا پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ تم دونوں ایک بیش بہا دولت ہو۔ فانی انسان کے فانی بچے شاید تمہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے نہ دیکھیں مگر وہ شخص وہ مبارک شخص جو روحانی اور مادی اشیاء میں تمیز کر سکتا ہے جسکو قدرت نے عقل سلیم بطور ایک منصف کے ودیعت کی ہے تمہاری خرید ہر قیمت پر کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔

اے سچائی! تو ہی تھی جس نے اس ہیچ پوچ بندۂ ناچیز کو فرض کی جانب راغب کیا یہ تیرا ہی اثر تو تھا جس نے رعیت کو میری گرویدہ۔ حکام کو میرے مدحت سرا بنایا۔

ع دو جہاں کی دولتیں عزت کے آگے کچھ نہیں

مگر کیا سب کے سب افسر اور اہلکار ایماندار اور سچائی پسند ہوتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں آہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ مجھے دوران ملازمت میں ایسے بہت سے اہلکاروں پر رشوت ستانی کے مقدمات چلانے پڑے۔ کیا یہ شرمناک اور مذموم فعل نہیں کہ غریب رعایا کو اُن کے ایام مصیبت میں اس طرح لُوٹا کھسوٹا جائے۔

ط رعیت جن اہلکاروں سے خوش اُنسے خدا خوش ہے
رعیت جن سے ناخوش ہے خدا بھی اُن سے ناخوش ہے
اگر حق کی خوشی چاہو کرو خدمت رعیت کی
خدا کر دے گا بارش آپ کے سر پر عنایت کی
رعیت اپنا مذہب ہو رعیت اپنا ایمان ہو
رعیت جسم ہو اپنا رعیت جسم میں جان ہو
(شعلہ)

نہیں ہوسکتی۔ اونچی اونچی کرسیوں پر جلوہ افروز ہونیوالے اہلکارو! اُنکی بخشش ہرگز نہیں ہوسکتی جو خیانت مجرمانہ کے مجرم بن چکے ہیں۔ قدرت نے خدانے تمہارے اپنے کرموں نے تمہارے سر پر دستار فضیلت رکھی ہے تاکہ تم بے لاگ انصاف کرو نہ کہ اس لئے کہ تم چاندی اور سونے کے ٹکڑوں کے بدلے قصوروار کو بے قصور اور معصوم بے قصور کو قصوروار بنا دو ۔

خدا پوچھے گا جب تو کیا کہو گے تم قیامت میں
یقیں ہے صورت تصویر بسی لو گے زباں اپنی

آہ! کیسا نازک موقعہ ہوگا کتنا بھیانک سماں ہوگا۔ جب دھرمراج کے سامنے ستائی ہوئی پرجا تمہارے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے گی۔ اس وقت ع ۔

ندامت کس سے دیکھی جائیگی چشم پشیماں کی

خیر یہ ایک جملہ معترضہ ہے۔ مقصود یہاں یہ نہیں کہ وعظ کیا جائے بلکہ یہاں تمہیدی نوٹ تحریر کرنے مقصود ہیں ۔

مانیں نہ مانیں آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں (نسیم)

خوبی تقدیر کہیئے یا سری حضور لامع النور فیض گنجور مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر کے اقبال کا فیض مجھے آجتک لاتعداد ذمہ واریوں کے کام تفویض کئے گئے ہیں وہ کام جن کے انجام دینے میں محض آزمودہ وتجربہ کار افسران کی ہی ضرورت تھی۔ مثلاً بموقعہ تشریف آوری حضور وائسرائے صاحبان اور بموقعہ ورود مسعود ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز و ہز رائل ہائینس پرنس آف آرتھر صاحب کی تشریف آوری پر حفاظتی خدمات اس خادم کے ہی سپرد کی گئی تھیں جنکو پرم پتا سروشکتیمان دیالو پرماتما کی اتی انت کرپا اور پرم دیالتا سے بڑی اچھی طرح سے نبھایا گیا اور یہ تمام مبارک موقعے بصد ہزار خیر و خوبی گذر گئے ۔

جو کچھ کیا تیرے کرم سے ہی کیا
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

ہیں اور یہ ذمہ داریاں ! ایک ذرہ ناچیز اور خورشید سے ہنگامہ آرائیاں ! اگر اسے معجزہ نہ کہوں تو اور کیا ہو سکتا ہے ؟ انہیں اہم ترین ذمہ داریوں کی انجام وہی کے اعترافات انعامات اور خلعت ہائے فاخرہ کی صورتیں بموقعہ دربارہائے شاہی ہوتے رہے ہیں ؎

بھوپ اندر سنگھ تیرا نام ایسا نام ہے
آسماں بھی جس کے آگے لرزہ براندام ہے
منبع الطاف ہے تو چشمۂ اکرام ہے
ہر طرف جاری جہاں میں تیرا فیض عام ہے
آج دنیا بھر میں کوئی بھی تیرا ثانی نہیں
تیرا ثانی دہر میں ہو بھی نہیں سکتا کہیں (شعلہ)

۷ کاتک سمت ۱۹۷۸ کو بموقعہ دربار دسہرہ مبارک میری وفادارانہ جاں نثارانہ خدمات کا اعتراف فرمایا گیا۔ اور مجھے انسپکٹری کے انتہائی گریڈ پر ترقی عطا ہو کر انسپکٹر فسٹ گریڈ کے عہدہ پر فائز کیا گیا

یکم بیساکھ سمت ۱۹۷۹ کے دربار بیساکھی پر دربار کی طرف سے مجھے ڈبل خلعت بخشا گیا مراعات شاہانہ اُن بے تھاہ بے پایاں سمندروں کی طرح ہیں جنکی گہرائیوں کو ارتقاء خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ ان گرانقدر خلعتوں کے علاوہ جو بر سر دربار میری عزت اور آبرو کا باعث ہوئے مجھے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے معزز و ممتاز عہدہ کا رینک بھی عطا فرمایا گیا ؎

شاہ ذی جاہ تیرے فیض کا ادنےٰ کرشمہ ہے
کہ جس سے ہمسری حاصل ہوئی مجھکو ستاروں کی
اگر مغموم کی جانب نظر اُٹھ جائے ہے تیری
تو اک دم میں بدل جاتی ہے حالت سوگواروں کی

ناظرین باتمکین کی دلچسپی کے لئے میں اس عہد کے واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے آگے کی طرف رجوع کرونگا۔

زمانہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی کے مکمل و مشرح واقعات کی تفاصیل آپ اگلے ابواب میں ملاحظہ فرماویں گے یہاں صرف مندرجہ ذیل واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے ؛

مقدمات :-

(ا) سٹور لائن میں پندرہ ہزار روپیہ (۱۵۰۰۰) کا غبن

(ب) ہز ہائینیس گورنمنٹ کے خلاف سازش

(ج) بم کیس کلوڑ۔ اس کیس کے ضمن میں یہ بیان کر دینا ضروری ہوگا کہ یہ سازش اس قدر خوفناک تھی کہ جس کے ذریعہ بڑے بڑے سرکار و گورنمنٹ کے وفاداروں کو قتل کرنے کا منصوبہ کیا گیا تھا

(د) سازش گاؤکشی نروانہ۔

مندرجہ بالا تمام مقدمات کی تکمیل کی گئی۔ مقدمات کی اہمیت کا اندازہ ناظرین "شان پولیس" خود لگا سکتے ہیں۔ اس عہد میں میری کارگذاریوں کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس سے کہیں آگے جاتا ہے ؛

رشوت ستانی! آہ یہ وہ فعل ہے جس سے دُنیا اور عاقبت دونوں میں انسان اپنے لئے کانٹے بو لیتا ہے۔ فی زمانہ بہت تھوڑے پاک نفس حکام ایسے ملیں گے جو اس قابل نفرین گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔ ملازمت اور ملازمت کا لامتناہی سلسلہ اس رشوت ستانی کی وجہ سے اس قدر بدنام ہو چکا ہے جو اظہر من الشمس ہے۔ کوئی محکمہ کوئی صیغہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈنے سے ایسا نہ ملیگا۔ جس میں کوئی نہ کوئی حاکم۔ کلرک۔ منشی ایسا نہ ہو جو اس نام نہاد و بالائی آمدنی سے پرہیز کرے ؎

حرصِ زر ڈر ہے ڈبو وے گی تجھے اے بے خبر
کس لئے پھر کر رہا ہے اے بشر تو حرصِ زر
چند چاندی کے ڈلوں کے واسطے سنسار میں
دیکھ اے نادان اپنی عاقبت گندی نہ کر

چنانچہ ان دنوں چند افسران پولیس و صاحبان مجسٹریٹ نے رشوت ستانی جیسے مذموم فعل کو

ایک عام پریکٹس بنا لیا تھا اور رشوت ستانی سے دن دہاڑے انصاف کا خون کیا جاتا تھا۔ ان تمام حضرات کے خلاف مقدمات کی تکمیل کی گئی اور وہ مقدمات باقاعدہ عدالتہائے ریاست میں چلائے گئے۔ کیونکہ سرکار حضور سرکار دولت مدار اقبالہٗ مرتشی اہلکار ان کے سخت مخالف ہیں۔ اس لئے تمام مقدمات ایمائے شاہی سے ہی چلائے گئے تھے۔ اس قسم کی غیر جانبدار۔ اور صداقت پر مبنی کارروائیوں نے گو میری اپنی پوزیشن کو سخت خطرے میں ڈال دیا تھا۔ اور ہر طرف میرے دشمنوں کا ایک جمّ غفیر پیدا ہو گیا تھا۔ مگر جہاں فرض اور ڈیوٹی کا سوال درپیش ہو وہاں اپنی پوزیشن کو خطرے میں ڈالدینے سے بھی ایک عجیب و غریب روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے ؎

مجھکو اک لحظہ تامل ہی نہیں ہے اس سے
فرض کے واسطے گر جان بھی جائے میری
زندگی موت پہ قربان جو یہ موت ملے
بال پر شیشۂ عزت میں نہ آئے میری

ناظم اور سیشن جج جیسے ذمہ وار عہدہ دار بھی اگر رشوت ستانی جیسے گناہ کا ارتکاب کریں تو کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں ایک ناظم اور ایک سیشن جج کے خلاف بھی رشوت ستانی وغیرہ شکایات کی پڑتالیں کی گئیں ؎

حق نے تجھکو بڑائی بخشی تھی
اس بڑائی کا تو اہل نہ ہوا
جو فرائض تھے تیرے بھول گیا
تجھ سے اُن پر کوئی عمل نہ ہوا

انہی دنوں میں پولیس کی خوش قسمتی سے محکمہ مذکور کی باگ ڈور ایک قابل اور اعلیٰ درجہ کے منتظم افسر کے دست مبارک میں تھی جنکا نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ مسٹر ایف۔ ایل۔ ینگ تین مصاحب انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔ چنانچہ آپنے محکمہ پولیس کے لئے ایک اصلاحی کمیٹی مقرر فرمادی اس

کمیٹی کے دیگر ممبران میں خادم کو بھی بطور ممبر فخر شمولیت وحق رائے دہندگی بخشا گیا تھا۔

اگرچہ اس کمیٹی سے کوئی عملی کام اور کوئی اصلاحی کارروائی نہیں ہوسکی۔ مگر میرے لئے یہ امر قابل فخر اور موجب اطمینان ہے کہ انسپکٹر جنرل موصوف کے دل میں میرے لئے ایک خاص جگہ تھی اور موصوف میرے تمام کاموں کو نظر پسندیدگی سے دیکھتے ہوئے ہمیشہ میرے مداح تھے۔ یہ وقعت جو ایک بے لاگ یورپین افسر کے دل میں میرے لئے تھی۔ میری اصلی پوزیشن کو اصلی جامے میں ناظرین کے روبرو رکھ سکتی ہے ؎

نقش بن کر رہ گئی میری صداقت ہر طرف
دیدۂ مردم میں۔ میں بھی مثلِ مردم ہوگیا
کھوکے اپنے آپ کو مجھکو ملا میرا نشان
پالیا میں نے رہ مقصود جب گم ہوگیا

صاحب انسپکٹر جنرل موصوف نے کیریکٹر رول میں میرے لئے جو ریمارک فرمایا تھا اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"انسپکٹر شب چند ریاست میں سب سے بہترین ڈیٹکٹو (سراغرساں) ہیں فی الحقیقت وہ ہر جگہ کی پولیس فورس میں زیور ثابت ہونگے۔ ریاست کے اندر تفتیش جرائم میں وہ میرا بڑا سہارا اسے تھے یہ بالخصوص ان کی ہی امداد کا باعث تھا کہ لال سنگھ۔ بستہ سنگھ۔ ہردت سنگھ۔ بہینی فتا۔ بیر سنگھ کے مقدمات اور نیز بہت سے دیگر مقدمات جو ریاست کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے پایۂ تکمیل کو پہونچے۔ مجھے اس امر کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ریاست انسپکٹر شب چند کی کارگذاریوں کی اس درجہ زیر بار احسان ہوگئی ہے کہ وہ کبھی اس کا معاوضہ نہ دے سکیگی۔ میں بڑے وثوق سے خیال کرتا ہوں کہ اس افسر کو گزیٹڈ گریڈ میں ترقی ملنی چاہئے جس کے فرائض کو وہ بلاشبہ نہایت عمدگی سے انجام دیگا۔"

مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء دستخط بحروف انگریزی

الیف ایل نیومین انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

ے سرِ محفل میرے وہ اس طرح مدحت سرا کیوں ہیں
کوئی اپنے میں خوبی جب نظر آتی نہیں مجھکو
کُجا میں؟ اور کجا وہ آسمانِ شہرت و عزّت؟
لئے جاتے ہیں کیوں آسوئے چرخِ ہفت میں مجھکو؟

قُدرت نے ہر شخص کو کوئی نہ کوئی دُھن بخشی ہے۔ بعض اصحاب کو ہر وقت پولیٹیکل معاملات کی دُھن لگی رہتی ہے اور ان کے لئے ہمہ وقت مسئلہ سیاسیات ہی ایک اہم مسئلہ ہے۔ بعض کو اقتصادیات سے دلچسپی رہتی ہے اور وہ ہر وقت قوم اور ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے فکر میں مستغرق رہتے ہیں۔ مگر میرے لئے تمام مسائل سے اہم ترین صیغۂ پولیس کی حالت کو بہتر بنانا تھا اور ہر وقت یہی ایک دُھن میرے سر پر سوار رہتی تھی جس کا نتیجہ ہر وقت کی سوچ بچار تھا۔ محکمہ کی بہتری کی تجاویز اور وسائل سوچنا۔ اسی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہنا۔ جب کوئی عمدہ تجویز سمجھ میں آئی تو اس کو بذریعہ رپورٹ اپنے افسران اعلیٰ کی خدمت میں پیش کر دیتا ؛

وہ کامیاب اصلاحات جو اس خاکسار کی وجہ سے صیغۂ پولیس میں ظہور میں آئیں ان کا مفصل تذکرہ نظارہ سوئمیں میں کیا گیا ہے ے

اے خالقِ اکبر مجھے وہ فکر رسا دے
گلزارِ ارم باغِ زمین کو جو بنا دے
ہنستا ہوا سر اپنا کروں میں تہہِ شمشیر
حق کے لئے گردن بھی اگر کوئی اُڑا دے
دنیا کی مصائب پہ پسیجے نہ کبھی جو
ایسا جو میرا دل ہو تو اُس دل کو مِٹا دے
گردن پہ غریبوں کی نہ ہو پنجۂ شدّاد
پھر ساری خُدائی کو تو معصوم بنا دے

ہو کام غریبوں کی حمایت ہی ہمارا
یہ "شان پولیس" ہے تو زمانے کو دکھادے

سہ سالہ زمانہ سپرنٹنڈنٹی :-

اگر اے مرد عاقل تو دیانتدار بن جائے
تو کچھ مشکل نہیں تیرے لئے عزت کا پالینا
خدائی تجھکو چاہے گی خدا بھی تجھکو چاہیگا
گناہ سے دامن انسانیت اپنا بچالینا

مستقل مزاجی وفاداری. محنت اور کارگذاری کے صلہ میں اس ذرہ بیمقدار کو سپرنٹنڈنٹی کے عہدے پر سرفراز فرمادیا گیا. چنانچہ خاکسار نے اضلاع نارنول اور برنالہ میں تین سال تک بطور قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس خدمات انجام دیں:

میری برنالہ کی سپرنٹنڈنٹی کا دور اولین یعنی سمت ۱۹۷۹ و سمت ۱۹۸۰ وہ دور تھا جبکہ ریاستہائے پٹیالہ و نابھہ کے مابین سخت تنازعات کا حشر برپا تھا. دو تاجداروں کی باہمی رنجشوں کا بار بسا اوقات غریب رعیت کے کمزور شانوں پر بھی آپڑتا ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں ریاست پٹیالہ کی پولیس کے دو افسر جنکو حکام ریاست نابھہ نے گرفتار کرلیا. اور ان ایام میں بدمعاشوں کی تو چاندی ہوگئی تھی. ریاست پٹیالہ کے دیہات میں یہ لوگ سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے کے بعد علاقہ ریاست نابھہ میں پناہ گزین ہوجاتے امن عامہ سخت خطرے میں تھا. پبلک کی بیچینی دمبدم بڑھتی جاتی تھی. ادھر ضلع پولیس کی نصف کے قریب جمعیت انبالہ کیمپ میں بسلسلہ مقدمات نابھہ مصروف تھی. باقی جمعیت اس بدامنی کے زمانہ میں بحالی امن وامان کے لئے محض ناکافی تھی. راقم کی توجہ بھی زیادہ تر انہی مقدمات کی طرف رہتی تھی جو انبالہ میں ریاست نابھہ کے ساتھ چل رہے تھے:

ریاست نابھہ کی حمایت میں اکالی ایجی ٹیشن بھی بڑے زوروں پر تھا. چنانچہ معزول مہاراجہ صاحب نابھہ کے بعض نمکخوار اکالی ریاست پٹیالہ کی وفاشعار رعیت میں اپنی باغیانہ حرکات سے بغاوت کی

تحریک وتلقین کرتے رہتے تھے۔ اِن حالات میں افسران پولیس کے لئے بحالی امن و امان و انتظام ضلاع کی طرف رغبت کرنا بہت دشوار تھا۔ مگر راقم الحروف باوجود ان تمام مشکلات کے جو اس راہ میں حائل تھیں انتظام ضلع متعلقہ۔ اصلاح پولیس۔ ملاحظہ تھانہ جات۔ گرفتاری مجرمان اور تفتیش مقدمات میں حتی المقدور پورا پورا حصہ لیتا رہا۔ تین مشہور معرکے جنکا تعلق ان ایام سے ہے اس زمانہ کی یاد آجتک دل پر نقش کئے ہوئے ہیں۔ یہ معرکہ گرفتاری ڈکیتان و قاتلان کے سلسلہ میں تھے ؛

واضح رہے کہ یہ گروہ مجرمان خاص طور پر اہمیت رکھتے تھے اور نہایت خطرناک مقابلوں کے بعد اُن کی سرکوبی ممکن ہو سکی۔ بارہا مجھکو اور میرے ماتحتوں کو گولیوں کے سامنے سینہ سپر کرنا پڑا۔ اس دور کا آخری معرکہ سرحد بڈ گوجراں ریاست نابھہ میں واقعہ ہوا جس میں تین ڈاکو پولیس کی گولیوں سے ہلاک ہوئے مگر فرض کی قربانگاہ پر میرا ساتھی ایک پولیس کانسٹبل مسمی دولت علیشاہ بھی قربان ہو گیا۔ یہ کانسٹبل ڈاکوؤں پر گولی چلا رہا تھا اور دوسری طرف سے بھی گولیوں کا جواب گولیوں سے ہی دیا جاتا تھا۔ چنانچہ مسمی مذکور کے ایک گولی ایسی لگی جس سے کہ وہ جانبر نہ ہو سکا ؛

ان کارگذاریوں کا اعتراف فرماتے ہوئے سرکار دوالادام اقبالہٗ نے مجھے اور میرے جملہ ساتھیوں کو انعامات عطا فرمائے اور متوفی کانسٹبل کی نعش باقاعدہ اعزاز کے ساتھ ایک جلوس کی شکل میں بمقام پٹیالہ سپرد خاک کی گئی۔ متوفی کی بیوہ کو دربار کی طرف سے پنشن اور انعام عطا فرمایا گیا ؛

اس خاکسار کو بھی ایک قیمتی رائفل معہ ایک صد کارتوس و سند شاہی بر سر دربار عطا فرمائی گئی۔ علاوہ ازیں اسی دور کے عرصہ ڈیڑھ سال میں قابل قدر خدمات و کارگذاری کے صلہ میں میرے ماتحتین و اہل رعایا کو تقریباً چار ہزار روپیہ نقد سرٹیفکیٹوں کے علاوہ مختلف موقعوں پر مختلف انعامات کی صورت میں عطا ہوا جس کی نظیر دوسرے اضلاع ریاست میں ڈھونڈنے پر بھی میسر نہیں آسکتی تھی ؎

اگر تو مستعد ہو کر فرض پہچان لے اپنا
تو دل میں یہ سمجھ تیرا احساں بھی قدرداں ہوگا
چلے جا راستی کی راہ پر بیخوف ہو کر تُو

حکومت مہربان ہوگی خدا بھی مہربان ہوگا

مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ اشخاص جن کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ سرقہ وغیرہ کا سُراغ لگائیں اور پردہ ہستی سے چوری چکاری کا قلع قمع کر دیں. کس طرح طمع کے زیر اثر ہو کر خود بھی اس ناپاک جُرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں. چنانچہ ایک پولیس کانسٹبل نے مبلغ دو ہزار ۲۰۰۰ روپے کے سرکاری نوٹ جو مسمی کندن لال ناظر عدالت کی تحویل میں تھے. سرقہ کر لئے. جو خاکسار نے عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد برآمد کرائے. اسی طرح مدرسے کلرک کی پڑتال کی گئی اور قریباً تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ سو روپیہ سرکاری جو غبن کیا گیا تھا. برآمد کرایا گیا. اس مقدمہ کی امثلہ تکمیل کر کے صدر میں پیش کی گئیں. گو مجرم حُسن تدبیر سے سزایاب ہونے سے بچ گیا. مگر میرے لئے یہ امر قابل اطمینان ہے کہ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے. یعنی میں دوسری مرتبہ بسمت ۱۹۸۴ میں عرصہ نو ۹ ماہ تک قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع برنالہ رہا. اس دفعہ بھی حسب دستور سنگین مقدمات قتل و ڈکیتی ہائے کی تفتیش و برآمدگی میں نمایاں حصہ لیا اور دو دفعہ مواضعات تہو ریاست نابھہ و سکھ والا ضلع فیروزپور میں سخت خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ سے معرکہ آرا رہا. ان معرکوں میں قبل الذکر گروہ ڈکیتان کے تعاقب میں نو دن اور موخر الذکر میں تین ۳ دن لگے. پہلے میں چار گھنٹہ اور دوسرے میں ۱۲ گھنٹہ متواتر ہر دو جانب سے فائر ہوتا رہا۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ معرکہ تہو میں میرا ایک ہمراہی مسمی اندر سنگھ سپاہی فوج پٹیالہ بدقسمتی سے ڈاکوؤں کی گولی سے ہلاک ہو گیا اور حشمت علی صاحب انسپکٹر کی آنکھ پر ایک ایسا کاری چھرہ لگا کہ موصوف کی آنکھ پھوٹ گئی اور اسی سلسلہ میں ایک کانسٹبل ریاست نابھہ بھی فوت ہو گیا. اس معرکہ میں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لالہ ہری چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست نابھہ و کشن سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست فرید کوٹ سردار لچھمن سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس ریاست جیند معہ جمعیت ہمراہی راقم کے ہمراہ شریک کار تھے. یہ معرکہ ایک اور لحاظ سے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ مسمی لال سنگھ ڈکیت جو ایک مشہور ڈاکو اور قاتل تھا کٹنگ ریاست نابھہ کی گارد کی گولی سے کیفر کردار کو پہنچا۔

اسی طرح معرکہ متعلقہ موضع سکھ والہ ضلع فیروزپور میں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے عبدالحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع فیروزپور میرے شریک کار تھے۔ اس دفعہ بھی مقابلہ سخت تھا جو قریباً بارہ تیرہ گھنٹہ تک جاری رہا۔ کپورا ڈکیت جو فریق مخالف کی روح رواں تھا ایک بالا خانہ میں پناہ گزین ہو کر پے در پے فائر کرتا رہا۔ جنکو بالآخر معہ ہمراہیان زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا ؛

یہ بات میرے ذاتی تجربے میں آ چکی ہے کہ اکثر اوقات اہل پولیس سنگین مجرمان کے تعاقب اور ان کی گرفتاری و مقابلہ میں دانستہ پہلوتہی کر جاتے ہیں، نہ جانے وہ گولیوں کے خوف سے گھبرا جاتے ہیں یا قاتلوں اور ڈکیتوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ بجائے محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کے کاغذی گھوڑے دوڑانے پر اکتفا کرتے ہیں۔ خادم کو اپنی مدت ملازمت میں کم و بیش چھ مرتبہ ایسے معرکوں سے سابقہ پڑا ہے۔ جہاں گولیوں کی بوچھاڑ میں ہمت سے کام لیتے ہوئے مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور ہمیشہ پرماتما نے شاندار کامیابی بخشی ہے ؎

آہنی پنجہ سے ڈرتا ہے اجل کے لے بشر
اور ہستی کو سمجھتا ہے حیات جاوداں
ایک دن بر حق تجھے مٹنا ہے مرٹ جا فرض پر
نام گونجے گا ابد تک تیرا زیر آسماں

ضلع برنالہ میں اپنی تعیناتی کے دوران میں مختلف جرائم کے ۵۲ مفرور مجرمان گرفتار کرائے گئے۔ اور اس صنف میں مفرور مجرمان کے رجسٹر جو بالکل نامکمل پڑے تھے بڑی محنت سے مکمل کرائے گئے سلسلہ تفتیش و گرفتاری مجرمان کے علاوہ اصلاحی تجاویز بھی ہمیشہ جاذب نظر رہی ہیں۔ چنانچہ چند اصلاحی تجاویز پیش کی گئیں جو حکام بالا نے بجا سمجھتے ہوئے منظور فرمائیں ؛

سردار سکھدیو سنگھ صاحب ناظم ضلع کی زریں امداد سے دیہات پکہ ۔ بھاگی باندر۔ جگہ علاقہ تحفانہ راماں میں حد سے بڑھی ہوئی بد امنی کا انسداد کیا گیا اور موقعوں پر خود پہنچکر بدمعاشوں کے ریکارڈ مکمل کئے گئے ؛

بسا اوقات بعض اشخاص اپنے لواحقین اور متعلقین کے مراتب اور عہدوں سے ناجائز فائدہ اُٹھا جاتے ہیں۔ اس زمرے میں افسران کے پرائیویٹ ملازمان اور دیگر کارکنان ہوتے ہیں جو غریب رعیت کو اپنے آقاؤں کی بزرگی سے مرعوب کر کے اپنی ناروا کارروائیوں کا تختۂ مشق بناتے ہیں۔ سمت ۱۹۸۳ میں جب میں ضلع نارنول میں تھا۔ تو سب انسپکٹر صاحب تھانہ مہندر گڈھ کے ایک ملازم مسمی گوجر پہلوان نے اپنے ساتھ ایک کانسٹبل پولیس مسمی عبد الغفور کو شامل کر کے محمد بخش نامی کنچن کے بیٹے کی زوجہ کو پھسلا کر تھانہ مذکور کے ایک بالاخانہ میں جو سب انسپکٹر صاحب کے رہائشی مکان میں شامل تھا محبوس کر لیا۔ اور اس سے اگلے روز اس سے کچھ روپیہ بٹور کر اُسے آزاد کر دیا جس پر محمد بخش نے تھانہ میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ مگر وہاں صدائے برنخواست کے مصداق سنتا ہی کون تھا؟ اپنی جائز آہ وبکا کی شنوائی نہ ہوتے دیکھکر محمد بخش مذکور میرے پاس نارنول پہنچا۔ اُسکے ہمراہ وہی محبوسہ لڑکی بھی تھی۔ مجھے سب حالات سے کماحقہٗ واقفیت ہوئی تو پولیس کی اس ناجائز کارروائی پر سخت افسوس ہوا۔ چنانچہ حالات کی مزید واقفیت کے لئے میں مظلوم مذکور کو ساتھ لے کر مہندر گڈھ پہنچا اور اپنی تسلی کر کے مقدمہ زیر دفعہ ۳۶۵ تعزیرات ہند رجسٹرڈ کر کے تفتیش کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ملزمان کا چالان عدالت میں پیش کیا جو وہاں سے سزایاب ہوئے :

میرے قیام کے دوران میں ضلع نارنول میں ایک دفعہ پلیگ جیسے نامراد مرض کا زور ہو گیا۔ رعیت بیمار ہونے لگی۔ کوئی گھر کوئی محلہ ایسا نہ تھا جہاں کوئی نہ کوئی بدنصیب اس مہلک مرض کے پنجہ میں گرفتار ہو کر کراہ نہ رہا ہو۔ ایسے ایام میں چوروں اور بدمعاشوں کی خوب بن آتی ہے کیونکہ لوگ اپنے جان و مال کی حفاظت خاطر خواہ طور سے نہیں کر سکتے۔ میں نے اس وقت کو محسوس کر کے راتوں کو گشت کرنا شروع کر دیا اور اس طرح بہت سے جرائم کا انسداد ہو گیا۔ یہ یاد رہے کہ پولیس کا فرض یہیں تک محدود نہیں کہ جب کوئی رپٹ تھانہ میں درج کرائے اور واقعہ یا جرم سرزد ہو چکے تب ہی وہ کار تفتیش اپنے ہاتھ میں لے۔ بلکہ پولیس کا یہ بھی فرض ہے کہ جس وقت کسی خطرے کا معمولی احتمال بھی ہو اس کی پیشبندی فوراً شروع کر دے اور اس طرح بہت سے جرائم کا ارتکاب ہونے سے پیشتر ہی موقعہ کو اپنے

ہاتھ میں لے لیں۔ میرا سلسلہ فرائض ریاست پٹیالہ کی حدود تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ افسران پولیس ریاستہائے جے پور و الور سے بھی رابطہ اتحاد و سلسلہ تعلقات قایم کر کے بہت سے پُرانے مقدمات کے مجرمان اور بہت سی نئی اصلاحات کی تجدید میں متعدد بار حصہ لیا:

حُکام کی سرزنش نہ ہونے کی وجہ سے بہت دفعہ افسران پولیس غفلت کا شکار بھی ہو جاتے ہیں اس لئے حُکام بالا کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتین کے روزنامچوں رجسٹروں وغیرہ کی باقاعدہ طور سے جانچ پڑتال کرتے رہیں۔ مجھے بہت دفعہ ایسے واقعات سے سابقہ پڑا ہے۔ اضلاع برنالہ و نارنول کے متعلقہ دیہات کے صدہا دیرینہ ملزمان مفرور تھے۔ مجھے رجسٹروں کی پڑتال کرنے سے اس بات کا علم ہوا اور میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ افسران پولیس کی غفلت کیوجہ سے بہت سے مفرورین کے نام بھی درج نہیں ہوئے۔ اس خامی کو دُور کرنے کے لئے اس امر کی جانب بھی عملی قدم اُٹھایا گیا۔ مفرورین کے نام درج رجسٹر ہوئے اور میں کافی کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد ۳۱۷ مفرور ملزمان کو گرفتار کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ واضح رہے کہ ان میں ایک کثیر تعداد ایسے ملزمان کی تھی جو سالہا سال سے روپوش اور لاپتہ تھے۔

میری خدمات کا تعلق فقط تفتیش و گرفتاری مجرمان کے خوفناک کام سے ہی نہیں رہا۔ بلکہ شاہی تفریح کے مواقعات پر بھی مجھے اکثر خدمات انجام دینی پڑیں۔ چنانچہ بموقعہ ڈوگ شو۔ نمایش و کشتی ہاء جن کا انعقاد بمقام دارالریاست پٹیالہ ہوا اپنے متعلقہ اضلاع سے حاضر ہو کر خدمات سر انجام دیتا رہا:

یہ امر میرے لئے قابل اطمینان و باعث فخر و انبساط ہے کہ میرے زمانہ تھانہ داری سے زمانہ سپرنٹنڈنٹی تک کسی افسر اعلیٰ کو میرے کسی ماتحت کو براہ راست سزا دینے یا معطل کرنے کا موقعہ ہاتھ نہیں آیا۔ کیونکہ میں ہمہ اوقات اپنے ماتحتین کی نشست و برخاست طور و اطوار کا نگران رہتا تھا۔ اور میں نے کبھی کسی کی بیجا رعایت کر کے انصاف کو قربان نہیں کیا۔ کیونکہ میری دانست میں یہی ایک چیز ہے جو افسران کو عوام پر ترجیح دیئے ہوئے ہے اگر ہم حیوانی جذبات کو تہ تیغ نہیں

کرسکتے تو ہیں اپنے آپ کو عوام پر ترجیح دینے کا مطلقاً کوئی حق نہیں۔ درحقیقت انسان وہی ہے جو دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنے کی بجائے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ سکے۔ اپنے ماتحتین کی ناروا اور نامنرا کارروائیوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہوئے ان سے چشم پوشی کرنا بھی ایک گناہ کبیرہ ہے۔ فرض کی قدر کرتے ہوئے بعض اوقات اپنے عزیز اپنے خویش و اقارب کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے اور یہی وہ وصف ہے جو انسان کو دنیا اور پرماتما کے سامنے ممتاز کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر گذارش ہے کہ ایک دفعہ میرا لڑکا جو دفتر صدر پولیس پٹیالہ میں ہیڈ کانسٹبل درجہ اول تھا۔ منظور حسین نامی اپنے دفتر کے ایک ہیڈ کانسٹبل کے ساتھ اس کی کسی آشنا طوایف کے پاس انبالہ یا راجپورہ چلا گیا چنانچہ جب بوقت شام وہ واپس اسٹیشن پٹیالہ پر اُترے تو منظور حسین مذکور کی آشنا طوایف بھی ساتھ تھی۔ ایک سی۔ آئی۔ ڈی کے ملازم نے اس امر کی رپورٹ مسٹر ٹیونین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس کر دی۔ صاحب موصوف نے اس کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا لڑکا معہ منظور حسین ہیڈ کانسٹبل شراب کے نشہ میں مخمور ایک طوایف کو ساتھ لئے ہوئے پٹیالہ ریلوے سٹیشن پر اترے اور یہ دونوں بلا حصول اجازت پٹیالہ سے غیر حاضر رہے۔ میں نے جواباً منظور حسین کے ساتھ اپنے لڑکے کا جانا شراب کے نشہ میں بدمست ہونا۔ منظور حسین اور طوایف کے ہمراہ آنا تسلیم کر لیا۔ جس پر صاحب موصوف نے ہر دو کو معطل کر دیا۔ میری اس صاف گوئی اور راست بیانی پر میرا لڑکا مجھ سے ناراض ہو گیا اور کہنے لگے کہ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

مگر ؎
صداقت پر ازل سے میں مٹا جاتا ہوں جی جاں سے
صداقت کے لئے قربان کر سکتا ہوں دنیا کو
خداوندا نہ دامان صداقت ہاتھ سے چھوٹے
جہاں سے راستی کی راہ پر ہی آؤں مجھے بیاکو

پولیس کی طرف سے عوام کو یہ ایک عام شکایت ہوتی ہے کہ پولیس والے کمزور اور متوسط درجے کے لوگوں کے خلاف تو بہت سا مواد اکٹھا کر دیتے ہیں مگر وہ اہلکاران اعلیٰ کی بدعنوانیوں کا قطعاً کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ یہ اعتراض کسی حد تک جائز اور درست بھی ہے لیکن ایسا کرنا اپنے منصبی فرائض سے صریحاً چشم پوشی کرنا ہے۔ کیونکہ جب تک بڑے آدمیوں کی بدعنوانیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کی جائے جنکو قدرت اور اتفاق نے مقتدر بنایا ہے تو عوام ان کی کس طرح تقلید کر سکتے ہیں۔ بڑے آدمی ہمیشہ دُنیا میں نمونہ بن کر مثال قایم کیا کرتے ہیں اور عوام النّاس اُس قایم کردہ مثال کو اپنی منزل مقصود سمجھتے ہوئے اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ مجھے سی۔ آئی۔ ڈی کے محکمہ میں بھی عرصہ سات سال تک کام کرنا پڑا ہے۔ رشوت ستاں بدچلن اور خیانت پسند اہلکاران اعلیٰ میری نظر میں ہمیشہ مُشتبہ رہے ہیں۔ اس لئے اہلکار طبقہ سے ان ناپاک وباؤں کا ملیامیٹ اور قلع قمع کرنے کے لئے میں نے قریباً پندرہ بیس اعلیٰ افسران کے خلاف رشوت ستانی۔ بدچلنی اور خیانت وغیرہ شکایات کی پڑتالیں کیں۔ کیونکہ آقائے نامدار کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ قلمرو ریاست سے رشوت ستانی کی ناپاک وبا کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے :۔

صاحبان مجسٹریٹ کا درجہ رتبہ ایسا ہے کہ جس قدر بھی اعتبار و اعتماد کیا جائے تھوڑا ہے۔ چہ جائیکہ اُن پر ہی حرف گیری کا موقعہ ہاتھ آئے۔ مگر اس گلزار ہست و بود و چمنستان رنگ و بو میں معدودے چند اشخاص ایسے ہوتے ہیں جنکو اپنی ذمہ واری کا بدرجہ اتم احساس ہو۔ آٹھ صاحبان مجسٹریٹ کے خلاف مندرجہ بالا عنوانوں کے تحت میں مقدمات چلائے گئے۔ جن میں سے پانچ تو برخاست ہو گئے اور تین مقدمہ کی پڑتال کے دوران میں ہی حدود ریاست چھوڑ گئے۔

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

پانچ صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خلاف بھی تفتیش و پڑتال کے بعد الزامات ثابت کئے۔ جن میں سے ایک سزائے قید کے سزایاب ہوئے۔ ایک برخاست کر دیئے گئے اور ایک کو درجہ سپرنٹنڈنٹی سے گرا کر سب انسپکٹر کے گریڈ میں ڈیگریڈ کر دیا گیا۔ ایک مستعفی ہو گئے ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اس سلسلہ میں ایک انسپکٹر صاحب اور تئیس ۲۳ سب انسپکٹر صاحبان بھی انہیں قصوروں کے سزاوار پائے گئے۔ جن میں سے پانچ ۵ برخاست تین ۳ ڈیگریڈ ایک قید اور دو سزا کے خوف سے فرار ہو گئے انمیں سے سات ۷ میرے پنشن پر ریٹائر ہونے کے بعد ڈیگریڈ اور برخاست ہو گئے۔ گنہگار ہمیشہ ایک ہی وقت میں سزایاب نہیں ہوتے کے مصداق آٹھ سب انسپکٹران اپنی اپنی ملازمتوں پر بحال رہے بلکہ دو تین رسوخ سفارش اور ایسے ایسے دیگر ذرائع سے ترقی یاب بھی ہو گئے ؛

تین ۳ تحصیلداروں کے خلاف رشوت ستانی کی شکایات تھیں۔ باقاعدہ پڑتال کی گئی۔ ان میں سے ایک ملازمت سے علیحدہ کر دیئے گئے ؛

تینتیس ۳۳ ہیڈ کانسٹبلان کے خلاف مقدمات والزامات کی تکمیل کی گئی اور اس طرح ان میں سے برخاست وتنزل شدگان کی تعداد مجموعی اٹھارہ ۱۸ تھی۔ ایک سزایاب قید بھی ہوا۔ اور اسی تعداد میں سے ۵ کس ہیڈ کانسٹبلان میری مدت ملازمت کے بعد علیحدہ کر دیے گئے علاوہ ازیں دس ۱۰ ہیڈ کانسٹبلان ایسے بھی تھے جو معطل وغیرہ ہوکر پھر ملازمتوں پر بحال ہو گئے

ع زمانے میں جدا ہر شخص کی تقدیر ہوتی ہے

ایک قانون گوئے تحصیل کے خلاف مقدمہ کی تکمیل ہوئی۔ جو برخاست کر دیا گیا میری مدت ملازمت کے ساتھ ساتھ ان کارروائیوں کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے مگر دلچسپ اور نتیجہ خیز ہونے کے علاوہ اس لحاظ سے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سروس ریکارڈ میں اس کا بیان ریکارڈ کو ہر لحاظ سے مکمل کر دے گا۔ اس لئے میں ناظرین کی توجہ چند منٹ کیلئے اور سی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دو منصرم ایک تحصیلدار تین ۳ سرکاری نگران دو منیجر کورٹ آف وارڈس ایک کلرک ڈیوڑھی معلیٰ کے خلاف بھی انہیں اقسام کی شکایات تھیں جو درجۂ تصدیق پر پہنچنے کے بعد مقدمات کی تکمیل کی گئی اور یہ ذات شریف سزایاب اور برخاست ہوئے ؛

ایک سو پینتیس ۱۳۵ کانسٹبلان پولیس کے خلاف بھی اسی نوعیت کے الزامات اور شکایات نوٹس میں آئیں جو بعد مناسب تفتیش باقاعدہ مجرم گردانے گئے۔ ۱۳ عدالتہائے ریاست سے سزایاب قید اور ۳۹ برخاست کئے گئے اور ۸۳ معطل ہوکر بحال ہوئے یا کوارٹر گارد میں نظربند رہ کر رہا ہوئے۔

میری کارگذاریوں کا تعلق واقعات کے تاریک ترین پہلوؤں سے ہی نہیں۔ بلکہ تصویر کے دو رُخ کے مصداق اس میں روشن ترین پہلو بھی ہیں۔ پولیس افیسران کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ بدعنوان اور انصاف کے پاکیزہ نام پر بٹہ لگانے والے حکام کا تدارک کرے وہاں ان کے متوازی ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ قابل اور اہل کارکنان حکومت کی حوصلہ افزائی کریں کیونکہ یہ امر بھی انصاف کی کتاب کا ایک زبردست اور اہم ورق ہے چنانچہ اعلیٰ کارگذاری وفاشعاری۔ نیک نیتی اور دیگر اوصاف حمیدہ کی بدولت میری سفارشوں پر ایک سب انسپکٹر صاحب انسپکٹر ہوئے اور ایک ہیڈ کانسٹبل سب انسپکٹری کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ پانچ ہیڈ کانسٹبلان کے گریڈ میں ترقی ہوئی اور چھ کانسٹبلان ہیڈ کانسٹبل بنائے گئے اس کے علاوہ پندرہ ۱۵ کانسٹبلان کے گریڈ میں بھی ترقی کی گئی۔

مبلغ 5320 نقد معہ ۵ قطعہ سرٹیفکیٹوں کے خزانہ عامرہ سے نیز داخل کردہ مستغیثان ملازمان واہل رعایا کو انعامات کی صورت میں عطا کیا گیا۔ بہت سی سفارشیں ابھی زیر تجویز تھیں۔

فرض شناسی اکثر اوقات نادیدہ مصائب کا پیش خیمہ بھی بن جاتی ہے۔ جب کوئی انصاف پسند حاکم برسر اقتدار ہوتا ہے تو بدمعاش لوگوں کی دال نہیں گلتی۔ اس لئے وہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی غیر متزلزل قوت ارادی کو متزلزل کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں مگر مردان راہ خدا کبھی ایسی کوششوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور بدستور اپنی راہ پر مستقل مزاجی سے گامزن رہتے ہیں۔ اسی طرح میرے ساتھ بھی بہت سے ایسے واقعات کا تعلق ہے۔ میرے زمانے کے قیام کے دوران میں جب بہت سے بدنام گمراہ اور رشوتی ملازمان کو اُن کے ناپسندیدہ افعال کی

وجہ سے زک اُٹھانی پڑی اور بہت سے سزایاب بھی ہوئے تو اُنھوں نے انتقام کی غرض سے طرح طرح کی دھمکی آمیز کارروائیاں شروع کر دیں۔ مجھے دو گمنام خطوط ایسے ملے جن میں مجھے فحش اور حیاسوز گالیاں دی گئی تھیں۔ اور سخت بدکلامی اور بدزبانی کا اظہار کیا گیا تھا۔ ہردو خطوط میں گالیوں پر ہی اکتفا نہیں کی گئی تھی بلکہ قتل کی بھی دھمکیاں دی گئی تھیں۔ مگر اُس شخص کے لئے جسکا نصب العین ہی یہ ہو کہ وہ تکمیل فرائض کے لئے ہر طرح کی مشکلات اور خطرات کو لبیک کہہ دے اِن کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اِن تحریروں سے تِل کے برابر بھی متاثر نہ ہوتے ہوئے وہ خطوط افسرانِ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔ بلکہ ایک خط بحضور بندگان عالی مہاراجہ راجگان سر بحضور سرکار دام اقبالہٗ بھی پیش کر دیا گیا ؎

یہ انہیں کے فیض کا ادنے کرشمہ ہی تو ہے
مشکلیں آئیں مگر اِکدم میں آساں ہوگئیں
مٹ گیا دنیائے دل سے رنج وغم کا نام تک
سختیاں سب عیش کا راحت کا ساماں ہوگئیں

ایک کارکن افسر کی پسندیدہ خدمات ہر طبقے سے خراجِ تحسین وصول کر سکتی ہیں پبلک بھی کسی حالت میں ایسی خدمات کی قدردانی سے چشم پوشی نہیں کر سکتی اور کسی نہ کسی طرح اپنے جذبات کا اظہار ضرور کرتی ہے۔ چنانچہ اضلاع نارنول و برنالہ کی پبلک نے میری خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے میرے اعزاز میں الوداعی پارٹیاں دیں اور ان تقریبوں پر بیحد اظہار مسرت وخوشنودی کیا:۔

پریس بھی ان واقعات سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ اخبارات نے بھی راقم کی خدمات کے حالات وقتاً فوقتاً شائع کئے۔ دربار گوہربار کی طرف سے دو ہزار روپیہ سے زائد نقدی کی صورت میں چار عدد خلعت ہائے فاخرہ اور ایک عدد قیمتی رائفل مختلف اوقات میں بصورت انعام عطا ہوئے اور قریباً ڈیڑھ سو سارٹیفکیٹ مدت ملازمت میں ملے۔

عام جرائد صحیفہ جات اور اخبارات نے بھی مقالے شائع کر کے میری خدمات کو لافانی بنا دیا۔ اپنے ساتھ ایک طویل مدت کا شاندار ریکارڈ لئے ہوئے یہ خادم ۲۵ ماگھ سمت ۱۹۸۴ مطابق ۷ فروری ۱۹۲۸ء کو ۳۲ سال ۸ ماہ کی مدت ملازمت ۴۹ سال ۶ ماہ ۲۳ دن کی عمر میں پنشن پر ریٹائر ہوا۔ ان ۳۳ سالوں کے مختصر کارنامجات اس جلد میں ناظرین ملاحظہ فرماوینگے:

۶ صد و ر انہ تک بے لاگ ڈیوٹی ادائیگی فرض اور دیگر بے لوث خدمات ادا کرنیکی وجہ سے حاسدین اور مخالفین کی ایک کثیر جماعت پیدا ہو گئی تھی۔ جن کی تمام تر کوششوں کا مدعا یہ تھا کہ وہ مجھے حتی المقدور تکلیف پہنچائیں۔ اس لئے مفصلہ ذیل خدمات کے عوض میں کوئی صلہ یا انعام حاصل کرنے سے قطعاً مجبور رہا:

(۱) مقدمات تحویل پوشاکیات جنمیں یہ خاکسار قریباً تین لاکھ روپے کی مالیت کا مال برآمد کرانے میں کامیاب ہوا تھا۔ میری وجہ سے میرے ہمراہی ملازمان بھی محروم رہے:

(۲) انعام بمقدمہ قتل لال سنگھ تعدادی یک ہزار روپیہ جو مشتہر کیا جا چکا تھا:

(۳) بسلسلہ مقابلے ڈکیتان پتھو ریاست نابھہ و ہلاکت لال سنگھ ڈکیت جس میں دیگر ریاستوں کی پولیس کو ان کی متعلقہ ریاستوں سے انعامات عطا ہوئے:

(۴) مقابلہ و گرفتاری ڈکیتان بسرحد موضع سکھ والا ضلع فیروزپور بشرح صدر۔

میں سات سال محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں اپنے منصبی فرائض کی انجام دہی نہایت تندہی اور استقلال سے کرتا رہا ہوں اور بہت سے بددیانت اہلکاروں کے خلاف مقدمات بھی دائر کئے جس کا صریحاً نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کے سب اور ان کے متعلقین میرے دشمن بن گئے کیونکہ میری کارروائیوں سے اُن کے بہت سے متعلقین اور رشتہ دار ملازمتوں سے برطرف کر دیئے گئے یا قید ہوئے اگر یہ لوگ فرض کی قدر خود سمجھنے کے قابل ہوتے تب تو شاید یہ میری اتنی سخت مخالفت پر آمادہ نہ ہوتے۔ مگر ان لوگوں نے جذبہ انتقام سے متاثر ہو کر میرے خلاف کئی طرح کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور اس طرح یہ طبقہ ہمیشہ میری مخالفت پر تلا رہا۔ مگر پبلک

جو کہ بے لوث خدمات کی قدرتاً معترف ہوتی ہے ہمیشہ مجھ سے خوش رہی اور ہمیشہ میری قدردانی اپنے دل کی انتہائی گہرائیوں سے کرتی رہی ؛

ناظرین حیران ہونگے کہ میری معمولی گریڈ سے ایک اچھے گریڈ پر ترقی اور کامیابی کا راز صرف دیانتداری حق پسندی جفاکشی اور وفا شعاری میں مضمر ہے ورنہ ریاست میں میرا کوئی رشتہ دار یا تعلقدار برسر اقتدار نہ تھا۔ بلکہ میری دیانتدارانہ کارروائیوں کی وجہ سے بددیانت طبقہ اہلکاران ہمیشہ میرے سخت مخالف رہا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دیانتدار اور مردم شناس حکام ہمیشہ میری حوصلہ افزائی اور قدردانی فرما کر مجھے اوپر اوٹھاتے رہے اور جہاں کہیں بھی ایمانداری کے ساتھ کسی خدمت سرکار کی ضرورت محسوس ہوئی جس کی ایماندارانہ تکمیل سے اکثر افسران دانستہ گھبراتے تھے وہ مجھے ہی تفویض کی گئی ؛

وشواش یعنی اعتقاد میں ایک لامحدود برقی طاقت ہوتی ہے۔ ہر مشکل سے مشکل اور اہم سے اہم معاملہ میں مجھے سَرو شکتیمان پرم پرماتما کی ذات اور سرکار والا جاہ اقبال کے نظر کرم پر پورا پورا بھروسہ رہا ہے۔ ہر مشکل و ہر دشواری میں میں نے خدائے بزرگ و برتر پروردگار لایزال کو شامل حال سمجھا اور اپنے فرض کے لئے دنیا کی ہر دلچسپ اور جاذب توجہ چیز کو حقیر اور بے مایہ سمجھا ہے ؛

یہی وہ وجوہات ہیں جنھوں نے ہر مشکل مہم اور خطرناک راستے میں میری راہنمائی کی ہے اور یہی وہ باتیں ہیں جو آجتک مجھے مرغوب اور پسند رہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہی وہ ذرائع ہیں جو میری ترقی کے لئے سیڑھی بن کر رہے ہیں ؛ پروردگار عالم تیرا ہزار ہزار شکر ہے ؎

یہ تیرے کرم تیری قدرت کا ہی نتیجہ تھا
کہ اک بے مایہ قطرہ کو سمندر کر دیا تو نے
کوئی پوچھے تو پوچھے مجھ سے تیری کبریائی کو
خذف ریزوں کو دیکھا اور گوہر کر دیا تو نے

وجہ تصنیف کتاب ھذا

میرے عزیز دوستوں نے پنشن پر ریٹائر ہونے کے بعد میری ۳۳ سالہ خدمات پولیس اور نوعیت کارگذاری کو دیکھکر مجھے مجبور کیا کہ میں اپنا سروس ریکارڈ اُسی سچائی اور دلیری کے ساتھ قلمبند کروں جو دوران ملازمت کے ہر لمحہ استعمال میں لائی گئی ہے۔ اور اُن کا یہ اصرار اس مقصد کے لئے تھا کہ ہماری آنے والی نسلیں میرے تجربات سے مستفید ہو سکیں اور وہ غلط طریق کار اختیار کرنے کے بجائے صداقت ایمانداری کو اپنے مذہب کا جزو اعظم تصور کرتے ہوئے بہبودی خلائق کا ذریعہ ثابت ہوں اور دُنیاوی ترقی صحیح راستہ سے حاصل کر سکیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صیغہ پولیس کے رہنمائی کے لئے ذاتی تجربات کی بنا پر کوئی کارآمد اور دلچسپ کتاب ریاست کی پولیس کے اُن افسران کی طرف سے لکھی ہوئی موجود نہیں ہے جو آپ سے قبل برسر اقتدار رہے ہیں۔ دور حاضرہ تک صیغہ پولیس ریاست میں ۳۲ صاحبان انسپکٹر جنرل۔ پانچ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ۳۵ سپرنٹنڈنٹ سات پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل اور گیارہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹان یعنی کل ۱۷ گزیٹیڈ افسران ہوئے مگر اُن کے کارناموں کا کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ہے جو آیندہ والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔ اس کمی اور ضرورت کو آپ ضرور پورا کریں :

یہ اصرار گو بہبودی خلائق پر مبنی تھا۔ لیکن اس کا انجام دینا نہایت کٹھن تھا۔ اولاً ۳۳ سالہ سروس کے واقعات کو کتاب کی صورت میں جمع کرنا مجھے ٹیڑھی کھیر معلوم ہوتا تھا :

ثانیاً۔ راستی جو میرا شعار زندگی رہی ہے کون پسند کر سکتا ہے :

ثالثاً - ہر طرح کی کم بضاعتی نے مجھے حوصلہ نہ دیا کہ میں تالیف وتصنیف کے بے پایان سمندر میں غوطہ زن ہو جاؤں ؛

علم ادب کا بحر زخار ایک ایسا سمندر ہے کہ جس میں بڑے بڑے غواص وشناور بھی بعض اوقات غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں پھر ایک ایسے شخص کے لئے جس کا دائرہ علم ولیاقت بہت محدود ہو تالیف وتصنیف کا شوق محض ایک وہم ہے -

اس لئے میں نے اُن سے عرض کیا کہ گو آپ کا مشورہ صائب ہے مگر مشکلات کا پہاڑ عبور کرنے کی میری ہمت نہیں ہے ؛

فرمایا کہ ہر کام کا آغاز صدہا دشواریاں لئے ہوئے ہوتا ہے اور آپ جن کا تمام ریکارڈ مشکلات اور دشواریوں سے ہنگامہ آرا رہا ہے - اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ان مشکلات پر عبور حاصل کر سکیں گے - مشکلات کے مقابلہ میں بہبودی انسان کا پہلو نمایاں حصہ رکھتا ہے - اور یہی انسانی زندگی کا معیار ہے - اپنی سعی بلیغ سے آپ ایک قابل تحریر یادگار چھوڑ جائیں گے - میری بے مائیگی اور کم بضاعتی کے جواب میں فرمایا کہ آپ بہتر لکھ سکتے ہیں اور روپیہ بھی زیادہ خرچ نہ آئیگا - لیکن ایسی خدمت انجام پذیر ہوگی جو صدیوں تک خلق خدا کی رہبری کا باعث بن کر آیندہ نسلیں آپ کی یاد قایم رکھیں گی ؛

میں خاموش ہو رہا اور عرصہ تک غور کرتا رہا - دوستوں کے اصرار غالب آئے - چونکہ طبیعت نوشت وخواند کی عادی تھی اور یہ صیغہ پولیس کی خدمت تھی میں نے یہ ہی بہتر سمجھا کہ اس حیات مستعار کے بقیہ دن کیوں ضائع کئے جائیں - جہاں عمر عزیز کا بڑا حصہ خدمت میں گذارا ہے وہاں بقیہ ایام زندگی بھی کیوں اس سے الگ رکھے جائیں - اس لئے دل کڑا کر کے کسی مشکل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لکھنا شروع کر دیا - مختلف اور پریشان واقعات کے شیرازے کو محنت کر کے فراہم کیا اور لکھتے لکھتے اس قدر لکھ لیا کہ جو خواب خیال میں بھی نہ تھا ؛ اور اتنا - کہ تین جداگانہ کتابیں تیار کرنی پڑیں ؛

یہ جلد جو ناظرین کے ہاتھ میں ہے پہلی ہے۔ اس میں ۳۲ سالہ سروس کے مختصر واقعات مختلف یادداشتوں۔ نوٹ بکوں اور سرکاری تحریروں سے قلمبند کر کے ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں ؛

میری بے بضاعتی اور کم لیاقتی کی وجہ سے اس نسخہ میں بہت سی ادبی اور علمی غلطیاں رہنے کا امکان ہے۔ مگر جیسا کہ عقلمند لوگ باغ میں جا کر کانٹوں کو نظر انداز کر کے شگفتہ پھولوں سے اپنا دامن بھرتے ہیں۔ اُسی طرح ناظرین بھی ان غلطیوں کو معاف فرماتے ہوئے نفس مضمون کی طرف رجوع فرمائیں کیونکہ یہ کتاب صیغہ پولیس کی بھلائی کے جذبے سے لکھی گئی ہے اپنی لیاقت دکھانا مقصود نہیں ؛

اس میں جو کچھ درج ہے وہ سب کا سب ذاتی تجربہ اور سچے واقعات ہیں چونکہ سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بدمزہ واقعہ خلاف طبع ناظرین لکھا گیا ہو سچائی کی محبت اور اپنے نظر کرم سے قابل عفو ہے۔

اگر اس کتاب کے مطالعہ سے پولیس کے ایک افسر کی بھی راہنمائی ہو سکے تو میں سمجھ لوں گا کہ میری محنت اکارت نہیں گئی ؛

نہ لغزش آئے یارب میرے اس عزم مصمم میں
ہزاروں مشکلوں سے میں نے یہ بیڑا اُٹھایا ہے
تمنا ہے کہ میں کچھ خدمتِ پولیس کر جاؤں
اسی خدمت کو نصب العین اب میں نے بنایا ہے
بہارِ بے خزاں چھائی رہے اس شہ کے گلشن پر
کہ جس نے گلشنِ فردوس پٹیالہ بنایا ہے

دوسری جلد تاریخ پولیس ہوگی۔ ناظرین انتظار فرمادیں۔

تیسری جلد میں سپیشل خدمات کے واقعات۔ سراغرسانی اور طریق تفتیش کو شرح و بسط کے

ساتھ بشرط زندگی پیش کرونگا۔

تجویز نام اس کتاب کا نام تجویز کرنے میں سخت اولجھن پیدا ہوئی۔ مگر جب ترتیب مضامین پر نظر ڈالی تو شانِ پولیس پائی۔ اس لئے غور و فکر کے بعد **شانِ پولیس** ہی نام رکھا گیا۔ ارباب فضل وکمال وحضرات رموز شناس اس نام کی خوبی سمجھ سکتے ہیں :

پٹیالہ
۳۰ مگھر سمت ۱۹۸۹ بکرم

نیازمند شب چند پوری سُنامی
ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس

شکریہ معاونین میں اپنے اُن قابل اور معزز معاونین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مجھے اس کتاب کی تصنیف و تالیف میں اپنی زرین امداد سے سرفراز فرمایا ہے۔ مندرجہ ذیل اصحاب اس سلسلہ میں خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں :-

(۱) رائے بھگونت رائے صاحب مرحوم بہار سُنامی
(۲) قاضی عبدالعزیز صاحب بی اے۔
(۳) مسٹر بھگوانداس صاحب شعلہ۔
(۴) منشی رنبیر سنگھ صاحب آمر۔
(۵) منشی فضل حسین صاحب مخمور
(۶) بابو سیتارام صاحب چوپڑہ
(۷) بابو بنارسی داس صاحب کوڑا بی اے۔



مقدمہ

آج ہم اپنی پریشانیٔ خاطر اُن سے
کہنے تو جاتے ہیں پر دیکھئے کیا کہتے ہیں

واقعات شروع کرنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوا کہ پولیس اور اس کے دیگر حقایق پر ایک سرسری نظر ڈال کر اس افتتاحی مقالے میں صیغۂ پولیس کے وجود میں آنے کے اسباب اور اس محکمہ کے دیگر نقائص و اصلاحات کو بھی مجملاً بیان کر دیا جائے تاکہ معزز ناظرین کو واقعات کے سمجھنے میں مدد مل سکے ؛

پولیس کا وجود تاریخ شاہد ہے کہ ابتدائے آفرینش سے ہمیشہ نیکی اور بدی میں محاربۂ عظیم برپا رہا ہے۔ ست جگ دور میں بھی نیکی اور بدی، دیوتاؤں اور راکھشسوں کی صورت میں علی الترتیب جلوہ گر ہو کر ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہے ہیں۔ چنانچہ بھگوان کرشن نے خود گیتا میں فرمایا ہے کہ جب دُنیا میں دھرم کی گلانی ہوتی ہے اور پاپ پھیلتا ہے۔ میں اوتار دھارن کر کے پرتھوی کا بوجھ ہلکا کیا کرتا ہوں مقدس گیتا کے اس مقدس شلوک کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ نیکی اور بدی میں روزِ اوّلین سے باہمی پرخاش رہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی پایۂ تصدیق کو پہنچتا ہے کہ پاپ ایکدفعہ پھل پھول کر ضرور بالضرور تحت الثرٰی میں گر جاتا ہے ؎

پاپ کی بیل منڈھے کس نے ہے چڑھتی دیکھی؟
ناؤ کاغذ کی ہے کب پانی میں چلتی دیکھی؟
پاپ کا قصر جو بنتا ہے تو گر جاتا ہے
یہ وہ نقشہ ہے جو بنتے ہی بگڑ جاتا ہے

ہر عہد اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی شخصیت نے اُدھرم کے ناش کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے کیونکہ پاپ اور پُنیہ میں۔ دھرم اور اُدھرم میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ تو سروشکتیمان پرماتما ایسے سادھن پیدا کر دیا کرتے ہیں جس سے پُنیہ اور دھرم از سرِ نو اُنتی کے شیکھر پر براجمان ہوں ؎

ہر طرف سنسار میں جب پھیلتی ہیں آندھیاں
ظُلم کی مظلوم پر جب کوندتی ہیں بجلیاں
آیا کرتے ہیں وہ پاپوں کے مٹانے کیلئے
از سرِ نو دھرم کی گنگا بہانے کے لئے

انھیں سادھنوں میں سے ایک سادھن محکمہ پولیس کا وجود ہے۔ روزِ آفرینش سے اس روز تک جتنا زمانہ گذر رہا ہے جس کو محدود کرنا ہمارے حیطۂ شُمار و دائرہ عقل و تدبّر سے بالکل باہر ہے محکمہ پولیس زمانے کی لارائج الوقت زبان کے مطابق مختلف نام اختیار کر کے اپنے فرائض انجام دیتا رہا ہے۔ جُگ کے جُگ بیت گئے۔ دُنیا کے تمدن وطریقِ معاشرت میں اہم تبدیلیاں اور انقلابات برپا ہوئے۔ اور انھیں تبدیلیوں اور انقلابات کی رَو میں بہتے ہوئے "پولیس" نے موجودہ نام اختیار کر لیا ؎

زمیں نے رنگتیں بدلیں زمانے نے چلن بدلے
ہزاروں بار یہ میدان پہ دشت و دمن بدلے
زمیں پر آفتیں نازل ہوئیں سفاک ہاتھوں سے
ہزاروں بار بدلیں قسمتیں تاریک راتوں سے
نئی صورت میں ہر اک عہد میں پولیس نے آکر
بنایا ہے زمیں کو گلشنِ فردوس کا ہمسر

حقیقتاً پولیس کا وجود باعثِ رحمت ہے

صفحۂ ہستی پر جسقدر تاجدارانِ عالیشان
ہو گذرے ہیں سب نے اپنے اپنے عہد میں اپنی

محبوب رعیت کی فلاح و بہبودی کے لئے طرح طرح کی سہولتیں بہم پہنچانے کا انتظام انصرام کیا ہے۔ اور جس تاجدار نے اپنی توجہ رعیت کی بھلائی اور بہتری کی طرف مبذول نہیں کی۔ تاریخ نے اس کے نام کو ہمیشہ کے لئے سیاہ اور تاریک کر دیا ہے۔ یہیں تک نہیں بلکہ اُس کو اپنے عہد میں بھی کبھی سکھ اور شانتی کی نیند سونا نصیب نہیں ہوا۔ برعکس اس کے عقلمند اور مدبّر بادشاہوں نے رعیت کی نگہداشت کو مختلف محکمہ جات پر تقسیم کر کے اپنے فرض کی تکمیل کر دی ہے

بنایا دھرم جن شاہوں نے پرجا کی نگہبانی
رہی ہے پاؤں اُنکے چومتی ہر دم جہانبانی

مثلاً محکمہ مال ۔ رعایا کی کھیتی باڑی ۔ اور اشیاءِ خورد و نوش کی پیداوار کی نگہداشت کیلئے مقرر کیا گیا۔ جس کو زمینوں کا مالیہ وغیرہ جمع کرنے اور کاشتکاروں کی دیکھ بھال کرنے کا کام سونپا گیا۔

علیٰ ہذالقیاس امن پسند عوام کو جبر و تشدّد کے پنجے سے محفوظ رکھنے۔ کمزوروں اور بیکسوں کو طاقتوروں سے بےخوف رکھنے اور دُنیا میں امن اور شانتی کی لہر پھیلانے کا کام بھی کسی محکمہ کو تفویض کرنا لازمی تھا۔ چنانچہ اس اہم ذمہ واری کا کام "پولیس" کے سپرد کیا گیا:

واقعات عالم اس امر کی بیّن دلیل ہیں کہ جس عہدِ حکومت میں مذکورہ بالا انتظامات مکمل رہے ہیں وہ عہد امن۔ شانتی۔ سکھ اور خوشحالی کا عہد شمار کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک فرض شناس راجہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بات موجب فخر و انبساط اور باعث سکون و اطمینان نہیں ہو سکتی کہ اس کی پرجا خوشحالی۔ فارغ البالی۔ آزادی وغیرہ وغیرہ دولتوں سے مالا مال ہے اور ہر شخص وفادار تخت و تاج رہتا ہوا اپنی زندگی نہایت شادمانی اور مسرّت سے بسر کر رہا ہے۔ رعایا کی شادمانی نے زمانۂ سلف کے تاجداروں کے دل اور دماغ پر کچھ ایسا اثر پیدا کیا تھا جس سے متاثر ہو کر وہ راتوں کو خود بھیس بدل بدل کر اپنی عزیز رعیت کے صحیح حالات کا جائزہ لینے کیلئے

پولیس کے فرائض خود انجام دیا کرتے تھے اور یہی وہ امور تھے کہ جنہوں نے اُن بادشاہوں کو رعیت کی نگاہوں میں ہمیشہ ممتاز اور ہر دلعزیز بنائے رکھا۔ تاریخ نے بھی اُن کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے ریکارڈز میں اُن کے اسمائے مبارک سُنہری حروف سے لکھکر ہمیشہ کے لئے غیر فانی بنا دیئے ہیں ؎

کرے گا یاد عزت سے زمانہ ایسے شاہوں کو
نہ سُن سکتے تھے جو اکدم کو بھی پرجا کی آہوں کو
رہیگا لوحِ دل پر نام اُن کا نقش بن بن کر
بچھا دیتے تھے جو پرجا کے رستے میں نگاہوں کو

پولیس کیوں بدنام ہے؟

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ باوجود اس قدر خدمات حسنہ سر انجام دینے کے پولیس بدنام ہے اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ مختصراً اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ پولیس کا مقدم فرض یہ ہے کہ وہ وارداتِ ہائے قتل ڈکیتی۔ سرقہ بالجبر۔ نقب زنی وغیرہ وغیرہ کی تفتیش پوری پوری سرگرمی سے کرے نیکوں کو بدوں سے۔ کمزوروں کو طاقتوروں سے۔ ایمانداروں کو بے ایمانوں کے آہنی پنجے سے محفوظ رکھے خطرناک اور ننگ انسانیت لوگوں کی سرکوبی کرے۔ مگر ان تمام حالات میں پولیس کو مقدمات کے صحیح حالات تک پہنچنے کے لئے ابتدا تفتیش سے کرنی پڑتی ہے۔ پولیس والے غیب دان یا نجومی تو ہوتے ہی نہیں کہ وہ دفتر میں بیٹھے بیٹھے نجوم۔ رمل۔ یا جوتش کے ذریعہ اصلی مجرمان کا پتہ لگا سکیں نہ ہی وہ فرشتوں کے زمرے سے ہوتے ہیں کہ وہ پورے طور سے نفسانیت اور خواہشات پر قابو حاصل کر سکیں۔ کیونکہ نفس پرستی کے جذبات کم و بیش ہر انسان کے خمیر میں مضمر ہوتے ہیں اور مکمل انسان ہونے کا بھی ان کے متعلق دعوےٰ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ صحیح معنوں میں مکمل انسان تو ہم شاید روئے زمین کے انگلیوں پر گن سکیں۔ اس کے علاوہ دُنیا تو پیغمبروں اور اوتاروں کی

عیب جوئی کرنے سے نہیں جھجکتی۔ اِس لئے اگر یہ لوگ صیغۂ پولیس پر بھی انگشت نمائی کریں تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ؎

بکوشش تواں دجلہ را پیش بست
نہ شاید زبانِ بداندیش بست

کلیہ قاعدہ ہے کہ کمزور طبیعتیں اکثر اوقات اپنے بہی خواہوں کو بھی نگاہِ شکوک سے دیکھنے لگ جاتی ہیں۔ جس کی مثال یہ ہے کہ طالب علم بھی خواہ اُستاد کی سخت سُست جھڑکیوں کو ناجائز سختی پر محمول کرتا ہے حالانکہ اس تمام تر سختی کے پردے میں اسکی اپنی بہتری اور اصلاح پوشیدہ ہے ؎

چھین لو بچے کے ہاتھوں سے اگر تم آگ کو
آہ وہ نادان اِس پر روئے گا۔ چلائے گا
کیا خبر ہے محسنی کا حق ادا تم نے کیا؟
کیا پتہ ہے اس کو وہ اس آگ میں جل جائیگا

اِسی طرح مریض ڈاکٹر کے کڑوی دوائی پیش کرنے پر اُس سے ناخوش ہو جاتا ہے۔ گو اسی کڑوی دوائی کا استعمال اس کی صحت اور تندرستی کا زینہ ہے اور یہ مریض کی صحت و سلامتی کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ حکومت نے رعایا کی بحالیٔ آرام و آسایش کے لئے پولیس کا محکمہ بنایا ہے اور اس کے ہاتھ میں سچ جھوٹ۔ معصوم و گنہگار کی پرکھ کے لئے قانون کا کوڑا بھی دیا ہے۔ جب اس محکمہ کا وجود ہی عوام کی فلاح و بہبودی۔ خوشحالی و شادمانی کے لئے ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ عوام کیوں اس کی بدنامی و رسوائی کے درپے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پولیس کے بغیر دنیا میں ایک دن بھی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر پولیس نہ ہوتی تو ؎

کہیں کمزور کو ہرگز نہ ٹھکانا ملتا۔

نہ ہی سونا۔ نہ ہی پینا۔ نہ ہی کھانا ملتا
ظلم پر ظلم کئے جاتے یہ طاقت والے
اور کھا جاتے غریبوں کو یہ دولت والے

ان جملہ حالات کے ضبط تحریر میں لانے سے یہ مدعا نہیں کہ پولیس میں کوئی برا آدمی نہیں ہوتا۔ دنیا کا کوئی محکمہ کوئی حصہ ایسا نہیں جس میں ہر دو اقسام کے لوگ موجود نہ ہوں۔ گل کیساتھ خار کا وجود ایک فطری امر ہے۔ چاند کے ساتھ داغ کا ہونا لازمی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ ہر شے کے ساتھ اس کی ضد ضروری ہے:

اس طرح سے ہر ایک شے میں نیکی و بدی کا اجزا کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔ صرف بحث یہ ہے کہ دنیا میں نیکی یا بدی میں سے کس کا سکہ رائج ہے۔ اس بحث کا ٹھیک فیصلہ تو پرماتما کے ہاتھ ہے۔ یہاں صرف ناظرین کی توجہ اس حد تک راغب کرنی مقصود تھی۔ یہاں بطور مثال صرف لفظ "راستی" پیش کرتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ دنیا میں اس کے چاہنے والوں کی کی تعداد کس قدر ہے؟

اگر آپ اس کا جواب اس امر کو ملحوظ رکھ کر دیں گے کہ ایک لنگڑے کو اگر لنگڑا کہکر بلایا جاوے اور ایک اندھے کو اندھا کہہ دیا جاوے تو کیا وہ اس راستی کو پسند کریگا؟ تو اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ پس جب راستی کا جو "موجب رضائے خدا است" یہ حال ہے تو دوسری نیک باتوں پر عمل کرنے والوں کی تعداد محض صفر کے برابر ہوگی۔ بدیں حالت جب پولیس کا سابقہ ایسی دنیا سے ہے جو طبعاً راستی سے متنفر اور نیکی سے گریزاں ہے تو اس کو اپنے فرائض منصبی کے سرانجام دہی کے لئے جن دقتوں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا اندازہ بھی بدقسمت اہل پولیس ہی کر سکتے ہیں۔ ع

کجا دانند حال ما سبک ساران ساحل ہا

اگر کسی جگہ قتل ہو جاوے تو نجومی کی طرح اس کا حساب وکتاب پولیس افیسر کو دینا پڑتا ہے

کہ کیوں وقت پر دشمنی یا عداوت کی رپورٹ کا مناسب انتظام نہیں ہوا۔ اگر وارداتِ نقب زنی وغیرہ بڑھ جاوے تو نقصِ انتظام کا مسئلہ درپیش دوسری طرف اگر برخلاف رعایا نقصِ امن کی رپورٹ کی جاوے تو واویلا اور فریاد کی آوازہ آسمان تک بلند کی جاتی ہے ؎

ہے عجب اک کشمکش میں جانِ زارِ عندلیب
باغباں کا غم کرے یا غم کرے صیاد کا

اسی طرح جب ایک تھانہ کے علاقہ میں چار یا پانچ سو مردمان زیرِ ضمانت حفظِ امن بیس تیس زیرِ ضمانت بدمعاشی ایک سو کے پرچے حالات مرتب اور چالیس پچاس اپنی ہی شامتِ اعمال کی بدولت جیلخانہ کے مہمان ہوں تو پولیس آفیسر کو نیک کون کہہ سکتا ہے؟ غور اکیلا اگر اپنی صفت کرے تو ثنائے خود بخود گفتن کا ملزم ہوتا ہے۔ پس ایک کثیر تعداد گروہ کی فریاد حکام کے نزدیک بغیر کسی مزید دریافت کے سچی تسلیم ہوتی ہے اور اس طرح سے اس کا اثر عام رعایا اور حکام میں باعثِ بدنامی پولیس ہوتا ہے :۔

غور سے دیکھا جاوے تو کیا ایک پولیس مین جس نے ایک شخص کو ڈاکوؤں کے ہاتھ سے چھڑایا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خود کو ہلاک کرایا اس شخص کے نزدیک کس قدر قابلِ منت و احسان ہے۔ مگر ایسا شاذ ہی ہوتا ہے وہ تو اپنا ہی رونا رو رہا ہے۔ پولیس آفیسر بیچارہ محض ایک لفظ سے خاموش کر دیا جاتا ہے کہ یہ کام اس کا فرضِ منصبی تھا۔ اس شخص سے جسکا ہزاروں روپیہ کا مال اور قیمتی جان چوروں کے دست بُرد سے اس قابلِ رحم مقتول کی کوششوں سے بچے۔ اگر اسکے یتیم بچے یا بیوہ کے واسطے دس پندرہ روپیہ کی امداد کے لئے سوال کیا جاوے تو صاف جواب ملیگا کہ وہ اپنی نادانی اور بیوقوفی سے مارا گیا کوئی ہماری خاطر تھوڑا ہی ہلاک ہوا ہے۔ ہاں اگر ایسے موقعہ پر پولیس آفیسر اپنی جان بچا کر گریز کر جائے جبکہ بھاگنا ہی قرینِ مصلحت ہو۔ جیسا کہ جنگ میں قابل جرنیل کا اپنی فوج کو خطرے سے بچا کر پیچھے ہٹا لینا بھی بہادری کی نفی نہیں کرتا تو رعایا اور حکام بجائے ڈاکوؤں کی سراغ برآری کے بچالے افیسر پولیس کے ہاتھ دھو کر پیچھے

پڑ جاتے ہیں گویا اس تمام واقعہ کا محرک و باعث بدنصیب پولیس آفیسر ہی تھا۔ اس حالت میں اُس کا کوئی بھی عذر قابل سماعت نہیں سمجھا جاتا۔ یہی وجہ ہے ہمارے ملک میں آئے دن سینکڑوں پولیس کے سپاہی اور آفیسر بدقسمتی کا شکار ہوتے رہتے ہیں ورنہ اور محکمہ جات بھی تو موجود ہیں؛

اس قابل رحم نظارہ کو پیش کرتے ہوئے ناظرین کی توجہ اس طرف دلائی جاتی ہے کہ پولیس اور پولیس کے لفظ میں سے کس کو بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ اگر بُرے انسانوں کی فہرست مرتب کیجائے تو اُن سے تمام محکمے بھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک محکمہ ایسا ہی بدنام اور قابل اعتراض ہوتا جیسا کہ محکمہ پولیس۔ ایک شخص جس پر بحالت سب انسپکٹر پولیس ہونے کے ظالم اور جھوٹا ہونے کا خیال کیا جاتا ہے وہ نائب تحصیلداری کے عہدہ پر یا اکسائز میں تبدیل ہوتے ہی فرشتہ بن جاتا ہے تو اس سے صاف طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف لفظ پولیس ہی میں بُرائی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اس صورت میں خواجہ حافظ شیرازی رح کے یہ دو شعر خاص طور پر پیش کئے جاتے ہیں ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند
گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را
حافظ بخود نہ پوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

مقدمات میں شہادت اور ثبوت کا بہم پہنچانا عموماً مستغیثان اور گاؤں کی پنچائت پر ہی منحصر ہے۔ پنچائت پولیس افسر کو غلط راستہ پر ڈال سکتی ہے صحیح حالات بھی وہی بتا سکتی ہے۔ پولیس افیسر محض اپنے قیاس سے سراغرسانی اور انکشاف اصلیت نہیں کر سکتا ایسے پولیس افیسر کم ہونگے جو خود بے حقیقت مقدمات اُٹھانے کا باعث ہوتے ہوں ورنہ جو کچھ ہوتا ہے خود رعایا کی طرف سے ہوتا ہے لوگ آپ دھوکہ دینے کے لئے موجود ترغیب دینے کے لئے حاضر جھوٹی گواہی کے لئے تیار دھوکہ کی ٹٹی سفید جامہ کی آڑ میں صداقت کا شکار کھیلنے میں طاق۔ گو بلحاظ تقاضائے طبیعت انسانی بعض پولیس افیسر بھی بد دیانتی کر بیٹھتے ہیں مگر قصور زیادہ تر خود رعایا کا ہوتا ہے

اگر اپنی مُرغی خراب نہ ہو تو بیگانے گھر میں کیوں انڈے دے مگر لوگ اپنے گریبانوں میں مُنہ نہیں ڈالتے۔ پولیس افسر کا دامن چاک کرتے رہتے ہیں۔ پولیس کیا ہر ایک محکمہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ذاتی اغراض کو فرائیض منصبی کی آڑ میں پورا کرتے ہیں :

یہ وہی معاملہ ہے کہ "غریب کی جورو سب کی بھابی" مثلاً ہمارے مُلک کی ذہنیت کا یہ حال ہے کہ عالموں سے لیکر نادان تک عورت ذات کی بابت گفتگو کرتے ہوئے فوراً اس کی عقل و حرمت پر نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں تو دُنیا بھر کی بُرائیاں عورت کی ذات میں ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص ایک عورت کے پیٹ ہی سے نکلا ہے اور خود عورت کا محتاج ہے اور تجربہ صاف طور پر اس کے برخلاف شہادت دیتا ہے۔ ایک خاندان میں اگر پچاس مرد اور سو عورتیں موجود ہوں۔ ممکن نہیں ہے کہ مردوں میں سے ایک بھی ایسا جوانمرد نکلے جس نے جوانی کی غلط کاریوں سے اپنے آپ کو پاک و صاف رکھا ہو اور اتنی عورتوں میں سے ایک نے بھی اپنی دامن عصمت کو گناہ سے آلودہ نہ کیا ہوگا۔ اگر عورت شاذونادر مرد کی طرف راغب ہو جاوے تو اس کا باعث بھی والدین کی لاپرواہی طمع نفسانی اور اپنے خاوند کی کم توجہگی اور بیرحمی اور غیر مرد کی روزانہ چھیڑ چھاڑ اور ترغیب بدی فرداً فرداً یا بحالت مجموعی ہوتی ہے۔ اس حالت مجبوری میں بھی اگر کوئی عورت پردہ ننگ و ناموس سے باہر ہو جاوے تو یار لوگوں کو فرقہ مستورات پر گپ اُڑاتے دیکھکر ہنسی آتی ہے۔ ع

فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

چونکہ عورت خلقاً کمزور ہے اور اسے تعلیم سے ارادۃً بے بہرہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے مرد اس کی نادانی اور کمزوری سے غلط نتائج نکالتے اور اپنے فائدے اُٹھاتے رہتے ہیں۔ یہی حال پولیس کا ہے :

مُلک میں امن رکھنے رعایا کو بدمعاشوں کے ظُلم اور لوٹ مار سے بچانے کے لئے ہر کسی حکومت میں اگر کوئی محکمہ ہے تو صرف پولیس ہے۔ پولیس کا فرض ہے کہ رات کیوقت جبکہ ساری مخلوق آرام کی نیند میں سو رہی ہو کڑکڑاتے جاڑے میں ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہوں

یا برف گرتی ہو یا گرمی کی وجہ سے پسینے ٹپکتے ہوں دم گھٹتا ہو یہ رات بھر بیدار و مستعد رہ کر رعایا کی حفاظتِ جان و مال کا فرض ادا کریں۔ ایسی سخت سردی میں جبکہ درخت بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اندھیری راتوں میں مینہ برستے ہیں ملازمان پولیس جاڑے میں ٹھٹھرتے بارش میں بھیگتے موقعہ واردات پر میلوں کا سفر پیدل طے کر جاتے ہیں۔ بعض وقت ان کو ٹھہرنے تک کو مکان نہیں ملتا۔ کسی فقیر کے تکیہ یا کسی ٹوٹی پھوٹی دھرم سالہ میں قیام کرتے ہیں۔ سردی گرمی کی تکالیف کے علاوہ بعض وقت فاقہ کشی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ باوجود اس قدر سخت تکلیف کی ڈیوٹی کے تمام پولیس کو بدنام کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تالاب کو گندہ کرنے والی مچھلیاں چند ایک ہوتی ہیں بلاشبہ نالائق اور نمک حرام عنصر شامل محکمہ ہونے کی وجہ سے صیغہ پولیس عوام کی نظروں میں ہر جگہ سخت بدنام اور حقیر ہو رہا ہے۔ پولیس کی اتنی بے اعتباری ہے کہ صاحبان مجسٹریٹ۔ فاضل جج صاحبان اس کے چالانی مقدمات کا اثر لینا پسند نہیں کرتے اور مشتبہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے پولیس کی تحریروں اور عموماً اہلیان پولیس کے بیانوں کو بالکل بیہودہ اور لغو سمجھا جانے لگا ہے ؎

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
وہ ظلم بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

میں نے اپنی مدت ملازمت میں تعجب سے دیکھا ہے کہ اوس دوکاندار کی شہادت قابلِ اعتبار سمجھی جاتی ہے جو رات دِن کم تولتا ہے اور بھولے بھالے سادہ لوح لوگوں کو گندا سڑا سودا دے کر اُن کی محنت کی کمائی لُوٹ لیتا ہے۔ وہ سُنار عدالت کی نظر میں معتبر گواہ ہے جو لازماً ہر ایک زیور میں کھوٹ ملاتا ہے اور کھرے سونا چاندی کو دیکھتے دیکھتے کھوٹا بنا دیتا ہے؛

اُس بدمعاش زمیندار کی شہادت بھی قابلِ اعتبار ہے جس کے بھائی بیٹے دن رات چوری کرتے ہیں اور کمزور دیہاتیوں کے کھیتوں کو برباد کرتے رہتے ہیں۔ عدالت اُن پیشہ ور گواہوں

کی شہادت کو بھی سچا سمجھتی ہے جنھوں نے دو آنہ چار آنہ لیکر جھوٹی شہادت دینا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے ؛

مگر افسوس ہے کہ اہلکار پولیس کی شہادت قابل وقعت نہیں سمجھی جاتی ؎

کیا غضب ہے کہ رقیبوں پہ تو یہ نظرِ کرم
اور ہم پہ یہ ستم ۔ آہ ستم ۔ آہ ستم

اگر رات کے وقت گشت کرتے ہوئے افسر پولیس کسی مجرم کو جرم کرتے ہوئے دیکھے تو قانوناً اس کے لئے لازم ہے کہ قریب کے لوگوں یا چند گواہوں کو ساتھ لے کر مجرم کو پکڑے ورنہ وکیل ملزم عدالت میں یہ کہدیتا ہے کہ پولیس نے ناحق راستہ چلتے پکڑ لیا ہے لیکن اگر وہ گواہ موجود نہونیکی وجہ سے اپنے فرائض کی ادائیگی کو لغو سمجھکر ملزم کو حالتِ ارتکاب میں گرفتار نہ کرے تو وہ پولیس ایجنٹ خود موردِ الزام بن جائیگا ؛

وکلاء ملزمان عموماً مقدمات میں استغاثہ کی نسبت اور پولیس افسران کی شہادت کی نسبت عدالت میں یہی کہا کرتے ہیں کہ پولیس کی طرف سے کیس جھوٹا بنایا گیا ہے ۔ لہٰذا قانون مروّجہ جو سب کی حفاظت کرتا ہے اور ملزم تک کو اشتباہ کا فائدہ دیتا ہے ۔ پولیس مین کے حق میں بے اعتباری و بدنامی کا موجب ہو گیا ہے ۔ اس زمانہ میں جبکہ عموماً رعایا کی اخلاقی حالت ایسی کمزور ہو رہی ہے کہ جھوٹ بولنا دغا بازی کرنا ۔ عداوت اور فریب سے کسی کو پھنسا دینا طمع نفسانی سے کسی کو گنہگار ثابت کرنا عام طور پر روزانہ زندگی کا جزو بن گیا ہے ۔ ایسی ناقص حالت اور اتنی بے مروت ہو گئی ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی کا مدعا دوسروں کو دھوکہ فریب دیکر دولت جمع کر لینے کو عین مذہب سمجھتا ہے ۔ ہمسایہ کی چوری کا مال طمع نفسانی کے لئے پڑوسی ہی بے کھٹکے لے کر چھپا لیتا ہے اور ساہوکار دس روپیہ قرضہ کی جگہ بے ایمانی کرکے سو بنا لیتا ہے ۔ اور نیز یہ کہ مقروض قرضہ لے کر صاف مکر جاتے ہیں اور ایسی بے حمیت و مذہب کے لوگ حلف کرنے کے باوجود جھوٹی گواہیاں دیدہ و دانستہ گذار دیتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے

وکیل ایسے مقدمات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ علم رکھتے ہوئے زر کے لالچ سے پیروکار کھڑے ہوکر دماغی اور قانونی قابلیت سے اُن کو سچّا ثابت کرا دیتے ہیں تو جبکہ دُنیا اور مُلک کی اخلاقی حالت اس قدر گر چکی ہو۔ پولیس کو جس کا فرض انسدادِ جرائم اور اسی قسم کے مصائب سے عوام النّاس کو امن میں رکھنا ہے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کو حکومت اور رعایا دونوں کے اعتماد اور امداد کی کس قدر ضرورت ہے؟

حاتمِ دوراں۔ رہے قایم درِ جود و سخا
طالبِ امداد کی کچھ تو مدد فرمایئے
ہم بڑی اُمید لے کر دل میں آئے ہیں یہاں
خالی ہاتھوں اس طرح سائل کو کیوں ٹرخایئے

یہ بدنامی کا دھبہ کیونکر رفع ہو۔ تالاب گندی مچھلیوں کو نکال دینے سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ پولیس بھی ناپسندیدہ و نابکار کارکنوں کے اخراج سے بے داغ ہو سکتی ہے۔ اس پر بہت بڑے بڑے آفیسرانِ پولیس اپنی قیمتی رائے کا مختلف اخباروں کتابوں رسالوں میں اظہار کر چکے ہیں۔ میری جیسی ناچیز ہستی اس بارہ میں زبان کھولنے کی کہاں لیاقت رکھتی ہے۔ تاہم اپنے تجربات آئندہ عرض کرونگا:

پولیس کی بدنامی کے دیگر اسباب

رشوت۔ تشدّد۔ جھوٹے مقدمات بنانا۔ رعایا سے سختی۔ بدسلوکی کرنا۔ اخفائے واردات بدچلنی وغیرہ ہیں:

ہر ایک ملازم پولیس اپنے محکمہ کی آئین کے لحاظ سے نہ صرف ملازم سرکار ہے بلکہ خادم رعایا بھی۔ اس لئے اپنے آپ کو بجائے حاکم سمجھنے کے پبلک سرونٹ سمجھنا چاہیئے۔ ایسے پبلک سرونٹ کا حکومت اور بیجا رعونت کو دماغ سے نکال کر ہر ایک فریادی سے سچّے اخلاق اور کامل ہمدردی سے پیش آنا ہی فرض ہے۔ تاکہ فریادی اُسکو

اپنا معاون سمجھیں۔ مگر افسوس کہ اکثر مُلازمان پولیس بعض اوقات مظلوم مدعی سے اس قسم کا سخت اور شرمناک برتاؤ کرتے ہیں کہ جو شرافت سے بھی گرا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً رپورٹ لکھنے کا معاوضہ (رشوت) حاصل کرنا گالی گلوچ سے کام لینا وقوعہ کو ٹالنے کی کوشش کرنا وغیرہ اس وجہ سے فریادی خصوصاً ذی عزّت لوگ پولیس میں فریاد کے لئے جاتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں۔ اور اس طریق عمل کی وجہ سے ہر جگہ پولیس کی بڑی بدنامی ہے۔ بعض ملازمان پولیس مظلوموں پر جبر کر کے لقمہ حرام سے اپنا پیٹ بڑھا لیتے اور پھُول کر کُپا بن جاتے ہیں ؎

دوزخ میں جھونک دیگی کمائی حرام کی
جلنا پڑے گا جس جگہ نارِ جحیم میں
چاہے زبر سے زیر تجھے آن میں کرے
طاقت کی انتہا نہیں ربّ کریم میں

پولیس کے ناروا سلوک کی ایک چشم دید مثال

دو خاکروب مجرمان سکنہ موضع دھولہ ریاست نابھہ معہ مال مشتبہ القسم گٹھڑی پارچات قصبہ ہڈیایہ ضلع برنالہ میں پکڑے گئے اور تھانہ برنالہ میں لائے گئے۔ انھوں نے اقرار کر لیا کہ مال موضع رینگلے تھانہ شیر پور کی چوری کا ہے۔ ایک ہنسلہ نقرہ منجملہ اس مال کی انھوں نے ایک ساہوکار ہڈیایہ کی دوکان پر بذریعہ ایک خاکروب سکنہ ہڈیایہ بمعاوضہ مبلغ لعہ (۹) روپیہ فروخت کر دیا تھا۔ ساہوکار مذکور ملزمان کی گرفتاری کا علم ہوتے ہی وہ ہنسلہ معہ صحی حساب جسمیں خریداری کا اندراج تھا لئے ہوئے میرے پاس پہونچا۔ میں اندنوں ضلع برنالہ کا سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ ساہوکار میرا واقف تھا۔ میں نے اس کو فوراً تھانہ برنالہ میں بھیجدیا کہ ہنسلہ وہاں پیش کر دے اور واپسی کے وقت مجھکو مل کر جائے۔ ساہوکار مذکور صبح کا تھانہ میں گیا ہوا دو بجے دن کے مجھکو آکر ملا۔ میرے یہ دریافت کرنے پر کہ اتنی دیر کہاں ٹھیرا رہا

اُس نے بتلایا کہ تھانہ میں بیٹھا رہا۔ ہیڈ محرر تھانہ نے مشکل ہنسلہ نقرہ فردمرتب کر کے اب ۲ بجے مجھ سے لیا ہے اور کہا ہے کہ شام کو پھر آنا۔ تمہارا بیان لکھا جاوے گا۔ اور مجھکو علیحدہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ تم چوری کا مال اور لوگوں سے بھی لیتے ہو گے۔ تمہاری نسبت مقدمہ بنایا جاوے گا ورنہ کچھ نذرانہ دو مگر میں نے دیا کچھ نہیں"؛

یہ حالات سُن کر میں نے ہیڈ محرر کو بلا کر لعنت ملامت کی اور سمجھایا کہ چونکہ ایسے ایسے معزز ساہوکاروں اور راست گفتار گواہوں سے تمہاری یہ بدسلوکی ہے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ پولیس کے سامنے اظہار راستی سے لوگ خوف کھاتے ہیں۔ تمہارے بغیر بلائے خود بخود پہنچکر اس نے ہنسلہ نقرہ مسروقہ خرید کردہ جو پوری بازاری قیمت پر نیک نیتی سے خرید کیا تھا پیش کر دیا۔ شہادت کے لئے عدالت دھوری میں اس کو اپنا خرچ برداشت کر کے جانا ہو گا۔ رقم خرید ہنسلہ ۹ روپیہ کا علیحدہ اس کا نقصان ہوا۔ پھر تمہارا یہ سلوک کہ بلاوجہ تمام دن اس کو تھانہ میں بٹھائے رکھا اور اُسپر مزید یہ سختی کہ رشوت طلب کرتے ہو۔ یہ کہاں کی شرافت ہے؟ وہ شرمندہ ہو کر معافی کا خواہاں ہوا میں نے اپنے سامنے اس کا بیان لکھوا کر ساہوکار کو اجازت دیدی؛

اچھے اور سچے لوگوں سے پولیس کا یہ سلوک عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس کے پاس عام لوگ سچی بات کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ ہیڈ محرران تھانہ فریادی کی رپورٹ نہیں لکھتے جب تک اُس سے نذرانہ وصول نہ کر لیں۔ یہاں تک کہ نذرانہ ایک عام بات بنگیا ہے۔ اس کے علاوہ غریب اور نادار مستغیثان ہمیشہ انصاف سے محروم رہتے ہیں۔ مالدار مستغیث البتہ ہمیشہ کامیاب ہو جاتے ہیں جو کہ افسران تفتیش کی خوراک و کرایہ وغیرہ کا بار اُٹھانے کے اہل ہوں اور ذی رسوخ متمول اشخاص ناقابل مداخلت پولیس اور دیگر جھوٹے مقدمات میں بھی بعض افسران پولیس کی ناجائز امداد سے کامیابی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں؛

دولت کی پری کی متوالی آنکھوں میں ایسی مستی ہے
جسکو بھی چاہے رام کرے انسانوں کی کیا ہستی ہے

رشوت ستانی کا ثبوت اعلیٰ افسران کے بیان سے

جناب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب نے سرکلر نمبر الف ۱۶۴۰ ۸ جولائی سنہ ۱۹۲۷ء پنجاب پولیس گزٹ نمبر ۳۶ مطبوعہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء جلد ۷۵ نافذ فرمایا جسکا مضمون یہہ ہے :-

صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب ہدایت فرماتے ہیں کہ اُردو زبان میں ایک نوٹس صوبہ کے ہر ایک تھانہ کے کسی نمایاں مقام میں لگایا جانا چاہیئے جسمیں عوام کی توجہ اس امر کی طرف دلائی جاوے کہ استغاثہ جات قلمبند کرنے کے لئے پولیس افسران کو پبلک (عوام) کی طرف سے صلہ یا انعام کے ادا کئے جانیکو گورنمنٹ سخت ناپسند کرتی ہے۔ نوٹس مذکور میں جہاں تک ممکن ہوسکے اختصار کے طور پر یہ بیان کیا جائیگا کہ افسران پولیس پبلک کے ملازم ہیں جنکو اِس کی طرف سے تنخواہ ملتی ہے اور کہ محکمہ پولیس کے قواعد کی رُو سے صلہ یا انعام قبول کرنیکی سخت ممانعت ہے اور قصور وار ملازم سخت سزاؤں کے مستوجب ہوتے ہیں۔ نوٹس کے آخیر میں لوگوں کو متنبہ کر دینا چاہیئے کہ ایسے صلہ یا انعامات کے متعلق جو مطالبات کئے جائیں ان کی ہمیشہ مخالفت کی جائے۔ اور ایسے واقعات کی اطلاع صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دی جائے :-

جملہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ کی توجہ قواعد پولیس کے قاعدہ ۲۴-۲ کی طرف بھی دلائی جاتی ہے جس میں تحریری استغاثوں کے ذریعہ جرائم کی رپورٹ کرنے کے متعلق سہولتیں درج ہیں۔ جملہ نمبرداران وہیہ اہلکاران کو قاعدہ ۲۴-۲ (۱) کے مطلب و منشاء سے مطلع کر دینا چاہیئے مطبوعہ فارمیں کافی تعداد میں ان کو مہیا کر دینی چاہئیں اور اُن سہولتوں کیمتعلق

جو جرائم کی تحریری رپورٹ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ عوام النّاس کو ایک اُردو نوٹس کے ذریعہ جو ہر ایک تھانہ میں لگا دیا جائے مطلع کر دینا چاہیئے ؛؛

۳۱ رجنوری ۱۹۲۹ء کو گورنر صاحب بہادر بہار و اُڑیسہ نے بمقام پٹنہ اپنی تقریر کے دوران میں رشوت ستانی پولیس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اب پولیس والوں کے دلوں میں بھی ایک گونہ بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ادنیٰ اہلکاران پولیس میں رشوت ستانی اب بھی جاری ہے۔ لیکن اب رشوت لینا جائز اور درست تصوّر نہیں کیا جاتا اور ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام پولیس والے اس بُرائی اور بدنما داغ سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے سخت کوشش کریں ؛؛ (ماخوذ)

سائمن کمیشن کے سامنے چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب مسٹر ایمرسن نے جو بیان دیا اس میں فرمایا کہ میرا خیال نہیں کوئی محکمہ ایسا ہو جہاں رشوت ستانی جاری نہ ہو۔ لوگ اپنا فایدہ اٹھانے اور افسران اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے رشوت لیتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے صوبہ پنجاب کی آبادی دو کروڑ اور پولیس کی تعداد ۲۲۰۰۰ بائیس ہزار ہے۔ فی ہزار نفوس کے لئے ایک کانسٹبل کی اوسط سے پولیس بھرتی ہے۔ انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس نے بھی پولیس کی رشوت ستانی سائمن کمیشن کے سامنے منّا تسلیم فرمائی ہے ؛؛ (ماخوذ)

میں نے دیکھا ہے کہ بعض صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس بموقعہ دورہ علاقہ و تھانہ جات سے رسد رسانی وغیرہ کے سلسلہ میں اپنے آرام و آسایش کے لئے صدہا روپیہ صرف کراتے ہیں اُن کے اردلی اور پیش کار نقد رقوم علیحدہ تھانہ والوں سے حاصل کرتے ہیں اور بعض صاحبان سپرنٹنڈنٹ نے دفاتر تھانہ جات کی درستی اور ترتیب اور اُن کے متعلقہ سامان پر تھانہ والوں کی گرہ سے معقول رقمیں خرچ کرائیں اور ان کی نسبت اپنی خوشنودی کا اظہار بھی کیا اس پر وہی مثال صادق آتی ہے کہ کوئی شخص اپنی عورت یا لڑکی کے قیمتی پارچات یا زیور دیکھکر خوش ہوتا ہے یہ دریافت نہیں کرتا کہ کہاں سے حاصل ہوئے ہیں جب وہ کھُلم کھُلا بدچلن ہو جاتی ہیں تو روک ٹوک کی تدبیریں سوچتا ہے جو کارگر نہیں ہوسکتیں۔ ضلع برنالہ میں میں نے

دیکھا کہ ایک صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دو شوقی پلنگ۔ رسوئی کے برتن بالٹیاں۔ لیمپ لینٹرن وغیرہ سامان عملہ پولیس تھانہ برنالہ سے خرید کرا کر مال خانہ تھانہ میں رکھوایا ہوا تھا۔ اِس مطلب کے لیئے کہ صاحب موصوف کو دورہ برنالہ کے وقت اپنا سامان بٹھنڈہ سے اٹھا کر لانیکی تکلیف نہ ہو۔ اس وقت صاحب سپرنٹنڈنٹ کا ہیڈ کوارٹر بٹھنڈہ ہوتا تھا۔ تھانہ والوں نے یہہ سامان اپنی ناجائز آمدنی سے خرید کر صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خوشنودیِ مزاج حاصل کی علاقہ انگریزی میں صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دورہ کی آسایش کے لیئے سرکاری بنگلہ اور سامان ضروریہ گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ اس کی ایک مضحکہ خیز تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟ جو میری رائے میں نہایت ناواجب ہے۔ بعض گزیٹڈ افسران پولیس کے ایسے لغو طریقِ عمل ملازمانِ تھانہ جات کو صریحاً رشوت ستانی کی اجازت دیتے ہیں ؛

تشدّد

پولیس افسران برآمدگی مقدمات کے لیئے جو تشدّد کرتے ہیں سخت غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ سرکار اور قانون کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ جبر اور سختی سے ملزم سے اقبال کرایا جاوے۔ قانون صرف اتنی اجازت دیتا ہے کہ مشتبہ ملزم کی تلاشی لے لو یا اُس سے واردات کی نسبت دریافت کرو اگر اس طرح یا خفیہ سراغ رسانی یا کسی مخبر کے ذریعہ ثبوت کافی ملے تو ملزم کو گرفتار کرو ورنہ اس کو رہا کردو۔ ہندوستانی رعایا جو آجتک لاٹھی کے ساتھ ہانکی جاتی رہی ہے۔ اب تعلیم اور تہذیب نے زمانہ کو پلٹا دیا ہے اور وہ لاٹھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہر سال بہت سے ملازمین پولیس بالزام جبر و تشدّد ہر جگہ سزایاب ہوتے رہتے ہیں۔ قابل پولیس آفیسر کسی قسم کا تشدّد روا نہیں رکھتے۔ جبر و تشدّد سے کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنا نہایت مشکل ہے۔ میں سچ بیان کرتا ہوں کہ میں نے بڑے بڑے اہم اور پیچیدہ مقدمات عادی مجرمان سے اپنی محنت اور کوشش سراغرسانی سے برآمد کیئے جو تشدّد سے کبھی برآمد نہ ہو سکتے تھے۔ اِس لیئے جو ملازمان پولیس عزت اور نیکنامی حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں کبھی اور کسی حالت میں بھی تشدّد اور سختی سے کام لینے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ شاید تیز طبع اور نوجوان

افسران پولیس میری اس التماس کو قابل قدر نہ سمجھیں مگر تجربہ کار افسران بہر صورت اس کی تائید کرنے کے لئے تیار ہونگے ۔

باب ۱۴ پولیس رولز میں ملازمان پولیس کے لئے حکم ہے کہ رعایا کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھیں اس میں لکھا ہے کہ ہر افسر پولیس کو چاہئے کہ اپنی طبیعت پر پورا ضبط رکھے ۔ جملہ موقعوں پر خُلق سے کام کرے ۔ کسی کی بدزبانی اور سخت کلامی کو خیال میں نہ لاوے ۔ کتنے پولیس افسران ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں ۔ روزمرہ کا مشاہدہ تو یہ ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کسی جگہ سے گذرتے وقت اگر لوگ کھڑے ہو کر ان کو سلام نہ کریں تو وہ اپنی اس میں سخت توہین اور گستاخی سمجھتے ہیں ۔ اردل میں چلنے والا کانسٹیبل بھی دور سے لوگوں کو پکارتا ہے ۔ کھڑے ہو جاؤ اگر کوئی ذرا بھی چوں کرے تو سب انسپکٹر صاحب کا ہنٹر لوگوں سے جبراً تعظیم و تکریم کرانے کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے ۔

جھوٹے مقدمات بنانا

سنہ ۱۹۰۶ء کا یہ واقعہ بڑے زور شور سے اخبارات میں چھپا تھا کہ ضلع بہرائچ (اودھ) میں بہت سی ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی رہیں ۔ لیکن ان کا کوئی سراغ نہ چلا ۔ جس پر پولیس کو سختی کے ساتھ ملامت کی جاتی رہی ۔ پولیس کے دو سب انسپکٹر صاحبان کو حماقت اور شامت اعمال سے ایک تدبیر سوجھی ۔ انھوں نے چوکیداروں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ کو مسلح کر کے جنگل میں داخل کیا اور دوسرے گروہ کو کہا کہ جنگل کو گھیر لے اور مصنوعی ڈاکوؤں کے پکڑنے کی کوشش کرے ۔ دوسرے گروہ نے زمینداروں کی ایک جماعت کو بھی جس میں کچھ لوگ نیپال کے رہنے والے تھے ۔ امداد کے لئے ساتھ لے لیا ۔ مصنوعی ڈاکو مقابلہ بھاگنے کی کوشش کرنے والے تو تھے ہی نہیں وہ آسانی سے گھیرے میں آ کر جنگل سے باہر نکل آئے پولیس نے ان کو تو الگ کر دیا اور جو زمیندار ان امداد کرنے کے واسطے آئے تھے ان کو گرفتار کر کے مجرم قرار دیدیا چالان ہوا بیگناہ لوگ سزایاب ہو گئے ۔ کچھ عرصہ کے بعد جب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر

شکار کیواسطے ترائی میں گئے تو ریاست نیپال نے اس وقوعہ کی حقیقت اُنکے گوش گذار کردی۔ تحقیقات شروع ہونے پر معاملہ کی اصلیت کھُل گئی۔ ایک دو چوکیداران نے سارا کچا چٹھا بیان کردیا۔ انسپکٹر پولیس نے بھی اصلیت ظاہر کردی اور انسپکٹر مذکور نے سزا سے بچنے کے لئے خودکشی کرلی۔ ایک انسپکٹر دو سب انسپکٹران اور چھ کانسٹبلوں کو چالان ہوکر ایکسال سے سات سات سال تک کی قید کی سزائیں ہوئیں۔ عدالت ہائے اپیل سے بھی سزا بحال رہی ایسے واقعات سے ملازمان پولیس کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ مقدمہ کا برآمد نہونا اور پردہ تاریکی میں رہنا اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ کوئی جھوٹی شہادت بناکر بیگناہ ملزمان کا چالان کیا جاوے:

علاقہ گورنمنٹ اور ریاستوں میں سب جگہ پولیس کی نسبت جھوٹے مقدمات بنانے کی شکایات اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ خاکسار نے بھی دو ایسے جھوٹے مقدمات قتل و ڈکیتی کا تذکرہ اسی کتاب کے نظارہ اوّلین و سوئمین میں کیا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ دونوں مقدمات پولیس افیسران کی غلط فہمی سے مرتب ہوئے تھے۔ دانستہ نہیں بنائے گئے تھے:

خاکسار کو اپنی ۳۴ سالہ سروس پر اس بات کا فخر ہے کہ کبھی کوئی جھوٹا مقدمہ نہیں بنایا اور اس سے میرا قلب ہمیشہ مطمئن رہا ہے:

بھرتی

پولیس رولز پنجاب میں قواعد بھرتی مشرح طور درج ہیں۔ کانسٹبلان کے متعلق ہدایت ہے کہ وہ عموماً زراعت پیشہ اقوام سے ہوں جسمانی بناوٹ مجلسی حیثیت اعلیٰ چال چلن اور امتحان کے بعد مقررہ پیمانے کے ہوں ایسے اشخاص انتخاب ہوکر اُن کو صیغہ پولیس کے قواعد کی باقاعدہ تربیت دینی چاہیئے۔ لیکن اس پر بھی ریاستوں میں ان قواعد کی مکمل تعمیل کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ عموماً شہری بھرتی کئے جاتے ہیں جو کمزور و پست قد بدشکل ہوتے ہیں۔ بعض رذیل اقوام مثلاً نائی دھوبی ڈوم میراسی کہار جولاہے تیلی وغیرہ شیخ بن کر بھرتی ہوجاتے ہیں۔ اور یہ فرصت کے اوقات میں اکثر اپنے اپنے پیشوں میں

مصروف رہتے ہیں اور جو پستہ قد وغیرہ ہوتے ہیں ان کے عیوب بوقت ملاحظہ افسران اعلیٰ اُنکو چُھپا کر چھپائے جاتے ہیں۔ بعض ملازمان بدچلن برخاست شدہ اور سزا یافتہ بھی کئی حیلوں سے بھرتی ہو جاتے ہیں۔ ضروری ہے کہ انتخاب میں خاص غور سے کام لیا جاوے کیونکہ ایسا انتخاب ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے جو شانِ پولیس کے خلاف ہے۔ اگر بھرتی بہتر ہو تو انسدادِ جرائم میں بڑی مدد ملے۔ موجودہ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس ریاست پٹیالہ نے یہ بُرائی دور کرنے کے لئے اضلاع میں بھرتی بند کر کے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے امید ہے کہ اس سے بھرتی کے نقائص کی کافی حد تک اصلاح ہو جاوے گی:

دراصل جس قدر زیادہ بدامنی اور بدچلنی مختلف علاقوں میں ترقی پکڑتی ہے۔ اُس کی تمام ذمہ واریاں مقامی پولیس افسرانِ پر عاید ہوتی ہیں۔ عدم نگرانی غفلت یا ان کی رشوت ستانی اس کی وجہ ہے اگر ملازمان پولیس قوانین اور ضوابط پر پورے پورے کاربند رہیں تو علاقوں میں کبھی بدامنی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ ریاستوں میں صیغہ پولیس کے اندر سفارش اور نالایق عنصر زیادہ ہے۔ رشوت پولیس انگریزی کی نسبت کم ہے۔ ملازمان پولیس گورنمنٹ باوجود راستی ہونے کے کام میں ہوشیار اور فرایض کی ادائیگی کے قابل ہوتے ہیں ریاستوں کی پولیس میں بہت سے ملازمان کام کے ناقابل اور مُفت کی تنخواہیں پاتے ہیں۔ رشوتیں بھی کھاتے ہیں جو صیغہ پولیس کی بدنامی کا باعث ہیں۔ میں نے بسلسلہ اصلاح صیغہ پولیس اپنے افسران اعلیٰ کی خدمت میں بدوران تعیناتی پٹیالہ و ضلع برنالہ گذارش کیا تھا کہ صیغہ پولیس پبلک کے لئے کتنا ضروری امن امان جان و مال کا محافظ ہے۔ اس کے اہم فرایض کیسے نازک اور مُشکل ہیں۔ اس کی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں پھر یہ پبلک کی نظروں میں اس قدر بدنام اور حقیر کیوں ہے؟ کسی وقوعہ کے سرزد ہونے پر افسران پولیس کو جلدی سے کیوں سُراغ نہیں ملتا؟ شہادت حاصل ہونے میں کیوں دقت پیش آتی ہے؟ پولیس والوں سے لوگ ملک الموت کی طرح خوف کیوں کھاتے ہیں؟ میری رائے میں اسکی وجوہات زیادہ تر بعض ملازمان

پولیس کی بے ایمانی طمع نفسانی کے لئے رعایا سے بدسلوکی بیجا حکومت کا شوق رشوت ستانی اور عیش پرستی وغیرہ ہیں۔ ورنہ ایماندار محنت اور سچائی سے فرائض ادا کرنے والا پولیس افسر تو ہمیشہ پبلک کے دلوں میں مستقل گھر کر لیتا ہے۔ اس کو سچ اور جھوٹ معاملہ کی عام پبلک اپنے آپ ہی فوراً اطلاع دیدیتی ہے۔ کیونکہ پبلک کا اُس پر کلیتہ اعتبار اور پورا بھروسہ ہوتا ہے کہ جو کام یہ کرے گا ہمارے فایدہ کے لئے کرے گا:

دُنیا میں بُرے آدمیوں کی تعداد تھوڑی ہے اور امن پسندوں کی زیادہ۔ مگر یہ تو ایک برہنہ حقیقت ہے کہ پبلک نیک نیت و دیانتدار پولیس افسروں کی ماں باپ کی طرح عزت کرتی ہے۔ ایسی معروضیات پر ایک اصلاحی کمیٹی کا بھی تقرر ہوا لیکن کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا:

ریاستوں میں بے لاگ افسران کے لئے ناقابل ملازمین کو علیحدہ کرنے میں بھی بڑی مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ میں نے کئی سب انسپکٹران ایسے بھی دیکھے ہیں کہ جو سخت راشی اور بدچلن تھے اور کئی ایسے جو دن رات شراب کے نشہ میں مخمور رہا کرتے۔ کئی ایسے بھی تھے جو خود چوریاں کرانے والے اور مال مسروقہ لینے والے۔ بردہ فروشی کرنے والے۔ اور جن کے معاونان سارقان علاقہ سے خاص حصص مقرر ہوتے تھے:

ایک دو سب انسپکٹر صاحبان ایسے بھی مشاہدے میں آئے ہیں جو اپنے گھوڑے کے دانہ کے لئے چنے کی بوریاں راتوں کو اناج منڈی یا ریلوے مال گدام سے اپنے منہ چڑھے معاونوں کے ذریعہ چوری کرا کر منگوایا کرتے تھے۔ میں نے بھی چند ایسے لوگوں کی نسبت شکایتی چٹھے مرتب کر کے پیش کئے۔ وہ بعض اہلکاروں کے سفارشی تھے اور اس طرح ان کا بال تک بیکا نہ ہو سکا۔ اگر کسی کا تنزل بھی ہوا وہ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد بحال ہو گیا۔ بعض کانسٹبلان جمعیت پولیس میں ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ جنکو آنکھوں سے اچھی طرح دکھائی تک نہیں پڑتا اور بعض کو رات کے وقت بالکل نظر ہی نہیں آتا تھا۔ علاوہ ازیں بعض ملازمین ٹانگ سے لنگڑے یا کسی نقص جسمانی کی وجہ سے معذور الخدمت اور بعض ملاحظہ ڈاکٹری میں بھی انفٹ

قرار دیئے گئے لیکن وہ اپنی کوشش اور سفارش سے مکرّر ملاحظہ ڈاکٹری میں کامیاب ہوگئے ؛

میرے زمانہ تعیناتی ضلع برنالہ میں ایک کانسٹبل بارو خان ۱۱۰۲ ڈاکٹری ملاحظہ میں اُنفِٹ ہوکرہ بھادوں سمت ۱۹۸۳ کو پنشن پر علیحدہ کر دیا گیا۔ یکم ماگھ سمت ۱۹۸۳ کو یہی کانسٹبل سول سرجن صاحب پٹیالہ کے مکرّر ملاحظہ میں فِٹ قرار دیا جاکر ملازمت پر بحال ہوگیا بھلا میری رائے بمقابلہ ڈاکٹری رائے کے کیا وقعت رکھتی ہے۔ حالانکہ اس کانسٹبل سے کام مجھکو یا میرے کسی بھائی کو لینا پڑا ؛

ایسے امور کا خیال گورنمنٹ پولیس میں خاص طور سے رکھا جاتا ہے۔ ریاستوں میں اس کا انسداد اعلیٰ افسران کی توجہ کا محتاج ہے۔ بمقابلہ اس کے اکثر ایسے ملازمان پولیس بھی دیکھے گئے ہیں اور اس وقت صیغہ پولیس میں موجود ہیں جو اپنی دیانتداری اور کارگذاری کی وجہ سے کانسٹبل بھرتی ہوکر سب انسپکٹر۔ انسپکٹر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدوں تک ترقیاب ہوئے ؛

ناظرین ! یہ ساری کی ساری محنت اور دیانتداری کی برکتیں ہیں۔ قانون قدرت روزِ ازل سے ایسا ہی ہے کہ انجام کار قابل اور لایق اشخاص آسمانِ شہرت پر نیّرِ تاباں بن بن کر چمکیں ؎

جن کا مشرب نیک جنکو نیکیوں سے پیار تھا
بامِ شہرت پر رہے ہیں وہ ہمیشہ جلوہ گر
نیک و بد کو بخشتا ہے روشنی اور تازگی
ہے یہی باعث کہ جو گردوں کی زینت ہے قمر

ٹریننگ ادنےٰ ملازمان پولیس کی تربیت گاہ ریاستوں میں پولیس لائینز ہی ہیں لیکن پولیس لائینز میں تربیت کا مکمل انتظام نہیں ہوتا سوائے معمولی قواعد پریڈ کے اور یہ بھی زیادتی کام اور قلت جمعیت کی وجہ سے پورے طور پر نہیں ہوسکتی

بعض جگہ قانونی تعلیم کے لئے ٹریننگ سکول کھولے گئے ہیں. مگر طلبا کسی عملی ڈھنگ مثلاً سراغرسانی گرفتاری مجرمان افسروں کا رعایا سے اور بدمعاشوں سے برتاؤ وغیرہ کی تربیت سے قطعاً بے بہرہ رہتے ہیں. اس لئے عملی تجربہ کے بغیر تعلیم بھی ادھوری رہ جاتی ہے. قلّت تعداد کی وجہ سے عملی تجربہ کے لئے وقت ہی نہیں مل سکتا. اس لئے صیغہ پولیس میں بہت سی خامیوں اور دیگر نقائص قبیحہ کی ذمہ وار یہ ادھوری تعلیم بھی ہے:

۵ دیانتداری و بددیانتی

سونے کو آگ میں رکھنے سے سونے کی چمک نہیں جاتی
جو کُندن ہیں وہ کُندن ہیں کُندن کی دمک نہیں جاتی
دنیا میں دیانتدار جو ہیں درصل وہ اصلی کُندن ہیں
دُکھ درد کی آگ میں بھی پڑ کر وہ اسطرح سے روشن ہیں

گو دیانتداری مذہباً سب پر واجب ہے مگر پولیس کا تو یہ اصلی جوہر ہے جہاں جہاں دیانتدار پولیس افسران مامور ہوتے ہیں علاقہ ہر طرح کی بدعنوانیوں اور آفات سے محفوظ رہتا ہے:

دیانتداری کی مثال فولاد کی سی ہے. مکمّل دیانتدار وہ ہے کہ جو کسی ذریعہ سے بھی کسی سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اُٹھائے. اخلاق سے پیش آئے شرافت سے گفتگو کرے. اپنا فرض سمجھکر لوگوں کے دُکھ درد سُنے اور پوری کوشش سے معاملات حل کرے. دیانتداری کا جوہر پیدا کرنے کے کئی طریقے ہیں:-

(الف) تنخواہ کا معقول ہونا:

(ب) حسن کارگذاری پر انعام اور ترقی دے کر حوصلہ بڑھانا:

(ج) بددیانت ملازمین کو عبرتناک سزائیں دینا. اگر یہ تین اصول پولیس میں مرعی رکھے جائیں تو پھر پولیس جس شان کی ہو سکتی ہے دنوں میں ظاہر ہو سکتا ہے. اکثر اوقات بڑے حیران کن واقعات ظہور میں آئے ہیں میں نے بعض کانسٹبلان پولیس اور پٹواری وغیرہ بھی اکثر دیانتدار پائے ہیں. لیکن ان کی بدنصیبی نے یہاں تک زور مارا کہ ایک درجہ بھی ترقی نہ پا سکے اور تمام عُمر

اُسی درجہ پر گُذار دی۔ سچ ہے۔ ؎

دِل غمدیدہ تیرا کوئی بھی غمخوار نہیں
تو وہ کانٹا ہے کہ جو لائق گُلزار نہیں

زمانہ کے چلن نے عجیب رنگ کھلا رکھا ہے۔ دیانتدار اپنی ضروریات بھی پورا نہیں کر سکتے۔ بددیانت امیر کبیر بن کر دیانتداروں پر فوق پا جاتے ہیں۔ اگر دیانتدار سے ہر کوئی نفرت کرتا ہے تو ان کی مفاد ناجائز کی وجہ سے عزّت ہوتی ہے

؎ بندگانِ صبر طاعت کے لئے فاقہ کشی
خوانِ نعمت سرکشوں دولت پرستوں کیلئے
بدخصائل اہل شر کے واسطے قصر و محل
جھونپڑے ٹوٹے نکو دل تنگدستوں کیلئے (فلک)

غرضیکہ جبتک دیانتداروں کا دل نہ بڑھایا جاوے گا اور بددیانتوں کی سرکوبی نہ کی جائیگی۔ کسی بہتر سے بہتر حکومت میں بھی شانِ پولیس قایم نہیں رہ سکتی۔ ریاستوں میں بعض بددیانتوں پر اُس وقت مقدمات چلائے جاتے ہیں جبکہ وہ مال دولت کے خزانہ ناجائز کمائی سے بھر چُکتے ہیں۔ حالانکہ بُرائی کو اُس کے آغاز میں ہی جڑ سے اکھاڑ دینا قرین مصلحت ہے ؎

سانپ کے بچے پہ کی نظر کرم تُو نے اگر
یہ سمجھ دل میں بڑا ہو کر وہ ڈس لے گا تجھے
زہر کے پودے کو سینچے شہد سے بھی تو اگر
جب ثمر ور ہوگا بیشک زہر ہی دیگا تجھے

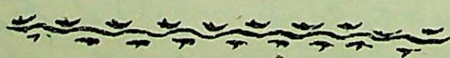
کیونکہ دیانتداری پیدا کرنے اور بددیانتی دور کرنے کے لئے "گربہ را روز اوّل باید کُشت"۔ کی مثال بالکل صادق آتی ہے۔ ہر معمولی سے معمولی بددیانتی کا فوری نوٹس لیا جانا ازبس ضروری ہے۔ دوسروں کے لئے عبرت اُسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ ملازمین کی دیانتداری بددیانتی

ایسا راز نہیں جو افسران کی نگاہ دور رس سے مخفی رہ سکے۔ مگر نرمی۔ چشم پوشی۔ ہر دلعزیزی یا خود غرضی کے عیوب نے ایسا پردہ ڈال رکھا ہے کہ جو شانِ پولیس کو پورے طور پر تیرہ و تار کر رہا ہے۔ حکمائے ہند کا قول ہے کہ ہر وہ غلطی جسے بعض چھوٹا سمجھکر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہی سنگین جرائم کی شکل اختیار کر لیتی ہے :۔

ارکانِ حکومت کا فرض ہے کہ اگر کہیں ارادتاً ایسا اغماز پایا جائے۔ تو ذمہ وار افسران بھی باز پرس سے محفوظ نہ رکھے جائیں۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہر ایک حکومت سے خصوصاً اور عام پبلک سے عموماً نہایت پر زور الفاظ میں یہ اپیل کروں کہ سب متفق ہو کر رشوت خواری و بد دیانتی کا انسداد کریں :۔ اے دیانت تو طلوع آفتاب کی طرح اُفق پٹیالہ سے جلوہ افروز ہو اور ساعت بساعت ترقی کرتے کرتے نصف النہار پر پہنچ جا تاکہ تاجداران بیکنٹھ مراتب کی رُوحیں جو ہمیشہ دیانتداری کے مجسمے تھیں شاد ہوں اور موجودہ تاجدار جو کہ رعایا کے جان و مال کی حفاظت کا خواہاں۔ دیانتداروں کا قدر دان اور بد دیانتوں کا دشمن جان ہے مہرباں ہو۔ آؤ۔ ہم سب عہد کریں کہ یہ رضائے شاہی ہم اور ہماری نسلیں پورا کریں :۔

ے اے دیانت اے ضیائے محفلِ ہر دو جہاں
ہے فروزاں تیرے ہی دم سے تو بام آسماں
آ۔ کہ چشم شوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
آ۔ بنا دے پھر وطن کو تو میرے رشک جناں
دیکھ کر جلوہ گری کو تیری تا مسرور ہوں
خلد میں شاہانِ عالم اور سلاطینِ زماں

مسدس ذیل دل سے پڑھو اور عمل کرو۔ اسی میں تمہاری بہبودی کا راز مضمر ہے :۔



رِشوت

رِشوت جہاں میں قسمتِ اصحابِ ذیل ہے ذلّت کی راس اور حماقت کی جھیل ہے
رِشوت سے لوگو صاحبِ عزّت ذلیل ہے سونا بھی ہو اگرچہ تو لوہے کا کیل ہے
گلگوں قبا ہے گرچہ یہ کالی بلا ہے یہ
اے لوگو جَو فروش ہے گندم نما ہے یہ

رِشوت ہے روشنی تو الٰہی سحر نہ ہو رشوت ہے چاندنی تو الٰہی قمر نہ ہو
رِشوت ہے گر درخت الٰہی ثمر نہ ہو رشوت اگر صدف ہے الٰہی گوہر نہ ہو
رشوت غریقِ نفرتِ ہر خاص و عام ہے
مکروہ ہے غلیظ ہے مُطلق حرام ہے

رِشوت ہمارے واسطے لاتی ہے ڈالیاں پہلے ہمیں کھلا کے مٹھائی کی تھالیاں
پیچھے گلی گلی میں بجاتی ہے تالیاں سُنواتی بے نقط ہے ہزاروں ہی گالیاں
یہ آگ ہے بھبھوکا ہے اور فتنہ ساز ہے
یہ بھکنا د حرص ہے ہمدوش آز ہے

انصاف کی جو کشت ہی وہ اس سے جل گئی اس سے وہ بھر عزّت و حرمت کی ڈھل گئی
ذلّت کی مچھلی پولیسِ عزّت نگل گئی اے لوگو تم کو بن کے چھلاوا یہ چھل گئی
عزّت گے لوگ اسکی بدولت عدو ہوئے
رسوا ہوئے جہاں میں بے آبرو ہوئے

رِشوت نے کاخِ عدل ستم ہے گرا دیا اس نے چراغِ نظمِ عدالت بجھا دیا
انصاف کا خزانہ ہی اس نے لُٹا دیا اور معدلت کا نام غضب ہے مٹا دیا

بن کر گھٹا جو چرخِ حکومت پہ چھا گئی
غُل مچ گیا کہ آندھی نحوست کی آ گئی

یہ خام پارہ ہمکو جلیتر دکھاتی ہے
پوشیدگی کے پردے میں گو منہ چھپاتی ہے
اندر کے خانے روز نئے گل کھلاتی ہے
شربت میں ہمکو زہر ملا کر پلاتی ہے

منزل کے جو نشان تھے سارے مٹا دیئے
اس نے ہمارے راہ میں کانٹے بچھا دیئے

گو لکشمی کے روپ میں ہمکو لبھا گئی
گھونگھٹ اٹھا کے چہرے سے یہ مسکرا گئی
زیور دکھا گئی ہمیں بھاؤ بتا گئی
پھر سچ تو ہے جال میں ہمکو پھنسا گئی

ایمان کی جو بات تھی وہ اس نے ٹال دی
اک آنکھ تھی جو عدل کی خاک اسمیں ڈالدی

گو اک گھڑی کو خوشۂ انگور بن گئی
گو اک گھڑی کو مرہمِ کافور بن گئی
پر آخرش کلیجہ میں ناسور بن گئی
سائل کے حلق کے لئے ساطور بن گئی

بیداد گر کا وار جو رشوت سے چل گیا
مظلوم غم سے شمع کی مانند جل گیا

رشوت نے اک قیامت کبریٰ اٹھائی ہے
رشوت سے سائلوں کی زباں پر دہائی ہے
رشوت سے گھر میں آپ کے دولت تو آئی ہے
پیسہ حرام کا ہے یہ کھوٹی کمائی ہے

وقتیکہ مرغ عزت و دولت بدام رفت
مال حرام بود بجائے حرام رفت

رشوت سے لوگو کس لئے دولت کماتے ہو
نادانو آگ پانی کو ناحق لگاتے ہو
دوزخ میں اپنے واسطے کیوں گھر بناتے ہو
ایماں سا لعل کس لئے یونہی گنواتے ہو

گو تم برے وسیلوں سے دولت کماؤگے

وقتِ رحیل یاد رہے چھوڑ جاؤ گے

رشوت جفا شعار ہے ذلت نشاں ہے تُو — انصاف کا جو باغ ہے اسمیں خزاں ہے تُو

رشوت پہاڑ کی طرح آتش نشاں ہے تُو — شمشیر ہے تُو برچھی ہے تیر و کماں ہے تُو

احمد حسین گٹھڑی ہے رشوت گناہ کی

مجھ کو قسم ہے اشہد وان لا الہ کی

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ رشوت کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو ملازمان پولیس راشی اور جھوٹے مقدمات بنانے اور غریبوں پر ظلم کرنے میں مشّاق ہوتے ہیں۔ اول تو اُن کے اولاد نہیں ہوتی۔ اگر کسی کے اولاد ہوتی بھی ہے تو سخت نالائق ننگِ خاندان عالم پیری میں پنشن لینے کے بعد ایسے مرتشی پولیس افسران جب اپنی تسکم پُری کر کے گھروں کو واپس ہوتے ہیں تو اُن کے وہ جسم جو مالِ حرام سے پھُول کر کُپّا بنے ہوتے ہیں۔ تھوڑے دِنوں میں سوکھ کر کانٹا ہو جاتے ہیں۔ بیجا حکومت اور رعونت کی عادت کیوجہ سے وطن کا کوئی آدمی نزدیک تک نہیں پھٹکتا۔ بجائے سلامیوں کے مکھیاں بھنکتی ہیں۔ بمقابلہ اس کے فوجی افسران صوبیدار و جمعدار وغیرہ جب پنشن لے کر اپنے گھروں پر آتے ہیں جن کے پاس حلال کی کمائی کا پیسہ نہایت کفایت شعاری سے جمع کیا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کے لئے زندگی کا ایک نیا دور پنشن لینے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مکانات بنواتے ہیں۔ زمینیں خریدتے ہیں۔ نہایت امن چین سے اپنے بال بچوں میں اپنی زندگی گذارتے ہیں۔ یہ ہے وہ فرق جو دیانتدار اور مرتشی انسانوں کی زندگی کے مابین ہوتا ہے۔ درحقیقت حلال کی کمائی بذاتِ خود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور حلال کی کمائی روح کی مسرت دل کی صفائی کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہے جو انسان کو دونوں جہان میں معزز اور ممتاز رکھتی ہے:۔

ع نیک ہے جنکی کمائی ان کا دل بھی نیک ہے

جو بُرے ذریعہ سے حاصل ہو وہ دولت ہی نہیں

تُو نے مظلُوموں کی دولت سے جو گھر کو بھر لیا
اُنکی آہیں کر نہ دیں گی کیا تجھے زیرِ زمیں؟

اہلِ پولیس کے بچوں کی تعلیم و تربیت

بعض کاروبارِ دُنیا یا فرائیض ملازمت ایسے ہوتے ہیں کہ جو خواہ مخواہ انسانی طبیعت میں تیزی پیدا کر دیتے ہیں جو مضر و مفید دونوں پہلو لئے ہوتی ہے۔ یعنے انتظامی لحاظ سے تو وہ تیزی نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کا اثر اخلاقی حالت پر ایک گونہ اچھا نہیں پڑتا۔ محکمہ پولیس ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس کے ملازمین میں یہ تیزی بالعموم ہوتی ہے کیونکہ ایک تو اس کا قانون ہی عجیب ہے جو یہ ہے کہ ایک ادنےٰ سپاہی بھی اگر اپنی ڈیوٹی پر ہو اور انچارج ہو تو اُسے وہی حق حاصل ہے جو انسپکٹر جنرل پولیس کو بحیثیت محکمہ مذکور کا سب سے اعلےٰ افسر ہونے کے ہوتا ہے۔ دوم اس محکمہ کو جو قوی اختیارات حاصل ہیں اور کسی کو نہیں۔ ان اختیارات کا حصول بھی ایک حد تک تیزی طبع کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کو ایسے نامراد سیاہ باطن اور سنگدل آدمیوں یعنی چوروں اور ڈاکوؤں کا انتظام کرنا پڑتا ہے جو انسانی ہمدردی اور شرافت کو جانتے ہی نہیں۔ بھلا جو شخص کسی کے مال کو کھانے اور خون کرنے کو روا رکھے۔ وہ بھائی بیٹا اور دوست کہنے سے کب باز آئے اور کس طرح اصلیت حال کا اظہار کرے۔ ہرگز ممکن نہیں؛

اُن کے لئے وہی سلوک کارگر ہوتا ہے جو محکمہ مذکور کا دستور العمل ہے اور قرینِ انصاف و مصلحت ہے۔ اُن لوگوں کے ساتھ ہر وقت کے برتاؤ سے بھی اُن کی طبیعت میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ رات کیوقت پبلک کے جان و مال کی حفاظت کرنے اور ڈاکوؤں چوروں کو پکڑنے اور روکنے سے بھی ان کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور انکو اعلیٰ درجہ کی دلیری حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تمام باتیں اور دلیری کے کام انکی طبیعت میں ایک مستقل ولولہ اور جوش بھر

دیتے ہیں۔ یہ جوش مستقل طور پر ہونے سے فطرت ثانی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال گھر میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ باہر۔ یہ رویہ خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ اور محکمہ مذکور کے ملازمین کے بچوں پر اس کا اثر اچھا نہیں پڑتا۔ ان کی طبیعت میں والدین کے اس عملی نمونہ سے حکومت و رعب کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خود کسی کی حکومت کو برداشت نہیں کرتی اور وہ اُستادوں کی زجر و توبیخ اور تنبیہ کو جو انہیں تعلیم کے متعلق دی جائے۔ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مدرسین کے مناسب دستور العمل کو ناقابل برداشت سختی سے تعبیر کر کے والدین کے آگے بے جا شکایت لے جاتے ہیں۔ والدین بجائے اس کے کہ انہیں ڈرا دھمکا کر غلطی سے آگاہ کریں ان کی بیجا حمایت کرتے ہیں اور اولاد کا ستیا ناس کر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ صحیح بات ہے کہ اس محکمہ کا حد درجہ کا رعب ادنے مدرسین میں تو یہ جرأت ہی نہیں چھوڑتا کہ وہ ان کے بچوں کی اصلاح کریں اور مناسب تہدید کو کام میں لائیں اور اعلیٰ مدرسین بھی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چلو ایک دو فیل ہو گئے تو کیا ہوا۔ اس طرح ان بچوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پولیس والوں کی اولاد ایسی قابل نہیں ہوتی جیسی کہ ہونی چاہئے۔ باپ تو انسپکٹر اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوتا ہے مگر بیٹا بلحاظ قابلیت ہیڈ کانسٹبل ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔ مگر اس میں قصور والدین کا ہوتا ہے جو اپنے رویہ سے اولاد کے دل میں ابتدا ہی سے حکومت کا مادہ بٹھا دیتے ہیں اور انہیں حلم و اطاعت کا سبق نہیں دیتے۔ انہیں یہ چاہئے کہ بچوں میں اطاعت و تابعداری کا خیال قائم کریں کہ جس سے خدمت سیکھیں اور عظمت حاصل کریں۔ یہ سچ ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

پولیس والوں کے بچے اطاعت اور تابعداری صرف اُس وقت سیکھیں گے کہ جس وقت سرپرست خاندان گھر میں اپنا رویہ وہ نہ رکھے جو ڈیوٹی پر رکھتا ہے اور اپنے

بچوں کو اخلاق و عجز کا عملی نمونہ دے اور مذہب کی پابندی کرے ؛

(از سید عنایت علی شاہ - وزیر آبادی)

ریکارڈ تھانہ جات

مُدبّران صیغہ پولیس نے جو ریکارڈ رجسٹرات وغیرہ تھانہ جات کے لئے تجویز کئے ہیں۔ ان کی ترتیب کا مکمّل اور دُرست رکھنا خوبی اِنتظام وانسداد وارادات کا باعث ہوتا ہے ؛

باب ۲۵ پولیس رولز کے مطابق جرائم و مجرمان کے کاغذات کا مکمّل ہونا صحیح اور وسیع معلومات سے جرائم کی روک تھام اور سِلسلہ سُراغ مقدمات میں پُورا پُورا ذریعہ امداد ثابت ہوتا ہے میں صحت کے ساتھ عموماً تھانہ جات میں یہ ریکارڈ مکمّل نہیں دیکھا۔ نہ عموماً افسر مہتمم پولیس سٹیشنوں کو سوائے معدودے چند اپنے علاقہ کی پُوری اور تازہ معلُومات حاصل دیکھیں ؛

بعض قوانین سرکلرات ہدایات مجریہ ریاست سے بھی اکثر افسران اسٹیشن ناواقف ہوتے ہیں ؛ میں نے دیکھا انڈین پیٹرولیم ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۹ء جو ریاست میں ۱۵ رجولائی سنہ ۱۹۱۱ء کو جلاس کونسل آف ریجنسی سے منظور شُدہ تھا۔ کسی تھانہ میں موجود نہیں نہ کسی افسر اسٹیشن کو اسکی واقفیت ضِلع نارنول سے اندریں بارہ صدر پولیس پٹیالہ سے میرے روبکار کا یہ جواب صادر ہوا تھا کہ یہ ایکٹ ریاست میں منظور نہیں ہوا۔ اِنتظامی قوانین وہدایات کی عُمدہ اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے بھی اُن پر پورا عملدرآمد نہیں ہوسکتا ؛

اسی طرح قوانین پہرہ ٹھیکری۔ پابند مسکن بدمعاشان۔ آرڈیننس جرائم پیشہ وغیرہ جو سالہا سال سے ریاست میں نافذ العمل ہیں بوجہ عدم واقفیت افسران پولیس کسی تھانہ میں اُن پر پُورا پُورا عملدرآمد نہیں دیکھا گیا۔ آرڈیننس جرائم پیشہ کی دفعہ (۱۵) کا منشا ہے کہ جرائم پیشہ اشخاص جو دو مرتبہ کے سابقہ سزا یافتہ ہوں تیسری مرتبہ مجرم ثابت ہونے پر حبس دوام کی سزا پا سکتے ہیں ؛

لیکن راقم نے اِضلاع نارنول۔ برناکہ میں دیکھا کہ کبھی کسی افسر نے یہ دفعہ اِستعمال

نہیں کی حالانکہ جرائم پیشہ اشخاص پے در پے تھوڑی سزا کے سزایاب ہوئے - ایسی قانون کی دفعہ (۲) کے بموجب ہر قوم یا گروہ عادی جرائم - جرائم پیشہ قرار دی جا سکتی ہے - لیکن کسی افسر تھانہ نے آجتک کسی کو ایسا قرار نہیں دلایا - دس دس پندرہ پندرہ مرتبہ کے سزایافتہ لوگ ان اضلاع میں موجود دیکھے ہیں ؛

اکثر کاغذات و احکامات کی تعمیل میں ہدایات و قوانین کی عدم واقفیت کے باعث افسران کو بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے - مثلاً کاغذات پاسپورٹ یا حصول اسلحہ جات کی درخواستیں یا اس قسم کے اور کاغذات کی تکمیل کسی خاص نمونہ سرکلر یا قوانین کے مطابق ہونی واجب ہو، بیسیوں دفعہ تھانہ جات و اضلاع میں صدر سے واپس آتے جاتے دیکھے بوجہ غلطی افسران یا وقت پر تعمیل نہ ہونے کے بعض معمولی کام جن کا تعلق برٹش گورنمنٹ سے ہوتا ہے - ایسی غفلت اور توقف کی وجہ سے اہمیت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں ؛

ضلع برنالہ میں فارن آفس کی طرف سے میں نے ایک شکایت ہوتی دیکھی - تھانہ سر دولگڈھ سے برٹش فوج کے ایک مفرور کی نسبت بہ تصدیق نمبرداران دیہہ رپورٹ پیش ہو کر فارن آفس و پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کے توسل سے کمانڈنگ افسر صاحب فوج گورنمنٹ کو یہ جواب دیا گیا تھا کہ اس نام کا کوئی فوجی مفرور اس دیہہ کا باشندہ نہیں ہے - حالانکہ اسی تھانہ سر دولگڈھ کی معرفت اسی فوجی مفرور کا اسی گاؤں کے نمبرداران کی تصدیق سے چال چلن پہلے اس سے تصدیق کیا جا چکا تھا - گویا اس کو اس دیہہ کا باشندہ نیک چلن تسلیم کیا گیا تھا ؛

ادنے ملازمین پولیس کی ایسی غلطیوں کا جواب اعلیٰ افسران کو بھی دینا مشکل ہو جاتا ہے - اور اس طرح ان کی پوزیشن بڑی نازک صورت اختیار کر لیتی ہے - اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام ملازمان پولیس متعینہ تھانہ جات کا جملہ ہدایات و قوانین ریاست کے طریق تعمیل احکامات وغیرہ سے واقف ہونیکا اطمینان کرنے کے لئے امتحان لیا جائے ؛

ریکارڈ تھانہ جات کی نسبت مسٹر ڈبلیو - اے - گیر - اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس

حیدر آباد دکن کی رائے

"معائنہ مقامی علم حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ معائنہ کبھی اس خیال اور مقصد سے نہ کیا جائے کہ خواہ مخواہ نکتہ چینی کی جائے۔ کسی معائنہ میں اگر رجسٹروں کی ترتیب وغیرہ میں کوئی غلطی معلوم ہو تو وہ قابل سزا تصوّر نہ کی جائے۔ رجسٹر اس لئے نہیں بنائے گئے کہ اُن کی وجہ سے انسپکٹروں کے لئے کام نکالا جاوے۔ اور نہ سب انسپکٹر اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ رجسٹر لکھا کریں رجسٹر ایک قسم کے اوزار ہیں جن کے ذریعہ سے سب انسپکٹر اپنا کام انجام دیتے ہیں یہ ممکن ہے کہ وہ رجسٹروں کی طرف سے غفلت کرتا ہو مگر وہ اپنا کام محنت سے کر رہا ہے لیکن بجائے اوزاروں کے جن کا استعمال وہ نہیں جانتا وہ اپنے چاقو سے کام لے رہا ہے۔ اس لئے اُسے تعلیم کی ضرورت ہے نہ کہ کسی سزا کی:

وہ ممکن ہے کہ اپنے حافظہ پر اعتبار کرتا ہو اور ایسا کرنا اُسے جائز ہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ غیر معمولی دماغ کا آدمی ہو لیکن درحقیقت اُس کا ایسا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے جانشین کو وہ علم نہیں دیسکتا جو خود اُس کے حافظہ میں محفوظ ہے اور اس لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تمام معاملات کو درج رجسٹر نہ کرے کیونکہ اگر کوئی دوسرا شخص اسکی جگہ آیا تو وہ کیونکہ ان تمام معاملات سے واقف ہو سکتا ہے۔ افسر معائنہ جب تک اس کارروائی پر پورا حاوی نہ ہو جاوے جو وہاں ہو رہی ہے اور جب تک یہ یقین نہ ہو جاوے کہ اس کارروائی کی تکمیل کے لئے جو ضرورت تھی وہ پوری کر دی گئی۔ اُس وقت تک یہ نہ سمجھے کہ

اُس نے کسی تھانہ کا معائنہ ختم کر لیا ہے۔ اُسے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر دفعتًہ اِس تھانہ پر کوئی دوسرا افسر بھیجدیا جائے تو وہ فورًا بلا کسی زحمت اور رُکاوٹ کے اِن فرائض کو جو انجام پا رہے ہیں ادا کرلے گا۔ اُسے چاہیئے کہ افسر تھانہ کو سمجھا دے کہ ہر مقدمہ زیر تجویز میں صحیح طریقہ کارروائی کا کونسا ہے اور جو مسئلے کہ پیش ہیں اُنھیں کیونکر حل کیا جائے اور اس خیال کے ساتھ وہاں سے واپس جائے کہ اُس نے غلطیوں کی اِصلاح کرنے کے کام کو ترقی دینے اور اہالیان تھانہ کی اخلاقی حالت دُرست کرنے میں تھوڑا بہت کام کیا ہے۔ اور نیز اُس نے خدمتِ عامہ کے نہایت مُشکل فرض کے ادا کرنے میں اپنے ساتھی اہل تھانہ کی حوصلہ افزائی کی ہے" ؎

وہ کام کر کہ جس سے تیرا نیک نام ہو
وہ بات کر کہ سارا جہاں شادکام ہو
بخشا ہے تجھکو مرتبہ پروردگار نے
تجھکو کچھ اپنے فرض کا بھی احترام ہو
حکّام چشم پوشیاں کرنے لگیں اگر
پھر کس طرح حکومتوں کا انتظام ہو؟
ماتحتوں کے حال کی تجھکو خبر رہے
تو باعثِ مسرّتِ ہر خاص و عام ہو

سب انسپکٹر صاحبان کی تعیناتی اور تبادلہ

؎ شکوہ کرنے نہیں دیتی ہے محبّت تیری
لب پہ رہ جاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

صاحبان سپرنٹنڈنٹ کا ضروری فرض ہے

کہ ماتحت افسران کی کارگذاری کے نگران رہیں جو تمام رپورٹ ہائے ضمنی تفتیش مقدمات کو خود پڑھنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ لیکن عام طور پر صاحبان موصوف اتنی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ بیس۲۰ بیس تیس۳۰ تیس رپورٹ ہائے ضمنی کو خود پڑھکر احکام جاری کریں۔ مثلاً ریاست پٹیالہ کے ضلع برنالہ میں آٹھ تھانہ جات ہیں اور ہر ایک تھانہ میں دو افسران تفتیش۔ اگر ہر ایک افسر کی جانب سے چار چار رپورٹ ہائے ضمنی پیش ہوں تو (۶۴) رپورٹ ضمنی کی روزانہ اوسط ہوئی۔ انسپکٹر صاحب کی رپورٹ ہائے ضمنی علاوہ رہیں۔ بہر حال پچاس سے کم کسی صورت اوسط رپورٹ ہائے ضمنی نہیں ہوسکتی؛

عام طور پر رواج یہ ہے کہ ریڈر صاحبان سپرنٹنڈنٹ جو ریاستوں میں معمولی لیاقت کے ہیڈ کانسٹبل ہوتے ہیں اُن کو پڑھکر خود ہی جو امورات قابل اعتراض و مزید دریافت طلب قرار دینے مناسب سمجھتے ہیں احکام نافذ کر دیتے ہیں اور ایسی احکام ضابطہ کے احکام کہلاتے ہیں؛

صاحب سپرنٹنڈنٹ شاذو نادر کسی سنگین مقدمہ کی رپورٹ ہائے ضمنی پڑھتے ہوں سوائے اُن ضمنیوں کے جن میں ذاتی دلچسپی ہو۔ بڑے بڑے لائق سپرنٹنڈنٹ صاحبان ریڈروں کی کارروائی پر اعتبار کرتے اور اُن کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں؛

گویا ریڈر ضلع بھر میں انتظام پولیس کے لئے ایک طرح پر وزیر اعظم کہلانے کے مستحق ہیں۔ ایسے لوگ اپنی حکومت جتانے اور افسران تفتیش سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کیلئے ہمیشہ بیجا یا بیہودہ اعتراض کرتے رہتے ہیں اور جو ملازمان اُن کو چاٹ چٹاتے رہتے ہیں۔ اُنکی بہت سی ناجائز کارروائیوں کو بھی چھپا لیتے ہیں اور صاحب سپرنٹنڈنٹ کے کانوں تک بھی ایسی ایسی غلط کاریوں کی اطلاع پہونچنے نہیں دیتے؛

بعض جگہ تو یہ ادنےٰ درجہ کے ملازمان یعنی یہ ہیڈ کانسٹبل سوئم یا کنسٹبل صاحب سپرنٹنڈنٹ کی مونچھ کا بال بن کر جس طرح چاہتے ہیں انتظامی مشین کو اپنے اشاروں پر

اُلٹا سیدھا چلاتے ہیں ؛

تفتیش میں انسپکٹر صاحب کے عہدے سے لیکر کانسٹبل تک شامل ہیں اور ان کی کارگذاری کو دیکھنے اور اس پر نکتہ چینی کرنے والے کون ۔ یہ ادنٰے ملازمان پیڈری کی آڑ میں بہت خطرناک ثابت ہو رہے ہیں ۔ علاقہ برٹش گورنمنٹ میں سب انسپکٹر سے کم عہدہ کا کوئی پیڈرہ نہیں ہے ۔ ریاستوں میں بھی سخت ضرورت ہے کہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ کی پیشی میں قابل اور دیانتدار سب انسپکٹر مامور ہوں اور روز افزوں کام کے مناسب طور پر نپٹانے کیلئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ ہر ضلع میں بڑھایا جاوے ۔ دنیا میں زندگی کی ضروریات کی چیزیں تیار کرنیکے کام مختلف حصوں پر تقسیم کر دیئے گئے ہیں بغیر اس کے ترقی نہیں ہو سکتی ۔ صیغہ پولیس میں بھی اس اصول کی پیروی ضروری ہے ۔ یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اگر آج ایک ملازم اکونٹنٹ ہے کل کو سب انسپکٹر پھر محافظ دفتر پھر تھانہ کا انچارج بنا دیا جائے ؛

یا اگر کبھی تفتیش کا کام سپرد ہے تو کبھی دفتر کا کام بھی اس کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اس طرح وہ کسی کام میں ترقی نہیں کر سکتا ۔ ہمیشہ سب کے کام الگ الگ تقسیم ہونے چاہئیں ؛

تفتیش کا کام ادنٰے درجہ کے ملازمان کے سپرد نہیں کرنا چاہیئے ۔ اس کام کے لئے سب انسپکٹر سے کم رتبہ کا افسر مناسب نہیں ہے ۔ کیونکہ کارہائے تفتیش بیشتر ذمہ داریاں لئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے لئے لائق اور تجربہ کار افسران کی تعیناتی ہی قرین دانشمندی ہے ۔ ورنہ تفتیش میں صحیح نتائج کا اخذ کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی بن جاتا ہے ۔ اور اس طرح بہت سی خوفناک غلطیوں کا ارتکاب بھی حد امکان سے باہر نہیں ہوتا ؛

آ رہی ہے منزلِ مقصود خود تیری طرف
ہاں مگر تھوڑی سی ہمت تجھکو بھی درکار ہے

لاکھ طوفاں کی ستم خیزی ہے تو پروا نہ کر
ہاتھ سے چھوٹنے نہ رکھ ہمت سے بیڑا پار ہے

ملاحظہ و نگرانی منجانب افسران پولیس

باب ۱۳ قواعد پولیس پنجاب میں افسران مندرجہ گزٹ کے دورہ کا یہ مدعا ہے کہ وہ ہر تھانہ کے علاقہ کے متعلق اُس کے باشندگان کے متعلق۔ فریق بندی مجرمان مواضعات کے جغرافیہ کی نسبت اس قدر واقفیت مقامی پیدا کریں کہ جو ملازمان ماتحت کے کام پڑتال کرنے اور اُن کو امداد دینے اور جہاں ضرورت ہو رابطہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے قابل بنا سکے۔ نگرانی کے متعلق مسٹر ڈبلیو۔ آے گیر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس حیدر آباد دکن کی قیمتی رائے

"ضلع بھر کی انتظامی تکمیل میں کامیابی اور اس کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ کو چاہیئے کہ اپنے سب سے مشکل کام کی طرف توجہ کرے اور وہ ایسی تفتیش جرائم کی ہدایت و رہنمائی ہے جس کے انسداد میں پولیس کو کامیابی نہ ہوئی ہو۔ سپرنٹنڈنٹ کا ایسا خیال کرنا کہ اس کے ماتحتوں کو سراغرسانی کا کام اُن کی اخلاقی حالت کے لئے خوف و اندیشہ سے خالی ہے۔ خصوصاً اُن لوگوں کے لئے جو اسے بے پرواہی سے انجام دیتے ہیں فضول ہی نہیں بلکہ بڑی غلطی ہے۔

ہمیں اکثر اسبات کا ثبوت ملا ہے کہ ادائے فرض کے اثنا میں ضرورت کے بہانے سے کیسی کیسی سیاہ کاریوں کا ارتکاب کیا گیا ہے وہ نوجوان جو پہلے بہت نیک چلن اور ہونہار تھے بڑی بڑی ظالمانہ کارروائیاں کرنے لگتے ہیں۔ جبکہ وہ پولیس میں داخل ہوئے تھے تو

تھوڑی سی بدکاری کرنے سے اُنکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے
لیکن روزانہ ایسی حرکات کرتے کرتے اُن کا دل سیاہ ہو جاتا ہے
جب اِس قسم کے ثبوت ہمارے سامنے موجود ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا
چاہئے کہ اگر سراغ رسانی کے کام کو غلط طور سے نہ سمجھا جائے۔ اور
اس کی نگرانی موثر اور مستحکم طریقے سے نہ کی جائے تو سراغ رسانی کا کام
اُن لوگوں کو جو اُسے انجام دیتے ہیں۔ ذلیل بلکہ وحشی بنا دے گا۔
لہذا یہ بہت ضروری ہے کہ اس امر کی انجام دہی کے لئے زحمت
اُٹھانے اور روپیہ صرف کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائے۔
کہ ہر نوجوان جو جمعیت میں داخل ہوتا ہے اُسے سراغ رسانی کی دِقتیں
جتا دی جائیں اور نیز یہ کہ کس طرح وہ اِن دِقتوں پر غالب آسکتا ہے
اگرچہ یہ بہت ضروری ہے کہ اپنا کام شروع کرنے سے قبل اُسے
پُورے طور پر تعلیم دی جائے۔ لیکن اِس سے کہیں زیادہ ضروری
یہ ہے کہ حقیقی کام کے ابتدائی چند سالوں میں اس کا کوئی رہنما
دوست ہونا چاہئے جس سے کہ وہ بھروسہ اور اطمینان کے ساتھ
مشورہ اور مدد طلب کر سکے :

اِس ضرورت کو پُورا کرنے والے سپرنٹنڈنٹ ضلع اور انسپکٹر ہونے
چاہئیں۔ اُنھیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے
ماتحتوں کو مدد دیں اور اُنھیں غلطی میں پڑنے سے روکیں۔ تجربہ سے
ثابت ہوا ہے کہ جن مقدمات میں اصلی سراغ رسانی کے ہُنر کی ضرورت
ہوتی ہے۔ وہاں تفتیش کنندہ میں علمی قابلیت درکار ہے۔ اور
اُس کی ایک سب انسپکٹر سے توقع کرنا فضول ہے۔ تجربہ سے یہ بھی

معلوم ہوا ہے کہ نوے ۹۰ فیصدی مقدمات جنکی تفتیش سب انسپکٹروں کے ہاتھوں انجام پاتی ہے۔ ایسے ہوتے ہیں جنمیں نہ کوئی پیچیدگی ہوتی ہے اور نہ وہ بڑے مجرموں کے کام ہوتے ہیں اور اُن کے کرنے والے جاہل اور ان گھڑ ہوتے ہیں۔ جو بعینہٖ اسی طرح جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جیسے اُن کے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ مستغیث یا تو مالدار مزارعین ہوتے ہیں یا ساہوکار اور مہاجن۔ گواہ اکثر مقدمات میں سیدھے سادے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کا بلحاظ ذات خاندان یا ہمدردی کے نہ تو مستغیث سے کچھ تعلق ہوتا ہے نہ ملزم سے مستغیث گواہ اور ملزم سب سرکار سے حفاظت اور انصاف کی توقع رکھتے ہیں۔ اُن کے خیال میں سرکار دراصل تھانہ کا عہدہ دار پولیس ہے:

سپرنٹنڈنٹ کو خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ عہدہ دار اِس عہدے کی عزّت ووقار کو قائم رکھے:

باقی ماندہ دس ۱۰ مقدمے ایسے ہونگے جو سب انسپکٹر کی حیثیت اور لیاقت سے باہر ہوں:

اُسے ایسی تعلیم دینا جو اُسے کمال تک پہنچاوے اور جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ گویا ناممکن کو ممکن کرنا ہے۔ اگر کوئی سب انسپکٹر ایسی دماغی قابلیت رکھتا ہے کہ وہ ان مقدمات کو کامیابی سے انجام دے سکتا ہے۔ تو وہ بہت عرصہ تک سب انسپکٹر نہیں رہ سکتا۔ وہ یقیناً بہت جلد ترقی پا جائیگا:

لہٰذا ایسے مقدمات کا سُراغ لگانا افسران اعلیٰ کا کام ہے

اور اُن کا پہچاننا انسپکٹر یا سپرنٹنڈنٹ کا کام ہے نہ کہ سب انسپکٹر کا ؛

ماتحت اپنے افسرِ اعلیٰ کے مقابلہ میں مقدمہ نہیں لے سکتا لہٰذا افسرِ اعلےٰ کو خود ایسا مقدمہ اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہیئے ؛ ایسے مقدمات کو ماتحتوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر۔ پھر اِس علّت میں کہ اُنھوں نے مقدمہ بُری طرح چلایا یا تزعیبات کا شکار ہو گئے ؛ سزا دینا قریب قریب فعلِ مجرمانہ کے ہے ؛

مُقدّمات

تفتیشِ جرائم کی نگرانی جنمیں پیچیدگی پائی جاتی ہو۔ خود بخود عملی تعلیم کا موجب ہو گی جو افسرانِ اعلےٰ کے فرض کا بہت اہم حصّہ ہے ؛ اور سب انسپکٹر کے لئے نہایت ضروری ہے ؛

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اوسط درجہ کا سب انسپکٹر کچھ یُونہی سا تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔ اُسے لکھنا پڑھنا آتا ہے۔ وہ تھوڑا بہت قانون اور ضابطہ بھی جانتا ہے اور اُسے علمِ جرائم میں بھی کچھ شُدھ بُدھ ہوتی ہے۔ اخلاقی تعلیم اُس نے شاذ و نادر ہی پائی ہے۔ اور غالبؔ اپنی ذمّہ داریوں کی اہمیّت کو بھی بہت کم سمجھتا ہے۔ لہٰذا افسرِ اعلےٰ کو ابتدا سے اُسے سب کچھ سکھانا چاہیئے۔ اور اپنے ماتحتوں کے خیال کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اُس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ صبر و استقلال کے ساتھ ہر افسر کے روزانہ کاموں کی تنقیح بالتفصیل کرے۔ اگر کوئی سپرنٹنڈنٹ یا انسپکٹر اِس تعلیم دینے کے فرض ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ

اپنے منصب میں ناکامیاب ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس پہلے ہی سے کام بہت ہے۔ وہ بغیر اسکول ماسٹر بننے کے سب کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن اُسے یقین کر لینا چاہئیے کہ جو وقت اس کا اپنے آدمیوں کی تعلیم میں صرف ہوگا وہ نہایت ہی عمدہ طور پر صرف ہوگا۔

ایک رجمنٹ کے افسر سارا دن چاند ماری میں صرف نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُن کے آدمی یہ بھی نہیں جانتے کہ بندوق کو کس طرح استعمال کرنا چاہئیے۔ قبل اس کے کہ سپرنٹنڈنٹ یا انسپکٹر اپنے ماتحتوں کو تعلیم دینے کا یا اُن کی نگرانی کا بیڑا اُٹھائے اُسے پہلے یہ اطمینان کر لینا چاہئیے کہ وہ خود بھی اُن کے کام کو کرنا جانتا ہے۔ یا نہیں۔ اُسے یاد رکھنا چاہئیے کہ مبہم احکام دینے سے گویا ماتحتوں کو یہ بتانا ہے کہ اُن کی نگرانی پوری پوری نہیں ہوتی۔ اور اِس لئے انھیں کسی خوف و اندیشہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح کسی ایسے حکم کا دینا جسکی تعمیل ناممکن ہو یہ بتانا ہے کہ افسر اعلےٰ اپنے کام کو نہیں جانتا اور اس لئے اُس کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ مبہم اور ناقابل عمل احکام صادر کرنا قطع نظر اس کے کہ بیفائدہ ہیں۔ ماتحتوں کے حق میں گونہ ناانصافی بھی ہے؛

ہر سپرنٹنڈنٹ کو چاہئیے کہ اپنے فرائض کا بغور مطالعہ کرنے اور ہر قسم کی واردات کے متعلق جو اُس کے سامنے آوے ذاتی طور پر تحقیقات کرنے کے لئے وقت نکالے۔ چونکہ وہ

زیادہ ذہین ہے اِس لئے اُس کا قیاس بھی زیادہ صحیح ہو سکتا ہے
لہٰذا وہ اپنے تجربہ کار ماتحتوں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہے گا۔
عملی کام کے تجربہ سے اُسے معلوم ہوگا کہ جو جو باتیں وہ اپنے
تفتیش کنندہ ماتحتوں سے چاہتا ہے اُن سب کے لئے
وقت نکالنا کس قدر مشکل ہے اور اِس لئے وہ اُن سے
ناممکن امور کی توقع نہ کرے گا۔ اُسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ
روزنامچہ کی نقلیں کرنا کس قدر دِقّت طلب امر ہے۔ اور
اِس لئے وہ خود بھی کاربن کاپی اِنگ پیپر (کاغذ نقل) استعمال
کرے گا اور اُنھیں بھی اس کاغذ کے اِستعمال کی اجازت
دے گا۔ جو آجکل تمام کاروباری کارخانوں میں استعمال ہوتا
ہے؛

اُس کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کسی کو نظر میں رکھنے اور اُسکے
پیچھے رہنے میں کِس قدر دِقّت ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اس کی نسبت
نہایت بے پرواہی سے حکم دیدیتا ہے؛

اور سب سے زیادہ ضروری بات اُسے یہ معلوم ہوگی
کہ ذراسی احتیاط اور زحمت سے بہت کچھ کام ہو سکتا ہے۔
نیز اُسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ بغیر صحیح اندراج بیانات نقشہ جات
اور نوٹوں کے لکھنے کی صحیح صحیح تفتیش کرنا ناممکن ہے۔ اور
جب وہ اپنے دفتر میں بیٹھکر روزنامچے سُنیگا تو اُسے فوراً
معلوم ہو جائے گا کہ بجائے واقعات کے فسانہ کہاں سے
شروع ہوتا ہے اور اُسے یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی کہ جس

تحقیقات کا ذکر کیا گیا ہے وہ درِ اصل انجام کی گئی ہے یا نہیں
ایک تجویز جو کسی جُرم کی تفتیش کی تنقیح کے واسطے افسرِ اعلےٰ کے
لئے نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ دِل میں اوّلاً
اُن تمام واقعات سے اختلاف کرے جو بیان کئے گئے ہیں
اگر کسی قتل کی رپورٹ دی گئی ہے تو وہ اپنے دل میں یہ قیاس
قائم کرے کہ ممکن ہے کہ واردات غلطی سے قتل سمجھ لی گئی ہو
اور اِن واقعات سے جو رپورٹ میں درج ہیں۔ اُسے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ موت اتفاقی
ہے یا خودکشی ؞

وہ تمام رپورٹ کی تنقیح و تنقید اس خیال سے کرے کہ
اُس کے لکھنے والے نے ہر واقعہ میں نتائج نکالنے میں غلطی
کی ہے۔ اور اُن واقعات کو قیاس مخالف سے مطابق
کرنے کی کوشش کرے ؞

یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ اِس طرح ہر امر تفصیل کی تنقیح
کے لئے بہت سی عمدہ عمدہ باتیں سُوجھیں گی۔ اور اکثر یہ معلوم
ہوگا کہ وہ تمام شہادت جو تفتیش کنندہ نے اپنے قیاس
سے مطابق کرنے کے لئے پیش کی ہے وہ قیاس مخالف سے
بھی اُسی طرح مطابق ہوتی ہے۔ اور جب تک بے اعتباری
کی کسوٹی پر اُسے نہ کسا جاتا یہ بات کبھی دریافت ہی نہ
ہوتی جو جو احکام اِس سے سُوجھیں گے وہ ہمیشہ مفید اور
ٹھیک ثابت ہونگے۔ اور اکثر بڑی بڑی غلطیوں سے یہ احکام

کبھی ناممکن التعمیل نہ ہونگے - کیونکہ اُن کا مقصد کسی ایسی مخصوص اطلاع کا حاصل کرنا ہوگا جسکی درحقیقت ضرورت ہے:

اس سے نہ کبھی کسی پُرجوش افسر تفتیش کنندہ کو تکلیف ہوگی اور نہ وہ ہمت ہارے گا - بلکہ اس میں ایک قسم کی تیزی پیدا ہو جائے گی - کیونکہ اس سے اُسے معلوم ہوگا کہ اُس کا افسر اعلیٰ اُس کے کام میں دلچسپی لے رہا ہے اس طرح وہ بھی زیادہ تندہی - زیادہ دلچسپی سے کام کرے گا:

ان معمولی باتوں کے نظر انداز ہونے سے آج صیغۂ پولیس کو بہت معاملات میں صحیح اور جامع واقفیت بہم نہیں پہنچتی:

اگر اعلےٰ افسران اس کی طرف ذرا بھی متوجہ ہوں تو یہ تمام نقائص بیک جنبش قلم دور ہو سکتے ہیں:

تیری تقلید خود کرتے رہینگے تحافلے والے
نمونہ بن مثالیں تو جہاں میں نیک پیدا کر
کسی کی چارہ سازی کے طریقے پھر سمجھ لینا
تو اے مجروح پہلے اپنے دل کا زخم اچھا کر

مُجرمان کی نگرانی کے طریقے

صحیح اور با اُصول نگرانی سے جرائم کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جب تُم کسی مجُرم کی تلاش میں جاؤ یا کسی مُشتبہ چلن کی نگرانی پر مامُور ہو تو تمھیں چاہیئے کہ اِس انداز سے اُس کی نگرانی کرو کہ اُسے اِس بات کا شُبہ ہی نہ ہو کہ تم اُس کی فکر میں ہو۔ اگر اُسے کچھ بھی شُبہ ہوگا تو وہ ہوشیار ہو جائیگا اور اپنا دستور العمل بالکل بدل لیگا ؛ اِس کے علاوہ تمھاری نگرانی سے بچنے کی سینکڑوں تکریں کریگا۔ برخلاف اس کے اگر تم اپنے ارادوں اور تدبیروں کو اس پر ظاہر نہ ہونے دو گے تو اُسے بالکل اطمینان رہے گا اور تُمھاری نظر کے سامنے ہی ایسے کام کرے گا جو تمھیں صحیح رائے قائم کرنے میں بُہت مددوہ ثابت ہونگے ؛

فرض کرو کہ کسی بدمعاش نے تُم پر نگران ہونے کا شک بھی کر لیا ہے۔ اِس صُورت میں تمھیں چاہیئے کہ ایسی لاپرواہی کا طریقہ اختیار کرو اور ایسی بے تعلّقانہ باتیں کرو کہ اُسے تُمھارے پولیس مین ہونے اور نگرانی کرنیکا شُبہ تک باقی نہ رہے یہ طریقہ ایسے لوگوں کی نگرانی کا ہے جو اجنبی ہوں اور تُمھیں نہ جانتے ہوں لیکن جو بدمعاش تُمھارے حلقہ میں رہتے اور جن سے رات دِن تُمھیں سابقہ پڑتا ہے وہ تُمھیں ہر وقت پہچان لیں گے۔ خواہ تُم کسی بھیس میں کیوں نہ ہو۔ تمھارے لئے یہ بُہت ضروری ہے کہ اپنے حلقہ کے بدمعاشوں کی آمدورفت سے ہر وقت باخبر رہو اور تمھیں یہ معلُوم ہونا چاہیئے کہ کون لوگ اس بدمعاش سے میل جول رکھتے ہیں اور کِن لوگوں کی اُس کے پاس آمدورفت زیادہ ہے۔ یہ سب باتیں تمھیں اِس کے میل جول کے آدمیوں پڑوسیوں اور اِس کے دُشمنوں سے خفیہ طور پر معلُوم کرنی چاہیئں تاکہ بدمعاش ہوشیار ہو کر اپنی حرکات وسکنات پوشیدہ رکھنے کی فکر نہ کر سکے ؛

سُست اور کاہل کانسٹبلوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ جب کسی بدمُعاش کی نگرانی کا حُکم ملا تو جھٹ اُس کے گھر گئے اور کہدیا کہ خبردار اگر کہیں باہر جاؤ تو ہمیں پولیس کی چوکی پر اطلاع دے کر جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ کوئی بدمعاش ایسے طریقہ نگرانی سے کب پولیس کے قابو میں آسکتا ہے۔ جب اسے کسی دوسرے شہر یا گاؤں میں واردات کرنے کیلئے جانا مقصود ہو تو پولیس کی چوکی پر آکر غلط جگہ بتا کر چلا جاتا ہے۔ اور وہاں کسی اپنے دوست یا عزیز سے کہدیتا ہے کہ اگر کوئی دریافت کرنے آئے تو کہدینا کہ آیا تھا۔ ایک دن ٹھیر کر چلا گیا۔ تو اس کا کیا انتظام ہوسکتا ہے۔ کانسٹبل تھانہ جا کر نقشہ خبردہی کٹوا آتا ہے اور وہاں سے یہ تصدیق ہو کر آتی ہے کہ اپنے فلاں رشتہ دار کے یہاں آیا۔ ایک دن قیام کیا اور واپس چلا گیا اور کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ حالانکہ وہ کسی دوسری جگہ نقب زنی یا ڈکیتی کے لئے گیا تھا۔ اور ریل کی سواری سے فایدہ اُٹھا کر دوسرے ہی دن واپس بھی آگیا۔ کانسٹبلوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ وہ بدمعاشوں کے خلاف کُچھ نہ کُچھ رپورٹ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بدمعاش نگرانی کے خوف سے یا پہلی سزا پائی یا تنبیہہ کی عبرت سے نیک چلنی اختیار کرلے اور ایمانداری کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے تو یہ بڑے ظُلم کی بات ہے کہ خواہ مخواہ اس کے خلاف جھوٹی رپوٹیں کیجائیں یا نگرانی کے بُرے طریقے استعمال کرکے اسے دِق کیا جائے۔ ایسی صُورت میں بدمعاشی کے مقدمات دفعہ ۱۱۰ ضابطہ فوجداری میں گواہ اس کی نیک چلنی کی شہادت دیتے ہیں اور ملزم بری ہوجاتا ہے ÷

نگرانی بدمعاشوں کو دُرست کرنے کے لئے قایم کی گئی ہے۔ یعنی یہ اگر بدمعاش اپنی بدمعاشی سے باز نہ آئے تو اس کو سزا دلوائی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی

مدِ نظر ہے کہ بدنامی اور سزایابی کے خوف سے بدمعاش اپنی طرزِ زندگی کو بدل کر نیک معاش بن جائیں۔ نگرانی کا عمدہ اثر اُسی وقت ہوتا ہے جب نامعلوم طریقہ سے خاموشی کے ساتھ بدمعاش کی حرکات و سکنات کی جانچ کی جائے اور تمام مواد بغیر اس کی اطلاعیابی کے جمع ہو جائیں۔ جس وقت بدمعاش کو یہ معلوم ہوگا کہ پولیس کی قوّت اِس قدر زبردست ہے کہ اُسے نامعلوم طریقے سے اُس کے اُٹھنے بیٹھنے ملنے جُلنے کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور کسی واردات کے اِرتکاب کے بعد پولیس سے بچنا ناممکن ہوگا۔ تو وہ کسی واردات کی جُرات نہ کریگا۔ لیکن اگر مشتبہ چلن انسان کو جابجا دِق کیا جائیگا اور نگرانی کے بُرے طریقہ سے اُسے بُری طرح ذلیل کیا جائیگا۔ تو اِسے اپنی عزت اور ناموس کی کچھ پرواہ نہیں رہے گی۔ اور وہ کھُلے بندوں جرائم پیشہ بن جائیگا۔ مثل مشہور ہے۔ تنگ آمد بجنگ آمد:

بعض دفعہ شریف خاندانوں کے آدمی انسانی کمزوری کی وجہ سے کسی جُرم کے مُرتکب ہو جاتے ہیں۔ سزایابی یا تنبیہہ کے بعد ان کی نگرانی میں بڑی احتیاط لازم ہے۔ ایسی بکثرت مثالیں پائی جاتی ہیں کہ محض پولیس کی نگرانی کی بدولت اُنھیں رات دن ذلیل ہونا پڑا۔ اور دِق ہو کر اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ جو ذلّت ایک بدمعاش اور جرم پیشہ کی ہونی چاہیئے وہ تو ہو رہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم پورے بدمعاش نہ ہو جائیں:

تمھیں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نگرانی سے بدمعاش کی اصلاح مدِ نظر ہے۔ جب کوئی بدمعاش خاموشی کے ساتھ ایمانداری کی زندگی بسر کرنا شروع کرے تو اپنے افسر سے سچّے حالات کی رپورٹ کرنا بھی تمھارا فرض ہے۔ نگرانی کرتے وقت تمھیں کسی کام کے کرنے میں عار نہ ہونی چاہیئے۔ یہانتک کہ اگر خدمتگاری

مزدوری۔ سائیس گری۔ پلّہ داری تک کرنی پڑے تو تمہیں بڑی خوشی سے کرنا چاہیئے مثلاً اگر کوئی اجنبی آدمی تمہارے شہر میں آ کر مقیم ہوا ہے اور افسر اس کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں اور تمہاری نوکری بولی گئی ہے۔ اگر آدمی کھاتا پیتا اور مالدار ہے تو تمہیں کوشش کر کے اس کی ملازمت خواہ کیسی ہی ادنےٰ درجہ کی ہو کر لینا چاہیئے اور نوکروں کی طرح اطاعت اور انکساری سے کام کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے افسر حالات معلوم کرنے کی غرض سے ذلیل سے ذلیل پیشہ اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے کرنے سے ان کی ذلت نہیں ہوتی بلکہ وہ حد درجہ کی عزت کے مستحق ہوتے ہیں اور اعلیٰ افسران ان کی خدمات کی بڑی قدر کرتے ہیں اور وہ جلد ترقیاں کرتے اور انعام پاتے ہیں۔ ہمارے سابق کمانڈر انچیف بہادر لارڈ کچنر جب مصر میں تھے تو ادنیٰ درجہ کے عربوں اور سودا بیچنے والوں کا بھیس بدل کر بڑی مفید خبریں لایا کرتے تھے۔ جاپان کے ملک میں جاسوسی اور مخبری کرنا اعلیٰ درجہ کی عزت خیال کی جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس والوں کو اپنے رعب داب کا ایسا خبط ہوتا ہے کہ ہر کام میں اور ہر جگہ جھوٹے رعب سے کام لینا چاہتے ہیں۔ بھلا جن لوگوں کے دماغ میں یہ خبط سمایا ہو وہ کیا خاک نگرانی کر سکیں گے۔ اور جو لوگ پولیس میں اس غرض سے بھرتی ہوتے ہیں کہ اپنا پیٹ پالیں وہ کبھی اچھے پولیس مین نہیں بن سکتے ہیں؛

مشق کرنے کا یہ طریقہ ہونا چاہیئے کہ ایک سپاہی کو سادہ کپڑوں میں کسی سڑک پر چلتے اجنبی مسافر کی نگرانی کا حکم دیا جائے۔ اجنبی بازار میں جائیگا۔ سودا سلف خریدیگا اپنے میل ملاپ والوں سے ملیگا۔ غرضیکہ وہ جو کچھ کرے اور جہاں جائے اس کی مفصل رپورٹ شام کو اپنے افسر سے کرنا چاہیئے۔ تعریف جب ہے کہ اس عمدگی سے اجنبی کی نگرانی کی جائے کہ اسے کسی وقت تمہارے متعلق کوئی شبہ نہ ہو۔ ورنہ ظاہر ہو کر کھلے بندوں تو معمولی فہم و ادراک کا آدمی بھی کسی کی نشست و برخاست کا نگران

ہو سکتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ ایسی نگرانی پولیس کے کسی مقصد کو پورا کر سکتی ہے؟ اس کا جواب نفی اور صرف نفی میں ہوگا ؛ (ماخوذ)

سب انسپکٹر صاحبان انچارج تھانہ کے کام کی باتیں

مُسلّمہ دیانتداری۔ کارکردگی۔ رعایا سے نیک برتاؤ۔ یہ تین۳ اصول شرطیہ ترقی کا پیش خیمہ ہیں۔ جنکی تقلید ملازمان کو عموماً افسران پولیس کو خصوصاً کرنی چاہیئے ؛

(۱) حصول تعلیم اور قانونی جماعت پاس کرنے کے بعد عملی کام سیکھکر جب افسر اسٹیشن ہیں کامل دیانتداری سے فرائض انجام دیتے ہوئے کفایت شعاری سے اپنی تنخواہ میں گذارا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمہاری دیانتداری سے متاثر ہوکر تمہارے اعلیٰ افسران خود تمہاری ترقی تنخواہ کیلئے بیقرار رہینگے ؛

(۲) نفس پر قابو رکھو رعایا سے اخلاق سے پیش آؤ۔ بداخلاقی بدزبانی میں پورانے افسران پولیس کی تقلید نہ کرو ؛

(۳) مقدّمات کی تفتیش میں تشدّد ہرگز روا نہ رکھّو ؛

(۴) طمع نفسانی یا کسی بڑی سے بڑی سفارش کے زیر اثر کبھی جھوٹا مقدمہ نہ بناؤ یہ ملازمت اور دُنیا چند روزہ ہے۔ آخر خدا کے روبرو بھی تو جواب دینا ہے ؛

(۵) جملہ قوانین و ہدایات مجریہ کا مطالعہ جاری رکھو۔ ماتحتان کو واقف کراؤ تاکہ ادائیگی فرائض میں غلطی سرزد نہ ہو ؛

(۶) ہمسایہ پولیس افسران سے رسُوخ رکھو۔ پبلک کے اصلی نمائیندوں۔ تمام علاقہ کے شریف لوگوں سے رابطہ اتحاد بڑھاؤ تاکہ سچّے حالات سے بخوبی واقف کار رہو ؛

(۷) بدمعاشوں یا اُن کے رشتہ داروں۔ تعلقداروں سے ہرگز دوستی پیدا نہ کرو

خواہ وقوعات عدم ثبوت رہیں اگر ایسا کروگے۔ شریف لوگ تمہارے نزدیک نہ آئینگے :
اور تم بدنام ہو جاؤ گے :

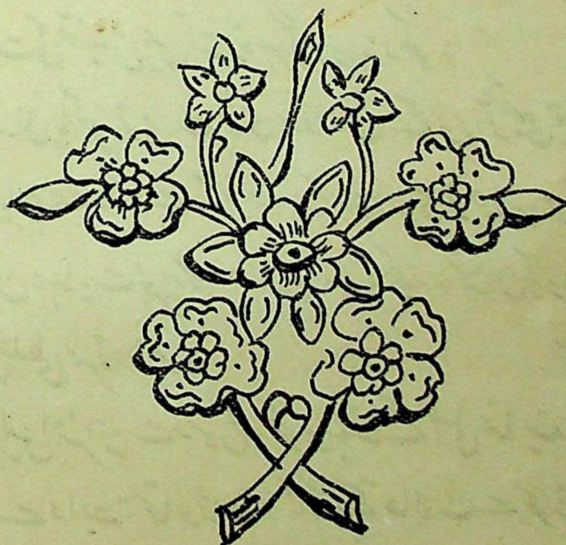
(۸) چھوٹے سے چھوٹے وقوعات کو بھی درج رجسٹر کرو۔ اخفا ہرگز نہ کرو یہ انسداد جرائم کا گر ہے :

(۹) ماتحتوں پر کنٹرول اور ان کی خبر گیری بمثل اولاد کے رکھو تاکہ وہ بگڑ کر تمہارا کام نہ بگاڑ سکیں :

(۱۰) دیہاتی چوکیداران سے ہمیشہ بات چیت کرکے دیہات کے حالات معلوم کرتے رہو۔ بعض افسران تھانہ اُن سے بات چیت کرنا کسرِ شان سمجھتے ہیں اور عموماً اُن سے خدمات بخ لی جاتی ہیں :

ع

تیری عزت کم نہ ہوگی بول کر عوام سے
ہاں مگر اُن کی تو عزت کچھ نہ کچھ بڑھ جائیگی





خاکسار مصنف

خواہ وہ وقوعات عدم ثبوت رہیں اگر ایسا کروگے۔ شریف لوگ تمہارے نزدیک نہ آئینگے؛
اور تم بدنام ہو جاؤگے؛

(٨) چھوٹے سے چھوٹے وقوعات کو بھی درج رجسٹر کرو اخفا ہرگز نہ کرو [illegible]
جرائم کا گڑھ ہے؛

(٩) ماتحتوں پر کنٹرول [illegible]
کام نہ بگاڑ سکیں؛

(١٠) دیہاتی چوکیداروں سے ہمیشہ بات چیت کرکے دیہات کے حالات معلوم کرتے رہو۔ بعض افسران ان سے بات چیت کرنا کسرِ شان سمجھتے ہیں اور عموماً اُن سے خدمات لی جاتی ہیں؛

شعر

تیری عزت کم نہ ہوگی بول کر خوشی سے
ہاں مگر اُن کی تو عزت کچھ نہ کچھ بڑھ جائیگی





خاکسار مصنّف

نظارۂ اوّلین

بارہ ۱۲ سالہ زمانہ ہیڈ کنسٹبلی

خاندان اوّل ذاتی دوسرے خاندانی وجدّی خصائل وخصائص ہر انسان کیساتھ قدرت نے ایسے ودیعت کئے ہیں۔ جیسے جسم وجان ودیگر اعضا وجوارح کھشتری ذات میں جسقدر خوبیاں جنگجوئی، بہادری۔ رحم وغیرہ ہیں۔ ہر فرد کھشتری میں برابر پائی جائینگی۔ جہانتک میرا تجربہ یا قیاس ہے۔ ممکن ہے۔ کمی بیشی بھی نہ ہو۔ بلکہ ہر فرد بشر میں یکساں وبرابر نہونگی۔ ہاں امتدادِ زمانہ۔ صحبت وغیرہ کی تاثیر اور دیگر بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جن سے اِن کی نوعیت میں ایک قسم کا فرق پڑگیا ہو۔ لیکن اگر اصلیت کی بابت پوچھو۔ تو اس میں سرِمو خرابی نہیں آئی۔ علیٰ ہذا دیگر اقوام میں جو خوبیاں و برائیاں قدیم سے ہیں۔ بدستور موجود ہیں۔

خاندانِ پوری اِس نامور خاندان کو خصوصیت سے ایک ایسا اَمٹ ولازوال فخر قدرت کے دستِ کرم سے نصیب ہوا ہے۔ جس میں کبھی بھی کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ وہ وسیع اور سربلند خاندان ہے۔ جس میں دہرم ویر قدرت کے پیرو تسلیم مجسّم حقیقت نما ایسی نامی گرامی ہستی نے جنم لیا تھا۔ اور یہ وہ نونہال تھا۔ جس نے دہرم کی مقدس ویدی پر جان ایسی نادر ونایاب اور پیاری شئے کو قربان کرتے ہوئے ذرہ برابر بھی

دریغ و فکر نہ کیا۔ مگر جو دھرم کی شان میں ایک مرتبہ زبان سے نکل گیا۔ پھر اُس میں تغیر و تبدل نہ کیا۔ دُنیا اپنی پیاری جان جاتی دیکھ کر فوراً اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ ہستیاں جو اِس سنسار میں کسی کام اور نام کیلئے آئیں۔ جان جانا مگر بات کا رہ جانا اُن کے لئے معمولی سی بات ہے ؎

موت آنے کیلئے ہے، جان جانے کیلئے ۔۔۔ دھرم سے مُنہ موڑ لینا بُزدلوں کا کام ہے

راقمِ واقعات: حالات و زیست خود کا بھی اسی خاندان سے تعلق ہے۔ یہ نیاز مند اِس بلند و بالا و عظیم الشان بابرگ و بار درخت کا ایک ادنیٰ برگ ہے۔ بالفاظِ دیگر اسی ذات والا صفات کا ایک ناچیز رُکن ہے۔ میری جنم بھومی قصبہ سنام ہے۔ جو ریاستِ عالیہ پٹیالہ کے پانچ اضلاع میں سے ایک ہے۔ یہ خطۂ زمین اپنی مردم خیزی کے سبب بڑی بھاری شہرت اور خصوصیت کا مالک ہے۔

اِس بستی سے اور اِس پوری خانداں سے جنہوں نے جنم لیا۔ نشو و نما پایا۔ یہ پروان چڑھ کر اپنے خاندان کی زیب و زینت کا باعث ہُوئے۔ بہت ہیں۔ جن کے نامِ نامی اگر گنائے جائیں۔ تو یہ مختصر سا نسخہ ایک طویل و ضخیم کتاب بن جائے۔ بنا بریں معدودے چند بزرگان جنہوں نے دُنیا میں قدم دھرے اور اپنی عُمر معقول و مقبول قدیم معزز طریق پر ختم کر گئے۔ دُنیا سے سدھارے بہت عرصہ نہیں گذرا۔ بطور مثال و تبرک اِن اوراقِ کتاب کو اِن مقدس و مُتبرک ناموں سے مزین کروں۔ تو ضرور ہے۔ کہ موجبِ خیر و برکت ہو گا۔

چُنانچہ اسی خاندان کی قابلِ احترام ہستیاں دیوان بھوگیداس۔ دیوان ہمیر سنگھ دیوان کنور سنگھ اور دیوان چونی لال صاحبان خاص ریاست پٹیالہ میں اپنی خدماتِ جلیلہ و جان نثارانہ جذبات کے باعث نہ فقط اپنی نام آوری کا باعث ہوئے۔ بلکہ ریاستِ عظمیٰ کی عظمت و شان کے ازدیاد کا بھی موجب ہے۔ یہ وہ بزرگ تھے۔ جنہوں نے اپنی عُمر کا ماحصل ریاست کی بہتری و بہبودی کو جانا۔ اور اسی ریاست میں پیوندِ خاک ہونا اپنی آیندہ کی بھلائی

بہتر ہی سمجھتے رہے

دیوان ننھو لال - بخشی سالگ رام اور بخشی جیون سنگھ ریاست نابھہ میں اپنی عمریں گذار گئے - دیوان سوجان رائے ریاست مالیر کوٹلہ ہیں - غرض اپنے اپنے زمانہ کے والیانِ ملک کی خدمات میں نہایت نیکنامی سے اپنے ایامِ زندگی بسر کرتے ہوئے عزّت و آبرو سے جنم سپھل کر گئے - اصل پوچھو تو دنیا میں اسی کا آنا - اور جانا قابلِ حرمت ہے - جو نام نیک چھوڑ جائے جیسے جیسے معزز اور ذمہ داری کے عہدوں پر ممتاز تھے - ویسی ویسی شان سے اپنے آپ کو دنیا کی نگاہوں میں پیش کرتے رہے - اور کیوں نہ کرتے سب کے سب بڑے بڑے ذی عزت اور جلیل القدر عہدوں پر سرفراز تھے -

مورثِ اعلیٰ خاندانِ خاکسار بابا کھرل جی نے جو بلحاظِ تقدس و پارسائی بابا کے نہایت شریف و معزز لقب سے عوام و خواص میں ملقب ہی نہیں - بلکہ پرستش کئے جاتے ہیں - اپنے صوابدید و ضروریات کے مناسب حال نہ خیال فرماتے ہوئے قلمی خدمات میں اپنا فائدہ نہ سمجھ کر تلوار کے جوہر دکھانے کا فیصلہ کیا - اور فوجی و جنگی خدمات سے اپنے ولی نعمت کی خدمت کرنا مناسب خیال کیا - شاہِ وقت نے جس مہم پر تعینات فرمایا - نہایت فخر و فرحت سے اس میں شریک ہو کر سپاہیانہ سرفروشیاں کرتے رہے - جس قدر مہمات میں شمولیت کا موقعہ ملا - نہایت سرخروئی سے کامیاب ہو کر نصرت و فتح کے شادیانے بجاتے واپس آتے رہے - آخر انسان موت کا بندہ ہے جو پیدا ہوا اُسے ایک دن موت سے بغلگیر ہونا ہے - چنانچہ سکھر کے مقام پر جبکہ اپنے بادشاہِ وقت کی طرف سے مع اپنی جاں نثار فوج کے لڑائی لڑ رہے تھے - نہایت بہادری و دلیری سے تیغ کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہوئے - کامیاب اور اصل زندگی یہی ہے - ورنہ حشرات الارض کی موت تو لاکھوں روزانہ مرتے ہیں - کون پوچھتا اور کون جانتا ہے - مقام سکھر بابا جی کی مشہور و معروف سمادھ ہے - دادی مائی صاحبان نے جب بابا جی کی شہادت کی خبر سن پائی - دھرم مذہب کے حکم کی پیروی میں سنتے ہی چتا کی تیاری کا ارشاد فرمایا - اور جلتی بلتی آگ میں اپنا پوتر وجود کا باہمی

تعلق توڑ جوڑ سے جوت کو ملا دیا۔ چنانچہ بھٹنڈہ میں اِن پاک ہستیوں کی سمادھ آجتک موجود ہے
جس زمانہ میں باباآلاسنگھ جی بانیٔ ریاست پٹیالہ راج کر رہے تھے۔ راقم کے خاندان
کے بزرگ بھٹنڈہ سے نقل مکانی کرکے قصبہ سُنام میں آکر آباد ہوئے۔ اور مشہور عالم تقدس مآب
نہایت ہی بابرکت باعظمت بزرگ پارسائے مجسّم بھائی مولچند صاحب جنکی عظمت و بزرگی کا
موازنہ کرنا ہو۔ تو سُنام سے سو سو دو دو سو کوس تک ہر خورد و بزرگ سے آپ کی مہما دریافت
کر دیکھو۔ پاس ہی پانچ چھ کوس چھاجلی ایک گاؤں ہے۔ جہاں مشہور ہے کہ بھائی صاحب نے
ایک خشک شاخ ہاتھ میں لیکر جنگل میں گاڑ دی اور فرمایا۔ یہ چھاجلی کی آبادی کی حد ہے۔ چند
دنوں کے اندر وہاں گاؤں آباد ہو گیا۔ جو اتبک موجود ہے۔ اور عقیدت مندوں نے وہ
خشک شاخ جو بعینہٖ سرسبز ہو کر درخت ہو گیا تاحال موجود ہے۔ جھنڈیوں وغیرہ سے خوب
سجا رکھا ہے۔ اُنہی بزرگ و برتر ہستی کے پاک چرنوں کی اطاعت میں میرے ان بزرگوں نے
جن کا ابھی ذکر آیا۔ سُنام کی رہائش کو بھٹنڈہ پر ترجیح دی۔ نہ فقط بزرگانِ خاندان نے
ہی نقل مکانی فرمائی۔ بلکہ اُن کے ساتھ پروہت۔ پادہا۔ حجام۔ کہار وغیرہ کل لاگی و
خدمتی لوگ برابر ہمارے خاندان کیساتھ بھٹنڈہ سے سُنام پہنچے۔ اور وہ لوگ اور آگے جو
اُن کی اولاد ہوئی برابر اب تک اُسی نسبت سے بھٹنڈہ والے کہلاتے ہیں۔ بھائی صاحب کے
تقدس کی وجہ سے باباآلاسنگھ صاحب کو جو عقیدت آپ سے تھی۔ اسکی مثال مشکل سے فی زمانہ
ملیگی۔ بزرگانِ موصوف الصدر کے علاوہ نہایت ہی قریب زمانہ میں میرے چچا لالہ روڑ چند صاحب
ریاست کلسیہ کے سردار صاحب ڈیوڑھی معلیٰ رہے۔ اور جدِ امجد لالہ ہزاری مل صاحب مہاراجکا
صاحب نگھو اندر سنگھ صاحبان بیکنٹھ مراتب کے عہود حکومت میں موننک اور وڑبہ وغیرہ
میں تھانیداری کے معزز عہدہ پر ممتاز رہے۔

میں نے تھانیداری کے عہدہ کو اپنے بیان میں جو معزز درج کیا۔ اُس کی وجہ یہ ہے
کہ جس زمانہ میں میرے بزرگوں نے تھانیداریاں کیں۔ اُس زمانہ کی تھانیداری اور اِس وقت

کی تھانیداری میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فی زمانہ جو تھانیداری کی قدر و منزلت ہے۔ اس سے اس وقت کی تھانیداری کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ فی زمانہ تھانیداری کی حکومت نظامتوں۔ نیابتوں۔ تحصیلوں۔ تھانوں اور دیگر کئی سلسلوں میں تفریق و تقسیم ہو چکی ہے۔ اور گئے زمانے کی حکومتِ تھانیداری کو اگر کم سے کم اہمیت دیں۔ تو گذشتہ تھانیداری اب کی نظامت سے لگا کھا سکتی ہے۔ زمانہ گذشتہ کے تھانیداروں کے اختیارات نہایت وسیع تھے۔ دیوانی ہو یا فوجداری سب اُن کے اپنے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔ سزائے قید و جُرمانہ جو چاہتے کر سکتے تھے قضیہ ہائے لین دین خود ہی فیصل کر کے نمٹا دیا کرتے۔ اس سے رعایا بھی خوش تھی۔ جن کو مہینوں اور برسوں در ہائے عدالت جھانکنے پڑتے تھے۔ اِدھر دعوٰے اُدھر فیصلہ۔ چلو رخصت۔ یہ تھے۔ اُس زمانہ کے تھانیداروں کے اختیارات۔

البتہ سرکاری ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے۔ تاجدارِ وقت کے اہلاسخاص سے خاص خاص احکام براہِ راست تھانیداران کے نام صادر ہوتے رہتے چنانچہ ایسے احکام بنی اِدکثیر خاندان میں بطور یادگار موجود ہیں۔

میرے والد لالہ تلسی رام صاحب سورگباشی بھی اسی سلسلۂ پولیس ریاست پٹیالہ میں مدت العمر ملازم رہے۔ اور سارجنٹی و تھانیداری کے عہدوں پر مامور رہ کر بتیس ۳۲ سال نہایت نیکنامی۔ جانفشانی۔ محنت و سرگرمی سے اپنی خدماتِ مفوضہ کو انجام دیتے رہے۔

راجہ دلارام صاحب۔ دیوان ہری چند صاحب۔ لالہ دیوی سنگھ صاحب پوری نامور ہستیاں تھیں اسی خاندان کے دو درخشاں ستارے یعنی لالہ پنا لال صاحب۔ اور سردار شام سنگھ صاحب پولیس ریاست پٹیالہ کے عہدہ ہائے سپرنٹنڈنٹ پولیس پر متمکن رہے۔ بلکہ ثانی الذکر صاحب الحال بخیر و خوبی زندہ و سلامت موجود ہیں،

موضع گڑتھل ضلع سیالکوٹ پوری کھتریان کی واحد ملکیت کا ایک گاؤں فی زمانہ موجود ہے۔ جہاں کے دیوان دھنپت رائے صاحب پوری۔ دیوان حاکم رائے صاحب نامور ہستی

ہو گذرے ہیں۔ کاردارانِ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب شیر پنجاب کے عہد حکومت میں مسلسل دیوان وفادار رہے۔ اُن کی اولاد برٹش گورنمنٹ کی حکومت میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی رہی۔ اور سرکار سے اُن کی معاش کیلئے برابر وظائف و جاگیرات وغیرہ مقرر رہے۔

بحالتِ موجودہ رائے بہادر لالہ برج لعل پُوری ایڈوکیٹ سرگودہا و پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی سرگودہا۔

کرنل مدن لال صاحب پوری سول سرجن امرتسر۔

لالہ مکند لال پوری ممبر کونسل پنجاب۔

لالہ شنبھو لال پوری ایڈوکیٹ لاہور۔

لالہ یوگ راج پوری اگزکٹو انجنیر

لالہ نند لال پوری ایڈوکیٹ چیف منیجر سنٹرل بنک کلکتہ۔

لالہ منوہر لال پوری سُپرنٹنڈنٹ پولیس حیدرآباد۔

رائے بہادر لالہ جے گوپال پوری ریونیو کمشنر ریاست بیکانیر۔

لالہ بخشی لال پوری ڈپٹی کلکٹر نہر۔

لالہ جگن ناتھ پوری۔ بی۔ اے۔ بنکر۔

دیوان ملکھراج پُوری ایڈوکیٹ سیالکوٹ و ڈائرکٹر پنجاب نیشنل بنک۔

دیوان چمن لال پوری سب جج۔

دیوان ہری چند پوری تحصیلدار ریاست پونچھ۔

دیوان سری رام پوری سب جج لائل پوری۔

لالہ جگن ناتھ پوری بار ایٹ لار

لالہ سالگ رام پوری وکیل۔

لالہ متھو لال پوری کمشنر مال ریاست نابھ۔

رائے بہادر دیوان گیان چند پوری آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ۔

دیوان کرتار ناتھ پوری بی۔ اے میونسپل کمشنر سیالکوٹ۔

دیوان لشمبر ناتھ پوری سول سرجن رنگون۔

قصور و سیالکوٹ میں حصّہ تھا۔ تمام ہندوستان میں عموماً اس خاندان کے بیشمار افراد آباد و شاد ہیں۔ اصل نکاسی خاندانِ پوری کی خاکسار نے قصور سے سُنی ہے۔

دیوان بالا مل پوری گورنمنٹ پنشنر۔ دیوان چونی لال پوری ایڈوکیٹ۔ لالہ بیلا رام پوری ایڈوکیٹ۔ لالہ نہال چند پوری سکرٹری آفس شملہ۔ لالہ کرم چند پوری۔ لالہ دھرم چند پوری لاہور۔ گجرات میں رائے بہادر رام رتن پوری پنشنر۔ لالہ متھرا داس صاحب پوری آنریری مجسٹریٹ مشہور و معروف وغیرہ سرفراز و ممتاز ہستیاں ہیں۔

پیدائش اور تعلیم

میری پیدائش ساون بدی ۳ سمت ۱۹۳۵ مطابق ۲ ساون سمت ۱۹۳۵ میں ہوئی۔ اپنی قدیم اور خاندانی رسومات کے مطابق جب میری عمر سنِ شعور کو پہنچ گئی۔ تو میرے والدین نے مجھے مدرسہ پڑھنے بٹھایا۔ جب یہ زمانہ کہاں تھا۔ تعلیم تھی ضرور۔ مگر اس افراط سے نہیں۔ جب کثرت سے اب بی۔ اے۔ ایم اے۔ پڑے پھرتے ہیں۔ عام ضرورتوں اور معمولی ملازمتوں کے لئے ورنیکولر مڈل انتہائی تعلیم تھی۔ اکثر طالبعلم یہانتک پہنچ کر بس کر دیتے۔ اور ملازمت میں مڈل پاس ایک حد تھی۔ چنانچہ میں بھی جب تک مڈل تک پہنچا۔ پھر آگے چلنے کی کوئی ضرورت نہ سمجھی۔

تعلیم یافتگان بیشتر چونکہ باقاعدہ فارسی پڑھتے تھے۔ اُن کی لیاقتیں۔ اُن کی قابلیتیں مسلّمہ ہُوا کرتی تھیں۔ مدرسوں میں فارسی کی تعلیم کو بتدریج کھویا گیا ہے۔ تب ہی معمولی لیاقتوں کے لوگ ہونے لگے۔ میرے والد صاحب نے اس کمی کو محسوس فرمایا۔ اور چند فارسی کُتب مجھے آپ نے خود گھر پر پڑھائیں۔ جن سے مجھے بے حد فایدہ ہوا۔

میرے سورگباشی پتاجی نہایت پکے اور ویردھ سناتن دھرمی تھے عموماً ہر وقت بڑے بڑے وِدّوان سناتن دھرمی پنڈت صاحبان کی سنگت سے آپ لابھ اٹھاتے رہتے تھے۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی وِدّوان پنڈت آپ اپنے پاس رکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ آپ زیادہ وقت دھرم شکشا میں گذارنے کے عادی تھے۔

آپ کے زرّیں اقوال جو بطور نصیحت مجھے عموماً ہدایتاً فرمایا کرتے تھے۔ جو کسی حالت میں بھی فراموش نہیں ہو سکتے۔ میرے نگینِ دل پر تا حال کندہ ہیں۔ مثلاً

(۱) صبر۔ صداقت۔ استقلال انسان کو ترقی کے زینہ پر پہنچا دیتے ہیں۔

(۲) جو بیٹا دُور اندیشی۔ طاقت اور دولت سے کُنبہ کا بوجھ سنبھال لیتا ہے۔ وہ والدین کا اصلی بیٹا ہے۔

(۳) دُنیا بھر کی دولت اسی کا مال ہے۔ جس کے دِل میں صبر ہے۔ سچی خوشحالی صبر کے اندر ہے۔

(۴) ہمّت والا انسان دولت وغیرہ کے بغیر بھی شہرت حاصل کر سکتا ہے۔

(۵) نیک ہونا سچی شرافت ہے۔ نہ کہ نیک گھرانے میں پیدا ہونا۔

ملازمت کی ابتدا

تعلیم ختم کر کے راقم یکم ساون سمت ۱۹۵۲ کو بحکم اعلیٰ صاحب تھانہ مردان پور (سرائے مُغل) میں بعہدۂ سارجنٹ تعینات کیا گیا۔ اور اپنی خدماتِ مفوضہ کی انجام دہی میں بدل و جان مصروف ہو گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تھانیدار کی انتہائی تنخواہ مبلغ بیس روپیہ ہوا کرتی تھی اور منشی تھانہ یعنی سارجنٹ دوئم کا مشاہرہ دس روپیہ علیٰ ہذا جمعدار تھانہ بالفاظِ دیگر سارجنٹ سوم اور کنسٹبل کا ماہانہ علی الترتیب سات اور چار روپیہ تھا۔ اجناس کا نرخ وہ نہ تھا۔ جو سنین گذشتہ میں رہ چکا ہے۔ بلکہ اس قدر ارزان تھا۔ کہ جو جس کی تنخواہ ہوتی۔ وہ اس میں نہایت خوشی سے اپنے اور اپنے متعلقین کی گذر اوقات خوب سہولیت

سے ہنسی خوشی کر لیتا۔

چنانچہ راقم بارہ سال کے طویل عرصہ تک مختلف تھانہ جات ریاست و دفاتر صدر پولیس و اضلاعِ ریاست پٹیالہ میں ہیڈ کنسٹبل ہوتا ہوا کارہائے تحریر کرتا رہا۔ اور تھانجات میں تفتیش مقدمات و سراغرسانی کی نازک ترین خدمات بخوبی انجام دیتا رہا۔ اور عموماً ہر مقدمہ میں کامیابی حاصل کر کے افسرانِ وقت کی خوشنودیٔ مزاج کا باعث رہا۔ افسران جن کے ماتحت ہوتا وہ راقم کی تعریف کھلے الفاظ میں فرماتے اور میرے کام پر اظہار اطمینان کرتے۔ اور خصوصاً میری دیانتداری پر بہت خوش ہوتے۔ جس سے میری ہمت افزائی ہوتی۔ اور میں بیش از بیش اپنی خدمات نہایت تندہی و جانفشانی سے کرتا۔

یہاں اگر اُس وقت کے چند چیدہ واقعات بسبیل تذکرہ بیان کروں۔ تو خصوصاً موجبِ دلچسپی ہوگا۔

عہدِ راجندری کا ایک چشمدید واقعہ

ع چہ دلاورست دزدیکہ بکف چراغ دارد

ہوشیاری۔ چالاکی انسان کا ایک جوہر ہے۔ مگر ایک حد کے اندر فطرتی اور قابلِ تعریف وصف ہے۔ ورنہ اوصاف نہیں۔ افعالِ مجرمانہ ہو جائینگے۔

پنڈت برہمانند پیشکار تحصیل پنجور میں یہ وصف تھا۔ مگر افسوس کہ بجائے نیک نیتی۔ خود غرضی و بد دیانتی کا پہلو تھا۔

رئیس شہزادپور۔ مہاراجہ راجندر سنگھ صاحب مہندر بہادر سکینہ مراتب کے رشتہ دار ہیں۔ پنڈت جی کو اس رشتہ سے آگاہی تھی۔ پنڈت جی نے رئیس شہزادپور کے نام سے خود ہی ایک تار خبر انبالہ چھاؤنی سے مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کے نام دیدیا۔ جس کا مدعا یہ تھا کہ پنڈت برہمانند میرا خاص آدمی ہے۔ اسے تھانہ شیرپور میں موجودہ تنخواہ سے دُگنی تنخواہ پر مقرر فرما دیا جاوے۔

تار آیا اور تاجدار پٹیالہ نے بغرضِ تعمیل سردار شمشیر سنگھ صاحب پرائیوٹ سکرٹری کے حوالہ فرمایا۔ پرائیوٹ سکرٹری نے تعمیل ضروری خیال فرمائی۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اِس عہدہ کی تنخواہ بیس روپیہ ماہانہ تھی۔ ڈبل تنخواہ کا حکم ہر سُننے والے کیلئے حیرت و استعجاب کا مُوجب تھا۔ جو سُنتا انگشت بدندان کہ پنڈت جی کیسے قسمت کے دھنی ہیں۔ کہ ریاست بھر کے مُلازمین میں سے گوئے سبقت لیگئے۔ ہر تھانیدار کے بیس اور پنڈت جی کے چالیس۔

تھانہ شیرپور کے انچارج اُس وقت محمد عمر خان نامی تھے۔ حکم کے اندر چونکہ ان غریب کیلئے کوئی تفصیل موجود نہ تھی۔ کہ پنڈت جی جب تھانہ شیرپور کا چارج لے لیں۔ تو خانصاحب کہاں جائیں۔ اُنہوں نے سمجھ لیا۔ کہ میں مُلازمت سے الگ ہوں چنانچہ وُہ اپنے گھر نسام چلے گئے۔

پنڈت جی نے تھانہ کا چارج سنبھالتے ہی علاقہ کا دَورہ شروع کر دیا۔ رشوت کا اِس وقت بازار خُوب گرم تھا۔ جدھر ایسے افسر جاتے وارے نیارے تھے۔ دیہات علاقہ میں جانا۔ نذریں قبول کرنا۔ شیرمادر کی مثال نگل کر ہضم کر جانا۔ کارِ سرکار کا ہی ایک جزو تصوّر کر لیا گیا تھا۔ برہما نندجی کو تو یہ پہلا موقعہ خُدا خُدا کر کے ہاتھ آیا تھا۔ بے تحاشا مُٹھیاں گرمانے لگے۔ میٹھے کے لالچ میں جھوٹ سچ کچھ تمیز نہ کرتے جو آیا ہڑپ۔ پنڈت جی کی طمع اور لالچ کی انتہا کہاں تھی۔ خُوب ہی خُوب لُوٹنا شروع کیا۔ جب آپ تھانہ شیرپور میں پہلے وارد ہُوئے ہیں۔ اسباب کا عالم یہ تھا۔ ایک معمُولی جوڑہ کپڑوں کا ایک جُوتہ نری کا۔ باقی خیریت۔ چند دِن ہی ہُوئے ہونگے۔ کہ سُوٹ پر سُوٹ جوڑہ پر جوڑہ سیا جانے لگا۔ حکم ہُوا۔ کہ درزی ہر وقت تھانہ میں بیٹھ کر تھانیدار صاحب کی پوشاکیں تیار کریں۔ حکمِ حاکم مرگِ مفاجات دھڑا دھڑ جوڑے تیار ہونے لگے۔ حتیٰ کہ ٹرنک پر ٹرنک بھر گئے۔ دُوسری طرف ننگی کی یہ حالت کہ دن بھر دیگدان گرم۔ جو آتا ہے

کھاتا پیتا ہے۔ اور پنڈت برہمانند جی کی سیرچشمی اور داد و دہش کے گیت گاتا ہے۔ غرض پندرہ بیس روز تو تھانہ کی رنگت ہی اور تھی۔ اور پنڈت جی کی تھانہ داری کا عروج قابل دید تھا۔ قرب و جوار میں آپ کی تعریف کے پل بندھ گئے۔ مگر وائے ناکامی عیش اس کی بہار کو نہ آتے دیر لگے۔ اور نہ جاتے۔

رئیس شہزادپور اکثر تاجدار پٹیالہ سے ملتے جلتے رہتے تھے۔ پنڈت جی کی ڈبل تنخواہ ہوئے بہت عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ باہمی ملاقات ہو گئی۔ سرکار پٹیالہ کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے چار آنکھیں ہوتے ہی عرض کیا۔ کہ آپ کے تار پر آئے ہوئے حکم کی تعمیل فوراً کر دی گئی تھی۔

رئیس شہزادپور۔ میں نے ایسا کونسا اور کب تار دیا تھا۔ جس کی تعمیل میں آپ نے تامل نہیں کیا۔

پرائیویٹ سکرٹری۔ حضور نے پنڈت برہمانند کی بابت تار دیا تھا۔ کہ انہیں تھانہ شیرپور میں چالیس روپیہ ماہوار پر تھانیدار مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئے۔ کئی دن گذر گئے۔

رئیس شہزادپور نے ایسی تار دینے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر کیا تھا۔ ایک راز سربستہ تھا جس کا انکشاف منٹوں میں ہو گیا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ضلع بسی کو فوراً بلا لیا گیا۔ پنڈت صاحب کی گرفتاری کے احکام چشم زدن میں نافذ ہو گئے۔ تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہو گئی۔ پنڈت صاحب دست بدستہ و گرپائے بدستے دگرے عدالت میں پیش ہوئے بالآخر کمیٹی نے پنڈت جی کیلئے سات سال قید سخت کے احکام صادر فرمائے۔ اور پنڈت جی باین ریش و فش جیل کی چار دیواری میں اپنی بدقسمتی کے ایام پورے کرتے نظر آئے میں پنڈت جی کی چالاکی و ہوشیاری کا قائل نہیں ہوں۔ انسان اگر ڈھنیک سرشت ہے۔ ہرگز ایسے ناشدنی افعال نہ کرنے چاہئیں۔ جو خدانے بخشا۔ جو سرکار سے

ملا۔نہایت ایمانداری سے اپنی افسرانِ وقت کی خوشنودی بلحاظِ خاطر رکھتے ہوئے درست لائن پر چلتے جانا چاہئے۔جس نے اِس کے خلاف کیا۔آج نہیں۔کل کام آیا۔اور جگت ہنسائی مزید برآں ؎

جو کوئی حد سے بڑھا اسکی خرابی آئی خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو ہوکر

اَے خیانت برتو لعنت از تو رنجے یافتم

گردشِ روزگار سمجھئے۔یا کچھ زمانہ کی ہی تاثیر خیال فرمایئے۔کل قلمرو ریاست میں ہر ضلع تحصیل۔تھانہ۔نیابت۔نظامت غرض ہر محکمہ ہر سلسلہ و ہر شعبہ میں رشوت کی گرم بازاری انتہا کو پہنچ گئی تھی۔بڑی بڑی تنخواہوں بڑی بڑی توندوں والے یوں مُنہ پھیلائے ہوئے تھے۔جیسے کوئی غریب سات دن کا بھوکا۔سب کا ہاتھ رشوت کے ٹکڑوں کیلئے پھیل رہا تھا۔تحصیلدار۔ناظم صاحبان حتیٰ کہ اہلکارانِ صدر اِس آلائش سے پاک نہ تھے۔

ایک مجسٹریٹ کی حالت تو یہانتک گئی گذری تھی۔کہ بیان کرتے ہوئے انسان تو انسان قلم مارے شرم کے آب آب ہے۔آپ رشوت ستانی میں ایسے مشاق اور شہرۂ آفاق تھے۔کہ ریاست میں اُن کی ہوس ضرب المثل تھی۔نادار سے نادار اہلِ مقدمہ آپ کے دربار سے بلا دیئے چھٹکارا نہیں پاتا تھا۔ذریعہ اور توسل کی ضرورت قطعی نہ تھی۔براہِ راست ہر سائل سے بالمشافہ لینا دینا خود طے فرماتے۔رقم تو رہی ایک طرف دو دو چار چار آنہ لیتے ہوئے ذرہ نہ شرماتے۔بعض غریب سائل عرض کرتے حضور میرے پاس کچھ نہیں۔صرف ایک چونّی ہے۔جس سے روٹی کھاؤنگا۔آپ بے تکلف فرمادیتے ایہہ چوانی توں اِتھے سُٹ روٹی دا کی اے ساڈے لنگروں چھکیں (چونّی تو ادھر لاؤ۔ رہی روٹی۔ہمارے لنگر سے کھالینا۔)

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

اُس زمانہ میں مَیں جس تھانہ میں تعینات تھا۔ اس کے افسر (سب انسپکٹر) ایک خان صاحب تھے۔ آپ کی رشوت معمولی رشوت کے درجہ سے تجاوز کر گئی تھی اور ایک قسم کی ٹھیکہ داری کا رنگ اختیار کر چکی تھی۔ آپ رشوت لیتے اور رشوت دہندہ کا یہاں تک اطمینان کر دیتے۔ کہ آپ تو اس کی جان چھوڑ دینگے۔ بلکہ دیگر محکموں عدالت اور اپیل تک ہر جگہ اپنے رسوخ سے اُسے کوئی آنچ نہیں آنے دینگے۔ گویا یہ بھی آپ کی شرط ہوتی کہ جاؤ۔ اب تمہیں کوئی بھی حاکم ٹھا کر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ زبانی جمع خرچ نہ تھا۔ در حقیقت اپنا اعتبار جمانے کی غرض سے بعض اوقات محکمہ جات بالا میں وصول کردہ رشوت سے کچھ حصہ مناسب صرف بھی کر جاتے۔ بلکہ جس قدر اُن سے بن سکتا۔ ذاتی رسوخ و تعلقات کے زور سے اُسے بچانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ غرض مقدمہ رشوت دہندہ کے حق میں جب تک ہو نہ جاتا۔ اطمینان سے نہ بیٹھتے۔

مَیں چونکہ نیا ملازم تھا۔ لہذا مجھے کارِ مفوضہ کی انجام دہی کا شوق بدرجہ کمال تھا۔ تھانہ کے متعلقہ تمام کاغذات۔ رجسٹرات کی تکمیل میں بجد کوشش کرتا۔ کتب دفتر کو عین درست اپ ٹو ڈیٹ رکھتا اس کا عموماً یہ نتیجہ ہوتا۔ کہ افسرانِ معائنہ جو دورہ پر تشریف لاتے۔ اور کاغذاتِ متعلقہ تھانہ کا ملاحظہ کرتے بالعموم اظہارِ اطمینان و خوشنودی فرماتے جسے دیکھتے ہوئے تھانیدار صاحب بہت خوش ہوتے۔

تھانیدار صاحب کا معمول و اصول تھا۔ ”کہ گھر رہے تو گھر کو کھائیے۔ باہر رہے تو باہر کو“ لہذا مہینہ بھر میں بمشکل تمام ایک روز گھر کھانا کھاتے۔ جہاں تک اُن کا بس چلتا۔ باہر علاقہ ہی میں چکّر کاٹا کرتے۔ علاقہ کا علاقہ زیرِ نگاہ رہتا۔ عوام میں خوف رہتا کہ افسر برابر پھرتا ہے۔ افسران خوش کہ خبرداری علاقہ کی افسر علاقہ معقول کرتا ہے۔ اور مطلبِ سعدی دیگر است بھی سدھ کہ تمام خرچ خوراک علاقہ کے سر پر ہوتے۔ گھر کی ایک پائی نہ بگڑتی۔

اُن کی عدم موجودگی میں بھی تھانہ کے کام میں کوئی نقص نہ آتا۔ بلکہ قابلِ تعریف رہتا۔ جو میرے افسر کی مجھ سے خوشی کا سب سے بڑا باعث تھا۔ دُوسری وجہ ایک یہ تھی۔ کہ قدرتاً میری طبیعت کو رشوت سے نفرت تھی۔ مَیں نے کبھی بھی اپنے دِل تک میں اِس بات پر کوئی رنجش محسوس نہیں کی۔ کہ مجھے کچھ نہیں مِلتا۔ باوجودیکہ مجھے کوئی مُفاد نہ تھا۔ تب بھی مَیں نے تمام تھانہ کا کام کرتے ہُوئے کبھی خیال تک نہ کیا۔ کہ مَیں بیفائدہ کیوں ناقابلِ برداشت کام کا بوجھ اُٹھا رہا ہُوں مجھسے زیادہ محنت مشقت کرانے اور رشوت روز مرتے دیکھ دیگر ماتحت ملازمانِ تھانہ مثلاً جمعدار و کنسٹبلان اکثر مجھے اُکساتے اور بتلاتے کہ تھانیدار صاحب فلاں جگہ اور فلاں مقدمہ میں اِس قدر رقم رشوت لائے۔ اور اکیلے کھا گئے۔ فلاں مقدمہ میں نہایت محنت سے تفتیش آپ نے کی۔ اِس قدر روپیہ تھانیدار نے لے لیا۔ آپ چپ ہیں کیا تھانیدار کو ہی پیٹ لگا ہے۔ جو کچھ اِس تھانہ میں آتا ہے۔ صرف تھانیدار نگل جاتا ہے۔ کیا اور ملازم جو تھانہ میں لگائے گئے ہیں۔ اُن کا کسی مُعاملہ میں کوئی بھی تعلق واسطہ نہیں۔ ریاست میں بہت سے تھانہ ہیں۔ سبھی میں افسر ماتحت ہیں۔ ایک پیسہ بھی لیے۔ سب بانٹ کھاتے ہیں۔ اِس تھانہ کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ کہ جو آیا تھانیدار کا مال۔ آپ ہیں۔ کہ تھانیدار سے کہتے تک نہیں۔ کہ یہ تنہا خوری مُناسب نہیں۔ مگر مَیں نے ایسے تمام لوگوں کی باتیں سُنیں۔ اور اَن سُنی کر دیں۔ کسی بات پر دھیان نہیں دیا۔ تھانیدار اور نہ کسی دوسرے کے آگے ایک حرف شکایت تک زبان پر لایا اپنے کام سے کام رکھا۔ میرے اِس طریقِ عمل سے تھانیدار صاحب نہایت خوش تھے۔ جب موقعہ ملتا افسران بالادست سے میری خوب تعریف کرتے مجھ سے قبل جس قدر محرران تھانہ میں آئے۔ سب سے کھٹا پٹی ہی رہی۔ نت نئے جھگڑے باہم ہُوا کرتے۔ مجھے تین سال کا طویل عرصہ اِس تھانہ میں گذر گیا۔ مگر نہ شکوہ نہ شکایت۔ نہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی رپورٹ۔ بلکہ جب کوئی ذکر کہیں آجاتا۔ تو میری تعریف میں تھانیدار صاحب رطب اللسان ہی رہے۔

پھر میں نے مذکورہ تھانیدار صاحب کے بعد دو سال ایک سردار صاحب تھانیدار کے ماتحت کام کیا۔ اِن کی حالت رشوت ستانی و طمعِ نفسانی اُن سے بھی بڑھی چڑھی دیکھی میرے مخصوص طرزِ عمل اور محنت و دیانت سے کارِ سرکار کی سرانجامی سے آپ بھی بدرجۂ غایت خوش رہے۔ بلکہ میرے اُن سے دوستانہ تعلقات رہے۔

اِن ہر دو صاحبان نے بڑے زوروں سے حکومت کی۔ اپنے ہاتھوں سے رشوت لی۔ بے تحاشا روپیہ بٹورا۔ خوب کمایا۔ لیکن نتیجہ کے طور پر جو انجام ان صاحبان کا ہُوا۔ قابلِ افسوس و عبرت ہے۔ بقولیکہ ؏

اے خیانت برتو لعنت از تو رنجے یافتم

اوّل الذکر تھانہ دار صاحب خوب لوٹ کھسوٹ چکے۔ جی بھر کے کما چکے۔ دُنیا کا زر و مال سختی نرمی سے بٹور چکے۔ موت آئی۔ آپ چھت سے نیچے گرے۔ ہڈیاں پسلیاں ٹوٹیں۔ رگ رگ نے تکلیف محسوس ہوئی۔ نہ روپیہ بچا سکا نہ کسی۔ عزیز۔ رفیق۔ دوست۔ دشمن نے رتی بھر امداد نہ کی۔ ہائے وائے کرتے۔ واوَیلا مچاتے دُنیا سے چل دیئے۔ پیسہ کیا۔ ایک پائی نے رفاقت نہ کی۔ سب یہیں چھوڑ گئے۔ لُطف یہ کہ وہ روپیہ بھی یوں ہی چلتا پھرتا نظر آیا۔ کوئی کام بھی اِس سے ایسا نہ ہُوا جو بنی نوع انسان کیلئے مفید ہوتا۔ جدہر سے جس طرح سے آیا تھا۔ ویسے ہی کہیں چُپ چاپ چلتا بنا ؏

مالِ حرام بود بجائے حرام رفت

دُوسرے سردار صاحب جن کا میں نے تذکرہ کیا۔ میری آنکھوں دیکھتے پہلے وہ جوانی میں موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ اُن کے بعد اُن کا لڑکا اور بیوی دفعتاً انتقال کر گئے۔ لوگوں کا غالب قیاس تھا۔ کہ اِن کے پاس رشوت سے کمایا ہُوا لاکھوں روپیہ ہے۔ اِس روپیہ سے کوئی کام نہ بن سکا۔ نہ ہی روپیہ کا پتہ لگا۔ کہ کہاں گیا۔

ایسا روپیہ سوائے اس کے کہ آتا دکھائی دے۔ جس سے وصول کیا جائے۔ اُس کا

دِل دُکھے۔ لینے والا اُسے دیکھ دیکھ خوش ہو۔ کسی بھی کام نہیں آتا۔ محض سمجھ اور عقل کا پھیر ہے۔ خدا عقل و سمجھ دے۔ تو محض روپیہ پیسہ جو قدرت کے حکم سے انسان کو ملے۔ اسی پر قناعت کرے۔ صبر سے گذران کرے۔ جو کچھ ایسے روپیہ سے بنتا ہے۔ سراب ہے۔ نقش بر آب ہے۔ ریت پر تعمیر ہے۔ جسے کچھ پائیداری اور بقا نہیں ؎

گئے دُنیا سے کتنے ہی ستمگر　　نہ ان کا آج باقی کچھ پتہ ہے

ایک یوُرپین شکاری کو دلشانہ عذاب ہُوا

سمت ۱۹۵۳ کا ذکر ہے کہ ایک یورپین صاحب جو انبالہ چھاؤنی میں پوسٹماسٹر تھے۔ مع اپنی لڑکی اور تین نوجوان لڑکوں کے شکار کیلئے تھانہ مردان پور کے علاقہ میں وارد ہوئے۔ مِس صاحبہ مچھلی کے شکار کی شائق تھیں۔ چنانچہ صاحب نے مِس کو معہ اپنے منجھلے بچے گھوڑا گاڑی وغیرہ کے دریائے گھگر کے پُل پر چھوڑا۔ خود معہ دو نوجوان لڑکوں کے۔ علی نامی ارائیں ساکن موضع بیڑ آور کو اُجرت پر امداد و راہبری کیلئے ساتھ لیکر شکار کی غرض سے موضع کتا کھیڑی گاؤں کا راستہ لیا۔ اور منزلِ مقصود پر جا بھی پہنچے۔ صاحب بہادر جب مصرا سنگھ نمبردار کے باغ میں پہنچے۔ سامنے مور پھرتا نظر آیا۔ پھر کیا تھا۔ گن سے فائر ہی تو کر دیا۔ مور شکار ہو گیا۔ کچھ تو صاحب کی وجہ سے لوگ جمع تھے ہی۔ فائر کی آواز سے اہلِ گاؤں ادھر اُدھر سے سمٹ کر اکٹھے ہو گئے۔ سب نے مور مارنے کی پُر زور مخالفت کی۔ اتفاقیہ کہ یہ سالم گاؤں ہندوؤں کا تھا۔ اہلِ ہنود مور کو متبرک جانور مانتے ہیں۔ مخالفت کچھ بیجا بھی نہ تھی۔ باغ کا مالک مصرا سنگھ نمبردار بھی وہیں موجود تھا۔ صاحب نے شرافت کے ساتھ اُس سے درخواست کی۔ کہ مور کے پنکھوں کیلئے مور مارنے کی ضرورت ہے۔ آپ اجازت دیں تو صرف ایک مور ہم اور مار لیں۔ دو سے ضرورت پوری ہو جائیگی۔ اِس قدر سفر کی تکلیف برداشت کر کے آئے ہیں۔ مصرا سنگھ ہر دلعزیز نیک آدمی تھا۔ اُس نے اجازت دیدی۔ صاحب نے شکریہ ادا

گیا۔ اور پینے کو پانی مانگا۔ باغ میں رہٹ چل رہا تھا۔ مصرا سنگھ پانی لینے چلا گیا۔ اتنے میں ایک مُور زد میں آگیا۔ صاحب نے فائر کیلئے بندوق چھتیائی۔ جمع شدہ لوگوں نے منع کیا۔ بلکہ روکا۔ صاحب بولے۔ ہم نمبردار سے اجازت لے چکے ہیں۔ لوگ یکدم شور مچانے لگے۔ کہ مور مصرا سنگھ کے پالتو ہیں۔ اُسے کوئی حقِ اجازت نہیں۔ دو ایک منچلے آگے بڑھے۔ بندوق کو ہاتھ ڈالا۔ صاحب نے چھوڑانا چاہا۔ چھینا جھپٹی میں بندوق چل گئی۔ مصرا سنگھ اتفاقاً پانی لئے آتا ہوا۔ سامنے آگیا۔ گولی عین اُس کے سینہ میں بیٹھی۔ اُس نے وہیں دم توڑ دیا۔ اسی فائر کے کچھ موٹے چھرے صاحب کے ایک لڑکے پر بھی پڑے۔ وہ بھی زخمی ہو گیا۔ مصرا سنگھ ۲۵۔۳۰ سالہ نوجوان تھا۔ شادی ابھی ہوئی تھی۔ اُس کی ناگہانی مرگ سے گاؤں میں کہرام مچ گیا۔ بعض لوگ جھپٹے کہ صاحب کو پکڑ لیں۔ مگر وہ نہایت تیزی سے اپنے زخمی بچے کو بازوؤں سے پکڑے ایک طرف کو نکل بھاگے۔ گاؤں والے جوشِ انتقام میں اندھے بے قابو ہو کر صاحب کے تعاقب میں ہوئے۔ بہتوں نے خشت باری شروع کی۔ اس حملہ سے صاحب بھی گھبرائے حملہ آور گروہ پر جان بچانے کے لئے فائر کر دیا۔ جس سے تین شخص چھجا سنگھ وغیرہ زخمی ہو گئے۔ لوگ زیادہ جوش میں آئے۔ اور صاحب کو معہ لڑکوں کے پکڑ لیا۔ راہبر شکاری علی بھاگ گیا۔ مجمع نے تینوں انگریزوں کو سخت بیدردی سے مارا پیٹا۔ اور ایک چھوٹے سے کوٹھے میں بند کر دیا۔ اُس گاؤں کے دو زمیندار تھانہ میں پہنچے۔ اطلاع دی کہ تین گوروں نے گاؤں میں آ کر بندوقوں سے چار خون کر دیئے۔ گاؤں والوں نے انہیں پکڑ رکھا ہے۔ تھانیدار صاحب رخصت پر تھے۔ تھانہ کا انچارج میں تھا۔ رپٹ کا اندراج کرنے کیلئے میں نے قلم اُٹھایا ہی تھا۔ کہ ایک مس صاحبہ ایک لڑکا یوروپین ساتھ لئے تھانہ میں پہنچیں۔ گھوڑا گاڑی پر سوار تھیں۔ رپورٹ کی کہ ہمارے صاحب جو انبالہ میں پوسٹماسٹر ہیں۔ دو لڑکوں کو ساتھ لئے اسی نواح میں شکار کو گئے تھے۔ تمام دن گذر گیا۔ واپس نہیں آئے۔ علی نامی ارائیں سکنہ بہرا ور ساتھ تھے۔ ہم لوگ تو گھبرا کے

پل پر مچھلی کا شکار کرتے رہے۔ وہ لوگ جس وقت واپسی کا وعدہ کر گئے تھے۔ نہیں آئے اُن کے پاس بارہ بور کی بندوق اور چاندی کی گھڑی ہے۔ براہِ مہربانی اُن کی تلاش کرائی جائے۔ یہ سنتے ہی معاً مَیں نے خیال کر لیا۔ کہ وہی صاحب ہیں۔ جن کے متعلق وہ لوگ اطلاع دے رہے ہیں۔ سردیوں کا موسم تھا۔ رات کا وقت بارش ہو رہی تھی۔ مَیں مِس صاحبہ کے قیام وغیرہ کا انتظام تھانہ میں کیا۔ اور خود معہ اُس لڑکے کے کیتھا کھیڑی کو چل دیا۔ دو بجے شب کے منزلِ مقصود پر پہنچا۔ پوسٹماسٹر صاحب اُن کے دونوں لڑکے زمینداران گاؤں کی حراست سے نکالے۔ اُن کیلئے چارپائیاں مہیا کیں۔ اور ایک جگہ لٹایا۔ دوسری طرف صاحب مجسٹریٹ راجپورہ۔ ڈاکٹر صاحب کو فوراً اطلاع کی۔ وہ جس قدر جلد ممکن ہوا۔ واقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے برسرِ موقعہ پہنچ گئے مصر اسنگھ مقتول کی نعش کو ملاحظہ کرایا گیا۔ تین چار زمیندار جو صاحب کے فائروں سے زخمی ہوئے تھے۔ اور صاحب کے اپنے زخم رسیدہ لڑکے کا علاج معالجہ شروع کرایا گیا۔ صاحب جو گاؤں والوں کے ہاتھوں مضروب ہوئے تھے۔ اُن کی مرہم پٹی ہوئی اطلاع پر ناظم صاحب ضلع۔ صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ معزز اہلکارانِ ریاست برسرِ موقعہ تشریف لے آئے۔ انگریزی پولیس اور پولیس ریاست نے بالاشتراک واردات کی تفتیش کو اپنے ہاتھ میں لے کر کام شروع کر دیا۔ جس گاؤں میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ یوں خیال فرمائیے۔ کہ اُس بدقسمت کی تو شامت ہی آ گئی۔ ایک ماہ کامل وہاں کیمپ لگے رہے جس سے باشندگانِ دیہہ کا کچومر نکل گیا۔ اور ہر قسم کی وہ تکلیف اُٹھائی۔ کہ یاد ہی تو کرتے ہونگے چونکہ ایک فریق مقدمہ یورپین تھا۔ لہٰذا مقدمہ ریاست سے منتقل ہو کر انبالہ بھیجا گیا۔ جہاں تحقیقات ہو کر صاحب بہادر قطعاً بے قصور قرار دیئے جا کر بری کئے گئے۔ البتہ موروں کو آئندہ نہ مارنے کیلئے ایک سرکلر گورنمنٹ کی جانب سے جاری کر دیا گیا۔

بناوٹی قتل

اسی زمانہ سار جنٹی میں مجھے ایک عجیب و غریب بناوٹی قتل کے مقدمہ کی تفتیش کا موقعہ ملا۔ واقعات نہایت دلچسپ ہیں۔ لہٰذا اُسے درج کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین اندازہ کرینگے۔ کہ گئے زمانہ میں دوستی و وفاداری کا معیار کیا تھا۔ مشہور ہے ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

موضع اجراور کا ایک نوجوان مسلمان موضع قبول پور کی ایک مسجد کا امام تھا۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ جہاں بود و باش ہو۔ ایک آدھ سے زیادہ محبت مودت ہو ہی جایا کرتی ہے۔ مسجد میں پانچ وقت نمازی آتے ہیں۔ بعض آئے۔ نماز پڑھی رخصت۔ بعض فارغ وقت گھڑی مل بیٹھتے۔ حقّہ تمباکو بات چیت میں دل بہلا جاتے۔ چنانچہ مُلّاں جی کی ایک نوجوان جولاہے سے زیادہ گاڑھی چھننے لگی۔ تعلقات بڑھے۔ دوستی ہوگئی۔ حتیٰ کہ دونوں یک جان دو قالب تک جا پہنچے۔

اتفاقِ وقت قحط سالی ہوگئی۔ سبھی کا حال پتلا تھا۔ مگر مُلّاں جی کے یارِ غار بافندہ کی مالی حالت زیادہ زبون ہوئی۔ نوبت بہ فاقہ رسید۔ قاعدہ کی بات ہے کھاتے پیتے پیسوں والے کا سبھی کوئی۔ مگر نادار مفلس اشخاص سے بچنے۔ اُن سے نفرت کرنیوالے ۹۹ فیصدی ہوتے ہیں۔ قلاش کو کوئی مُنہ نہیں لگاتا۔

جن کے پاس دولت ہے۔ جو امیر ہیں۔ اُنہیں کوئی حاجت نہیں۔ اُدھار لیں یا کوئی اُنہیں قرض وام دے۔ وہ اپنی ہر ضرورت نقد سے پوری کرتے ہیں۔ زیادہ ضرورت قرض کی غریب ہی کو ہوتی ہے۔ مگر وائے افسوس اُدھار بھی غریب کو میسّر نہیں آتا۔ جس سے ایسے انسانوں کو عموماً فاقہ سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ چنانچہ مُلّاں جی کی حالت فاقہ تک پہنچی۔ کوشش پر بھی اُسے اُدھار نہ ملا۔ کسی اڑوسی پڑوسی۔ محلہ گاؤں والے

نے اعتبار ہی نہ کیا۔ فاقہ کشی لوگ جانتے۔ مگر زیادہ ہُوا۔ تو کسی نے افسوس کر دیا۔ عملی امداد کسی نے نہ کی۔ ایک دن یہ مُصیبت جولاہے نے مُلّاں جی سے بھی بیان کی۔ آخر دوست تھا۔ ورد دُکھ دوست سے نہ کہے تو دوست نہیں۔ اور دوست دُکھ نہ بٹائے دوستی کاہے کی۔ مُلّاں جی امام مسجد تھے۔ کوئی تحویلدار نہ تھے۔ اُن کے پاس کیا دھرا تھا۔ مگر دوست کے حالات معلوم کر کے جذبۂ ہمدردی نے سخت مجبور کیا۔ آخر سوچ و چار کے بعد اپنے گاؤں گئے۔ اور بی بی کی خوشامد در آمد کر کے بانک جوڑی نقرئی اُتروا لائے جولاہے کو دی۔ کہ بھائی نقد روپیہ تو میرے پاس تھا نہیں۔ یہ زیور تمہاری بھاوج سے لایا ہُوں۔ سرِ دست کام چلاؤ۔ جب خُدا دے واپس دیدینا۔ مُلّاں جی تو حقِ دوستی ادا کر چکے۔ جولاہا بانک لے گیا۔ اور اپنا کام چلاؤ کیا۔ چند ماہ اس واقعہ کو گذرے ہونگے۔ کہ امام مسجد کی بیوی نے اپنے زیور کی واپسی کا تقاضا کیا۔ مُلّاں جی ٹالتے رہے۔ شُدہ شُدہ تقاضا نہایت شدید صُورت اختیار کر گیا۔ جسے مُلّاں جی ایسا حلیم المزاج بھی برداشت نہ کر سکا۔ ایک دن تو بی بی بہت بگڑی۔ اور بولی میری بانک کسی اپنی آشنا کو دے آئے اب مجھے ناحق وعدوں میں ٹالتے ہو۔ مُلّاں برداشت نہ کر سکا۔ تنگ آ کر اُس نے افیون کھائی۔ اور گاؤں میں کسی واقف کے ہاں جا کر ایسی نیند سویا۔ کہ جب سے حشر تک بیدار ہونا ناممکن۔ صُبح جب گھر والوں نے میاں جی تختہ بنا دیکھا۔ دہک سے رہ گئے اور جب یہ خیال آیا۔ کہ پُولیس کو خبر ہُوئی۔ تو کیا بنے گی۔ رگوں میں خُون خشک ہو گیا۔ باہمی بات کر کے لاش مسجد کے کُوئیں میں گرا۔ جُوتا لبِ چاہ رکھ۔ بے فکر ہو کر بیٹھ گئے۔ صُبح کی نماز کا وقت آیا۔ نمازی جمع ہُوئے۔ میانجی موجُود نہیں مسجد کا کونہ کونہ دیکھ لیا کہیں ہوں تو ملیں۔ کسی کی نگاہ کوئیں کے پاس پڑے۔ جُوتے پہ جا پڑی۔ سمجھ لیا گیا۔ ہو نہو میانجی کُوئیں میں گر مرے قصہ کوتاہ نعش کُوئیں سے نکالی گئی۔ مگر پانی پیٹ میں نہیں۔ جو ڈوب مرنے والے کے پیٹ میں لازمی ہے شک شکوک ہُوئے۔ مگر اس خیال سے کہ میانجی ایسے نیک مرد کا جنازہ خراب ہو نعش سپرد

خاک کر دیگئی۔

مرحوم میاںجی کے ایک عزیز انسپکٹر پولیس تھے۔ اس واقعہ کا علم جب اُنہیں ہوا۔ گاؤں میں پہنچے۔ باشندگانِ دیہہ کو خوب ڈرایا۔ دھمکایا۔ کچھ بات بنائی اور پولیس میں اطلاع دیگئی۔ کہ میاںجی خود نہیں گرا۔ قتل کر کے نعش کوئیں میں ڈالی گئی ہے۔ دو شخص عنل دینے والوں کے بیان سراسر جھوٹ دلائے گئے۔ کہ میاںجی کی گردن پر فی الواقع دو زخم موجود تھے۔

پولیس کے افسر صاحب سپرنٹنڈنٹ موقعہ پر پہنچے۔ بڑی شدومد سے تفتیش شروع ہوئی۔ دو ایک شامت زدہ اقبالی بھی ہو گئے۔ نعش قبر سے نکالی گئی۔ پوسٹمارٹم ہوا۔ لالہ پنا لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ اِس مرحلہ پر واقعہ کی اصلیت جانچنے کیلئے مجھے وہاں بھیجا گیا۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ پولیس جب تک جائے وقوعہ پر پڑی رہے صحیح معاملات کا انکشاف غیر ممکن ہے۔ البتہ وہ موقعہ سے ٹل جائے۔ پھر دیانت و عوز سے بات چھانی جائے۔ اصلیت کا پا لینا قرینِ قیاس ہے۔ پولیس کا خوف اُن سے پولیس کی مرضی کے خلاف باتیں نہیں کرنے دیتا۔ چنانچہ مَیں نے صاحب سپرنٹنڈنٹ سے عرض کر کے پولیس والوں کو وہاں سے چلتا کیا۔

پولیس جب وہاں سے رخصت ہو چکی مَیں ایک مسلمان فقیر بن کر قبرستان دیہہ میں جا بیٹھا۔ اور فجر و عشا کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا معمول بنایا۔ اکثر دوسری نمازوں کے وقت مسجد میں جانا۔ نمازیوں سے خلا ملا بڑھانا شروع کیا۔ جہاں چند آدمی ہوں۔ کسی واقعہ کا ذکر شروع ہو جائے۔ تو خوب ہندی کی چندی نکلا کرتی ہے۔ چنانچہ تازہ واقعہ تھا۔ نمازیوں میں اکثر ذکر اذکار ہو جاتا۔ غرض تگ و دو سے مَیں معاملہ کی تہ کو پہنچا۔ اصلیت بالکل آشکارا ہو گئی۔ جو صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب کی خدمت میں عرض کی گئی۔ موصوف نے گاؤں میں جا کر لوگوں کے دلوں سے خوف دور

کر کے اصلیت صاف کی - نعش کوئیں میں ڈالنے والوں نے اپنا فعل قبول کیا - کیمیاوی امتحان نے معدہ سے افیون برآمد کی - سب ہی کچھ ظاہر ہو گیا - اور بناوٹی مقدمۂ قتل کی اصلیت کھُل کر بیگناہ ملزمان کو رہائی ملی -

تبادلہ از تھانہ مردانپور

تھانہ مردانپور میں ساڑھے تین سال مامور رہا - ۲۳ ماگھ سمت ۱۹۵۵ کو تھانہ بھیکی میں تبدیل ہو کر پہنچ گیا - اور یہاں قریباً ڈو سال اپنے متعلقہ خدمات انجام دیں - کثیر التعداد مقدمات قتل - ڈکیتی و چوری کی تفتیش و تکمیل کر کے قصور واران کو کیفر کردار کو پہنچایا .. تمام مقدمات کا ذکر کروں - تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی - البتہ چند قابل ذکر واقعات کا مختصراً تذکرہ کرونگا -

ضلع برنالہ میں ڈاکوؤنکی کثرت

اِن دنوں اضلاعِ برنالہ و.... بھوانی گڈھ میں ڈاکوؤں کی وارداتیں عام تھیں - اِن علاقوں کی تمام رعایا نالاں - حیران - پریشان - ڈاکوؤں سے خائف - جان و مال غیر محفوظ - غرضیکہ بُری حالت تھی - اِس پر طرّہ یہ کہ ریاست کے بڑے بڑے اہلکار - سردار - ان کے رشتہ دار پناہ دہندہ جنہیں امن کا بہترین محافظ ہونا چاہیے

نقول سارٹیفکیٹ عہدِ ہیڈ کنسٹبلی

(۱) نقل سارٹیفکیٹ از لالہ باشی رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لسبی - مورخہ ۱۱ روہ سمت ۱۹۵۲

عزت آثار لالہ شیو چند محرر سارجنٹ تھانہ مردانپور حفظہ،
تم جتنے عرصہ ہمارے ماتحت رہے ہم تمہاری کارگذاری سے خوش ہے لہذا یہ پروانہ کارگذاری تم کو دیا جاکر حکم ہے کہ سند اپنے پاس رکھو -

(۲) ترجمہ سارٹیفکیٹ از مسٹر سی پرنسز اکسائز کمشنر پنجاب مورخہ ۱۴ نومبر ۱۸۹۶ء

شیو چند سارجنٹ پولیس پٹیالہ نے میرے مغل سرائے کے قیام کے دوران میں میرے کیمپ کی محافظت کے اچھے انتظامات کئے -

بعضے تھانیدار بھی ڈاکوؤں کے خوف سے کچھ اپنے ذاتی مفاد کے لحاظ سے بدکردار ظالم ڈاکوؤں کو پناہ دیا کرتے تھے۔

پولیس کے کنسٹبل نہایت ناکارہ فقط دکھاوے کے سپاہی۔ ٹوٹے پھوٹے۔ ضعیف العمر ہتھیار دیکھو تو سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہیں۔ تلوار بھی سینکڑوں برس کی زنگ خوردہ۔ ایک کو دو طاقتور آدمی پوری طاقت سے لگیں۔ تب میان سے باہر تشریف لائیں۔ ڈاکوؤں کے پاس ہر قسم کے آتشین سامان۔ عمدہ بندوقیں۔ چمکتی ہوئی تلواریں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مقابلہ کی جرات بھی کرے۔ تو کس بوتے پر۔ کسی پولیس افسر کو اگر ڈاکہ پر جانے کا حکم ہوتا۔ تو سنتے ہی بخار ہو جاتا۔ خوف سے تھر تھر کانپنے لگتے۔ جہانتک بس چلتا موقع کو ٹال دیتے۔ اگر جانا ہی پڑتا۔ تو اُن سے ساز باز کر کے دوستانہ تعلقات قایم کرتے۔ ان امور کا قدرتی نتیجہ تھا۔ بدامنی دن بدن بڑہتی گئی علاقہ کے سرداروں کی پناہ۔ افسرانِ پولیس کی بزدلی۔ اور دوستی سے ڈاکوؤں کے حوصلے خوب بڑہے۔ اِن لوگوں کی چیرہ دستی یہانتک بڑھ گئی۔ کہ روز روشن میں گھر سے باہر نکلنے کی بھی کسی کو جرأت نہ تھی۔ دُہائی تہائی اُٹھ کھڑی۔ رعایا کی بوکھلاہٹ حب حد سے تجاوز کر گئی۔ تو برٹش افسر مسٹر ایل ایل ٹامکین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورنمنٹ پنجاب سے سپیشل ڈیوٹی پر مقرر ہوئے۔ اِن دنوں مسٹر جانپال وار برٹن صاحب بھی انسپکٹر جنرل پولیس ہو کر ریاست میں

---

(۳) نقل سارٹیفکیٹ منجانب ایچ۔ الیف۔ بی فرسٹ سپرنٹنڈنگ انجنیئر نہر سرہند مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء۔

لالہ شب چند سارجنٹ پولیس دوراہا نے میرے کیمپ کی محافظت کے اچھے انتظامات کئے جبکہ ماہ دسمبر اور جنوری میں میں دورہ پر تھا۔

(۴) نقل سارٹیفکیٹ از لالہ پنالال صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجور۔ مورخہ ۲۲ پوہ سمت ۱۹۵۵

عزت آثار شب چند محرر سارجنٹ تھانہ مردان پور حفظہ،

چونکہ تمہاری تبدیلی ضلع ہذا سے بضلع اناھرگڈھ ہوئی ہے۔ اور تم چار سال ضلع ہذا میں ہمارے ماتحت

آگئے تھے۔ ٹامکین صاحب نے اِن کی صلاح و امداد سے کام شروع کیا۔ سب سے پہلے ڈو تھانیدار ان سردار سنتوکھ سنگھ کوڈربہ سے۔ سردار نرائن سنگھ کو سنام سے بلا کر اس خطا میں کہ تم ڈاکوؤں سے ساز باز رکھتے ہو۔ ملازمت سے معطل برخاست کیا۔ اور چیدہ و کارگذار افسروں کو جہاں جہاں ضرورت تھی۔ بدمعاش لوگ جن تھانوں کے قرب و جوار میں رہائش رکھتے تھے۔ وہاں مامور کیا گیا۔ تمام افسرانِ بالا اور ماتحت پولیس افسران نے یکدل ہو کر جو کوشش کی۔ کامیاب ہوئی۔ تمام ڈاکو گرفتار ہو کر کیفرِ کردار کو پہنچے۔ کارگذار ملازموں۔ امدادی افراد رعایا جنہوں نے اہلِ پولیس وغیرہ کی امداد کی۔ اُن کی دل کھول کر دل افزائی کی گئی۔ ٹامکین صاحب نے اپنی خاص تجویز سے ڈاکوؤں کیلئے خاص قسم کی وزنی بیڑی بنوائی۔ جو تا حال ٹامکینی بیڑی کے نام سے مشہور ہے۔

بدلتا رہتا ہے دُنیا کا رنگ ہر لحظہ — تغیراتِ زمانہ کی ہے نہیں کوئی حد
کبھی رہا نہ رہے کوئی ایک حالت پر — نہیں کسی کو بھی حاصل یہاں قیامِ ابد

پُراسرار ڈاکہ

جگتائی مہاجن موضع آدمبہ کے سخت ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو مال لیکر کافور ہوئے۔ تھانہ میں اطلاع پر سردار گوربخش سنگھ۔ محمود یار خان سب انسپکٹران نے تفتیش شروع کی۔ دو ایک ملزم گرفتار بھی کئے۔ اُن سے اقرار جرم کرایا۔ لطیفہ یہ کہ مالِ مسروقہ

مامور رہے تم نے اس عرصہ میں متعلقہ کام نہایت محنت تندہی اور لیاقت سے انجام دیا ہے۔ اور تم نوشت و خواند میں ہوشیار ہو۔ اور بموقعہ عبور لشکر بھی تمہاری خدمات بہت عمدہ رہی۔ اور کام متعلقہ بھی مستعدی سے ہر طرح قابلِ اطمینان سر انجام دیا۔ ہم تمہاری حسنِ خدمات سے خوش ہیں۔ لہٰذا پروانہ ہذا بطور خوشنودی اور حسنِ خدمات دیا جاتا ہے۔ اپنے پاس رکھو۔

(۵) نقل سارٹیفکیٹ لالہ شب سرن داس صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔ مورخہ ۵ ساون سمت ۱۹۵۷

عزت آثار شب چند محرر سارجنٹ تھانہ بھیکی حفظ،

کو مدعی شناخت نہ کر سکا۔ پولیس نے چالان کیا۔ اور لکھا کہ مدعی بے ایمان ہے۔ وارثان ملزمان سے مل ملا کر مالِ مسروقہ بازیافتہ ارادتاً شناخت نہیں کرتا۔ عدالت سے مقدمہ سپرد سشن ہؤا۔

مسٹر ٹامکین بہادر نے مختلف گروہ ڈاکوؤں کے گرفتار کئے۔ اُن سے ایک گروہ نے اوہیہ کی ڈکیتی کا اقرار کیا۔ مالِ مسروقہ جو برآمد ہؤا۔ جگتا مل مستغیث نے شناخت کر لیا۔ پولیس کو جب یہ غلطی معلوم ہوئی۔ نہایت نادم ہوئی۔

بے گناہ ملزمان جو سشن سپرد تھے۔ اقراری کے سشن سے بری ہوئے۔ اور اصلی ملزمان سزایاب ہوئے۔

کسی پہ ہوتی ہیں دنیا میں آفتیں نازل ۔ کسی کے سر سے بلائیں زمانہ کرتا ہے رد
کسی کو ملتا ہے عیش و طرب کا پروانہ ۔ کسی کو ملتی ہے ادبار مفلسی کی سند

میری کارکردگی

میں ٹامکین صاحب کے کار خاص سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ تاہم اُس وقت بھی اپنے فرائض کو زیادہ محنت و مشقت سے تھانہ میں انجام دیتا رہا۔ اور

(۱) کرپال سنگھ عرف کرپالا ولد پاکھر سنگھ ڈکیت سکنہ رڑ تھانہ بنالہ مفرور از تھانہ

رپورٹ تمہاری معہ ہریا بدمعاش سکنہ پہرد اہی پیش ہو کر بنام تمہارے قلمی ہے۔ کہ تم نے جوہریا کی گرفتاری میں جلدی کی۔ ہم تمہاری اس تعمیل سے خوش ہوئے۔ اس ہریا کے جرائم سابقہ کی ایک مفصل فہرست مرتب کر کے پیش کرو۔ اور جو مقدمہ اس پر بناہ دہی کا ہوا تھا اُسمیں اسکو کیا ہوا۔

(۲) نقل منجانب لالہ شب سرنداس صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ مورخہ ۱۰ رساون سمت ۱۹۵۶

عزت آثار شب چند محرر سار جنٹ تھانہ کبھی حفظ،

رپورٹ تمہاری مورخہ ۵ رساون سمت ۱۹۵۶ در بارہ اسکے کہ اسوقت ۵ بجے شام مسمی کرپال سنگھ عرف کرپالا

پھول ریاست نابھہ۔

(۲) ہریا ڈکیت سکنہ بھیروا ہی تھانہ بھیکی۔

(۳) دیوا چیلہ ڈکیت سکنہ آدتا لوالی تھانہ بھیکی۔

جن کی گرفتاری کیلئے ماضلہ روپیہ کا انعام مشتہر تھا۔ ہر سہ مفرورین کو گرفتار کرکے عدالت میں پیش کیا۔

تھانہ بھیکی سے کارِ خاص میں

سمت ۱۹۵۸ طوائیفان مقیم دہر مپورہ معروف نابھہ والیاں کے گارڈیان مسمی مولا بخش کے قتل کا واقعہ ہوا۔ یہ مقدمۂ قتل نہایت پیچیدہ حد درجہ کا پُر اسرار سنسنی خیز تھا۔ جس سے متاثر ہو کر وار برٹن صاحب کو پھر کار خاص مقرر کرنا پڑا۔ چونکہ خاکسار کی کارکردگی۔ دسُراغرسانی کی شہرت عام تھی۔ اسلئے صاحب بہادر نے مجھے بھی اس جماعت میں شامل کیا۔ تفتیش زیرِ نگرانی صاحب موصوف سرکردار البیل سنگھ و کشن سنگھ صاحب شروع ہوئی۔ ایکماہ کی سرگردانی کے بعد حالاتِ مقدمہ روشنی میں آئے۔ اللہ دتا خاں فلاں نسا ملزم ثابت ہوا۔ چالان ہو کر سزایاب ہوا۔

تھانہ نارنول میں تبادلہ

یہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ اُس زمانہ میں ملازمانِ کی تعدادِ کثیر رشوت ستانی کا

ولد پاکھر زمیندار سکنہ رڑ تھانہ برنالہ حصولِ رہبری کیلئے ڈاکخانہ بھیکی میں آیا ہوا روکا گیا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ شخص دو تین ماہ سے روپوش ہے۔ اور پولیس اس کی متلاشی ہے۔ بلکہ اس کے ورثا پر اس کی حاضری کیلئے زور دیا گیا تھا۔ ایک جنہور نے ڈکیتی میں اُس کو شریک لکھایا ہے۔ عدالت برنالہ میں ایک عورت کا مقدمہ اس کی نسبت دائر ہے۔ وہاں سے بھی یہ روپوش ہے۔ تم کو قلمی ہے۔ کہ اس کو سررشتہ میں پیش کرو۔

نوٹ:۔ یہ کرپالا ڈکیت بمقدمہ دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند تھانہ پھول ریاست نابھہ سے مفرور تھا۔

شکار تھی۔ دار الحکومت پٹیالہ کے زیادہ قریب علاقہ میں جب بہت زیادہ رشوت لی دیجاتی تھی۔ تو قیاس کر لیجئے۔ کہ علاقہ جات دور دراز پٹیالہ میں کیا نوبت ہوگی۔ نارنول تو پٹیالہ سے بہت دور ہے۔ لہذا وہاں کے ملازمان کو کوئی خوف ہی نہ تھا۔ کہ یہاں کون دیکھنے آئیگا۔ رعایا کی حالت بیحد قابلِ رحم تھی۔ لوگ نہایت سرگرداں تھے۔ ان کی قسمت نے جو پلٹا کھایا۔ تو میجر الف۔ یو۔ پہم ینگ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ ریاستہائے پھولکیاں بتقریب دورہ وہاں تشریف لیگئے۔ پبلک بے تحاشا ہم ہما کر ان کی حضور میں حاضر ہوئی۔ فریاد و واویلا کیا گیا۔ صاحب بہادر نہایت متاثر ہوئے۔ آپ کی شکایت پر بحکم کونسل آف ریجنسی۔ ناظم مجسٹریٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ تحصیلدار۔ تھانیدار سب کے سب یک قلم موقوف کر دیئے گئے۔ متدین کارگذار جدیدہ افسران تعینات ہوئے۔ مولوی فضل متین صاحب ناظم۔ لالہ گوبند جس صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایسے جدیدہ حاکم منتخب ہو کر مقرر ہوئے۔ اسی سلسلہ میں راقم کو بھی تھانہ بھیکی سے نارنول تبدیل کیا گیا۔ تھانیدار رخصت پر چلے گئے۔ ۱۷ اسوج سمت ۱۹۵۹ کو خاکسار بطور قائمقام تھانیدار وہاں مقرر کیا گیا۔

رشوت ستانی کے الزامات میں تمام افسران کی یک قلم علیحدگی نے خلافِ امید بدامنی پیدا کی۔ امن کافور ہو گیا۔ پبلک کے عام جذبات میں شورش و نفرت پیدا ہوئی۔

قبل صدور پروانہ مندرجہ صدر تھانہ بھیکی ریاست نابھہ میں سپرد کر دیا گیا۔ اور رسید تھانہ بھیکی بذریعہ رپورٹ پروانہ بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھیجی گئی۔

(۷) نقل سارٹیفکیٹ از لالہ تاراچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول۔ مورخہ ۲۸ چیت سمت ۱۹۵۹ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۰۳ء

یہ تصدیق کیا جاتا ہے۔ کہ میرے ضلع کے تھانہ پولیس نارنول کے سارجنٹ شب چند نے مکند پورہ کے موتی گوجر کے مقدمہ میں زیر دفعہ ۳۷۶ تعزیرات ہند اعلیٰ درجہ کا کام دکھایا۔ یہی ہے

ایسے وقت میں عوام کے خیالات و حالات پر قابو پانا ٹیڑھی کھیر تھی۔ مگر خاکسار نے دیانتداری بہترین حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے ہر شخص سے مناسب سلوک کیا۔ خوب ہمدردی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا نہایت خوش۔ حکام نے خوش ہو ہو کر خوشنودی مزاج کی سندات بخشیں۔

نیک صورت گراشی پولیس افسر

ضلع نارنول میں ایک تھانیدار صاحب نہایت نیک صورت تھے۔ بڑے پکے سناتن دھرمی۔ پوجا پاٹ کے پابند۔ مگر لالچ اس قدر کہ پوجا میں بھی اگر کوئی اہل غرض آیا۔ اس نے ایک روپیہ پیش کیا۔ تو چپ چاپ لیکر آسن تلے دبا لیا۔ اور پھر پوجا میں لگ گئے۔ بلحاظ عمر چونکہ بزرگ تھے میں انکے بیٹوں کے برابر تھا۔ اور ماتحت۔ مگر وہ ایسے منکسر المزاج کہ میرا ادب کرتے۔ بعض اوقات اگر میں چارپائی پر بیٹھا ہوتا۔ تو بے تکلف پائینتی بیٹھ جاتے۔ مگر مجھے شرم سے اٹھنا پڑتا۔ اور کھینچ گھسیٹ کر سرہانے بٹھاتا۔ ہر وقت بیچارے میری خوشامد و چاپلوسی میں سرگرم رہتے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ ان کا ضمیر آلودہ تھا مجھ سے خفزدہ رہتا۔ میں شیدائے دیانتداری تھا۔ اور مجھے بیجا و ناروا آمدنی سے نفرت تھی۔ یہ کیا۔ ان سے بڑے بڑے افسر سپرنٹنڈنٹ صاحب

اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اتنک میں نے اس کو بہت قابل اور پورا دیانتدار پایا ہے۔ اس نے مندرجہ بالا مقدمہ میں مجھے بر موقع اطلاع دی۔ جبکہ ایک کنسٹبل محمد حسین نے روپیہ لوٹنے کی کوشش کی مجرم کو بعدالت سیشن جج چار سال قید سخت کی سزا دلگئی۔

(۸) نقل پروانہ محکمہ پولیس مہندر گڈھ۔ مورخہ ۲۲ کاتک سمت ۱۹۵۹ء

عزیز القدر لالہ رشب چند سارجنٹ دوم تھانہ نارنول حفظہٗ

روبکار محکمہ صدر پولیس مرقومہ ۱۹ کاتک سنہ حال بہتیجی جناب صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل

تک کچھ جھگڑے ہوتے رہتے ۔

سارجنٹی دوم سے ترقی درجہ اول پر

یکم کاتک سمت ۱۹۵۹ کو مسٹر اوبرائن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس نے افسرانِ پولیس ضلع نارنول کی سفارش پر درجہ دوم کی سارجنٹی سے درجہ اول پر ترقی بخشی ۔

ریڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ نارنول

ماہِ مگھر سمت ۱۹۵۹ میں سردار تارا چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول میں تبدیل ہو کر تشریف لے آئے اور مجھے آپ نے پیشی میں بطور ریڈر لے لیا ۔

سردار تارا چند صاحب کے اوصافِ حمیدہ

سردار صاحب موصوف کی سرکاری مفاد میں محویت و سرگرمی ۔ اَن تھک محنت ۔ دیانتداری ۔ ڈسپلن طریقِ کار ۔ مصروفیت ۔ ریاست بھر میں مشہور و اظہر من الشمس تھی آپ کی بے لاگ کارروائی سے آپ کو سردار بہادر ۔ برگیڈیر جنرل کے اعزازات ریاست و گورنمنٹ سے عطا ہوئے ۔ آپ کی بے مثال خدمات سرکارِ عالی کی نگاہوں میں مدام پسندیدہ رہیں ۔ یہی وجہ تھی ۔ کہ آپ عرصہ تک

بجواب روبکار پیشگاہ جناب انسپکٹر جنرل بہادر مرقومہ ۲۲ اکتوبر سنہ حال باطلاعِ ترقی تمہاری بعہدہ سارجنٹ درجہ اول از یکم کاتک سنہ حال واردِ سررشتہ ہو کر تم کو مطلع کیا جاتا ہے ۔ کہ اِس ترقی کا شکریہ ادا کر کے آئندہ کو خدماتِ مفوضہ خود میں زیادہ دلچسپی کرو ۔

(۹) نقل سرٹیفکیٹ از لالہ گوبند سہائے صاحب انسپکٹر درجہ اول انچارج ضلع نارنول ۔ مورخہ ۱۰ اربیہ ۵ سمت ۱۹۵۹
مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

عزیز القدر لالہ شبچند سارجنٹ اول تھانہ نارنول حفظہ

انسپکٹر جنرل پولیس۔ بخشی افواجِ ریاست کے جلیل القدر عہدوں پر سرفراز رہے۔ اِس قابلِ احترام ہستی کی تین چار سال متواتر ماتحتی نے میری مخلصی طبیعت پر جلا کر دی۔ صاحب موصوف فرائضِ منصبی کو فرائضِ مذہبی کی طرح انجام دیا کرتے تھے۔ خود نہایت مخلص اور کارگذار تھے۔ ہر کارگذار کارگذاری چاہتا ہے۔ اپنے ماتحتوں کو ہمیشہ کارگذاری دیانتداری۔ نمک حلالی کی تلقین فرماتے جھوٹ بولنے والے بددیانت افسران و ملازمان سے آپ کو نفرت تھی۔ صیغہ پولیس میں بہت ہی کم ایسے افسر ہونگے جن کو آپکی خوشنودی نصیب ہوئی ہو۔ عام افسران کیطرح کسی کی نمائشی کارروائی بیجا خوشامد سے متاثر ہو کر اظہار خوشنودی آپ نے کبھی نہیں کی۔

قابلِ تقلید چند مثالیں

خاکسار نے صاحب ممدوح کی ماتحتی میں اپنے ذاتی نقصانات جسمانی تکالیف وغیرہ کی کبھی پرواہ نہ کی۔ شب و روز لگاتار مصروفِ کار رہا۔ تب صاحب موصوف کے امتحان میں پورا اُترا۔ اور متعدد سرٹیفکیٹ خوشنودی حاصل کئے۔ اب تو نہیں۔ مگر اُس زمانہ میں پٹیالہ کا کالا پانی ضلع نارنول تصوّر کیا جاتا تھا۔ کیونکہ پٹیالہ سے دُور واقعہ تھا ریل جاری نہ تھی۔ دادری یا ریواڑی تک ریل جاری تھی۔ باقی پیدل۔ اگر ساتھ فیملی ہو

میں تم کو عرصہ سے جانتا ہوں۔ تم نے ہماری ماتحتی میں بضلع بجنور و ناصد گڈھ و ضلع ہذا کام کیا۔ تمہاری لیاقت اچھی ہے۔ اور ضلع ہذا میں آئے تم کو تقریباً ایک سال سے زیادہ ہوا۔ ہم نے تمہارا کام عمدہ دیکھا۔ کوئی شکایت ہمارے پاس نہیں پہنچی۔ مقدمات کی تفتیش و رپورٹ ہائے ضمنی میں تم کو عمدہ مہارت ہے۔ ہم نے تمہاری تعریف پہلے بھی حضور جناب صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس لکھی تھی۔ تمہاری ترقی بدرجہ اوّل ہوئی۔ اُمید ہے کہ آئیندہ بھی تم اگر کام مفوضہ خود دلچسپی لیاقت اور دیانتداری سے انجام دیتے رہو گے۔ بیشک حکام قدردانی فرمادینگے۔ ہم تمہاری کارگزاری و

آٹھ دس روپیہ میں بیل گاڑی کرایہ پر مِل سکتی تھی اور سارے دن میں منزلِ مقصود تک رسائی ہوتی تھی۔

اُن دِنوں ایسے کرائے سرکار سے نہیں مِلا کرتے تھے۔ خاکسار نے اِس موقعہ پر چار سال میں آٹھ نو سو روپیہ اپنے گھر سے منگوایا۔ اور صَرف کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ راقم صاحب سپرنٹنڈنٹ کے ہمراہ بسواری شُتر تھانہ کالوڈوچہ کیاتِ سرحدی کے خفیہ مُلاحظہ کو جا رہے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ تیز رفتا اُونٹ پھِسلا۔ گِرا۔ اور مَیں گِر گیا۔ میرے پاؤں کا گِٹّہ اُتر گیا۔ کامل ایک ماہ چارپائی پر سوار رہا۔ صاحب سُپرنٹنڈنٹ اِس عرصہ میں بکمالِ عنایت میری تیمارداری میں مصرُوف رہے۔ اکثر اوقات بخار و آشوبِ چشم سے آٹھ آٹھ گھنٹہ دفتر میں علاوہ ازیں راتوں کو موصوف کی پیشی میں کام کرنا پڑا۔ مگر کیا مجال کہ کبھی اپنی جسمانی تکلیف کا ذکر زبان پر آیا ہو ؎

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

کارِ سرکار میں انتہائی مصروفیت اور نورِ چشم کی محرومیٔ بصارت

اِس جگہ میرا شیر خوار بچہ قریباً تین ماہ آشوبِ چشم میں مُبتلا رہا۔ انتہائی مصروفیت بھرا ہی

طریقِ عمل سے خوش رہے۔ لہذا یہ پروانہ بتقریبِ تبادلہ خود بلا خواہش تمہاری تُم کو دیتے ہیں۔ اور اپنی قلم سے لکھ کر دیتے ہیں۔

(۱۰) نقل سارٹیفکیٹ لالہ تاراچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مہندر گڑھ

عزیز القدر لالہ شب چند سارجنٹ درجہ دوم ماموره ضلع ہذا حفظہ

تم نے ہماری پیشی میں ۲ دو سال سے زیادہ کام کیا۔ ہم نہایت خوشی سے تصدیق کرتے ہیں۔ کہ ہم نے تم کو اِس عرصہ میں متدیّن۔ مخلق۔ کارگذار اور ہوشیار پایا۔ ہم کو اُمید ہے کہ تم اپنی لیاقت سے

صاحب سپرنٹنڈنٹ نے بروقت اس کا معالجہ نہ ہونے دیا۔ رخصت کیلئے درخواست پیش کی۔ کہ موصوف ہر نیچ کار سرکار پر رخصت کے خلاف تھے۔ اور کثرت کار سرکار نے مہلت نہ دی۔ کہ علاج کر سکتا۔ اس مصروفیت اور عدم توجہی علاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا نورِ نظر اندھا ہو گیا۔ جب یہ حالات آپ کو معلوم ہوئے۔ تو نہایت رنج و افسوس کیا۔ آپ کے علاوہ جس نے بھی سنا افسوس کیا۔

میری خدمات کا اعتراف

نارنول کی تعیناتی میں ایکدفعہ خاکسار کو میعادی بخار نے آدبایا۔ دو ماہ بستر علالت پر دراز رہا۔ زندگی سے مایوسی ہوئی۔ موصوف نے بیمثال ہمدردی و غمخواری فرمائی۔ ڈاکٹر کرپارام صاحب اسسٹنٹ سرجن کو خود ہمراہ لاتے۔ روزانہ میرے رہائشی مکان پر تشریف لا کر گھنٹوں تیمارداری فرماتے۔ عموماً میری قربانیوں کا گھنٹوں تذکرہ کرتے ع

گل کو رنگت یہ ملی خونِ جگر کھانے سے

کرنل سردار امریک سنگھ صاحب کا ذکر خیر

سمت ۱۹۵۰ء میں کرنل سردار امریک سنگھ صاحب مرحوم

عنقریب دوسری جگہ پر بھی جہانکہ تم تبدیل ہو کر جاتے ہو۔ اپنے آپ کو مزید ترقی کا مستحق ثابت کر دکھاؤ گے۔ لہذا باجرائے پروانہ ہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اس کو سنداً اپنے پاس رکھو۔

(۱) نقل سارٹیفکیٹ از رائے تاراچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس امرگڈھ۔

مورخہ ۲۲ ر بار سمت ۹۷

عزیز القدر لالہ شب چند سار جنٹ اول ۳۶۷ ماہوار تھا دورا ا

چونکہ تم میرے شلخوان بضلع نارنول رہے ہو سابضلع امرگڈھ یعنی سر ہند سے میری ماتحتی

سب انسپکٹر پولیس بھرتی ہوکر نارنول تشریف لائے ۔ راقم کو بہت تھوڑا عرصہ اُن کی خدمت میں رہنے کا اِتفاق ہُوا ۔ آپ کے شریفانہ مُحبّت سے لبریز سلوک نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا ۔ یہاں تک کہ جدائی کے بعد عرصہ تک باہم سِلسلۂ خط و کتابت دوستانہ جاری رہا ۔ صاحب موصُوف بامِ عرُوج پر پُہنچے ۔ مگر میری پُرانی مُحبّت فراموش نہ فرمائی ۔ گاہ بگاہ سرکارِ عالی کی خدمت میں بجالیکہ آپ افسر ڈیوڑھی معلیٰ تھے شکایات یا بصورتِ تعریف تذکرہ فرمایا کرتے ۔ جس کا ذکر خود سرکارِ گردوں وقار نے جب کبھی خود خادم کو موقعہ قدمبوسی حاصل ہوا فرمایا ۔

جوتش کا ڈھونگ

زمانۂ تعیناتی نارنول میں پنڈت دُرگا دت جی مشہور جوتشی کے ایک مقدمہ کا ذکر قابلِ اندراج ہے ۔

جوتشی جی کی بہت سی ریاستوں میں آمد و رفت و تعلقات تھے ۔ علمِ جوتش کی بنا پر پٹیالہ کے بڑے بڑے اہلکاروں سے میل جول تھا ۔ دیوان سیوُرن سنگھ ۔ سردار بھگوان سنگھ لالہ بھگوان داس ۔ مسٹر واربرٹن ۔ میجر ننگ ۔ مسٹر ہڈلف تک جوتشی جی کے چمتکاروں کے قائل تھے ۔ اِس کے علاوہ بہت سے والیانِ ریاست کی سَندات و سرٹیفکیٹ جوتشی جی کے پاس کتابی صُورت میں موجُود تھے ۔ اِن کے پاس علمِ جوتش کی رُوحِ رواں ایک

میں تھانہ دوراہا میں سارجنٹ تعین تفتیش رکر قریب ایک سال کے بعد دفتر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر ویرسنل اسسٹنٹ بہادر کی نگرانی پر مامور ہوئے ہو ۔ جس قدر عرصہ تُم تھانہ دوراہا میں مامور رہے ہم نے تمہیں متدین اور اپنے کام کو شوق سے کرتے ہُوئے پایا ۔ لہٰذا پروانہ ہٰذا بصراحت صدر دیا جاتا ہے ۔ سنداً اپنے پاس رکھو ۔

(۱۲) ترجمہ سارٹیفکیٹ از سردار اجیت سنگھ صاحب صاحبٰی، اے ایل، ایل، بی پرسنل اسسٹنٹ ٹو انسپکٹر جنرل پولیس ۔ مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۰۶ء

کتاب موسومہ گلزارِ رمل تھی۔ ایک دن اُن کی کتاب و سندات کا لبستہ کوئی چُرا لے گیا۔ جوتشی جی براہِ راست ناظم صاحب کے پاس فریادی ہوئے۔ لالہ گوبند جس صاحب سپرنٹنڈنٹ مہتہ چندو لال صاحب مجسٹریٹ کو بُلایا گیا۔ اُن کے پاس بھی اپنے لبستہ کے سرقہ کا واوَیلا کیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ فوراً موقعہ پر پُہنچے۔ مَیں اُن دِنوں قائمقام تھانیدار تھا۔ مجھے بھی بُلایا گیا۔ مَیں جوتشی جی کے مکان پر محلہ منڈی پُہنچا۔ جوتشی جی نے اپنی چوری کا حال بیان کیا۔ غور سے موقعہ دیکھا گیا۔ کوئی نقب نہ تھا۔ نہ قفل ٹُوٹا۔ نہ کواڑ اُترا۔ صرف نشستگاہ کا دروازہ کھولا گیا تھا۔ رپٹ ابتدائی کی خانہ پُری کیلئے جوتشی جی سے کُتب مسروقہ کی قیمت دریافت کی گئی تو جوتشی جی نے نہایت درد بھرے لہجہ میں کتابوں کی قیمت کا اندازہ کروڑوں روپیہ سے بھی زائد بتلایا۔ اور کہا کہ میرے کاروبار اور زندگی کا مدار صرف اِن کتابوں پر تھا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ مجھے تفتیش کا حکم دیکر واپس چلے گئے۔ مَیں نے خُوب غور و خوض کیا۔ تو اِس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ سوائے جوتشی کے اور کسی کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتے۔ جوتشی جی سے پُوچھا آپ کے ہاں کوئی نوکر یا دوسرا آدمی کون ہے جس پر شک ہو سکے۔ اُنہوں نے کہا سوائے بچّوں۔ عورتوں کے میں اور کوئی آدمی نہیں رکھتا۔ ایک متبنیٰ بھائی ہے۔ جو ملحقہ مکان

یہ تصدیق کیا جاتا ہے۔ کہ لالہ شب چند فسٹ گریڈ ہیڈ کنسٹبل نے بطور میرے ریڈر کے تقریباً ۵ ماہ کام کیا۔ جبکہ مَیں بطور پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کام کرتا تھا۔ اس وقت مَیں نے اس کو محنتی اور ہوشیار پایا۔ وُہ ایک بہت اچھا منشی ہے۔ اور اِس کا دستخط بہت اچھا ہے۔ وُہ شانت سبھاؤ اور سلیم ہے۔ مَیں نے اُس کو ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار پایا۔ اور دفتروں کی تمام سازشوں سے علیحدہ۔

وُہ ہر طرح سے ترقی کا مُستحق ہے۔ میں اس کو قبل ازیں نہیں جانتا تھا۔ لیکن اس کی

میں رہتا ہے۔ اس کی نشستگاہ الگ ہے۔ وہ کبھی جوتشی ہے۔ اس پر نہ شبہ ہو سکتا ہے۔
نہ وہ چوری کر سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ مشہور جوتشی ماہرِ علم جوتش ہیں۔ اپنے علم کے
ذریعہ چور کا پتہ لگائیں۔ جوتشی بولے اس وقت میرے حواس بجا نہیں۔ بالآخر میں نے
اُن کے منیر بھائی کو بلایا۔ گفتگو کی۔ اثنائے گفتگو میں بارہا اُس کی زبان پر لکنت آئی
اُسے علیحدہ لیجا کر متواتر ایک گھنٹہ بات چیت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اُس نے اقرار کیا۔ ایک
کوٹھڑی سے بھوسہ کے نیچے دبائے ہوئے کُتب و کاغذات برآمد کر دیئے۔ برآمدی پر
جوتشی جی کی باچھیں کھل گئیں۔ نہایت خوش ہوئے۔ اور جب مجرم گرفتار ہوا تو سٹپٹائے
گھر کی عورتوں نے مجبور کر دیا شام کو ناظم صاحب۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ صاحب مجسٹریٹ
کے پاس پہنچے۔ اور بھائی کی رہائی کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ سب کو اُن کی دلجوئی و
خاطر منظور تھی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ کا اردلی مجھے بلانے آیا۔ تفتیش مکمل ہو چکی تھی۔ میں نے
چالان مرتب کر لیا۔ جب صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا حکم ملا۔ کہ
ملزم کو ضمانت پر رہا کر کے مقدمہ میں رپورٹ ناکامیابی پیش کر دو۔ میں نے عرض کی
چالان مکمل کر کے روانگی درج کر چکا ہوں۔ عدالت کا وقت نہیں۔ ورنہ پیش کر دیتا۔
کل اوّل وقت ضرور پیش ہو جائیگا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ خاموش ہو گئے۔ شام کو

اچھی تعریف سنی تھی۔ اور اس کو ویسا ہی پایا۔

(۱۳) نقل ریمارکس لالہ شیو سرن داس صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

۹ بیساکھ سمت ۱۹۹۴ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۳۷ء

بہ تعمیل حکم ۲۰ چیت سمت ۱۹۹۳ مطابق ۲ اپریل ۱۹۳۶ء صادرہ اجلاس جناب صاحب انسپکٹر جنرل
بہادر میں نے ان کاغذات کو ملاحظہ کیا۔ لالہ شیو چند ملتخوان صاحب پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس
پٹیالہ کی کارگذاری کی پوری کیفیت رپورٹ شاردلی ہیڈ کنسٹبل مورخہ ۵ بیساکھ سمت ۱۹۹۴ میں درج ہے

جوتشی جی اپنے بھائی کیلئے بستر۔ کھانا اور دودھ وغیرہ لائے۔ تب مَیں نے وہ جوتش کی کتاب دیکھی۔ تو یہ گلزارِ رمل کسی مسلمان مصنّف کی تصنیف کا ہندی ترجمہ تھا۔ اس ضخیم کتاب کے انڈکس کا ایک علیحدہ لستہ تھا۔ زائچہ پر انگلی رکھواتے یا ڈانا ڈال کر جس شکل پر انگلی رکھی جاتے۔ یا ڈالنا پڑے۔ وہ شکل انڈکس کی امداد سے نکالتے اور سائل کو مضمون مندرجہ کتاب سنا دیتے۔ اکثر اوقات جیسا موقعہ دیکھا جھوٹ۔ طوفان پتے سے ملاکر سائل کی خواہش کے مطابق اس کا اطمینان کر دیا کرتے۔ مَیں نے اُن کی کذب بیانی سُنی اور دیکھی۔ اس لئے مجھے ان پر کوئی وشواس نہ تھا۔

صبح کو مقدمہ کا چالان صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مقدمہ پیش ہونے پر چالان عدالت میں بھیجدیا۔ ملزم کو چھوڑنا قرینِ مصلحت نہ سمجھا۔ مہتہ چندو لال جوتشی جی کے سچے معتقد تھے۔ ملزم کا اقرار کہ بھائی کا کام خوب چلتا تھا۔ مَیں تنگ حال۔ اس لئے مَیں نے ان کا لستہ چرایا تھا۔ گواہوں کی شہادت سب استغاثہ کے حق میں تھی۔ غرض رہائی کی کوئی شکل نہ بنی۔ جوتشی جی کا لحاظ سب کو تھا۔ آخر مجرم کو قید سے بچا کر سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی۔ جوتشی جی نے فوراً روپیہ جرمانہ خود داخل کر دیا۔ اور بھائی کو گھر لے گئے۔ افسرانِ بالا مجھے رہائی کیلئے فرماتے تھے۔ مگر جب کاغذات

سمت ۱۹۵۲ میں یہ بجائے والد خود پولیس میں بھرتی ہوا سمت ۱۹۵۲ سے سال سمت ۱۹۶۳ تک جن حکام سے تعلق رہا۔ انہوں نے اظہارِ خوشنودی کیا۔ اور مَیں خود بھی لالہ شب چند سے واقف ہوں۔ کام تفتیش نیز کام دفتر و شلوخوانی دونوں میں یہ شخص ہوشیار ہے اور ملازمت کا عرصہ قریباً ۱۲ سال گذر چکا جس میں کوئی قصور اس کا شمل ملازمت سے نہیں پایا گیا۔ سوائے تعریف میرے نزدیک اس کو ترقی بعہدہ سب انسپکٹر دیا جانا نہایت موزوں و مناسب ہے۔ لہٰذا حکم ہوا کہ یہ کاغذات جہت منظوری بہ اجلاس جناب صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پیش ہو کر گذارش کیا جاوے۔ کہ تاریخ امروز

رُوبرُو آئے۔ کوئی رعایت نہ کر سکتا تھا۔ نہ کر سکا۔ اِسے کہتے ہیں۔ دُوسرے کے کندھے پر بندوق چلانا۔ مگر یہ نامناسب ہے۔

ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند

نارنول سے تبادلہ

۱۵ ر پھاگن سمت ۱۹۶۱ کو راقم کا صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر میں تبادلہ ہُوا۔ جہاں سردار اجیت سنگھ صاحب بی، اے، ایل، ایل، بی، پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کی پیشی میں کام کرنا پڑا۔

ترقی میں رُکاوٹیں

ایک صاحب سپرنٹنڈنٹ مسٹر وار برٹن صاحب کے خاص مُعتبر مُنہ چڑھے تھے۔ یہ پہلے پہل سب انسپکٹر بھرتی ہُوئے تھے۔ تھوڑے عرصہ میں ہی اپنی غیر معمُولی ہوشیاری چستی و چالاکی سے سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ترقی کر گئے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور پرسنل اسسٹنٹ کی موجُودگی کے باوجُود مسٹر وار برٹن صاحب جمعیت پولیس کے متعلقہ زیادہ کام اُنہیں کی معرفت کراتے۔ صیغہ پولیس میں بھی اُن کی شخصیت مسلمہ تھی۔ ہر ملازمِ پولیس کا رُجحانِ طبع اُنہیں کی طرف تھا۔ بھرتی۔ ترقی۔ تبادلہ ملازمین میں زیادہ دخل اُنہیں کو تھا۔ خوشامدی۔ اہلِ غرض تحفہ تحائف لے جا کر پیش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اُنہیں رشوت کا چسکہ پڑ گیا۔ پھر کیا تھا۔ دِل کھول کر وارے نیارے کئے۔

بعد جو اسامی خالی ہووے۔ اس پر اس کی ترقی ہونے کا حکم صادر فرمایا جاوے۔

(۲) نقل پروانہ مسٹر وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ۔

یکم اساڑھ سمت ۱۹۶۴ مطابق ۱۴ ر جون ۱۹۰۷ء

عزیز القدر لالہ شب چند ہیڈ کنسٹبل اول ۱۲ مامورہ تھانہ زوانہ ضلع کرگڑھ

تمہاری رپورٹ معروضہ ۲۰ جیٹھ سمت ۱۹۶۴ مطابق ۹ ر جون ۱۹۰۷ء از مقام کرسند ہو باطلاعِ گرفتاری دو ڈیرہ سانسیاں از سرحد موضع علی پور معہ نقل روبکار نیابت دوم ضلع کرگڑھ

مسٹر واربرٹن صاحب کی پیشی کیلئے میرا انتخاب

۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء ۹ ساون سمت ۱۹۶۳ کو ایک تار کسولی سے وار برٹن صاحب کا پرسنل اسسٹنٹ کے نام صادر ہوا۔ کہ دو محرر پیشی کیلئے انتخاب کر کے بھیجو۔ انہوں نے لالہ شب سرن داس صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل۔ پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ایک کمیٹی کے بعدہٗ راقم اور محمد شریف ہیڈ کنسٹبل کو انتخاب کر کے کسولی روانہ کیا۔ اور روبکاری میں لکھا۔ کہ ان ہر دو سارجنٹان کو ہم ہر طرح سے آپکی پیشی کے قابل پاتے ہیں۔ ۱۰ ار جیٹھ سمت ۱۹۶۳ - ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۷ء نقل ٹیلیفون نمبر ۶۱

بجواب نمبر ۵۷۵ در بارہ اِمتزاج تبادلہ بیجوں رام کنسٹبل۔ منجانب مسٹر واربرٹن صاحب بہادر موسومہ صاحب پرسنل اسسٹنٹ حکم صادر ہوا۔ کہ بیجوں رام کنسٹبل کو شب چند ہیڈ کنسٹبل ہمراہ خود لیجائے۔ اس کی درخواست منظور ہے۔ شب چند کی ترقی کے بارہ میں صاحب پرسنل اسسٹنٹ خیال رکھیں۔ کہ یہ اچھی لیاقت رکھتا ہے۔ اور سفارش بھی ہو چکی ہے۔ یادداشت اندرین بارہ لکھ لیا جائے۔

اس موقعہ پر نیز ایک دفعہ مثل صاحب بہادر کے معتبر اور چیلیا سپرنٹنڈنٹ کے

مثلیہ حکم پولیس ضلع کانگڑہ نمبر ۸۴۴۵ مورخہ یکم ماگھ سمت ۱۹۶۳ جس میں نیچے اقسام گرفتاری ڈیرہ سانسیاں و بیالان بدفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری کی ممانعت کی گئی ہے۔ بغرض حصول حکم بابت کارروائی آئندہ پیش ہوئی۔ اس رپورٹ کو ہم نے نہایت شوق سے ملاحظہ کیا۔ اس سے پیشتر ہمارا ارادہ تھا۔ کہ تم کو ترقی دیویں۔ اب اس کارگزاری سے ہم زیادہ تر خوش ہو کر تاریخ معطلی مندسنگھ سب انسپکٹر سامانہ سے تم کو سب انسپکٹر درجہ سوئم کے عہدہ پر ترقی دیتے ہیں۔ اور بذریعہ پروانہ ہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے۔ بابت کارروائی مقدمہ گرفتاری کے

جن کا وہاں رشوت ہر وقت وار رہتا تھا۔ راقم سے علیحدگی میں ذکر کیا۔ کہ صاحب بہادر تم کو سب انسپکٹری پر ترقی دینا چاہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ اُن کی نوازش ہے۔ جب موقعہ و گنجائش ہو۔ آپ بھی مہربانی فرما دیں۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ "دیکھا جائیگا۔ صاحب بہادر کو کیا یاد رہتا ہے۔ بوڑھا ہو کر صاحب کی دماغی قوت جاتی رہی ہے"۔

راقم۔ "آپ موقعہ مناسب پر یاددہانی کرا دیں"۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ "ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب نے تمہاری سفارش کی ہے۔ اُن سے کہو"۔

مطلب یہ تھا۔ کہ کچھ دلاؤ۔ راقم کے پاس نہ گنجائش۔ نہ ضمیر اجازت دے۔ ایک سال تک ترقی نہ ملی۔ باوجودیکہ صاحب انسپکٹر جنرل کا منشا تھا۔ کہ راقم ترقی پا جائے یکم ہاڑ سمت ۱۹۶۲ کو تھانہ نرد انہ سے گرفتاری ڈیرہ سانسیاں خانہ بدوش کی ایک رپورٹ پیش ہونے پر صاحب انسپکٹر جنرل نے سابقہ خیالات اور احکام کے حوالہ سے راقم کو ترقی دی۔ رفتہ رفتہ ان حضرت سپرنٹنڈنٹ صاحب کی رشوت ستانی کی اطلاع صاحب بہادر کے کانوں تک پہنچی۔ اطمینان کے بعد ان کو معطل کر کے خیانت و رشوت

سانسیاں علیحدہ حکم بنام سب انسپکٹر صاحب نرد انہ جاری کیا گیا ہے۔ (کیمپ کسولی)

(۱۵) نقل حکم سردار جے سنگھ صاحب مجسٹریٹ راجپورہ ضلع پنجور۔ ۳۱ رکھا دوں سمت ۱۹۵۵

سرکار دواتا۔ مدعی بنام کمال ولد غنی رائیں ساکن سرہند۔ مدعا علیہم

جرم دفعہ ۴۲۲ تعزیرات ہند

بہ ثبوت جرم دفعہ ۴۲۲ تعزیرات ہند نسبت مجرم عہ روپیہ جرمانہ ورنہ ڈھائی ماہ قید تجویز ہو کر مسل داخل دفتر ہوئی۔ تمنے کوشش بلیغ سے مجرم کو گرفتار کیا اور کرایا۔ یہ کارروائی تمہاری قابلِ تحسین ہے اسلئے تمکو یہ پروانہ کارگذاری دیا جاتا ہے۔

کے مقدمات چلائے۔ اس وقت اِن تفتیش کیلئے ایسے افسرانِ پولیس کی ضرورت تھی جنہوں نے انہیں رشوت نہ دی ہو۔ انتخاب میں راقم کو بھی جو سب انسپکٹر ہو چکا تھا۔ تفتیش کیلئے منتخب کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ملازمت سے برخاست کیے گئے ؎

رہتے ہیں دُنیا میں سادہ لوح بھی مکار بھی　　اِس جگہ ملتے ہیں سب کو یار بھی اغیار بھی

محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل سے مَیں تھانہ دوراہا میں تبدیل ہُوا۔ اور ۲۳ رجب سمت ۱۹۶۳ کو پھر دفترِ صدر میں واپس مامور فرمایا گیا۔ ایک سال بزمانہ ماموری دوراہا بڑے پیچیدہ اور سنگین مقدمات برآمد کئے۔ ازاں جملہ صرف ایک دو مقدمات کے حالات ناظرین کی دلچسپی کیلئے درج ذیل ہیں:۔

بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا

اسی تھانہ کے علاقہ موضع گدوں میں ایک مہاتما سادھو کئی سال سے فروکش تھے۔ بڑے گرانڈیل جوان۔ سر پر ایک ٹوکرہ جٹوں کا جڑاؤ۔ تمام جسم پر ہر وقت بھبوت رمائے رہتے۔ پھونس کے چھپر میں آپ کی رہائش تھی۔ ہر وقت لوگوں کا اژدہام رہتا۔ بادام۔ کھانڈ۔ کالی مرچ۔ بھنگ سا ہر لمحہ تیار ملتی۔ کوئی آؤ۔ پیو۔ یہ سامان ساہوکار۔ آسودہ حال۔ زمیندار سادھو کی سیوا کی غرض سے بھیجنا ثواب دارین سمجھتے۔ دودھ مٹھائیوں کا چڑھاوا بھی اکثر چڑھتا جن اتفاق سے اس گاؤں میں کبھی پلیگ نہ ہوا تھا۔ لوگوں کا وشواس تھا۔ کہ مہاتما سادھو کی کرامت و برکت ہے۔ مہاتما جی بھی اظہار کرامت کرتے تو زبانِ مُبارک سے فرماتے۔ جب تک مَیں ہُوں تمہارے گاؤں میں پلیگ نہیں آتی لیکن بقول پنجابی شاعر ؎

شکل مومناں دی کم کافراں دے ایہہ مثال کر بیچ وکھائی سادھو
مُنہ رام تے بغل دے وچہ چُھریاں کیڈی ات جہان تے چائی سادھو

اِسی گاؤں کے ایک زمیندار کی نوجوان خوبصورت عورت سے سادھو جی نے

در پردہ ناجائز تعلق پیدا کر لیا ۔ سلسلۂ محبت میں تحفہ تحائف کے طور پر پھاتماجی نے دو ۲ تین ۳ سو روپیہ نقد ۔ پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ پھلکاریاں جو مختلف مقامات دور و نزدیک سے چڑھاوے میں آئی تھیں اپنی محبوبہ کو دیدیں ۔ سادھو کا خیال تھا ۔ کہ اُن کا یہ تعلق نہایت پائیدار رہے لیکن ؎

کہہ رہا تھا آسماں کہ کچھ دنوں کا پھیر ہے
راز ہو جائے گا افشا پھوٹنے کی دیر ہے

کچھ عرصہ بعد اُسی عورت کا دوستانہ دوسرے مرد سے جو اُس کا نزدیکی بھی تھا ہو گیا ۔ اُسے سادھو کی مداخلت اپنے رنگ میں بھنگ معلوم ہوئی ۔ عورت کو سمجھا بجھا سادھو سے ہٹا لیا ۔ باواجی نے اپنی محبتِ استحقاقی جتائی ۔ عورت نے جُوتی دکھائی اور صاف کہدیا کہ اگر آبرو درکار ہے تو آئیندہ مجھ سے کلام نہ کرنا ۔ اور دو ۲ چار ۴ گالیاں بھی دے ڈالیں ۔ کہا کہ اگر پھر بلایا ۔ یا کوئی اور حرکت کی تو یاد رہے ۔ جٹا اور ڈاڑھی دونوں اُکھاڑ پھینکوں گی ۔ چڑ کی ماں اور کوٹھی میں سر ۔ سادھو اپنا سا مُنہ لے کر خاموش اپنی کُٹیا میں آ بیٹھے ۔ زبانِ حال اُن کی پکار رہی تھی ؎

سُنائیں حالِ دردِ دل کسے اے مہرباں اپنا ۔ نہ محرم ہے کوئی اپنا نہ کوئی رازداں اپنا
غضب ہے مہرباں جسکو کہ ہم دل میں سمجھتے تھے ۔ نکلتا ہے وہی آخر عدوئے جانستاں اپنا

چند دن تک تو سادھو جی نے صبر کیا ۔ آخر جذبۂ محبت انتقام میں بدل گیا قصبہ پائل گئے ۔ پنساری کی دُکان سے چھٹانک بھر سنکھیا دوائی کے بہانہ سے خرید لائے ۔ اُسے پیسا ۔ آدھا آٹے میں ملایا پیڑی بنائی ۔ اور اپنی آشنا کی بھینس کو کھلائی ۔ باقی آدھا اُس کے دودھ کی کاڑھنی (مٹی کا ایک برتن جس میں دودھ گرم کرتے ہیں) میں جو ہارے میں رکھی ہوئی تھی ڈالدیا ۔ عورت گھر موجود نہ تھی ۔ جنگل میں اپنے خاوند کی روٹی لے کر گئی تھی ۔ بچے ساتھ لے گئی تھی ۔ حسبِ معمول دن چھپے سب گھر واپس آئے ۔

دودھ کی ہنڈیا ہارے سے نکالی۔ تو دودھ پھٹا ہوا تھا۔ کسی نے کہا دودھ میں نمک غلطی سے مل گیا۔ کوئی بولا کھٹائی پڑ گئی۔ اہلِ ہنود پھٹے دودھ کو استعمال نہیں کرتے عورت جب دودھ کی ہنڈیا اُٹھا کر باہر ڈالنے چلی۔ تو اُس کے دونوں بچے لڑکا اور لڑکی جو بالترتیب آٹھ و دس سالہ تھے راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ کہ سب کی سب ہنڈیا پھینکے دیتی ہو۔ اِس میں سے کچھ تو ہمیں کھانے کو دیدو۔ بچوں نے مجبور کر دیا۔ چنانچہ جمے دودھ کی چند پھٹکیاں اُن کے ہاتھوں پر رکھ کر بہلا دیا۔ بچوں نے وہ پھٹکیاں ہاتھوں پر سے چاٹ لیں۔ ہنڈیا ایک کھیت کی باڑ میں گرا دی گئی۔

بھینس غریب جسے کافی مقدار میں سنکھیا ایسی سخت مہلک شے کھلائی گئی تھی رات کو ہی مر گئی۔ بچے ابھی تک زندہ تھے مگر بیہوش۔ شک کی وجوہ کافی سے زیادہ تھیں۔ زمیندار نے تھانہ کا رستہ لیا۔ اُس نے رپٹ دی اور راقم نے معاً جائے وقوعہ کی راہ لی۔ موقعہ پر دیکھا کہ موٹی تازی دو صد روپیہ کی بھینس زہر کے اثر سے پھول کر کُپا ہوئی پڑی ہے۔ ہر چند زور لگانے پر بھی اُس کی لاش دروازہ سے باہر نہ نکل سکی۔ آخیر دروازہ توڑ کر باہر نکالا گیا۔ ڈاکٹر بختاور سنگھ صاحب نے دلچسپی و ہمدردی سے علاج کیا۔ تین دن میں بچوں کی حالت روبہ اصلاح ہوئی۔ بچوں کے قے و دست اور بھینس کا شکم امتحان کیمیاوی کے لئے لاہور بھیجے گئے۔ دوسری طرف عورت اور اُس کے حوالی موالی کی یہ کیفیت کہ مارے خوف کے پیٹ پکڑے پھریں۔ فکر کیا۔ کہ سادھو پرمیشور کی بنائیں ہم کروپ ہیں نہ جانے ہماری کیا گت بنے گی۔ ہو نہ ہو یہ مہاتما جی کے جنتر کی تاثیر ہے۔

اِن باتوں سے میرے دل میں خیال پیدا ہونا لازمی تھا۔ کہ واقعہ سے سادھو کا تعلق ضرور ہے۔ چنانچہ میں نے اپنا ایک کنسٹبل سادھو جی کو بلانے کیلئے بھیجا۔ جس پر گاؤں کے نمبردار اور سرکردہ دیہہ زمیندار بول اُٹھے۔ "مہاراج ہم نے مانا آپ پولیس کے افسر ہیں۔ اور یہ بھی سادھو مہاتما۔ انہیں ذرا سمجھ کے ہاتھ ڈالئے گا۔ اوّل تو ضروری ہے کہ

آپ خود تکلیف فرمائیں۔ سادھو کے استھان پر جو پوچھنا چاہیں دریافت کریں۔ ایسا نہ ہو وہ بگڑ جائیں۔ سادھو بگڑے کسی کے کبھی مِیت نہیں ہوتے۔ آپ جو بات کریں۔ اُن کے ساتھ ادب سے۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا"۔ وہ یہ باتیں بتلا رہے تھے۔ کہ کنسٹبل سادھو کو ساتھ لئے آتا دکھائی دیا۔ مہاتماجی آتے ہی میرے برابر چارپائی پر براجمان ہوئے۔ میں نے سادھو کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ تم مجرمانہ حالت میں ایک پولیس افسر کے بُلائے ہوئے آئے ہو ہمارے برابر ڈٹ کر بیٹھنے کا حق تمہیں کہاں سے ملا ہے۔ نیچے بیٹھو۔ شکل مومناں کرتوت کافراں عورت نے بہت کچھ اصلیت بات چیت میں مجھ پر ظاہر کر دی تھی۔ عورت سے تعلقات کے حالات منکشف سے میرے دل سے سادھو کی کرامت وغیرہ کا خیال جو دل میں کسی خوف کو جگہ دے سکے کافور ہو چکا تھا۔ میں اُسے لوگوں میں سے اُٹھایا۔ الگ لے گیا۔ تنہائی میں ایک گھنٹہ بات چیت کی۔ سادھو جی نے رات کا کھایا پیا کچھ نہ چھپایا۔ جو کچھ کیا تھا۔ سب کچھ قبول کر لیا۔ اور جرم سے اقبالی ہو گئے۔ جہاں سے سنکھیا خرید کر لائے تھے۔ خود ہی اُس کا نشان دیا۔ تصدیق بھی ہو گیا۔ جس پتھر پر وہ پیسا گیا تھا لاکر سامنے دھر دیا۔ نتیجہ یہ کہ جب مہاتماجی کا کچا چٹھا ظاہر ہو گیا۔ عدالت نے جرم ثابت پاکر چھ سال کیلئے جیل میں بھیج دیا ہے۔

پورا ستگور نہ ملا سُنی ادھوری سیکھ ۔ سوانگ جتی کا پہن کر گھر گھر مانگی بھیکھ
جاتی نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان ۔ کام کرو تلوار سے پڑا رہن دو میان

خونِ ناحق

موت اور دشمن کو نہ دل سے بھلانا چاہئے
بیگناہ مظلوموں کا کچھ ترس کھانا چاہئے

ریاست پٹیالہ کی ہر تحصیل میں پنچایتیں قائم ہیں۔ جو باہمی لین دین کے تمام قضیئے اور عقدے جو رعایائے ریاست میں پیدا ہوں عدالتہائے منصفی کیطرح فیصل کرتی ہیں۔ اُن کے فیصلے دیگر قانونی عدالتوں کی طرح ناطق ہیں۔ پنچایت کے ممبران رعایا میں سے انتخاب

کئے جاتے ہیں۔ دو سو روپیہ تک کے مالیتی مقدمات پنچایت میں دائر اور فیصل ہوتے ہیں۔
جہاں عدالتوں میں کورٹ فیس کی تعداد فیصدی سات ساڑھے سات روپیہ معین ہے
وہاں پنچایت میں ہر مقدمہ کیلئے بطور کورٹ فی صرف ایک روپیہ مدعی کو داخل کر دینا ہوتا ہے
سمت ۱۹۶۳ کا ایک واقعہ عرض کیا جاتا ہے تحصیل پائل کی پنچایت جس میں پنشنر
صوبیدار۔ ذیلدار۔ نمبردار گویا منتخبہ ذی عزت و وقعت انسان شامل تھے موضع
لنڈہ میں پنچایت کیلئے جمع ہوئے۔ ڈیرہ لسنت داس اجلاس گاہ تھا۔ ڈیرہ دار سادھو
ویدک طریق پر مریضوں کا علاج معالجہ کیا کرتا تھا۔ علاقہ بھر کے دور نزدیک کے
لوگ اس کے پاس بغرض علاج آتے جاتے تھے۔ سادھو موصوف نے اپنا اخلاقی فرض
خیال کرتے ہوئے ممبرانِ پنچایت سے کہا۔ کہ جو صاحب کھانا نہ کھا کر آئے ہوں ان کیلئے
بھوجن کا پربندھ کر دوں۔ منجملہ ممبرانِ پنچایت دو ایک نے اظہارِ خواہش کیا۔ جس پر
سادھو جی نے آٹا۔ دال۔ بڑیاں۔ گھی وغیرہ ڈیرے اور سبز کیلے کی پھلی باغیچہ سے بہم پہنچا کر کل
سامان تیار کر کے پکانے والے کے حوالے کیا پکانے کیلئے گوپالداس نامی سادھ سکنہ
مقصودڑہ جو ایک دیوانی مقدمہ کے سلسلہ میں آیا ہوا موجود تھا مقرر ہوا تیار ہوا تو صرف دو ممبران
کا کھانا ہوا تھا۔ مگر ہمہ یاراں دوزخ بہشت والی مثال کی پابندی کی۔ کہ ایسی مزیدار
چیزیں نخص ہم کھائیں باقی ممبران محروم رہیں۔ انصاف نہیں۔ خواہمخواہ کچھ باقی
ممبران کو مجبور کیا۔ کہ ایسے کھانے نہ کھاؤ گے عمر بھر ہاتھ ملو گے۔ بادلِ ناخواستہ
سب ہی آمادہ ہو گئے۔ حقیقتاً جس نے ایک لقمہ اٹھایا۔ اس نے دو پھلکے سے کم
نہ کھائے۔

لنگر کے ملحق چاہِ آبنوشی تھا۔ اس پر ڈول وغیرہ سامانِ آب کشی ہر وقت موجود رہتا
تھا۔ ہر شخص حسب خواہش پانی لے سکتا تھا۔

جس شخص نے ممبرانِ پنچایت کیلئے رسوئی تیار کی۔ اسے جسقدر پانی کی ضرورت

پڑی۔ لنگر کے کونہ میں رکھی ہوئی ایک بلٹوہی سے لیا۔ اور کھانے وپلانے میں صرف کیا۔ اتفاق کی بات ڈیرہ دار چونکہ دوائی بناتا تھا۔ اس نے اسی بلٹوہی میں پاؤ بھر پختہ سیٹھا تیلیا (ایک قسم کا زہر طبی اغراض کیلئے بھگو رکھا تھا۔ مگر زہر مذکور آخیر وقت تک اسی برتن میں برابر موجود تھا۔ اوپر پانی نہایت صاف شفاف نظر آتا تھا۔ تمام ممبران پنچایت نے صاف اور ٹھنڈا پانی دیکھ کر پیا۔

روٹی پانی سے فراغت پاکر جب ممبران پنچایت اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ تو آدھ گھنٹہ کے بعد حوالی موالی پنچایت کے حلق یکدم خشک۔ لطف یہ کہ یکساں سبھی کے۔ ایک دوسرے کا منہ تکتا ہے۔ اور حیران ہو ہو پوچھتا ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ بلٹوہی کے پانی کو چھوڑا۔ کوئیں سے تازہ پانی منگا کر کئی کئی دفعہ پیا۔ مگر حلق ہے۔ کہ صدائے ہل من مزید لگائے جاتا ہے۔ حلق کی خشکی برابر بڑھتی ہی چلی گئی۔ ممبران نے بسنت داس کو بلایا۔ کہا مہنت جی آپنے ایسا کیا پکوایا تھا۔ کہ جتنے کھانے والے ہیں سبھی کے حلق ایسے خشک ہوئے ہیں۔ کہ پچاسوں دفعہ پانی پی چکے۔ مگر خشکی بند تو کیا۔ تیز ہوتی چلی جارہی ہے۔ باواجی بولے۔ تمہارا مرچ مصالحہ کی زیادتی پیاس کا موجب ہے۔ گھبرایئے نہیں معمولی بات ہے۔ زیادہ پریشان دیکھ کر باواجی نے ڈیرہ کے کھیت سے چند پونڈے منگائے۔ اور کہا کہ ابھی فائدہ ہوتا ہے۔ مگر کہاں جی۔ فائدہ کیسا۔ اور کہاں کا اطمینان ع

یہ وہ نشہ نہ تھا جسے ترشی اُتارتی

تردد باواجی کو بھی ہو گیا۔ لگے باورچیخانہ میں جاکر اِدہر اُدہر جھانکنے۔ کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ بلٹوہی پر نگاہ پڑی۔ اور اس میں موجود پانی پر خیال کیا۔ تو بہت کم پانی دیکھکر ان کا ماتھا ٹھنکا۔ انہوں نے فوراً گوپال داس سے پوچھا۔ وہ بولا سب کو پانی اِس میں سے پلایا ہے۔ اب کیا تھا۔ باواجی کے ہاتھ پاؤں پھولے۔ سہم گئے۔ مگر کسی سے کہا نہیں۔ دل میں لگے کھچڑی پکانے۔ ایک تولہ گھی کا موجود تھا۔ بھاگے بھاگے اُٹھا لائے۔ اور اہلِ

پنچایت سے کہا کھاؤ۔ جتنا کھایا جائے۔ اتنی فائدہ ہوگا۔ بھگوان دیا کرینگے سب نے گھی کھایا۔ مگر خشکی اس بلا کی تھی۔ کہ کم ہونے کا نام ہی نہ لیتی تھی ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

گھی سے بعضوں کو قے شروع ہوگئی۔ حال بے حال ہونے لگا۔ پنچایت گئی کوئیں میں۔ مقدمات پڑے چولہے میں۔ سب کو جانوں کی پڑ گئی۔ کہا بھاگو یہاں سے جس سے بھاگا جائے۔ کوئی گاڑی پر۔ کوئی گھوڑے پر۔ کوئی پیدل۔ جس کے جدھر سینگ سمائے۔ اُٹھ دوڑے۔ آخر سب نے تھانہ جانے کا فیصلہ کیا۔ راستہ میں کوئی قے۔ کسی کے دست ہوتے چلے آئے۔ مگر گرتے پڑتے۔ دست بدست وگر بپائے بدست وگرے اندھیرے ہوتے سب تھانے پہنچ گئے۔ ایک ممبر گوربچن سنگھ آف مقصود وڑہ کو لاعلمی سے اُن کے کسی دوست نے آدھا شراب کا پلا دیا۔ [illegible] نیت سے کہ اس سے ضرور فائدہ ہوجائیگا مگر کہاں کا فائدہ۔ شراب اندر اور دم باہر۔ وہ بیچارہ تو عدم گنج کو چلتا بنا۔ مزے دار دعوت کھانے بیٹھے تھے۔ جان دے بیٹھے۔

چھ سات کی تعداد میں باقی ممبرانِ پنچایت کا جنہوں نے دعوت میں ہتے لگائے اور ساد ہوجی کا بھوجن چھکا تھا۔ زہر اُن کے وجود میں کافی طور پر اثر کر گیا تھا۔ وہ ہاں کے تھانیدار محمد فضل کریم خان صاحب اور ڈاکٹر سنجا در سنگھ صاحب نے نہایت تندہی و عرق ریزی سے رات بھر علاج معالجہ کیا۔ تمام عملہ بھی سرگرم رہا۔ دوسرے دن دُرست ہوئے۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ گرفتارانِ آفت کے قے و دست امتحانِ کیمیاوی کیلئے کیمیکل اگزمینر کی خدمت میں لاہور بھیجے گئے۔ باواجی نے جان بچانے کیلئے میٹھا تیلیا تو گاؤں کے جوہڑ میں گرا دیا۔ برتن دھو دھلا صاف کرا ایک طرف رکھ دیا۔ پولیس نے اپنی تفتیش شروع کی۔ تو باواجی نے میٹھا تیلیا اُسی جوہڑ سے نکلوا دیا۔ باواجی چونکہ حکمت کرتے تھے۔ اس لئے اُن کے ڈیرے سے اس کے علاوہ اور بہت سی ادویات برآمد ہوئیں

اُنہوں نے ظاہر کیا - کہ میٹھا تیلیا باورگ کی متعلقہ ادویہ میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ اُن کی حکمت کی کتاب میں درج ہے - مرچاں - میٹھا تیلیا - چالی پہر کھیائے - باورگ اسی ملے ششٹ ہُلت رتی اک کھائیے۔

کیمیکل تحقیق نے بھی میٹھا تیلیا تسلیم کیا - باواجی نے کوئی بات نہ چھپائی تھی حقیقت ظاہر بھی اُن کے کسی عمل و فعل کو مشکوک نہیں کہہ سکتی - اُنہوں نے فی الحقیقت ایک اخلاقی فرض ادا کیا - اُن کے ڈیرہ میں کھانے کے وقت چند شرفا موجود تھے کیونکہ اُن کے کھانے پینے کو وہ نہ پوچھتے - کھانا پکانے والا ایک ذالک الگ تیسرا شخص تھا - جسے اِس برتن کا مطلق علم نہ تھا - کہ اس میں زہر آلودہ پانی ہے - اُس نے نیک نیتی سے عمدہ پانی جانتے ہوئے پلایا - جو درحقیقت سمِ قاتل تھا - گوربچن سنگھ کی مرگِ ناگہانی مانی گئی - باواجی بے قصور مانے گئے لیکن اُس نواح میں کچھ پارٹی فیلنگ کا اثر تھا - بنابریں گوربچن سنگھ کے بھائی صاحب نے جو ایک معزز عہدہ دار تھے - پولیس کی تفتیش کو نہ مانتے ہوئے استغاثہ دائر کر دیا - کہ اُس کے بھائی کو اُس کے دشمنوں نے بربنائے مخاصمت گوپال داس سکنہ مقصود وڑہ کے ذریعہ سے زہر دلوا دیا - جس سے اُس کی موت واقع ہوئی تفتیش کے لئے سرکل انسپکٹر صاحب لبھی سے تعینات ہو کر تشریف لائے - تو سب انسپکٹر صاحب اور نیز راقم نے اصل واقعات موصوف کے سامنے دہرائے - اور عرض کیا کہ اگر صرف گوربچن سنگھ کی ہلاکت مقصود تھی - تو باقی تمام ممبرانِ پنچایت کو کیوں ستلبلائے زہر کیا گیا لیکن ہمارے بیان کردہ واقعات سے انسپکٹر صاحب مطمئن نہ ہوئے - اُنہوں نے باوا السنت داس وئید اور کھانا پکانیوالے گوپال داس کو گرفتار کیا - اور حوالات میں بند کر دیا - سادھو نہ صرف سادھو تھا - بلکہ کامل وئید عمر رسیدہ ایشور کی یاد کرنیوالا تھا - اُس نے پولیس کے عمل اپنی گرفتاری اور بندش کو نہایت بُرا جانا - بیحد شرم و ندامت محسوس کی - اور یہ حالت برداشت نہ کر سکا - اسی رات کو مُردہ پایا گیا - بظاہر کوئی مہلک دوائی کھا کر خودکشی کی - اِس کا علم ہونے پر انسپکٹر صاحب نے نہایت افسوس کیا مگر ع اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت -

لطف یہ کہ آپ کی تحقیق و تفتیش کا بھی وہی نتیجہ تھا۔ جو ہم اُن کے پاس ظاہر کر چکے تھے۔ اِس سے سرمو اِدھر اُدھر بھی تو نہ ہو سکا۔ کسی کہنے والے نے کیا ناپ تول کر قول لکھا ہے ؎

جامِ عشرت ہے مہیا چیرہ دستوں کیلئے — زہر کا پیالہ لبالب حق پرستوں کے لئے

پٹیالہ سے تبدیلی

۲۱ جیٹھ سمت ۱۹۶۴ تک کے وہ واقعات تھے۔ جو اوپر نہایت اختصار سے بیشمار میں سے معدودے چند درج کئے گئے۔ تاریخ مندرجہ بالا تک راقم صاحب پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کی پیشی میں بطور پیشکار خدمات انجام دیتا رہا۔ اِس سے اگلی تاریخ تھانہ نروانہ کا تبادلہ ہو گیا جہاں سے یکم ہاڑھ سمت ۱۹۶۴ کو عہدۂ سب انسپکٹری پر ترقی یاب ہوا۔ اور تھانہ سامانہ کا انچارج ہوا۔

یہ چند واقعات ۱۲ بارہ سالہ عرصہ ہیڈ کنسٹبلی کے لکھے گئے ہیں۔ ابتدائی عمر عزیز کے ۱۲ بارہ سال نہایت احتیاط اور ادائے خدمات سرکار میں گذرے۔ اپنی طرف سے کوئی دقیقہ خدمتگذاری اور جاں نثاری کا باقی نہیں چھوڑا۔ میری اِن ہی خدمات کا نتیجہ ہے۔ کہ جو مجھے مسلسل ترقیات نصیب ہوتی رہیں۔ ورنہ میرے ساتھ بیلیوں بھرتی ہوئے۔ اور دِنوں میں معزول ہو کر گھر جا بیٹھے۔ یا مدت العمر اسی عہدہ پر مامور رہے۔ زمانہ کی موزونی یا غیر موزونی ایک مستقل مزاج کارکن کی ترقیات میں ہارج نہیں ہو سکتی۔ ایشور کی کرپا افسرانِ اعلیٰ کی توجہ سے اِس عرصہ میں ۱۶ سولہ قطعہ سرٹیفکیٹ کارگذاری و خوشنودیٔ مزاج افسران حاصل ہوئے۔ جن کی نقول دوسری جگہ درج ہے۔

نظارہ دوئمین

دس سالہ زمانہ سب انسپکٹری

ابتدائے تھانیداری اور عمارت تھانہ سامانہ کی تیاری

مثل مشہور ہے ع

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ریاست میں بہت جگہ تھانوں کے لئے موزوں سرکاری عمارات نہ ہوتی تھیں ۔ اکثر بعض جگہ کرایہ پر لی جاتیں ۔ لیکن جب مسٹر وار برٹن صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ ہوئے ۔ بھلا ایسے افسر کو یہ بات کب بھاتی تھی ۔ انہوں نے اس کے حسن و قبح پر غور کیا ۔ اور ممبر صاحبان کونسل آف ریجنسی پٹیالہ کو یہ سمجھا کر کونسل سے ریاست میں تمام نئے تھانے تعمیر کئے جانیکی منظوری حاصل کی ۔ اور عمارت کے تمام کام اپنے ہاتھ میں رکھے ۔ عمارات تھانہ جات کو اس نمونہ پر تعمیر ہونے کا حکم دیا گیا ۔ کہ جس نمونہ پر پنجاب پولیس کے تھانے بنے ہوئے ہیں ۔ بٹھنڈہ ۔ لوہا ۔ بہدوڑ ۔ سنام وغیرہ تھانوں کی تعمیر عمارات تھانہ داروں کے سپرد کی گئی ۔ کہ وہ بنوائیں ۔ تھانہ سامانہ کا انچارج راقم تھا ۔ اس لئے تھانہ مذکور کی عمارت کی تعمیر میرے سپرد ہوئی ۔ راقم ابھی نووارد تھا ۔ ایسے افسر کیلئے اس قسم کا کام ضرور کسیقدر مشکل معلوم ہوا ۔ مینے پہلے تمام مشکلات مسٹر وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس کے حضور میں

عرض کیں کہ میں ابھی تھانہ سامانہ میں تعینات ہوا ہوں - اور پورے طور پر علاقہ کو بھی نہیں دیکھا - عمارتوں کے کام سے تو قطعاً ناواقف ہوں - مجھ ایسے شخص کیلئے فوراً ایسی قسم کی خدمت حوصلہ شکن ہے - صاحب بہادر نے نہایت بردباری و تحمل سے میرے ان الفاظ و دیگر وجوہ پیش کردہ کو بہ کمالِ غور سماعت فرمایا - اور ارشاد ہوا -

وَل تم کو بالکل گھبرانا نہیں چاہیے - ہر شخص ہر کام سیکھا ہوا نہیں ہوتا - جب وہ کام شروع کرتا ہے - مشکل محسوس ہوتی ہے - مگر چند روز کام کرنے سے کام خود بخود سمجھ میں آ جاتا ہے - اور کام - کام کرنیوالے کو خود سکھا دیتا ہے - دیکھیے نفضل امام - عطا محمد - غلام نبی خان سب انسپکٹران نے اپنے اپنے تھانے نہایت عمدہ تیار کرائے ہیں - یہ ٹھیک ہے - کہ وہ لوگ پرانے اور تجربہ کار ہیں - اور آپ میں ناواقفیت علاقہ کی کمی ہے - لیکن کوئی بات نہیں ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہمیں آپ کی مخلتی طبیعت - نہ گھبرانے والی عادت - اور ہمت سے قوی امید ہے - کہ آپ ان لوگوں سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کرینگے - جھنڈو مستری آپ کی رہنمائی کریگا - صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع بھی امید ہے - آپ کو امداد دینگے - وَل دیکھو - ہمارا اصول یہ ہے - کہ علاقہ کی رعایا پر کسی قسم کی سختی نہ ہو - محبت و پیار سے کام لیا جائے - دیکھیئے سامانِ عمارت نہایت اعلیٰ ہو - کفایت پر پوری نگاہ رہے - زمیندار لوگ جسطرح سے باہمی خرید و فروخت کرتے ہیں - اسی طرح سے آپ بھی سوچ سمجھ کر ہر ایک شئے خرید کریں - لکڑی - اینٹ - چونہ وغیرہ کی باربرداری کا اگر آپ اپنے ذاتی رسوخ سے انتظام کریں - تو کوئی ہرج کی بات نہ ہوگی -

اکثر اہلکارانِ ریاست زمینداران سے گھاس - لکڑی کے گڈے وغیرہ مفت حاصل کرتے ہیں - تو سرکاری مفاد کیلیئے اتنی سی تکلیف زمینداروں کو کوئی نقصان دہ نہ ہوگی -

اگر کوئی ملازم سرکار مستری۔ اور سیر وغیرہ اس کام میں آپ سے شرکت حاصل کرنا چاہے۔ تو آپ کو چاہیے۔ اُس سے اجتناب کریں۔ کیونکہ وُہ ضرور اس میں سے فائدہ اُٹھائیگا۔ اور ہم کو اس بات کی اطلاع دیجئے۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ نے سرکاری مفاد کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ آپ خیال کریں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ جو فائدہ ان عمارتوں سے ٹھیکہ دار لوگ اُٹھاتے ہیں۔ وُہ تمام و کمال ان عمارتوں میں ہی صرف ہو جائے آیا آپ کے خیال میں۔

صاحب بہادر کی حوصلہ افزا گفتگو نے میرے دل پر اثر کیا۔ میرا دل آمادہ ہو گیا۔ اور میں نے بلا چون و چرا کام شروع کرا دیا۔ چنانچہ کامل ایک سال کی محنت کوشش سے تھانہ کی عمارت مکمل ہو گئی۔ بلکہ ساتھ ہی ایک عمدہ چاہِ آبنوشی بھی تعمیر ہو گیا۔ جناب بہادر نے جب تکمیلِ عمارت تھانہ کی بابت سنا۔ نہایت مسرت سے اظہارِ خوشنودی فرمایا ؎

نام مطلوب ہے۔ تو نام کے اسباب بنا پل بنا۔ چاہ بنا۔ مسجد و تالاب بنا

تھانہ سامانہ میں ٹرابندی

تھانوں میں ایمانداری نسبتاً کم ہے۔ وہاں رشوت کی بالعموم گرم بازاری ہوتی ہے۔ تھانوں پر ہی کیا موقوف ہے۔ جہاں کہیں بھی رعایائے سرکار کو ملازمانِ سرکار سے کام پڑتا ہے۔ لوگ خود سکھا لیتے ہیں۔ دُنیا میں یہ ہوا بڑی تیزی سے چل رہی ہے۔ کوئی جگہ اس سے خالی ہو۔ غیر ممکن ہے۔

مَیں جب تھانہ سامانہ میں پہنچا۔ اپنی عادت و نیت کے مطابق رشوت کی روک تھام۔ اور مہر کار سرکار کو انتہائی مصروفیت کیساتھ سرانجام دہی کیلئے پورے پورے انتظام چاہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عملہ کا عملہ بگڑ بیٹھا۔ تھانہ بھر ہی میرے خلاف اظہار ناخوشی ہوا۔ جدھر دیکھو۔ میرے خلاف کھچر کھچر کھچڑی پک رہی ہے۔ جسے دیکھو کینہ سامنے سجائے پھرتا ہے۔ ایک ڈھول۔ انہیں فہمائش سے راستی پر لانے کی کوشش کی جائے۔ تو اور

کا پڑاوہ بگڑ گیا۔ اُس کا کیا علاج ۔ ہیڈ محرر نے چند کنسٹبلوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ گویا ایک فریقِ مخالف قایم ہوگیا۔ دھڑا بندی کا سرکار کو فایدہ نہیں دیکھی۔ بلکہ ہرج کار کا موجب ہوا کرتی ہے۔

اس زمانہ میں سپرنٹنڈنٹ ضلع میر غلام امام صاحب تھے۔ نہایت نیک و شریف۔ اعلیٰ درجہ کے ہردلعزیز۔ وہ کسی سے بگاڑ۔ کسی کو تکلیف یا نقصان دینا کیا جانیں۔ میں نے پہلے آپ سے عرضِ حال کیا۔ فرمایا میاں عملوں میں نیک و بد سبھی قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ سبھی کو نبھانا ہی پڑتا ہے۔ کسی کو نقصان پہنچا کر کام کرنا ہمارے نزدیک اچھا نہیں ؎

اگر ناداں بوحشت سخت گوید　　خردمندش بنرمی دل بجوید

اطمینان ہوگیا۔ کہ میر صاحب اپنی عادت کے خلاف کسی ملازم سے کوئی سختی کا برتاؤ کیوں کرینگے؟

چونکہ اس طریق عمل سے فرائض منصبی کماحقہ ادا ہوتے دکھائی نہ دیئے۔ لہذا براہِ راست ایک رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر واربرٹن صاحب کی خدمت میں پیش کردی۔ رپورٹ پیش ہوتے ہی صاحب موصوف نے ہیڈ محرر کو یک قلم تنزل کرکے کنسٹبل کردیا۔ تین کنسٹبل تھے۔ انہیں تھانہ سے تبدیل کرکے لائن پولیس میں لگادیا۔ جہاں ٹکوں کی بجائے۔ ہر وقت قواعد پریڈ اور کوری حاضر باشی تھی۔ محمد بخش ایک کنسٹبل جس نے میری امداد اور سرکار کی خیر خواہی کا دم بھر اتھا۔ میری سفارش پر کنسٹبلی سے درجہ سوم کا سارجنٹ کیا گیا۔ اِن احکام سے کافی دباغت ہوئی۔ اور تھانہ کا کام بخوبی چلنے لگا۔

اہلِ صفا سے اپنی طبیعت رکی نہیں
سرکش کے سامنے کبھی گردن جھکی نہیں

تھانہ سامانہ میں انتہائی مصروفیت اور لختِ جگر کی دائمی مفارقت

اوّل تو مشہور ہے ع

کارِ دُنیا کسے تمام نہ کرد

پھر ملازمت کر کام کا کس نے شمار کیا ہے۔ اِن سب سے اُوپر پولیس کی ملازمت۔ توبہ۔ توبہ۔ رات اور دن کے چوبیس گھنٹے ختم ہو جائیں۔ کام کہاں ختم ہوتا ہے۔

سمت ۱۹۶۴ میں تھانہ کی تعمیر کا کام ختم ہو لیا تھا۔ اُدھر سے جان چھوٹی۔ تو تفتیش مقدمات نے پکڑ لیا۔ اور اِس قدر مصروفیت ہوئی۔ کہ دم لینا مُحال ہو گیا۔ بدقسمتی سے میرا دو سالہ بچہ بیمار ہو گیا۔ مگر اُس کے مُعالجہ کیلئے وقت کہاں سے آتا۔ میرے پاؤں میں تو تفتیش کا چکر تھا۔ اِدھر سے آیا اُدھر نکل گیا۔ یہ کام بے فکری کے ہیں۔ اپنے بغیر دلچسپی اور دِلی درد سے بیمار داری کون کرے۔ کسی نے اگر توجہ خوشامد درآمد کے سبب کی بھی۔ تو اوپرے دل سے بیگار کاٹی اور چلدیئے۔ خود دیکھنے بھالنے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ نہ ملا۔ اِس لاپرواہی کا وہی نتیجہ ہوا۔ جو واجب تھا۔ لختِ جگر ملازمت پولیس کی بیحد مصروفیت میں بے علاج چل بسا۔ اور میں دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ صبر و شکر سے صدمہ برداشت کیا۔ اپنے دِل کا سمجھا نا ہی کیا۔ اِسے یہ کہہ کر اطمینان دلایا۔ کہ اِس کی عُمر ہی اتنی تھی۔ علاج کرتا بھی تو وہ کیسے بچ جاتا مگر ؎

دِل سینہ میں کیونکر نہ وبالا نہ رہے گا
جب چاند چھپے گا تو اُجالا نہ رہے گا

سپیشل ڈیوٹی

اے روشنیٔ طبع تو بر من بلا شُدی ع

بلا کسی ذاتی غرض و مفاد کے کارِ سرکار کو خاص نیک نیتی سے انجام دہی کا قُدرتاً یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ لائق افسران بالادست اعتبار کرنے لگتے ہیں۔ اور جو کبھی بڑا پیچیدہ کام ہوتا ہے۔ اعتباری افسر کے حوالے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر ایسے کام میں جناب مسٹر وار برٹن صاحب اِس عاجز کو بھی یاد فرماتے۔ اُسی زمانہ میں مشہور آریہ سدھ لشن

کیس شروع ہُوا۔ اور پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پر مقدمات رشوت و خیانت جو چلے اُنکی تحقیق و تفتیش کیلئے خاکسار ہی کو سپیشل ڈیوٹی پر لگایا گیا۔ خاکسار نے بلا عذر و حیلہ اپنی ہمت کے مطابق جو کچھ ہو سکا۔ اِن مقدمات میں کیا۔

کارِ سرکار میں انہماک اور فرزند دوم کی موت

جیسا کہ اوپر بیان ہوا سمت ۱۹۹۶ میں دونوں مقدمات میں جو دونوں ہی بڑے معرکہ کے مقدمات تھے۔ بیحد مصروفیت رہی۔ ایسے مقدمات میں پھنس کر اگر کسی اور طرف دھیان دے۔ تو تمام سرگرمی و محنت بے نتیجہ ہو جائے۔ مجھے اپنے گھر بار تک کا بھی خیال نہ تھا۔ کچھ خبر نہ تھی۔ کہ گھر والے کس حال میں ہیں۔ قدرتِ خدا گھر میں اُمید تھی۔ اور وقتِ پیدائش قریب آگیا۔ گھر میں سے دایہ کو بلا لیا۔ بعض اوقات ناواقف دایہ کا کام کرنیوالی عورتیں بیحد نقصان کا موجب ہوتی ہیں۔ ایسی عورتوں کی تعلیم یا اپنے کام سے واقفیت کا کوئی معیار نہیں۔ کام ہے۔ جو بھی کرنے لگے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اب دایہ کی باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے۔ یہ بھی برائے اطمینان ہے۔

دایہ سخت غلط کار نکلی۔ اُس نے بچہ جنانے کی ایسی بیجا کوشش کی۔ کہ غضب ہی کر دیا۔ نہایت سخت حادثہ ہو گیا۔ قبل از وقت بچہ کا بازو ہاتھ میں لیا۔ اور اس بیدردی و شدت سے گھسیٹا۔ کہ بچہ کا بازو اُس نابکار کے ہاتھ میں رہ گیا۔ چالاکی ملاحظہ ہو۔ کہ اس فاش و سخت غلطی کو چھپانے کیلئے اُس نے نام تک نہیں لیا۔ کہ ایسا ناشدنی فعل ہو گیا ہے۔ خاموشی سے بظاہر اپنی دیکھ بھال میں لگی رہی۔ حتیٰ کہ دو دن کامل گذر گئے۔ نہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ نہ کوئی درد وغیرہ باقی ہے۔ بچہ تو اُس کے صدمۂ کشش سے غالباً اُسی لمحہ مر گیا۔ مگر وہ ایسا لفظ اپنی زبان پر کیوں لاتی۔ جب زچہ کے دموں پر آبنی اور ایسا حال ہو گیا۔ کہ اُمیدِ زیست منقطع ہونیوالی تھی۔ تب مجھے اطلاع دی گئی۔ میں نے بڑی مشکل سے اجازت حاصل کی۔ ہسپتال سے آتے ہوئے ایک کمپونڈر کو ساتھ لیا۔ راتوں رات دوڑ بھاگ سے سامانہ پہنچا۔ کمپونڈر ہوشیار

تجربہ کار تھی۔ اُس نے ظاہری علامات و پُوچھ گچھ سے حالات معلوم کئے۔ اور مجھ سے بولا تھانیدار صاحب کام تو بیت لیا۔ نہایت خطرناک حالت تک پُہنچ گیا ہے۔ اگر زندگی ہے۔ تو زچہ کی جان ممکن ہے بچ جائے۔ بچہ تو ضائع ہو لیا۔ مگر سخت دوڑ دھوپ سے کام چلیگا۔ معمُولی کوشش سے جان بچنا ممکن نہیں۔ ہمت اور کوشش کر کے مریضہ کو اسی دم پٹیالہ پہنچایئے۔ وہاں اپریشن ہوگا۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ جلدی کیجئے۔ چنانچہ اسی لحظہ کرایہ کی سواری منگوائی۔ اور اپنی گھر والی کو پٹیالہ ہسپتال زنانہ میں لا ڈالا۔ مس یالغور صاحبہ اپنی کوٹھی سے آئیں۔ غایت ہوشیاری سے مُردہ بچہ شکم سے اپریشن کے ذریعہ نکالا۔ تب گھر والی کی جان بچی۔ اور وُہ بھی بدلے میں ایک جان دیکر۔ خُدا مہربانی کرتا۔ مجھے فرصت ہوتی۔ باقاعدہ بچہ جنانے کے کام ہوتے۔ ایک بچہ مِل جاتا۔ مگر وائے ملازمتِ پُولیس۔ اور اُس کے نہ ختم ہونیوالے کام۔ یہ فرصت دیدیں۔ غرض دو ماہ کامل گھر والی ہسپتال کے اندر بستر علالت پر دراز رہی۔ تین سو روپیہ کا ستیاناس ہُوا۔ دوڑ دھوپ۔ رات اور دن کی بے آرامی مزید براں معمُولی سی غفلت اور بے احتیاطی نے اِس قدر خُون پیا۔ کہ پناہ ہے۔ خُدا کی۔ اپنے دل کو جو صدمہ ہُوا۔ اُسے یُوں چمکارا۔ کہ یہ کس قدر خوشی کی بات ہے۔ کہ کارِ سرکار میں ایک لمحہ غفلت نہیں کی۔ اپنے سپرد جو سرکاری خدمات ہُوئی تھیں۔ انہیں عین موقع اور وقت پر سرانجام دیکر حکامِ وقت کی خوشنُودی حاصل کی ہے۔ فرض شناسی میری عادت ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے سہ

اَے حیا انساں وُہی انسان ہے ۔۔۔ فرض کا جس کو کہ اپنے دھیان ہے

ریاست میں مرضِ سفارش اور اُس کے نقصانات

راقم نے ایامِ ماموری تھانہ جات سامانہ و سنام ایک خاص بات نوٹ کر لی تھی۔ جو بذاتہ اسی قابل ہے۔ کہ نوٹ کی جائے۔ اور وُہ یہ کہ خاص انہیں قصبات کے باشندے ان قصبوں میں بطور کنسٹبل مامُور ہوتے اور

اِس بات کا ٹھیکہ ہوتا۔ کہ عمر بھر اِس تھانہ سے باہر ایک دن نہ جائینگے۔ خُدا کی خدائی چاہے بدل جائے۔ لیکن یہ تھانہ سامانہ سے نہیں بدل سکتے۔ اور رہتے بھی تمام عمر کنسٹبل۔ ترقی سے وہ مستغنی تھے۔ اِس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اپنے قصبہ میں وہ ماموری اِس قدر مُفید سمجھتے تھے۔ کہ اگر اُس کے مقابل اُنہیں خزانہ قارون دیا جاتا۔ تو بلا تکلف اُس پر لات مارنے کو تیار ہو جاتے مگر اپنے گھر سے باہر جانے کو ہرگز تیار نہ ہوتے۔ اگر کسی کا تبادلہ کسی ایسی اشد ضرورت پر ہو جاتا۔ تو بس پھر کیا تھا۔ اُس کیلئے تو بلا مبالغہ قیامت آجاتی۔ یہ حالت اُس پر کس قدر شاق گذرتی کہ دُنیا کا بڑے سے بڑا واقعہ اُس کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ اِس تبادلہ کو ملتوی کرانے کیلئے زمین آسمان ایک کر دیتا۔ دم تب لیتا۔ جب تبادلہ منسوخ کرا لیتا۔

قصبہ جات سامانہ۔ سنور۔ بنوڑ۔ پائل اور بسی کے باشندے بالخصوص اُس زمانہ میں پولیس کے اندر نہایت افراط سے ملتے۔ بہت ایسے تھے۔ جو تجارت میں بھی ہاتھ مارتے تھے۔ اگر مصلحتاً یا انسدادِ ہرج کارِ سرکار کی غرض سے کسی کنسٹبل کو اُس کے حلقہ سے دوسرے حلقہ میں تبدیل کر کے بھیجدیتے۔ تو بمشکل ایک آدھ دن گذارتا۔ سفارشوں سے مجبور کر دیتا۔

قصبہ سامانہ کے بہت لوگ ریاست میں ملازم تھے۔ اور بہت بڑے بڑے عہدہ دار تھے۔ پس ہر کنسٹبل کو کوئی نہ کوئی افسر مل جانا نہایت معمولی بات تھی۔ یہ وجہ تھی۔ کہ بے شمار سفارشیں ہوتی رہتیں۔ اور بعض اصحاب تو برملا کہتے۔ کہ فلاں کنسٹبل کو جس حلقہ میں اُس کا گھر ہے۔ اُس میں لگا دو۔ تاکہ تنخواہ سے علاوہ چار پیسہ یہ اور بھی کما لے۔

یہ ایسا بھاری قضیہ تھا۔ کہ کار سرکار ہونا تو قریباً ناممکن تھا۔ کارگذار اور وہ سپاہی جو ہر وقت کمر کسے ہی رہتے۔ جب کبھی موقعہ ہوتا۔ سخت شکایت کرتے کہ فلاں فلاں کنسٹبل جن کی سفارش کرنیوالے موجود ہیں۔ کبھی سرکاری کام کو چھوتے تک نہیں۔ اُنہیں اپنے گھر کے کاموں سے چھٹکارا کہاں۔ ایک ہم ہیں۔ کہ چوبیس ۲۴ گھنٹے ہماری کمر نہیں کھلتی۔ رات دِن سرکاری خدمات کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ ہم تو مصیبت کاٹ لینگے۔ مگر ناانصاف افسران

کو ایک دن اپنی ناانصافی کا جوابدہ ہونا ہوگا۔

راقم کتاب نے بارہا ان ناواجب حالات کو اپنے افسر میر غلام امام صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں دُہرایا۔ مگر اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ میر صاحب انتہا درجہ کے حلیم المزاج ہردلعزیز۔ غایت شریف و نرم اُن سے کب ہو سکتا تھا۔ کہ کسی کے خلاف ہوتے۔ کسی کو نقصان پہنچانا تو کجا۔ موصوف سے یہی جواب پایا۔ کہ بھائی جوں توں اپنا وقت گذارنا چاہئے۔ اس چندروزہ ملازمت کے بھروسہ پر کسی کو نقصان پہنچانا کسی کا دل دکھانا۔ نہایت ناواجب سخت نازیبا ہے۔ کارِ سرکار بھی چلاؤ۔ اور اِن سفارشی لوگوں کو بھی نبھاؤ ؎

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

راقم مصلحتِ وقت کے لحاظ سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ اور خاموش سب کچھ برداشت کرتا رہا۔ مگر صاحبان خاموشی۔ صبر۔ تحمل۔ برداشت۔ ہر شئے کی حد ہے۔ سپرنٹنڈنٹ بڑے افسر تھے۔ اُن کی ذمہ داریاں اور تھیں۔ میرا معاملہ کچھ اور تھا۔ اُن کے تعلقات اختیارات بڑے وسیع۔ اور میرے محدود۔ راقم نے ایک دن اِن تمام حالات کی رپورٹ۔ بخدمت جناب صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پیش کردی۔ کہ سفارشی کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ مفت تنخواہیں اُڑاتے ہیں۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جو انصاف کا تقاضا تھا۔ سوندھا۔ مُرادبخش۔ برکت کنسٹبلان جنہوں نے درزی۔ رنگریزی وغیرہ کے کارخانے گھروں پر کھول رکھے تھے۔ بلاتامل یک قلم برخاست کردیئے گئے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ کارِ سرکار سے تو انہیں کوئی واسطہ تھا نہیں۔ تھانہ میں وہ بھول کر بھی نہ آتے۔ مگر رپورٹ تو میں کر چکا تھا جب اس نتیجہ سے مطلع ہُوا تو نہایت سخت رنج ہُوا۔ خیال تھا۔ کہ رپورٹ پر سخت ہدایت ہوگی۔ تبادلہ ہو جائیگا۔ یہ کسے توقع تھی۔ کہ نتیجہ ایسا غیر متوقع ہوگا۔ ملازمان موجودہ کیلئے یہ سخت سزا درسِ عبرت ثابت ہوئی۔ اس کے بعد سب اپنے اپنے متعلقہ کام کاج کو محنت و سرگرمی سے کرنے لگے۔

جن کی ملازمت گئی۔ انہیں صبر کیسے آجاتا۔ اُن لوگوں نے بھی کمیٹی کی۔ صلاح کا

خیر خواہوں نے مشورہ دیا۔ بھائی اپیل کرو۔ تمام قصبہ کے باشندوں کے دستخط کراؤ۔ اور محضر نامہ تیار کر کے صاحب بہادر کے پاس لیجاؤ۔ صاحب بڑے رحمدل حاکم ہیں۔ تمہاری فریاد سُنینگے۔ چنانچہ ہر سہ موقوف شدہ کنسٹبلان نے سینکڑوں باشندگانِ قصبہ کے دستخط کرا کر محضر نامہ تیار کیا۔ کہ یہ کوئی اور کام نہیں کرتے تھے۔ یہ محضر نامہ پیش ہونے پر صاحب بہادر نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس دریافت اصلیت کیلئے بھیجدیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پیر عطا محمد صاحب انسپکٹر سے رپورٹ لی۔ انہوں نے محضر نامہ کے حوالہ سے لکھدیا۔ کہ قصور تھوڑا اور موقوفی کی سزا زیادہ سخت ہے۔ یہ لوگ کوئی دُکان وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے سبھی موقوف شدگان کی بحالی کی سفارش کے ساتھ اُن کے کاغذات صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کئے۔

صاحب بہادر نے ایک خفیہ پروانہ بنا بر دریافت اصلیت راقم کے نام جاری فرمایا۔ اور احوال سفارش افسرانِ بالادست بھی پروانہ پر رقم فرمایا۔ کہ جملہ امور کی بابت مفصّل رپورٹ کرو۔

خاکسار نے بہ تعمیل حکم رپورٹ پیش کی۔ جس میں عرض کیا۔ کہ یہ قطعاً حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ سوندھا کنسٹبل نیلگری کا کام اپنے گھر پر کرتا تھا۔ برکت کنسٹبل ملازمت پولیس کے علاوہ خیاطی کا پیشہ ضرور کرتا تھا۔ اور مراد بخش کنسٹبلی کے علاوہ گھر پر دری بافی سے کماتا تھا۔ آج ہی نہیں۔ سالہا سال گذر گئے۔ کہ یہ ان پیشوں کے ذریعہ سے کماتے کھاتے ہیں۔ ان لوگوں کی دُکانات میں نے بچشم خود دیکھی ہیں۔ البتہ ایک بات ضرور ہے۔ کہ یہ لوگ ۲۰۔۳۰ سال سے سرکار کی ملازمت میں ہیں۔ بال بچہ والے ہیں۔ اس قدر عرصہ کی ان کی ملازمت رائیگاں جانا افسوسناک ہے۔ اور موقوفی کی سزا سخت ضرور ہے۔ ان کی پنشن اس حکم سے ضائع ہو جائیگی۔ بجائے سزائے موقوفی اگر ان کا سامانہ سے کسی دُوسری جگہ تبادلہ فرما دیا جائے۔ تو کافی سزا ہے۔ میری اس التجا پر سردار بہادر صاحب بہادر نرم ہو گئے۔ رپورٹ کو واپس

تصوّر فرمایا۔ اور کنسٹبلانِ موقوف شدہ کی نسبت حکم بحالی صادر فرمایا۔ گر سامانہ سے تبدیل بھی کر دیا۔ راقم کی صاف بیانی اور راستبازی کا اعتراف فرماتے ہوئے۔ خوشنودی کا پروانہ صادر فرمایا۔ جو نقول سندات کی ذیل میں درج ہیں۔

اِن واقعات کے اندراج سے میرا مدعا اظہارِ شیخت یا خودستائی نہیں۔ بلا کم و کاست واقعات کے اندراج سے اصل مدعا یہ ہے۔ کہ صداقت نہایت نایاب شئے ہے۔ یہ فوراً براہِ راست دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ حاکم افسر خواہ کتنا ہی سخت۔ تیز باز۔ تندمزاج ہو۔ صداقت کا جادو مجال نہیں۔ اُسے راہِ راست پر نہ آئے۔ محکمۂ پولیس کیلئے یہ حالات اگر وہ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اُس پر عامل ہوں۔ حتماً فائدہ پہنچائینگے ؎

زیبا نہیں ہے ظاہر و باطن میں اختلاف　　دل میں اگر ہو درد تو لب پر فغاں رہے

سامانہ کے ایک نواب صاحب کی عیاشی کا عبرتناک انجام

ہاں شراب خوری۔ عیاشی نہایت بھیانک انسانی عیوب ہیں۔ جس انسان کی طبیعت ایسے عیبوں کی طرف مائل ہوئی۔ جاں لو وہ ایسے بحرِ ناپیداکنار میں جس کا اور ہے نہ چھور پڑ گیا ہے۔ جس میں اگر انسان نے ایک غوطہ کھا لیا۔ پھر وہ لاکھ بچانیوالوں کی لاانتہا کوششوں سے بھی نہ ابھریگا۔ شراب خوری اور عیاشی کیلئے خزانہ قارون بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ جسے قدرت کھونا ہی چاہے اُسے ایسا لپکا پڑ جاتا ہے۔ ورنہ عام لوگ یا جن کو اِن عیوب سے محفوظ رکھنا منشائے قدرت ہوتا ہے۔ وہ اس کے نام سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں۔ اور وہی اچھے بھی رہتے ہیں۔ سانپ سے دوستی کر کے کوئی خوش نہ ہوگا۔ آگ سے کھیل کر کوئی کبھی خوش وقت نہیں رہ سکتا۔

جس زمانہ میں میں تھانہ سامانہ کا مہتمم سٹیشن تھا۔ سامانہ میں ایک نواب صاحب بھی تھے۔ اشرف الدولہ نواب محمد فیض علی خان صاحب نام نامی تھا۔ اچھے خاصے رئیس نہایت برگزیدہ ہستی۔ دیکھنے پاکھنے میں مقبول صورت جوان۔ سرکار ذی اقتدار پٹیالہ و دیگر

ریاستوں سے برادرانہ برتوارہ۔ معقول ٹھاٹھ۔ نہایت عمدہ اعلیٰ حیثیت۔ کرنال و سامانہ کی جاگیرات سے تیئس ۳۰۰۰ بتیس ۳۲۰۰۰ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی۔ اِن کے علاوہ سامانہ میں ایک سالم پتی ملکانہ اِن کی خاص ملکیت تھی۔

نواب صاحب پُشتینی رئیس تھے۔ چار پانچ ۴ بیگمات تھیں۔ صاحبِ اولاد بھی تھے۔ گویا خُدا کا دیا سب کچھ موجُود۔ نہایت اچھی حالت۔ نہ کسی کا لینا نہ دینا۔ کہ شیطان نے اُنگلی دِکھائی۔ صحبت میں مُصاحبین کچھ ایسے آ لیے۔ کہ نواب صاحب کو اُبھار اُبھار کر فضول خرچ بنا دیا۔ حاشیہ نشین جو سایہ کی طرح رئیسوں کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اگر نیک خیالات رکھتے ہیں۔ تو بہتر۔ ورنہ یہ جوجی میں آوے کریں۔ جو ناچ چاہیں نچاویں۔ رئیسوں پر ہی کیا مُنحصر ہے۔ ہر وقت کے پاس رہنے والے کا اثر نہایت ہی اٹل ہے۔

یار لوگوں نے نواب صاحب پر قابو ڈال لیا۔ اور بُرے راہ ڈال کر کھو دیا۔ فضول خرچی نے اتنے پاؤں پھیلائے۔ کہ جاگیرات کی آمدنی اُن کے اخراجات کیلئے کافی نہ رہی۔ دن رات شراب کا دَور۔ جہاں کوئی رئیس بگڑتا ہے۔ پھر بگاڑنے والے جھرمٹ کر کے گھیر لیتے ہیں۔ رنڈیاں۔ بھڑوے دُور دُور سے آنے لگتے ہیں۔ اور رئیس پر ڈورے ڈالتے ہیں۔ صاف دل رئیس اگر کسی اور طرف توجہ کرے۔ تو یہ نہیں کرنے دیتے۔ ہیر پھیر کر وہی شراب و کباب کے اُلجھیڑے میں لا پھنساتے ہیں ۵

نقول سارٹیفکیٹ متعلق دَورِ دوم

(۷) نقل حکم مسٹر جانپال دار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ (کیمپ کسولی)

مورخہ ۵ ساون سمت ۱۹۶۴ ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء۔

تہور پناہ شب چند صاحب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ

تمہاری رپورٹ معروضہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء یکم ساون سمت ۱۹۶۴ دربارہ حالات عملہ ماتحت خود تھانہ سامانہ پیش ہو کر ہمارے مُلاحظہ سے گذری۔ آپ کی اس رپورٹ کو راست اور قابلِ اطمینان تصور کرکے

دن رات گفتگو ہو شراب کباب کی — کیا منہ لگوں نے یار کی صحبت خراب ہے

یہ تو معمولی بات ہے ۔ کہ شاہ خرچوں کو جب گھر کی آمدنی کفایت نہیں کرتی ۔ تو وہ قرضہ کو دوڑتے ہیں ۔ پھر کیا تھا جب قرضہ پر نوبت آئے ۔ یار لوگوں کے وارے نیارے ہیں ۔ ان کی تو پانچوں گھی میں ہو جاتی ہیں ۔ جن سے روپیہ قرض لیا جاتا ہے ۔ ہزاروں ترکیبیں وہ کرتے ہیں ۔ رئیس غریب کا بال بال بیری ہو جاتا ہے ۔ دنوں میں لوٹ کھسوٹ کے الگ کرتے ہیں ۔ اور پھر وہی یار غار جو کبھی پروانہ وار نثار ہونے کو ایک دوسرے پر سبقت کرتے اب ایسے ففرّو ہوتے ہیں ۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔ جو دم بھر کیلئے نواب صاحب سے علیحدہ نہ ہوتے تھے اب سینکڑوں دفعہ بلائے سے بھی نہیں آتے ۔ اور اگر کہیں اتفاقیہ آنکھیں چار ہو جائیں ۔ تو حیلہ بہانہ آئیں بائیں شائیں ۔

یہ بڑے مزے کی بات ہے ۔ کہ ان ناشدنی واقعات سے ناواقف کوئی بھی نہیں ۔ سب جانتے ہیں ۔ مگر پرہیز کو کہو ۔ تو کوئی نہیں کر سکتا ۔ کیا رئیس کو جب وہ ترچھے رستہ پر گامزن ہوتا ہے ۔ سمجھانے والا دنیا میں کوئی نہیں ہوتا ؟ ہوتا ہے ۔ اور سمجھانے میں دریغ نہیں کرتا مگر نہیں معلوم ایک ایسا پردہ عقل پر آپڑتا ہے ۔ کہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی تباہ ہونے والا بچ نہیں سکتا ۔

بالآخر قرضہ پر نوبت آگئی ۔ اور جب قرضہ کی نوبت وہاں پہنچی ۔ کہ ڈاڑھی سے مونچھیں

ہم نے اسے بہت خوشی سے ملاحظہ کیا ۔ اور معلوم کیا ۔ کہ ایک اور افسر بھی ہماری فوج پولیس میں ایسا ہے ۔ جو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے پہلو تہی نہیں کرتا ۔ اور رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنیوالا ۔ اور زیادتی و تشدد پولیس سے ان کو محفوظ رکھنے والا ہے ۔ اور اب آپ کو پورے طور سے اجازت دیجاتی ہے ۔ کہ ان معاملات کی بابت باقاعدہ تحقیقات کر کے ثبوت بہم پہنچائیں ۔ نسبت وزیر علی ہیڈ کانسٹبل درجہ دوم ۱۴۲ ہم آپ کی رائے سے اتفاق رکھتے ہیں ۔ اس شخص کو ہم خوب جانتے ہیں ۔ کہ پیشتر گورنمنٹ فوج میں ملازم تھا ۔ اور در حقیقت نامبردہ کی حالت اگر ابتر ہوئی ہے ۔ تو ذاتی بددیانتی سے نہیں ہوئی ۔ بلکہ جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے دیگران کی رہنمائی سے وہ خراب ہوا ہے ۔ لیکن چونکہ اس نے آپ کے پاس سارا حال راست بیان کر دیا ہے اور

بڑھ گئیں۔

ناچ ورنگ کی محفلیں پیسہ نہ ہونے سے بند ہوگئیں۔ شراب نہ ملنے سے نواب صاحب اس قدر تنگ حال ہوئے۔ کہ وجود ٹوٹ رہا ہے۔ جنبائی پر جنبائی آرہی ہے۔ نشہ کی توڑنے توڑ سے وجود توڑ کے چورا کر دیا ہے۔ مگر ہائے شراب نہیں ملتی۔ یہی ملکانہ جو ریاست کی جان تھی۔ اسکے سودے ہونے شروع ہوئے۔ اور ایک دن کرنیل محمد رمضان خانصاحب نے بعینامہ ہاتھ بٹھایا اور تین ہزار بگیہ سو ناسی زمین پچاس ہزار روپیہ کے عوض گویا مفت میں دے ڈالی۔ کوئی پوچھے کونسی ایسی اٹل ضرورت تھی۔ حج کو جا رہے تھے۔ یا کوئی ایسا ننگ و ناموس کی بات آپڑی تھی۔ کہ جس بغیر چھٹکارا نہ تھا۔ بوجہ ناحق شرابخوری۔ عیاشی۔ فضول ولایعنی مصارف۔ حقداروں کے حق برباد کراتے۔ کچھ ہستیوں کو ہزار ہا روپے دینے کیلئے ایسا نقصانِ عظیم برداشت کیا جاتا ہے کہ جس سے آئندہ پشتیں نہایت عزت و توقیر سے بلا منت غیرے گھر بیٹھے امارت و شرافت سے بسر اوقات کرتیں۔ اُسے تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔ خدا ہدایت دے۔ کہ ہیچ قسم کے خانہ بر انداز چمن ہستیاں رئیس گھروں میں اگر پیدا ہوں۔ تو عقل و ہوش و فہم و فراست ساتھ لیکر۔ پشتہا پشت کے بنے بنائے گھر جنہوں کے ہاتھوں برباد ہوئے۔ اُن کا دنیا میں آنا اچھا نہیں۔ وہ گرما گرم محفلیں۔ وہ مئے گلنار کے دور۔ حور وقصور کے جمگھٹے۔ جو پیسہ کی کمی سے چندروزہ سے بند تھے۔ از سرِ نو شروع ہوئے۔ یارِ غار مصنوعی وفادار جھوٹے چہاپتے موجود ہوگئے۔

آئندہ نیک چلنی کا وعدہ کیا ہے۔ اُس کی نسبت جو آپ نے سفارش کی ہے۔ وہ ہم منظور کرتے ہیں بشرطیکہ وہ پورے طور پر آپ کو امداد میں تفتیش میں دیوے۔ اور حضور اسنگھ کی ماموری تھوڑے روز ہوئے حسب درخواست امر کیا سنگھ سب انسپکٹر اس کے پاس ہوچکی ہے۔ فتح محمد ہیڈ کنسٹبل تھانہ ہذا کو بھی ہم تبدیل کرنا نہیں چاہتے۔ اور آپ کو اجازت دیتے ہیں۔ کہ کسی اور کنسٹبل کو جو ہر طرح سے لایق ہوشیار و دیانتدار ہو۔ آپ کسی جگہ سے ترقی دلا کر بجائے پرتاپ سنگھ ہیڈ کنسٹبل سوم اپنے پاس مامور کرانا چاہتے ہوں۔ تو رپورٹ کرو۔ ہم بڑی خوشی سے ترقی دیکر آپکے پاس مامور کرینگے۔ یا اگر اور ہیڈ کنسٹبل سوم کے تبادلہ کی خواہش ہو تو وہ تبدیل کر دیا جاویگا۔ اسیطرح بجائے اللہ بخش۔ خیرالدین۔ رحیم خان و کالا سنگھ کنسٹبلان۔ جن کنسٹبلان

غرض وہی رنگ رلیاں پھر سے شروع۔ افسوس اسامانہ کی جائداد وجاگیرداروں کا انتخاب جیسے دستور کے مطابق کوئی گھرانہ کھاتا۔ تو ہزارہا سال اور کھاتا۔ کھاتا چکھتا۔ جاگیر جلیبی کی تیسی بنی رہتی۔ دنوں کے اندر اُسے یوں چاٹ گئے۔ جیسے یاجوج ماجوج۔ دیمک یا کوئی اور بلائے ناگہانی کسی شئے کو ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ گویا پچاس ہزار روپیہ دنوں میں غائب غلہ ہو گیا۔

میں ان حالات کو لوگوں کی زبانی سنتا۔ افسوس کر کے خاموش ہو رہتا۔ ہر ہمدرد دل کو ایسے واقعات سے لرزہ ہوتا ہے۔ مگر کرے تو کیا کرے۔ بارہا مجھے نواب صاحب کی طرف سے ان رنگ رلیوں میں شامل ہو کر عیش و طرب میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی۔ مگر قدرت نے انسانی شکل و صورت کے اختلاف میں طبائع کو بھی شامل کیا ہے۔ جہاں ہر شخص کی ساخت جدا ہے وہاں طبائع بھی ایک دوسرے سے جدا۔ ایک وہ ہیں۔ کہ چلو تماشہ ہی دیکھیںگے۔ کہہ کر بیچ میں گھس جائیں۔ ایک کسی شریف کی شان و عزت کی بربادی سے متاثر آہ کریں اور پرے ہٹ جائیں۔ کہ خدا ایسا تماشہ بھی نہ دکھائے۔ البتہ دوسرے اہلکار صاحبان۔ انسپکٹر سپرنٹنڈنٹ نائب ناظم صاحب و ناظم صاحبان تشریف لاتے۔ تو بلا چون و چرا لطف صحبت اٹھاتے۔ راتوں دنوں۔ مزے اڑاتے۔ اور تشریف لیجاتے۔ محض ایک واہ کا لفظ گاہ بگاہ نواب صاحب کو صلہ میں ملتا۔ وہ بھی قسمت سے۔ ورنہ آئے۔ کھایا پیا اور رخصت۔

خاکسار راقم نے جب نواب صاحب کی مجالسِ عشرت میں جانے سے عادتاً اور اس

کو آپ لینا چاہیں۔ ہم دینے کو تیار ہیں۔ اور مسمی پرتاپ سنگھ ہیڈ کنسٹبل درجہ سوم تنزل بعہدہ کنسٹبل ہو کر لائن میں مامور کیا گیا۔ اور اللہ بخش کنسٹبل قید کو اڑ گار دکیا گیا۔ خیر الدین ۳۴۰۔ رحیم خان ۳۹۷۔ کاہلا سنگھ ۱۲۰۸ کانسٹبلان تبدیل لائن ہوئے۔

(۱۸) نقل پروانہ از پیشی سید غلام امام صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھوانیگڈھ۔ مورخہ ۱۸ ساون سمت ۱۹۶۴

تھورپناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر سامانہ حیفظ،

چھانگا چپراسی مدعی محکمہ بندوبست تحصیل پٹیالہ بنام دہانا وغیرہ سانسیاں جرم ۲۷۹ تعزیرات ہند۔ پرچہ ۱۲۱ ۔ ۲۹ ہاڑ سمت ۱۹۶۴۔ تھانہ سامانہ۔

خیال سے کہ ایک چنڈال چوکڑی نے غریب شریف خاندانی امیر کو اپنے ہتھکنڈوں میں پھانس کر اُسے برباد کرنے اور ناواجب فوائد سے رئیس کو لوٹنے کی ٹھہرا رکھی ہے ۔ ایسی مجلس میں شرکت کسی پہلو سے مُناسب نہیں ۔ گریز کیا ۔ تو یار لوگوں نے نواب صاحب سے راقم کی سخت بدگوئی کی ۔ کہ وُہ متکبر ہے ۔ مغرور ہے ۔ اپنے آپ کو بہت بڑا عہدہ دار خیال کرتے ہوئے ۔ یہاں آنا اپنی شان کے منافی سمجھتا ہے ۔ وغیرہ ۔ مگر خاکسار کی نیت بالخیر تھی ۔ ان باتوں کو اِس کان سُنا ۔ اُس کان نکال دیا ۔ اور جہاں تک خیال ہے ۔ مصلحت بھی یہی تھی یا قواعد پولیس کی پابندی تھی ۔ یا کج خلقی غرور اور تکبر تھا ۔ غرض کچھ سمجھ لیا جائے ۔ مگر ایک لمحہ کو اِس بزمِ عیش میں شمولیت نہیں کی ۔ پیغام ضرور بار بار آئے ۔ مگر حیلہ بہانہ سے ٹال ہی دیئے ۔

اتفاق کی بات ہے ۔ کہ ایک روز میرا نو دس سالہ لڑکا سکول سے نواب زادہ کے ہمراہ اُن کے قلعہ میں چلا گیا ۔ نواب صاحب نے اِس بچہ کو دیکھ پایا ۔ دریافت فرمایا ۔ کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ نواب زادہ نے بتلایا ۔ کہ یہ لالہ شب چند تھانیدار کا فرزند ہے ۔ نواب صاحب نے اُسے پیار کیا ۔ پاس بٹھلایا ۔ اور آتی دفعہ ایک پونڈ بچہ کو دیا ۔ جب مجھے اِس واقعہ کا علم ہوا ۔ میں نے نہایت عجز انکسار کیساتھ نواب صاحب کا وُہ عطیہ اُن کی خدمت میں واپس بھیجدیا ۔

غالباً روپیہ آمدنی وغیرہ میں کچھ زیادہ کمی محسوس ہوئی ہوگی ۔ کہ کچھ دنوں نواب صاحب

اندریں مقدمہ رپورٹ تمہارے مورخہ ۱۴ ساون سمت ۱۹۶۴ باطلاعِ گرفتاری دو ڈیڑھ سانسیاں بسر حد موضع کھچن وال پیش ہو کر ملاحظہ ہوئی ۔ ہم تمہاری اِس کارگذاری سے بہت خوش ہوئے ہیں ۔ لہذا تم کو لکھی ہے ۔ کہ تا پہنچے حکم اِن سانسیان سے رازجوئی اور مال مشتبہ السرقت شدہ کے شناخت کی کارروائی جاری رکھو ۔ اور روزانہ رپورٹ پیش کرتے رہو ۔

(۱۹) نقل حکم مسٹر جان نیال وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ ۔ (کمپ کسولی)

۲۰ ساون سمت ۱۹۶۴ ۔ ۱۴ اگست ۱۹۰۷ء ۔

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ ۔

اور آپ کی پارٹی نے یہ عمل شروع کر دیا۔ کہ دور دراز شہروں مثلاً بمبئی۔ دہلی۔ کراچی کلکتہ وغیرہ میں جاتے۔ پارٹی میں سے کوئی وزیر اعظم بن بیٹھتا۔ کوئی پرائیویٹ سکرٹری۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ ٹھاٹھ باٹھ اِس قدر شاہانہ ہوتا۔ کہ ہر ایک کو یقین آجاتا۔ کہ واقعی بڑے امیر کبیر نواب ہیں۔ درحقیقت تھے بھی۔ مگر بڑی بڑی فرموں کارخانوں سے بڑی بڑی رقوم کے مال اُدھار لیتے۔ اور چپکے سے سامان آجاتے۔ دکانوں کے باقاعدہ بل وغیرہ آتے۔ مگر ادائیگی قطعاً نہ ہوتی۔ دکاندار تقاضوں سے جب تھک جاتے۔ وصولی کی کوئی صورت نہ پاتے۔ تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے۔ وہاں سے باقاعدہ طلبی کے سمن وغیرہ جاری ہوتے۔ اکثر تھانہ کے ذریعہ تعمیل کیلئے بھی آتے۔ مگر نواب صاحب حاضری عدالت کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے۔ یا کیا حاضر کبھی نہ ہوتے۔ انہیں یہ یقین تھا۔ کہ جاگیر قرق نہیں ہو سکتی۔ خود بھونک چونک کر سمجھ رہینگے۔ اور جو مال واسباب اس طریقہ سے آیا ہوا ہوتا۔ اسے اونے پونے فروخت کر ڈالتے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا۔ کہ وہی مال بجنسہ ممبرانِ پارٹی اور ملازمان میں تقسیم کر دیتے۔ خود بیچاروں نے ایسے مال سے کوئی مفاد حاصل نہیں کیا۔ جس راہ آتا۔ اُسی راہ جاتا۔ البتہ مفت راچہ گفت۔ پر عمل ضرور تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ ایک انگریز کسی انگریزی فرم کا ایجنٹ میرے پاس پہنچا۔ اور مسٹر واربرٹن صاحب انسپکٹر جنرل پٹیالہ پولیس کی تحریر میرے نام اپنے ساتھ لایا۔ جسمیں تحریر

آپکی رپورٹ معروضہ ۱۴ ساون سمت ۱۹۶۴ مطابق ۱۹ جولائی باطلاع حالات گرفتاری ڈیرہ کاہنا وراماں سانسیان خانہ بدوش از سرحد موضع بھن وال ہمارے ملاحظہ سے گذرے۔ یہ دوسرا موقعہ ہم کو آپنے دیا ہے۔ جو آپ کی کارگذاری کی نسبت ہم اپنی خوشنودی ظاہر کریں۔ اگر ہر ایک افسر مہتمم اسٹیشن اسی طرح سے اپنے علاقہ کی نگرانی رکھے۔ اور ہیچوں قسم جرائم پیشہ آوارہ گرد کی گرفتاری عمل میں لاوے۔ تو ہماری دانست میں بعض وارداتات کی کمی ہو جائیگی۔ لیکن بعض افسران مہتمم اسٹیشن بوجہ کاہلیت و رفع تکلیف اور بعض بوجہ طمع نفسانی اپنے فرائض کو ایسے معاملات میں پورے طور پر ادا نہیں کرتے۔ اگرچہ آپنے جمیعت اپنے نزدیک کافی ہمراہ دوش میں لی۔ لیکن ہم کو شبہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اشخاص ان ڈیروں کے مفرور ہو گئے ہیں۔

تھا۔ کہ نواب محمد فیض علی خانصاحب آف ساما نہ کئی ہزار روپیہ کا مال اسباب اِن صاحب سے لے آئے ہیں۔ ہر چند طلب تقاضہ ہوا۔ اِن کا روپیہ ادا نہیں کرتے۔ بہتر ہے تم خود صاحب کے ساتھ نواب صاحب کے ہاں جاؤ۔ انہیں نوابصاحب سے مِلاؤ۔ کیونکہ وہ ہر وقت نشۂ شراب میں مست و مخمور رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کوئی سخت گفتگو کر بیٹھیں۔ اور معاملہ اور کا اور ہو جائے۔

اِس میں گنجائش کلام نہیں۔ کہ دُختِ رز کے شیدائی جو ایکبار اُسے مُنہ لگا لے۔ پھر اِس سے چھٹکارا پانا۔ اِس کے اِمکان میں نہیں رہتا۔ معشوقانِ عیار وش کا عشق جیسے عاشقِ جانباز کی جان کا گاہک ہوتا ہے۔ بلا لقد جان لئے پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ایسے ہی یہ شیشہ کی پری لبوں سے تب ہی پرے ہوتی ہے۔ جب رُوح و تن ایک دُوسرے سے پرے پرے ہو جائیں۔

نواب صاحب کی نوابی شراب خانہ خراب کی بھینٹ ہو چکی تھی۔ مال و دولت سب کی شراب پی جا چکی تھی۔ یا یارانِ سر پل دغا و فریب سے لوٹ لئے گئے تھے۔ اب گذر اوقات کیلئے اُوپر ذکر کئے گئے اعمال ہوتے تھے۔

مَیں نے مسٹر وار برٹن صاحب کے مرسلہ صاحب کو ساتھ لے کر قلعہ کا راستہ لیا۔ باوجودیکہ قریباً دو سال سے مَیں سامانہ میں رہتا تھا۔ مگر نوابصاحب کے قلعہ میں جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ مَیں قلعہ میں پاؤں دھرتا ہوں۔ ہاں نوابصاحب کے حالات اور قلعہ میں جو

اِلّا اِس میں شک نہیں ہے۔ کہ اِن کا مال و زیورات و نقدی آپ کو پُورا حاصل نہیں ہوا۔ یہ لوگ اکثر ایسے مال کو جائے قیام سے کسی قدر فاصلے پہ مدفون رکھتے ہیں۔ اور بر وقت سفر بر آمد کر کے ایک یا دو آدمی ڈیرہ سے علیحدہ ہو کر روانہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ حکمت عملی کر کے ایک دو نمبر دارانِ معتبر کو درمیان میں ڈالکر اُن کی مستورات وغیرہ سے ظاہر کریں۔ اور اُن کو اطمینان دِلادیں۔ کہ اگر وہ کوئی معقول رقم آپ کو دیں تو اُن کی عقب گذاری ہو جائیگی۔ تو کچھ عجب نہیں ہے۔ کہ دو تین سو روپیہ دینے پہ آمادہ ہو جائیں۔ اور دے بھی دیں۔ اور آپ اس روپیہ کو پیش کر دیں۔ بعد پتہ لینے اِس امر کے کہ کسطرح سے بہم پہنچایا ہے۔ اِن لوگوں کے پاس روپیہ بہت ہوتا ہے۔ کیونکہ اِس قدر مویشی اور اِس قدر کثرت سے اشخاص کا گذارہ

جو کچھ ہو رہا تھا۔ اس سے میں سولہ آنہ واقف تھا۔ مجھے بخوبی معلوم تھا۔ کہ امارت۔ نوابی قطعاً رخصت ہو چکی ہے۔ افلاس اور تنگدستی نے اِن کی جگہ لے لی ہے۔ زیورات بکتے بکتے بک گئے۔ اب کپڑوں کی فروخت جاری ہے۔ وہ باورچیخانہ جہاں ہر دم پلاؤ۔ قورمے۔ بریانی۔ شیرمال۔ ایسے مرغن مال تیار ہوتے رہتے۔ وہاں کبھی کبھی وقت چولھا بھی گرم نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے۔ تو معمولی دال چپاتی کا سامان بھی سخت جدوجہد سے ہوتا ہے۔ جہاں دن رات کھانے اڑانے والوں کے شمار مشکل تھے۔ وہاں چوبیس گھنٹوں میں شاید کسی وقت کوئی بھولی بھٹکی انسانی شکل دکھائی دے جاتی تھی۔ لوگ آئیں تو کیوں آئیں۔ آخر کوئی کام کوئی مطلب بھی تو ہو۔ جہاں مالک مکان ہی کو خورونوش میسّر نہیں۔ دوسرا کوئی بھوکوں مرنے کیوں آئے۔ بالکل سچ ہے

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ اندھیرے میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

بعینہٖ یہی حالت اب اُن نواب صاحب کی تھی۔ جن کے مصاحب ایڈی سی۔ حاشیہ نشین دوست احباب۔ یارغار طرح طرح کے لوگوں کے جھمیلے تھے۔ اور خلوت وجلوت میں مثالِ سایہ اُن کا پیچھا نہ چھوڑتے۔ شب و روز پروانہ وار گرد شمع گھومتے۔ اب نواب صاحب ہیں۔ تنہا۔ دوسرے کی شکل خواب میں دیکھنے کو نصیب نہ تھی۔ اور جن لوگوں نے ہزاروں کا فائدہ اٹھایا تھا۔ نہ محض دشمن ہوئے۔ بلکہ جو بات ناواجب ہوتی۔ اُسے نواب صاحب سے منسوب کرتے کہتے۔

گدائی پر ہونا غیر ممکن ہے۔ اب خیال کرنا چاہئے۔ کہ چودہ ۱۴ مستورات اور بارہ ۱۲ بچگان اور سترہ ۱۷ مرد کل جمیعت ۴۳ نفر ہے۔ اگر ایک آنہ یومیہ کی اوسط خرچ خوراک اِن کی قایم کی جائے۔ تو ۴۳ آنہ یعنی عہ یومیہ کا خرچ قایم ہوتا ہے۔ ماورائے ازیں ۲۰ کتے۔ ۵ گدھے۔ دو اونٹ۔ ۸۰ بکریاں۔ ۱۶۱ بھیڑیں۔ ان کا خرچ خوراک اور چرائی وغیرہ علیحدہ ہے۔ بہرحال جہاں تک ہو سکے پتہ لگایا جائے۔ کہ انہوں نے اپنا نقدی و زیورات وغیرہ کہاں رکھا ہوا ہے۔ آپ کی رپورٹ کے حوالہ سے روبکار بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کرنگڈھ ارسال ہو کر تحریر کیا گیا ہے۔ کہ اب اُمید ہے۔ کہ عطا محمد انسپکٹر صاحب مقدمات زنا وغیرہ کی تفتیش سے فارغ ہو گئے ہونگے۔ تو اُن کو خاص طور پر اِن سانسیان کی تفتیش کیواسطے مامور کیا جائے۔ اگر ممکن ہو۔ تو ایک آدھ کو اُس میں سے

ہرچند اِس بھلے آدمی کو روکا۔ منع کیا۔ سمجھایا۔ کہ جو کام آپ کر رہے ہیں۔ رئیسوں کے نہیں مگر نواب صاحب تھے۔ کہ جو مغز میں سما گئی۔ لاکھ سر مارا نہ مانے۔ پاس والوں کا یہی حق ہوتا ہے۔ کہ اچھے بُرے میں تمیز کر کے رئیس کو خبردار کرے۔ ہرچند زور مارا۔ مگر یہ نہ مانے۔ پر نہ مانے تھک کر بیزار ہو گئے۔ اور جب زیادہ جاتا دیکھا۔ کنارہ کیا۔ جاؤ اپنا سر کھاؤ۔ غرض حوالی موالی اور مصاحبین نے نواب صاحب ہی کو مطعون کرنا شروع کیا۔ پاس کوئی نہ پھٹکتا دُور ہی سے نواب صاحب ہی کو کوستے۔ کیا کرایا کلّھم اُن کے سر تھوپتے۔ ایک شور مچا۔ قرضوں کی ادائگی مطلق نہ ہوئی۔ قرضخواہوں کی پکار بیکار نہ گئی۔ کرنال والی جاگیر کی آمدنی رُک گئی۔ اب پیسہ کہاں۔ یار و آشنا جانی دشمن ہو گئے۔ حتیٰ کہ نواب صاحب بیچارے آفت کے مارے کرنال والی جاگیر کی واگذاری کی پیروی میں کرنال گئے۔ مصاحبین کی پارٹی نے تعاقب کیا۔ جن لوگوں کے پاس قرضہ کے سلسلہ میں نواب کی گرفتاری کے وارنٹ تھے۔ اُن سے گٹھ گئے۔ اور ایسے وقت پر مخالفین کو اطلاع دی۔ کہ یہ اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ کر سکیں۔ بیچارے گرفتار ہو گئے۔ ہا! دُنیا والو۔ امیرو۔ روپیہ پیسہ۔ عزت حکومت جاہ و مرتبت والو۔ دُنیا کے مال و دولت پر مت اتراؤ۔ مغرور نہ ہو جاؤ۔ یہ مت سمجھو۔ کہ دُنیا کی کوئی شئے۔ تمہاری ذاتی ایسی ملکیت ہے۔ کہ وہ دائمی تمہارے قبضہ میں رہیگی۔ نہیں۔ مال و منال ہنڈتی پھرتی چھاؤں ہے۔ یا لعقباں بازاری کی ہم پلّہ کوئی شئے جو آج تمہاری

گواہ سرکاری بنا کر کل حالات ارتکاب جرم جو اِن ہر دو ڈیرہ کے ملزمان نے کئے ہوں پتہ لگایا جائے۔ اور انسپکٹر منوّر حسین صاحب کو بھی بذریعہ پروانہ تحریر ہوا ہے۔ کہ آپ بھی اِن ہر دو گروہ اقوام جرائم پیشہ گرفتار شدہ کی جانب متوجہ ہوں۔ شاید منجملہ مقدمات وقوعہ لائین ریلوے کوئی شئے مسروقہ ان کے پاس سے گرفتار ہوئی ہو۔ شناخت میں آجائے۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ کو یہ بھی تاکیداً تحریر کیا گیا ہے کہ لالہ شب چند سب انسپکٹر نے اِس معاملہ میں اچھا کام کیا ہے۔ لیکن اُس کو انتظام تعمیر تھانہ سامانہ سے علیحدہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ اگر انسپکٹر عطا محمد صاحب کو مطلقاً فرصت نہ ہو۔ تو معرفت انسپکٹر منوّر حسین صاحب اِس گروہ کی نسبت کارروائی کی جاوے۔ کیونکہ ہیر اسنگھ ہیڈ کنسٹبل اُن کے ہی صیغہ کا اِس گروہ

ہے۔ ابھی کسی اور کی۔ بادشاہ کی بادشاہی جو دُنیا میں سب سے بڑی شے ہے۔ اِسے جاتے ہُوئے لمحہ نہیں لگتا۔ خود انسان کے مِنٹ کا ہے۔ غرض دُنیا کی کسی شئے کو بھی بقا نہیں۔ نادان ہے۔ جو اِس پہ تکیہ کرتا۔ فرعون بن بیٹھتا ہے۔ عقلمند وُہ ہے۔ جو ہر لمحہ خوفِ ایشور پر ماتما سے کانپتا۔ اور کسی کا بیجا دل نہیں دُکھاتا۔

نواب صاحب کے یاروں نے نواب صاحب کی گرفتاری و عدم موجُودگی سے فایدہ اُٹھایا۔ کہ اُن کے پیچھے اُن کی چوپہیہ و دُو اسپہ گاڑی کوچوان سے جبراً کھوس لیگئے۔ اور گھوڑا کہیں گاڑی کہیں۔ مختلف خریداروں کے پاس کھرے کھرے بیچ کر کے کھرے کئے۔ اور چلتے بنے۔ امانت سُلطان بیگم زوجہ نواب صاحب نے جو اُن سے ہو سکا۔ واویلا کیا۔ تھانہ میں رپٹ رپوٹ کی۔ مگر وہاں اِس پارٹی کا رسُوخ رُعب داب میل ملاپ سب کچھ تھا۔ نواب صاحب کی خوش طالعی کا اثر کہ اتفاق سے تیں بھی سامانہ میں موجُود نہ تھا۔ سپشل ڈیوٹی پر پٹیالہ تھا۔ اہلِ تھانہ نے اِس مغلوک و مقہور خاندان کی ایک نہ سُنی۔ بلکہ اِن غاصب لوگوں کی فرعونیت کی پرواکی۔ نتیجہ یہ کہ نہ کوئی پُرسش ہُوئی۔ نہ مقدمہ چلا۔ بات وہیں کی وہیں رہی۔

عبرت! نواب صاحب کی کسمپرسی قابلِ صد عبرت ہے۔ اتنے بڑے رئیس اور حالت یہ۔ کہ دِن دہاڑے اُن کا مال لُوٹ لیگئے۔ اور کوئی بازپُرس اسلئے نہ ہو۔ کہ یہ اُن کا مال ہے ورنہ ادنیٰ سے ادنیٰ ذلیل سے ذلیل انسان کا ناحق ایک پائی کا مال کوئی چھینجائے۔ اور

کے متعاقب آیا۔ اور ناکامیاب واپس چلاگیا۔ اور نیز روبکار بجدست لالہ شب سنداس صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرلِ تحریر ہوا ہے۔ کہ بذریعہ احکامِ تاکیدی بہ تسلسل احکامِ سابق صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس و سب انسپکٹران تھانہ جات کو تحریر کریں۔ کہ احکامِ سالبقہ جو اِس بارے میں جاری ہُوئے ہیں۔ اُن کی تعمیل پورے طور سے کریں۔ اور جب اطلاع کسی گروہ خانہ بدوش آوارہ گرد کی وارد ہونیکی کسی افسر پولیس کو ملے تو بجائے اُس کے کہ تنِ تنہا ڈیرہ کی پڑتال کرے۔ جیسا کہ چند واقعات ہمچوں قسم سماعت میں آچکے ہیں۔ جن میں کہ ملازمانِ مذکور کو ناکامیابی ہُوئی۔ اوّل تو بامدادِ افسر مہتمم سٹیشن بہ جمعیت زمینداران بہ تعداد کافی ڈیرہ کا محاصرہ لیو پیشنے۔ یعنی ۵ بجے صبح عمل میں لایا جائے۔ اور مردمانِ دوش کے ہمراہ چند نفر

کوئی نہ پوچھے کیسے ممکن ہے۔

اِس واقعہ کو ایک مہینہ گذرا ہوگا۔ کہ راقم کتاب ڈیوٹی سے فراغت پاکر اپنی اصلی ڈیوٹی پر سامانہ پہنچا۔ اور یہ تمام حالات میری سماعت میں آئے۔ تمام حالات سے کما حقہ واقفیت حاصل کی۔ تو دل نے محسوس کیا۔ کہ کیسی ناواجب بات ہے۔ اتنا اندھیر۔ یہ بے خوفی و زبردستی۔ پولیس نے بھی کامل پہلوتہی کی۔ اپنے فرائض کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ ایسے لوگوں کی البتہ حوصلہ افزائی ضرور ہے۔ کل کو اگر وہ کوئی اور بیجا زبردستی کریں تو کر سکتے ہیں۔ نظرِ بحالات مَیں نے تمام وکمال واقعات کی ایک رپورٹ مسٹر وار برٹن صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ خدا لگتی اور بات ہے۔ قانون کچھ اور۔ مگر نیک نیتی سے بلا کسی طمع ولالچ کے اگر ایک وقت قانون کے خلاف بھی ہو جائے۔ تو کچھ بیجا نہیں۔ ظالم کو اُس کے ظلم اور مظلوم بیکس کی حق رسی عین درست ہو جائے۔ تو قانون کی کوئی توہین نہیں۔ حقیقت بھی آخر کوئی شے ہے۔ جہانتک خوفِ خدا و نیک نیتی سے تعلق ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ قانون کو بھی اُس کے آگے سرنگوں ہونا ہوگا۔ یعنی جھکنا پڑیگا۔ میری رپورٹ مسٹر وار برٹن کے ملاحظہ سے گذرنے کی دیر تھی۔ کہ موصوف نے فوراً حکم صادر فرمایا۔ کہ ایسے مردم آزار خطرناک گروہ کی جہانتک قانون میں گنجائش ہے۔ فوراً ہی گوشمالی نہایت ضروری ہے۔ مقدمہ باقاعدہ مرتب کیا جائے اور اِس گروہ کو گرفتار کیا جائے۔ راقم نے زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند کارروائی شروع کی۔

اسپ سوار بھی ہونے چاہئیں۔ تاکہ بھاگتے ہوئے سانسیاں کو تعاقب کرکے گرفتار کریں۔ آپ کو اس حکم سے اطلاع دیجاتی ہے۔

(۲۰) نقل حکم مسٹر وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ کیمپ کسولی۔

۲۴ ر بھادوں سمت ۱۹۶۴ بکرم۔

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

آپ کی تین قطعہ رپورٹ مسعودہ ۸ ر و ۹ ر و ۲۹ ر اگست سمت ۱۹۰۷ء در بارہ ترقی محمد بخش کانسٹبل ۱۶۸۲ء بجائے پرتاپ سنگھ ہیڈ سوم تنزل شدہ۔ و ترقی دولت رام کانسٹبل رشتہ دار خود و ماموری ہرت سنگھ

مقدمہ رجسٹر کرایا - گاڑی برآمد کرائی - ایک گھوڑا فروخت شدہ ڈھونڈ نکالا - مگر ایک گھوڑے کی جو مر چکا تھا - کھال برآمد ہوئی -

تکمیل ابھی باقی تھی - کہ وہ لوگ سزا کے خوف سے لگے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے اور پیش تو نہ گئی - مگر یہ قدرتی بات ہے - کہ عیاش آدمی موم کی ناک یا رحیم مزاج ضرور ہوتے ہیں - جہاں چار آدمیوں نے گھیرا - جدھر چاہا پھیرا - نواب صاحب کے پیچھے لگ گئے - اور باہمی رضامندی صُلح صفائی کر لی - مقدمہ داخل دفتر ہوا -

ہاں - نواب صاحب جب کرنال سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر سامانہ میں وارد ہوئے - چند روز خاموش رہے - مگر ع

چھٹتی نہیں ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

آخر پُرزے پُرزے جھاڑے - کمی تھی تو روپیہ کی - نواب صاحب خاموش کیسے بیٹھ جاتے - بیچی ملکانہ وغیرہ پر مزید قرضہ حاصل کیا - وُہی مجلسیں - وُہی محفلیں - دورِ شراب چلنے لگے - ایک روز کا واقعہ ہے - مجلسِ عیش و نشاط گرم تھی - کہ کسی نے ایک محبوبہ کی یاد دلا دی - پھر کیا تھا - حکم ہوا - جاؤ اُس قتالۂ عالم کو محفل میں لاؤ - ورنہ تمام رنگ ہی پھیکا رہیگا - مُصاحبوں نے تعمیل حکم کی - اور مسماۃ بھولی زوجہ خدابخش ماہی گیر کو بلانے کیلئے ایک خادمہ کی نوکری بولی گئی - خادمہ تھی ہوشیار وہ گئی - اور خدا جانے اُسے کیا سبز باغ

ہیڈ کنسٹبل دعلی حسن ورپرسرام و محمد حسین کنسٹبلان تھانہ سامانہ بحوالہ پروانہ اجلاس اینجانب ۲۷۷ رقمزدہ ۵ ساون سمت ۱۹۶۴ - ۲۰ جولائی آج سماعت کی گئیں -

(۱) جو سفارش واسطے ترقی مسمی محمد بخش کنسٹبل ۶۸۲ آپ نے کی وہ نہایت پسندیدہ ہے اور اس سفارش سے آپ کی لیاقت اور اچھے خیالات کا اثر بہت کچھ ہمارے دل پر ہوا - ہم کو کسی قدر شاید یاد پڑتا ہے - کہ کہ یا تو یہی محمد بخش یا کوئی اور شخص - لیکن غالباً یہی - کہ محمد بخش جو بذمرۂ چوکیداران ملازم تھا - بہ لحاظ اِس کی کارکردگی سالہا سال بحیثیت مُہرری پیش ہو کر بذمرۂ کنسٹبلان - باوجودیکہ عُمر میں زیادہ تھا - ہم نے بھرتی کر لیا تھا - لیکن خواہ وہ شخص ہو یا نہ ہو اِلّا ایسی مستحکم سفارش کو ہم قابلِ وقعت سمجھتے ہیں اِسلئے محمد بخش

دکھائے۔ کیا لالچ دیا۔ کہ وُہ کہنے میں آکر نواب صاحب کے قلعہ میں داخل ہوگئی۔ چنانچہ اُسے شراب پینے پر مجبور کیا گیا۔ جو پینی پڑی۔ اور جب وُہ نشہ شراب میں اپنے ہوش حواس سے بیگانہ ہُوئی۔ تو خود جو جی میں آیا کیا۔ اوروں کو بھی اجازت دیگئی۔ کہ جو چاہے۔ مُنہ کالا کرے۔ اسکے بعد اُسے گھر کا راستہ تبلا دیا۔ اُس نے نالش کی۔ کہ اُس سے زنا بالجبر کیا گیا ہے۔ رپٹ تھانہ میں دینے پر راقم کتاب نے مستغیثہ کو معائینہ ڈاکٹری کیلئے زنانہ ہسپتال پٹیالہ میں بھیجا۔ تصدیق پر نواب صاحب اور پارٹی کا باقاعدہ چالان عدالت میں زیر دفعہ ۳۷۶ کیا گیا۔ مقدمہ ابھی ابتدائی مرحلہ پر تھا۔ کہ نواب صاحب کے پیٹ میں چُوہے چھُوٹ گئے۔ انہیں چین کہاں۔ بیچارے بُری طرح مارے مارے پھرے۔ مسماۃ مذکورہ اور اس کے وارثوں کی بیحد خوشامد درآمد کی۔ اور بہت سا روپیہ صرف کو دیا۔ تب خُدا خُدا کرکے جان چھُوٹی۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ غرض ایسے ایسے افعال شنیعہ نہیں معلُوم خود اُن سے سرزد ہوتے یا پارٹی کی انگیخت سے بدعملیاں عمل میں آتی۔ مگر ہاں اکثر ہمچنیں قسم کی باتیں نواب صاحب کے گلے منڈھی جائیں۔ جان بچ جاتی۔ روپیہ کا خُون بے تحاشا ہو جاتا۔ یُونہی کرتے دھرتے نواب صاحب ابھی جوانی کے عالم میں تھے۔ کہ پیغام اجل آپہنچا۔ اور بیچارے اگلے جہان کو سدھار گئے۔ عبرت کیلئے مذکورہ واقعات دنیا میں چھوڑ گئے۔

رُوسا و امراء کو ایسے ناواجب اعمال زیب نہیں دیتے۔ خُدا۔ دولت۔ حشمت۔ عزت بخشے۔

کانسٹبل بجائے پرتاپ سنگھ از ابتدائے یکم اسوج سمت ۱۹۹۲ ترقی یاب کیا گیا ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ اگر بالاتفاق ہمارے بخیری میں یہ اسامی پرتاپ سنگھ کی کسی اور کو دیگئی ہو تو وُہ حکم منسُوخ سمجھا جائے۔ اور یہ محمد بخش ترقیاب کیا جائے۔ خواہ اس ترقی کی منظوری ہم سے ہی حاصل کی گئی ہو۔ کیونکہ ہم نے اس اسامی کو خصوصیت سے اسی سبب سے خالی رکھا تھا۔ کہ آپ کی مرضی کے مُطابق اور آپ کے انتخاب کے بموجب ترقی دینگے۔

(۲) بابتہ ترقی دولت رام کنسٹبل جو آپ کا رشتہ دار ہے۔ اِس کی درخواست بذریعہ رپورٹ آپکے بہ درخواست بھرتی کئے جانے بزمرہ کنسٹبلان اول ہمارے اجلاس میں کچھ عرصہ ہُوا پیش ہُوئی تھی۔ لیکن اس پر کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اب معلوم ہُوا ہے۔ کہ آپنے اسکو در روئے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کرگڈھ پیش

حکومت بخشے۔ تو نہایت ہوشمندی سے پھونک پھونک قدم رکھو۔ نیک کام کرو۔ روپیہ کسی اچھے کام پر لگاؤ۔ کہ نیک نام باقی رہے۔ موت سب کے لئے ہے۔ امیر غریب سب کے لئے یہ منزل یکساں ہے۔ وہاں تن تنہا جانا ہے۔ روپیہ۔ عزیز اقارب۔ دوست آشنا۔ مائی باپ۔ بھائی برادر سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ صرف عمل ساتھ جاتے ہیں۔ اور یہ معمولی بات ہے۔ کہ جس کے پاس کھرا روپیہ ہے۔ اسے اثنائے منزل میں کوئی دقت یا روک نہیں۔ روپیہ دیا ٹکٹ لیا۔ اور جس کے پاس بد اعمال کے کھوٹے دام ہیں۔ اسے ہر جگہ دھکے کھانے ہونگے۔

کرتا نہیں غربت میں کوئی آکے مدد تک — گر ساتھ گیا بھی تو کوئی قبر کی حد تک
پھر آتے ہیں دیتے ہوئے پہنچا کے لحد تک — اس خانۂ تاریک میں تنہائی ابد تک

نے دوست نہ احباب نہ ہم بزم گئے ہیں
تنہا یونہی شاہانِ اولوالعزم گئے ہیں

مقام شکر ہے۔ کہ نواب صاحب مرحوم و مغفور کے بعد آپکے جانشین نواب ممتاز علیخاں صاحب جو اس وقت ابھی سنہ بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ جاگیر کا کام نہایت عمدہ قابلِ اطمینان حالت میں چلا رہے ہیں۔ نواب صاحب نہایت ہوشیار۔ عقلمند اور ہونہار ہیں۔ آپ نے قابلیت۔ لیاقت سے کام سنبھال لیا ہے۔

کر کے بذمرۂ کانسٹبلان درجہ سوم بمشاہرہ آٹھ روپیہ ہوا بھرتی کرا لیا ہے۔ لیکن ایسے خاندانی اور خواندہ پاس شدہ امیدوار کو تم ضرور بذمرۂ کانسٹبلان درجہ اوّل بھرتی کرتے۔ لہذا اب آپ کی درخواست کو منظور کیا جا کر حکم دیا گیا ہے۔ کہ اس دولت رام کو کانسٹبل درجہ اوّل کی جگہ دیجا کر دس روپیہ ماہوار تنخواہ دیجاوے۔ اور بغرض حصول تعلیم قانون اور قواعد داخل ٹریننگ سکول کیا جائے۔

۲۔ بہ منظوری آپکی رپورٹ معروضہ ۴ ربھادوں سمت ۱۹۶۴ حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہردت سنگھ ہیڈ دوم کو جو امتحان ٹریننگ سکول سال ہذا میں بہ نمبر اوّل پاس ہوا ہے۔ بغرض امداد کارِ تفتیش و دیگر ضروریاتِ سرکاری تھانہ سامانہ میں فوراً مامور کیا جائے۔ اور علی حسن کانسٹبل تھانہ دڑبہ سے پرسرام ۲۴

تھانہ سامانہ میں تین سالہ خدمات

سوا تین سال راقم حالات تھانہ سامانہ میں مامور رہا۔ اِس عرصۂ تعیناتی میں اپنی خدماتِ مفوضہ کو حتی الوسع نہایت فرض شناسی۔ محنت اور ایمانداری سے انجام دیتا رہا۔ نہ صرف باشندگان متعلقہ تھانہ کو خوش رکھا۔ بلکہ اپنا شیدائی بنا لیا اور افسران سے انتہائی آفرین و تحسین حاصل کی۔ اور نہ صرف انسدادِ واردات پر صبر کیا۔ بلکہ ہر قسم کے اہم اور پیچیدہ مقدمات میں سراغرسانی اور جانفشانی اِس درجہ تک کی۔ کہ جو لوگ ایسے کام کر گذرتے۔ ان کا ایسا پیچھا لیا جاتا۔ کہ جب تک وہ اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچ جاتے۔ مجھ سے رہائی نہ پاتے۔ بدمعاشوں۔ بدکاروں۔ غنڈوں۔ بدعملوں کو تا وقتیکہ وہ قانونی شکنجہ میں جکڑے نہ لئے جاویں۔ پیچھا کیوں چھوڑا جاتا۔ شریف۔ غریب۔ امن پسند رعایائے سرکار دولت مدار کی حفاظت ایسی اور اِس درجہ کی جاتی ہے۔ کہ وہ مطلقاً بے فکر ہو جاتے۔ ہر شخص کی جان اور اُسکے مال کی ایسی نگہداشت کی جاتی۔ کہ جیسے ہر انسان اپنے مال اور جان کی کرتا ہے۔

خدماتِ سرکار نہایت محنت۔ مشقت۔ نیک نیتی سے کرنے کا نتیجہ تھا۔ کہ نہ صرف تھانہ سامانہ ہی کی واردات کا انسداد راقم کے فرائض میں داخل تھا۔ بلکہ اکثر اوقات تھانہ جات ملحقہ مثلاً بھوانی گڈھ۔ چوہڑ پور۔ وڑبہ۔ وغیرہ کے زیادہ سنگین اور زیادہ پیچیدہ مقدمات کی سُراغرسانی وغیرہ میرے ہی سپرد ہوا کرتی تھی۔ اور میں اپنی بساط کے

و محمد حسین ڈویژن نمبر ۳ پٹیالہ سے بہت جلد تھانہ سامانہ میں بجائے کاہلا سنگھ۔ خیر الدین۔ الٰہ بخش متبدلہ لائن تبدیل کئے جائیں۔ اِس بارہ میں احکام ضروری جاری کئے گئے ہیں۔ بذریعہ پروانہ ہذا اِس حکم سے آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔

(۲۱) نقل پروانہ میر احمد حسن صاحب مجسٹریٹ مسکرات آبکاری۔ مورخہ ۱۲ ساون سمت ۱۹۶۵۔

سرکار۔ بذریعہ بدھ سنگھ ٹھیکیدار بنام گنڈا ولد بھولا قوم جٹ سکنہ سندور

شراب۔ گانجہ باس۔ مدعی تھانہ سنور۔

جرم دفعہ ۱۲۔ قانون آبکاری۔ فائل نمبر ۳۔ وقوعہ ۵ ہاڑ سمت ۱۹۶۵ بکرم

مطابق نہایت سرگرمی سے اُن لپٹ جاتا۔ ایشور پرماتما کی یہ عنایت تھی۔ کہ عموماً میں ہر جگہ کامیابی حاصل کرتا۔ اور مقدمات نکل ہی آیا کرتے۔ اکثر ایسے مقدمات جن میں مجھ سے دیرینہ ملازم مجھ سے زیادہ تجربہ کار۔ مجھ سے بہر حال قابل افسران مدتوں سر کھپا کر ناکامی دکھلا چکے ہوتے۔ اور وہ میرے سپرد کر دیئے جاتے۔ جہاں معاملہ ہاتھ میں لیا۔ اور اس مالکِ کل کا نام لیکر کام شروع کیا۔ فوراً سامانِ تکمیل فراہم ہو جاتے۔ اور مقدمہ تکمیل کو پہنچ جاتا۔ ان حالات پر اکثر اصحاب حیرت و استعجاب کا اظہار فرماتے۔ اس حیرت ناک سُراغرسانی کی نسبت طرزِ زندگی ایک علیحدہ کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔

وداعی جلسہ دعوت

تین سال تین ماہ کا عرصہ سامانہ میں بسر کرکے راقم الحروف کا تبادلہ ہو گیا۔ اور راقم کو انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پٹیالہ نے اپنی پیشی کیلئے منتخب فرمایا۔ اہلِ سامانہ نے بلا تفریق امیر و غریب و مذہب و ملت میرے تبادلہ کو محسوس کیا۔

آخر جب میں وہاں سے روانہ ہونے والا تھا۔ تمام باشندگان ایک جلسہ کی صورت میں ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور جو صاحبان تعلیمیافتہ قابل تھے۔ انہوں نے نہایت تشریح و توضیح سے میری خدمات کا اعتراف کیا۔ اور نہایت پُر زور پیرایہ سے میری سہ سالہ خدمات کو سراہا۔ جس کیلئے مَیں ان صاحبان کا خصوصاً اور جو خلوص محبت سے جلسہ میں

بہ ثبوت جرم نسبت ملزم پچاس روپیہ جرمانہ تجویز کیا جا کر منجملہ زر جرمانہ کے تمہارے واسطے دس روپیہ انعام رکھا جا کر روبکار بتوسل محکمہ سپرنٹنڈنٹی مسکرات بمراد منظوری عطائے انعام اجلاس معدلت اساس میں پیش کیا گیا ہے۔ اور بجلدوئے حُسن کارگذاری یہ پروانہ خوشنودیٔ مزاج تم کو دیا جاتا ہے اس پروانہ کو بطور سند تم اپنے پاس رکھو۔

(۲۲) نقل پروانہ مسٹر جانپال وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

مورخہ ۲۷ ربیع سمت ۱۹۶۵۔

تہور پناہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

شریک ہوئے تھے۔ عموماً تہِ دل سے شکر گذار ہوں ۵

مرواداری دیکھی یہی تاکید کرتی ہے   کہ وسب سے محبت خوبیوں کا یہ خزانہ ہے
ہو لفظِ بشر کی بے مدار جس سے شر نکلے   شرافت ہی سے یہ انسان مشہورِ زمانہ ہے

تھانہ کوہِ دہرمسور میں تبادلہ

اس کے بعد ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۶۸ کو حکم ہوا۔ کہ تھانہ دہرم پور کا چارج لیلو۔ دہرم پور کے تھانہ میں حاضر ہو گیا۔ یہاں نو ماہ رہا۔ مشہور بات ہے۔ پہاڑی۔ غریب۔ شریف۔ چلن اور بھلے لوگ ہوتے ہیں۔ چوری چکاری۔ بدمعاشی سے نفرت۔ رحم کے پتلے۔ اس قدر عرصہ میں اس تھانہ میں کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ جو قابلِ اندراجِ حالات ہو۔ اسلئے یہاں کام بہت کم رہا۔ البتہ ایک بات قابلِ ذکر ہے۔

وہاں کے ملازمانِ پولیس بالعموم مبتلائے مرضِ آتشک تھے۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ پہاڑی آدمی جس قدر بھلے ہیں۔ عورتیں اُن کا بدل ہیں۔ اور دیس سے ملازمان جو پہاڑ میں تبدیل ہو کر پہنچ جاتے ہیں۔ وہ بظاہر پہاڑی خوبصورتی۔ نمائشی حسن صورت پر فریفتہ ہو کر اپنی چنگی بھلی صحت کو آتشک کی بھٹی میں جھونک دیتے ہیں۔ اور پھر تمام عمر نیم کی ٹہنی سے مکھیاں اڑاتے ہیں۔

یہ تمام بد چلنی کے نتائج ہیں۔ اپنا حق چھوڑ دوسروں کے حق پر دست درازی کرنے

کاغذات بعرض سوندھا۔ برکت۔ مراد۔ کنسٹبلان تھانہ سامانہ برخاست شدہ۔ جن پر معروضات کر بلا وجہ ہماری برخاستگی ہوئی ہے۔ تفتیش کردہ پیر عطا محمد صاحب انسپکٹر بذریعہ ریمارک میر غلام امام صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کرم گڈھ پیش ہو کر ملاحظہ میں آئے۔ ہم مجبوراً سرسری اور غیر تشفی بخش کارروائی میر غلام امام صاحب سپرنٹنڈنٹ کرم گڈھ پر اپنا نہایت افسوس ظاہر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کیا معنی کہ صاحب موصوف کو غالباً ان ہرسہ کانسٹبلان۔ برکت۔ سوندھا۔ مراد بخش سے ذاتی واقفیت بوجہ ماموری خود بر در عرصہ دراز بضلع کرم گڈھ ہو گی۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ ان کی ہی منظوری سے ان کانسٹبلان کی مکرر ماموری قصبہ سامانہ میں ہوئی ہو بتحقیق نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ کاغذات جنکی

اور اُس کا خمیازہ نہ بھگتیں گے

کرد کہ نہ یافت!

پہاڑ میں رہتے ہوئے ڈبی مزے میں رہتا ہے۔ جو نیک چلن رہے۔ عملہ بھر میں ایک کنسٹبل جوان نواب علی نامی تھا۔ جو ملیت کا بھی نواب تھا۔ نہ حُسن و خوبی پر اسکی رال ٹپکی۔ نہ اُسکی صحت کو کچھ ضرر پہنچا۔ چنانچہ جب آے ہر حال میں قانع وصابر پایا۔ سرٹیفکیٹ دیا۔ جس میں اُس کی واقعی صفات کا ذکر کر دیا۔ یونتوہ

درندے بھی ضعیفی میں شرافت سیکھ جاتے ہیں

مزا جب ہے اگر عابد بنے تو نوجوان ہو کر

تھانہ تلونڈی سابو میں تبادلہ

۹ پھاگن سمت ۱۹۶۸ کو دھرم پور سے تلونڈی سابو کو تبادلہ ہو گیا۔ کہاں پہاڑ کی دلفریب سبزی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور کہاں جنگل کا خشک بے گیاہ علاقہ۔ ٹھنڈ سے یکدم گرمی میں آنے سے میں بیمار ہو گیا۔ یہ تھانہ ٹھیٹھ جنگل میں واقع ہے۔ جہاں قتل کی وارداتیں بکثرت ہوتی ہیں۔ جس قدر سنگین وارداتیں ہوئیں۔ اُسی قدر تیزی و تندی سے اس کی تفتیش کی عموماً کامیابی حاصل ہوتی رہی۔ جس سے افسر ان بالادست نہایت خوش رہے۔

رشوت سے ہمنے پڑتال کی تھی۔ موجود نہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ میر غلام امام صاحب کو ذاتی علم ہے۔ کہ یہ ہر ستہ کنسٹبل پیشۂ خیاطی و بنگری وغیرہ دیر سے اور عادتاً رکھتے تھے۔ الا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اس ذاتی واقفیت کو تو کنارے رکھا۔ اور محضرنامہ پیش کردہ کنسٹبلان پر اپنی رائے قائم کی۔ کہ یہ باشندگان جن کی محضرنامہ پر مواہیر ثبت ہیں۔ وہ اِس کی تائید نہیں کرتے۔ کہ یہ کانسٹبلان دکانیں کرتے ہیں۔ یا ایسی مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اس رپورٹ کا یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ اگر ہم اسکی تردید نہ کریں۔ تو آپ جنہوں نے بلحاظ خیر خواہی ریاست و قیامِ انتظام و اجرائے کارروائی پولیس بہ اسلوبی نہایت باستبازی اور نیک نیتی سے جو رپورٹ کی ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے فرائض ادا نہیں کرتے۔ اور خصوصاً ان کانسٹبلان

ڈکیتی جیسی سنگین وارداتوں میں مَیں نے بے تحاشا دوڑ دھوپ کی۔ ایسا پیچھا لیا۔ کہ پیچھا پ چھوڑتا۔ جب سُراغ نکل لیتا۔ علاقہ بھر کے اِس قماش کے لوگ جان گئے۔ کہ ایسے افسر سے جان بچانا ناممکن ہے۔ کیونکہ جب تک کامیابی نہ ہو۔ مَیں دم ہی نہیں لیتا۔ اور سُراغ لگائے بغیر ہٹتا نہیں۔ حاکمِ حقیقی کی بندہ نوازی کے قربان کہ وُہ ہمت نہ ہارنے دیتا۔ آخر کامیابی ہو جاتی۔ مایوسی کبھی نزدیک تک نہ پھٹکتی۔ بجالیکہ اِس سرگرمی۔ محنت۔ جانفشانی اور ہمت سے کام میں ہر لحظہ مصروف رہتا تھا حاکم جب اِس قدر استغراق کا حال سُنتے۔ مہربانی فرماتے اور خوش ہوتے۔

تھانہ سامانہ کا پھر تبادلہ

باوجودیکہ تلونڈی کی آب و ہوا نے میری طبیعت سے موافقت نہ کی۔ مَیں بیمار ہو گیا۔ لیکن مَیں نے اِسے حیلہ حوالہ سے کہیں اور تبادلہ کی خواہش نہ کی۔ یہاں یہ نہ تھا۔ کہ جہاں اچھے رہے مجھے ورنہ وہاں سے چلدیئے کی ٹھانی۔ یہاں سے قُدرتاً یکم جیٹھ سمت ۱۹۶۹ کو تبدیلی عمل میں آئی۔ اور نہایت تعریف کیساتھ حکم تبادلہ صادر ہُوا۔ جو حکام کی ماتحت نوازی کی دلیل تھی۔ اور میری حوصلہ افزائی کی صُورت۔

یہ وُہ زمانہ تھا۔ کہ مسٹر واربرٹن پٹیالہ سے تشریف لے گئے تھے۔ مسٹر موصُوف کی بجائے۔ سردار بلونت سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پُولیس پٹیالہ مقرر ہو چکے تھے۔ سردار صاحب موصُوف

نے دکانیں کر رکھی ہیں۔ اور کام خیاطی و رنگریزی عمُوماً کرتے ہیں۔ بغو اور بے وجُود کھرتی ہے۔
اب ہم نے جو آپ کی رپورٹ معرُوضہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۹ ساون سمت ۱۹۶۵ ملاحظہ کی۔ تو ہم اس کو نہایت مُعتبر اور تشفی بخش قرار دیتے ہیں۔ اور بڑی خوشی کی بات ہوتی۔ کہ اگر میر غلام امام صاحب سُپرنٹنڈنٹ پُولیس ایسی رپورٹ پیش کرتے۔ کہ اصلیت بھی ظاہر ہو۔ اور جس قدر رعایت کے یہ دیرینہ کانسٹبلان مُستحق ہیں۔ وُہ بھی حاصل ہو۔ ہماری رائے یہ ہے۔ کہ درحقیقت جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے۔ یہ برکت و سوندھا و مُراد بخش کانسٹبلان نے کاروبار پنج خیاطی اور رنگریزی وغیرہ کا بعین ملازمت پُولیس و بوقتِ تعیناتی سامانہ خلافِ قانون اور قاعدہ کرتے رہے۔ اِس لئے اِن کی برخاستگی جو عمل

خود انتہا درجہ کے دیانت دار تھے۔ اور وہ لوگ جو دیانتداری سے اپنی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اُن کی نہایت قدر و منزلت فرماتے تھے۔ ۱۲ر جیٹھ سمت ۱۹۶۹ کو ازراہِ قدردانی سردار صاحب موصوف سے خود بخود بلا کسی تحریک و سفارش کے درجہ میں ترقی فرما کر سوم سے سب انسپکٹر درجہ دوم پر مامور کیا۔

مَیں بدرجۂ غایت شکر گذار ہُوا۔ اور وہ اسلئے کہ قدرت نے ایمانداری اور دیانت کو جو رُتبہ بخشا ہے۔ وہ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ کارگذاری اور محنت کا صلہ ملتا آیا ہے۔ مگر اِن کیلئے تحریک کی ضرورت ضرور ہوتی ہے۔ دیانت اور ایمانداری میں ایک بجلی کی سی رَو ہے۔ لہذا بلا تحریک خود بخود قابل افسران اور حکام کے دلوں میں حرکت و تحریک پیدا کر دیتی ہے۔ پھر اِس سے جو لُطف جو مزا جو مسرّت اور جو سرور جو فخر دیانت دار حاصل کرتا ہے۔ اُس کی برابری کوئی دولت کوئی حشمت و حکومت نہیں کر سکتی۔ میرے خیال میں تو اِس خوشی کے مقابلہ میں خزانۂ قارون بھی ہیچ ہے۔

قریباً ڈیڑھ سال پھر سامانہ میں گذارے۔ کثرت سے مقدمات کی تفتیش اور جس جس طریق سے سُراغرسانی کی گئی۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ اِن کی تفصیل ایک علیحدہ کتاب میں لکھوں۔ اِس نسخۂ مختصرہ میں اگر تمام و کمال یہ واقعات لکھے گئے۔ تو نہایت ضخیم ہو جائیگی۔ عجب نہیں مطلب خبط ہو جائے۔ اِس میں صرف دیانت و امانت کی خوبی

میں آئی۔ وہ مناسب تھی۔ لیکن بلحاظ اِس کے کہ یہ اشخاص دیرینہ ملازم ہیں۔ اور اِن کا حق پنشن وغیرہ ضائع ہوگا۔ اپنے حکم برخاستگی محررہ بر کاغذات سابقہ کو ترمیم کرتے ہیں۔ اور اب یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ برخاستگی سے لیکر آخیر ماہ پوہ تک کانسٹبلان برخصت بلا تنخواہ شمار کئے جاویں۔ اور یکم ماگھ سمت ۱۹۶۵ سے اپنی نوکری پر بحال کئے جاویں۔ لیکن قصبہ سامانہ میں یا اسکے نزدیک اِنکی تعیناتی نہ کی جاوے۔ کاغذات عملدرآمد کیلئے بخدمت پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ارسال کئے گئے۔ لہذا آپ کو حکم ہذا سے مطلع کیا جاتا ہے۔

مکرّر آنکہ یہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی ایسی رپورٹ راستبازانہ اور بلا رُو رعایت

کا اظہار مقصود ہے ع
یار زندہ و صحبت باقی
اُن تمام میں سے محض معدودے چند نہایت اہم اور پیچیدہ مقدمات ضرور درج کروں گا۔

ذاتی عناد کا بدلہ

ہماری ریاست پٹیالہ کی رجمنٹ نمبر ۵ میں ایک رسالدار صاحب ضلع لدھیانہ کے باشندے تھے۔ چونکہ تھے صاحب جائیداد اور زر۔ زن۔ زمین۔ یہ تینوں چیزیں فساد کی بنیاد ہیں۔ زمین والے جھگڑوں مقدمے میں نہ پھنسیں بھلا کب ممکن ہے۔ زمین والوں کی کسی سے عداوت نہ ہو۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ بنابریں رسالدار صاحب کو اپنے چچا زاد بھائیوں سے سخت عداوت و نفرت تھی۔ آپ کو یہ دھن تھی۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اُن کو نیچا دکھایا جائے۔ اُن کو ذلیل و خوار کیا جائے۔ کوئی ایسا گُر ہاتھ لگے۔ جس کے ذریعہ سے اُن کی ایسی حالت بنا دیں۔ کہ وہ دربدر خاک بسر مارے مارے پھریں۔ اور کوئی اُن کو کوڑی کو بھی نہ پوچھے۔ آپ کو ایسے آدمی کی بہت جستجو رہتی۔ جو اُن کے دلی مقاصد کو پورا کرے۔ جوئندہ یابندہ۔ رسالدار صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسمی گشا سنار سکنہ کھیڑی گوڑیاں تھانہ سنور ریاست پٹیالہ کا کہیں سے مل گیا۔ اور آپ نے اپنے دلی مقاصد کی تکمیل کیلئے اُسے گانٹھ لیا۔ گشا اپنے زمانہ کا

کریمے جیسا کہ آپ کی رپورٹ معروضہ ۹ رساون سمت ۱۹۶۵ سے ہے۔ ہم ملاحظہ کر کے نہایت خوش ہوئے۔ اسی طرح اپنے فرائض آئندہ بھی ادا کرتے رہیں۔

(۱۳) بحکم سردار بلونت سنگھ صاحب قائممقام انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

مورخہ ۲۲ بھادوں سمت ۱۹۶۶۔

حسب تجویز امروزہ آپ کی جگہ کورٹ انسپکٹر سردار سوہن سنگھ سب انسپکٹر مامور کئے گئے ہیں۔ اور آپ کا تبادلہ صدر پولیس میں کیا گیا ہے۔ لہذا بذریعہ پروانہ ہذا آپکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ دفتر صدر پولیس میں حاضر ہو کر رپورٹ تعمیلی پیش کریں۔

اِس نواح میں فقط ایک ہی آدمی تھا۔ بدچلنی میں وہ اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ عیاری بدکاری میں دُور دُور کے عیار اِس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ بدکام جتنے چاہو اِس سے کرا لو۔ اُسے بدی کرنے میں مُطلق جھجک نہ تھی۔ ہر فنِ بد میں خُوب ماہر و چالاک تھا

رسالدار صاحب سے فیصلہ کرنے کے بعد جو پہلا کام اُس ضمن میں کشتا نے کیا یہ تھا۔ کہ اپنے رہائشی مکان میں اُس نے خود ہی نقب دیدی۔ اور تھانہ میں جا کر رپٹ درج کرائی۔ کہ میرے مکان واقعہ کٹیڑی میں نقب کے ذریعہ سے چوری ہوگئی ہے۔ اور مال بھی چوری گیا ہے۔ مال اندازاً تین سو روپیہ کا ہوگا۔ جو چرایا گیا۔ اگر آپ مال کی پوچھیں تو کپڑے ہیں۔ برتن ہیں۔ اور زیور بھی ہے۔ البتہ آپ یہ دریافت فرمائیں۔ کہ کسی پر شک ہے۔ کسی پر شبہ ہے۔ تو بندہ قطعاً لاعلم ہے۔ فی الحال کسی بشر پر بھی شک ہے۔ نہ شبہ اور اِس میں اُس کی ایک نہایت چالاکی کا راز نہاں تھا۔

رپٹ جب درج ہو چکی۔ تو اب کارروائی ہونی لازم آئی۔ سردار بدن سنگھ صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنور نے موقعہ دیکھا۔ اور حسب ضابطہ تفتیش شروع ہوئی چوری ہوتی تو کسی بات کا کوئی پتہ سُراغ چلتا۔ جب کوئی کھُل پڑا ہی نہ لگا۔ افسر پولیس موصوف ناکام جائے وقوعہ سے واپس آگئے۔ اور رپورٹ ناکامی عدم پتہ لکھدی گئی۔ ایسی حالت میں مثل قابل ادخال دفتر تھی۔ چنانچہ حکم ہوا۔ کہ داخل دفتر ہو۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

(۲۴) کارروائی جلسہ بہ موقع تبدیلی لالہ شب چند صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ سامانہ

آج ۲۴ ربھادوں سمت ۱۹۶۷ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۱۰ء کو پبلک سامانہ نے لالہ شب چند صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس سامانہ کی تبدیلی کی وجہ سے الوداعی جلسہ کیا۔ جس میں تقریباً ساٹھ شرفا و روسائے قصبہ سامانہ شامل ہوئے۔ ڈاکٹر محمد نصیر الدین خانصاحب سب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ سامانہ میر مجلس قرار پائے۔

میر مجلس صاحب نے اوّل نہایت برگزیدہ الفاظ میں تقریب جلسہ بیان کیا۔ اسکے بعد لالہ پربھدیال صاحب ہیڈ ماسٹر نے لالہ شب چند صاحب کے حُسن اخلاق اور دیانتداری کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ معمولی طور سے دیکھا گیا ہے۔ کہ جو صاحب دیانتدار مشہور ہیں۔ اُن کا سلوک اور برتاؤ عام پبلک سے نہایت سخت ہوا کرتا ہے

جن ایام کا یہ واقعہ ہے۔ اُن ایّام میں راقمِ حالات سردار بلونت سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی پیشی میں تھا۔ کشنا سنار کی چوری کے وقوعہ کو دو۲ ماہ گذر چکے ہونگے۔ کہ رسالدار صاحب انسپکٹر جنرل کے دفتر میں آئے۔ چونکہ رسالدار پٹیالہ کے ایک منسٹر کے قریبی رشتہ دار اور خود رسالدار تھے۔ لہذا آپ کی کچھ توقعت اور حیثیت ہونا لازمی تھا۔ آپ کو جلد ہی انسپکٹر جنرل کے رُوبرُو بُلالیا گیا۔ آپ نے ایک شخص مسمّی بدرالدین کو پیش کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ آپ کے علاقہ میں سنور کے قریب کسی گاؤں میں عرصہ دو۲ تین ماہ کا ہُوا۔ ایک سرقہ کا وقوعہ ہُوا تھا۔ مگر اِس میں پُولیس نے کوئی کامیابی حاصل نہیں کی۔ اگر آپ اِس شخص کو وعدہ معافی عطا کریں۔ تو یہ اس وقوعہ کی تمام تر کیفیت کا اظہار کر دیگا۔ بلکہ یہانتک دوبارہ بیان کیا۔ کہ اِس شخص کے پاس مالِ مسروقہ موجود ہے۔ البتہ کل مال موجود نہیں۔ کچھ چیزیں ہیں۔ جن کو یہ پیش کریگا۔

چنانچہ مُخبر کا بیان لکھ لیا گیا۔ مُخبر نے بیان کیا۔ کہ چوری مَیں نے کی۔ میرے ساتھ رسالدار صاحب کے دو۲ چچازاد بھائی بھی شامل تھے۔ (وہی جن سے رسالدار صاحب کا عناد تھا) مالِ مسروقہ میں سے ایک ٹوٹا برنجی جس پر کشنا سنار کا نام کندہ تھا۔ اور ایک کپڑا اپنے پاس موجود ہونا بیان کیا۔ کہا۔ کہ اور مالِ مسروقہ میں سے نقد روپیہ کا مجھے حصّہ مِلا تھا۔ مگر وہ کُل روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اب میرے پاس اِس میں سے ایک پیسہ بھی نہیں۔ رسالدار صاحب اِس بات پر بے تحاشا زور دے رہے تھے کہ ہر دو۲ ملزمان بہت مالدار بڑے روپیہ والے ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ پیسہ کے زور سے رشوت دے دلا کر

لیکن لالہ جی میں جہاں دیانتداری کی اعلیٰ صفت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہُوئی ہے۔ وہاں یہ خوشی کا مقام ہے کہ آپ حُسنِ اخلاق کے بھی پتلے ہیں۔ اور پبلک سے کیا امیر۔ کیا غریب۔ کیا ہندو اور کیا مُسلمان نہایت ہی شریفانہ اور بے تعصب سلوک کرتے رہے ہیں۔ اور پبلک کی جان و مال اور عزت کی حفاظت جو اہلِ پُولیس کا سب سے بڑھ کر اور مقدم ترین فرض ہے۔ اسکو اپنی عرصہ ۲½ سال کے عُہدہ ڈپٹی انسپکٹری میں نہایت ہی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ اُن کے وقت میں اوّل تو بہت ہی کم وارداتیں ہُوئی ہیں۔ جو مال مویشی وغیرہ کی ہُوئی ہیں۔ وہ تقریباً سب کی سب [illegible] کامیابی کیساتھ برآمد ہوگئی ہیں رعایا سامانہ نہایت ہی خوش قسمت ہوگی۔ اگر لالہ جی کے بعد ان کے جانشین اِن کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے فرائضِ منصبی کو اسی طرح خوش اسلوبی سے اور حُسنِ سلوک سے

پولیس کو نرم کرلیں۔ اور فایدہ اُٹھائیں۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ اِس مقدمہ کی تفتیش پر جو افسر لگایا جائے۔ اعتباری ہو۔ دیانتدار ہو۔ صاحب انسپکٹر جنرل نے سوچ وچار کے بعد اِس خاکسار کو مقدمہ مذکور کی تفتیش پر مامور فرمایا۔ بندہ نے مُعاملات کو سمجھا۔ اور پولیس لائن پٹیالہ سے منشی رام ہیڈ کنسٹبل اور دو دیگر کنسٹبلان کو اپنے ساتھ لیا۔ پہلے تھانہ سنور سے اِس چوری کے حالات دریافت کئے۔ مُدعی مقدمہ مسمی کشنا سُنار کو بھی دریافت حالات کی غرض سے طلب کیا گیا۔ سب کو اپنے ساتھ لیکر ضلع لدھیانہ کے اُس گاؤں کا راستہ لیا۔ جہاں رسالدار صاحب اور اُن کے چچازاد بھائیوں کی اصلی سکونت تھی۔ موضع مذکور ریلوے سٹیشن نہیں تھا۔ چھپار کا سٹیشن تھا۔ جب ہم ریل سے اُترے۔ دیکھا رسالدار صاحب کی طرف سے سواریوں وغیرہ کا معقول بند و بست تھے۔ اثناءِ راہ میں رسالدار صاحب اور کشنا بہت کاناپھوسی کرتے جاتے تھے۔ اِس سے مجھے کچھ شُبہ نہ ہوا۔ خیال پختہ یہ تھا۔ کہ چوری ضرور برآمد ہو جائیگی۔ غالباً برآمدگی چوری کی خوشی میں یہ لوگ اظہار شکریہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے جا رہے ہیں۔ جب ہم قریب پہنچے۔ تھانہ متعلقہ سے کنسٹبل بھیج کر امدادِ ضابطہ طلب کی گئی۔ جیسے ہی گاؤں میں پہنچے۔ سب سے پہلے مشتبہ اشخاص کے مکانات کی دربندی کرلی۔ اور حفاظتی انتظام مکمل کر دیا۔ اتنے میں چودھری مہتاب رائے صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ ڈہلوں امداد کی غرض سے پہنچ گئے۔ چنانچہ اُنہیں بھی شامل کرلیا گیا۔ اور کارروائی تفتیش شروع ہو گئی۔ مسمی بدرالدین مخبر نے فوراً ہی ایک لوٹا ڈھکنے والا جو بالکل نیا اور

سرانجام دیتے رہینگے۔

اِس کے بعد مولوی محمد اسحاق اور سید ولایت شاہ نے بھی لالہ جی کے حُسنِ اخلاق اور حسنِ کارگذاری کی بہت سی تعریف کی۔ اور عام پبلک کی طرف سے اپنی تقاریر کے بعد لالہ جی کے حق میں دُعائے صحت و تندرستی و ترقی منصب کی گئی۔ جس میں تمام حاضرینِ جلسہ نے بڑے تپاک اور دلی عقیدت سے آمین کہا۔ اور آمین کہنے میں سب باوازِ بلند شریک ہوئے۔ آخر میں حاضرینِ جلسہ کو پان تقسیم کئے گئے۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

(۸ ستمبر ۱۹۱۰ء)

(۲۵) نقل سرٹیفکیٹ مسٹر۔ آر۔ آر۔ ٹیلر۔ آفیسر کمانڈنگ نمبر ۲۔ دھرسیور۔ ۱۴/۱/۱۹۱۱

غیر مستعملہ تھا۔ لاکر پیش کیا۔ اس پر گورمکھی میں کشن سنگھ کندہ تھا۔ اور قریباً نصف تھان سفید ململ کا بھی لایا۔ جسے فوراً ہی کشنا سنار نے شناخت کر لیا۔ فرد مال مسروقہ میں انکی تفصیل حرف بحرف موجود تھی۔ غیر مشتبہ مردمان میں سے پہلے ایک شخص کے مکان کی تلاشی شروع کیگئی۔ کپڑوں کے صندوق کھولے گئے۔ اور بے شمار نئے کپڑے لائے گئے۔ ان کپڑوں میں ایک جوڑہ چادر پشمینہ رنگ شتری تھا۔ اس پر دھاگہ کیساتھ کشن سنگھ کاڑھا ہوا تھا۔ جب یہ جوڑا برآمد ہوا ہے۔ گویا بجلی گر گئی۔ تمام گھر بھر میں ایک کہرام مچ گیا۔ اور گھر کے تمام مرد اور عورت ایکدوسرے کو نہایت حیرت و استعجاب سے پوچھتے تھے۔ کہ اپنے کپڑوں میں یہ چادر جوڑہ کیسے اور کہاں سے آموجود ہوا۔ جوڑہ کی برآمدگی نے عجیب رنگت پیدا کی۔ اور اس کے بعد کشنا سنار نے نہایت حوصلہ اور مضبوطی قلب سے آٹھ دس جوڑے زنانے کورتے قمیض وغیرہ اپنائے۔ لہنگے اور پھلکاریاں بہت سی اپنی ملکیت ہونا بتائے۔ جو بھی کپڑا سامنے لایا گیا۔ بلاتوقف کہدیا۔ یہ بھی ہمارا ہے۔ خوب جی بھر کے شناخت کی۔ حالانکہ گھر والے ہر چند چلاتے واویلا مچاتے رہے۔ کہ یہ تو فلاں جگہ فلاں کا سے ہمارا خرید کردہ ہے۔ اور یہ کپڑا ہمارے فلاں رشتہ دار نے فلاں موقعہ پر ہمیں دیا تھا۔ مستغیث جب شناخت سے پیٹ بھر چکا۔ میں نے تمام پارچات مسروقہ بازیافتہ کی ایک فہرست مرتب کی۔ اور تمام کے تمام سب انسپکٹر صاحب متعلقہ کی سپردگی میں کر دیئے۔

اس کے بعد دوسرے مکان کی تلاشی کا نمبر آیا۔ اس مکان کے ایک کوٹھے میں جس میں

شب چند سب انسپکٹر پولیس نہایت فرمانبردار رہا۔ اور اطمینان بخش کام کیا۔

(۲۶) نقل سرٹیفکیٹ سردار گوربخش سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنگڈھ۔ ۲۴ مگھر سمت ۱۹۶۷

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ خفظہ'

آپ جس قدر عرصہ تک تھانہ سامانہ میں ہمارے ماتحت رہے۔ ہم نے آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں نہایت ہوشیار اور دیانتدار پایا ہے۔ ماہر تفتیش ہونیکے علاوہ نوشت و خواند کے کام میں بھی اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ ہم آپ کی کارگذاری سے نہایت خوش رہے ہیں۔ لہذا یہ پروانہ سند آپ کو دیا جاتا ہے۔

(۲۷) نقل حکم سردار بلونت سنگھ صاحب قائمقام انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ۔ ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۶۸

سو شیاں باندھے جاتے تھے۔ ایک جوڑی بٹن طلائی۔ دو طلائی ہشت پہلو چھلے کشنا سنار نے کنسٹبل
پولیس کے ساتھ جو خانہ تلاشی میں شامل تھا۔ برآمد کرکے پیش کئے اور شناخت بھی کئے گئے۔ مگر دوسرے
گھر میں بھی مثل سابق جب یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ سخت دہائی تہائی مچی۔ اور زن و مرد بچہ بچہ نے
بحید حیرت سے ایک دوسرے سے دریافت کیا۔ کہ یہ اشیاء ہمارے ہاں کون لایا۔ کیونکر آئیں۔ بُری
طرح روتے پیٹتے اور سب اہل خانہ نہایت سخت ششدر اور پریشان تھے۔

جب تلاشی ختم ہو چکی۔ کشنا سنار اپنی قیام گاہ پہ واپس آیا۔ رسالدار صاحب نے کھانے
پینے کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اپنی جانب سے کر رکھا تھا۔ اُن کی حرکات سے انکی کامیابی
خوشی و خرمی کا اظہار خوب ہوتا تھا۔ کھانے پینے سے سب نے فراغت پائی۔ میں حسب عادت
ایک گھنٹہ استراحت کے بعد جب رفع حاجت کیلئے جانب جنگل چلا۔ تو منشی رام ہیڈ کنسٹبل میرے
ہمراہ تھا۔ کشنا سنار نے پانی کا ایک لوٹا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور وہ بھی میرے ساتھ ہو لیا۔
باتیں چیتیں کرتے کرتے ہم سب گاؤں سے ذرا فاصلہ پر چلے گئے۔ حاجاتِ ضروری سے فراغت
پائی۔ اور واپس آرہے تھے۔ جب ایک پُل کے قریب پہنچے۔ میں نے سخت لہجہ میں منشی رام ہیڈ کنسٹبل
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اِس سنار کو خوب مضبوط پکڑ لو۔ جانے نہ پائے۔ تمام اصلیت اسی
کے پیٹ میں ہے۔ وہ نکالنا نہایت ضروری ہے۔ اور کشنا سے کہا کہ تو بدمعاش ہے۔ زمانہ بھر کا
چھٹا ہوا۔ سچ بتلا دے۔ ورنہ یاد رکھ میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جائیگا۔

حسب الحکم امروزہ آپ کا تبادلہ بوجہ ہوشیار اور قابل ہونیکے تھانہ دھرمپورہ میں بجائے سردار
بشن سنگھ صاحب سب انسپکٹر کیا گیا ہے۔ اور سردار بشن سنگھ صاحب سب انسپکٹر تھانہ گھانوں میں تعینات کئے
گئے ہیں۔ لہذا بذریعہ پروانہ آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جائے تبادلہ پر حاضر ہو جائیں۔

(۲۷) نقل پروانہ مسٹر جاپال وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ (کیمپ لاہور نیو پٹیالہ ہاؤس)

۱۰ ماگھ سمت ۱۹۶۵

تہوّر پناہ لالہ شیو چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہٗ

عند الملاحظہ رپورٹ معروضہ ۳ ماگھ سمت ۱۹۶۵ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۰۹ء معہ نقشہ جمع و مصارف

میری اِس ڈانٹ سے کشنا کے آئے حواس فِفرو ہو گئے۔ گھبراسا گیا۔ لگا چاروں طرف جھانکنے دیکھنے۔ مگر پُولیس کا پنجہ تھا۔ کشنا فوراً راستی پر آگیا۔ اور اُس نے تمام کچا چِٹھا کہہ سنایا۔ کہ رسالدار اور دونوں مُشتبہ باہمی تایا چچازاد بھائی ہیں۔ رسالدار کی فہمائیش پر مَیں نے یہ اسٹنڈ کھڑا کیا۔ لوٹا مَیں نے ہی پٹیالہ سے خریدا۔ جوڑہ چادر پشمینہ بھی میں ہی لایا۔ اور ہم نے مِل مِلا کر کسی شخص کی معرفت اِن بیچاروں کے گھر میں سب کچھ رکھوایا۔ یہ غریب نہ چور ہیں۔ نہ چور کے بھائی۔ سب ساختہ پرداختہ رسالدار صاحب کا اور میرا۔ بدرالدین کا ہے۔

مقامِ قیام پر واپس پُہنچے۔ مَیں نے رپورٹ ضمنی کی تیاری کی فکر کی۔ چودھری مہتاب رائےصاحب کے چہرہ کی رنگت کبھی کچھ کبھی کچھ۔ وُہ پہلو بدلتے۔ کچھ کہنے کو ہوتے۔ مگر اپنی شرافت کے باعث چُپ ہو جاتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اصلیت کو وُہ بھی تاڑ گئے ہیں۔ مُعاملہ جھُوٹا مان چکے ہیں۔ اُنہیں یہ خیال تھا۔ کہ ریاست کے افسر ہیں۔ نہیں معلوم کیا کریں۔ عجب نہیں۔ بےگناہوں کو گرفتار کریں۔ گو یا وُہ شدت سے پیچ وتاب میں تھے۔

ادھر مَیں نے رپورٹ مُرتب کی۔ اِس میں ظاہر کیا۔ کہ مُعاملہ سرتاپا غلط فقط ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ باہمی عداوت ہے۔ رسالدار نے اپنا دلی عناد اِس سازش سے نکالنا چاہا۔ دوسرا غرض جو زور آور روپیہ پیسہ والا ہے۔ اُسے یُوں ذلیل کرنا چاہا ہے۔ رپورٹ لکھ پڑھ کر مَیں نے برائے دستخط چودھری صاحب کے ہاتھوں میں دی۔ جن کا خیال تھا۔ کہ ناحق بےگناہ پھانسے

رقومات تعمیر تھانہ سامانہ بذریعہ پروانہ اصدار حکم ہے۔ کہ آپکی یہ رپورٹ موجب کمال خوشنودی انیجانب ہے۔ کہ آپ نے محنت و جانفشانی کے ساتھ اِس آہم کار تعمیر کو خاتمہ کو پُہنچایا۔ بیباقی مطالبہ کے متعلق حتی الامکان کوشش کی جارہی ہے۔

(۲۹) نقل پروانہ میر غُلام امام صاحب سُپرنٹنڈنٹ پُولیس بھوانیگڈھ۔ مورخہ ۲۷ پھاگن سمت ۱۹۶۵

تہور پناہ لالہ شب چند سب انسپکٹر صاحب تھانہ سامانہ حفظہٗ

ماتا داس ولد سکھ رام بقال سکنہ بھیڈپورہ بنام

فائل عہ رجوعہ ۲۸ پھاگن سمت ۱۹۶۹

جائینگے۔ مگر یہاں معاملہ دگرگوں پایا۔ پھڑک گئے۔ اور دستخط کی بجائے۔ اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور مجھے لپٹ گئے۔ فرماتے تھے۔ آفرین ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ پٹیالہ کی پولیس میں بھی ایسے عقیل فہیم اور متدین افسر ہیں۔ واقعی اصلیت یہ ہے۔ جو آپ نے رپورٹ میں درج کی۔ کیسی چوری کہاں کی نقب۔ بناوٹ ہے۔ محض بناوٹ۔

قصہ کوتاہ تھوڑی سردردی سے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہوگیا۔ مال جس قدر مسروقہ بتایا گیا تھا۔ سب انسپکٹر صاحب کے حوالے بغرض تصفیہ کیا گیا۔ آخر مقدمہ رسالدار صاحب کا خارج ہوگیا۔ رسالدار صاحب نے انسپکٹر جنرل کو پھر مُنہ تک نہ دکھلایا۔ اور ایسی بے تکی ہانکنے والے دِکھلا بھی کیا سکتے تھے۔

بھائی کو آج بھائی سے افسوس بیر ہے ۔۔۔ بازار بے وفائی کا وُہ گرم سیر ہے
دونوں ستم زدہ ہیں کُشل ہے نہ خیر ہے ۔۔۔ بیٹا خفا ہے باپ سے گویا کہ بیر ہے

پُر اسرار قتل

دُنیا میں ہزارہا عجیب و غریب واقعات ہو چکے ہیں۔ بعض مگر ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اپنی نوعیت میں لاثانی زمانہ گذشتہ کا یہ قتل یعنی مسماۃ پریموں بیوہ دیوا سنگھ جٹ سکنہ موضع قادر پورہ کا قتل اپنی قسم کا نادر المثال واقعہ ہے۔ تین سب انسپکٹر صاحبان متواتر یکے بعد دیگرے اس قتل کی تفتیش پر یعنی لالہ امداس۔ سردار عطر سنگھ۔ اور سوڈھی گورنام سنگھ مامور کئے گئے۔ ہر سہ حضرات نے ایک ہی خیال کی یہ رپورٹ پیش کی۔ کہ مسماۃ مذکور قتل ہی نہیں

جرم ۳۰۲ تعزیرات ہند تھانہ چوہڑ پور

اندریں مقدمہ رپورٹ سردار بدن سنگھ صاحب سب انسپکٹر چوہڑ پور مورخہ ۲۷ پھاگن سمت ۱۹۶۹ دربارہ اس کے کہ کسی افسر کلاں کا موقعہ پر آنا ضروری ہے۔ پیش ہو کر بذریعہ پروانہ آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ بعد رسیدگی حکم ہذا کے موضع بھیڈ پورہ پہنچکر بہ شمول سب انسپکٹر صاحب چوہڑ پور تفتیش کر کے نہایت کوشش و محنت سے مال ملزمان مقدمہ ہذا کو پیدا کر کے جلد چالان پیش کریں۔ جیسا کہ آپ کی دیرینہ تجربہ کاری اور ہوشیاری سے ہم اُمید رکھتے ہیں۔

(۳۰۳) نقل پروانہ مسٹر جانپال وار برٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۴ بیساکھ سمت ۱۹۶۶

کی گئی۔ یفقود الخبر ہے بلکہ ملزم یعنی اُس کا دیور اُسے لے اُڑا ہے۔ آخرش اس مقدمہ کی تفتیش میرے سپرد ہوئی۔ واقعہ کو عرصہ ڈہائی تین سال گذر لیا تھا۔ کسی کے یاد خیال بھی نہ تھا۔ کہ مَیں نے اپنی قوتِ سراغرسانی کی مدد سے ملزم کو گرفتار کر لیا۔ اور خاص اُسی کے مکان سے مقتولہ کا زیور اور اسکی ہڈیوں کا ڈہانچہ برآمد کرا لیا۔ اب شک کی گنجائش کہاں تھی۔ مقدمہ کا چالان ہوا۔ جرم ثابت پایا گیا۔ ملزم سزایاب ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

اصلیت یہ تھی۔ کہ ملزم مقتولہ کا دیور تھا۔ اُس پر مرتا تھا۔ چاہتا یہ تھا۔ کہ وہ اسکے قبضہ میں رہے۔ اور باقاعدہ۔ مگر عورت اس کے خلاف تھی۔ بات بھی کرنیکی روادار نہ تھی دونوں اپنی اپنی بات پر مُصر تھے۔ عورت ذات جس بات پر اَڑ جائے پھر کیوں ہٹتی ہے۔ تریا ہٹ مشہور ہے۔ نہ مانی پر نہ مانی۔ ملزم جب سب طرف سے مایوس ہوا۔ اُس نے کہا جو شے اپنے لئے نہیں۔ وہ کسی اور کے واسطے کیوں چھوڑ دی جائے۔ اُس نے ٹھان لی۔ کہ ایکدن اسے عدم کو پہنچا دونگا۔ موقعہ لگا۔ اور اُس نے قتل کر کے نعش کو وہیں گاڑ دیا۔ اور خود چلتا دھندہ کیا۔ خونِ انسان چھپتا نہیں۔ لاکھ چھپاؤ۔ آخر ایک دن راز فاش ہو گیا۔ قاتل دھر لیا گیا۔

کوئی بُرا کام کرے۔ اور چاہے کہ یہ کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔ غلط ہے سمجھے

نتیجہ کارِ بد کا کارِ بد ہے

محض افیون کیلئے انسان کا قتل | سادھو رام نامی ایک شخص جو سامانہ کا باشندہ تھا۔

تھو رپا و لالہ شب چند صاحب انسپکٹر صاحب تھانہ سامانہ

ہمنے آپ کی رپورٹ معروضہ ۳۰ چیت سمت ۱۹۶۵ مطابق ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کو کمال دلچسپی کیساتھ ملاحظہ کیا۔ تعمیر تھانہ سامانہ کے متعلق پہلے بھی اظہارِ خوشنودی کر چکے ہیں۔ اور اب مکرر نہایت ہی مسرت کیساتھ اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ وقت بہت تنگ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بوجہ عدیم الفرصتی ہم بمقام سامانہ پہنچکر تھانہ جدیدہ کا ملاحظہ نہ کر سکیں۔ مگر وقتِ مناسب پر ہم ضرور ملاحظہ کرینگے۔ لہذا آپکو بڑی خوشی سے اجازت دیجاتی ہے۔ کہ آپ بلا انتظار آمد اپنی تھانہ جدید میں معہ اپنے عملہ ماتحت کے رہائش کریں۔ اور جن اشخاص کو بصلہ انکی کارگذاری ترقی کیلئے آپ نے اپنی رپورٹ مذکور میں سفارش کی ہے

موضع ہور اس تھانہ وڈربہ کا پٹواری تھا۔

اُسے ایک شخص نکا سنگھ نامی کنسٹبل پولیس امرت سر نے قتل کر دیا تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے۔ کہ کنسٹبل مذکور افیون کا عادی تھا اور اتفاق سے اُس وقت افیون کیلئے ایک پائی بھی پاس نہ تھی۔ اِس ملعون نشہ کی عادت حقیقت میں نہایت معیوب عادت ہے۔ اور خواہ کوئی نشہ ہو۔ کسی دن بھی نہ ملے۔ تو انسان برداشت کر سکتا ہے۔ مگر افیون کی عادت اِس قدر بد ایسی خطرناک ہے۔ کہ جس وقت اسے کھانے کی عادت ہو۔ لحہ بھر اِس سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ کرو۔ یہ اپنا وقت نہیں ٹلنے دیگی۔ انسان ہے۔ اور بسا اوقات ایسے واقعات حادثات پیش آسکتے ہیں۔

ممکن ہے۔ کہ ایک وقت پیسہ پاس نہیں۔ اور نہ سردست کہیں سے میسر ہو سکتا ہے سفر میں ہے اور افیم پاس نہیں ہے ہمچنیں اتفاقات میں افیون کے عادی کو بے موت موت آئیگی۔ اِس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ نشہ نہایت ہی برا ہے۔ اِس سے بچنا ہی اولیٰ ہے۔

نکا سنگھ کنسٹبل کو سادھو رام جبکہ سامانہ سے اپنی جائے ماموری کو جا رہا تھا۔ جنگل میں مل گیا۔ اور اُس نے پستول کے فائر سے وہیں مار دیا۔ پٹواری کے ہاتھ میں کچھ برتن تھے جیب ٹٹولے تو اُس میں سے پانچ روپیہ کچھ آنہ نکلے۔ برتن تو اُس نے جنگل میں ایک طرف پھینکے۔ نقدی سنبھالی اور رفو چکر۔ نعش خدا کے حوالے۔ کسی آتے جاتے نے نعش دیکھ پائی۔ تھانہ میں اطلاع ہوئی۔ کہ پٹواری فلاں مقام پر مرا پڑا ہے۔ سب انسپکٹر صاحب تھانہ وڈربہ موقعۂ واردات پر پہنچے۔ اب کوئی پتہ نہیں کہ

اِنکی کارگذاری کی نسبت ایک مفصل اور مشرح رپورٹ اِسوار پیش کریں۔ جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ ہر ایک نے اِس کارِ تعمیر میں کسقدر حصہ لیا ہے۔ اور بصلئہ کارگذاری ہر ایک کو کیا معاوضہ دیا جانا ضروری ہے۔ اِس رپورٹ کے پیش ہونے پر حسب تجویز آپ کے حکم مناسب دیا جاویگا۔

(۳۱) نقل پروانہ از اجلاس جناب انیسور نتھ صاحب بہادر میڈیکل ایڈوائیزر ریاست پٹیالہ۔

۳۱ ربیساکھ سمت ۱۹۶۶ بکرم۔

بنام شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ۔

چونکہ آپ نے بوقت اجرائے کام ٹیکہ سنہ حال دیکسی نیشن کو بخوبی امداد دیکر کام ٹیکہ کو نہایت عمدگی سے

کس نے مارا۔ کیوں مارا۔ کیا مارا۔ پستول سے مارے جانے کا کسی کو وہم گمان بھی نہ تھا۔ نمبرداران علاقہ و دیگر لوگوں سے پوچھ کچھ کی گئی۔ کوئی سراغ نہ چلا۔ اب قیاسی گھوڑے دوڑائے گئے۔ آخر یہ یقین کر لیا گیا۔ کہ راستہ چلتے غریب پٹواری کو سانپ نے گھیر لیا۔ اور ڈس لیا۔ چنانچہ سب انسپکٹر صاحب نے بھی یہی رپورٹ کی۔ کہ سانپ کے کاٹے سے موت ہوئی ہے۔ پٹواری کو کسی انسان نے قتل نہیں کیا۔ احتیاطاً لاش پوسٹمارٹم کیلئے شفاخانہ سنام میں بھیج دی گئی۔ اور وہاں دو گولیاں پستول کی لاش سے برآمد ہوئیں۔ اب پولیس اور لوگ حیران ہیں۔ کہ یہ کیا ہوا۔ نتیجہ تحقیقات پولیس تو اسے مار گزیدہ بتلاتا ہے۔ اور یہاں دو گولیاں نکلتی ہیں۔ سب انسپکٹر صاحب تو سخت ہی حیران و پشیمان۔ انہوں نے کسی نہ کسی طرح سے اپنی رپورٹ واپس لی۔ اور اپنی غلطی کی درستی کی۔ ناظم صاحب ضلع کے پاس معاملہ پہنچا۔ تو انہوں نے اس خاکسار اور انسپکٹر صاحب کو اس پر اسرار قتل کی بکمرر تفتیش پر مامور کیا۔ سخت پیچیدہ معاملہ تھا۔ بیابان کا معاملہ جہاں کوئی گواہ نہ شاہد۔ نہایت سر دردی اور محنت شاقہ سے نگاہ سنگھ کنسٹبل پولیس امرتسر قاتل پٹواری کا سراغ نکالا۔ اور اسے گرفتار بھی کر لیا۔ اور اس نے اقبال جرم کر لیا۔ اب ہا پستول کا معاملہ کہ یہ اس نے کہاں سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ اس نے بتلایا کہ یہ اس نے سب انسپکٹر صاحب پولیس امرتسر کا چوری کیا تھا۔ جبکہ تھانیدار کو پاگل کتے نے کاٹا تھا۔ اور وہ کسولی برائے معالجہ گئے تھے۔ اسباب میں سے نکال لیا تھا۔ میں ان کا اردلی تھا۔ رخت سفر میں نے ہی تیار کیا تھا۔ اس نے برتن جنگل میں ایک طرف پھینکنے کا ذکر کیا۔ برتن نہایت ہی تگ و دو سے برآمد کرائے گئے۔ اب تحقیقات

انجام کرا دیا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی اس کارگذاری سے نہایت خوش ہو کر یہ پروانہ خوشنودی مزاج آپکو عطا کرتے ہیں۔ لہذا پروانہ ہذا کو ذریعہ بہبودی خود سمجھ کر سنداً اپنے پاس رکھو۔ تاکہ عند الحاجت کام آوے۔

(۲۲) نقل حکم سردار بلونت سنگھ صاحب قائم مقام انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

چونکہ بمنشا حکم اجلاس اگزیکٹو کمیٹی لالہ شب رام صاحب کورٹ انسپکٹر ضلع کرنگڈھ کو دفعتاً صاحب سٹیٹ ایڈوکیٹ پر قائمقام کیا گیا ہے۔ لہذا بذریعہ پروانہ آپکو حکمی ہے۔ کہ آپ بجائے لالہ شب رام صاحب کورٹ انسپکٹری کا کار سرکار انجام دیں۔ اور آپکی بجائے سردار عطر سنگھ صاحب سب انسپکٹر حاضر لائین صدر کام کرینگے۔

مکمل ہو چکی تھی۔ معاملہ من وعن صاف ہو گیا تھا۔ مقدمہ مرتب کیا۔ ملزم کا چالان کر دیا گیا۔ جہاں سے ثبوتِ جرم اُسے حبسِ دوام بعبور دریائے شور کا حکم ہوا۔ ع

بدوز و طمع دیدۂ ہوشمند

ایک ساہوکار کا سنسنی خیز قتل

انسان ہی رحم دل فرشتہ خصلت اور گربۂ مسکین ہے۔ اور یہی جب بگڑے بہائم خصلت درندہ اور مارخور جانور سے بھی بہت آگے نکل جاتا ہے۔ نہ اسکی شرافت اور نیکی کی انتہا اور نہ اس کی بدی بُرائی کا کوئی اندازہ۔

موضع گھڑاچوں تھانہ بھوانی گڈھ میں ایک ساہوکار سوبھامل کا قتل وقوع میں آیا۔

حالاتِ قتل یوں ہیں۔ کہ سوبھامل اور اس کا ایک جدی بھائی کانومل ایک مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ مرد کئی ہوں۔ تو باہم رل مل کے دن کاٹ لیتے ہیں۔ عورتیں دو ہوں۔ تو بلبلوں کی طرح باہم جنگ وجدل رکھتی ہیں۔ یہ کچھ قدرتی معاملہ ہے۔ کہ اُن میں اتفاق بھی ہو۔ تو بہت زیادہ اور لڑائی جھگڑا بھی بعید۔ اِن دونوں عورات میں ہر وقت جنگ وجدل رہنے لگا۔ جسے سوبھامل نہ برداشت کرسکا۔ اور اُس نے مکان چھوڑ دیا۔ اُس کے پاس مکانات کافی تھے۔ وہ اپنی واحد ملکیت کے مکان میں جا بسا۔ نقل مکانی سے پہلے کانومل سے بھی تو تو میں میں ہو گئی تھی۔ گویا آدمیوں میں بھی محبت کی جگہ بے مروتی وعداوت نے لے لی تھی۔ سوبھامل نے کانومل کو نیچا دکھانا چاہا اور

(۳۳) نقل حکم سردار بلونت سنگھ صاحب قائم مقام انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ ۹ پھاگن سمت ۱۹۶۸

بنام لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر دہر میوڑ حفظہ،

روبکار سررشتہ مورخہ ۹ پھاگن سمت حال مطابق ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۲ء بسلسلہ تبادلہ جات غوث محمد خاں صاحب سب انسپکٹر تھانہ شیرپور آپکا تبادلہ بوجہ دیانتداری دہر میوڑ سے تھانہ تلونڈی سابو میں اور بجائے آپ کے غوث محمد خان صاحب سب انسپکٹر تھانہ شیرپور کیا جاکر آپ کو قلمی ہے۔ کہ مطلع ہو کر جائے۔ تبادلہ پر حاضر ہو کر رپورٹ پیش کریں۔

(۳۴) نقل پروانہ از سردار نرائن سنگھ صاحب مجسٹریٹ کوہستان نجور۔ مورخہ ۸ چیت سمت ۱۹۶۸ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

تنگ کرنیکی غرض سے اپنے حصّہ کے مکان میں چوکیدار وغیرہ بسادیئے۔ بلکہ کوڑہ وغیرہ خراب چیزیں بھرنی شروع کیں۔ جنکی بدبو سے وُہ بہت پریشان ہونے لگا۔ اِس نت نئی چھیڑ سے اِن دونوں میں کدورت۔ عداوت روزافزوں ترقی پاتی گئی۔ کالو مل زیادہ رنج و پریشان ہوا۔ اسکا کوئی بس نہ چلتا۔ اور دِل ہی دِل میں پیچ و تاب کھاتا۔ آخر اُس کے دِل میں رنج کی ایسی اگنی روشن ہوگئی۔ کہ اُسکے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ اُس کے اپنے وجود میں اِس قدر بل نہیں تھا۔ نہ ہمت کہ تن تنہا اُسے مار گرائے۔ اِس لئے اُس نے ایسے اور امدادی آدمیوں کی جستجو شروع کی۔ جو اُس کے دِلی مقاصد میں امداد دیں۔ اور سوبھا مل کو واصلِ جہنم کر دیں۔ تلاش کبھی خالی نہیں جاتی۔ جو انسان ایک کام کیلئے ہاتھ دھو کے پیچھے ہو جاتا ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ پورا کرکے رہونگا۔ وُہ ایک نہ ایک دِن اپنے مقصدِ دلی میں ضرور کامیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ کالو مل کو ایسے تین اشخاص جو قتلِ سوبھا مل کیلئے تیار ہوئے مِل گئے۔ یہ تینوں ریاست جنید کی فوج میں مُلازم تھے۔ اِن سب نے بالاتفاق حملہ کیا۔ اور سوبھا مل کو قتل کر کے دَم لیا۔ مقامی پولیس برآمدگی مقدمہ میں ناکام رہی۔ مقدمہ کی تفتیش پر راقم بحکم حکام مامور کیا گیا۔ وقوعہ کے متعلق ثبوت مِل گئے۔ مگر وُہ ہر سہ فوجی عین وقوعہ کے وقت اپنی حاضری فوج میں ثابت کرتے تھے۔ مقدمہ کے حق میں یہ بات سخت مضر تھی۔ آخر اِس ثبوت کی کافی طور پر تردید کی گئی۔ اصلی معاملات روشنی میں آگئے۔ ملزمان کا چالان عدالت میں کیا گیا۔ سب کو سزائیں ہوئیں۔ کالو مل جیل میں ہی مرگیا۔

تھور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ تلونڈی سابو ضلع برنالہ حفظہٗ

آپ ہمارے ماتحت تھانہ دھر مسوچ میں سب انسپکٹر تقریباً آٹھ ماہ مامور رہے ہیں۔ ہمیں جہانتک آپ کے کام دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ کو ہر طرح پر کارِ سرکار میں مستعد اور محنتی پایا۔ دیانتداری بھی آپ کی قابلِ تعریف ہے۔ لہذا ہم باظہارِ خوشی یہ پروانہ بطور سرٹیفکیٹ آپ کو دیتے ہیں۔ اور درج کرتے ہیں۔ کہ اسی طرح آپ کو کارِ سرکار میں نمایاں ترقی کرنی چاہئے۔ جو باعثِ خوشنودیٔ سرکار و دولتمدار ہو۔

(۳۵) نقل پروانہ سردار بلونت سنگھ صاحب قائمقام انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ یکم جلیٹھ سمت ۱۹۶۹
۱۲ مئی ۱۹۱۲ء

اذیّت دے کے انسان خوش رہے یہ عین ناممکن
نہ خوش ہوا پنے دِل میں تو کبھی ایزا رساں ہو کر

ایک پُراسرار چوری

ماہِ اسوج سمنت ۱۹۷۰ کا واقعہ ہے۔ کہ موضع دیوی گڈھ تھانہ چوہڑپور کی ایک عورت مسماۃ درو پدی بیوہ لچھمن بقال کے گھر چوروں نے نقب دیکر چوری کی۔ اور مال لیکر نو دو گیارہ ہُوئے۔ مالکہ کو تب ہی پتہ لگا جب دن نکلا۔ اب بجز اس کے کہ تھانہ میں رپٹ رپورٹ کی جائے۔ اور چارہ کار ہی کیا تھا۔ بیچاری بیوہ روتی چلاتی تھانہ میں پُہنچی۔ تھانہ والوں نے رپٹ لکھی پرچہ چاک کیا۔ مستغیثہ نے اپنے مال کا اندازہ پانسو روپیہ کے قریب لکھایا۔ تھانیدار صاحب تھانہ چوہڑپور موقعہ واردات پر پُہنچے تفتیش شروع کی۔ پندرہ ۱۵ روز وہاں ڈیرے ڈالے پڑے رہے۔ کوئی صورت برآمدگی وقوعہ کی پیدا نہ ہُوئی۔ کرتے کراتے مستغیثہ کے شبہ پر ایک شخص مسمّی اَنّو رائیں کو دھر گھسیٹا۔ اور لگی اس پر بے بھاؤ کی پڑنے۔ مگر چوری اس نے کی ہو تو کچھ بتائے۔ پولیس کا ہاتھ انتہا کی سختی مار کے آگے بھوت ناچے یہ تو بیچارہ آدم زاد تھا۔ آخر انّو نے جب دیکھا۔ کہ پولیس تو جان لئے بغیر پیچھا کیوں چھوڑے گی۔ اس نے ناکردہ گناہ خواہ نخواہ بھی پولیس کے منشا کے مطابق قبول لیا۔ کہ چوری میں نے کی۔ اب مال کا قضیہ چوری کی ہے۔ تو لاؤ مال۔ مال ہو تو دے یونہی علی الحساب جنگل کو پولیس کو ساتھ لے چل دیا۔ کبھی یہاں کبھی وہاں مال گاڑنا بتلاتا پھرا۔ مال نہ تھا نہ برآمد ہوا۔ دو چار جگہ کھدوائیں۔ آخر بولا صاحب امیں نے گاڑ دیا تھا۔

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر تھانہ تلونڈی سابو بحفظ،

حسب تجویز امروزہ آپ کا تبادلہ تھانہ تلونڈی سابو سے تھانہ سامانہ میں کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ قصبہ پرانا شہر ہے۔ اِس میں بڑے ذی عزت لوگ آباد ہیں۔ اور آپ پہلے اِس تھانہ میں مامور رہ چکے ہیں۔ مردمانِ قصبہ آپ کی شرافت۔ بھل منسی وہوشیاری عہدہ داری کے ثنا خوان ہیں۔ یقین ہے۔ کہ سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کرنگڈھ آپ کے تبادلہ کے متعلق رضامند ہوں۔

(۳۶) نقل حکم سردار بلونت سنگھ صاحب قائمقام انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ محکومہ ۲۲ جیٹھ سمت ۱۹۶۹

کوئی دیکھتا ہو گا۔ وہ نکال لے گیا۔

مالِ مسروقہ کی عدم برآمدگی پر بیچارے اتو پر سختی ہونے لگی۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ انجام کار اتو نے کہا۔ کہ حضور مال تو کوئی نکال لے گیا۔ آپ مال کی قیمت مجھ سے مستغیثہ کو دلوا دیں۔ اور میری جان بخشی کریں۔ اس کی اس درخواست پر اس سے نقد چار سو روپیہ کی رقم بگناہ بمقصود وصول کیگئی اور مستغیثہ کو دیدی گئی۔ چلو فیصلہ ہوا۔

مستغیثہ کا ایک دیور تھا۔ جو سامانہ میں رہتا تھا۔ چوہڑ امل نام وہ بھی تفتیش میں شامل تھا۔ اسکی آنکھوں دیکھتے یہ فیصلہ ہوا تھا۔ مگر وہ اس فیصلے سے ناخوش تھا۔ اُس نے شور مچایا۔ کہ تھانیدار نے پانچسو روپیہ تو خود کھایا۔ اور بیوہ کو چار سو روپیہ دلا کر ملزم کو سزا سے بچا لیا۔ یہ انصاف نہیں ہوا۔ پولیس چالاکی سے ہمارا معاملہ بگاڑ گئی۔

یہ خبر اُڑتے اُڑتے سب انسپکٹر صاحب کے کانوں تک بھی پہنچی۔ وہ تو حیران ہوئے کہ ناحق بدنامی ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے سماۃ دروپدی کو بلایا۔ رقم جو اُسے دلائی گئی تھی اُس سے واپس لے لی۔ اور اتو کے حوالہ کر دی۔ مستغیثہ سے کہا کہ ہم بلا تصدیق بلا اطمینان ایک شخص سے نقد وصول کر کے تم کو نہیں دینگے۔ مستغیثہ اور اسکے دیور چوہڑ امل کے تو پاؤں تلے کی مٹی نکل گئی۔ وہ سخت پریشان انگشت بدندان ہوئے۔ اور سب انسپکٹر صاحب بے نیل و مرام جیسے گئے تھے ویسے ہی اپنے تھانے کو واپس آگئے۔

تہوّر پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر صاحب تھانہ سمانہ ضلع کرمگڈھ حفظہ

بسلسلۂ قائمی جمعیت پولیس حسب منظوری بجٹ سمت ۱۹۶۹ چونکہ شیخ قطب الدین احمد صاحب انسپکٹر درجہ دوئم کو بدرجہ اوّل ترقیاب کئے جانیکی سفارش کیگئی ہے۔ اسلئے بجائے شیخ قطب الدین صاحب ایک سب انسپکٹر سوئم کو بدرجہ سب انسپکٹر دوئم ترقی دیئے جانیکی گنجائش پیدا ہو کر بعد مشورہ و حصول منظوری باقی زبانی جناب ہوم منسٹر صاحب بذریعہ روبکار بتاریخ ۲۰ جیٹھ سمت ۱۹۶۹ مطابق یکم جون ۱۹۱۲ء بخدمت جناب ہوم منسٹر صاحب گذارش کیا گیا ہے۔ کہ

"لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر صاحب درجہ سوم دیانتدار ہوشیار اور بہت اچھے محرر ہیں"۔

اب چھجو رام اور دروپدی نے کہا کہ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مال چوری گیا۔ اِس قدر حیران ہوئے۔ چار سو ۴۰۰ روپئے پڑا تھا۔ وہ بھی چھین لیا گیا۔ تھانیدار ہی تو حاکم نہیں۔ اور بھی افسر ہیں۔ اُوپر پہنچے کہیں تو واویلا کی سماعت ہوگی۔ ایسا کیا اندھیر ہے۔ چنانچہ وہ جوڈیشل سکرٹری صاحب کی عدالت میں ایک درخواست لے کر پہنچے۔ جس میں درج تھا۔ کہ میرے مقدمہ چوری کی تفتیش پولیس نے جو کی اِس پر مجھے اطمینان نہیں۔ تفتیش کیلئے لالہ شب چند سب انسپکٹر نامزدہ تھانہ سامانہ کو تعینات فرمایا جائے۔ حکام رعایا کی فریاد سُنتے ہیں۔ چنانچہ انسپکٹر جنرل صاحب پٹیالہ پولیس کی معرفت میرے نام احکام جاری ہوگئے۔ کہ مقدمہ مذکور کی تفتیش کرو۔ نتیجہ سے اطلاع دو۔ میں اِن ایام میں ایسا مصروف کار ہائے سرکار تھا۔ کہ رات اور دن کے چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں مجھے دم لینے کی فرصت نہ ہوتی تھی۔ تھانہ سامانہ زیر تعمیر تھا۔ عمارت کی ضروریات بہت تھیں۔ ہر شئے مجھے بروقت مہیا کرنی پڑتی تھی۔ بعض اشیاء باہر سے منگوانی ہوتیں۔ اِسکے علاوہ بہت سے مقدمات برائے تفتیش میرے سپرد تھے۔ جنکی تعمیل نہایت ضروری تھی۔ خیر

اِس مقدمہ کا مجھے زیادہ تردد ہوا۔ چنانچہ سامانہ ہی بیٹھے بٹھائے میں نے دریافت کر لیا۔ کہ اُتو رائیں جسے سب انسپکٹر صاحب نے پہلے تفتیش میں لیا تھا۔ قطعاً بے گناہ ہے۔ اُسے واقعہ چوری سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ چوری بلوچان کے ایک گروہ نے جو موضع ہانسو تھانہ گوہلہ

"حسب منشائے حکام محنت و وفاداری سے خدمات سرکار انجام دینے والے افسر ہیں۔

"اِن سے سینئر سب انسپکٹر صاحبان سوئم کی دیانتداری اِن سے قابلِ ترجیح نہیں ہے"۔

"لہٰذا لالہ شب چند صاحب کو بدرجہ سب انسپکٹر دوئم از ابتدائے یکم ہاڑھ سمت ۱۹۶۹ ترقیاب کئے جانیکی منظوری ضابطہ عطا فرمائی جاوے"۔

چنانچہ اصل روبکار سر رشتہ بہ ثبت حکم منظوری مورخہ امروزہ پیشی جناب ہوم منسٹر صاحب سے واپس صادر ہو کر آپ کو آپ کی ترقی گریڈ سے مطلع کیا جاتا ہے۔

(۳۷) نقل حکم سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرمگڈھ۔ ۲۹ جلیٹھ سمت ۱۹۶۹

ضلع کرنال کے باشندے ہیں۔ کی ہے۔ ایکروز میں نے چوہڑا گوجر سکنہ چھترہ تھانہ گوہلہ کو بلایا۔ کیونکہ اوسکو میں پہلے سے جانتا تھا۔ گوجر مذکور کو میں نے کہا کہ تم دارا بلوچ کو میرا پیغام پہنچا دو۔ کہ دیوی گڈھ والی سماۃ کی چوری کا معاملہ تفتیش کیلئے حکام نے میرے سپرد کر دیا ہے۔ مجھے مقدمہ نکالنا پڑیگا۔ لیکن میرے سپرد بیشمار مقدمات ہیں۔ ایک طرف تھانہ کی عمارت تیار ہو رہی ہے۔ اسلئے نہایت اچھا ہو۔ اگر وہ سماۃ کا مال بطور بخ اُسے دیدیں۔ اور اپنا پیچھا چھوڑالیں۔ ورنہ اُن کیلئے اچھا نہ ہوگا۔ اِس پیغام کے کئی دن بعد گوجر مذکور میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ دارا بلوچ آپ کو خود ہی ملنے کا خواہشمند ہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد بلوچ مذکور میرے پاس سامانہ پہنچا۔ اور اُس نے تو دنیا زمانہ اور زمین آسمان کی کوئی شئے نہ چھوڑی۔ جس کی قسم نہ کھائی ہو۔ اور مجھے یقین دلانے کی بیحد کوشش کی۔ کہ یہ چوری کسی بلوچ نے نہیں کی۔ مگر مجھے یقین نہ آیا۔ میں خاموش ہو رہا۔ ہاں یہ بات مجھے ہر وقت زیرِ غور رہتی۔ کہ پتہ دینے والوں نے بڑے وثوق سے پتہ دیا ہے۔ کہ چوری بلوچوں کے سوائے کسی اور نے نہیں کی۔ لیکن بلوچ ہے۔ کہ پیچھے پر ہاتھ تک دھرنے نہیں دیتا۔ یہ معاملہ کیا ہے۔ اِس میں کلام نہیں۔ کہ یہ لوگ عادی مجرم تمام عمر اِن کی جیلوں میں کٹی ہے۔ باتوں سے یہ بیخوف لوگ کھلا کب ماننے والی اسامی ہیں۔ یہاں سیدھی اُنگلی گھی نہیں نکالا جا سکتا۔ اِن لوگوں کے پیٹ کا کھایا پیا بلکہ ہضم شدہ مال نکالنا ذرہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ دارا مذکور اپنی قوم کا سرغنہ اور نہایت ہوشیار عیّار آدمی تھا۔ اِس سے عہدبرآ

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

سرکار والا

بنام

جرم زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند قتل سوبھا بقال موضع گھراچوں۔ ابتدائی رپورٹ نمبر ۱ رجوعہ ۱۵ ر جیٹھ سمت ۱۹۶۹ - تھانہ بھوانی گڈھ

اندریں مقدمہ بموجب حکم جناب ناظم صاحب بوجہ سنگین مقدمہ آپ کو شاملِ تفتیش کیا جانا ضروری ہے۔ لہٰذا قلمی ہے۔ کہ آپ بفور رسیدگی حکم ھذا موضع گھراچوں میں پہنچکر شاملِ تفتیش ہو جاویں۔

ہونا معمولی بات نہ تھی۔ مسٹر وار برٹن صاحب نہایت تجربہ کار اور مُسلمہ سراغرساں افسر تھے۔ وُہ آنکھوں ہی آنکھوں میں انسان کا کھرا کھوٹا پن بھانپ جاتے تھے۔ آدمی کی رفتار سے سب حال معلوم کر لیتے مگر یہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن ایسے لوگوں کو بھی پتہ نہ دیا۔ مجھے یہ کیونکر بلا کسی کوشش کے اپنا کچا چٹھا بتلا سکتے ہیں۔ میں ہر وقت اِس مُعاملہ میں غلطاں پیچاں رہتا۔ کہ اِس میں کیا کیا جائے۔ بلا کسی معقول ثبوت کے یہ لوگ جو علاقہ قیصری میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ریاست میں منتقل نہیں ہو سکتے۔ ایک روز اِسی سوچ وچار میں مَیں اِس نتیجہ پر پُہنچا۔ کہ کسی وقت یک لخت بلا کسی اطلاع وخبر کے اِن کی اچانک خانہ تلاشی کی جائے۔ تب ممکن ہے۔ کہ کوئی سُراغ چل جائے۔ مستغیثہ کا مال نہ ملے۔ تو اور کوئی نہ کوئی مالِ مسروقہ مشتبہ ضرور برآمد ہوگا۔ کسی مقدمہ کی ایک شکل قائم کر لی جائے۔ اِس سے یہ ضروری ہو جائیگا۔ کہ انگریزی علاقہ سے منتقل ہو کر یہ لوگ ہمارے سپرد ہو کر ہمارے پنجہ میں پھنس جائینگے۔ جب ایسا ہو جائیگا۔ تب اِن سے مالِ مسروقہ برآمد کرا لینا۔ آسان ہو جائیگا۔

اِس تجویز پہ کاربند ہو کر مَیں نے اپنا سفری ساز و سامان نکلوایا۔ اور ایک کنسٹبل کے حوالہ کر کے کسی دوسرے گاؤں کو سامان جانے کی ہدایت کی۔ تاکہ ایرہ غیرہ کو یقین ہو۔ کہ یہ اُس گاؤں کو جائیگا۔ بات یہ ہے۔ کہ بدمعاش لوگ ہمیشہ اِس ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ کہ تھانیدار اگر تھانے سے نکلا ہے۔ تو کدھر جاتا ہے۔ وُہ تھانیدار کی نقل و حرکت سے بہت خبردار رہتے ہیں۔

(نمبر ۳) نقل پروانہ بریگیڈیر جنرل سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ
مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہٗ

رپورٹ آپکی مورخہ ۲۹ چیت سمت ۱۹۶۹ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء دربارہ نکلوائے جانے موٹر کار از ریت سرحد موضع ریت گڈھ علاقہ ریاست سنگرور میں کہ جس میں جناب والاشان صاحب پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر و اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر و جنرل سردار سروپ سنگھ صاحب و کپتان صاحب بہادر فوج وغیرہ سوار تھے۔ دھکے جانے انتظام سواری و اظہار خوشنودی مزاج جناب پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر

اسی میں اُن کی بہتری ہے۔

دو کنسٹبل مَیں نے اپنے ساتھ لئے۔ اور نہایت احتیاط ہوشیاری سے اِس بات کو چھپایا۔ کہ درحقیقت مَیں کہاں جاتا ہوں۔ مَیں تھانہ گوہلہ پہنچ کر منشی فیاض حسین صاحب سب انسپکٹر کے پاس ٹھہرا۔ موصوف میرے نہایت گہرے دوست و کرمفرما تھے۔ اور انہوں نے اقوام بلوچ سے رشوت لینے کا حلف کیا ہوا تھا۔ تمام حال اُن سے بےغل وغش بیان کر دیا۔ اور تلاشی کا ارادہ بھی ظاہر کر دیا۔ بلکہ اُن سے درخواست کی۔ کہ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں۔ انہوں نے اپنے ہمراہی حوالدار کو میرے ساتھ بھیجنے کو کہا۔ مگر میں نے زیادہ اصرار کیا۔ کہ آپ خود ہی چلیں۔ میرے اصرار پر وہ انکار نہ کر سکے تیار ہوئے۔ رات بھر تو ہم وہیں۔ تھانہ گوہلہ میں رہے۔ تین بجے رات کے وہاں سے روانہ ہوئے۔ نور کے تڑکے بلوچوں کے گھروں پر پہنچ گئے۔ اور جاتے ہی بلا تامل نہایت پھرتی سے اُن کے تمام مکان پولیس کے محاصرہ میں کر لئے گئے۔ سب سے پہلے مسمیان دارا۔ مرادی۔ عبدل وغیرہ بڑے بڑے بلوچوں کے گھروں کی خانہ تلاشیاں ہونے لگیں۔ نغر بو بلوچ کے مکان کی ایک دیوار کا ایک حصہ کھودا گیا۔ تو اُس میں سے دو ڈبیاں نکلیں۔ جن میں سے ایک ڈبی میں سے بیس پونڈ نکلے۔ مزید جستجو پر ایک ڈبہ اور اُسی جگہ سے برآمد ہوا۔ جس میں سے اکیس عدد طلائی جڑاؤ زیورات برآمد ہوئے۔ مثلاً انگشتریاں۔ کرن پھول۔ بالیاں۔ لونگ۔ علیٰ ہذا دیگر اسی قسم کے بیش قیمت زیورات۔ جب اِن زیورات برآمدہ کا اندازہ کیا گیا۔ تو اچھے جانکار لوگوں نے قریباً پندرہ ہزار روپیہ تک کی قیمت جانچ کی۔ اِس زیور کی برآمدگی سے بلوچوں کی تو گویا نانی

دطلبی اجازت کئے جانے درخواست بابتہ حق الخدمت مردمان کہ جنہوں کی امداد سے گاڑی بار نکلوائی گئیں وغیرہ وغیرہ پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپ کو قلمی ہے۔ کہ ہمارے پاس بھی صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے چٹھی شکریہ اور آپکی کارگذاری کی تعریف میں بھیجی ہے۔ اور ہم آپ کی اِس کارگذاری اور امداد سے خوش ہوئے ہیں۔ آپ نے اِس موقع پر مستعدی سے اچھا کام کیا ہے۔ ایسے موقعہ پر مناسب نہیں ہے۔ کہ جزوی رقم انعام زمینداران کے واسطے کوئی درخواست کی جاوے۔ اگر بخوشی خود صاحب پولیٹکل ایجنٹ کچھ بطریق انعام ان کو دیدیتے تو مضائقہ نہ تھا۔ لیکن طلبی رقم غیر مناسب ہے۔

ہی مرگئی۔ سب کے سب حواس باختہ اور بڑی سودائی سے دکھائی دینے لگے۔ تمام گھروں کے اندر اِس زیور کی خبر نے حشر برپا کر دیا۔ گھر گھر رونا اور پیٹنا پڑ گیا۔ بڑے بڑے سر کردہ بلوچ باہمدگر مشورہ اور صلاح کر کے اِس بات پر سخت مصر ہوئے کہ غور کر لیجئے۔ کیسا مال اور کس قدر بیش قیمت کثیر رقم کا ہے۔ یہ تمام و کمال آپ کی نذر ہے۔ رشوت تصور کیجئے۔ یا انعام خیال فرمائیے غرض اِس سب مال کو سنبھالئے۔ اور ہم لوگوں کو مُعاف فرمائیے۔ سوچ لیجئے اِس قدر رقم کمائے سے کمائی نہیں جا سکتی۔ اِس قدر مال رشوت میں ایکدم مل نہیں سکتا۔ ہمارے حوصلے دیکھئے اتنا مال بے دریغ آپکے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کر جائیے۔ میں نے اُن لوگوں سے چھوٹتے ہی یہ کہا کہ اچھا آپ لوگ پہلے دیوی گڈھ والی چوری کا مال ہمارے حوالہ کریں۔ پھر جو مناسب ہوگا۔ وہ کیا جاویگا۔ جھگڑا تو اِس چوری کا ہے۔ مگر تمام بلوچ جو وہاں موجود تھے۔ یک زبان ہو کر صاف انکار کر گئے۔ کہ دیوی گڈھ والی چوری سے ہم لوگوں کو کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ زیادہ اصرار کرتے اور مستغیثہ کو بے نیل و مرام نہیں رکھنا چاہتے تو جس قدر آپ مناسب خیال فرمائیں۔ نقد روپیہ ہم اُسے دیدینے کو تیار ہیں۔ جب چاہیں۔ دلوائیں۔ مگر ہمنے اُن لوگوں سے کہا کہ چوری آپ لوگوں نے جب کی ہی نہیں ناحق تم لوگوں سے روپیہ اُسے دلوا دینا۔ انصاف نہیں۔ ہاں تم لوگ کوئی ایسی صورت بتاؤ کہ مال ضائع ہو گیا۔ یا کوئی غیر ذالک شخص لے گیا۔ اب ہاتھ نہیں آسکتا۔ غرض کوئی مجبوری

(۳۹) نقل حکم سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرنگڈھ۔ ۲ ربیاکھ سمت ۱۹۷

تہور پناہ لالہ رشب چند صاحب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

مسمی نتھو کمہار سپیانہ مدعی۔ بنام

جرم دفعہ ۳۷۹ تعزیراتِ ھند

فائل نمبر ۲۷۔ روبعہ ۶ چیت سمت ۱۹۷۔ تھانہ چوہڑپور

اندریں مقدمہ بر طبق رپورٹ ضمنی نمبر ۱۹ بذریعہ پروانہ ہذا آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ آپ کو بدستور سب انسپکٹر صاحب تھانہ چوہڑپور سے مل کر سلسلۂ تفتیش اِن سنگین وقوعات کو جاری کرنا چاہئے۔

بیان کر د۔ تو خیر روپیہ دلوا کر رضامند کر لینگے۔ مگر جس حالت میں تم لوگوں کا اُس واقعہ سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ ناحق روپیہ دلوانا ہمارے خیال میں ظلم ہے۔ ہمیں اِس میں کیا فائدہ ہے۔ کہ تم پر ناحق ظلم کریں۔ البتہ جسطرح بھی ممکن ہو۔ اِس چوری کا مال برآمد کراؤ۔ ہم تم سے نہایت ہی خوش ہونگے۔ اِن لوگوں سے اِس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کوئی بات باہمی طے نہ ہو سکی تھی۔ کہ ایک مخبر سے پتہ ملا۔ کہ انہیں لوگوں نے پربھول ساہوکار کرہالی تھانہ چوہڑپور کے پاس ساعت جڑاؤ کڑیاں مبلغ ستر روپیہ میں بیچی تھیں۔ اور وہی جڑاؤ کڑیاں اُس نے نابھہ جاکر سات سو روپیہ میں بیچیں۔ چند بنارسی ساڑھیاں بھی اُس نے خریدی ہیں۔ یہ باتیں ہم نے سُنیں۔ اپنے کام میں بدستور مشغول رہے۔ اور جب اطمینان سے تلاشی کر چکے۔ تو یکدم جُپ چاپ کرہالی کو دھاوا بولدیا۔ کرہالی پہنچکر لالہ پربھول ساہوکار کی عظیم الشان حویلی کو جا گھیرا۔ اور دربندی کر کے پہرے قائم کر دیئے گئے۔ اب لالہ پربھول ساہوکار کی ضرورت پیش آئی۔ دیکھ بھال ہوئی۔ مگر وہاں لالہ جی موجود نہ پائے گئے۔ حوالی موالی اور گھر کے آدمیوں نے کہا۔ کہ لالہ جی پٹیالہ گئے ہوئے ہیں۔ جب دربندی ہو چکی۔ تو لالہ جی کا ایک آدمی فوراً ہی گھوڑی پر سوار ہو کر پٹیالہ کو روانہ ہو گیا تھا۔ اور خود لالہ جی قریب غروب آفتاب گاؤں میں وارد ہوئے۔ پولیس کے پہرے دربندی محاصرہ وغیرہ سب کچھ دیکھ کر پھر دبے پاؤں ایک سنتری کے پاس پہنچے۔ اور اُسے مخاطب کیا۔

لالہ جی۔ کہو جمعدار جی کیا بات ہے۔ اور ہاتھ کرکے ذرا یہ تو بتائیے آپ کے بڑے افسر تھانہ دار

اور جرائم پیشہ کی پڑتال میں مصروف رہیں۔ تفتیش میں کامیابی ہوگی۔

(۴۰) نقل چٹھی دیوان شب سرنداس صاحب پنشنر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس از منگوان پورہ معروضہ ۲۰ ہاڑ سمت ۱۹۷۰

مہربان بندہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ سلامت

بعد اظہار مراتب ما وجب آنکہ۔ راقم بااطلاع بازیابی لاگو بیشان مسروقہ مبارکباد دیتا ہے جس صفائی سے یہ برآمدگی ہوئی۔ یہ اِس بات کا نتیجہ ہے۔ کہ بہت ہی حسنِ تدبیر کیساتھ کام لیا گیا ہے میں اِس حُسنِ کارروائی کا اظہار بخدمت جناب صاحب انسپکٹر جنرل بہادر ریاست نسکیہ کیساتھ ضرور

ہیں۔ یا کوئی اور۔

کنسٹبل۔ کیوں تجھے کیا پڑی۔ تو کون ہے۔ کون سے گاؤں رہتا ہے۔

لالہ جی۔ جمعدار صاحب میں ہی اس مکان کا مالک پرکھبول ہوں۔

کنسٹبل۔ وہ سامنے جائیے۔ لالہ جی۔ تھانیدار صاحب وہاں موجود ہیں۔ جو دریافت کرنا ہو

اُن سے پوچھیے۔

لالہ پرکھبول سیدھے میرے پاس پہنچے۔ اور مجھے جہاں میں بیٹھا تھا۔ وہاں سے اٹھا کر

علیحدہ لیگئے۔ اور تھر تھراتے ہوئے بولے۔

لالہ پرکھبول۔ لالہ جی میں تو لُٹ گیا۔ برباد ہو گیا۔ جا تا رہا۔

خاکسار۔ یہ کیسے ہوئی۔ کیونکر گذری۔

پرکھبول۔ در بندی اور اُس پر تلاشی ہونے میں تو میں کہیں کا بھی نہیں رہتا۔ میری اِن باتوں

میں بہت ہی ہیٹی ہے۔ میری اتنی عمر گذری آجتک کسی چھوٹے بڑے پولیس افسر نے میری تلاشی

کا خیال تک نہیں کیا۔ اتنی جبرستی (زبردستی) ریاست کے جتنے بڑے چھوٹے پولیس کے حاکم ہیں یا

سب سے میرا میل جول ہے۔ اس علاقہ میں جتنے مقدمات ہوتے ہیں۔ پولیس کو مجھی سے ہر قسم کی امداد

ملتی ہے۔ اور میں ہوں کہ جان تک سے دریغ نہیں کرتا۔ کرپا مہاراج کرپا کر کے ذرا یہ تو بتائے

یہ در بندی میری کونسی بات میں کی گئی ہے۔

کرنا چاہتا ہوں۔

(۴۱) نقل پروانہ سردار لسبت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔

سرکار دولت مدار بنام

جرم دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند

فائل نمبر ۲۵- رجوعہ ۴ اسوج سمت ۱۹۷

تھانہ ورنہ

بمقدمہ بالا نقل سوال مسمی کاکا رام برادر سادھو رام پٹواری علاقہ مذاس مقتول بحکم محکمہ صد نظامت

خاکسار - آپ کو معلوم نہیں - یہ دربندی مسماۃ دروپدی سکنہ دیوی گڈھ کے مالِ مسروقہ کی برآمدگی کیلئے ہے -

پربھو مل - ہرے رام! لالہ جی اگر آپ مجھے ویسے ہی بُلا کر میرے کانوں سے یہ بات نکال دیتے تو بھلا میں آپ سے انکاری ہو جاتا -

خاکسار - لالہ جی سچائی ہمیشہ اور ہر حالت میں مفید ہُوا کرتی ہے - ابھی تک تو آپکا کچھ بگاڑ نہیں ہو گیا -

پربھو مل - رام جی تیرا آسرا ہے - لالہ جی ذرا دھیان دیکر سنو - سچ سچ بات یہ ہے - کہ آٹھ تولہ سونے کا زیور چک طلائی - گجانیاں طلائی دو عدد - مالا طلائی یک عدد - مسمیان غریبو اور مراد ی بلو جان سکنائے نناسوسے اس چوری کی یقینی ضرور خریدی ہیں میں آپ کے روبرو ئے کسی بات سے انکاری نہیں ہو سکتا - کیونکہ پولیس سے چوری رکھنا میرا دھرم نہیں ہے - رتی رتی بات آپ سے بتلا دونگا - میں نے علاوہ چک طلائی کے باقی سب چیزیں جیتو سُنار کی معرفت گلوا دیں - ابھی تک مال مذکور کا سونا میں نے اُس سے نہیں لیا - البتہ وہ چک جس کا میں نے ذکر کیا ہے بجنسہ موجود ہے - رہے اس چوری کے چاندی کے زیورات سو وہ مسمی ہر نام مل بقال سکنہ دیہہ نے خرید لئے ہیں - اگر آپ کی خواہش ہو - تو چک میں آپ کے روبرو پیش کئے دیتا ہوں -

میں نے لالہ پربھو مل کی تمام گفتگو کو سُن کر اُس سے کہا کہ آپ اب اطمینان اور تسلی سے آرام کریں - چک طلائی جو آپ نے خود دینا کیا ہے - صُبح آپ سے لے لیا جائیگا - اور آپ کی

ضلع ھذا در سرشتہ ہُوا - اگرچہ محمد شریف خان صاحب انسپکٹر ضلع کی ماموری کی جا چکی ہے - مگر بلحاظ سنگینیت مقدمہ نیز بوجہ اسکے کہ مقتول سامانہ کا باشندہ تھا - اور روزِ وقوعہ اپنے مسکن سے روانہ ہو کر علی الصباح حلقہ پوار خود موضع پوراس کو جاتا ہُوا - اثناءِ راہ میں قتل ہُوا ہے - بمنشاء حکم جناب ناظم صاحب ضلع ہذا سربراہی مقدمہ کیلئے آپ کو شاملِ تفتیش کیا جانا مناسب خیال کیا جا کر بذریعہ پروانہ بصیغہ ضروری آپ کو تلمی ہے - کہ آپ فوراً برسیدگی حکم ہذا بلا توقف و تساہل بر موقعہ تفتیش کنندگان کیساتھ شامل ہو کر سربراہی مقدمہ میں کوشش کریں -

(۴۲) نقل پروانہ محکمہ پولیس ضلع کرم گڈھ - مورخہ ۲۱ ماگھ سمت ۱۹۷ بکرم -

دربندی کھولدیجاویگی۔ چُنانچہ یہ کُھول وہاں سے اپنے گھر گھاٹ کو چلتے بنے۔ اور بندۂ درگاہ نے اُسی وقت نمبرداران کو اپنے ساتھ لیا۔ ہرنام مل بقال اور جیتو سنار کی بھی لگے ہاتھوں دربندی کر کے حفاظتی پہرہ قائم کر دیا۔

ہرنام مل نے بھی مان لیا۔ کہ دو چوڑے چاندی کے ایک ہار چاندی کا دو عدد بانکاں کل مالیتی مبلغ ۶۰ روپیہ جو دیوی گڈھ کی ایک بیوہ مسماۃ کے گھر سے مسروقہ شدہ تھا ایک شخص مسمی وارا بلوچ سے اُس نے مبلغ ۶۰ روپیہ میں خرید کیا۔ اور مسمی جیتو سنار کو گلاکر مال کی اصلی حیثیت منقلب کرنے کیلئے اُس کے حوالے کیا ہوا ہے۔ جیتو سنار نے سب مال جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ ہرنام مل سے لینا۔ اور گلانے وغیرہ کا کل حال اپنی زبان سے خود بیان کر دیا۔ البتہ تین چاندی کی چوڑیاں جو اسوقت تک اصل حالت میں اُس کے پاس موجود تھیں۔ کہدیا کہ وہ میرے پاس بدستور موجود ہیں۔ چونکہ رات ہو چکی تھی۔ اس لئے ہم نے معاملات کو وہیں چھوڑ دیا۔ صبح ہوتے ہی چک طلا۔ تین عدد چوڑیاں نقری۔ جو اپنی اصلی حالت میں برآمد ہوئیں مستغیثہ کو بلاکر دکھلائیں۔ جس نے اُن کو شناخت کیا۔ جس قدر مال گلایا جا چکا تھا۔ اس کا سونا اور چاندی کل کا کل برآمد ہو گیا۔ اب وہ بہیات منگوائی گئیں۔ جن کے اندر مال وغیرہ کی خرید کا اندراج تھا۔ آخر مہاجن تھے۔ خرید و فروخت لین دین سب کچھ تھا۔ ان کا باقاعدہ بہیات میں اندراج لازمی تھا۔ سب کا باقاعدہ ترجمہ لے لیا گیا۔ اس طرح سے اس واقعہ سرقہ کا پتہ ملیگیا

تہورپناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظ،

نرائن سنگھ ولد دان سنگھ سکنہ کھیڑی گلاں بنام بختاور سنگھ وغیرہ

جرم دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند

اندرین مقدمہ رپورٹ سنگین ۸ ار مگھر سمت حال مرتبہ محمد بخش ہیڈ سوم بذریعہ پروانہ ہذا آپکو لکھا جاتا ہے۔ کہ جس کوشش سے آپ نے اس دیرینہ مقدمہ کو تازہ کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ آئیندہ اُسی کوشش سے اس کی سرسبزی و تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رکھی جاویگی۔ اور چالان مقدمہ کر کے حکام کی خوشنودی حاصل کیجاویگی۔

مال برآمد ہو چکا۔ ملزم چونکہ ریاست کے باشندے نہ تھے۔ انہیں باقاعدہ منتقل کرا انکی جدوجہد شروع کردیگئی ع

کرد کہ نیافت!

جب مسماۃ کی چوری کا کُل مال برآمد ہو چکا۔ بلوچ جنہوں نے اس واقعہ سے اپنا کوئی تعلق تسلیم نہیں کیا تھا۔ خود کو برابر مقصور کہے چلے جاتے تھے۔ اب جبکہ کل واقعات طشت از بام ہو چکے۔ اپنے واسطے داروں۔ عزیزوں۔ دوستوں کے ذریعہ سے بے تحاشا کوشش کی۔ کہ اصل مالیت سے ڈیوڑھی قیمت مستغیثہ کو دلا دی جائے۔ اور ہمسے رضامندی ہو جائے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ تمام معاملات صاف ہو چکے تھے۔ ثبوت گذر چکے تھے۔ بہت سے متعلقین مقدمہ کے اقبال موجود تھے۔

لالہ پہ سعول مناہو گر کی دوسرے روز باقاعدہ تلاشی لی گئی۔ لالہ جی بہت سٹپٹائے بہت حیلے حوالے کئے۔ ہر چند زور مارتے رہے۔ غرض جو کچھ کوشش اُن سے ہو سکی۔ اسمیں دریغ نہ ہوا۔ مگر تلاشی ہونی پر ہوئی۔ تلاشی میں بنارسی ساڑھیاں طرح طرح کے قیمتی دوپٹے کچھ کھوٹے روپے نکلے۔ اور یہ خوب ثابت ہو گیا۔ کہ بلوچوں سے چوری کا مال لینے کا یہ شخص عادی تھے۔ ہمیشہ یہ کام کرتا ہے۔ تھانہ چوہڑپور میں مقدمہ دیا گیا۔

غرضیکہ بلوچ کی تلاشی سے اسکی دیوار سے جو جڑاؤ طلائی زیور ہم نے نکالا تھا۔ اور جس کی

(۳۳) نقل چٹھی بابو بسنت رام صاحب سب انسپکٹر تھانہ چوہڑپور۔ ۱۵ اگست ۱۹

پیارے محترم دوست جناب لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ زاد عنایتکم

تسلیم نیاز۔ مزاج شریف ڈیرہ پھوگنجر سا ہلسی کی گرفتاری و تفتیش کے متعلق جناب صاحب انسپکٹر جنرل کے اجلاس سے راقم و جناب کیلئے اظہار خوشنودی فرمایا گیا ہے۔ لہذا نقل حکم ارسال ہے اسکے متعلق جو کچھ ارشاد آپ موقعہ مناسب پر فرمائینگے۔ نیاز مند بسر و چشم تعمیل کیلئے حاضر ہے۔ جناب کے قدم میمنت لزوم میں رہکر اور فلاسفرانہ باتیں سن کر میری روح و ضمیر کو طمانیت ہوتی ہے۔ اور مشق سب انسپکٹری میں امید کامیابی دکھائی پڑتی ہے۔ کار و بار لائقہ سے یاد و شاد فرماتے رہیں۔

مالیت کا اندازہ پٹیالہ میں کرایا گیا۔ تو آٹھ ہزار کی مالیت کا بتلایا گیا۔ اور اسی مال کی جب دہلی میں قیمت اندازی کرائی گئی۔ تو پندرہ ۱۵۰۰۰ ہزار کا ظاہر ہوا۔ ہر چند اِس مال کو لوگوں سے شناخت کرایا گیا۔ مگر کسی نے بھی نہ اپنایا۔ آخر سب طرف سے مایوس ہو کر کرنال بھیجا گیا۔ جہاں وُہ سب کا سب بحق سرکار انگریزی ضبط قرار دیا گیا۔ البتہ اپنے طور پر جب بلوچوں سے دریافت کیا گیا۔ تو وُہ یہ بات مان لیتے تھے۔ کہ یہ مال یہاں کا نہیں ہے۔ بلکہ دُور دراز علاقوں سے چوری کردہ ہے۔ جو مال گل سکے۔ وُہ تو گلا کر فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اور جو گلایا نہ جا سکے۔ وُہ نہایت مشکل سے کسی خاص طور طریقہ سے فروخت ہو سکتا ہے یہ جڑاؤ مال ایسا تھا۔ کہ یک بیک فروخت نہ ہو سکا۔ جواہرات جڑے جڑائے فروخت ہو سکتے ہیں لیکن بنے بنائے مال کا فروخت کرنا۔ اپنی موت اپنے ہاتھوں مول لینا ہے۔ یہ تمام مال کسی موقعہ کے انتظار میں رکھا تھا۔ ہماری قسمت کا نہ تھا۔ کہ پُولیس کے ہاتھ کیا آیا۔ ناحق برباد کیا۔ سرکار کے خزانہ میں نہ اِس سے کوئی بیشی ہو جائیگی۔ اور نہ کمی۔

بلوچ بھی آخر کار ضلع کرنال سے منتقل ہو کر ریاست میں لائے گئے۔ اور عدالت نے ان لوگوں کو چار چار سال کیلئے جیل خانہ میں بھیجدیا ۔

جہاں کھیتی نظر آئے گرہ ناخنِ تدبیر سے — وہاں دانتوں کو استعمال میں لانے سے کیا حاصل
جو نرمی سے رعایا کے دلوں پر فتح ہو حاصل — تو حاکم کو تشدد و جبر پر آنے سے کیا حاصل

چوری ٹھگی قتل و ڈاکہ کے بیشمار واقعات تفتیش و تحقیق کیلئے اِس ذرہ بمقدار کے ہاتھوں میں

(۴۴) نقل پروانہ میجر سردار تارا چند صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ ۵ ماگھ سمت ۱۹۷
تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،
رپورٹ متعلق گرفتاری نہلا۔ نتھا۔ وسمیا قوم کنجر سانسیان خانہ بدوش بہ سلسلہ چلنے مقدمات ۵۲ لغایت ۵۶ تھانہ چوہڑ پور وغیرہ وغیرہ پیش ہو کر آپ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہم کو اِس گرفتاری سے خورسندی ہوئی ہے۔ اِس ڈیرہ کے اشخاص نے جوڑی راس بیل حضور کنور صاحب پٹیالہ سرقہ کی تھی۔ علاوہ ازیں اِن پر اور بھی کئی سنگین جرائم کی بابت شبہ ہے۔ باحتیاط راز جوئی کی جاوے۔ اور اُن کے بیانات میں کوتاہی یا لاپرواہی نہ کی جاوے۔ ممکن و امید ہے۔ کہ کچھ سنگین مقدمات کا بھی اِن سے پتہ لگ سکے۔

آئے۔ ملازمِ پولیس کو جس قدر خوشی برآمدگی مقدمہ سے حاصل ہوتی ہے۔ کسی بات سے حاصل نہیں نہیں ہوتی۔ لیکن مجھے جو لطف اس مقدمہ میں پندرہ ہزار روپیہ کا مال نہ لینے سے حاصل ہوا۔ وہ کسی قیمت پر بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ بلوچ حیران تھے۔ کہ پولیس کا افسر اس قدر ناداں پندرہ بیس ہزار کا مال جسے ہم بہزار منت و خوشامد دینا چاہتے ہیں۔ نہ تو خود لیتا ہے۔ اور نہ ہمارے پاس رہنے دیتا ہے۔ پولیس والے ہمارے ساتھ مل کر ہزاروں۔ لاکھوں کماتے۔ جاگیریں جائیدادیں بنا لیتے ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ یہ کیسا پولیس افسر ہے۔ کہ سب سے نرالا ہی چلتا ہے۔

اِن کی یہ باتیں سُن کر میرا ضمیر مجھے یہی ہدایت کرتا۔ کہ روپیہ کیلئے ایمان دھرم ایسی بیش قیمت شئے کھونا نادانی ہے۔ ایمانداری یہ ہے۔ کہ جو مالکِ حقیقی نے دیا ہوا ہے۔ اُسی پر قناعت کرے۔ یہ فیصلہ ایسا مضبوط اور زبردست تھا۔ کہ قطعی رہا۔ جب اپنے ایسے واقعات کبھی یاد آجاتے ہیں۔ تو روح بیحد خوش ہو جاتی ہے۔

امن کے دشمن

امن چین نعمت غیر مترقبہ ہے۔ چوری چکاری۔ جھگڑا وفساد بیدامنی کہلاتی ہے۔ حکومت اور ملازمان سرکار کا رُعب باشندوں پر قائم ہو۔ بیجا طور پر کوئی ایک دوسرے پر جبر و تشدد کیا یعنی۔ ناحق آنکھ اُٹھا کر دیکھ بھی نہ سکے۔ یہ حکومت کی کامیابی کی دلیل ہے۔ دنیا میں بیشمار مخلوق اگر رُعب و دباؤ سے قابو نہ رکھی جائے۔ تو نتائج نہایت خراب ہونگے۔ اور خلقِ خدا کو تکلیف ہوگی۔

(۴۵) نقل پروانہ سروار لسنٹ سمتا گڑھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گڑگانوہ۔ ۱۲ فروری ۱۹۲۴ء

شہور پناہ لالہ شیو چند صاحب سب انسپکٹر پولیس سلمہ حفظہٗ

مسماۃ دیوتی بیوہ جھنڈا سی بقال سکنہ ہیوی گڑھ بنام

جرم ۴۰۶ تعزیرات ہند تحت دو چشمہ

ڈاکٹ نمبر ۲۳۔ رجسٹر ۱۰ سوم جسٹس ۱۹۲۰

اندریں مقدمہ مطابق رپورٹ ضمنی آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ ہم آپ کی اس کارروائی سے نہایت خوش ہوئے۔ اب آپ کو تکمیل تکمیل کے بعد چالان پیش کرنا چاہئے۔

انگریزی علاقہ تھانہ گوہلہ میں دو شخص مسمیان جامی و اسمٰعیل ایسے بخوف خود سر و نڈر ہو گئے تھے۔ کہ وہ کسی کی پرواہی نہ کرتے۔ جسے چاہتے لوٹ لیتے۔ یہ لوگ جو مال چوری لیجاتے پولیس خواہ کچھ کرے۔ برآمد ہی نہ ہوتا تھا۔ البتہ ایک صورت تھی۔ جن لوگوں کے ہاں چوری ہو جاتی۔ وہ دیکھ لیتے۔ پولیس زور لگا چکی۔ اب کچھ نہ بن سکیگا۔ تب وہ خود ہی ان سے ملتے اور مالِ مسروقہ کا معاوضہ اُن سے مقرر کر کے اپنا مال واپس لے لینے میں کامیاب ہو جاتے۔

اِن دونوں بدمعاشوں کا ہمیشہ زیادہ تر ریاست پٹیالہ کے علاقہ پر ہاتھ چلتا تھا۔ جب چاہتے۔ سامانہ۔ سنام۔ وٹھبہ۔ بھتوانی گڑھ اور چوہڑ پور پر چھاپہ دوڑتے۔ اور چوری کر کے مال لے جاتے۔ گویا تمام آبادی اِن لوگوں کی ملکیت اور رعایا ہیں۔ آئے اور لیگئے۔

مجھے جب اِن لوگوں کی چیرہ دستیاں معلوم ہوئیں۔ سخت افسوس اور تردد ہوا۔ کہ جہاں مجھ سے بڑے بڑے تجربہ کار۔ دیرینہ ملازم۔ علاقہ سے خوب واقف افسران جو سب قسم کی کوششوں سے کامیابی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ مجھے

کے آمدی وسکے پیر شدی

مجھ میں ایسی کونسی فضیلت تھی۔ کہ دل میں خیال پیدا ہوتے ہی میں اِن پر فتحیاب کامیاب ہو جاتا۔ ہاں دل میں پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ اِن کا انتظام ضروری ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ میری تجویز تھی۔ کہ اِن لوگوں کی اگر ضمانتیں کرا دیجائیں۔ تو ممکن ہے۔ کہ اپنی حرکات سے باز

(۲۶) نقل پروانہ سردار لسنت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنگڈھ۔

مورخہ ۲ بھاگو سمت ۱۹۷

مہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

روبکار حکم جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر مورخہ ۵ بھاگو بحوالہ رپورٹ بابو سنت رام صاحب سب انسپکٹر و آپ کے دربارہ گرفتاری سلانیو دھیا وغیرہ قوم کنجر ساکنیان خانہ بدوش چلنے مقدمہ ۲۷ تا ۲۵ چوہڑ پور کہ ہم کو اس کارروائی سے خورسندی ہوئی۔ صادر ہو کر آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم بھی اس کارروائی سے خوش ہوئے۔

رہیں ۔ بہت معزز اور معتبر گواہ تیار کئے ۔ مادہ بدمعاشی جمع کیا ۔ اور جب ضمانتوں کا موقعہ آیا یکایک میری سامانہ سے تبدیلی ہوگئی ۔ میرے جاتے ہی بدمعاشوں نے گواہوں کے ساتھ جس طرح بھی ہو سکا ۔ میل ملاپ کیا ۔ اُن کو اپنے ہم خیال بنایا ۔ شہادت دینے سے انکاری کر دیا ۔ اب کیا تھا ۔ جب شہادت ہی نہ ہو ۔ مقدمہ کیسا ۔

نمبرداران اور ذیلداران اِن لوگوں سے خوفزدہ تھے ۔ اور وہ اِن کے خوف سے شہادت دینے کیلئے تیار نہ ہوئے ۔ غرض تمام علاقہ کے لوگ اِن کے خوف سے دم نہیں مار سکتے تھے ۔

کچھ عرصہ کے بعد میں پھر تبدیل ہو کر سامانہ واپس آ گیا ۔ اور پہنچ آتے ہی اِن بدمعاشوں کی ضمانتوں کا سوال پھر کھڑا کر دیا ۔ مقدمہ علاقہ انگریزی میں بمقام کیتھل بعدالت مسٹر سی ۔ بی پیری صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل پیش ہوا جس میں میں نے خود جا کر بدمعاشانِ مذکور کے خلاف زبردست شہادتیں پیش کیں ۔ نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ عدالت نے تین تین ہزار روپیہ کی ہر بدمعاش سے ضمانت طلب کی ۔ جب ضمانتیں ہو گئیں ۔ تب خدا خدا کر کے رعایا نے اِن انسان نما درندوں کے ہاتھوں سے نجات پائی ۔ اور علاقہ بھر میں امن وامان قائم ہو گیا ۔

نیک کام اور نیک ارادہ میں خدائی طاقت ہے ۔ یہ ایسی زبردست اور طاقتور ہے کہ جسکی دنیا میں مثال نہیں ۔ نیت نیک رکھو اور کام کئے جاؤ ۔ کامیابی خود بخود تمہارے ساتھ لگی چلی آ رہی ہے ۔ یہ تب ہو سکتا ہے ۔ جب خدا کی مخلوق کا درد دل میں ہو ۔ کسی کو دکھی دیکھکر

(۴۷) نقل ریمارک از پیشی سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ ۔
معروضہ ۲۴ پھاگن سمت ۱۹۷۰ مطابق ۵ مارچ ۱۹۱۴ء
مثبتہ رپورٹ کارگذاری لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ ۔

ہم نے بڑی خوشی اور دلچسپی کیساتھ رپورٹ ہذا کا ملاحظہ کیا ۔ ہم تصدیق کرتے ہیں ۔ کہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ اِس ضلع کے اندر بلحاظِ قابلیت و دیانتداری فرائض شناسی ایک چیدہ اور منتخب افسر پولیس ہیں ۔ اِن کا ہر ایک کام قابل تعریف ہے ۔ مقدماتِ سنگین قتل و چوری ہائے کثیر میں جن کا ذکر اِس رپورٹ میں کیا گیا ہے ۔ فی الحقیقت اِن میں سب انسپکٹر صاحب نے نمایاں حصہ

اپنا چین و آرام باقی نہ رہے ؎
کانٹا لگے کسی کے تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مویشی کی چوری اور اسکا انسداد

دیہات میں مویشی کی چوری عموماً ہوتی ہے۔ سارقان مویشی بڑے جان جوکھوں کے کام کر گذرتے ہیں

اکثر دیہات میں باہمی سلسلۂ لین دین مویشیانِ مسروقہ قائم ہے۔ اِدھر کا مال اُدھر۔ اور اُدھر کا اِدھر۔

کالو رائیں اور بارو جاٹ سکنائے کلاراں نے موضع گھتری والہ سے یکدم سات راس گاؤ میشاں جو ایک لمبردار کی ملکیت تھیں۔ چرائیں۔ اور موضع ونیٹہ علاقہ ریاست سنگرور میں لے گئے۔ معاملہ پولیس میں آیا۔ مجھے اسکی تفتیش کرنی پڑی۔ میں نے اس تندہی اور جانفشانی سے اس معاملہ میں کوشش کی۔ کہ عام لوگوں کو میری سرگرمی سے یقین واثق ہو گیا۔ کہ یہ بغیر معاملہ برآمد کئے چین نہیں پائیگا۔ چنانچہ شب و روز کی محنت شاقہ ہر وقت کی جستجو کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ سات کی سات راسیں واپس آئیں۔ ملزمان کا چالان کیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنی بدعملی کی پاداش میں سزایاب ہوئے سب انسپکٹر صاحب پولیس تھانہ کلاراں کو جب اس واقعہ سے آگاہی ہوئی۔ تو وہ آگوان پر ناخوش ہوئے۔ کہ انہوں نے بلا اجازت مواشی کیوں واپس کئے۔ ان کو چاہئے تھا۔ کہ میرے توسل سے مویشی واپس دیتے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ کام نکل ہی چکا تھا۔

لیا۔ خصوصاً مقدمات قتل گھمراجیں اور ساد ھو رام پٹواری بوراس جن میں زیرنگرانی ہماری سب انسپکٹر صاحب نے تفتیش کر تکمیل کی ہے۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور ایک مقدمہ قتل مسماۃ پریموں بیوہ دیوانسنگھ جٹ قادر پور عرصہ ڈہائی سال کے بعد سب انسپکٹر صاحب نے اپنی کوشش اور سراغرسانی سے ثابت کر کے ملزم روپوش کو گرفتار کر لیا۔ بنیجر نقدی اور زیور ملا کہ بھی بجنسہ برآمد کرایا۔ یہ کارگذاری لالہ شب چند صاحب کی قابل تحسین ہے۔ دیگر چوری کے مقدمات موضع ماجری و دیوی گڈھ علاقہ چوہڑپور وغیرہ میں بجنسہ مال مسروقہ مالیت کثیر برآمد کیا ہے۔ اور اقوام بلوچان علاقہ گوہلہ سے مال مسروقہ مقدمہ دیوی گڈھ کے سوائے اور بھی بہت سا مال مشتبہ السرقت جواز قلم جرائم اور قیمتی زیور ہے۔ برآمد کیا ہے۔ عام انتظام امن و انسداد واردات و رعب داب بدمعاشان پر اُن کا بہت

اسی طرح سے علاقہ کیتھل و وڈبہ وغیرہ سے چوری شدہ مال مویشی بہت منگوایا گیا۔ جہاں کہیں کاتب حالات کی طرف سے پیغام پہنچ جاتا۔ چوری پیشہ لوگ فوراً توجہ سے اس کام کو کرتے۔ تمام لوگ میری صداقت اور صاف کارروائی سے عام طور پر واقف ہو چکے تھے۔ وہ بلا تامل اس علاقہ کے مال کو واپس کر دیتے۔ اور جب کبھی خود ملنے کا موقعہ ہوتا۔ تو کہتے کہ جب کبھی آپ کو ضرورت ہو۔ براہ راست پیغام بھیجکر ہم لوگوں کو طلب کر لیا کریں۔ اور معاملہ ہم سے دریافت کر لیا کریں۔ ہم ہر بات آپکے منشا کے مطابق کرنے کو تیار ہیں۔ پولیس کی معرفت ہم کو نہ بلایا کیجئے۔ کیونکہ پولیس تھانہ کے توسل سے اگر آپ ہم لوگوں کو بلاتے ہیں۔ تو پہلے وہ ہم سے رشوتیں مانگتے۔ سخت تکلیف دیتے ہیں۔ اور پھر آپ تک پہنچاتے ہیں۔ آپ ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتے۔ ہم سے کسی فایدہ کے خواہشمند نہیں ہوتے۔ پھر ہمیں آپ کے پاس آنے میں عذر کیوں ہو۔

واپسی مویشیان کی کیفیت جب لالہ شو سرن داس صاحب پنشنر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کو ہوئی۔ تو صاحب موصوف نے ایک چٹھی راقم کے نام تحریر فرمائی۔ جس میں قدر افزائی و خوشنودی کے علاوہ اظہار تشکر فرمایا۔

میرا ایک رنگیلا ماتحت

میرا ہی نہیں۔ بڑے بڑے مصلحان قوم اور ریفارمروں کا سچا خیال ہے۔ کہ ہر حال میں اعتدال نہایت موزوں ہے۔ کوئی بھی بات ہو۔ ایسی افراط سے کام نہ لے۔ کہ موزونیت کو چھوڑ جائے۔ اور اس قدر بھی دلاپرواہی نہ

اچھا ہے۔ اکثر دیگر تھانہ جات چوہڑپور بھوانی گڈھ دوڑبہ کے مقدمات بھی حسب خواہش مستغیثان برائے تفتیش ان کے سپرد ہوتے رہے ہیں۔ اور نیز سنگین اور پیچیدہ مقدمات کی تفتیش کیلئے بوجہ ہوشیاری و تجربہ کاری ان کو دوسرے افسران کے شامل کیا جاتا رہا ہے۔ اور ان مقدمات میں عموماً کامیابی حاصل ہوئی ہے بصلہ عمدہ کارگذاری اور ان نمایاں خدمات کے جن کا ذکر رپورٹ ہذا میں کیا گیا ہے۔ لالہ شیو چند صاحب سب انسپکٹر قابل قدر افزائی و مستحق ترقی ہیں۔ لہذا اصل کاغذات بخدمت جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس ریاست پٹیالہ پیش ہو کر بدیں گذارش کی جائے۔ کہ بصلہ نمایاں خدمات کے بلا تمیز سینیارٹی بموجب قواعد ترقی مندرجہ پولیس رولز سب انسپکٹر صاحب کی ترقی فرمائی جائے۔ تاکہ دیگر افسران کو بھی

کرے۔ کہ اسکی اصلیت جاتی رہے۔ غرض ہر حال میں اوسط بہت مناسب ہے۔ بعض لوگ پوشش میں اسقدر مبالغہ برت لیتے ہیں۔ کہ وہ اُن کی حیثیت سے بہت آگے نکل جاتا ہے۔ اور بعض صاحبان خست و ممسکت میں ایسے محو ہو جاتے ہیں۔ کہ لوگ انہیں منحوس و ممسک جان کر اُن سے نفرت و حقارت سے پیش آنے لگتے ہیں۔

دوسری دفعہ جب میں تھانہ سانانہ میں تبدیل ہو کر پہنچا۔ تو لاہور کے ایک میرزا جی بھی تھانہ میں تعینات تھے۔ عہدہ کے لحاظ سے افسر تفتیش تھے۔ تفتیش کا کام خصوصیت رکھتا ہے۔ جہاں کوئی واقعہ ہوا۔ افسر تفتیش کا وہاں پہنچنا لازمی ہوا۔ جو لوگ رشوت لینے دینے کے عادی ہوں۔ انہیں ایسے موقعہ پر رشوت کی گنجائش ہوتی ہے۔

میرزا جی نہایت شوقین طبع۔ رنگین مزاج۔ خوش پوش۔ خوش خوراک اور امیر الطبع نوجوان ایسے کہ اگر وہ میں یکجا ہوں۔ تو ہر دیکھنے والے کو جو ہم دونوں کے عہدہ سے ناواقف ہو۔ یہ خیال گذرے کہ میں ماتحت ہوں اور وہ افسر ہے۔ تحریر میں بھی اچھا خاصہ ہوشیار تھا۔ گر کیر کٹر موزوں نہ تھا۔ عیاشی میں دیگر امور کی طرح سبقت لیگئے تھے۔ رنڈی بازی و شراب خوری تو جیسے عیاشوں کا معمول ہوتا ہے۔ اُن کا بھی تھا۔ حتیٰ کہ مقدمہ میں اگر کوئی عورت بدقسمتی سے آجائے۔ تو ریشہ خطمی ہو جاتے۔ متواضع اور خاطر مدارات میں اُن کا نمبر خاص تھا۔ دوست۔ احباب۔ افسران دورہ کیلئے ضرورت سے بہت زیادہ اشیاء مہیا کر دینے میں مرزا جی کو خاص مہارت تھی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ کا

ایسی نمایاں خدمات کرنیکی تحریک پیدا ہو۔ اور نقل ریمارک لالہ شب چند کے پاس مرسل ہو کر لکھا جائے۔ کہ اصل کاغذات آپکے بہ سفارش ترقی بخدمت جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر بھیجے گئے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپکی ان خدمات کی قدر افزائی کیجائیگی۔ آپ کو چاہئے کہ اسی طرح مستعدی اور دلچسپی سے اپنی خدمات کو انجام دیتے رہیں۔

(۲۹) نقل پروانہ سردار بلونت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ضلع کرم گڈھ مورخہ ۲۸ پھاگن سمت ۱۹۷۰

بہور ینام لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سانانہ حفظہ

منشی چھجو مل سپاہی سنگھ جس نے بہی دال۔ جنام

دورہ نکلے۔ اور مرزاجی اسکے منتظم ہوں۔ پھر رسدوں کے انبار لیجئے۔ دودھ۔ دہی پھل میوہ کھانے کی ہر شئے ضرورت سے زائد نہ صرف حاکم کیلئے بلکہ حوالی موالی اور عملہ کے ہر ہر فرد کا منہ موڑ دیتے۔ اِس تواضع پر بھلا ناخوش ہونیوالا ایسا کون ہو سکتا ہے۔ بہر حال تمام کے تمام لوگ اُن سے خوش جاتے اور افسرِ اعلیٰ بھی اُن کی مستعدی۔ دوڑ دھوپ۔ تواضع۔ جانفشانی دیکھتے ہوئے اُن کی خدمات کو بنظرِ استحسان دیکھتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کی منشی کلرک کو صاحب سپرنٹنڈنٹ سے مرزاجی کی بہت تعریف کرتے میں نے خود سُنا اُنہوں نے کہا کہ حضور مرزا صاحب تو تھانیداری کے قابل ہیں۔ دوسری طرف صاحب سپرنٹنڈنٹ بھی مرزا صاحب کی خاطر تواضع اور اُن کے خاندانی ہونے کے معترف تھے۔ اسی بنا پر انہیں کرسی پر بٹھاتے۔

لیکن جب سے میں سانا نہ پہنچ گیا تھا۔ مرزاجی کی گرم بازاری سرد پڑ گئی تھی۔ میں خود ہر کام میں کافی سے زیادہ نگہداشت کرتا۔ اور ہر بات میں خود دیکھ بھال کیا کرتا۔ گو آمدنی تو بند ہو چکی تھی۔ مگر اخراجات کا حال وہی تھا۔ میری نگہداشت سے جب انہیں کوئی بھی موقعہ کھانے اُڑانے کا نہ ملا۔ عدم آمدنی سے جب جیب بالکل خالی رہنے لگی۔ تو مرزاجی سخت سٹپٹائے۔ بہت ترکیبیں کرتے رہے۔ کہ کسی طرح میں انہیں کھل کھیلنے کی اجازت دوں۔

ایک دفعہ مرزاجی لاہور گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے واپس آئے۔ تو میرے لئے ایک

جرم ۷ ۵ ۴ تعزیرات ہند

فائل ۳۱ رجوعہ ۲۵ بھادوں سمت ۱۹۷

اندریں مقدمہ برطبق رپورٹ ضمنی مورخہ ۱۱ پھاگن سمت ۱۹۷ لکھا جاتا ہے۔ کہ ہم آپکی اس کارروائی سے خوش ہوئے۔ آئندہ دیگر ملزمان کی حاضری پر بہ تدابیر مناسب برآمدگی مال مسروقہ میں کارروائی کیجا کر بعد تکمیل چالان پیش کیا جائے۔

(۹۴) نقل پروانہ سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گوجرانوالہ معروضہ ۳۱ بیساکھ سمت ۱۹۷ مسمی جیندو ولد کالو بقال سکنہ بڑول علاقہ گوہلہ۔ بنام سمندو ولد عمرو قوم ارائیں سکنہ دیوی گڑھ۔ ملزم

سوٹ کا گرم کپڑا۔ ایک ولائیتی فل بوٹ۔ ایک ہنٹر خرید کر لائے۔ نہایت عجز و نیاز۔ تہذیب و ادب سے اشیاء مذکورہ پیش کیں۔ اور کہا محض آپکی خاطر سے لایا ہوں۔

راقم۔ مرزا جی آپ کا تہِ دل سے شکریہ۔ مگر ذرا خیال فرمائیے۔ ہنٹر تو میں نے کبھی ہاتھ میں لیا نہیں۔ اسکی مجھے عادت نہیں۔

فل بوٹ کی جب وردی پہنی جائے۔ تب ضرورت پڑتی ہے۔ اور آپ خوب جانتے ہیں کہ میرے پاس نیا بوٹ موجود ہے۔ ایک شئے کے ہوتے ہوئے بلا ضرورت اور لینا میرے خیال میں ناواجب ہے۔ اور مجھے اپنے مہربان سے یہ امید نہ رکھنی چاہئے۔ کہ وہ مجھے کسی ناواجب فعل کے لئے مجبور کر سکینگے۔ لہذا بوٹ کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ اب رہا صرف کپڑا۔ سو میں اس کی بابت اپنے دوست سے کہونگا۔ کہ انہوں نے ناحق تکلیف کی ہے۔ میں ایسا خوش پوش ہوں نہیں۔ کہ مجھے نئے نئے سوٹ بدل بدل کر پہننے کا شوق ہو۔ معمولی کوٹ وغیرہ دو چار موجود رہتے ہیں۔ جن سے موسم گذار لیجاتی ہے۔ سلامت روی میرا اصول ہے۔ فضول خرچی سے مجھے نفرت ہے۔ پس مجھے اپنے کسی دوست پر ایسا خیال نہیں۔ کہ سلامت روی کی تلقین و ہدایت کی بجائے مجھے ایسا سبق پڑھائینگے۔ جو میری قدیم عادات سے منحرف کرے۔ سب سے زیادہ مجھے آپ سے آپکی آوردہ اشیاء لینے سے میرا عہدہ مانع ہے۔ افسر ہوتے ہوئے اپنے ماتحت سے فائدہ کی تمنا رکھنا بعید از انصاف ہے۔ مجھے اگر ایسی ہی کسی چیز کی ضرورت ہوتی۔ تو جب آپ لاہور گئے تھے۔ میں خود

فائل نمبر ۱۴۔ رجوعہ ۲۷ ربیساکھ سمت ۱۹۷۱

زیر دفعہ ۲۹۴ تعزیرات ہند۔

تہوّر پناہ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہٗ

برطبق پیش ہونے رپورٹ ارشاد علی خان ہیڈ دوم مورخہ ۲۹ ربیساکھ سمت ۱۹۷۱ بذریعہ پروانہ ہذا آپکو بصیغہ ضروری لکھا جاتا ہے۔ کہ بغور رسیدگی پروانہ ہذا رسیدگی موقعہ بعد تکمیل مقدمہ مکمل طریق سے چالان پیش کیا جاوے۔

(۵۰) نقل پروانہ سردار بسنت سنگھ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کرگدھ۔ مورخہ ۳ جیٹھ سمت ۱۹۷۱ بکرم

آپ سے فرمائش کر دیتا۔

مرزاجی۔ (نہایت مایوسانہ لہجہ میں) اِس تمام تقریر کا مُدعا میری سمجھ میں یہ آیا ہے۔ کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو آپ تمام اشیاء سے اِسطرح انکار نہ کر دیتے مَیں اپنی دِلی محبت اور قلبی شوق سے یہ تمام چیزیں آپ کی خاطر سے لایا ہُوں۔ آپ کا انکار میری نہایت ہی دِل شکنی کا باعث ہوگا۔

راقم۔ یہ آپ کا خیال ہے۔ مَیں آپ سے ناراض کیونکر ہو سکتا ہُوں۔ جبکہ آپ ایسی کوئی حرکت ہی نہیں کرتے۔ بلا ضرورت مَیں آپ کو تکلیف کیسے دُوں۔ ہاں آپ کے بیجا اصرار پر میرا دِل دُکھی ہوتا ہے۔ اگر آپ زیادہ مجبور نہ کرینگے۔ تو مَیں خوش ہونگا۔

غرض بیحد اصرار کیساتھ مَیں نے مرزا صاحب کی آوردہ اشیاء اُنہیں واپس کر دیں۔ مرزاجی نے بادلِ ناخواستہ اشیاء مذکورہ واپس تو لے لیں۔ مگر لگے ہاتھوں اُنہوں نے مجھ پر ایک اور جال ڈالا۔ اور مجھے پھانسنے کی ترکیب کی۔

مرزاجی۔ یہ اشیاء تو آپ نے قبول نہ فرما کر میری انتہائی دِل شکنی کی ہے آپ افسر ہیں۔ آپکے ہر حکم کی تعمیل میرا فرض ہے۔ اسلئے ناچار مجھے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔ میری ایک گذارش اور ہے۔ اور مجھے نہایت قوی اُمید ہے۔ کہ آپ اِس کے قبول کرنے میں تامل نہ فرمائینگے۔

سرکار دولت بذریعہ چمن رام ولد منشی زرنگر گہراجوں بنام ....

جرم ۳۹۴ تعزیرات ہند مورخہ ۲ر جیٹھ سمت ۱۹۷۱

وقوعہ گہراجوں تھانہ بھوانی گڈھ

تھوڑ بنام لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہٗ

اندریں مقدمہ رپورٹ سنگین مرتبہ لالہ خیراتی رام صاحب سب انسپکٹر پیش ہُوئی۔ گو سب انسپکٹر صاحب مذکور موقع پر پہنچ گئے ہیں۔ مگر بلحاظِ سنگین وقوعہ آپ کو شامل تفتیش کیا جانا ضروری ہے آپ کو چاہئے۔ کہ فوراً گہراجوں پہنچ کر ملزم کی پڑتال کی جائے۔ کیونکہ ملزم کا چھاؤنی سے ہمراہ آنا بیان ہوا

راقم - وہ فرمایئے - دوسری کیا بات ہے -

مرزا صاحب - آپکے گھوڑے کیلئے دو بوری چنے کئی روز سے منگوائے ہوئے میرے مکان میں موجود پڑے ہیں - آپ اپنے ملازم کو میرے مکان پر بھیج دیجئے - اور چنے منگوا لیجئے - دوسرے آپکے باورچی خانہ کے مصارف وغیرہ میں خود برداشت کرونگا - ریاستوں ہی میں ایسا نہیں ہوتا - کہ مہتمم سٹیشن کے ہر قسم اخراجات میرے درجہ کے ماتحت پورا کریں بلکہ گورنمنٹ میں بھی ایسا ہی قاعدہ ہے - کہ افسران اپنے زیر دست افسران سے اس قسم کی امداد لینے سے پرہیز نہیں کرتے اور نہ ایسی امداد کو بددیانتی سے کوئی نسبت ہے - متدین سے متدین عہدہ دار اسے غیر نگاہ سے نہیں دیکھتے - جس قدر دیانتدار عہدہ دار ہیں - ان سب کو ایسی امداد قبول کرنے میں کبھی کوئی دریغ نہیں ہوا -

میری طرف سے آپ بالکل اطمینان رکھیں - میں آپ کے ہر کام میں نہایت ہی احتیاط برتونگا - اور ایسے طریقے اختیار کرونگا جس سے آپ کے نیک نام میں خدانخواستہ کوئی خرابی نہ آوے - میں بہر حال آپ کے بچوں کی بجائے ہوں - جہانتک میرا خیال ہے - آپ ایسے روشن خیال بزرگ و افسر اس بات سے ناواقف نہ ہونگے - کہ میرے ذاتی مصارف بہت ہی زیادہ ہیں - چونکہ تنخواہ آپ جانتے ہیں قلیل ہے اس لئے بغیر ہاتھ پاؤں مارے اور تنخواہ کے علاوہ کچھ پیدا کئے - گذر اوقات ناممکن ہے -

راقم - مرزا صاحب! آپکی مہربانی - ہمدردی اور آمادگی امداد کا تو میں مشکور ہوں لیکن

ہے - ہم بھی موقعہ پر پہنچتے ہیں - تفتیش نہایت سرگرمی سے عمل میں لائی جائے -

(۵۱) نقل پروانہ میجر سردار تارا چند صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ - مورخہ ۲۶ ساون سمت ۱۹۷۱

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہ،

چونکہ آپ کا تبادلہ تھانہ سامانہ سے تھانہ سنام میں کیا گیا ہے - لہذا بذریعہ پروانہ ہذا آپ کو قلمی ہے - کہ آپ تھانہ سنام میں حاضر ہو کر رپورٹ پیش کریں - اور سردست گوزنام سنگھ صاحب سب انسپکٹر جو تھانہ سامانہ میں بطور عارضی مامور ہیں - تھانہ سامانہ میں حاضر ہو کر کار سرکار انجام دینگے -

(۵۲) نقل پروانہ سردار بسنت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرمگڈھ - مورخہ ۱۶ بھادوں سمت ۱۹۷۱

میرا دلی مُدعا ہے۔ کہ آپ میرے گھوڑے کے دانہ۔ اور میرے باورچی خانہ کی ذمہ داری جو آپ لینا چاہتے ہیں۔ اِس سے بھی مجھے معاف فرمایا جائے۔ مَیں خشک دال روٹی کھا کر صرف اپنی تنخواہ میں گُزارہ کر کے بیحد خوش ہوتا ہُوں بجائے اِس کے ناجائز کمائی سے خوش خوری کی تمنا کی جائے۔ بلکہ جہانتک میری خواہش ہے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ آپ بھی اِس ناواجب آمدنی سے پرہیز کریں۔ یہ فضول خیال چھوڑ دیں۔ میری تلقین پر اگر آپ کاربند ہوں۔ تو آپکی دین اور دُنیا دُرست ہو جائیگی دیانتداری نہایت ہی عجیب و غریب شئے ہے۔ ذرا اِس کا لُطف اُٹھا کر بھی دیکھئے۔ آپ عالی خاندان آدمی ہیں آپ کے بھائی ایک مُعزز عہدیدار یعنی تحصیلدار ہیں آپ رشوت لیسی ناپاک آلایش سے اپنے آپکو پاک رہاں ممکن ہے پہلے پہل آپکو جب آپ رشوت چھوڑینگے۔ تکلیف ضرور ہوگی۔ لیکن اِس تکلیف کے اجر اور صبر کا پھل جب آپ کو ملے گا۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ موجودہ حالت نہایت بدترین تھی۔ اور وہ حالت جو پرہیزگاری سے پیدا ہوگی کس قدر عُمدہ ہوگی۔ میرا مطلب اِس سے یہ ہے۔ کہ دیانتداری اور ایمانداری سے آپکے رُتبہ اور عہدہ میں جلد سے جلد ترقی ہوگی۔ جو اِس سے بہت زیادہ اچھی ہوگی۔ آیا خیالِ مُبارک میں

بتا اے پیٹ کے بندے یہ سوچا ہے کبھی تو نے
مُنافع کیا تجھے ہوگا جہاں میں بے ایمان ہو کر
یقین سے نام کر حاصل تیرا کچھ مُدعا مِل جائے
کہیں محنت کبھی جاتی ہے کسی کی رائیگاں ہو کر

مرزا صاحب۔ اجی جناب آپ کا خیال خام ہے۔ یہاں ریاست ہے۔ جہاں دیانتداری کی کوئی بھی قدر نہیں۔ کس لئے پرسد۔ بلکہ جتنے زیادہ دیانتدار ہیں۔ اُتنے ہی زیادہ گھاٹے میں رہتے ہیں

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سامانہ حفظہٗ

بملاحظہ رپٹ نمبر ۱۹ روزنامچہ ۱۱ بھادوں سمت ۱۹۷۱ آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ ہم آپ کی کارروائی سے بہت خوش ہُوئے۔ آئندہ آپ کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ پہلے بھی ہمارے پاس اِس قسم کی شکایت پہنچی تھی۔ اگر اِن جرائم پیشہ لوگوں کو آباد کرنا ہو تو تھانہ سُنام کے متصل کرنا چاہئے۔ جیسا کہ تھانہ سامانہ میں آپ نے کئے تھے۔ اِن جرائم پیشہ لوگوں کی بخوبی نگرانی رکھنی چاہئے

(۵۳) نقل پروانہ سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔ ۲۰ ماگھ سمت ۱۹۷۱ بکرم

مسمی فتح چند پسر اندر جیت زرگر سُنام بنام ....

رپورٹ ابتدائی اطلاع نمبر ۱۳۳ مورخہ ۴ ماگھ سمت ۱۹۷۱ جرم ۵۷ تعزیرات ہند۔ تھانہ سُنام۔

وسیلہ کے بغیر یہاں کسی کی کوئی کبھی قدر نہیں۔ رشوت لینے والے کے خود بخود وسیلہ اور ذریعہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ سب کی خاطر خواہ خاطر مدارات کرتا ہے۔ لوگ اُسے اچھا جاننے لگتے ہیں۔ اور میل ملاپ پیدا کرنے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔ بیسیوں اہلکار مددگار بن بیٹھتے ہیں۔ رشوت سے ہی انسان لاکھوں پیدا کر کے امیر کبیر بن بیٹھتا ہے۔ روپیہ سے آدمی دولت مند ہو کر دندناتا ہے۔ عزت و مرتبت والا کہلاتا ہے۔ رشوت کے بغیر محض تنخواہ سے انسان اُبھرتا نہیں۔ اسکی اپنی ضروریاتِ زندگی پوری نہیں ہو سکتیں دوسروں سے کیا بات کر سکتا ہے۔ میل مروت۔ وسیع تعلقات سے انسان انسان بنتا ہے۔ جسے کوئی جانتا پہچانتا نہ ہو۔ اُس کی قدر کیا ہو سکتی ہے۔ ملاقات جناب کرامات سے بھی بڑھ کر ہے۔ دُنیا میں عزت اُسی کی ہے۔ جسکا حلقۂ احباب وسیع تر ہو۔ ہر شخص محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

راقم۔ (قطع کلام کر کے) اِن تمام وجوہات سے محض دُنیاوی وجاہت چاہے بن جائے عاقبت تو بہر حال تباہ و برباد ہو جائیگی۔ یہ بات بھی تو کہہ دیجئے۔ مرزا صاحب! عاقبت کا بھی تو انسان کو کچھ خیال چاہئے۔ آخر وہ بھی تو کوئی شئے ہے۔

مرزا صاحب۔ آپ بُرا نہ مانئیگے۔ اُمید ہے۔ ملازمت میں جس قدر لوگ آپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا بالفاظِ دیگر آپ کے ماتحت ہیں۔ سبھی سب آپ سے ناخوش۔ بیزار۔ ناراض ہیں ایک خوش نہیں۔

آپ کے بالادست افسر۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ اُن کے سررشتہ داران کا سارا عملہ آپ سے

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظہ'

اندرین مقدمہ رپورٹ ضمنی ۳۹۲ء ایک ہی وقت میں پیش ہو کر ملاحظہ ہوئیں۔ لہذا آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ہم آپ کی اس پڑتال سے بہت ہی خوش ہوئے۔ آپ کی امداد کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ مگر آپ کو ایسے لوگوں کی نسبت جن کی سازش ظاہر ہوئی ہے۔ باقاعدہ تکمیل کی جا کر چالان پیش کرنا چاہئے۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

۵۲۴، نقل پروانہ سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔ مورخہ ۲ چیت سمت ۱۹۷۱

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظہ'

نہایت کشیدہ و کبیدہ ہے۔ ایک بشر تو خوش نہیں۔ جیسا عام دستور ہے۔ آپ کے روبرو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ مگر جب کبھی آپس میں آپ کا ذکر ہوتا ہو۔ آپ سنیں۔ تب معلوم ہو کہ آپ کی نسبت اِن لوگوں کے کیا خیالات ہیں۔ میرے روبرو تو بارہا ایسے تذکرے ہو چکے ہیں۔ اسلئے مجھے سب کے دِلی خیالات سے آگہی ہے۔ اور میں صرف آپ کی خیر خواہی کے خیال سے آپ سے وُہ بیان کر رہا ہوں۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ کے اردلی ہیں۔ آپ نے کبھی بھولے سے صرف ایک روپیہ بھی انعام غیرہ کے طور پر نہیں دیا۔ ہر دفعہ جب وُہ آتے ہیں۔ کورے جاتے ہیں۔ بحالیکہ یہ لوگ سب افسروں سے لینے کے عادی ہیں۔ پھر معلوم نہیں۔ آپکی ذات میں کیا خصوصیت ہے۔ کہ آپ سے وُہ ایک حبہ کی اُمید نہ رکھیں۔ ہم حالانکہ آپ کے ماتحت ہیں۔ اور ہماری اور آپ کی تنخواہ کا کوئی مقابلہ نہیں۔ لیکن وُہ لوگ ہم سے ہر دفعہ ۵۔ ۵۔ ۷۔ روپیہ لیکر بھی خوش نہیں ہوتے۔ اسی طرح سے مسلخوان پیشی والے کی عملی حیثیت لازمی طور پر خدمت کرنی پڑتی ہے۔

ابھی ابھی کا ذکر ہے۔ کہ میں ایک مقدمہ میں شہادت کیلئے بھوانی گڈھ گیا تھا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ کے ایک معتبر نے مجھے گھی کے لئے کہا۔ چنانچہ میں سامانہ سے پہنچا۔ پہلے ڈپٹی کمشنر گھی کے صاحب موصوف کیلئے چلتے کر دیئے۔ حکام کی خدمت ماتحتوں کو کرنی پڑتی ہے۔ یہ نہ ہو تو افسری ماتحتی کا کیا لطف کھانے پینے کی اشیا میں کاہے کا پرہیز۔ میں نے کھا یا مجھ سے لیکر آپ نے کھا پی لیا۔ اس میں کونسی بے ایمانی ہے۔ اس میں تو بڑے سے بڑے افسر بھی چنداں پروا نہیں کرتے۔ بلکہ خود کہتے اور ضرورت

روبکار پیشی صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پٹیالہ۔ واقعہ ۲۴ بھاگن سمت ۱۹۷۱

در بارہ ترقی بعہدہ سب انسپکٹر درجہ اوّل۔

مقدمہ صدر میں روبکار بغرض علمدر آمد صادر شدہ ہو کر بجر اور پروانہ ہذا آپ کو ترقی بدرجہ سب انسپکٹر اوّل سے اطلاع دیجاتی ہے۔ مطلع ہو کر رپورٹ پیش کرو۔

(۵۵) نقل پروانہ سردار سنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔ مورخہ ۶ رہاڑھ سمت ۱۹۷۲

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر درجہ اوّل سنام حفظہٗ

روبکار از پیشی جناب انسپکٹر جنرل بہادر واقعہ ۲۴ رہاڑھ سمت حال۔ در بارہ قائمی بعہدہ انسپکٹری بجائے

کی چیزیں خود منگوا لیتے ہیں۔ البتہ آپ محض ایسے پرہیزگار پھونک پھونک کر پاؤں دھرنے اور چھان کر پانی پینے والے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن میرے تجربہ اور خیال میں آپ بالکل غلط راستہ پر گامزن ہیں۔ یہ نبھنے والی بات نہیں۔ آخر آپ کو یہ راستہ بدلنا پڑیگا۔ اور جس راستہ پر آج کی دُنیا چلتی ہے اِس پر چلنا پڑیگا۔ انسان کو وُہی راستہ پکڑنا چاہئے۔ جس پر کثرت چلتی ہو۔ اِس راستہ میں بے شمار تکلیفیں ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ اِس راہ میں خاطر خواہ آرام پاتے ہیں۔ بلکہ خود تکلیف اُٹھاتے ماتحتوں جوالی موالی کو مُبتلائے مصائب رکھتے ہیں۔ آپ کے عملے کے تمام لوگ شاکی و نالاں آپ سے تنگ آمدہ ہیں۔ ماتحتانِ خود کو دُکھی رکھنا آپ کے خیال میں اچھی بات ہوگی۔ ورنہ جو سُنتا ہے۔ ناپسند کرتا ہے۔

صاحب سُپرنٹنڈنٹ جب کبھی دَورہ پر تشریف لے جاتے ہیں۔ دُوسرے تھانوں میں خُوب جی لگا کر ہفتہ ہفتہ قیام فرماتے ہیں۔ مگر آپ کے تھانہ میں اوّل تو آکر خوش نہیں۔ مگر کارِ سرکار ہے ان کو آنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن دِل برداشتہ سے آتے ہیں۔ اور محض ایک آدھ روز یہاں ٹھہرتے ہیں۔ اِس سے زیادہ نہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ آئے۔ تھانہ کا مُعائنہ کیا۔ اور اُسی روز اُلٹی زین واپس۔ مَیں نے خود صاحب سُپرنٹنڈنٹ کے اردلی کو یہ کہتے سُنا ہے۔ جو کہہ رہا تھا۔ کہ سردار جی! اِس تھانہ میں ٹھہر کر کیا لینا ہے۔ یہاں سے چلتے ہی بھلے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ یہاں سے کسی کو انعام کی تو کوئی آس

سردار حضورا سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس رخصتی ضلع راجپورہ آپکو قائمقام انسپکٹر از یکم مارچ سمت ۱۹۷۲ کیا گیا ہے اور بجائے آپکی ہیڈ اول نرائن سنگھ بر نالہ قائمقام سب انسپکٹر سنام مطلع ہوکر رپورٹ تعمیلی پیش کریں۔

(۵۶) نقل سرٹیفکیٹ از سردار لچھمی نرائن صاحب نائب ناظم سنام۔ مورخہ ۱۴ مارچ سمت ۱۹۷۲

ہم کو اِس امر کے اظہار میں نہایت خوشی ہے۔ کہ ایک قابل قدر عہدیدار کیلئے ہمیں اِن کی کارگذاری کا مختصر حال بطور سرٹیفکیٹ لکھنے کا اتفاق پیش آیا ہے۔ چونکہ لالہ شیو چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام نے تقریباً دس ماہ تک تھانہ سنام کا کام نہایت لیاقت اور ہوشیاری مُستعدی۔ متانت اور ہر پہلو کی دیانتداری سے انجام کیا ہے۔ ہم تصدیق کرتے ہیں۔ کہ لالہ صاحب ایک شریف خاندانی۔ بھلے مانس۔ دیانتدار۔ سلیم الطبع محنتی

ہی نہیں۔ جہاں کچھ فائدہ نہ ہو۔ وہاں وقت کو ناحق رائیگان کھونا ہے۔ وہ لوگ چونکہ یہاں سے کورے
جاتے ہیں لہذا اس تھانہ کو اوت کھاتہ (بے فیض) کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔
راقم۔ بھائی مرزا صاحب! تم کہتے ہو۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ مجھ سے ناراض ہیں۔ لیکن جب صاحب
موصوف کے تحریری ریمارک دیکھتا ہوں۔ تو ہر ایک ریمارک اپنے حق میں تعریف سے بھرپور پاتا ہوں
اس تھانہ کے کام کے علاوہ۔ دوسرے قریبی تھانوں کے جتنے اہم اور زیادہ پیچیدار مقدمات کی
تفتیش کا کام سرکل انسپکٹر کے سپرد ہوتا ہے۔ وہ بجائے سرکل انسپکٹر کے میرے
ہی حوالے ہو جاتے ہیں۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔
کہ صاحب موصوف کے دل میں میری بے لاگ خدمات کی بہت زیادہ قدر ہے۔ وجہ
نہایت صاف اور شفاف ہیں۔ مرزا جی! آپ کے اقوال کو میں ان پر ترجیح دے ہی نہیں سکتا۔ ہاں
آپ جو صاحب سپرنٹنڈنٹ کے کم وبیش قیام کی دلیل درمیان میں لاتے ہیں۔ تو میں اس وجہ کو اپنی
ذات پر موصوف کی خاص توجہ وعنایت کا موجب خیال کرتا ہوں۔ ممدوح جانتے ہیں۔ کہ میری
حالت کیا ہے۔ اپنے ہمراہی عملہ کے مصارف کے بوجھ سے بھی کماحقہ واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ
خوب جانتے ہیں۔ کہ اس بوجھ کے برداشت کی طاقت اس شخص میں نہیں۔ دانستہ طرح دیکر پہلو
بچا جاتے ہیں۔
میرے ہاں صاحب موصوف نے کبھی کھانا بھی تناول نہیں فرمایا۔ دعوت تو بجائے خود کوئی

ان تھک جماعت پولیس میں ایک منجھے عہدیدار۔ ہوشیار اور قانون دان ہیں۔ اس صیغہ کے کام میں ان کا بہت
کچھ تجربہ بڑھا ہوا ہے۔ طرز تحریر ان کی بہت پسندیدہ اور نمونہ لیاقت ہے۔ کام تفتیش اور برآمدگی مقدمات میں ان کی
لیاقت مسلّمہ ہے۔ ان کا طرز عمل قابلِ تقلید دیگر عہدیداران کے ہے۔ ہم نے جو کام ان کے سپرد کیا۔ ہر ایک قسم کے
کام کو جو اس زمانہ میں پیش آتا رہا۔ انہوں نے احسن طریقہ سے غیر ضروری توقف کئے بغیر انجام کر کے ہمارے پیش
کیا۔ خاص کر کانفیڈنشل کاموں کو نہایت ہی احتیاط سے انجام کیا ہے۔ جس سے ہم اور حکام بالادست نہایت
خوش رہے۔ ہم یہ بات نہایت وثوق کیساتھ لکھتے ہیں۔ کہ جب انہوں نے تھانہ سنام کا چارج لیا ہے۔ اس تھانہ
کا کام نہایت خراب اور ناگفتہ بہ حالت میں تھا۔ انہوں نے علاوہ روزانہ کام نئے کے پرانا کام بہت کچھ انجام کیا

بات ہے۔ آپ نے اگر کبھی محض ایک سوڈا کی بوتل منگوائی ہے۔ تو اُس کے دام فوراً اپنی جیب سے ساتھ کے ساتھ نکال کر رکھ دیئے ہیں۔

اب رہا ملازمین کے انعام واکرام کا سوال۔ صاحب موصوف کے اردلی یا کسی ہمراہی کو اس قدر جرأت ہی نہیں ہوسکتی۔ کہ وُہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرسکے۔ اپنے مالک کے ہمراہ اُن کی خدمت کے لئے جس بات کے وُہ ملازم ہیں۔ آتے اور بجا لاتے ہیں۔ مجھ سے اِن لوگوں کو کیا واسطہ۔ آخر کس بات کے لئے وُہ مجھ سے طالب انعام ہو سکتے ہیں۔ جبکہ میرا اور اُن کا کوئی کام ہی نہیں پڑتا۔ اسی بنا پر مجھے سخت حیرت ہوتی ہے۔ کہ وُہ اُن تھانوں میں بھی کونسا شیر مارتے ہیں۔ کہ جن کے لئے وُہ طالبِ انعام ہوتے ہیں۔ اور وُہ انعام دینے والے کس قدر فیاض اور دِل چلے ہیں۔ کہ خواہ مخواہ بھی لوگوں کو انعام دیتے ہُوئے ذرا نہیں جھجکتے۔

سچ ہے کہ افسر تمام اونچ نیچ جانتے۔ اور مہربانی فرماتے۔ ویانتداری کی قدرشناسی فرماتے ہوں۔ پھر ایسے افسروں کے عملہ فعلہ کی خوشی و ناراضگی کی پروا۔ اور اُن کا ہمارے تھانہ کو اوٹ کھاتہ بنانے سے ہمیں کیا نقصان۔ اور اگر بفرضِ محال ہم اُنہیں انعام واکرام سے مالامال کر دیتے ہوں۔ تو کون سے فائدہ کی توقع اُن سے ہمیں رکھنی چاہیئے۔

آپ ہی تبلایئے کہ میرے ماتحت اگر مجھ سے ناراض ہیں۔ تو وُہ آخر میرا عیب و نقص بھی تو تبلائیں۔ یا یُونہی بے وجہ؟ وُہ اِس وجہ سے ناخوش ہیں۔ کہ مَیں اُن کو رشوت سے دُنیا کو لُوٹ کھسوٹ

اُنہوں نے اپنے وقت کے کام میں نہایت پابندی قانون کا لحاظ رکھا۔ اور بہت سے مقدمات پرانے پانچ سات سالہ کو تکمیل کرکے بصیغۂ چالان ہمارے پیش کیا۔ اور بہم رسانی ثبوت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا۔ مال خانہ تھانہ کو صاف کیا۔ دیگر انتظامات میں حد سے زیادہ دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ جو جو کام سالہا سال سے اِس تھانہ میں نامکمل پڑے تھے۔ اُن کی تکمیل بہ پابندی پولیس رُول اُنہوں نے کی ہے۔ رات کو اپنا آرام ترک کرکے علاوہ وُہ گشت کارِ سرکار کو نہایت جانفشانی سے سرانجام کرتے رہے ہیں۔ واردات وجرایم کنندگان اِن سے دم بخود ہیں۔ اِن کی تعیناتی میں انسدادِ واردات کا رہنا۔ قابلِ ذکر امر ہے۔ ماتحتان ورعایا اِن سے مانوس تھے۔ رعایا کیساتھ اِن کے تعلقات بہت اچھے رہے۔ جو اِن کی خوش خلقی کا نتیجہ ہے۔ ماتحتان پر اِن کا رُعب اچھا ہے۔ اِس زمانہ میں

کر کھانے سے روکتا ہوں۔ اور کہ اُن کی منصبی خدمات کو بطریقِ احسن انجام دینے میں سختی و درشتی سے کام لیتا ہوں۔

مرزا جی! آپ مہربانی سے جنرل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کے حالات پر نگاہ دوڑائیے۔ اور پھر دیکھیے۔ آپ کو کیا دکھائی دیتا ہے۔ دیانتداری میں آپ کا وجود لاثانی ہے۔ اور ساتھ ہی سخت گیری میں بھی بے مثل۔ وہاں رحم و کرم کا ایک شمہ بھی کہیں دکھائی نہ دیگا۔

آپ نے ابھی کہا ہے۔ یہ ریاست ہے۔ اور ریاست میں ایمانداروں۔ دیانتداروں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اِس قول میں صداقت و راستی کا نام بھی نہیں۔ سر سے لیکر پیر تک غلط۔ پیر عطا محمد صاحب انسپکٹر۔ داؤد خان صاحب سب انسپکٹر۔ میں سب سے بڑا اور صرف ایک ہی وصف دیانتداری تھا جس کی بدولت یہ دونوں کے اندر سب سے ادنیٰ عہدہ کنسٹبلی سے ترقی پا کر انسپکٹر پولیس بن گئے۔ ایمانداری کی طاقت مسلمہ ہے۔ اور جب اپنی جوہر نمائی پر آتی ہے۔ تو عجیب و غریب کرشمے دکھلاتی ہے۔ کسی بغیر ذریعہ سے اِس قدر جلد ملازم اتنی ترقی کر جائے۔ ناممکن ہے۔ تھوڑی دیر کیلئے اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ رشوت خوار بھی جو اہلکاروں کے ساتھ دو روز دیگ کا واسطہ رکھتے ہیں۔ ترقی پا رہے ہیں۔ مگر خوب یاد رکھو۔ ترقی کیا پا رہے ہیں۔ ایمان و عاقبت کو بھی گنوا رہے ہیں۔ جس کی سزا و جزا کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے۔ اور وہ اٹل ہے۔ اور اِس سے بنی نوع انسان کو تو نجات ممکن ہی نہیں ؎

دیدہ و دانستہ جب کرتا ہے کوئی فعلِ بد پھر تو بیجا ہے شکایت گردشِ ایام کی

امن رہنے کی بابت رعایا نے بارہا اِن کی بابت ہم سے ذکر کیا۔ اور اِن کا یہاں رہنا۔ ایک غنیمت شمار کیا۔ اور اِن ہی حالات کی وجہ سے اِن کو ترقی کیساتھ قائمقام انسپکٹر بہ ضلع بیجور تعنیات فرمایا گیا ہے۔ مگر رعایا اور ہم کو اِن کی علیحدگی کا خواہ وہ کتنی مُدت زمانہ کیلئے یا خواہ عارضی ہو۔ رنج ضرور ہے۔ یہ قدرتی بات ہے۔ کہ لائق عہدیداران کارگذار کی علیحدگی ہمیشہ محسوس ہوا کرتی ہے۔ ہم نے درخواست رعایا و شام پر اِن کے یہاں پر تعنیات رہنے کیلئے بھی سفارش کی ہے۔ درحالیکہ یہ اب بہ حکم حکام با تعلق اپنی جائے ماموری پر جاتے ہیں اِس لئے ہم مسرت کیساتھ یہ لکھتے ہیں۔ کہ جو کام اِن کے سپرد کیا جاوے۔ اُسے یہ نہایت اطمینان کیساتھ تسلی بخش انجام کرنیوالے ہیں۔ اور افسروں کی اطاعت رکھنے والے ہیں۔ افسر بالادست کا اِن پر بھروسہ رکھنا فائدہ مند ہے

آیسے تمنا آدمی وہ بادشاہ ہرگز نہیں
جسکے دِل میں کچھ نہیں خواہش رفاہِ عام کی

مرزا صاحب۔ اجی مہاراج! آپ کے یہ خیالات کتنے ہی راستی پر مبنی ہوں۔ مگر تجربہ اور روزمرہ کے واقعات اِس کے خلاف کسی کی بھی پیش جانے نہیں دیتے۔ اور مجبور کر دیتے ہیں۔ کہ جن امور پر میں اشارۃً عرض کر چکا ہوں۔ اُنہیں پر عمل کیا جائے۔ پرہیزگاری کی بھی حد ہے۔ چھان چھان پانی کہاں تک کوئی پیئے گا۔

جنرل تارا چند صاحب۔ اور پیر عطا محمدؐ صاحب اپنے آپے میں خواہ کتنے ہی پرہیزگار بنے پھرتے ہیں۔ مگر عام لوگ خصوصاً اہلکاران اعلیٰ کی بابت بھی آپ کو علم ہے۔ کہ ان کے اِن صاحبان کی نسبت کیا خیالات ہیں۔ میرے علم و یقین میں سب ناخوش ہیں۔ جس کا نتیجہ آج نہیں۔ تو تھوڑی بہت مدت میں آپ دیکھ لینگے۔ کہ موقعہ پا۔ اور گردن توڑ مروڑ کے رکھ دینگے۔ پھر دیکھینگے۔ کہ کیا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ساری دیانتداری و ایمانداری چھپّر پہ دھری رہ جائیگی۔

خاکسار۔ مرزا جی۔ منطق یا دلایل و بحث کی تو کوئی حد نہیں۔ آپ میری دلیل کو ردّ کرینگے۔ اور میں آپکی بات کو جھٹلانے میں بڑی سے بڑی حجّت پیش کرونگا۔ مگر یہ بتلائیے۔ انسانی زندگی کا بھروسہ کیا ہے۔ انسان اور پانی کا بلبلا فنا و بقا کی منزل میں ایک جیسے ہیں۔ نہ جانے کب فنا ہو جائیں پس ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ زیست چند روزہ ہے۔ ایسی بے ثبات شئے کو نہایت احتیاط سے بھلے کاموں میں صرف کرنا عین تقاضائے بشریت ہے ۝

(۵۷) نقل پروانہ جناب سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

معروضہ ۱۴ر کاتک سمت ۱۹۷۲

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظہٗ

دربارہ گرفتاری حمید ڈوگر ملزم مفرور سکنہ ڈسکہ (جو دیر سے مفرور تھا)

رپورٹ آپکی مورخہ ۲۹ر اسوج سمت ۱۹۷۲ بابت گرفتاری حمید ڈوگر ڈسکہ ملزم مفرور پیش ہو کر آپ کو لکھی ہے۔ کہ یہ گرفتاری ملزم بہت عمدہ ہے۔ لیکن گرفتاری کی بابت مفصّل حالات کی رپورٹ پیش کریں۔

سانس لیناہی نہیں ہے مُدعائے زندگی۔ زندگی کی خواب کی کچھ اور بھی تعبیر دیکھ
خادمانِ ملک و ملت کے لئے غم ہے نشاط اُن کی ہر تذلیل اور تحقیر میں توقیر دیکھ

مرزا صاحب نے جب دیکھا۔ کہ مَیں نے جو دوسرا جال اِن پر ڈالا تھا۔ یہ اُس کے بھی تار و پود بکھیر ڈالتے ہیں۔ کوئی تدبیر کوئی تجویز کارگر نہیں ہوتی۔ تو نہایت مایوسانہ انداز میں کہنے لگے۔ کہ اچھا جناب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے اندر رہتے ہوئے۔ میری وِن کٹی ناممکن ہے۔ جب حالت یہ ہے۔ پھر یہاں رہنا۔ اپنی اچھی زندگی کو گھن لگانا ہے۔ اسلئے میرے لئے یہ مناسب یہ ہوگا۔ کہ مَیں یہاں سے کسی دوسری جگہ تبادلہ کی کوشش کروں۔

مَیں نے مرزا جی کی انتہائی مایوسی و ناامیدی کا اندازہ کیا۔ اُن کو جواب دیا۔ کہ آپ ایسا ہرگز بھی خیال نہ کریں۔ مَیں آپ کو عزیز سمجھتا ہوں۔ اور اپنی ماتحتی سے علیحدہ کرنا مطلق نہیں چاہتا۔ اگر آپ ایسی کوشش کرینگے۔ تو مجھے ضرور ناگوار گذریگی۔

اِس گفتگو کے بعد مرزا جی اپنے تبادلہ کی کوشش میں لگ گئے۔ انتہائی جدوجہد سے کام لیا۔ ایک مہینہ نہ گذرا ہوگا۔ کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ مَیں نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ مجھ سے علیحدہ ہوں۔ مگر آمدنی کی بھوک پیاس نے اُنہیں بیدل بنا رکھا تھا۔ یہاں سے بدلے اور تھانہ مونک میں مامور ہو گئے۔

تھانہ مونک میں مرزا صاحب تبدیل ہو کر وارد ہوئے۔ جس طرح کئی دنوں کا بھوکا انسان

(۵۸) نقل پروانہ از محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۲۷ جیٹھ سمت ۱۹۷۲۔

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظہ

رپورٹ آپکی معروضہ ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۷۲ معہ نقل فرد برآمدگی زیور طلا پیش کردہ سنتا سنگھ زمیندار تھیں گڈھ عرف کتی وال خورد خسر سوندھا سنگھ ڈکیت سکنہ لہرہ گاگا و کوشش حاضری و سوندھا سنگھ ڈکیت بذریعہ خسر ش وغیرہ وغیرہ پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپ کو قلمی ہے۔ کہ ہم اِس کارروائی سے نہایت خوش ہوئے۔ اور اُمید ہے۔ کہ آپ دلچسپی سے مزید کوشش کر کے گرفتاری اِس گروہ میں کامیاب ہوں گے۔ آخری اطلاع اِس کی واقعی بدم پورہ اسٹیشن (بیکانیر) کی ہے۔ جہاں کہ اِس کے تعلقات معلوم ہوئے ہیں۔

کھانا دیکھ کر بےچین و بے قابو ہو کر سامنے لائے کھانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ بے تحاشا اندھا دھند ٹھونس ٹھونس کر بہت کھا پی جاتا ہے۔ اور پھر اُسے ہضم نہیں کر سکتا۔ تکلیف اُٹھاتا ہے۔ یہی حال مرزا جی کا ہوا۔ آپ یہاں سے قطعی بھوکے گئے تھے۔ مدتوں سے ناواجب آمدنی سے پیٹ اور جیب دونوں خالی تھے۔ وہاں جاتے ہی موقعہ مل گیا۔ ایک مقدمہ جو اُن کے ہاتھ لگا۔ اس میں بلا سوچ سمجھے بےخوف وخطر آٹھ۔ نو سو روپیہ کی رقم خطیر مقدمہ والوں سے اینٹھ لی۔ اور اس رقم کو لینے کے لئے اہلِ مقدمہ پر اس قدر جبر و ظلم کیا۔ کہ وہ بلبلا اُٹھے۔

جب بات بگڑا کرتی ہے۔ اسباب آپ سے آپ پیدا ہو جاتے ہیں۔ رشوت جس شخص سے وصول کی گئی تھی۔ وہ ایک چلتے آدمی لالہ ٹھاکر داس ٹھیکہ دار پٹیالہ کا رشتہ دار تھا۔

ٹھیکہ دار مشہور و معروف حکام رس خوشحال شخص تھا۔ اس وجہ سے اس رقم کا لوگوں میں زیادہ چرچا ہوا۔ بات اُڑتے اُڑتے جنرل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل کے کانوں تک بھی جا پہنچی۔ زیادہ دیانتدار اور پرہیزگار افسر ایسی باتوں کو بے پروائی سے جانے نہیں دیا کرتے۔ انہوں نے اس بات کا نوٹس لیا۔

خود موقعہ پر تشریف لے گئے۔ انکوائری ہوئی۔ اور رشوت ستانی ثابت ہو گئی۔ جس پر آپنے مقدمہ جوڈیشل چلانے کا حکم دیا۔ مرزا صاحب کو جب یہ پتہ لگا۔ کہ معاملہ یہانتک پہنچا۔ اور فوجداری سپرد ہونے ہیں۔ تو سب سٹی پٹی بھول گئے۔ پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ تمام کرو فر۔ شیخت جاتی رہی۔

(۵۹) نقل حکم سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرنال گڈھ۔ مورخہ ۳۰ اسوج سمت ۱۹۷۳

تہوّر پناہ لالہ بشن چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظ،

بروبکار محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر رقم زدہ ۲۶ اسوج سمت ۱۹۷۳۔ در بارہ اس کے کوتوالی بھٹنڈہ میں ایک ہوشیار اور مستعد سب انسپکٹر صاحب لگائے جانیکی ضرورت ہے۔ کہ جس کیلئے ہم لالہ بشن چند صاحب کو موزوں خیال کرتے ہیں۔ اس واسطے لالہ بشن چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام کو تھانہ بھٹنڈہ میں اور عبدالرحمان خانصاحب سب انسپکٹر تھانہ برنالہ کو تھانہ سنام میں اور عبدالعزیز خان صاحب کو تھانہ برنالہ میں مامور و تبدیل کیا گیا ہے۔ مطلع ہو کر رپورٹ پیش کریں۔

لینے کے دینے پڑ گئے۔ اب آپ نے جب دیکھا۔ کہ صورت چھٹکارے کی نہیں۔ دوسری طرف گرفتاری کے احکام جاری ہونیوالے ہیں۔ تو بیک بینی و دو گوش اپنی ساری بھوں بھاں۔ امارت۔ عیاشی خوش پوشی وغیرہ یہیں چھوڑ چھاڑ جو بھاگے ہیں۔ تو اب آتے ہیں۔

انگریزی علاقہ سے اِسقسم کے مقدمات رشوت ستانی وغیرہ میں حوالگی کا قاعدہ نہیں ہے اس لئے پیچھے اُن کے کسی نے بھاگ دوڑ نہ کی۔ اور مرزا جی کی فوجداری مقدمہ کی کشمکش سے جان بچ گئی۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ ہاں۔

ایک دفعہ واقعات مذکور سے بہت عرصہ بعد اثنائے سفر میں ریلوے سٹیشن بھٹنڈہ پر راقم اور مرزا صاحب کی مٹ بھیڑ ہو گئی۔ میں اُس وقت سب انسپکٹری سے ترقی پا کر انسپکٹر پولیس ہو چکا تھا۔ اور مرزا جی اپنی معمولی سار جنٹی کھو کر مفرور ہو چکے تھے۔ (کوئی شیخی نہ سمجھے یہ مدعا ہی نہیں۔ محض واقعات کی اصلیت یونہی ہے۔ جو میں عرض کر رہا ہوں) مرزا صاحب نے جبراً قہراً جبکہ وہ میرے سامنے ہی ہو چکے تھے۔ نہایت ہی شرم و ندامت سے مجھ سے مصافحہ کیا۔ مگر حالت جو تھی۔ کچھ مجھے معلوم ہے۔ یا مرزا جی اور خدا کو علم ہے۔ فرمانے لگے۔ لالہ جی آپ کی تمام باتیں سب ارشادات مجھے لفظ بہ لفظ ازبر ہیں۔ میں بھولا نہیں۔ مگر افسوس! جوانی دیوانی وہ نادان وقت ہی ایسا نامعقول تھا۔ کہ نہ سنبھل سکا۔ اور آپ جو کچھ فرماتے تھے۔ وہ حرف بحرف درست و بجا تھا۔ میں نے مرزا جی کی موجودہ حالت اور ایام زمانہ کی حالت کا مقابلہ کیا۔ کہاں وہ ام راؤ

(۲۰) نقل روبکار از پیشی سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

مورخہ ۳ ماگھ سمت ۱۹۷۳ مطابق ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

سرکار دولت مدار الاستغاثہ۔ بنام دسوندھا سنگھ عرف گیدہ ولد جیون سنگھ۔ پال سنگھ ولد ساون سنگھ و دلیپ سنگھ پسر ہرنام سنگھ قوم جٹ سکنہ لہرہ گاگا۔ تھانہ سنام۔ ضلع فیروزپور۔

جرم دفعہ ۳۹۴ تعزیرات ہند

مقدمہ مندرجہ صدر میں روبکار واقعہ ۱۶ بھادوں سمت ۱۹۷۳ تجویزی سردار پرمانند صاحب نائب ناظم

کہاں گئیں تھیں۔ وہ فوق البھڑک لباس۔ وہ چال۔ وہ رنگ۔ وہ ڈھنگ سب عنقا تھے۔ مجھے سخت عبرت ہوئی۔ اور نہایت ہی قلق گذرا۔ گردشِ زمانہ کے دیکھے اور غور کریں انسان کی نہایت بدل استاد ہیں۔ تب مرزاجی کو میری نصیحت نہایت تلخ معلوم ہوتیں۔ اور وہ ناک بھوں چڑھاتے نہ مانتے۔ زمانہ کے ہنٹر نے اُن کی ساری فرعونیت نکال دی۔ لیکن اب کیا رکھا تھا۔ وقت تب تھا جب اُنہوں نے نہ سُنا۔ مگر سے

مُصیبت آدمی کی چشمِ عبرت کھول دیتی ہے
نشہ کافور ہو جاتا ہے دم بھر میں کھٹائی سے

صدا یہ غیب سے آتی ہے ہنگامِ دُعا مجھ کو
نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے

تھانہ سامانہ سے تبادلہ

ماہِ ساون سمت ۱۹۸۷ کی ۲۶ تاریخ تھی۔ کہ اِس تھانہ سامانہ سے جہاں مَیں نے کئی سال گذارے تھے۔ تبادلہ ہو گیا۔ اِس تبادلہ کو سامانہ کی پبلک نے محسوس کیا۔ اور تمام رعایا نے باتفاق کوشش کی۔ کہ میرا تبادلہ نہ ہو۔ دیہات کے لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں اِس کوشش میں شریک ہوئے۔ چند محضر نامے اِن لوگوں نے مِل جُل کر تیار کئے۔ اور التوائے تبادلہ کیلئے صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کی حضور میں پیش کئے۔ اِس میں اظہار کیا گیا۔ کہ اِس تبادلہ سے سامانہ اور نواحِ سامانہ کی تمام رعایا سخت ناراض ہے۔ کیونکہ یہ تھانیدار نیک دِل ہے۔ اِس نے ہماری حفاظت کے جو جو سامان کئے۔ مشقتیں برداشت کیں۔ شب و روز ہمارے آرام کی خاطر منہمک رہا۔ ایسا مہربان

کرنگڈھ بدیں خلاصہ کہ مُعاملہ ہذا میں کارروائی پولیس ریاست ہذا نہایت قابلِ تحسین پائی گئی ہے۔ ادنیٰ سے اعلیٰ۔ جملہ افسرانِ پولیس فوراً تعاقب مُلزمان میں مصروف ہو گئے۔ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سُنام نے جس حکمتِ عملی سے دسوندھا سنگھ جیسے ڈکیت کو گرفتار کیا ہے۔ وہ بھی نہایت قابلِ تعریف اور دِل افزائی حکامِ بالا کے لائق ہے۔ موصولِ سررشتہ ہو کر

حُکم ہوا کہ

روبکار ہذا شاملِ مثل متعلقہ شب چند صاحب
سب انسپکٹر تھانہ سُنام کیا جاوے۔

رعایا کا شفیق پولیس افسر دوسرا ہم لوگوں کو مشکل سے ملیگا۔

تھانہ سُنام میں تقرر

ماہِ ساون سمت ۱۹۷۱ کی ۲۶ تاریخ تھی۔ کہ سامانہ سے تبدیل ہوکر میں سُنام میں پہنچ گیا۔ اور چارج تھانہ کا لے لیا۔ قصبہ سنام میرا وطن ہے۔ اپنے وطن میں عزیز و اقارب۔ دوست آشنا اور تعلقداروں کا کیا گھاٹا۔ کوئی چچا ہے۔ کوئی تایا۔ بھائیوں کا وہاں کیا شمار۔ اور عزیزوں کی وہاں کیا گنتی۔ غرض واسطہ داری و تعلقات کا دائرہ وطن میں اتنا وسیع ہوتا ہے۔ جس کا اندازہ مشکل ہے۔ پولیس کے معاملات ایسے بیگانگی طلب ہیں۔ کہ یہ عزیز سے عزیز۔ قریبی سے قریبی کو بھی رعائت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر اپنے ہم وطنوں کی ہمدردی پر اپنے منصبی فرائیف اور پولیس کی ملازمانہ خدمات کو ترجیح دیتے ہیں۔ تو اپنے پرائے پکار اُٹھتے ہیں۔ یہ ملازمت پر پھول گئے۔ کسی کو جانتے ہی نہیں لوگ۔ عموماً کج خلق۔ بدمزاج کہنے پر اُتر آتے ہیں۔ تبادلہ تو ہو ہی چکا تھا میں نے مصلحتاً ان تمام باتوں کا تذکرہ انسپکٹر جنرل صاحب سے کیا۔ اور یہ تمام عذرات تفصیل سے عرض کئے۔ اور نہایت عجز سے اظہارِ خواہش کیا۔ کہ سنام کے علاوہ جس تھانہ میں بھی چاہیں۔ تبادلہ فرمائیں مجھے کوئی عذر نہیں۔ انسپکٹر جنرل صاحب کا حکم اٹل ہوتا تھا۔ اس میں تغیّر تبدّل کی کوئی گنجائش نہ ہوتی تھی۔ اس لئے میری ایک عرض بھی نہ سنی گئی۔ حکم ہوا کہ حکم کی تعمیل کرو۔ اس تھانہ کا کام نہایت ابتر حالت میں ہے۔ ہم تمہارے حالات سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔

(۶۱) نقل ریمارکس بر ملاحظہ دفتر تھانہ سامانہ از جانب سردار بلونت سنگھ صاحب ناظم ضلع کرمگڈھ

مورخہ ۱۹ ر پھاگن سمت ۱۹۶۹ بکرم

آج ہم نے کتب ہا دفتر از ۱ تا ۲۴ اس تھانہ کا ملاحظہ کیا۔ کارروائی اندراج رجسٹر بعمدگی ہو رہی ہے۔ افسران پولیس کا معائنہ امسال کم ہے۔ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر اپنے متعلقہ کام کو نہایت محنت و متانت و دیانت سے انجام کرتے ہیں۔ انتظامی حالات اس تھانہ کے نہایت اچھے ہیں۔ رعایا کو کارروائی سب انسپکٹر صاحب سے مانوس دیکھا گیا ہے۔ برتاؤ قابلِ اطمینان ہے۔ انسدادِ وارداتِ کی طرف خاص مصروفیت ہے۔ محمد بخش ہیڈ سوئم دفتر کے کام کو پہلے سے اچھا کرنیوالا ہے اب بھی

اگر آپ کے پاس کوئی شخص ایک دفعہ سفارش لیکر پہنچا۔ اور آپنے توجہ ہی نہ کی ہو۔ تو دوبارہ اُوسے آپ سے سفارش کی جرأت نہ ہوگی۔ وُہ جان لیگا۔ کہ اِن تلوں میں تیل نہیں۔ آپ کو راہِ صداقت سے ہٹانا۔ آسان بات نہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ ٹپیالہ ہمارے لئے بھی تو وطن سے کم نہیں۔ تمام چھوٹے بڑے اہلکاران و دیگر لوگوں سے ہمارے تعلقات برابر ہیں۔ آخر ہم اِن لوگوں سے نبھاتے ہیں۔ یا نہیں نبھاتے۔ کیا ہم لوگوں کے پاس سفارشی لوگ سفارش لیکر نہیں آتے۔ دُنیا کے دھندے بھی کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے دوستانہ تعلقات بھی چلے جاتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ آپ ایک اعلیٰ و جلیل القدر افسر ہیں۔ اور مَیں ایک ادنیٰ درجہ کا ملازم ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

انسپکٹر جنرل صاحب نے فرمایا۔ اعلیٰ درجہ کا کیرکٹر رکھنے والے لوگ جو حوصلہ بھی بلند رکھتے ہوں۔ وُہی اپنے اِن اوصاف سے آخر اعلیٰ ہو جایا کرتے ہیں۔ مت گھبراؤ حسب معمول صداقت سے سیدھے سیدھے اپنے کام کو کئے جاؤ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود　　　مرد باید کہ ہراساں نشود۔

یہ ارشادات تھے جنہیں مَیں نے سُنا۔ اور بلا تامل تھانہ سُنام میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا۔ اِن ایام میں تھانہ سُنام کے اندر زیادہ کنسٹبل وُہ لوگ تھے۔ جو خاص سُنام کے باشندے تھے۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں رہتے تھے۔ اور جب مزاج چاہے۔ وہیں سے اپنی ڈیوٹی پر چل دیا کرتے۔

دفتر کو آراستہ دیکھا گیا ہے۔ محمد بخش ونیز لالہ شب چند صاحب سے ہم پہلے بھی واقف ہیں۔ یہ عہدیدار اپنے کام کو لیاقت اور دیانتداری سے کرتے رہتے ہیں۔ اِس وقت تک بھی اِن کے حالات اطمینان بخش پائے جاتے ہیں۔ اِس عمدہ خدمتگذاری کی وجہ سے مستحق ترقی پائے جاتے ہیں۔ مکرر یہ کہ ملاحظہ نقشہ کارگذاری و دیانتداری کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔

(۶۲) نقل ریمارک از محمد شریف خان صاحب انسپکٹر پولیس کرمگڈھ۔ مورخہ ۱۱ بھادوں سمت ۱۹۷
جہانتک مَیں نے دیکھا ہے۔ اِس تھانہ میں قواعد پولیس کی پُوری پابندی کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انتظام اچھا ہے۔ لالہ شب چند صاحب مہتمم اسٹیشن کے طریقِ عمل۔ چال چلن و دیانتداری و کارگذاری

اور واپس آکر پھر گھروں میں جا گھُستے۔ اِن لوگوں کی ڈیوٹی پر روانگی اور گھروں کی واپسی سے افسر لوگ آشنا نہ تھے۔ واردات کی بے حد کثرت تھی۔ مقدمات متدائرہ کے گٹھے کے گٹھے بند ہے ہُوئے بستوں کے اندر دھرے تھے۔

خاکسار نے پہلے تھانہ کے بھلے بُرے تمام حالات کا جائزہ لیا۔ اور پھر تمام امُور کی دُرستی اور بُرائیوں کے دفعیہ کے ذرائع پر غور و خوض کیا۔ سب سے پہلے اپنے تئیں ۲۴ گھنٹہ تھانہ میں حاضری پر کاربند کیا۔ کھانا دُو وقتہ گھر سے تھانہ میں پُہنچ جاتا۔ اور وہیں بیٹھے بیٹھے کھایا جاتا۔ رات اور دِن تھانہ کی موجودگی نے صُورتِ حالات کو کچھ پلٹا دیا۔ کیونکہ صبح سے ۱۲ بجے شب تک جبکہ مَیں خود مصرُوفِ کارِ سرکار رہتا تھا۔ دُوسرے مُلازمان کیسے بیکار اور کارہ بار میں غفلت کو کام میں لا سکتے تھے۔ حاضری تھانہ کے بھی سب پابند ہو گئے۔

اِس ۲۴ گھنٹہ کی حاضر باشی و محنت مشقت سے اِس خاکسار نے سالہا سال کے جمع شُدہ مقدمات کا تصفیہ کر دیا۔ کام ہلکا ہو گیا۔ اب جبکہ پُرانا کوئی کام بقایا میں موجود نہ رہا۔ اِس لئے نیا کام آیا۔ اور اُس کا فیصلہ ہُوا۔ اب بقایا رہنے کی کوئی صُورت ہی باقی نہ تھی۔ بروقت تفتیش کا سلسلہ چل پڑا۔ عدالت میں صدہا چالان پیش کر دیئے۔ اور برسوں سے جو لوگ باوجودیکہ مجرم تھے مگر کثرتِ کار کی وجہ سے انہیں کسی نے نہ پُوچھا تھا۔ سب کو گرفتار کیا۔ اور پھر وعدالت کر کے اُن کو کیفرِ کردار کو پہنچایا۔ تھانہ کے متعلقہ دُو ایک دیہات اِس قدر مُفسد۔ بدچلن اور جنگجو تھے۔ کہ

نزیجیں قابلِ تعریف ہیں۔ علاقہ کے معزز و بھلے مانس لوگ اِن کی تعریف کرتے ہیں۔ بدمعاش و بدچلن لوگ دُرتے ہیں۔ کارروائی مقدمات بلحاظ بازیابیٔ مالِ مسروقہ و چالان پیش کردہ قابلِ تحسین ہے۔ کمی سزایابی کی وجوہات۔ الملزمان بمقدمات دفعہ ۲۲۵ تعزیرات ہند پیش ہو کر بہ منظوری راضینامہ جات رہا کئے گئے۔ اور ۱۲ ملزمان زیرِ تجویز عدالت ہیں۔ مقدمات متدائرہ سہ ماہی ہذا سے صرف دُو مقدمات کی کارگذاری جو سنگین صُورت کے تھے قابلِ ذکر ہے۔ ایک مقدمہ فائل نمبر ۲۹۰ دفعہ ۴۷۰ تعزیرات ہند جس میں سات راس گاؤ میش مالیت مالعہ بجنس بازیاب کر کے سب انسپکٹر صاحب نے چالان پیش کیا۔ دُوسرا مقدمہ نمبر ۱۳۲ دفعہ ۴ قانون ۱۹۱۶ء گاؤ کُشی ترلمن پور جس کا چالان بصیغہ ثبوت پیش ہو چکا ہے۔ جامی اور اسمٰعیل بدمعاشانِ کاکلہ ضلع کرنال کے

جہاں سے ہر وقت کسی نہ کسی بکھیڑے کی رپورٹ چلی ہی آتی تھی - وہاں تعزیری پولیس کی چوکیاں قایم کرا کر اُن کے ناک میں ایسی نتھ ڈالدی - کہ چُوں کرنے سے بھی عاری ہو گئے - ایسے بدمعاش لوگ جن کے سر پر سر ہی نہ تھا - مست الست خود سر بڑے بدمعاشیاں کرتے تھے - اِن لوگوں کی ضمانتوں کی مثلوں کا غذات مرتب شروع کر دیئے گئے -

تھانجات ملحقہ سے افسران پیشین نے ایک وجہ سے بگاڑ پیدا کر رکھا تھا - اور وہ یہ کہ تھانہ سُنام سے یا علاقہ سے اگر کوئی ملزم طلب کیا جاتا - تو وہ حوالہ نہ ہوتا تھا - وجہ یہ کہ تھانہ سُنام کے کنسٹبل ایسے لوگوں سے سازباز رکھتے تھے - جب موقعہ پڑا - اِن لوگوں سے خاطر خواہ رشوت وصول کی - اور تھانہ سے لکھوا دیا - وہ شخص تو یہاں سے رہائش ترک کر کے کہیں چلا گیا - اب اس کا نام و نشان بھی نہیں - چلو چھٹی ہوئی - یا لکھواتے کہ ملزم مندرجہ حکم کی ولدیت مطابقت نہیں کھاتی - بلکہ ذات بھی اور ہے - علیٰ ہذا اگر اہلیان تھانہ سُنام کو تھانہ جات ملحقہ سے کبھی اسامی طلب کرنی لازم آتی تو جیسے کو تیسا - وہ بھی صاف جواب بتلا دیتے - راقم نے اس نزاعِ باہمی کو دور کرنے کے لئے دفتر سے ایسے اشخاص کے نام دریافت کر کے فہرست تیار کی جن کی تھانہ جات ملحقہ کو ضرورت تھی - اُن لوگوں کو گرفتار کرایا - اور جس شخص کی جس تھانہ میں ضرورت تھی - اس تھانہ کے حوالہ کرا دیا - جس ملزم کی طلبی کیلئے جو کنسٹبل میں مامور کرتا - اُس کے لئے یہ حکم بھی دیدیتا - کہ تاوقتیکہ یہ شخص مطلوبہ کو گرفتار کر کے نہ لائے - اس کی ڈیوٹی کسی دوسرے کام پر ہرگز نہ لگائی جائے - بلکہ تھانہ میں بھی

فعل ضمانت ہائے تجویز کرانے میں سب انسپکٹر صاحب کی کامیابی قابلِ تعریف ہے - سابق سب انسپکٹر صاحب باوجود کوشش کے ناکامیاب رہے تھے - اس سہ ماہی کے اندر خاص قصبہ ساانہ میں کوئی واردات سرقہ و نقب زنی نہیں ہوئی - اور انسدادِ وارداتِ علاقہ کا اندازہ بھی گذشتہ سالہائے کی سہ ماہیوں سے مقابلہ کر کے لگایا گیا ہے - تو مقابلتاً سہ ماہی سالِ حال میں وارداتمیں بہت کمی ہوئی ہے - جیسا کہ تفصیل مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا :-

تعداد مقدمات متدائرہ سہ ماہی اول سمت ۱۹۶۶ / ۳۴ - سمت ۱۹۶۸ / ۲۹ - سمت ۱۹۶۹ / ۲۲ - و سمت ۱۹۷۰ / ۱۴ -

اقوام سانہنسیان جرائم پیشہ کی نگرانی کے علاوہ اُن کے چال چلن کی اصلاح کی طرف سب انسپکٹر صاحب کی زیادہ توجہ دیکھی گئی - انہوں نے کوشش کر کے چند سانہنسیان کو اسامی بشمول زمینداران کاروبار زراعت

گھسنے نہ پائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے عرصہ کے اندر دیگر تمام تھانجات ملحقہ سے ہمارے تعلقات محبانہ و مخلصانہ ہو گئے۔ بلکہ باہمی تعلقات ایسے سلجھے کہ اگر میرے تھانہ میں کسی دوسرے تھانہ کا ملزم مطلوب ہوتا۔ تو محض ایک پرچہ لکھ کر وہاں بھیجدینا کافی ہوتا۔ جیسے ہی وہ پرچہ تھانہ متعلقہ میں پہنچتا۔ اُس کا ایک کنسٹبل آدمی کو لیکر آجاتا۔ اور سپرد کر کے واپس چلا جاتا۔ اور جس قدر ملزمان کی اب تک دیگر تھانہ جات سے طلبیاں کی گئی تھیں۔ اور وہ تاحال حوالے نہ ہوئے تھے۔ اب تو وہ خود بخود حاضر ہونے لگے۔

قریباً دو سو بدچلن بدمعاشان کی نسبت صاحب مجسٹریٹ کی خدمت میں شکایات عرض کر کے اُن کی نیک چلنی کی ضمانتیں کرا دیگئیں۔ بعض ایسے بھی تھے۔ جن کے رسوخ یا خوف و رعب سے نمبرداران اُن کے خلاف شہادت کیلئے آمادہ نہ ہوتے تھے۔ اور اہلِ دیہہ باہمی برادرانہ واسطے سے اُن کی مخالفت پر تیار نہ ہوتے تھے۔ خود اِن کے خلاف شہادتیں دیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عرصہ تین ماہ میں پورا امن چین قائم ہو گیا ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

لونگووال میں قماربازی کا اڈہ

یہ قصبہ بہت سی بدکاریوں میں نام پا چکا ہے۔ علاوہ دیگر امورِ قمار بازی میں بھی خصوصیت رکھتا تھا۔ قصبہ ہذا میں ایک شخص باوام شاہ نامی ستھرہ اور دو تین اور شخص اول درجہ کے بے خوف جواباز

پر لگایا ہے۔ مکانات اور اسباب سرکاری کی صفائی اور ترتیب بہت اچھی دیکھی گئی۔ نیز پیش مکان تھانہ باغیچہ کی تیاری اور صفائی دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔

زیادہ تر قابلِ تعریف کام اس تھانہ میں یہ ہے۔ کہ ترمیمات پولیس رولز تا ابندم کتاب میں لگائی ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رجسٹرات کی تکمیل حالیہ نمونہ جات پر یہاں موجود ہے۔ جو ضلع ہذا کے کسی تھانہ میں ایسا عمل نہیں ہے۔ اسلئے میری مودبانہ درخواست ہے۔ کہ بذمہ داری سب انسپکٹر صاحبان دیگر تھانجات میں بھی اول پولیس رولز کو باجرائے حکم میعادی تکمیل کرایا جائے۔ پھر وہ دفتر کو پورے طور سے تکمیل کر سکینگے۔

(۶۳) نقل ریمارکس از سردار بسنت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرنگڈھ۔ مورخہ ۷ بوہ سمت ۱۹۷

اور دُوسرے عادی قمار بازوں کے سرکردہ یا سرغنہ مشہور تھے۔ معمولی حیثیت کے نہیں۔ روپیہ پیسہ میں بھی امیر تھے۔ اپنے افعالِ بد اور نا واجب اعمال کی پردہ پوشی کیلئے متعلقہ پولیس افسران نمبرداران کی خاطر مدارات کرتے اور ایسی چاٹ پر لگا رکھتے تھے۔ کہ اُس لالچ میں وہ ان کیخلاف کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ راقم کو یہ سب حالات معلوم ہوئے۔ تو اُن لوگوں کی فعل ضمانتوں کے بعد بھی اُن کے خلاف سرگرمیوں میں کوئی کمی نہ ہونے نہ دی۔ بلکہ جہانتک ممکن تھا۔ اِس تاک میں برابر سرگرم رہا۔ کہ کوئی وجہ ایسی مل جائے۔ کہ اِن لوگوں کی فعل ضمانتیں ضبط ہو سکیں۔ جُویندہ یابندہ۔ ایک ایسا موقعہ ہاتھ لگ گیا۔ عین موقعہ پر چھاپا مارا گیا۔ خاص بادام شاہ ستھرہ جو ایسے لوگوں کا گُرو گھنٹال تھا۔ معہ آٹھ نو کس بدمعاشان بحالتِ قمار بازی آلاتِ قمار بازی سمیت گرفتار کرلئے گئے۔ اب کیا تھا۔ فعل ضمانتیں اُن کی ضبط ہوئیں۔ اور سزائیں بھی ملیں۔

دفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری۔ دفعہ ۴۴ و ۴۵ ایکٹ چوکیداران اور دفعہ ۱۸۲ تعزیراتِ ہند پر کامل توجہ سے مستعدانہ عمل کیا گیا۔ جھوٹی اطلاعات کے انسداد۔ دیہات کے چوکیداران کے منصبی فرائض کی ادائیگی میں بروقت دیکھ بھال کرتے ہوئے وہ کامیابی حاصل کی۔ کہ بایدوشاید۔

اگر فرض بے غرض کا شوق ہے تو
مناسب ہے جا کر ملو عاقلوں سے

بر موقعہ معائنہ تھانہ سامانہ سہ ماہی دوم سمت ۱۹۷

سہ ماہی زیر معائنہ تھانہ سامانہ میں (۲۳) مقدمات دائر ہوئے (۳) میں حسب دفعہ ۱۵۷ ضابطہ فوجداری تفتیش بند کی جا کر (۲) میں اخراج (۵) میں ناکامیابی دکھائی (۱۱) میں یعنی نصف میں چالان دیا گیا (۲) زیر تفتیش ہیں۔ چالان شدہ مقدمات کے منجملہ (۵) میں سزا (۲) میں رہائی نتیجہ برآمد ہو کر (۴) زیر تجویز عدالت ہے۔ اور اِس سہ ماہی میں ۷۶ ملزمان گرفتار ہو کر سب کے سب چالان عدالت ہوئے۔ جن میں ۲۱ ملزمان کو سزا ہوئی (۵) کو رہائی ہوئی۔ باقی ۴۳ ملزمان زیر تجویز عدالت ہیں۔

مبلغ ۴۳ کا مالِ مسروقہ ہو کر المال ۴۲۲ کی بازیابی نہایت اچھی ہے۔ ایسا ہی کامیاب مقدمات

ملازمین ماتحت پر کنٹرول

کوئی غور کرے۔ کہ پولیس کا وجود کس لئے ہے۔ تو صاف عیاں ہے۔ امن کی حفاظت۔ رعایا برایا اُن کے جان و مال کی محافظت اور نگرانی کیلئے۔ اس کے علاوہ پولیس کا فرضِ اولین ہے۔ کہ رعایا کے اخلاق و چلن کی بھی نگران رہے۔ اور اُس کی اصلاح و درستی میں برابر کوشاں رہے۔ نظر بحالاتِ بالا پولیس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کے چال چلن کی نگرانی سے قبل خود اپنے چلن اپنے اعمال و افعال کو ایسا اچھا بنا لینا چاہئے۔ کہ اس میں نی نہ نکل سکے۔ جس کا اپنا آپا عیبوں سے آلودہ ہو۔ وہ کسی عیب دار کی اصلاح کی جرأت کیسے کر سکتا ہے۔ جو شخص خود مے گلفام کا عاشق جامِ شراب لنڈھاتا مست رہتا ہے۔ اُسے کوئی حق نہیں۔ کسی شرابی کو جھوٹے چھاتے دُختِ رز کو مُنہ لگانے سے منع کرے ؏

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

علیٰ ہذا لقیاس۔ بدچلن جو خود آلائشِ عیوب میں آلودہ ہوں۔ اُن افسرانِ پولیس کو کیوں حق حاصل ہے۔ کہ وہ رعایا کے بدکار اور بدچلن افراد کو گرفتار کریں۔ اس بنا پر میں اپنے ماتحتوں کو ہر وقت یہ ہدایت کرتا رہا ہوں۔ کہ وہ اپنے منصبی فرائض کو نہایت پابندی کے ساتھ بروقت ادا کیا کریں۔ فرائض میں سستی نہایت بیجا ہے۔ ساتھ ہی نیک چلن رہنے کی تلقین بھی جاری رکھتا بلکہ اس معاملہ میں چھوٹے درجہ کے ملازمین کنسٹبلان وغیرہ کی بہت نگرانی کرتا۔ بارہا ایسا ہوا کہ کنسٹبلوں۔ ہیڈ کنسٹبلوں کو اپنے آرام و آسائش پر لات مار کر۔ رنڈیوں۔ بدعمل عورتوں کے گھر دبالیا

جو نصف سے زیادہ ہے۔ جداگانہ کارروائی عہدیداران حسب ذیل ہے:-

سب انسپکٹر صاحب لالہ شب چند نے سہ ماہی ہذا میں دس مقدمات کی تفتیش کی۔ دو میں اخراج ایک میں بابا میں بی ... کے اندر حسب دفعہ ضابطہ فوجداری عمل ہو کر چار مقدمات میں چالان پیش کیا۔ دو میں سزا ایک میں رہائی ہو کر ایک زیرِ تجویز عدالت رہا۔ ان مقدمات میں مال لعبہ ۱۵۴ کا مالِ مسروقہ تھا۔ جس میں ... روپیہ کی بازیابی ہے۔ نتیجہ کارروائی تفتیش مقدمات سہ ماہی زیرِ رپورٹ میں سب انسپکٹر صاحب عمدہ و قابلِ تعریف ہے۔ علاوہ بریں لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے تکمیل مقدمہ قتل موضع گھمراچوں تھانہ بھوانی گڈھ و قتل ساد ہو رام پٹواری تو راس تھانہ ... میں خلشِ احکام صرف ہذا میں نمایاں حصہ لیا۔ ہر دو مقدمات چالان عدالت ہوئے ہیں۔ نتیجہ عدالت ہونے پر مفصل اظہار رائے

سے جا بجڑا۔ اور شرم ندامت دِلا کر یا صورت حالات کے مطابق سزائیں دلائیں ٥

بعض غفلت اگرچہ چھوٹی ہے
لیک بنیاد اسکی کھوٹی ہے

دفینہ کی برآمدگی از حویلی لالہ پنالال صاحب

بمقدمہ برآمدگی دفینہ از حویلی لالہ پنالال صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس جو اُن کے کرایہ دار و لیا نے نکالا۔ اور خورد برد کر لیا تھا۔ راقم کی کوششوں سے اس کا پتہ نکالا گیا تھا۔ اِس مُعاملہ میں مجھے اپنے نہایت قریبی ہمسایوں کی خانہ تلاشیاں کرنی پڑیں۔ مگر دفینہ برآمد ہو گیا۔ مہذب اور تعلیمیافتہ طبقہ نے میرے اِس بے لاگ فعل کو محض اِس لحاظ سے کہ مَیں نے اپنے فرائضِ منصبی اور کارِ سرکار کو مقدم جانتے ہوئے ضابطہ کی کارروائی کی ہے۔ بنظرِ استحسان دیکھا۔ گو جُہلا اور عام لوگوں کے خیالات کچھ اور تھے۔ وُہ اِس مہذب دلیل کو ذہن نشین ہی نہیں کر سکے۔ بہت لوگ ایسے تھے۔ جو میری اِس وقت کی کارروائی کو بعید خشک طریق عمل پر محمول کرتے تھے۔ اور مجھ سے آزردہ د بیزار تھے کہ مَیں نے اپنے ہم وطنوں سے ایسا سخت برتاؤ کیا۔ بہت سے لوگوں کی خانہ تلاشیاں کرا دیں۔ بہت اشخاص گرفتار کرائے۔ بہتوں کے چالان کرائے۔ بیشمار لوگ تھے۔ جن کو یہ سخت ناگوار گذرا۔ مگر وُہ اِس قدر ناخوش ہرگز نہ ہوتے۔ اگر میرے سوائے کوئی اور تھانیدار ہوتا۔ کیونکہ اِس سے کچھ واسطہ نہ ہوتا۔ جب مَیں نے شہر کے بدمعاشوں۔ قمار بازوں۔ اور ایسی عورتوں کے جو بدچلنی۔ بدکاری

نسبت عُمدہ کارگذاری سب انسپکٹر صاحب کیا جاویگا۔

مجموعی حالت تھانہ ہٰذا متعلقہ انتظام و انسدادِ وارداتِ علاقہ نہایت اچھی ہے۔ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہوشیار اور کارکن۔ قابل۔ دیانتدار اور چیدہ ضلع ہٰذا کے اندر منتخب سب انسپکٹر ہیں۔ رعایا علاقہ تھانہ و شرفا و خاص سامانہ اِن سے خوش و مانوس پائے جاتے ہیں۔ ہم ہر ایک معاملہ میں عہدیدار مذکور کی کارروائی کو اچھا پاتے رہے ہیں۔ دفتر تھانہ میں کُتب با قاعدہ بموجب پولیس رولز و دیگر نشانانِ تھانہ عُمدہ و باترتیب دیکھا گیا۔ خدماتِ سب انسپکٹر صاحب قابلِ صلہ و دل افزائی ہیں۔ جس سے دیگران کو بھی تحریص ہو۔

میں مشہور و مشاق تھے۔ فہرست ہا مرتب کرنی شروع کی۔ کہ ایسوں کی ضمانتیں ہو جائیں۔ تو بد چلن غنڈے اور عیاشوں کی پارٹیوں کو تُو پڑے۔ اور لگے بغلیں جھانکنے۔ اور تو وہ کچھ نہ کر سکے سب سے اول بذریعہ ڈاک میرے نام ایک خط پہنچا۔ جس میں جی بھر کے ایسے لوگوں نے دُشنام دہی کی تھی اور مجھے یوں دھمکایا تھا۔ کہ تمہارے گھر میں چوری کرلی جائیگی۔ یہ بھی درج تھا۔ کہ تم دوسروں کی چوریاں برآمد کراتے رہے ہو۔ اب جو ہم لوگ تمہارے ہاں چوری کرتے والے ہیں۔ اُسے برآمد کرالوگے۔ تو تمہیں بڑا کارگذار تھانہ دار مان لیا جائیگا۔ وہ خط بجنسہ میں نے جنرل تارا چند صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اور زبانی عرض کیا۔ کہ یہ مشکلات اور وطن داری کے تعلقات مانع تھے۔ جن کی وجہ سے میں تھانہ سنام میں تعیناتی سے گھبراتا تھا۔ میرے ماتحت بھی مجھ سے ناراض ہیں۔ تا بدیگراں چہ رسد۔ براہِ کرم اب بھی مجھے سنام سے تبدیل کر دیا جائے۔ مگر میری اس عرض پر کوئی توجہ نہ کی گئی۔ بلکہ جو درخواست اِس بارہ میں کی گئی تھی۔ اُس پر کوئی حکم ہی نہ ہوا۔ چند روز اِن واقعات کو نہ گذرے تھے۔ کہ پہلے کی طرح کا ایک اور خط جو گمنام تھا۔ میرے نام پہنچا۔ جو اصل نقل کیا جاتا ہے۔

جناب لالہ جی صاحب

چونکہ آپ یہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ سے ہمارا لحاظ ہے۔ لہٰذا ہم آپ کو بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ تو آپ کو پچھتانا پڑیگا۔ سنام میں بہت سے آدمیوں کی کئی پارٹیاں۔ آپ کے خلاف ہیں۔ جو آپ کی

از پیشی صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس

حالتِ کتب تھانہ سالانہ اچھی ہے۔ شب چند صاحب سب انسپکٹر پولیس کی تعریف اچھی ہے۔ سب انسپکٹر مذکور ایک محنتی شخص ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ کام اچھا ہے۔ اصل برائے ملاحظہ بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پیش ہو۔ ۱۲/۱۳-۳۱

از صاحب انسپکٹر جنرل پولیس۔

شب چند صاحب سب انسپکٹر معہ ماتحتین اپنے فرائض کو بعمدگی انجام دے رہے ہیں۔ یہ امر ہماری خورسندی کا موجب ہے۔ مثل ملازمت میں اُن کے نوٹ کیا جاوے۔ بعد تعمیل اصل بخدمت صاحب جوڈیشل سکرٹری

شکایات سرکار حضور دام حشمتہم و اقبالہم و انسپکٹر جنرل و ناظم صاحب کے پاس کرنیوالے ہیں۔ پہلے دوستانہ طور پر لکھتے ہیں۔ کہ جن چار یا پنج عورتوں کی ضمانتیں لی ہیں۔ سب چھوڑ دو اور ان سے یہ عہد کرالو۔ کہ اگر یہ بدمعاشی پھر کرو گی۔ تو ضمانتیں لے لی جائینگی۔ بس اسی قدر دباؤ ہی کافی ہے۔ کہیں آپ اوروں کی ضمانتیں کراتے کراتے اپنی اور اپنے رشتہ داروں کی ضمانتیں نہ کروا لینا۔ زمانہ نازک ہے۔ آجکل جو آپکی نیک نامی ہو رہی ہے۔ اور جو دباؤ ہے۔ اسکی بجائے آپ بدنام ہو جائینگے۔ اور نوکری ہٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آویگا۔ اور آپکی سب نیک نامی خاک میں مل جاویگی۔ فقط آپ کا ملنے والا۔

خط موصول ہوا اور میں نے صاحب انسپکٹر جنرل اور صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کو ملاحظہ کرا دیا۔ جو تا حال میرے پاس بدستور موجود ہے۔ بدمعاش اور غنڈوں کی ان کاغذی دھمکیوں کا میری ذات پر تو کوئی اثر نہ ہوا۔ مگر ڈایریاں میرے خلاف بہت سی افسران بالا کے پاس متواتر پہنچیں۔ جہاں تک مجھے ان ڈائریوں کے متعلق علم ہے۔ بہت سی ڈایریوں کی پڑتال تو سردار فضل کریم خان صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی نے کی۔ اور دو ایک ڈایریوں کی پڑتال خود صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے فرمائی۔ جو سراپا غلط ثابت ہوئیں ؎

ہے صفائی میں یہ جوہر یار ربانی ہے نظر
آئینہ ہو صاف تو تصویر آتی ہے نظر

پیش ہو۔ ۵ رہا گھ سمت ۱۹۷۰ ۱/۱۴

(۶۴) نقل ریمارکس از سردار بسنت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔

مورخہ ۲۳ چیت سمت ۱۹۷۰ بکرم

برموقعہ سہ ماہی سوئم سمت ۱۹۷۰

اس سہ ماہی میں کل (۲۰) مقدمات دائر ہوئے۔ جن کے منجملہ (۱) میں اخراج دہم مقدمات کی تفتیش حسب دفعہ ۱۷۵ ضابطہ فوجداری بند کی جا کر (۴) میں ناکامیابی (۱۰) میں چالان دیا گیا۔ ایک مقدمہ ابھی زیر تفتیش ہے۔

اقوام جرائم پیشہ کی اصلاح

اقوام سانسی جو قدیمی جرائم پیشہ ہیں۔ ان کے ڈیرے پبلک کیلئے پبلگ کے جرائم سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ سنام اور ساماانہ کے علاقوں میں اُن کے ڈیرے سے باہر آتے جاتے رہتے۔ تفتیش مقدمات کے سلسلہ میں اُن میں سے اکثر گرفتار کرا کے سزا دلوا دیتا۔ میں نے اُن کے چند آوارہ گرد ڈیرے مقامات ساماانہ اور سنام میں کوشش کر کے مستقل طور پہ آباد کرا دیئے۔ تاکہ پولیس کی نگرانی میں رہیں۔ اِس قوم کے جس قدر آدمی بلوغت کو پہنچے ہوئے تھے۔ مجبور کر کے زمینداروں کے ساتھ سیری زراعت لگا دیا۔ اور جو صغیر سن بچے قابلِ اصلاح تھے۔ انہیں اپنے پاس سے لکھائی پڑھائی کا جملہ سامان بہم پہنچا کر سکول میں داخل کرا دیا۔ گو اِن بچوں نے بھی اپنے ہم جماعت چھوٹے بچوں کی کتابیں وغیرہ چُرائیں۔ مگر اصلاح خالی نہ گئی ؎

صُحبتِ صالح ترا صالح کند صُحبتِ طالح ترا طالح کند

یہ طریقِ اصلاح جو بچگان جرائم پیشہ کی میرے دماغ نے کی۔ برٹش گورنمنٹ کے قواعد جرائم پیشہ کے اجراء سے پہلے کی ہے۔

مشہور ڈکیت وسوندہا سنگھ اور اُسکے گروہ سے خطرناک مقابلہ

بتاریخ ۲۲ چیت سمت ۱۹۷۲ بکرمی مطابق ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء وقت ۹ بجے شب بستی ونیری چند ولد نانک چند مہاجن سکنہ پھلیڑہ تھانہ سنام کے مکان پر ڈاکوؤں کے ایک مسلح گروہ

چالان شدہ مقدمات کے منجملہ (۲) میں سزا (۳) میں رہائی (۵) مقدمات زیر تجویز عدالت ہیں۔ اِن کل مقدمات میں (۱۲) ملزمان گرفتار ہو کر چالان بعدالت ہوئے (۲) کو سزا (۹) رہا اور (۱۳) زیر تجویز عدالت ہیں۔

مبلغ آٹھ سو بچاس روپیہ تین آنہ کا مال مسروقہ ہو کر سے مال جس ۶۵۴ کی بازیابی ہوئی۔ یہ مجملاً کارروائی عہدیداران تھانہ عمدہ اور قابلِ تحسین ہے۔ ایسا ہی کارروائی مقدمات میں بھی کامیابی نہایت اچھی ہے یعنی (۲۰) مقدمات کے منجملہ (۱۰) کا چالان دیا گیا ہے۔ جداگانہ کارروائی لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے سہ ماہی میں (۸) مقدمات کی تفتیش اپنے ہاتھ میں لی۔ جن کی منجملہ ایک ناکامیابی (۶) میں چالان پیش کیا گیا۔ (۱) مقدمہ بجُرم

نے ڈاکہ ڈالا۔ اور اس کو گنڈاسیوں کی ضربات سے زخمی کیا۔ زبردستی اس کا مال طلب کرتے تھے۔ گاؤں والوں نے جب مستغیث کے گھر میں گڑبڑ سنی۔ فوراً جمع ہو گئے۔ ڈھول بجاتے ہوئے ڈاکوؤں پر حملہ آور ہوئے۔ اور اینٹوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ مسمیان گیان سنگھ و بکھو زمینداران اور راماند حجام ڈاکوؤں کی گولیوں سے زخمی ہو گئے۔ ڈاکو مال وغیرہ چھوڑ چھاڑ وہاں سے بھاگ نکلے۔

جب مجھے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اُن ڈاکوؤں کا تعاقب شروع کیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع سرکل انسپکٹر صاحب بھی ہاکسار کے ساتھ شامل ہوئے۔ صاحبان موصوف کے علاوہ موضع دریاپور تھانہ بڈلاڈہ میں جنرل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو بھی اطلاع پہنچی۔ پٹیالہ سے تشریف لائے۔ اور شریک جماعت متعاقبین ہوئے۔ کھوجیوں کی کھوج اور نشاندہی کے ذریعہ سے چار دن رات برابر قریب پچاس کوس تک اُن کا تعاقب کیا گیا۔ ۲۶ چیت سمت ۱۹۷۶ کو قریباً ۸ بجے صبح مسمی دیوان سنگھ سکنہ موضع ساڈھنوا اس تھانہ نواں ضلع حصار کے چاہ آبنوشی پر جب ہماری جماعت پہنچی۔ اثنائے بات چیت میں دیوان سنگھ نے بتلایا۔ کہ چار اشخاص یہاں نمودار ہوئے ہیں۔ اسی جنگل میں اُن کی عموماً بودوباش ہے۔ سونے کے وقت تین اشخاص سوتے ہیں۔ ایک پہرہ پر رہتا ہے۔ میں نے اُن سے وجہ آمد بھی دریافت کی تھی۔ ان لوگوں نے بتایا ہم بھرتی کرنے آئے ہیں۔ عین اُسی لحظہ جبکہ ہمارا گروہ دیوان سنگھ سے مصروف

(۱۰)
۱۰۹ ضابطہ فوجداری زیرِ تفتیش رہا (۱۲) ملزمان گرفتار ہو کر چالان ہوئے۔ (۱) میں سزا۔ اور (۵) رہا۔ زیرِ تجویز عدالت رہے۔ مبلغ ۲۱۱ روپیہ کا مال مسروقہ ہو کر ۱۲۴ کی بازیابی ہوئی۔ جو نصف سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ کارروائی سب انسپکٹر صاحب اچھی اور قابلِ تعریف ہے۔ علاوہ بریں دیگر مقدمات میں بھی ضروری طور پر حصہ لیا۔ جن کا حال حسب ذیل ہے:-

یعنی (۲) مقدمات کی تفتیش سب انسپکٹر صاحب و ہیڈ دوم نے کی۔ جن میں سے ایک میں چالانی اور (۱) میں ناکامیاب رہے۔ مبلغ ۲۶۴ روپیہ کا مال مسروقہ ہو کر ۲۴۴ کی بازیابی ہوئی (۳) ملزمان گرفتار ہو کر چالانی بعدالت ہوئے۔ جو تینوں ہی زیرِ تجویز ہیں۔

بات چیت تھا۔ اِس مقام سے تین سو قدم کے فاصلہ پر جنگل کے اندر تین چار اشخاص غالباً وہی ڈاکو تھے۔ دکھائی دیئے۔ ہم کو اُن لوگوں نے دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ وُہ فوراً بھاگ کر جنگل کے اندر گھس گئے اِدھر بھی کھٹک گئی۔ چنانچہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر نے مجھے اِشارہ کیا۔ اور خاکسار نے اشارہ پاتے ہی گھوڑا دوڑایا۔ کھوجیوں نے اُن کے نشاناتِ پا دیکھتے ہی کہہ دیا۔ کہ وُہی ہیں۔ جن کی ہمیں تلاش ہے وہیں کھڑے کھڑے مَیں نے رومال سے سگنل کیا۔ اِشارہ پاتے ہی ہماری تمام جمیعت کنسٹبلان۔ افسران نمبرداران سمیت جن کی مجموعی تعداد ۳۰ کے قریب تھی۔ آنِ واحد میں وہاں پہنچگئی۔ نہایت گنجان اور ناقابلِ گذر جنگل کے اندر ہم نے مردانہ وار تلاش شروع کی۔ ڈاکو اِسی جنگل میں چار پانچ میل کا پیچ کاٹ کر دریائے گھگھر کی نالی میں جا چھپے۔ مگر ہم نہایت تیز رفتاری سے اُن کا پیچھا پکڑے ہوئے تھے۔ تا آنکہ اُن کے سر پر جا پہنچے۔ ہمارے اور ڈاکوؤں کے درمیان سو ڈیڑھ سو قدم کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ ڈاکوؤں نے جانچ لیا۔ کہ ہم اُن کے قریب تر آ گئے ہیں۔ اُنہوں نے درختوں کی آڑ لے کر تین فایر دنادن کئے۔ خاکسار نیز انسپکٹر جنرل صاحب نے جواباً فایر کئے۔ اُنہوں نے نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو نالی سے نکالا۔ اور طرح دیتے ہوئے موضع سادھنواس کی طرف بھاگے۔ بھاگتے ہوئے ڈاکوؤں پر ہمنے فایر برابر جاری رکھے۔ حتیٰ کہ صاحب انسپکٹر جنرل کے فایر سے ایک ڈاکو گر گیا۔ باقی ڈکیت گرے ہوئے۔ ایک درخت کی آڑ میں چھپ گئے اور فایر شروع کر دیئے۔ ہم بھی بدستور فایر کر رہے تھے۔ پھر ڈاکو نزدیک ہی ایک گہرے کھال

نظم ونسق علاقہ کے متعلق سب انسپکٹر صاحب کی سیاست قابلِ اطمینان اور تسلّی بخش ہے۔ اور کام متعلقہ خود میں ہوشیار اور تندہی سے انجام دینے والے افسر ہیں۔ رعایا علاقہ سب انسپکٹر صاحب سے نہایت خوش ہے۔ اور کسی قسم کی شکایت نہیں ہے۔ مقدمہ قتل بجرم ۳۰۲ تعزیرات ہند فایل ۴۸ر رجوعہ ۸ر مگھر سمت ۱۹۷۰ میں سب انسپکٹر صاحب کی کارگذاری نمایاں ہے۔ یہ وقوعہ ۳ سال کا تھا۔ سب انسپکٹر صاحب نے اپنی ذاتی قابلیت اور تجسّس سے مجرم نعش ہلوکر نکلوا کر اس خوبصورتی سے چالان کیا۔ کہ جس پر ہم امید کرتے ہیں۔ کہ مُلزم کافی سزا کے بغیر نہ رہیگا۔

اور موضع کیتھڑی گلاں کا قتل مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند بھی سنگین صورت میں اور پیچیدہ ہے

میں لیٹ گئے - اپنے سروں کی پگڑیاں اس کھال کے کناروں پر رکھ دیں - درمیانی فاصلہ کافی دُور تھا - ہم اور ہمارے ساتھی اِن دُور رکھی ہوئی پگڑیوں کو ہی نشانہ بناتے رہے - آدمی بھیجکر جاکھل ریلوے سٹیشن سے جابجا تار دلوائے گئے - ٹوہانہ سے بھی پولیس کی امداد طلب کی گئی - گولیوں کی بوچھاڑ فریقین کی طرف سے جاری تھی - گولیوں کی بارش میں ہی زخمی ڈاکو کو اپنے قابو میں کر لیا گیا - اُس سے پُوچھا گیا - تو اُس نے اپنا نام سندر سنگھ باپ کا نام انوکھ سنگھ جٹ ظاہر کیا - سکونت احمد پور تھانہ بڈلاڈہ کی بتائی - زخمی ڈاکو نے بتایا - کہ باقی ڈاکو دسوندھا سنگھ - مل سنگھ و دلیپ سنگھ ہیں - یہ ہرسہ سکنائے لہرہ بیگہ ضلع فیروزپور ہیں - جو ذاتی عناد و فساد کی وجہ سے اپنے گاؤں کے چند مخالف آدمیوں کو قتل اور بہت سے لوگوں کے گھر جلا کر بھاگ نکلے ہیں - اب اِن لوگوں کا پیشہ ہی ڈکیتی ہے اِن کے پاس دو بندوقوں کے علاوہ کافی سامان میگزین موجود ہے -

ضلع حصار کی پولیس بھی شام کے وقت ہمارے پاس پہنچ گئی - مقابلہ باہمی بدستور جاری تھا - آٹھ بجے شب کا وقت ہو گیا تھا - جنرل تارا چند صاحب کی شیر دلی اور غایت بہادری دیکھنے والوں کے دلوں کے اندر گھر کر چکی تھی - صاحب موصوف بندوق اپنے ہاتھوں میں تھامے تمام موجودگان سے آگے ڈٹے ہوئے فایر کئے چلے جاتے تھے -

ضلع فیروزپور سے مسٹر سپیرٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ مونٹڈ پولیس اور میاں غلام رسول خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس انہیں ڈکیتوں کی گرفتاری کے لئے متعین تھے - جب رات زیادہ ہو چکی تھی -

---

اُمید ہے - سب انسپکٹر صاحب اس میں کامیابی جلد حاصل کرینگے -

رجسٹر ۹ و ۱۰ کی کافی نگرانی اور اندراج ہے - جرائم پیشہ مندرجہ رجسٹر ۲۱ جو کہ متفرق طریق پر دیہات میں رہتے تھے - سب انسپکٹر صاحب نے اِن کو قصبہ سامانہ میں آباد کر کے نگرانی مذکوران کا انتظام کافی کیا ہوا ہے -

(۳۶) نقل ریمارک صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پٹیالہ -

معائنہ تھانہ سامانہ کے متعلق ریمارک صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس مفصل ہے - حالات اندراج و تفتیش اچھی ہے - لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر مستعد ہیں - اس لئے کام متعلقہ اچھا ہے - اصل بخدمت جناب انسپکٹر جنرل بہادر

فریقین نے فایر بند کر دیئے۔ تمام جمعیت ڈاکوؤں کو اپنے محاصرہ کے اندر سے کر جا بجا ڈیرہ ڈال کر اپنے اپنے ٹھکانہ پر بیٹھ گئی۔ لیکن صبح نور کے تڑکے ہی نہایت تعجب سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ رات کی تاریکی سے فایدہ اُٹھا کر ڈاکو جس کھال کے اندر بیٹھے تھے۔ جو کافی فاصلہ پر تھا۔ کھسکتے کھسکتے محاصرین کی نظروں سے بچ کر کہیں چلتے بنے۔ جہاں وہ دن بھر بیٹھ کر مقابلہ کرتے رہے تھے مستعملہ کارتوسوں کے خول۔ ایک بارود کی کپی وغیرہ۔ کچھ سامان وہاں سے پڑا ملا۔ اور زمین پر خون کے دھبے بھی دیکھے گئے تھے۔ جس سے گمان ہوتا تھا۔ کہ کوئی ڈاکو زخمی ضرور ہوا ہے۔ اُسی صبح کو صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس حصار۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سنگرور معہ فوجی گارد کے آ پہنچے۔ لیکن جب انہیں یہ حال معلوم ہوا۔ کہ ڈاکو نکل گئے ہیں۔ تو سب صاحبان تشریف لے گئے۔

سندر سنگھ ڈکیت گرفتار شدہ معالجہ کے لئے شفاخانہ پٹیالہ میں بھیجا گیا۔ جو وہاں ہی چل بسا۔ خاکسار اور صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ نے کھوجیوں کو ہمراہ لے کر تھانہ جات ٹوہانہ۔ بھوانہ اور رتیہ ضلع حصار کے علاقہ جات میں برابر پندرہ دن تک تجسس کیا۔ ایک زخمی ملزم کا پتہ بھی ملتا گیا۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

پندرہ روز کے بعد بتاریخ ۱۸ اپریل انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ جمال پور اسٹیشن سے پٹیالہ تشریف لے گئے۔ اور خاکسار معہ محمد شریف خان صاحب سرکل انسپکٹر اُن ڈکیتوں کی مز

پیش ہو۔

(۶۵) نقل ریمارک صاحب انسپکٹر جنرل بہادر۔

لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر کی کارگذاری کا سردار بسنت سنگھ صاحب اعتراف فرماتے ہیں۔ یہ امر قابل اطمینان ہے۔ کہ رجسٹرات و تفتیش ہر دو کی حالت اچھی ہے۔ براہ ملاحظہ بخدمت صاحب جوڈیشل سکرٹری پیش ہو۔

(۶۶) نقل ریمارکس از سردار بہادر کپتان کاکو سنگھ صاحب قایم مقام سپرنٹنڈنٹ کرم گڈھ۔

مورخہ ۱۶ ہاڑ ۱۹۷۱ سمت۔

تلاش میں لگے۔ سب سے اوّل ہم نے اِن ڈکیتوں کے رشتہ داروں متعلقین کی ایک فہرست تیار کی۔ پھر اُن کی جستجو شروع کی۔ اِسی سلسلہ میں ہم نے موضع ٹھمن گڑھ تھانہ نانہ ضلع برنالہ میں مسمی تھانسنگھ خسر دسوندھا سنگھ ڈکیت کی خانہ تلاشی کی۔ جہاں سے بقدر تین سو روپیہ کے مال زیورات طلائی مسروقہ برآمد کر لئے۔ یہ مال موضع لہرہ بگو تھانہ تھانہ کی ایک ڈکیتی کے متعلقہ تھا۔ تھانسنگھ پر اس کا خاص اثر ہوا۔ اس کو ہم نے سمجھایا۔ کہ وہ اپنے داماد ڈکیت کو گرفتار کرا دے۔ اُس نے کوئی بیّا نہیں کی۔ بہت سے انسان قتل کر ڈالے۔ بیسیوں گھر پھونکے۔ کئی ڈکیتیاں کر چکا۔ وہ بہر حال گرفتار ہو جائیگا اور گرفتار ہو کر ضرور پھانسی پائیگا۔ تمہاری لڑکی کو تو وہ اب گھر بسانے سے رہا۔ آج نہیں۔ تو کل رنڈاپا اُسکی قسمت میں لکھا جا چکا ہے۔ پھر یہی بہتر ہے۔ کہ تم اُسے خود گرفتار کرا دو۔ اور نیکنامی حاصل کرو۔ جس قدر جلد تمہارا اور اُس کا باہمی رشتہ منقطع ہو جائے۔ تمہارے لئے بیحد مفید ہے۔ ورنہ جسطرح یہ ڈکیتی کا مال تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ اِسی طرح تمہارے گھر آنے جانے اور تمہارے ساتھ تعلق رکھنے سے کوئی اور نئی بلا کھڑی ہوگی۔ اِس کے ساتھ تم بھی سب مارے جاؤ گے۔

ہماری ایسی فہمائش کچھ کارگر ہوئی۔ کہ اُس نے وعدہ کر لیا۔ وہ اپنے داماد کو گرفتار کرا دیگا۔

سرکل انسپکٹر صاحب بھی آخر ساتھ چھوڑ گئے۔ خاکسار تن تنہا رہ گیا۔ دیکھ بھال جاری رکھی۔ اور موقعہ بموقعہ تھانسنگھ کو بُلا کر ڈیڑھ ماہ متواتر تقاضہ بدستور جاری رکھا۔ کہ وہ اپنا وعدہ ایفا کرے۔

برموقعہ سہ ماہی چہارم بھٹانہ سالانہ

اِس سہ ماہی میں کل (۱۵) مقدمات دائر ہوئے۔ جن کے منجملہ (۱۱) مقدمات کا چالان پیش ہوا۔ (۲) ناکامیابی (۲) زیر تفتیش چالان مقدمات کے منجملہ (۹) سزا (۵) رہا (۲) زیر تجویز عدالت ہیں۔ مبلغ ۱۰۵ کا مال مسروقہ ہوا۔ ۱۴۰ شئے کی بازیابی ہوئی۔ جو نصف سے زیادہ ہے۔ یہ کارروائی عہدیداران تھانہ عمدہ ہے۔ ایسا ہی روائی مقدمات میں بھی کامیابی نہایت اچھی ہے۔ یعنی (۱۵) مقدمات کے منجملہ (۱۱) کا چالان دیا گیا

نظم ونسق علاقہ سب انسپکٹر صاحب نہایت قابلِ اطمینان ہے . . . .

. . . . . رعایا علاقہ سب انسپکٹر صاحب سے نہایت خوش ہے۔ کسی قسم کی شکایت نہیں ہے۔ رجسٹر ۱۹۰۹ کا

گروہِ مفرور ڈکیتان نے مفروری کے ایام میں دو ڈکیتی کے وقوع اور کئے۔ ایک موضع
او بھر تھانہ ناگسر میں اور دوسرا کھینی چوہر تھانہ شخنہ دسوندھا سنگھ ڈکیت اکبر تبہ
ریلوے سٹیشن بدم پورہ بیکانیر لائن پر روکا گیا تھا۔ جہاں کروہ بندوق میگزین والی معہ کارتوس
اور تین ڈبی مصالحہ بندوق چھوڑ کر پستول سے فائر کرتا ہوا۔ بچ نکلا۔
نتھا سنگھ میری صاف سچی باتوں پر مائل اور میرے تقاضوں سے دسوندھا سنگھ کو پکڑوا دینے
پر تیار ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۶ء کو اس نے مجھے بتلایا۔ کہ رات کے ایک بجے ریلوے سٹیشن
موڑ تھانہ تلونڈی سابو پر آپ پہنچ جائیے۔ میں دسوندھا سنگھ کو وہاں لے آؤنگا۔ میں نے اسے ضروری
ہدایات دیں۔ اور رخصت کر دیا۔ اپنی روانگی صیغہ راز میں رکھ کر ایک کنسٹبل فتح محمد نامی کو اپنے
ساتھ لیا۔ جو اس معاملہ کی اصلیت سے مطلق ناآشنا تھا۔ ریلوے سٹیشن موڑ پر ہم دونوں اتر گئے اور
وہاں پہنچ کر اسے نفسِ معاملہ سے واقف کر دیا۔ مگر سن کر اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ تاہم میں نے
اس کو بڑا حوصلہ دلایا۔ کہ خوف کی کوئی بات نہیں ہے۔ دسوندھا سنگھ آخر انسان ہے۔ اور اس کے پاس
سوائے پستول کے اور کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ اگر اس نے مجھ پر پستول کا فائر کر دیا۔ تو وہ سامنے ریلوے
کا تار گھر ہے۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ فوراً تار دیدو۔ اور اگر بفرض اس نے تم پر فائر کر دیا۔ تو ایسا ہی
میں کرونگا۔ غرض ہم دونوں مسافروں کی طرح سٹیشن سے باہر ایک جگہ کپڑا بچھا کر بیٹھ گئے۔ رات
کے دو بجے کا وقت ہوگا۔ کہ دو شخص ہمارے قریب آئے۔ اور وہ دونوں وہی نتھا سنگھ اور دسوندھا سنگھ

انسداد و نگرانی ہوتی ہے۔ اور جرائم پیشہ لوگ جو کہ متفرق طریق پر دیہات میں آباد ہیں۔ سب انسپکٹر صاحب نے ان کی
نگرانی کا بخوبی انتظام کیا ہوا ہے۔
جرائم پیشہ مندرجہ رجسٹر نمبر ۲ جو تھانہ سامانہ میں آباد ہیں۔ ان کا انتظام کافی طریق سے سب انسپکٹر صاحب
نے کیا ہوا ہے۔ اور ہر ایک رجسٹر مطابق پولیس رول جاری ہے۔
(۶۷) نقل ریمارکس سردار بہادر کپتان کاکو سنگھ صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس کرم گڑھ۔
بر موقعہ سہ ماہی اول سمت ۱۹۷۱ مورخہ ۹ ساون سمت ۱۹۷۱
(۱) سہ ماہی میں کل ۲۵ مقدمات دائر ہوئے۔ (۱۵) چالان (۵) ناکامیابی (۲) اخراج (۳) زیر تفتیش

سکھ نتھا سنگھ نے نہیں دیکھا۔ قریب آکر بولا تم کون ہو۔ سُنتے ہی یہی سوال میں اُن سے کر دیا۔ نتھا سنگھ بولا۔ بھائی ہم مُسافر ہیں۔ چُنانچہ میں نے اُسے فوراً شناخت کر لیا۔ اور سپاہی سے اِشارہ کیا۔ دسوندھا سنگھ اپنے وجُود کو کمبل میں چھپائے ہُوئے تھا۔ جیسے ہی وُہ میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے جھپٹ کر دونوں بازو اُس کے پکڑ لیے۔ اور سپاہی نے دفعتاً ہتھکڑی لگا دی۔ یہ کام ایک آنکھ کے جھپکنے میں ہو گیا۔ دسوندھا سنگھ چلّایا۔ اور اپنے خُسر سے مخاطب ہو کر اُس نے کہا "بابا تیرا بیڑا غرق ہو"۔ میں نے دسوندھا سنگھ سے کہا۔ کہ خاموش رہو۔ چیخ پکار بے فائدہ ہے۔ ریلوے پولیس تیرا شور سُن پائیگی۔ تو وُہ تُجھے ہم سے چھین لے گی۔ اور تم کو جلدی پھانسی ہو جائیگی۔ تو نہ بچ سکیگا۔

ہم تم کو سرکار پٹیالہ کی خدمت میں پیش کرینگے۔ چُونکہ یہ ایک مشہور ڈاکو تھا۔ اِس لیے میں نے مصلحتاً اِس کی گرفتاری کو پردۂ اخفا میں رکھا۔ مطلب یہ تھا۔ کہ اُسکی گرفتاری کی شہرت سے اِس کے باقی دُو ساتھی بدک کر اور کہیں نہ چل دیں۔ جنکی موجودگی کا پتہ دسوندھا سنگھ نے مُجھے بتلا دیا تھا۔

راتوں رات ریل میں اُسے لیے ہُوئے ہم پٹیالہ پہنچے۔ پٹیالہ میں اُسے گرفتار دیکھ کر اگر کسی نے پُوچھا بھی۔ تو گورنمنٹ کے علاقہ کا مفرور بتا کر ٹال دیا۔ اور جب صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں دسوندھا سنگھ کو پیش کیا گیا۔ تو وُہ سخت حیران مگر نہایت ہی خوشنود ہوگئے جب الحکم

چالان شُدہ مقدمات کے منجملہ (٣) سزا (٢) راضی نامہ (١) زیر تجویز عدالت ہیں۔ زیر تفتیش ملزمان مفقود ہو کر علاقہ غیر سے نہیں آئے۔ مالِ مسروقہ ایک ہزار ایک سو اکانوے روپیہ ہے۔ بازیابی ایک ہزار سولہ روپیہ ہے۔ جو اچھی ہے۔

لالہ شیو چند صاحب سب انسپکٹر نے ١٦ مقدمات کی تفتیش کی۔ (١٠) چالان (١) اخراج (١) زیر تفتیش (٣) ناکامیابی (١) حسب دفعہ ١٥٧ (٢١) ملزمان گرفتار ہو کر چالان ہُوئے (٢) سزا اور (١٩) زیر تجویز عدالت ہیں۔ مال مسروقہ مبلغ ٦٢٤ روپیہ ١٠ آنے رہے۔ بازیابی چار صد روپیہ ہے۔ جو نصف سے زیادہ ہے۔ کارگزاری سب انسپکٹر صاحب بہت اچھی ہے۔

(٤٨) نقل ریمارک مُعائنہ تھانہ سنام بابتہ سہ ماہی دوئم سمت ١٩٧١۔

سرکار ذی اقتدار پٹیالہ دسوندھا سنگھ کو سرکار حضور انور کے ملاحظہ کیلئے کوہ چائل پر لیجایا گیا۔ سرکار والا بھی نہایت مسرور ہوئے۔ اور ڈکیت مذکور کا مجھ سمیت فوٹو لیا گیا۔ دسوندھا سنگھ بدبخت حضور پُرنور کے روبرو بھی جھوٹ ہی بولتا چلا گیا۔ ہر چند فہمائش پر بھی راستی پر نہ آیا۔ جس سے بندگانِ حضور ناخوش ہوئے۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ کہ اس نے ہمارے راج کے اندر بھی کوئی واردات قتل کی ہے۔ خادم نے عرض کیا۔ کہ قتل تو نہیں کیا۔ البتہ ڈکیتی کی واردات ضرور کی ہے۔ کشت و خون کی وارداتیں سرکار انگریزی کے علاقہ میں بے تحاشا کرتا رہا ہے۔ اسکے بعد بندگانِ سری سرکار والا نے حکم صادر فرمایا۔ کہ اچھا اسکی نہایت سخت نگہداشت کیجائے۔ اور کہا بدولت و اقبال آپ سے نہایت خوش ہیں۔ انسپکٹر جنرل صاحب آپکو ضرور انعام دینگے۔ چائل پہاڑ پر چونکہ اٹھارہ بیس یوم تک ہمارا قیام رہا۔ اس لئے اس ڈکیت کی گرفتاری پوشیدہ نہ رہ سکی۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جس کا خوف تھا۔ دسوندھا سنگھ کے ساتھی دونوں ڈکیت اسکی گرفتاری سے خبردار ہو کر روپوش ہو گئے۔ جنہیں یہ خاکسار حسب خواہش خود گرفتار نہ کر سکا۔ مگر کچھ عرصہ گذر جانے پر موضع کاتروں تھانہ شیرپور کے زمینداروں نے ان کو گرفتار کر لیا۔

مقدمہ ڈکیتی پھلیڑہ تھانہ سنام میں ان ڈکیتان کی نسبت عدالتی مِثل کی باقاعدہ تکمیل ہوئی۔ مگر چونکہ ان لوگوں نے علاقہ برٹش انڈیا میں کشت و خون جی بھر کے کئے تھے۔ لہٰذا ان کا مقدمہ علاقہ انگریزی میں منتقل ہو گیا۔ جہاں دسوندھا سنگھ اور اس کے ساتھی آل سنگھ و دلیپ سنگھ تینوں

منجانب سردار نسبت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ کرم گڑھ۔ حالت کتب اچھی ہے۔

سہ ماہی دوئم سمت ۱۹۷۱ کے اندر (۴۶) مقدمات دائر ہوئے (۵) میں اخراج دیا گیا (۲) میں حسب دفعہ ۷۵ ضابطہ فوجداری کوئی کارروائی نہیں ہوئی (۱) زیر تفتیش رہ کر (۱۰) میں ناکامیابی اور (۲۷) مقدمات میں (۴۱) ملزمان کا چالان کیا (۱۱) مقدمات میں (۲۳) ملزمان کو سزائیں ہوئیں (۹) ملزمان نے رہائی پائی (۹) ملزمان زیر تجویز عدالت رہے ہیں۔ مبلغ ۱۳۳۵ ۹/ ,,, کا مال مسروقہ ہو کر مبلغ ۱۲۵۷ ,,, کا مال برآمد ہوا۔ کارگذاری تھانہ برآمدگی مال و چالان مقدمات اچھی ہے۔ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے (۲۰) مقدمات کی تفتیش کی (۳) میں اخراج (۳) میں ناکامیابی ایک زیر تفتیش رہ کر (۱۳) مقدمات میں ۲۳ ملزمان کا چالان

پکنا انسی پر لٹکائے گئے۔

بصلۂ گرفتاری دسوندہا سنگھ خاکسار کو علاوہ ہمراہیان مبلغ دو صد روپیہ سرکار انگریزی سے اور یکصد روپیہ سرکار پٹیالہ سے کل تین سو روپیہ بموقعہ دربار دسہرہ مبارک سمت ۱۹۷۶ سرکار دولتمدار کے دستِ خاص سے مرحمت ہوا۔

علاوہ ازیں بصلۂ دیگر احسن خدمات مبلغ دو صد روپیہ نقد انعام معہ سند ایں موقعہ دربار شاہی پر عطا فرمایا گیا۔ اور پٹیالہ گزٹ میں مشتہر ہوا ہے

رنج محنت کے اٹھا اور عیش کی بنیاد رکھ   زندہ رہنے کے لئے مرنا پڑے گا یاد رکھ

کارگذاری باعثِ خواری

دسوندہا سنگھ ڈکیت کی گرفتاری پٹیالہ لے جایا جا کر بارگاہِ خسروی میں پیش کرنا وغیرہ واقعات کے دو پہلو ہیں:-

اوّل:- اسکی گرفتاری اور پٹیالہ لیجایا جانا۔

دوم- پٹیالہ سے کرہ چائل بارگاہِ خسروی میں پیش ہونا ہے۔

ان ہر دو پہلوؤں کے متعلق صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کو غلط فہمی سے میری نسبت یہ خیال پیدا ہوا۔ اور حاشیہ نشینوں نے جس کی تقویت بہم پہنچائی۔ کہ یہ کارروائیاں ہم سے بالا ہی بالا کی گئی ہیں۔

پیش کیا (۱۷) کو سزا ہو کر (۵) کو رہائی ملی (۱۲) ملزمان زیر تجویز عدالت رہے۔ مبلغ سمالعہ ۶۲۴ روپیہ مسروقہ بجنسہ ہی برآمد ہوا۔ کارروائی برآمدگی و چالان پسندیدہ ہے۔

عام حالات علاقہ تھانہ شام پہلے سے بہت اچھے پائے گئے ہیں۔

لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے علاوہ مقدمات متدارہ سہ ماہی ہذا (۵۵) مقدمات زیر تفتیش سنین ماضیہ میں سے (۵۲) میں نتائج آخر مرتب کئے۔ جن کے منجملہ (۲۱) مقدمات کا چالان دیا اور (۳۵) قطعہ استغاثہ جات کو بعد تفتیش پیش کیا۔ مال خانہ شام میں پرانا مال تقریباً ۲۰۹ نمبر کے زیر تصفیہ پڑا تھا۔ جو صاحب سب انسپکٹر نے اپنی کوشش سے ۱۴۶ نمبر کا مال وارثوں کو تقسیم کیا۔ امید ہے کہ باقی نمبروں کا مال بھی جلد تصفیہ کی صورت

حالانکہ صداقت یہ ہے۔ کہ پہلا پہلو نہایت احتیاط اور راز پر مبنی تھا۔ کہ مبادا راز افشا ہونے سے گرفتاری اس مشہور ڈاکو کی نہ ہو سکے۔ گرفتاری کے وقت راقم کا ایک کنسٹبل ہمراہ لے کر شب تاریں غیر جگہ جنگل میں پہنچنا ہی دلیل اس امر کی ہے۔ کہ اگر سخت اخفائے راز سے کام نہ لیا جاتا۔ تو یہ گرفتاری ہرگز عمل میں نہ آتی۔ ع۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

نیز دیگر ڈکیتان ہمراہیان دسوندھا سنگھ کی گرفتاری بھی مدِ نظر تھی۔ جس کا وعدہ میں کر چکا تھا۔

پس یہ احتیاط کسی خود سری کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ اگر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اس پر غور فرماتے تو داد دیتے۔

دوسرا پہلو صاحب انسپکٹر جنرل بہادر کی تجویز اور احتیاط ہے۔ جس میں میرا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ مگر صاحب سپرنٹنڈنٹ میری اس قابلِ ستائش حسنِ کارگذاری سے الٹا مجھ سے سخت ناراض ہو بیٹھے۔

کوہ چایل پہنچے۔ اور زیادہ عرصہ قیام رہنے کی وجہ سے دسوندھا سنگھ مشہور ڈاکو کی گرفتاری کا راز افشا ہو گیا۔ اور دوسرے ڈاکوؤں کو حسب خواہش خود میں گرفتار نہیں کر سکا۔ جو کچھ عرصہ بعد زمینداران موضع کاتروں نے گرفتار کئے۔

اختیار کریگا۔

مکاناتِ سرکاری کی بھی درستی میں سب انسپکٹر صاحب نے خاص حصہ لیکر پرانی کوتوالی کے مکان کو از سرِ نو قابلِ استعمال بنایا۔ اور باغیچہ تھانہ کو سرسبز و شاداب حالت میں لایا گیا۔ جرائم پیشہ لوگ یعنی سانہسی جو کہ بلامنظوری قاعدہ عہدیداران سابق نے علاقہ سنام میں آباد کر رکھے تھے۔ باقاعدہ منظوری ہو کر باندراجِ کتب تھانہ آباد کیا۔ اور جو آدمی قابل نہ تھے۔ ان کو علاقہ سنام میں سے اٹھا دیا تاکہ علاقہ میں امن رہے۔ غرض یہ احسن خدمات لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر قابلِ قدر اور دل افزائی ہیں۔ تھانہ و علاقہ سنام کی ابتر حالت کو درست کیا جانا۔ آپ کی شب و روز محنت سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ معائنہ

جب میں اس شاندار ضلع کی کامیابی کے بعد چائل سے واپس آکر عرض حالات کے لئے بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ حاضر ہوا۔ تو ان کو سخت ناراض پایا۔ سلام تک نامنظور کیا گیا۔ اور کوئی بات سننا بھی ناگوارِ خاطر ہوا۔ خفگی کا پارہ اپنے درجہ سے نہ گرا۔ پھر در پیش بجانِ درویش۔ تفتیش کی تکمیل ختم کرکے ملزموں کا چالان پیش کیا۔ اس کے بعد قریباً تین ماہ تک خاکسار ان کے ماتحت تھانہ سنام میں تعینات رہا۔ یہی صاحب سپرنٹنڈنٹ تھے۔ جو اس سے پیشتر میری ہر کارگذاری پر نہایت تعریفی ریمارک کیا کرتے تھے۔ اب اس قدر مخالف ہوگئے۔ کہ میری اعلیٰ سے اعلیٰ خدمات کو بھی انتہائی نظرِ حقارت سے ملاحظہ فرمانے لگے ؎

ہم صیاد و فکرِ باغباں تھا — دو عملی میں ہمارا آشیاں تھا

ملاحظہ سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۲ تھانہ سنام کے موقعہ پر آپ نے اپنے دل کا غبار نکالا اور میری کارگذاری پر ناواجب اعتراضات کی خوب بوچھاڑ کی۔ جب وہ اعتراضات صاحب انسپکٹر جنرل ڈی پولیس کی خدمت میں پیش ہوئے۔ تو مجھ سے ان کے جوابات طلب فرمائے گئے۔ اور جوابات میں جو رپورٹ میں نے پیش کی۔ اربابِ انصاف کے مطالعہ کیلئے درج ذیل کرتا ہوں۔ تاکہ یہ روشن ہو سکے۔ کہ بعض اوقات گزیٹڈ آفیسران بھی کس طرح سے اپنی ذاتی بغض و عناد کا بدلہ۔ اپنے ماتحتان سے لینے میں جسارت کرتے ہیں۔ لیکن ؎

دل جلے عشق کے ڈرتے نہیں جل جانے سے — لذتِ سوزِ جگر پوچھئے پروانے سے

ہو چکا ہے۔

نقل معائنہ بعد نقل کتاب ۱۳ بغرض ملاحظہ بخدمت جناب ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب پٹیالہ پیش ہو۔

(۲۹) نقل ریمارک ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب۔

ہم بھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ سنام گئے تھے۔ واقعی لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے محنت سے کام کرتے ہوئے درستی عمارات میں کافی حصہ لیا ہے۔ سب انسپکٹر صاحب کارکن ہیں۔ امید ہے۔ جملہ نقائص دور کرکے مزید خوشنودی حاصل کر سکینگے۔ اصل ہذا برائے ملاحظہ بخدمت جناب انسپکٹر جنرل بہادر پیش ہو۔
مورخہ ۱۸ اریوہ سمت ۱۹۷۱

تکذیب بملاحظہ سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۲ تھانہ سنام۔

جنابعالی۔

ششماہی دوئم سمت ۱۹۷۲ کے ملاحظہ فرماتے وقت انتخاب شمار اعداد میں بھاری غلطی فرمائی گئی ہے۔ جسکی صحیح تفصیل اس طریق پر ہے:۔

تعداد کل مقدمات متدائرہ بجائے ۹۱ کے ۹۲ ہے۔

زیر دفعہ ۷۵ ضمن (ب) جن میں تفتیش نہیں کی گئی (۴)

اخراج وقوعہ بجائے (۲) کے (۴) اور ناکامیابی میں۔

پیش ہوئے بمقابلہ (۱۵) کے (۱۴)

زیر تفتیش بجائے (۵) کے (۳)

چالان بجائے (۶۴) کے (۶۷)

تعداد ملزمان بجائے (۱۶۲) کے (۱۶۹)

زیر دفعہ ۱۶۹ رہا شدہ ملزم (۱)

ملزمان چالان ہوئے (۱۶۸)

سزایاب بجائے (۲۶) کے (۵۱)

رہا ہوئے بجائے (۱۰) کے (۲۱)

(۷۰) از پیشی صاحب انسپکٹر جنرل بہادر۔

ہیڈ اردلی رپورٹ پیش کرے۔ کہ سب انسپکٹر لالہ شب چند صاحب کا نمبر سنیارٹی کیا ہے۔

مورخہ ۲۳ رلوہ سمت ۱۹۷۱۔

(۷۱) نقل رپورٹ ہیڈ اردلی۔

ان سب انسپکٹر صاحب کا گریڈ سب انسپکٹر صاحبان دوئم میں ۵ ہے۔ ۴ سب انسپکٹر صاحبان ان سے سنیئر ہیں۔ مورخہ ۲۶ رلوہ سمت ۱۹۷۱۔

زیر تجویز عدالت بجائے (۱۲۶) کے (۹۶)

تعداد مال مسروقہ بجائے ~~۳۷۵ ۱۲ ۴~~ کے ~~۲۱۹ ۲ ۱۰~~

بازیافتہ بجائے ~~۹۱۳ ۱۲~~ کے ~~۱۸۹ ۲ ۱۱~~

جداگانہ کارروائی کی ڈیٹیل حسب ذیل ہے:—

کمترین شبا چند سب انسپکٹر نے بجائے (۲۲) کے (۲۵) مقدمات کی تفتیش کی۔ ۲ مقدمات میں حسب دفعہ ۱۵۷ ضمن (ب) تفتیش بند کی۔

ایک میں اخراج (۵) میں ناکامیابی بجائے (۱۸) کے (۲۶) مقدمات کا چالان پیش کیا ایک زیر تفتیش رہا۔ ان مقدمات میں ملزمان گرفتار شدہ کی تعداد ۱۷ تھی۔ ایک حسب دفعہ ۱۶۹ ضابطہ فوجداری رہا۔

۷۰ ملزم چالان عدالت ہو کر ۲۲ سزایاب۔ ۱۲ رہا۔ ۲۶ زیر تجویز عدالت ہیں۔

مال مسروقہ ~~۲۷۸۵ ۱۲~~ بازیافتہ ~~۲۳۵ ۱۰~~ اسی میں وقوعہ زیر تفتیش ڈکیتی موضع چھاہر کا مال مسروقہ ۲۲۷۰ روپیہ بھی شامل ہے۔ یہ وقوعہ سنگین اب تک عدم پتہ ہے۔ اس کی تفتیش زیر نگرانی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و کمترین و محمد شریف خان صاحب انسپکٹر پولیس و داؤد خان سب انسپکٹر صاحب تھانہ دڑبہ نے عرصہ تک برموقعہ کی ہے۔

مالِ مسروقہ ڈکیتی موضع چاہر علیحدہ کرنے سے تعداد مالِ مسروقہ تفتیش کردہ مقدمات

---

(۷۲) از پیشی صاحب انسپکٹر جنرل بہادر۔

کارگذاری سب انسپکٹر صاحب بہت عمدہ ہے۔ لہذا اصل معائنہ بخدمت جناب جوڈیشل سکرٹری صاحب بہادر اجلاس خاص بغرض ملاحظہ پیش ہو۔

از پیشی جناب جوڈیشل سکرٹری صاحب۔ ۸ جنوری ۱۹۱۵ء۔

ملاحظہ شد۔ واپس ہو۔

(۷۳) نقل حکم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرم گڈھ۔ مورخہ ۱۲ چیت سمت ۱۹۷۱

تہور پناہ لالہ شبا چند صاحب سب انسپکٹر تھانہ سنام حفظہ

کمترین کے رقم ۸ ۱۴ روپیہ ۱۲ آنہ ہوتی ہے۔ بمقابلہ بازیابی ۳۷۵ روپیہ ۵ رکی ہے۔

اگر ڈکیتی جہاہر کا مال مسروقہ شامل بھی رکھا جائے۔ تو وقوعہ ڈکیتی موضع چھاجلی ابتدائی

رپورٹ عـ۱۱۱ رجوعہ ۸ ماگھ سمت ۱۹۷ دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند میں جو اسی سہ ماہی سوئم سمت ۱۹۷۲

میں کمترین نے تکمیل و تفتیش و برآمدگی مبلغ ۱۴۵۴ اربع اللعہ روپیہ۔ مسروقہ کے بعد ۱۶ ار لوہ سمت ۱۹۷۲

کو چالان عدالت کیا۔

نیز مقدمہ عـ۲۵ دفعہ ۴۰۶ تعزیرات ہند رجوعہ ۱۱ ار ہاڑ سمت ۱۹۷۲ وقوعہ موضع کلر ہینی تھانہ

جوہر ڈپور جو بخصوصیت تفتیش کیلئے کمترین کے سپرد ہوا۔ اور اس میں مبلغ للعہ نقد مبلغ ۱ کمعہ روپیہ

نقد و ڈھائی ہزار کا زیور ما معونہ کمترین نے برآمد کرا کر داخل خزانہ سرکار والا کیا۔ اور بعد تکمیل

تفتیش سہ ماہی چہارم سمت ۱۹۷۲ میں مقدمہ چالانِ عدالت کیا۔ یہ بازیابی جو قریباً پچاس ہزار

کی ہے۔ بمقابلہ مالِ مسروقہ ڈکیتی جہاہر تعداد بازیابی کو بہت کچھ بلندی پر لیجاتی ہے۔ لیکن منتظمی

سے اس کو قطعاً نظر انداز فرما دیا گیا۔ حالانکہ یہ دونوں مشہور مقدمات اسی ضلع کے ہیں۔

علاوہ اس کے سہ ماہی چہارم سمت ۱۹۷۲ میں مقدمہ عـ۱۱۰ رجوعہ پوہ سمت ۱۹۷۱ دفعہ ۴۵۷

تعزیرات ہند خوشی رام ولد گورنام مل مہاجن ساکن بھیکی مدعی مالِ مسروقہ از قسم بزازی مالیت

دو سو روپیہ کمترین نے مواضعاتِ ڈسکہ دگھری والا علاقہ بوہا سے برآمد کیا۔ جو بمعہ مستمیان سر سکھ

و جیمل وغیرہ ملزمان سپرد تھانہ بھیکی ہو کر سب انسپکٹر صاحب بھیکی نے وہ مقدمہ چالانِ عدالت کیا۔

روبکار جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر دربارہ

ترقی بدرجہ سب انسپکٹر اوّل

مقدمۂ صدر میں روبکار بغرض عملدرآمد صادر سررشتہ ہو کر باجرا پروانہ ہذا آپ کو ترقی بدرجہ سب انسپکٹر

اوّل سے اطلاع دیجاتی ہے۔ مطلع ہو کر رپورٹ پیش کرو۔

(۴۷) نقل حکم سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۱۳ ار لوہ سمت ۱۹۷۲

تہور پناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر سنام حفظہ،

رپورٹ آپکی مورخہ ۱۱ ر پوہ سمت ۱۹۷۲ امعہ مبلغ لعہ خطیہ مہاراجہ صاحب بہادر سنگھ و ربمقام لونگووال

جو آجکل بعدالت سشن برنالہ زیر تجویز ہے۔

اِسی سلسلہ میں چوری بزازی سنگرور ابتدائی رپورٹ ۱۱۹ رجوع ۲۱ دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند کوتوالی سنگرور جسکی بابت انسپکٹر جنرل صاحب پولیس ریاست سنگرور نے چند مرتبہ کمترین کو طلب فرما کر پتہ جوئی کیلئے ارشاد فرمایا تھا۔ سراغ چلایا۔ پارچات مسروقہ برآمد اور سوبھا و دو ملزمان معلوم کر کے پولیس سنگرور میں اطلاع دی۔ جو سب انسپکٹر صاحب سنگرور نے بعد تکمیل تفتیش برآمدگی مال باقیماندہ مقدمہ کا چالان کیا۔ انسپکٹر جنرل صاحب سنگرور نے کمترین کی اِس کارروائی کی نسبت اظہار خوشنودی فرمایا ہے۔ اِس کارروائی برآمدگی مال و سپردگی تھانہ بھیکی و پولیس سنگرور کا حال روزنامچہ درجشر ۱۹ میں مفصل اندراج موجود ہے۔

بشن سنگھ ہیڈ کنسٹبل الکا جواب شامل ہے۔ اِس کی کارگذاری کا انتخاب بھی غلط ہے۔ جسکی صحت درج ذیل ہے:۔

سجملہ (۵) مقدمات کے جن کی تفتیش کی (۱۲) زیر دفعہ ۱۵ اضمون (ب) صرف (ا)

اخراج وقوعہ	ناکامیابی	چیلان	ملزمان چالان شدہ	سزایاب
یک	یک	۹	۳۵	۳
رہا شدہ	زیر تجویز عدالت		تعداد مالِ مسروقہ	بازیافتہ
۶	۲۶		۱۱۵ ماعہ	۱۴۰ مالغہ

پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپ کو قلمی ہے۔ کہ جب یہ مبلغان بطور انعام کے عطا نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ بطریق رخصتانہ دوشالہ کے عطا ہوئے تھے۔ تو آپ کو قبول کرنے چاہئے تھے۔ جواب آپ کے پاس بدست آرندہ واپس ارسال کئے جاتے ہیں۔

(۵۷) نقل انتخاب از ریمارک از سردار بہادر جنرل تارا چند صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

بموقعہ ملاحظہ تھانہ سنام۔ مورخہ ۶ چیت سمت ۱۹۷۲

لالہ شبچند صاحب انسپکٹر نے دو مقدمات کی تفتیش کی۔ جن کے منجملہ ایک اخراج۔ ایک زیر تفتیش رہا۔ اور منجملہ پچاس ہزار کے چار ہزار آٹھ سو روپیہ کی برآمدگی کی۔ اگرچہ دو مقدمات کا ایک ماہ میں تفتیش کرنا

تیہان سنگھ ہیڈ کنسٹبل دوئم کی کارگذاری حسب ذیل اندراج رجسٹرات تھانہ ہے:-

تعداد مقدمات جن کی تفتیش کی	اخراج	ناکامیابی	چالان	زیر تفتیش
۲۳	۲	۳	۱۷	یک

ملزمان گرفتار شدہ	سزایاب	رہا شدہ	زیر تجویز عدالت	مال مسروقہ	بازیافتہ
۲۶	۱۱	×	۱۵	۶۵۶ [illegible] ۳۰۲	۳۸۰ [illegible] ۱۵

تیلو رام ہیڈ کنسٹبل دوئم کی کارگذاری کی صحت حسب ذیل ہے:-

تعداد مقدمات تفتیش کردہ	زیر دفعہ ۱۰۷/۱۵۱ ضمنی (ب)	اخراج	ناکامیابی	چالان
۱۲	۱	×	۳	۸

ملزم گرفتار شدہ	سزایاب	رہا	زیر تجویز	مالِ مسروقہ	بازیافت۔
۲۵	۲	یک	۲۲	۱۷۵ [illegible] ۱۲	۹۱ [illegible]

صحت کارروائی ابوبکر خان ہیڈ سوئم حسب ذیل ہے:-

تعداد مقدمات	چالان	ملزم	سزایاب	مالِ مسروقہ۔
یک	یک	یک	یک	×

لکھی رام ہیڈ سوئم کی کارروائی حسب ذیل ہے۔

مقدمہ تفتیش کردہ	چالان	سزایاب	ملزمان	سزایاب	مالِ مسروقہ	بازیافتہ
۱	۱	۱	۲	۲	[illegible]	[illegible]

او واجب ہے۔ لیکن ان کے منجملہ جو مقدمات زیر تفتیش موضع کالھینی تھانہ چوہڑ لودر کا ہے۔ اس میں اس شخص نے بڑی محنت کیا تھا ایک کثیر رقم کا مال بازیاب کیا ہے۔ جو ہماری خوشنودی کا باعث ہے۔

یہ تھانہ سنام کا ایک بڑا تھانہ ہے۔ کہ جس کی بابت پہلے ہمارے نوٹس میں آچکا ہے۔ کہ حالات بہت خراب تھے۔ مگر جب سے لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر تبدیل ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے اس کی درستی میں کوشش کی ہے۔

(۷۶) نقل پروانہ از میجر ناراچند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۱۲ ساون سمت ۱۹۷۳

تھوڑ بناہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر سنام حفظہ،

جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل اوّل کی کارروائی:-

مقدمات	اخراج	ناکامیابی	زیر تفتیش	چالان	ملزم	زیر تجویز عدالت
۳	×	یک	یک	یک	یک	یکیا

مسروقہ بازیافتہ	تعداد مقدمات مشترکہ تفتیش	ناکامیابی	چالان	ملزمان	رہا
×	۵	۱	۴	۷	یک

زیر تجویز عدالت	مال مسروقہ	بازیافتہ
۲ر	عٹہ ر	عہ ر

اعتراضات کا جواب:-

بنا عرف بگھیار ملزم بمقدمہ نمبری ۱۶ ارجوعہ ۶ ر کاتک سمت ۱۹۷۲ از یہ دفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری گرفتار ہوا تھا۔ وجوہات توقف چالان مفصل رپورٹ ہا ضمنی میں درج ہیں۔ جس کی مختصر تفصیل بجواب اعتراض گذارش کرنا ضروری ہے۔

۱۰ ر کاتک سمت ۱۹۷۲ کو یہ ملزم برائے تفتیش مقدمہ دفعہ ۷۵ تعزیرات ہند ابتدائی رپورٹ ۷۶ رجوعہ ۲۳ ر اسوج سمت ۱۹۷۲ سرقہ راسانِ بیل حسب الطلب غوث محمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس بوہا کے پاس بھیجا گیا تھا۔ وہاں سے بمقدمہ مذکور بعد تکمیل تفتیش چالان کیا گیا۔ خطوط ہائے طلبی بھیجے جاتے رہے۔ ۲۴ ر پوہ سمت ۱۹۷۲ کو نائب کورٹ انسپکٹر برنالہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ

رپورٹ آپکی مورخہ ۲۷ ر بیساکھ سمت ۱۹۷۳ بابت ناراضگی جناب صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کھولنی گڈھو کرنے کام از صبر و تحمل پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپکو قلمی ہے۔ کہ جو طریق آپنے اختیار کیا ہے۔ مناسب ہے۔ ہم زبانی صاحب سپرنٹنڈنٹ کو بوقت ملاقات سمجھا دینگے۔ اپنا فرض دیانتداری و استقلال کیساتھ انجام دیتے رہو۔

(۷۷) نقل پروانہ سردار اندر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع برنالہ۔ مورخہ ۷ ر پھاگن سمت ۱۹۷۳ بکرم

تھور پیادہ لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر کوتوالی بھٹنڈہ حفظہ

روبکار صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس ۲۸ ر پھاگن سمت حال دربارہ قائمقامی آپکے بجلوا نامی گامن چند صاحب انسپکٹر ضلع راجپورہ از یکم پھاگن سمت حال صادر سررشتہ ہو کر قلمی ہے۔ کہ مطلع ہو کر رپورٹ پیش کریں۔۔۔

ملزم رہا ہو گیا ہے۔ تاکہ ام ضامن کی معرفت بلا دیں۔ جو رقعات طلبی ضامن تحریر ہوتے رہے۔ اور کنسٹبلان بھی مامور ہوئے۔ ضامن تلاشی پھرتا رہا۔ ملزم نہیں ملا۔ ۱۰ ارپھاگن سمت ۱۹۷۲ کو ضامن نے ملزم کو حاضر کیا۔ جو گرفتار کر کے بحوالات کیا گیا۔ اور چالان ۱۵ ارپھاگن سمت ۱۹۷۲ کو مرتب کر کے ۲۴ ارپھاگن تاریخ پیشی عدالت گواہان کو دیدی گئی۔ ایک گواہ باشندہ موضع کھارا۔ برنالہ تھانہ بوہا کا نمبردار تھا۔ ملزم مکندی جب سکنہ گاگہ کی حاضر ضمانت پر رہا کیا گیا۔ ازاں بعد قبل از تاریخ پیشی مقدمہ ملزم مسمی سندر برادر خود کے بمقدمہ چوری زیر دفعہ ۳۸۲ تعزیرات ہند موضع گوڑدی تھانہ بھیکی میں گرفتار ہو کر سخت مجروح ہوا۔ اور کئی ماہ تک زیر علاج شفاخانہ رہ کر چالان عدالت ہوا۔ کمترین تفتیش مقدمات ڈکیتی میں مصروف ہو گیا۔ یہ ملزم بھی تھانہ بھیکی سے چالان عدالت ہو کر رہا ہو گیا۔ جواب ۲ اسوج کو یہ چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔

ان وجوہات مندرجہ رپورٹ ہا ضمنی پر باعث توقف پیش ہونے چالان ہذا کا حکام اندازہ فرما سکتے ہیں۔ کہ کمترین کی کہاں تک فروگذاشت ظاہر ہوتی ہے۔

مقدمہ ۱۳۱ رجوعہ ۲۸ کاتک سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند مستاناجب سکنہ لونگووال بنام تلا ملزم ساکن شیرون کی یہ کیفیت ہے۔ کہ کمترین برائے تفتیش ڈکیتی چھاجلی بجانب علاقہ شیرپور جا رہا تھا۔ راستہ میں موضع لونگووال ایک گروہ قمار بازان کا بحالت قمار بازی گرفتار کیا۔ اسکی تکمیل تفتیش کیلئے اس جگہ ٹھیرا۔ کہ مستاناجب سکنہ لونگووال نے معہ ہمراہیوں کے ظاہر کیا کہ اسکی گاؤ میش رات کو آوارہ نکل گئی تھی۔ اور موضع شیرون جہاں اسکی سسرال ہے۔ اور جہاں کہ گاؤ میش مذکور رہا کرتی تھی۔ سونی پہنچ گئی۔ وہ موضع شیرون میں تلاشی گیا۔ تو صبح کے وقت تلا بدمعاش کے مکان میں گاؤ میش کھڑی دیکھ کر گرفتار کر لی۔ بروئے شہادت ہمراہیان مدعی کمترین نے رپورٹ ضمنی تفتیش مرتب کر کے اور اسی وقت چالان مرتب کر کے روانہ تھانہ کر دیا۔ اور خود تفتیش وقوعہ ڈکیتی چھاجلی کیلئے چلا گیا۔ مابعد کمترین کو معلوم ہوا۔ کہ معاملہ سچا نہیں ہے۔ گاؤ میش موضع شیرون میں سونی تمام رات پھرتی ہوئی لوگوں نے دیکھی ہے۔ [illegible]

تحقیق تیلی منی لفانِ تلابد معاش نے گاؤ سیش کو تلا کے مکان میں داخل کر کے مدعیان کو خبر کردی۔ لہٰذا ابوالسپی کمترین نے موقعہ پر جا کر اسکی مزید پڑتال کی تو تلا کی مجرمیت کا اطمینان نہیں ہوا۔

اس لئے مفصل حالات درج رپورٹ کر کے چالان مرتب کردہ کو بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پیش کیا۔ اور ملزم کو زیر دفعہ ۱۶۹ ضابطہ فوجداری رہا فرمائے جانیکی درخواست کی۔ صاحب موصوف نے بمنظوری درخواست کمترین رہائی ملزم اور بصیغہ ناکامیابی رپورٹ پیش کرنیکا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ ملزم کو حاضر ضمانت پر رہا کر کے رپورٹ ناکامیابی پیش کردیگئی۔ جو ۱۸ پوہ سمت ۱۹۷۲ کو صاحب موصوف نے بمنظوری ناکامیابی مثل کو داخل دفتر کیا۔ اب آٹھ ماہ بعد یہ اعتراض فرمایا ہے۔ اگر ازراہِ انصاف دیکھا جائے۔ تو کمترین اس سودا میں اپنی سچائی اور راست پسندی کے معاوضہ میں کسی صلہ کا مستحق ہے۔ نہ کہ ایسے اعتراض کا مستوجب مقدمہ ۱۳۳ رجوعہ ۲۹ کاتک سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند سلیمان ڈوگر ڈسکہ مدعی میں از پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ۶ پوہ سمت ۱۹۷۲ کو اخراجِ وقوعہ منظور ہو چکا ہے۔ واقعات مندرجہ حکم اعتراضی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس مقدمہ میں سوائے خارج کرنے کے اور کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ چنانچہ درخواست اخراج وقوعہ منظور ہو چکی ہے۔

مقدمہ ۱۵۳ رجوعہ ۲۲ پوہ سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند تھابا سنگھ کنبو سکنہ سنام میں ابتدائی رپورٹ کے خانہ ۳ میں زیورات لعہ ۴۹ درج ہیں۔ تفتیش مقدمات میں ہر جگہ دلچسپی عہدیدار تفتیش کو لینی لازمی ہے۔ خواہ قصبہ ہو یا دیہات۔ لیکن کمترین ان دنوں میں بمراد تفتیش مقدمہ کلر کھینی موجود تھا۔ مقدمہ ۱۸۲ رجوعہ ۲۷ پھاگن سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند جو حسب دفعہ ۱۵۷ ضابطہ فوجداری ضمن (ب) مرتب ہوا ہے۔ وہ بشن سنگھ ہیڈ کنسٹیبل اول کی جانب سے ہے۔ اور یہ اعتراض فرمایا جانا۔ کہ اس سہ ماہی میں مقدمات دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند کی تفتیش کو بند ہی کر دیا گیا ہے۔ اس لئے صحیح نہیں کہ منجملہ (۹۲) مقدمات متدائرہ کے صرف چار ایسے مقدمات ہیں۔ جنکی حسب دفعہ ۱۵۷ ضمن (ب) تفتیش بند کی گئی ہے۔

اور یہ درخواست حسب دفعہ ۱۵۷ ضمن (ب) پلیٹی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ۱۹ ربھاگن کو منظور بھی فرمائی جاچکی ہیں۔

مقدمہ نمبر ۱۸ رجوعہ ۲۹ ربھاگن سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند منگل سنگھ زمیندار سکنہ لونگو وال بذریعہ بھگوان سنگھ رشتہ دار خود مدعی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ دو راسان زنگاؤ مستغیثہ بماہ ہاڑ سمت ۱۹۷۱ تعیناتی کمترین بہ تھانہ ہذا سے پہلے جنگل میں آوارہ پھرتے ہوئے سرقہ کرلئے گئے۔ استغاثہ جات ابتدائی کی تفتیش گورنام سنگھ صاحب سب انسپکٹر سابق و کمترین و بخشی سنگھ و میہاں سنگھ ہیڈ کنسٹبلاں نے وقتاً فوقتاً کی۔ ارجن زمیندار کی نسبت راسان سرقہ کرنے کا خیال تھا۔ وہ روپوش رہا۔ مستغیث متواتر سوالات و عرائضات محکمہ جات میں پیش کرتا رہا۔ اور کاغذات واپس آتے رہے۔ بالآخر محمد شریف خان صاحب انسپکٹر ضلع ہذا کو تفتیش کیلئے لگایا گیا۔ اور انہوں نے بموقعہ رپتی وہ ہی نتیجہ تفتیش ناکامیابی پیدا کیا۔ مستغیث کے واویلا پر بحکم جناب ناظم صاحب ضلع بخصوصیت کمترین کی ماموری اور بترتیب فائل تفتیش کرکے برآمدگی راسان کا حکم صادر ہوا۔ جو مقدمہ رجسٹر ڈکر کے تفتیش شروع کی۔ اور بکوشش تمام ارجن کو حاضر کرایا۔ ارجن نے بشمول ہردم و چیتو زمینداران راسان بیل کا باہر سے پکڑ کر ہرناماں بدمعاش سکنہ قلعہ بھریاں کو آگو دینا ظاہر کیا۔ لیکن ہردم و چیتو نے اپنی شمولیت سے اور ہرناماں نے آگو لینے سے صاف انکار کیا۔ اس حالت پوچھ تاچھ میں کمترین آسامیوں کو تھانہ میں چھوڑ کر بوجہ ہو جانے وقوعہ ڈکیتی چھاہڑ چلا گیا۔ پھر ڈکیتی بھلیپڑہ واقعہ ہوئی۔ جو بماہ ہاڑ سمت حال واپسی تھانہ کا موقعہ ملا۔ تلبی آسامیان مزید پڑتال اور دریافت پر معلوم ہوا کہ مستغیث مدعا علیہم سے دو سو روپیہ ۲۰۰ قیمت راسان بطریق پنچایت لیکر رضامند ہو چکا ہے۔ راسان بیل مسروقہ کے بوجہ معاملہ دیرینہ ہو جانے کے ملنے کی کوئی توقع نہ تھی۔

ایسی حالت میں کمترین کیا کوئی دوسرا افسر بھی سوائے خاموشی کے کوئی کارروائی نہیں کرسکتا تھا۔ اور اس مقدمہ میں کہ مدعا علیہم نے تین سال کے بعد مدعی کو قیمت راسان مسروقہ

دباؤ تفتیش کی وجہ سے دیدی۔ کمترین کے خیال میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ علاقہ نزد انہ ہونک اور روڑ بہ وغیرہ میں روزمرہ اسی طرح باہمی تصفیہ ہوتے ہیں۔ گو یہ طریق مذموم مخل انسداد سرقہ مویشی ہے۔ لیکن ایسی حالتوں میں کہ مال مسروقہ بجنسہ گرفتار نہ ہو۔ کوئی قانونی گرفت ملزمان پر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ علاقہ بانگر اور تیلی میں مویشی مسروقہ کے بجنسہ گرفتار ہونے پر بھی باہمی سازش اور مصالحت کر کے شناخت مویشی سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ کمترین کیا ہر افسر پولیس کی دائمی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ مشہور بدمعاش تکمیل الزام ہو کر سزا پائے۔ لیکن مشہور بدمعاش ہر جگہ سزا سے بچے ہی رہتے ہیں۔ اور سزا پاتے بھی ہر جگہ ہیں۔

مقدمہ ۶۵ رجوعہ ۵ ساون سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۱۱۴ تعزیرات ہند نہال سنگھ مشہور بدمعاش سکنہ دودا سنگھ والا کا چالان ۲۰ ر پوہ سمت ۱۹۷۲ کو دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند ملا ارائیں سکنہ ہریا و بدمعاش کا چالان اس سہ ماہی میں ہوئے۔ جن کی فعل ضمانتیں بھی ہو چکی ہوئی تھیں۔ اور دس مشہور قمار بازوں کا چالان لونگووال سے گرفتار کر کے پیش کیا گیا جن کی تین ہزار کے قریب فعل ضمانتیں ضبط ہونگی۔

مقدمہ ۱۹۶ دفعہ ۳۵۲ تعزیرات ہند کے بوجہ عدم تفتیش منجانب جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل چوکی جھنپیل و مصروفیت کمترین تفتیش مقدمات ڈکیتی چالان پیش ہونے میں توقف ہوا۔ اب ۲۶ ر بھادوں کو چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔

مقدمہ ۲۰۵ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند رجوعہ ۲۹ ر چیت سمت ۱۹۷۲ اسی وقت کا ہے کہ کمترین تفتیش مقدمات ڈکیتی چھاجہڑ و کھلیہڑہ میں مصروف تھا۔ ہم راڑ کو اس موقعہ کے تین ماہ بعد تھانہ میں واپسی کا موقعہ ملا۔ لیکن تفتیش ڈکیتی ہا میں مصروفیت ۶ بھادوں تک رہی ہے۔ یعنی جب تک کہ ملزمان ہمراہ چالان ڈکیتی کھلیہڑہ پیش نہیں کئے گئے۔ جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل مہتمم اسٹیشن نے اس مقدمہ کی تفتیش کی ہے۔ کمترین کو کوئی پتہ مقتول اور قاتلان کا معلوم نہیں ہوا ہے۔

پڑتال مال خانہ کی سات رپٹ ہار تفصیل مندرجہ نقشہ منسلکہ ہذا درج روزنامچہ ہیں۔ رجسٹر نمبر ۱ ہسٹری شیٹ بغور ملاحظہ نہیں فرمائے گئے۔ (۷۶) ہسٹری شیٹ لسبتہ (۲) میں اور دوش ہسٹری شیٹ لسبتہ (ب) میں اور (۳۰) ہسٹری شیٹ تارکانِ وطن ہیں۔ مکمل اندراج آخر سہ ماہی چہارم سمت ۱۹۷۲ تک موجود ہے۔ اس ششماہی میں حسب ذیل کمی بیشی بدمعاشان بروئے اندراج رجسٹرات واقع ہوئی ہے:—

بدمعاشان جو رجسٹر نمبر ۱ سے خارج کئے گئے	بدمعاشان جو رجسٹر نمبر ۱ میں جدید داخل کرائے گئے
۳	۴
بدمعاشان جن کے پرچہ جاری ہوئے	اقوام جرائم پیشہ جو درج رجسٹر جرائم پیشہ ہوئے
۷	۹
اخراج جرائم پیشہ فوت شدگان	پرسنل فائل کھولے گئے۔
۳	۶
جدید اندراج تارک وطن	اخراج تارکانِ وطن
یک	۲

پرچہ نمبر ۱۲ (الف) ہر دو سہ ماہیوں میں کوئی مرتب نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کی نسبت اشتباہ نہیں ہوا۔ سب مقدمات میں مجرم تشخیص ہو کر چالان کئے گئے۔ مقدمات ناکامیابی میں کوئی مجرم مشخص یا مشتبہ نہیں ہوا۔

ان سارے مقدمات میں صرف ایک مقدمہ نمبر ۱۸ رجوعہ ۲۶ پھاگن سمت ۱۹۷۲ میں مسمیان وزیرا دھین و بھولا ساکنان سکنہ موضع ڈھنڈولی کی نسبت اشتباہ ہوا تھا۔ جو اس مقدمہ کا نتیجہ آخیر منجانب جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل اوّل بیاکھ سمت ۱۹۷۳ کو پیش کیا گیا ہے جب کمترین تفتیش مقدمات ڈکیتی میں مصروف تھا۔ اس نے ان ساکنان کی نسبت پرچہ شکو کی غلطی سے مرتب نہیں کئے۔

اعتراضات مندرجہ نقل ملاحظہ ہذا کے جوابات گذارش ہو چکے ہیں۔ رجسٹر نمبر ۱۲ تک کے اعتراضات اس میں نقل ہیں۔ چونکہ جنرل ریمارک کی نقل بھی بذریعہ رجسٹر نمبر ۱۳ تھانہ میں صادر ہو گئی ہے اس لئے اعتراضاتِ مندرجہ جنرل ریمارک کا جواب بھی اسی جگہ عرض کرنا مناسب ہے:۔

مقدمات کی صحیح تعداد (۲۲) ہے۔ اور جو ششماہی دوئم سمت ۱۹۷۲ میں دائر ہوئے بجائے (۲۲) کے (۲۵) مقدمات کی تفتیش کمترین نے خود کی ہے۔ جس کی تفصیل اوپر درج ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں پرانا مقدمہ ڈکیتی چھاجلی کو سر سبز کرنے اور مقدمہ خیانت مجرمانہ ٹکر بھینی تھانہ چوہڑپور کی تکمیل تفتیش کرنے میں کمترین کا بہت وقت صرف ہوا۔ (۲) مقدماتِ نقب زنی تھانہ بھیکی و کوتوالی سنگرور جو کمترین نے برآمد کر کے دیئے وہ علیحدہ رہے۔

بحالتِ موجودہ بازیابی کی تعدادِ مسروقہ مال سے بھی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ملاحظہ روزنامچہ جات سے ہویدا ہے۔ کہ اس عرصہ چھ ماہ کے اندر کمترین تین ماہ ایک یوم تھانہ سے باہر گشتِ علاقہ و تفتیشِ مقدمات میں مصروف رہا۔ پڑتال و نگرانی بدمعاشان وغیرہ بذریعہ گشت علاقہ کے متعلق (۲۹) رپٹ ہا روزنامچہ میں درج ہیں۔ جن کا نقشہ شامل کیا گیا ہے۔ خاص کمترین کی جانب سے بابت گشت علاقہ (۱۶) رپٹوں کا اندراج ہے۔

ہیڈ کنسٹبلان و کنسٹبلان کی جانب سے (۱۳) رپٹ ہا درج ہیں۔ وقتاً فوقتاً گشتِ قصبہ کرنا۔ اور حوالاتِ جوڈیشل کی نگرانی کرنا بھی کمترین کے فرائض میں داخل ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی مندرجہ ذیل رپٹ ہا کا اندراج روزنامچہ میں موجود ہے۔

گشتِ قصبہ	نگرانی حوالات جوڈیشل سنام
۹ ریپورٹ	۱۵ ریپورٹ

دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند کے پانچ مقدمات کی تفتیش کمترین نے کی ہے۔ ایسی حالت میں یہ اعتراض بنسبت کمترین کہ گشت علاقہ و تفتیش مقدمات دفعہ ۴۵۷ سہ ماہی سوئم و چہارم میں قطعاً کی ہی نہیں" غلط ٹھہرتا ہے۔

اِس اعتراض کا جواب کہ ہسٹری شیٹ ہا میں مادہ بدمعاشی نہیں ہے۔ پہلے عرض ہو چکا ہے۔ لسٹہ (الف) کے ۶، لسٹہ (ب) کے ۱۰ ہسٹری شیٹ ہا میں مادہ بدمعاشی مکمل اِن ہر دو سہ ماہیوں کا درج ہے۔

آمدنی پھاٹک بیرونی کم ہے۔ دفعہ داران کی نگرانی نہیں ہوتی۔ اِس اعتراض کے جواب میں شمار و اعداد آمدنی پھاٹک مندرجہ ذیل کا پیش کرنا کافی ہے۔

آمدنی سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۲ مالیتی ۱۹۶/۱۰/ ہے۔ آمدنی سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۱ مالیتی ۱۴۱/۱۲/ تھی۔ آمدنی سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۰ مالیتی ۱۲۴/۲/ تھی۔ اِس تفصیل سے کمی و بیشی ہویدا ہو سکتی ہے۔ مقدمہ ۲۰۵ وقوعہ ۲۹ چیت سمت ۱۹۷۲ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند ایک ہی مقدمہ قتل لکھیر والا ہے۔ اِس کے علاوہ دوسرا مقدمہ قتل لکھیر والا اعتراض ہذا میں ایک مقدمہ کو (۲) ظاہر کیا گیا ہے۔ بموقعہ سیلہ منڈی مولیشیان سنام ایک نعشِ انسان قتل کیا ہوا۔ سر حد لکھیر والا سے ملا تھا۔ جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل اوّل مہتمم سٹیشن تھانہ ہذا نے اِس کی تفتیش کی ہے۔ کمترین ہم رکاب صاحب سپرنٹنڈنٹ و صاحب انسپکٹر جنرل تعاقبِ گروہِ ڈکیتان میں موجود تھا۔ اِس وقوعہ سے تین ماہ بعد واپس تھانہ ہوا تھا۔ تفتیش سے یہ مقدمہ عدم پتہ ضرور رہا ہے۔ مقدمہ چوری کوٹھی سنگتی والا نند لال سب اوورسیر مستغیث سہ ماہی دوئم سمت ۱۹۷۲ کا ہے۔ اُس کے مجرمان اقوام بلوچان روپوش ہیں۔ علاقہ سامانہ میں بھی ہمچوں قسم چند وقوعات اُن کے کئے ہوئے عدم پتہ ہیں۔ وقوعہ ڈکیتی چھاہڑ تا کا حال عدم پتہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کوشش میں کمترین کے علاوہ اعلیٰ افسران نے بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور آئندہ کوشش جاری ہے۔ گشتِ علاقہ اور بازیابی کا حال گذارش ہو چکا ہے۔

اِس اعتراض کا جواب کہ یہاں اخفا جرائم کی بھی شکایت ہے نیچے لکھے ہوئے شمارِ جرائم سنینِ ماضیہ کی تفصیل سے ملیگا۔

تعداد مقدمات سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۲ (۹۲)

تعداد مقدمات سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷۱ (۷۱)

تعداد مقدمات سہ ماہی سوئم و چہارم سمت ۱۹۷ (۷۶)

ہیڈ کنسٹبلان کی کارروائی تفتیش مقدمات کی تفصیل رپورٹ ملاحظہ میں غلط ہے۔

اِس لئے ناقص کارگذاری کا فتویٰ لگایا گیا۔

اب صحت کیساتھ اندراجِ کارگذاری ہونے سے یہ شکایت باقی نہیں رہتی۔

اِن مقدمات ۱۳۱ و ۱۳۳ و ۱۰۶ کی بابت بوقعہ اعتراض جواب گذارش کیا گیا ہے۔ اِس اعتراض کا فوا کہ جن کنسٹبلان کا ناجائز تعلق مستوراتِ گھر ستی سے ہے۔ اُن کو تھانہ میں بلاکر اور پھیر بیاناتِ وغیرہ لے کر کاغذاتِ سررشتہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ جو یہ عمل خلافِ قاعدہ اور قابلِ مسدودی ہے۔ برائے آیندہ ایسی شکایات پر ڈیپارٹمنٹل تفتیش کے بعد رپورٹ پیش کریں۔ یہ گذارش کرتا ہوں کہ صیغہ پولیس رعایا کے امن اور اِخلاق کی قائمی اور محافظت کیلئے ہے۔ کسی بدچلن ملازم کا کیا حق ہے کہ کسی دوسرے بدچلن شخص کو بدمعاشی سے منع کرے۔ اِسلئے کمترین ہمیشہ اپنا یہ بھی فرض سمجھتا ہے۔ کہ جملہ ماتحت ملازمین نیک چلن رہیں۔ اوّل زبانی نصیحت و فہمائش کی جاتی ہے۔ پھر بامدراجِ ریمارک در نامچہ باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ باز نہ آنے پر تکمیل کر کے کاغذات شکایتی پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ملازم پولیس کیلئے بدچلنی بھی جرم قرار دیگئی ہے۔ کمترین نے چرنجی لال کنسٹبل کو معہ ایک طوائف ساکن کوٹلہ کے جو اُس کے پاس آئی ہوئی تھی۔ بذریعہ رپورٹ بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پیش کیا۔ پندرہ (۱۵) دِن کوارٹر گارد کی اُس کو سزا ملی۔ اِس کے بعد دوسری شکایت بدچلنی پر از پیشی صاحب انسپکٹر جنرل وہ برخاست ہوا۔

علیٰ ہذا ابوبکر خان ہیڈ سوئم و ایوب علی شاہ کنسٹبل کو متواتر ہدایت کرنے کے بعد کمترین نے رات کو طوائفان کے مکانات پر جاکر پکڑا۔ اور شکایات پیش کیں۔ حال میں دیوی چند محرر کو معہ سماۃ پیرو فقیرنی ایک بوڑھیا دلالہ کے گھر میں پکڑ کر بعد تحریر بیانات صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کو پندرہ (۱۵) روز کوارٹر گارد کی سزا ملی۔

سجالت گشت رولیا رام و فضل الرحمٰن کنسٹبلان کو ڈویژن سے غیر حاضر پاکر تیلو رام ہیڈ کنسٹبل ششی کو

تلاشی بھیجا گیا۔ جو روکیا رام کو مسماۃ شبّی برہمنی ایک فاحشہ عورت کے مکان سے مع مسماۃ مذکورہ حاضر لایا۔ بعد تحریر بیانات کنسٹبل کو بذریعہ رپورٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں پیش کیا گیا حالانکہ اس روکیا رام سے کمترین کا تعلق رشتہ داری بھی ہے۔ لیکن بوجہ اس کے کہ بدچلن و قمار باز نوکری سرکار سے پہلو تہی کرنیوالا تھا۔ کمترین کو اس کے متعلق رعایت نہ ہوئی۔ لیکن پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ میں اس کے کاغذات شکایتی ہنوز زیر غور چلے آ رہے ہیں۔ برائے آئندہ کمترین ایسے معاملات میں مداخلت کرنے سے محتاط رہیگا۔ کہ اس سے صاحب سپرنٹنڈنٹ کی ناراضگی تو کم لیکن ایسے ملازمین و ان کے متعلقین کی مخالفت اور ناراضگی بنسبت کمترین زیادہ ہوتی ہے۔

دراصل دنیا میں راست روی اور سچائی بہت مشکل اور قربانی چاہتی ہے۔ مگر کمترین نے اپنی مدت ملازمت میں بڑی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے بھی اس اصول کی پیروی کی ہے۔ اور اسی بنا پر صاحب سپرنٹنڈنٹ کے اس رپورٹ ملاحظہ کی تکذیب و تردید پیش کرنیکی جرات پیدا ہوئی ہے۔ اگر از راہ منصف مزاجی معافی بخشی جاوے۔ عدم ادخال آمد فی پھاٹک مویشی چھ ماہ (از ابتدائے یکم کاتک سمت ۱۹۷۱ تا چیت سمت ۱۹۷۲) تعدادی مالیتی ۱۹۶ کے وجوہات:-

گو صاحب سپرنٹنڈنٹ نے اس رپورٹ ملاحظہ میں نسبت رقم کچھ نہیں فرمایا۔ مگر سب حالات صاحب موصوف پر بخوبی روشن ہیں۔ کہ یہ رقم کرایہ قیدیان روندہ جیل پٹیالہ میں صرف شدہ ہے۔ اور وقتاً فوقتاً رپٹ ہا روزنامچہ میں اندراج ہو کر رپورٹ پیش کر کے صرف ہوتی رہی ہے۔ نہ صرف کمترین کی جانب سے بلکہ ماتحت ہیڈ کنسٹبلان بایام عدم موجودگی کمترین دیگر افسر مہتمم اسٹیشن کی طرف سے بھی اندراج ہائی سو روپیہ سے زیادہ کی فردات مصارف وقتاً فوقتاً پیش شدہ محکمہ پولیس ضلع میں موجود ہیں۔ جن میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ رقم بوجہ عدم موجودگی رقم کرایہ قیدیان میں صرف کی گئی ہے۔ جلد عطا فرمائی جاوے۔ تا کہ آمد فی مویشی خانہ داخل کی جاوے۔ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر نے حکم صادر فرمایا تھا۔ کہ قیدیان ریل میں روانہ کئے جاویں۔ صاحب مجسٹریٹ نے بجوائے حکم اکاؤنٹنٹ جنرل صاحب ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ملزم کو سزا ہونے کے بعد ایک دن

سے زائد خوراک نہ ملیگی۔ پولیس خوراک دیوے۔ یا جیل میں پہنچائے"۔ ایسی مشکلات کے اندر کمترین نے یہ فرض ادا کیا ہے۔ خدمت سرکاری انجام دی ہے۔ کسی ناجائز مصارف میں کوئی رقم سرکاری خورد برد نہیں کی حضور کو اختیار ہے۔ خواہ فردات پیش کردہ اور مجرا شدہ کارروائی عطا فرمائیں یا کمترین کی تنخواہ ضبط فرمادیں۔ مگر انصاف فرمادیں۔ اُمید ہے۔ کہ کمترین کی مودبانہ اور سچی معروضات کو قبولیت کا درجہ حاصل ہو کر معافی بخشی جاویگی۔ اِس لئے کارگذاری ششماہی دوئم سمت ۱۹۷۲ مندرجہ صدر کے علاوہ جو مزید خدمات کمترین نے اس ششماہی میں کی ہیں۔ اور جو حالات اِس رپورٹ ملاحظہ میں درج ہونے واجب تھے۔ اُن کی بھی مختصر تفصیل ادب کیساتھ عرض کرتا ہوں۔ صـ۸۵

استغاثہ جات کی تفتیش کمترین نے اس ششماہی میں کر کے رپورٹ ہا پیش کیں۔

(۱۰) مقدمات زیر دفعہ $\frac{۴۴}{۴۵}$ دستور العمل چوکیداران ریاست ہذا برخلاف نمبرداران و چوکیداران بابت ترک اطلاع دہی غیر حاضری بدمعاشان وغیرہ عدالت میں رجوع کئے۔ (۲۹) مقدمات زیر دفعہ ۱۸۲ التعزیرات ہند جھوٹے مستغیثان کی نسبت دائر کئے۔ چند مقدمات میں کاذب مستغیثان و نمبرداران و چوکیداران کی نسبت سزائیں بھی تجویز ہو چکی ہیں۔ ۴ مقدمات زیر دفعہ ۳۴ پولیس ایکٹ پیش کئے گئے۔ (۲) مرگ غیر طبعی و ناگہانی اس ششماہی میں واقع ہو کر اُن کی تفتیش حسب دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری عمل میں آئی۔

ششماہی دوئیم سمت ۱۹۷۲ میں رجسٹرات تھانہ کی رو سے کارگذاری کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:۔

عرائضات وغیرہ آمدہ عدالت	رجسٹر نمبر ۵ میں احکام مصدرہ عدالت و پولیس	خطوط ہا تھانجات وغیرہ
۹۸	۱۱۴۳	۲۹۵

نقشہ جات چالان زنگوڈان	وارنٹ	سمن جو تعمیل ہوئے	رقم جرمانہ جوڈیشل جو وصول کرکے داخل کیا گیا
۹۷	۱۲۶	۷۶	۵۹ ۱/

تعداد قیدیان جو پٹیالہ جیل میں داخل کئے گئے
۷۶

حضور مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست جیند بعلاقہ ہذا بہ تقریب دورہ بمواضعات لونگووال و نیلووال قیام فرما ہوئے۔ مبلغ ۲۵ روپیہ انعام کمترین کو عطا فرمایا۔ انتظامات میں مصروف رہا سادھو چوکیدار گھڈ ہوواں کو ۵ روپیہ اور تیمورن سنگھ کنسٹبل کو مبلغ ۲ روپیہ انعام بصلہ گرفتاری مفروران فوجی عطا ہوا۔ جمنا داس کنسٹبل کو سرٹیفکیٹ بصلہ کارگذاری برآمدگی مال مسروقہ مقدمہ ۴۵۷ تعزیرات ہند متحول مہاجن سکنہ چھاجلی عطا ہوا۔ ابوبکر خان ہیڈ سوئم برکت خان کنسٹبل بشکایت رشوت ستانی برخاست۔ ایوب علی شاہ کنسٹبل تبدیل۔ غلام محمد کنسٹبل بقصور غفلت فرار کہرو وہا تک ملزم پندرہ ۱۵ روز کی تنخواہ جرمانہ کے سزایاب ہوئے۔ بدمعاشان مندرجہ ذیل فعل ضمانت شدہ کے سزایاب ہونے پر کارروائی ضبطی ضمانت ہار کرائی گئی۔

شیاما بدمعاش جیٹھہ۔ موجی راجپوت سنام۔ باوام شاہ۔ شادی۔ لبشنا۔ عبید و سکنہ لونگووال

قریباً ڈیڑھ سو ۱۵۰ اشخاص کے خلاف کارروائی زیر دفعہ ۱۱۰ ضابطہ فوجداری کی گئی۔

یہ رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ موصوف نے اپنا اطمینان فرما کر اسے داخل دفتر کر دیا۔ اس طرح بعض اوقات ناقدردان افسر کی وجہ سے کارگذاری بھی باعثِ خواری ہو جاتی ہے۔ لیکن ؎

دعائے خیر ہی کرتا ہوں ان کے حق میں بھی — خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا
میں خوب جانتا ہوں جھانکتے ہیں بغلیں کیوں — جواب بن نہیں پڑتا میرے سوالوں کا

پولیس کی بدعنوانیاں

مقدمہ نمبر ۶۹ مرجوعہ ۱۱ ساون سمت ۱۹۷۲ زیر دفعہ ۵۴ تعزیرات ہند بیربل ولد بھنا ورتیہ مہاجن سکھو پاس بنام گورنامی جٹ

ملزم مدعی کے رپٹ لکھوانے پر جب ہیڈ کنسٹبل اور ایک کنسٹبل تفتیش وقوعہ کیلئے تعینات ہوئے تو بے ایمانوں والی ذہنیت اور جیسے چاہا۔ ملزم سے اقبالِ جرم کرا لیا۔ اور جب اقبال کرے مال ویدے۔ پھر وہ سزا سے بچ جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ مگر ہتھکنڈے دیکھئے۔ پہلے کچھ لے لو اگر اس نے اقبال کرایا۔ اور اب اسے سزا سے بچانے کی یہ ترکیب پڑھائی۔ کہ مال جنگل میں گاڑ دے۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ بسلسلہ تلاش مال

مسروقہ چل گیا۔ مالِ مسروقہ میں سے بٹن طلا تولہ بھر کے ۴ عدد للعہ ۔ انگشتری طلا ۶ ماشہ کی ایک عدد ۱۲ ع
پونڈ نقد ۲ سنہ ۳ ۔ اس قدر اشیاء ملازمانِ پولیس نے مدعی کو واپس نہیں دیں۔ خود ہی رکھ لیں ۱۵ بسانول ۶۲ سمیت
گوکا کو اور راجبید اس دو کسان کی طرف سے نظامت میں شکایتی عرض گذاری گئی۔ جو قاعدہ کے
مطابق بوساطت پولیس تھانہ سنام میں آئی۔ اور انچارج تھانہ سردار نرائن سنگھ صاحب سب انسپکٹر
نے بایں الفاظ رپورٹ کی۔ کہ رشوت وغیرہ کا کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا۔

میں ان ایام میں راجپورہ میں قایمقام انسپکٹر تھا۔ واپسی پر یہ کاغذات بمرادِ تفتیش میرے
سپرد ہوئے۔ اہلِ پولیس جن کو معاملہ سے تعلق تھا۔ جب پتہ لگا۔ انہوں نے فوراً مالِ مسروقہ میں
سے اڑائی ہوئی اشیاء حوالہ مدعی کر دیں۔ کہ جان بچے۔ مگر میری تفتیش کے وقت مدعی نے میرے ہاتھ
میں دیدیں۔ پونڈ اب بھی کھائے ہوئے اگلے نہیں گئے۔ مدعی نے ثابت کیا۔ کہ مبلغ ۸۳ روپیہ نقد
اس نے بھومن بقال سے قرض لئے۔ اور رشوت میں پولیس کو دیے۔ بھومن کی بہی میں باقاعدہ درج
تھے۔ ملزم سے ۶۰ رشوت لیکر اُسے صاف بچا ہی چکے تھے۔ یہ باتیں قطعی طور پر ثابت و ظاہر تھیں۔
کہ اقبال کے بعد مال ملزم کے گھر سے پولیس نے نکلوایا۔ اور اُسے جھڑی میں دبوایا۔ اور بسلسلۂ تلاش
ملنا ثابت کیا۔ جس سے ملزم پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اس لئے کاغذات بعد تکمیل پیش کر دیئے گئے۔ گو نامی
ملزم ایسی حالت میں جبکہ پولیس نے۔ خود معاملہ کی بنیاد خراب کر دی تھی۔ سزا نہیں پا سکتا تھا۔
اس لئے مقدمہ میں حسب دفعہ ۱۷۳ ضابطہ فوجداری رپورٹ ناکافی پیش کرنی پڑی۔ مگر خائن و
رشوت خوار اصل حالات پر روشنی ڈالدینے کی وجہ سے ہیڈ کنسٹبل اور کنسٹبل دونوں ہی اپنی
ملازمتوں سے برخاست کر دیئے گئے۔ راقم نے قصوروار کی رعایت نہ کرنے میں ہمیشہ پولیس کی
شان سمجھی۔

ایک کنسٹبل کا فریب

اندر سنگھ نام کنسٹبل سکنہ آنوہر کھ تھانہ بھوانی گڈھ سٹی سامانہ میں
مامور تھا۔ مجھے اس کے اطوار پر کچھ شک ہو گیا۔ چنانچہ پڑتال پر یہ
چل گیا۔ کہ یہ سابقہ سزایافتہ ہے۔ تھانہ بھوانی گڈھ میں رجسٹر ۹ کی پڑتال سے پایا گیا۔ کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۹

کو بدفعہ ۷، ۱۴ تعزیرات ہند منشی سراجدین صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لدھیانہ کی عدالت سے ۹ ماہ قید کا سزایاب ہو چکا ہے۔ تاریخ رہائی ۲۹ نومبر ۱۹۰۹ء انتقرو ۱۴۱۹ء اصل نام نند سنگھ ولد نوکھ بحالت موجودہ اندر سنگھ نام رکھ کر بھرتی ہو گیا۔ ان حالات میں میں نے معاملہ بذریعہ رپورٹ حکام بالا تک پہنچایا۔ اور وہ ملازمت پولیس سے علیحدہ کر دیا گیا۔

ہر جگہ پولیس سے ردی اور بدرویہ لوگ الغرض ایسے ہوں۔ جن کے چال چلن بیداغ ہوں بھرتی ہوں۔

چند کنسٹبلوں کی بدعنوانیاں

میری ماموری تھانہ سنام کے زمانہ میں تین خواندہ سپاہی تھے۔ جو بد محرری کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ ان کی بعض حرکات و بدنامی پر مجھے خاص خیال ہو گیا۔ وقتاً فوقتاً طوائفوں کے ڈیرہ پر نگاہ رکھنے سے ان لوگوں کو کئی مرتبہ بدچلن عورتوں کے مکانوں پر سے پکڑا۔ اور اس کی سزا میں انہیں کوارٹر گارڈ کی سزائیں کرائیں۔ جس سے وہ لوگ اپنے کئے سے پشیمان ہوئے۔ اور نیک چلن بن گئے۔

علیٰ ھذا

تین ماتحت کنسٹبلان جو خاص باشندگانِ سنام تھے۔ ممکن ہے۔ میری ہموطنی کے بھروسہ پر غیر حاضر رہا کرتے۔ انہیں غیر حاضری و ترکِ فرائض خود و دھڑا بندی میں سزائیں دلوائیں۔ تاکہ فرائض پولیس بطریق احسن انجام دیں۔ آخر ملازمت ہے۔ بھائی بندی تو نہیں۔

اور جب میں تھانہ سامانہ میں سب انسپکٹر تھا۔ جرم رشوت ستانی میں دو ہیڈ کنسٹبلان درجہ دوم کو درجہ سوم پر اور ایک ہیڈ سوئم کو بعہدہ کنسٹبل تنزل کرا دیا۔

میں سنام سے کوتوال بھٹنڈہ ہو کر بھٹنڈہ چلا گیا۔ میرے بجائے منشی عبدالرحمٰن خان تھانہ سنام کے انچارج ہوئے۔ میری موجودگی تھانہ سنام کے زمانہ میں کوئی ماتحت عہدہ دار ایسا نہ تھا۔ جو بے محابا کسی بدعملی یا بددیانتی کا مرتکب ہو۔ کل ہم نہایت احتیاط سے اپنی اپنی خدمات انجام دیتے تھے۔ اور بتقاضائے بشریت اگر کسی ماتحت سے کوئی فروگذاشت ہو بھی جاتی۔ تو کبھی کسی بالادست افسر نے قصوروار کو خود سزا نہیں دی۔ میں خود اپنے ماتحت کی گوشمالی کرتا۔ مگر میرے بھٹنڈہ جانے کے

سب کے سب ملازم کھُل کھیلے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھانہ کا تھانہ ہی برنبائے شکایات معطّل کر دیا گیا۔ ایک منسٹر صاحب بذاتِ خاص سُنام تشریف لے گئے۔ اور اپنے قلم سے سالم تھانہ کی معطلی کے احکام صادر کئے۔ یہ بے اعتدالیاں ہیں۔ جو شانِ پولیس کے منافی ہیں۔ پولیس کی شان یہی کہتا ہے۔ جب تک پولیس کا عہدہ دار خالص سونے کی طرح کھرا ہے۔ کھوٹ اگرچہ کتنا ہی بے مقدار ہو۔ مگر پولیس کی شان مٹانے کو بہت ہے۔

موضع ڈسکہ کے ۲ ڈوڈیریئے مفرور

اپنے زمانہ کے نہایت ہی مشہور و معروف ڈاکو جیونا موڑ نے جس کی اطراف و جوانب میں دھوم مچی تھی۔ کسی زمانہ میں احمد ڈوگر سکنہ ہرپاڈ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا جبکہ مذکورہ جیونا موڑ کی گرفتاری کی غرض سے اسکا تعاقب کر رہا تھا۔

سمت ۱۹۶۰ کا واقعہ ہے۔ کہ کشنا برادر جیونا موڑ موضع ڈسکہ کے نزدیک جا رہا تھا۔ مسمّی عبد الغنی پسر ولی محمد ڈوگر موضع ڈسکہ نے جو دراصل احمد ڈوگر مقتول کا بھانجہ تھا۔ اپنے حقیقی ماموں کے قتل کا انتقام خیال کئے ہوئے۔ اُس پر بندوق کا فائر کر مارا۔ جس سے کشنا مجروح ہو گیا۔ مگر ایسا کہ جان بچ گئی تھی۔ مقدمہ نمبر ۱۷۔ مرجوعہ ۵ رچاگن سمت ۱۹۶۰ زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند تھانہ سنام میں مرتب ہوا۔ تفتیش مقدمہ شروع کی گئی۔ عبد الغنی خوف سے بارہ ۱۲ سال تک بحالتِ مفروری روپوش رہا۔ مگر آمد و رفت حتیٰ کہ رہائش اپنے گاؤں میں ہی رکھتا رہا۔ اسی حالت میں اُس کی شادی ہوئی۔ بچے پیدا ہوئے۔ مگر رہا روپوش۔ نمبرداران و لبوہ داران اسکی امداد پہ تھے۔ ملازمانِ پولیس کی اس پہ سعایت رہی۔ پھر وہ گرفتار کیونکر ہوتا

اِس شخص کے علاوہ دوسرا اشتہاری محمد حمید ڈوگر تھا۔ اِس کے خلاف ذیل کے مقدمات زیرِ تجویز تھے:۔

(ا) مقدمہ ۱۵ مرجوعہ ۱۲/۱۲ زیر دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند تھانہ بڈلاڈہ ضلع حصار

(ب) مقدمہ ۲۲ " " ۹ ۴/۱۴ " دفعہ ۴۰۲ " ۔ انبالہ شہر۔

(ج) مقدمہ ع۱۸ سمت ۱۹۶۸ دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند تھانہ جھوانی گڈھ۔

(د) مقدمہ ع۱۲۱ ۲۹ مگھر سمت ۱۹۷۱ دفعہ ۴۲۰ " "

(ر) مقدمہ ع۱۲۱ " " " " تھانہ سُنام

نہ صرف یہ بلکہ اِس کے علاوہ اور مقدمات بھی اِس مُلزم کے خلاف ضلع برنالہ میں دائر چلے آتے تھے۔ مگر یہ قابو نہ آتا تھا۔ چار سال اُس نے بحالت مفروری گذار دیئے تھے۔ اور بذریعہ مسماتان ہیرو بلوچن۔ گمی ارائین مسلمان۔ اور شنی جاٹنی طرح طرح کے فریب دہی کے اِرتکاب کیا کرتا۔ اپنے گاؤں میں سکونت رکھتے ہوئے انہیں عورتوں میں سے ایک آدھ کو فروخت کر دیتا۔ اور روپیہ کما لیتا۔ فروخت شدہ حسب جی میں آتا۔ پھر اِس کے پاس آ موجود ہوتی۔ میاں حمیدو حالانکہ مفرور مجرم تھے۔ مگر کھلے پھرتے اور خوب گلچھرّے اُڑاتے تھے۔ تھانہ سُنام میں موری کے ایام میں خاکسار کو جب یہ حالات معلوم ہوئے۔ تو اِن دونوں ملزموں کی گرفتاری کیلئے وقتاً فوقتاً چند ملازمانِ ماتحت کو مامور کیا۔ نہ صرف انہیں پہ بھروسہ کیا۔ بلکہ خود اکثر اوقات چھاپک دوش ڈالی۔ لیکن وہ آنکھ بچا جاتے۔ یا پردہ دار گھروں میں گھس کے جان بچا لیتے۔ پولیس ناکام رہتی۔

حُسنِ اتفاق سمجھئے۔ لیکھرام کنسٹبل کو بھی میں نے ملزمان کی دیکھ بھال پہ مامور کر رکھا تھا اور وہ متلاشی تھا۔ ایک روز حمیدو ڈگر ٹٹو پہ سوار کہیں سے آتا ہوا۔ اسکی نظر پڑ گیا۔ اور قبل اِس کے کہ کنسٹبل مذکور اُسے دبوچے ملزم موقعہ پا ٹٹو سے اتر کر کسی پردہ دار گھر میں چھاؤں ماؤں ہو گیا۔ ہر چند سر مارا۔ مگر نمبرداروں کی حمایت و عیّاری نے ایک پیش نہ چلنے دی۔ اور وہ نہ پکڑ سکا۔ ٹٹو پہ کنسٹبل نے قبضہ کر لیا۔ چنانچہ ٹٹو اور ملزم مفرور کی جائیداد حسب دفعات ۸۷، ۸۸ ضابطہ فوجداری ضبط کرادی گئی۔ اور نمبرداران و ذیلداران کو اُن کے عہدوں سے معطل کرا دیا۔ اور اُس کے سوائے مقدمات پناہ دہی و عدم امداد بھی اِن پہ دائر کرا دیئے۔ جب حمیدو ڈگر بے پناہ رہ گیا۔ اِس لیے مجبور ہو کر لالہ دونی چند صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کو اپنے ساتھ لیا۔ اور

۲۹ اسوج سمت ۱۹۷۲ کو خود تھانہ میں حاضر ہو گیا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اِس کے خلاف متدائرہ مقدمات میں قانونی کارروائی شروع ہو گئی۔

اب رہا عبدالغنی مفرور ملزم اِس شخص کو مَیں اپنی ایام سب انسپکٹری سنام میں باوجود کوشش گرفتار نہ کر سکا اور جب مَیں ترقی پا کر انسپکٹر پولیس ہو گیا۔ تب جو کچھ اُس کے متعلقہ واقعات پیش آئے۔ اُن کا ذکر بہ تفصیل اپنے موقعہ پر بعد میں کرونگا۔ چونکہ اِس نفسِ معاملہ سے بھی اُس کو کچھ واسطہ ہے اِسلئے تھوڑا سا ذکر اِس موقعہ پر بھی ضرور آئیگا۔ یہ ذکر غیر موزوں نہ ہوگا۔ کہ مَیں بطور انسپکٹر کارِ خاص پٹیالہ میں تبدیل ہو گیا۔ اصل پوچھو تو اب میرا اُن معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر نظر بحالات ضروری میں ایک مفید امر ظاہر کر دینا۔ زیادہ مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ افسر پولیس کو کسی مفرور ملزم کی گرفتاری کی خدمت ادھوری چھوڑتے ہوئے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل ہو کر بھی مطلقاً بھول نہ جانی چاہیے۔ خواہ اِس مفرور ملزم کی گرفتاری و فراری سے تبدیل شدہ افسر کا تعلق باقی نہ رہا ہو۔ اصل غرض حفظِ امن کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے۔ اور دوسرے تھانہ سے مطلب نہ رکھتے ہوئے بھی۔ اُس ملزم کی گرفتاری میں بدستور کوشاں رہنا چاہیے۔ علیٰ ہذا سنگین وقوعاتِ عدم پتہ کی نسبت بھی۔ پٹیالہ کارِ خاص میں جب مَیں حاضر ہو چکا۔ تو مَیں نے مسٹر نیوین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس سے مفروری عبدالغنی کا ذکر کیا۔ صاحب بہادر نے سردار رگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سنام کو طلب فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اِن کی خانہ تلاشیاں وغیرہ کی جائیں اور اور اِس معاملہ کی امداد کیلئے خاکسار کو بھی شامل رہنے کا حکم دیا۔

مفرور ملزم کی گرفتاری کیلئے ۲۲ہاڑھ سمت ۱۹۷۶ کو بھراہی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جمعیت لیکر خاکسار نے ڈسکہ میں چھاپا مارا۔ اور چند حامیانِ ملزم کی خانہ تلاشیاں کی گئیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہم ۱۳ عدد اسلحہ ناجائز۔ از قسم بندوق۔ تلوار۔ پیش قبض و چھوی اور سنگینیں برآمد ہوئے۔ مگر افسوس عبدالغنی ملزم جبکہ ہم دربندیوں میں مصروف تھے۔ پھر بھاگ گیا۔ جو تین دن بھی نہ گذرے تھے۔ کہ اُس کے وارث اُسے ساتھ لئے ہوئے۔ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کی خدمت میں پیش

ہوئے۔ اِس طرح سے ایک دیرینہ سالِ مفرور ملزم آخر گرفتار ہو کر رہا۔ سچے دل سے کی ہوئی کوشش رائیگان چلی جاوے۔ غیر ممکن ہ

کام کرنا ہے تو تم اس کا سرانجام کرو
ختم جب تک نہ ہو سمجھے سے نہ آرام کرو
تم کو لازم ہے کہ محنت سحر و شام کرو
محنتی بن کے زمانہ میں بڑا نام کرو

مقدمہ خیانتِ مجرمانہ کلر بھینی

دو شخص مسمیان چیر رام اور چاتن مل پسران کالا مل مہاجن سکنائے کلر بھینی تھانہ چوہڑ پور بماہِ پھاگن سمت ۱۹۶۶ میں مبتلائے مرضِ پلیگ ہو کر اِس دُنیا سے چلتے بنے۔ مرتے وقت ہر دو متوفیان نے وصیت کے طور پر اپنی برادری کے چند سرکردہ مہاجنوں کو جمع کر کے ہدایت کر دی۔ کہ اِن کی مرگ کے بعد اُن کا مال و متاع کاروبار مسمیٰ مولا مل غیر حقیقی برادر متوفیان سنبھالے۔ اور اس کا انتظام کرے۔ چنانچہ حسب قرارداد نامبردہ نے ملکیتِ متوفیان کا تمام کاروبار۔ زیورات۔ نقدی۔ صحیات وغیرہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔

متوفیان کی موت کو جب دو سال گذر گئے۔ تو قرابت دارانِ متوفیان کو مولا مل پر غیر اطمینانی پیدا ہو گئی۔ بالآخر بات یہاں تک پہنچی۔ کہ چند بھلے آدمیوں کی صلاح و مشورت سے مال متوفیان کی ایک فہرست تیار کی گئی۔ تیاری فہرست سے مولا مل جی بگڑ بیٹھے۔ اور اُن کے دل میں بجائے ایمانداری کے بے ایمانی نے گھر کر لیا۔ وہ لگے اور کچھ کرنے۔ یہاں تک بگڑے۔ کہ متوفیان کی بیواؤں اور اُنکے بچوں کے نان و نفقہ میں بھی کتر بیونت کرنے لگے۔ اور اُن غریبوں کو لاچار کر دیا۔ صبر کی بھی حد ہے پسماندگانِ متوفیان نے اپنے خیر خواہوں سے واویلا کیا۔ آخر ۸ اسوج سمت ۱۹۷۱ کو مسمی آسا رام والد مسماۃ پورنی بیوہ چیر رام نے مسماۃ مذکور کی جانب سے مختار ہو کر بعدالت مجسٹریٹ صاحب بھوانی گڑھ زیر دفعہ ۴۰۶ تعزیرات ہند استغاثہ پیش کیا۔ کہ مولا مل مختار جائیداد متوفیان باہمی قرارداد سے منحرف ہو گیا ہے۔

دو سب انسپکٹر صاحبان اور ایک انسپکٹر یکے بعد دیگرے مقدمہ مذکور کی تفتیش پر تعینات کئے گئے۔ مگر لالچ نے اصلیت معاملہ تک اُن صاحبان کو پہنچنے ہی نہ دیا۔ مولا مل حساب دیتا تو

رکھا۔ ایک طرف اُنہوں نے نگرانی پیش کی۔ کہ یہ مقدمہ دیوانی میں دائر ہونے کے قابل ہے۔ اسلئے دیوانی میں دائری مقدمہ کی ہدایت فرمائی جائے۔ اور مُدعی کی درخواست داخل دفتر فرمائی جائے۔ درخواست نامنظور ہوئی۔ اور موا لال نے اُسکی نگرانی محکمہ نظامت میں پیش کی۔ مقدمہ کی نوعیت تو بن ہی چکی تھی۔ ملزم سردار بلونت سنگھ صاحب ناظم کی عدالت میں امانت سے انکار کر چکا تھا۔ اس لئے ناظم صاحب نے اس سے بدظن ہو کر بذریعہ روبکار محکومہ ۲۴ بیساکھ سمت ۱۹۷۱ اِس شخص کی نسبت زیر دفعہ ۴۰۶ تعزیرات ہند مقدمہ فوجداری چلائے جانیکا حکم صادر کیا۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔

جنہیں اپنا سمجھتے ہیں یہ ہیں سب اپنے مطلب کے
فقط کہنے کی باتیں ہیں اپنا فلاں اپنا

وُہی بات اِس مُعاملہ میں بھی ہُوئی۔ ملزم کے پاس مُفت کا بہت سا روپیہ تھا۔ اُس نے اپنی دولت سے خُوب فائدہ اُٹھایا۔ اور مالِ مُفت نہایت بیدردی سے لُٹایا۔ صاحب جوڈیشل سکرٹری کے محکمہ میں درخواستیں گذاریں کہیں چیف کورٹ میں عرضیاں دیں۔ جگہ بجگہ نگرانیاں دائر کیں۔ مگر جب انسان کے بُرے دن آتے ہیں۔ تو ہوشیاری کام نہیں دیتی۔ روپیہ ایسا جادو کبھی تب ہلکا پڑ جاتا ہے۔ اُس وقت کوئی نہیں بچا سکتا۔ جس قدر درخواستیں اُس نے پیش کیں۔ سب کی سب نامنظور ہو کر بٹہ کھاتہ میں پڑ گئیں۔

یہ مقدمہ چھہرٹہ پور کے تھانہ میں ۱۱ ہاڑ سمت ۱۹۷۲ کو بہ نمبر ۱۱ پر رجسٹرڈ ہُوا۔ باوجودیکہ مقدمہ رجسٹرڈ ہو چکا تھا۔ مگر ملزم نے روپیہ کے نشہ میں اور اُسی کی مدد سے اپنے آپ کو بچانے کا ڈھونگ رچائے رکھا۔ عمُوماً مقدمہ کی تفتیش کے موقعہ پر غیر حاضر ہو جاتا۔ کبھی دورانِ تفتیش میں کوئی حیلہ کر کے ٹل جاتا۔ کبھی صحیات پیش کرنے میں لیت و لعل سے کام لیتا۔ کسی وقت حساب فہمی وغیرہ سے ہی صاف انکار کر جاتا۔ غرض اِس شخص نے ایسے حیلوں بہانوں میں پُورا ایک سال گُذار دیا۔ مُعاملہ جُوں کا تُوں رہا۔ ۱۴ اسوج سمت ۱۹۷۲ کو تنگ آ کر مستغیثان نے بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل بہادر (مُراد سردار تارا چند صاحب بہادر) زور شور سے واویلا کیا۔ آپ نے اُن کی بپتا سن کر اِس خاکسار کو پے تفتیش مقدمہ تعیناتی کا حکم صادر

فرمایا۔ خاکسار حکم صادر ہوتے ہی فوراً تھانہ سنام سے روانہ ہوگیا۔ اور کلر کھینی جا وارد ہوا۔ ملزم سے کہا گیا۔ کہ اپنے حساب کتاب کی صحیات پیش کرے۔ مگر اُس نے بدستورِ سابق وہی دم جھانسے دیکر وقت گذاری کرنی چاہی۔ بڑی نرم زبان سے کہنا رہا۔ لیجئے مہاراج ابھی دم آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ مائی باپ حضور کے حکم سے انحراف ممکن ہے؟ خاکسار نے بھی اس کی نیت بھانپ لی۔ مَیں نے فوراً ہی اُس کے مکان کی دربندی کر دی۔ جب خانہ تلاشی شروع کرنے لگے۔ تو ملزم آخر بنیا ہی تھا۔ گھبرا سا گیا۔ بولا یہ تو میری خواہ مخواہ ہتک ہے۔ دوسرے روز بھاگا اور برنالہ نابھہ۔ دھنولہ۔ پٹیالہ سے جہاں جہاں صحیات چھپائی تھیں۔ سب لے آیا اور سامنے رکھدیں۔ صحیات کی پڑتال و دیکھ بھال بذریعہ مُبصّران و مہاجنان کی گئی۔ ثابت ہوا کہ للعہ ۴۵۹۷ نقد لالہ جی کی چھاتی تلے دبا ہوا موجود ہے اور للعہ ۱۹۶ کے مالیتی زیورات اُن کے پنجہ میں ہیں تمام مال و نقد ملزم کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔ نقد روپیہ تو انانتاً خزانہ سرکاری میں جمع کر دیا۔ اور خاکسار نے صندوق آہنی جسمیں زیورات تھے کوتوالی پٹیالہ کی اندر حفاظت میں رکھوا دیئے

پھر دریافت ہوا کہ ملزم نے چالاکی و بدنیتی سے ۵۳ حسابات صحیات متوفیان سے اپنی صحیات میں منتقل کرنے ہیں۔ صرف اس لئے کہ یہ خود اِن حسابات کا سود کھا سکے۔ پھر اس کی صحیات کی پڑتال کی گئی۔ معلوم ہوا کہ اس چالاکی و بددیانتی سے ملزم مذکور اس قرضہ کی رقم سے جو ۴۵۶۷ روپیہ تھی۔ جس پر ۲۳۷۲ روپیہ بطور سود حاصل کر کے کھا چکا ہے۔ آخر اِن وجوہ پر ملزم کا چالان کیا گیا۔ بقول اِس ہاتھ دے۔ اِس ہاتھ لے۔ جیلخانہ بھیجا گیا ۵

مال و زر کا زندگی میں ہتا ہے گردن پہ بار یا الٰہی ہے مجھے درکار رُوحانی خوشی

اظہارِ صداقت

سچائی اور اظہارِ صداقت کو خاکسار نے مدام اپنا فرضِ مقدم سمجھا ہے۔ اور جب تک سلسلۂ پولیس میں ملازمت کی برابر اس پر نہایت مستعدی سے ثابت قدم رہا۔ سچائی کو ظاہر کرنے۔ ناکردہ گناہ مجرموں کو محفوظ و مامون رکھنے۔ علیٰ ہذا اس قسم کے تمام امور میں خاکسار نے بعض اوقات ایسے ایسے کام کئے۔ جو میرے فرائض میں داخل نہ تھے۔

جب کبھی میں دیکھتا - کہ ایک ناکردہ گناہ سزا پانے والا ہے - تو میں بطور خفیہ عدالت کو اصلیت معاملہ سے خبردار کر دیتا - ہمیشہ اپنی صداقت سمجھتا - اس کے خلاف جو افسر اخفائے صداقت کا مرتکب ہوتا ہے - تو میں اعلانیہ یہ کہوں گا - کہ وہ فرضِ ملازمت کو بدنام کرتا ہے -

ایسے ہزارہا واقعات ہیں - جن سے یہ ثابت و ظاہر ہو سکتا ہے - کہ میں نے محض سچائی ہی کو ظاہر کر دینے کیلئے ایسے کام کئے - جن کا میرے فرائضِ منصبی سے کوئی تعلق نہ تھا - ان میں سے اگر ایک کا بر سبیل تذکرہ بیان کروں - تو بے موقعہ نہ ہوگا -

علاقۂ سنام میں سچائی پر پردہ ڈالا جا رہا تھا - لیکن خاکسار نے اظہارِ صداقت کی غرض سے مندرجہ ذیل رپورٹ سردار بلونت سنگھ صاحب ناظم کرم گڈھ کی خدمت میں بے تکلف پیش کی -

مثلِ رقیب جھوٹ کے ہم آشنا نہیں جو راست راست بات ہو کہدیں ہزار میں

جنابعالی

موضع اوگراہان تھانہ سنام میں مسمیان جیل ولد چوہڑ سنگھ - سندا ولد سوجانا - بشنا ولد جواہرا زمینداران کی پارٹی نمبرداران دیہہ کے خلاف ہے - بہت سے مقدمات فیمابین فریقین عدالت سنام و بعدالت جناب ڈپٹی کلکٹر بہر دائر ہیں - نمبرداران اور اشخاص مذکور کی باہمی کشمکش کا نتیجہ ہے - کہ بموقعہ فعل ضمانت ہاء بدمعاشان ان ہرسہ اشخاص مذکور الصدر کو بذمرۂ بدمعاشان لکھا دیا - بعد ازاں تحقیق معلوم ہوا - کہ یہ اشخاص حقیقت میں چوری پیشہ نہیں ہیں - صرف مقدمہ باز ہیں - یا غالباً کبھی کوئی عورت فروخت کی ہو - بدیں وجہ انکی فعل ضمانت نہیں کرائی گئیں نقشۂ بدمعاشی مرتب شدہ تھانہ میں پڑے رہے - ان دنوں خاکسار بہ ضلع راجپورہ قائمقام انسپکٹر ہو کر چلا گیا -

ہرسہ اشخاص مندرجہ صدر نے نمبرداران موضع اوگراہان کے خلاف شکایت یہ پیش کی ہے - کہ نمبرداران بردہ فروشی کرتے ہیں - عدالت میں اسی پارٹی کے ممبران نے شہادتیں دیں نتیجہ یہ ہوا - کہ نمبرداران کو حوالات میں دیدیا گیا - آخر بصیغۂ نگرانی عدالت العالیہ چیفکورٹ سے احکام صادر ہونے پر حوالات سے رہا ہوئے -

اِسی مخالفت اور دشمنی کی بنا پر حال میں منجانب کنور سنگھ ولد گنگا رام جٹ برادرزادہ سدا جٹ مسبوق الذکر مسمیان پورن سنگھ و شیر سنگھ نمبرداران پر ایک جھوٹا مقدمہ پچاس روپیہ رشوت ستانی کا عدالت سنام میں دائر کیا گیا ہے۔ لہنا سنگھ ولد مائی دتا جٹ متعلقدار مخالفانِ مذکورہ بالا جسے نمبرداران نے بذیل بدمعاشان لکھوایا تھا۔ گواہ بنا۔ دوسرا گواہ باقر علی پیرزادہ سنام ہے۔ جو پہلے بذیل چوکیداران ملازم تھا۔ اب ضمانت شدہ بدمعاش ہے۔ یہ تین روپے لے کر گواہ بنا۔ عدالت سنام سے اس مقدمہ میں نمبرداران کو ۲۰۰-۲۰ روپیہ جرمانہ۔ اور ایک ایک ماہ قید کی سزا تجویز ہوئی۔ باقر علی پیرزادہ نے نمبرداران سے بھی چالاکی کیساتھ مبلغ پانچ روپیہ رشوت لے لئے۔ کہ وہ گواہی نہ دیگا۔ خاکسار کو موضع ہریاؤ سے سے واپس آتے ہوئے اڈگراہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت عام مردمانِ دیہہ۔ پٹواری دیہہ اور خاص مخالفین اور نمبرداران سے یہ حالات معلوم ہوئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ جناب والا کی عدالت میں اپیل کیا گیا ہے۔ اور کہ ملزمان ضمانت پر رہا ہیں۔ لہذا بغرضِ معدلت گستری و اظہارِ راستی اِس جھوٹے مقدمہ رشوت ستانی کے اصلی واقعات جناب کی خدمت میں بطور خفیہ پیش کرتا ہوں۔ کہ فیصلہ اپیل اور تحقیقات کے وقت غور و انصاف فرمایا جائے۔

شب چند سب انسپکٹر سنام

تھانہ سنام سے تبدیلی اور بدمعاشانِ گرد و نواح کی خوشی

خاکسار پہلے بھی ذکر کر چکا ہے۔ کہ کار سرکار و ادائیگی فرائض میں جذبۂ ہموطنی مشکلاتِ عظیمہ کا باعث بن جایا کرتا ہے۔ گو اس جذبہ کی تاثیر سے خاکسار مبرّا نہ تھا۔ مگر جوش و اظہارِ صداقت نے میرے پائے صداقت کو متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اپنے وطن سنام میں عرصہ دو سال تک میں ایسی اجنبی حیثیت سے رہا۔ گویا میں یہاں کا باشندہ نہیں ہوں۔ اِس عرصۂ طویل میں میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ اپنے گھر پر شب باش رہا ہونگا۔ اِسی عرصہ میں درجہ دوم سے درجہ اول کی سب انسپکٹری پر ترقی یاب بھی ہوا۔ اور تین ماہ کیلئے ضلع راجپورہ میں قائمقام انسپکٹر بھی رہا۔ اور ۳۰ اسوج سمت ۱۹۷۳ کو نہایت نیکنامی و تعریف کیساتھ کوتوالی بھٹنڈہ کیلئے سنام سے تبدیل ہو گیا۔ جسے میں اپنی بھاری فتح خیال کرتا ہوں۔ میرے تبادلہ کی خبر نے

علاقہ سنام و نواح میں بدمعاشوں کے طبقہ میں وہ خوشی و خرمی کی لہر چلائی ۔ کہ بایدو شاید ۔ بدمعاشوں کے ہاں گھی کے چراغ جل گئے ۔ انہوں نے پیروں ۔ فقیروں کی منتیں پوری کیں ۔ جو ایسے لوگوں نے اس لئے مان رکھیں تھیں ۔ کہ اس تھانیدار کا یہاں سے جلد چالان کٹے ۔ بخلاف بدر دیہ لوگوں کے طبقہ کے شرفا نے تبادلہ سے بیزاری کا اظہار کیا ۔ محضر نامہ جات پیش کئے ۔ اور بھاری کثرت سے نمائش کی ۔ کہ ایسے تھانیدار کا تبادلہ طالب امن شہریوں کی تکلیف و بے آرامی کا موجب ہے ۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ کا سلسلہ ناراضگی بدستور جاری رہا

صاحب سپرنٹنڈنٹ کی بیزاری و خفگی کی بابت خاکسار ذکر کر چکا ہے ۔ کہ دسوندھا سنگھ مشہور ڈکیت کی گرفتاری کے سلسلہ میں صاحب سپرنٹنڈنٹ ناراض ہو گئے تھے سلسلہ وہیں ختم نہیں ہو گیا ۔ بلکہ ضلع سے تبادلہ پر بھی بند نہ کیا ۔ چنانچہ بھٹنڈہ میں بھی ایک پروانہ بحکم صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ خاکسار کے نام پہنچا ۔ جس میں صاحب موصوف کی ایک شکایت پر جواب طلب فرمایا گیا تھا ۔ پروانہ اور اس کا جواب درج ذیل ہے ۔ صداقت کا صاحبانِ نقاد اندازہ فرمائینگے ۔

۹۱۹۶ ۔ نقل پروانہ از محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پٹیالہ ۔

بہور پناہ لالہ شب چند صاحب کوتوال بھٹنڈہ حفظہ

معائنہ سہ ماہی اوّل و دوم سمت ۱۹۷۳ تھانہ سنام

سمت ۱۹۷۲

بمعاملہ ہذا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کرم گڈھ نے درج کیا ہے ۔ کہ فائل ۱۰ بھادوں زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند میں ابتداً سادہ تفتیش ہوتی رہی ۔ لیکن جب نتیجہ طبی سے سر کی ہڈیاں کٹی ہوئی معلوم ہوئیں ۔ تو ہم نے اس میں استغاثہ مرتب کرایا ۔ اور تفتیش کا حکم سب انسپکٹر صاحب کے نام جاری کیا ۔ سب انسپکٹر صاحب نے کشن سنگھ ہیڈ اوّل کو مامور کر دیا ۔ چنانچہ ہیڈ اوّل نے ۲ اسوج سمت حال تک مقدمہ ہذا میں ۱۲ قطعہ رپورٹ ضمنی مرتب کیں مگر وہ ملزمان کو پیدا نہیں کر سکا ۔ نہ وارثِ نعش پیدا ہوا ۔ دورانِ تفتیش مقدمہ میں لالہ شب چند صاحب سب انسپکٹر نے اس مقدمہ میں قطعی دلچسپی نہیں لی ۔ نہ کوئی رپورٹ ضمنی دی ۔ حالانکہ اس عرصہ میں ان کو کوئی خاص مقدمہ درپیش نہیں

تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مقدمہ ہذا میں کوئی سلسلہ نہیں چلا۔ پیش ہو کر سماعت ہوا۔ لیکن آپنے بہ نسبت دیگر عہدیدارانِ تفتیش کے تفتیش مقدمات میں کم حصہ لیا ہے۔ یعنی صرف اکیس ۲۱ مقدمات کی تفتیش کی ہے۔ جو بروئے ہدایت ہمارے ہر دو سہ ماہی میں کم از پچاس مقدمات کی تفتیش کرنی چاہئے تھی۔ لہٰذا قلمی ہے۔ کہ اِس کی نیز مقدمہ فائل ۱۰۱ دفعہ ۲۰۲ تعزیرات ہند جس میں آپ کی تفتیش نہ کرنے کی شکایت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے ریمارک میں فرمائی ہے۔ جواب جلد پیش کریں۔ ۱۷ ار پوہ سمت ۱۹۷۳۔

نقل رپورٹ

جنابعالی

بایامِ ماموری تھانہ سنام باوجود کمترین کا محل مسکن ہونے کے جس قدر محنت اور آزادی سے کمترین نے فرائض منصبی کو ادا کیا ہے۔ اُس کا حال منصف مزاج حکام اور شریف پبلک پر بخوبی روشن ہے۔ سہ ماہی سوم و چہارم سمت ۱۹۷۲ کے ملاحظہ جناب صاحب سپرنٹنڈنٹ و جوابی رپورٹ کمترین ہیچمدان متم اعتراض کی نسبت روشنی ڈالیگی۔ حکامِ عالی مقام سے مخفی نہیں ہے۔ کہ ۱۸ چیت سمت ۱۹۷۲ کو موضع چہاہڑ میں اور ۲۲ چیت سمت ۱۹۷۲ کو موضع کھیلہیڑہ ..... علاقہ تھانہ سنام وقوعات ڈکیتی ہائے سنگین وقوع میں آئے۔ اور کمترین ہمرکاب و شمول افسرانِ تعاقب و تلاش ملزمان مقابلہ موضع ساد منواں علاقہ ٹوہانہ و تفتیش میں موجود رہا۔ ۱۴ جیٹھ کو چہاہڑ سے اُٹھ کر سنام میں ہیڈ کوارٹر افسرانِ تفتیش بدلا گیا تھا۔ ازاں بعد بشمول محمد شریف خان صاحب کمترین اِن ہر دو مقدمات ڈکیتی کی تفتیش میں مصروف رہا۔ اور مواضعات فتح گڑھ۔ ڈسکہ۔ احمد پور۔ بڈبادہ۔ کھتن گدھ۔ کنی وال۔ چھاند پورہ۔ ٹلواڑی وغیرہ علاقہ دیگر تھانجات میں تکمیل تفتیش مقدمات و تلاش گروہِ ڈکیتان ۱۵ ہاڑ سمت حال تک پھرتا رہا۔ ۲۷ ہاڑ سمت حال کو بغرض گرفتاری دسوندھا سنگھ ڈکیت سکنہ لہرہ بیگہ بطور خفیہ روانہ ہوا۔ اور ۲۹ ہاڑ سمت حال کو ڈکیت مذکور بسرحد موضع موڑ تھانہ تلونڈی سابو گرفتار کرکے بھضور الام بتقام پٹیالہ لاکر پیش کیا۔ بعد ہمرکاب حضور اُن ڈکیت کو لیکر بمقام کوہ چائل حاضر رہا۔ اور باجلاسِ خاص بندگانِ عالی بسر بھضور انور ام حشمتہم و اقبالہم

پیش ہوا۔ حکم صادر ہونے پر ۷ ارساون سمت ۱۹۷۳ کو تھانہ سنام میں واپس پہنچا۔ اور تکمیل تفتیش ڈکیتی چھلہڑہ کرکے چالان مرتب کیا۔ کہ ستیان تل سنگھ و دلیپ سنگھ ڈکیتان کی اطلاع گرفتاری موصول ہوئی۔ اور پٹیالہ حاضر ہو کر بموجب حکم ۱۲ ارساون سمت ۱۹۷۳ کو دلیپ سنگھ و تل سنگھ ڈکیتان کو تھانہ سنام میں لایا۔ سب انسپکٹر صاحب زوانہ و بھیکی شامل کمترین ہوئے۔ زیر نگرانی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھوانیگڈھ تکمیل تفتیش مقدمات ڈکیتی چھلہڑہ و آوبہ کرکے ڈکیتی چھلہڑہ کا چالان ۱۲ ار بھادوں سمت ۱۹۷۳ کو عدالت میں پیش کرکے تکمیل کرایا گیا۔ اس دوران میں بمقدمہ ۱۰۷ رجوعہ ۹ ر بھادوں سمت ۱۹۷۳ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند دستیابی ایک کرنگ نعش انسانِ لاوارث از سرحد موضع آدپلی علاقہ سنام کی بابت نتیجہ طلبی کے وصول ہونے پر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نے کہ نگرانی تفتیش مقدمہ ڈکیتہا کیلئے سنام میں تشریف فرما تھے۔ حکم ترتیب ابتدائی اطلاعی رپورٹ و تفتیش موقعہ بنام کمترین صادر فرمایا۔ کمترین معہ اسمٰعیل و گُھردمن سنگھ کنسٹبلان بعد ترتیب ابتدائی اطلاع برائے تفتیش روانہ ہونے لگا۔ بستر وغیرہ روانہ کر دیا۔ گھوڑے پر کاٹھی ڈلوا دیگئی تھی۔ کہ سردار سرمکھ سنگھ سب انسپکٹر صاحب زوانہ و سردار حضورا سنگھ سب انسپکٹر صاحب تھانہ بھیکی کے باصرار کہنے پر کہ کمترین کی موجودگی باقیماندہ تکمیل کیلئے ضروری ہے۔ علیحدہ نہ کیا جائے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے کمترین کو طلب فرما کر بزبانِ خود ارشاد فرمایا۔ کہ تم نہ جاؤ۔ سب انسپکٹر صاحبان تمہاری علیحدگی سے ہرج محسوس کرتے ہیں۔ بشن سنگھ ہیڈ کنسٹبل اوّل کو اس تفتیش کیلئے بھیجدو۔ اور ہمارے حکم کے حوالہ سے لکھدو۔ چنانچہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں کمترین کی عدم روانگی اور بشن سنگھ ہیڈ کنسٹبل اوّل کی ماموری بحوالہ حکم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس درج شدہ ہے۔ اور قابلِ ملاحظہ ہے۔ ۱۳ ار بھادوں سمت ۱۹۷۳ کو ابتدائی اطلاعِ رپورٹ ۱۱ دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند از جن لال پنسالنولیس نہر موضع اگراہاں مدعی مرتب ہو کر کمترین اس مقدمہ کی تفتیش کیلئے چلا گیا۔ پنسالنولیس مذکور اور اسکی عورت کو کوارٹر نہا ئیشی میں سات کس مجرمان نے جو اقوام جرائم پیشہ باشندہ اضلاعِ ہندوستان تھے۔ زدوکوب کرکے ڈکیتی کی تھی۔ اس تفتیش میں کمترین دس ۱۰ پندرہ ۱۵ دن دیہات میں و نابھہ و پٹیالہ وغیرہ پھرتا رہا۔ اسکے بعد بصدور احکام ضروری جملہ دیہاتِ سرحدی

علاقہ تھانہ سنام میں گشت اور پہرہ ٹھیکری قائم کرانے میں مصروف رہا۔ اور تلاش و پتہ جوئی گروہ گنڈا سنگھ و بھگا سنگھ ڈکیتاں دیہات میں پھرتا رہا۔ جسکی بابت وقتاً فوقتاً رپورٹ ہا بخدمت جناب والا گذارش کرتا رہا ہے۔ کیونکہ اس گروہ نے چند ڈکیتیاں ان دنوں میں کی تھیں۔ اور علاقہ تھانہ سنام سے گذر کر دیہات نیلی کی طرف رُخ روانگی تھا۔ ۲۶ اسوج کو کمترین کا تبادلہ کوتوالی بھٹنڈہ میں ہو چکا تھا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۲ بھادوں سمت ۱۹۷۳ تک جبکہ چالان ڈکیتی پھلیڑہ تکمیل کر کے عدالت میں پیش کیا گیا۔ ۱½ ماہ تک کمترین کو دوسرے کاموں میں مصروفیت کا قطعاً موقعہ ہی نہیں ملا۔ نصف سہ ماہی دوئیم سمت ۱۹۷۳ تک عرصہ ڈیڑھ ماہ کے اندر دوسرے ضروری کار سرکار تفتیش مقدمہ ڈکیتی و گراہاں و گشت علاقہ پہرہ ٹھیکری تعاقب و تلاش گروہ گنڈا سنگھ وغیرہ ڈکیتاں کرتے ہوئے۔ کمترین نے جسقدر موقعہ اور وقت ملا۔ مقدمات کی تفتیش میں حصہ لیا ہے۔ اندریں حالت اکیس مقدمات کمترین کے تفتیش کردہ کی تعداد کم نہیں ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ کی شکایت کہ محض کمترین کی عدم دلچسپی کے باعث یہ مقدمہ قتل عدم پتہ رہا۔ اسلئے صحیح نہیں ہے۔ کہ جناب معروف بھی ہنگام وقوعہ ہذا تھانہ سنام میں ہی قیام فرماتھے۔ اور ایسے سنگین مقدمات اعلیٰ افسران پولیس کی دلچسپی اور رہنمائی کا زیادہ حصہ چاہتے تھے۔ علاوہ اس مقدمہ کے ایک اور مقدمہ قتل سرحد ضلع لکھبیر و الا علاقہ تھانہ سنام جسکی تفتیش سردار جیون سنگھ ہیڈ کنسٹبل اول نے کی ہے۔ کہ کمترین تعاقب و تفتیش مقدمات ڈکیتی چاہڑ اور پھلیڑہ میں مصروف تھا۔ عدم پتہ رہا ہے۔ نیز ہر دو مقدمات ڈکیتی چاہڑ و گراہاں عدم پتہ رہے ہیں۔ باوجودیکہ کافی کوشش ان کی تفتیش میں ہوئی۔ جہانتک کمترین کا خیال ہے دسوندہا سنگھ ڈکیت سکنہ اہر و بگیہ کی گرفتاری کے بعد کمترین کی نسبت کسی کاغذ یا ملاحظہ سہ ماہی میں بھی منجانب صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اچھا اور تعریف کا ریمارک درج نہیں فرمایا گیا۔ حالانکہ اس سہ ماہی میں ڈکیت مذکور کی گرفتاری منجانب کمترین ایک اچھی کارگذاری ہے۔ اور حضور والا نے خاص کر سر حضور انور دام حشمتہم و اقبالہم نے بھی اس ناچیز کی نسبت اندریں بارہ اظہار خوشنودی فرمایا لیکن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جھوانیگڈھ نے کسی کاغذ پر بھی کمترین کا یہ کام اچھا تحریر نہیں فرمایا۔

بلکہ معکوس ناراضگی کا اظہار ہے - لہذا رپورٹ عرض ہے - مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۳

کمترین شب چند کوتوال بھٹنڈہ

بھٹنڈہ کی کارگذاریاں

چار مہینے کے قریب تھانہ بھٹنڈہ میں خاکسار نے اپنی مفوضہ خدمات انجام دی ہونگی - اور ہر خدمت جو میرے سپرد ہوئی - انتہائی کوشش - محنت سے دیانتداری کو مقدم رکھتے ہوئے انجام تک پہنچائی - متعدد مقدمات ڈکیتی - قتل اور سرقہ برابر برآمد کئے - ان کے علاوہ بھٹنڈہ ایک خود بھاری جنکشن ہے - ہر طرح کے لوگوں کی بحیاب آمد و رفت - ہر طرف سے بدقماش و بدمعاش لوگ یورش کر کے بھٹنڈہ آتے جاتے رہتے ہیں - پولیس کچھ بے خبر - کچھ توجہ کم کرتی رہی اسوجہ سے وارداتیں خوب ہوتیں - نظر بحالات و صوابدید موقعہ خاکسار نے نوواردین بھٹنڈہ کی ایک لسٹ مرتب کرنا شروع کر دی - فہرست ابھی تیار بھی نہ ہوئی تھی - کہ بدمعاشان کی آمد کی وہ حالت تو کیا قایم رہتی - وہاں جس قدر موجود تھے - ان میں سے بھی لگے بہت سے کھسکنے - اور تعداد موجودہ میں معقول کمی واقع ہو گئی -

بھٹنڈہ سے تبادلہ

چار ماہ کے بھٹنڈہ میں قیام کے بعد خاکسار بطور قائمقام انسپکٹر پولیس ترقییاب ہو کر ضلع برنالہ میں تعینات کر دیا گیا - گویا خاکسار کی سب انسپکٹری کا زمانہ میرے خیال میں نہایت خیر و خوبی کیساتھ خاتمہ کو پہنچ گیا - جس کیلئے میں ایشور پرماتما کا بے حد شکر گذار ہوں -

خود ستائی - بیجا فخر کو میں لعنت سمجھتا ہوں - میں نے واقعات کو کتابی صورت میں لانے کی زحمت جو اٹھائی ہے - اس کا مدعا حاصل اپنے ہم پیشہ بھائیوں کی اصلاح و رہبری ہے - میں نے اپنے بزرگوں کے نقش پا کی پیروی کی - فخر و تکبر - بیجا عونت سے نفرت کی - خدا کی مخلوق کا ایک ادنی خدمتگار آپکو جانا - صداقت کو مد نظر رکھا - پولیس میں ہوتے ہوئے جس نے ان پر عمل کیا - ہدایت کو سمجھا - میرا مدعائے دلی اور میری تمنائے قلبی بھی ہے - کہ ملازمان پولیس ان پر عمل کر دیکھیں رشوت سے پیدا کردہ روپیہ گناہ بے لذت ہے - اور اس راہ عمل پر چل کر روزانہ ترقیاں - سرفرازیاں حاصل ہوتی ہیں - اور

اِسطرح خدا کا دیا ہُوا جو مال حاصل ہوتا ہے۔ اُسے گھُن ہے۔ نہ مکھی۔ چور۔ چکار کوئی اُسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا ہے۔ دوہا

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ
جاکے ہیئیرساچ ہے تاں کے ہیئیر آپ

کچھ اپنے احباب کا تذکرہ

قبل اِس کے کہ مَیں زمانہ انسپکٹری کے واقعات پر قلم اُٹھاؤں۔ مَیں اپنی ابتدار ملازمت ہیڈ کنسٹبلی اور زمانہ سب انسپکٹری کے دوست احباب اور چند رفقار کا تذکرہ کر دینا۔ بہت ہی موزوں و مُناسب سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے خالص دوستانہ اُلفت سے کارِ سرکار میں میری امداد کیلئے دُعاؤں وخیرسگالانہ التجاؤں سے مدد کی۔ اور مُشکلات کی آسانی کیلئے جو وہ کر سکتے تھے۔ کرنے میں نہایت دلسوزی سے میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔ اور اسی ذیل میں اپنے کئی ایک ماتحت خیر خواہوں کی فرمانبرداریوں۔ نیک خیالیوں کا بھی ذکر کرونگا۔ جن پر ہمیشہ مجھے کامل اعتماد و بھروسہ رہا۔ میرا ذکر و شکریہ اُدھورا رہ جائیگا۔ اگر مَیں اپنے ممدّو معاون اصحاب کا ذکرِ خیر بھی چھوڑ دونگا۔

ڈاکٹر بخاور سنگھ صاحب

وہ بھی کیا جاں ہے جو دوست پہ قربان نہ جائے
جان جائے۔ تو چلی جائے مگر آن نہ جائے

ڈاکٹر بخاور سنگھ صاحب شفاخانجات راجپورہ۔ بھیکی۔ بھوانی گڈھ و دیگر مقامات میں بطریق پرائیویٹ وخدماتِ منصبی کارِ سرکار کی ضروریات سے اکثر اوقات مُلاقات و میل جول کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔ آپ جہاں اپنے فنِ ڈاکٹری کے اندر رشکِ مسیحا اور افلاطونِ زمانہ کے عین موزوں و دُرست خطابات کے مستحق ہیں۔ وہاں اِخلاق و مُروّت میں بھی اخلاقِ مجسّم سے اُونچا رتبہ رکھتے ہیں۔ آپ جس مقام پر بھی اپنی ڈیوٹی پر رہے۔ پبلک آپکی گرویدہ احسان اور مدّاح رہی۔ آپ نے اسسٹنٹ سرجن کا امتحان پاس کیا ہے۔ مگر آپ فن کے اِس قدر ماہر کہ اچھے سے اچھے اسسٹنٹ سرجنوں سے سبقت لیجاتے۔ شہرت میں یہ حالت کہ دُور دُور آپ کا نام نامی مشہور۔ باوجود اِس قدر عظیم اوصاف وقابلیت

انکسار میں وُہ خصوصیت پائی تھی۔ کہ جو اُن کی شایاں شان ہے۔ تکبّر غرور اور رعونت سے آپ کو خاص بیر تھا۔ جو اچھے انسانوں کا خاصہ ہے۔

ملنساری میں ایسے برگزیدہ کہ جیسے چاہئیں۔ کارِ سرکار میں ملتے ملاتے دوستی کی نوبت پہنچ گئی۔ اور وُہ دوستی جبدم سے جس رنگ میں قایم ہوئی۔ اس دم تک بدستور ویسی چلی جاتی ہے۔ مجال نہیں۔ اس میں فرق آجائے۔ مجھے ہر معاملہ میں آپ پر اس قدر بھروسہ رہا ہے۔ کہ جب کبھی سوء اتفاق سے بیمار ہُوا ہوں۔ آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں۔ اعتقاد کا یہ عالم ہے۔ کہ سخت سے سخت عارضہ میں بھی جہاں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپکی خوش اخلاقی اور محبت سے لبریز چند باتوں سے نصف عارضہ تو کافور ہو جاتا۔ اور جو باقی رہجاتا۔ اُس کیلئے ایک خوراک دوائی کافی ہوتی۔ اور تندرستی آسلام کرتی۔ یہ مشہور کا شکر ہے۔ کہ آپ اُن تمام خوبیوں۔ نیکیوں اور بڑائیوں کے ساتھ چوڑا بازار لدھیانہ کے اندر پریکٹس کرتے ہیں۔ دُعا ہے۔ تا دیر سلامت رہیں۔ سچ ہے ؎

ہوس ہے موت دل کی اور محبت زندگانی ہے
محبت کی جھلک شمعِ حیاتِ جاودانی ہے

خان بہادر سید فضل امام صاحب مرحوم
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب

وُہ بھی عجیب زمانہ تھا۔ جبکہ میر صاحب مرحوم اور یہ خاکسار دونوں ایک مدرسے میں تعلیم پاتے تھے۔ اکٹھے کھیلتے تھے۔ اکٹھے ذوقِ سخن کی محفلیں گرم کرتے تھے۔ اُس زمانہ کی محبت ایسی دیرپا ثابت ہُوئی۔ کہ میرے اور میر صاحب کے تعلقات میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ دونوں پولیس میں ملازم ہُوئے۔

وُہ پٹیالہ سے جاکر پولیس پنجاب میں سب انسپکٹر بھرتی ہو کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدے تک ترقییاب ہُوئے۔ اپنی خدمات۔ قابلیت اور ذہنِ رسا سے خان بہادر کا خطاب پایا۔ کنگ پولیس میڈل اور مربعہ جات اراضی حاصل کئے۔ پنجاب پولیس میں خاص اعزاز پایا۔ اور نامور سمجھے گئے۔ اس حالت میں بھی اپنے قدیم مہربانوں کو اپنی یاد سے فراموش نہ کیا۔ اُن کے بیسیوں خطوط جن سے قابلیت

محبت اور ملنساری کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ ابتک میرے تعویذِ جان ہیں۔

دورانِ تحریر اِن کی موت کے حادثۂ جانکاہ نے سخت ظلم کیا۔ کیا کہوں کس سے کہوں ہائے موت تو بڑی ظالم ہے۔ ارادہ تھا۔ کہ یہ تذکرہ چھپنے کے بعد آن کرم کو دِلی شوق کیساتھ بطور نشانِ محبت دیا جاتا۔ اور اِس تذکرہ میں اُن کے بے تعداد خطوط میں سے چند ایک اس لئے سجاتا۔ کہ دونوں لطف لیتے۔ مگر ؎

اے لبا آرزو کہ خاک شدہ　　دُنیا فنا ہے اور اسکا ہر کارنامہ فنا

سب کو اِسی راستہ پہ چلنا ہے ؎

وہ نہیں تنہا ملے ہیں خاک میں　　ویسے ہی ہم بھی ملیں گے بالضرور

سردار فضل کریم خان صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ

؎ عقلمند ہی مل کر مفلسی بھی کاٹتی اچھی
نہیں ہے راج میں ساتھ اچھا طفل نادان کا

جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ خان صاحب تھانہ دوراہا کے انچارج تھے۔ میں ایک سال آپ کے ماتحت بھی رہا۔ اِس عرصہ میں آپ کا سلوک خاکسار سے ایسا رہا۔ کہ جو آج تک یاد ہے۔ آپ کی طبیعت زندہ دل۔ خوش اخلاق اور ملنسار واقع ہوئی ہے۔ آپ کی قابلیت تحریر ایسی ہے۔ کہ دلوں کو مسخر کر ڈالے۔ زمانہ تھانیداری مذکور کے بعد انسپکٹر جنرل سردار بلونت سنگھ صاحب کی پیشی اور کارِ خاص میں آپکے ساتھ کام کرنیکا موقعہ ملا۔ ہر موقعہ پہ آپ نے اپنے اخلاق و محبت سے مجھے گرویدہ بنایا۔ آپ پالٹکس میں بدرجۂ اولیٰ ماہر۔ ڈپلومیسی میں طاق اور اپنی خاص قابلیت میں ممتاز ہیں۔ اکثر مقدمات میں مجھے اور خان صاحب کو اکٹھے کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اشخاصِ متعلقہ آپ سے ہر حالت میں خوش رہتے تھے۔

سمت ۱۹۷۲ کا ذکر ہے۔ کہ خاکسار کچھ مدت کیلئے دوراہا سے تھانہ منڈی پور کلوڑ میں بطور مہتمم اسٹیشن لگایا گیا۔ اور میری جگہ پر تھانہ دوراہا میں لالہ دیوان چند ہیڈ اوّل مامور کر دیئے گئے۔

تھانہ ننند پور کلوڑ ان دنوں محترم ابر نسیم علی خان صاحب خانصاحب مذکور کے والد بزرگوار بطور ہیڈ دوئم مامور تھے۔
تھانہ ننند پور کلوڑ میں خان صاحب جو دو ایک محبت نامجات مجھے لکھے یادگار محبت کے طور پر
درج ذیل کر رہا ہوں :-

از لسبی - ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء

پیارے لالہ شب چند

حسب نہ گئے کچھ خبر نہ بھیجی یاں مدتوں ہم نے راہ دیکھی

ننند پور کلوڑ جیسے نا بالغ پولیس اسٹیشن کا اہتمام اگر اس قدر عدیم الفرصت بنا سکتا ہے کہ قریب ترین زمانہ رفاقت و یگانگت کو دل سے محو کر دیا جائے۔ اور اپنے سب سے تازہ نیازمند کو خط لکھنے کی بھی فرصت نہ ملے۔ تو میں ایک گرگ باران دیدہ دقیانوسی تھانہ کا مہتمم تو ضروری عدم ارسال خط کیلئے قابل معافی ہونگا۔

میں آپ کے یاد بھی نہ رہتا۔ لیکن میرے والد صاحب کے آپ کے ہر وقت زیر نظر رہنے سے یہ تو ناممکن ہے۔ کہ کبھی آپ کو میرا خیال ہی نہ آتا ہو۔ اور گو مجھے بھی علیٰ ہذا القیاس آپکی یاد دلانے کے لئے آپ کا بدل کافی ہے۔ اور بات بات پر بقول شخصیکہ "دیوانہ را ہوئے بس است" مجھے آپ کا خیال ضرور آنا چاہیئے۔ اور آتا ہے۔ لیکن میری نفس کش مصروفیت اور شبانہ روز خامہ فرسائی سے آپ واقف ہیں۔ اور جیسا کہ میں اوپر عرض کر آیا ہوں۔ آپکی عدیم الفرصتی کے مقابلہ میں میں قصور عدم ارسال خط کیلئے انصافاً قابل معافی ہوں۔ مجھے میرے منصف مزاج افسر نے چاند کی جگہ بلیک چاند دیا۔ لیکن س

شیر قالیں دیگر و شیر نیستاں دیگر است

شب کا چاند اور ہے۔ اور کسی دیوان خانے کی چھت میں اگر رائے بہادر گنگارام جیسے انجینیر کی گلکاری سے کوئی مصنوعی چاند بنا دیا جائے۔ اور ہے۔ میرے قابل دوست اندی کے کنارے بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہو۔ آؤ جیتے جاگتے لہریں مارتے ہوئے دریائے ستلج کی سیر کر آئیں۔ بخدا بڑی اچھی ٹھنڈی ہوا ہے۔ پرواہی ہوا حسب الامر آپ سے چھوٹی موٹی شاہجہانی چار دیواری میں محال ہوتی ہے۔ دل

خوش ہو جاتا ہے۔ جنوں کا زور اگرچہ پہلے تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اس لبِ دریا کی سرد آب و ہوا نے دیوانگی کو بہت کم کر دیا ہے ؎

طبیعت کو ہوگا . . . . . چند روز ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائے گی۔

میں اپنی معمولی بردباری سے آپکے ایامِ مفارقت کو کاٹتے جا رہا ہوں۔ اور گو مجھے جناب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر نے اطمینان دلا دیا ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ۱۵ روز اور یہ تفرقہ اندازی قائم رہیگی۔ لیکن جناب انسپکٹر صاحب کی ہدایت تفتیش سے مجھے یہ میعاد ملتی معلوم نہیں ہوتی۔ بہر حال دل خوش کن لفظ عارضی اپنے اصلی معنوں میں قایم و برقرار ہے۔ اور میرے لئے بڑی تسکین کا باعث ہے۔ برائے خدا جہانتک ہو سکے تفتیش کو ختم کرائیے۔ اور اجازت لیکر چلے آئیے۔ مجھے

؎ فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا کہ جس کے عوض یوں رلانے لگا

مدت کی تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد ایک قابل اور کارگذار رفیق ملا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اُسے بھی رشکِ سیماب پایا۔

نیازمند فضل کریم خان

دیگر

مکرمی لالہ شب چند صاحب

تسلیم۔ اب تو آپ اپنی ناراضگی کا بدیہی ثبوت دینے لگے۔ بجائے اسکے کہ مجھے میری درست خواہش کے موافق میری کسی نامناسب تحریر پر معافی عطا کرتے۔ آج خط لکھنے میں بھی ناغہ فرما دیا۔ مشتاق احمد کے نام خط بھیجا۔ ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے لکھا ہے۔ کہ خانصاحب اگر کہیں تشریف نہ لے گئے ہوں۔ تو میرا سلام کہنا۔ ابھی کل تو خانصاحب نے آپکو رقعہ لکھا ہے۔ اور رقعہ میں کہیں یہ تحریر نہیں کیا۔ کہ کل کو میں کہیں جاؤنگا۔ تو بس یہ سلام کیا ہے۔ صرف ضابطہ پوری ہے۔ خیر بقول داغ میں بھی خوب سمجھتا ہوں۔ کہ ؎

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے تجھے داغ دل جانتا ہے کسی کا

نیازمند فضل کریم خان

دو عنایت نامجات کو نمونۃً درج کئے ہیں۔ اب دو چار ایسی مثالیں بھی پیش کر دینی چاہتا ہوں۔ جس سے خانصاحب کے شوقِ ادبی کا پتہ چل جائے۔

سمت ۱۹۶۳ میں چند افسرانِ پولیس یک جا جمع تھے۔ حشمت علی صاحب سب انسپکٹر پولیس نے بابو جگناتھ صاحب کیمپ کلرک سردار برشن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس کو دو مذاقیہ اشعار لکھ کر سنا دیئے ؎

جگناتھ بابو جہاں سے نرالے — کہیں سے یہ گورے کہیں سے ہیں کالے
بہت پلٹنوں میں یہ نوکر ہوئے ہیں — مگر سب جگہ سے گئے ہیں نکالے

بابو جگناتھ حد درجہ کے سادہ لوح تھے۔ خاموش منہ تکتے رہ گئے۔ خانصاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے جھٹ جیب سے کاغذ پنسل نکالا۔ اور فی البدیہہ لکھ کر بابو جگناتھ کے حوالے کیا۔ کہ آپ بابو حشمت علی کو سنا دیں۔ شعر تھا ؎

یہاں آکے سب انسپکٹر ہوئے ہیں۔ — یہ میرٹھ کی سڑکوں کے ترکرنیوالے

جواب برجستہ تھا۔ حشمت علی صاحب چھپ گئے۔ سمجھنے والے سمجھ جائینگے۔

سمت ۱۹۶۷ میں خاکسار سردار بلونت سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی پیشی میں متعین تھا۔ اور جس کوچہ میں مکان تھا۔ اس کا نام "کوچہ سردار داتار سنگھ" تھا۔ جہاں مکان واقع تھا۔ اس مقام پر گلی زیادہ تنگ و تاریک تھی۔ اتفاق کی بات کہ خاکسار اور تمام متعلقین مبتلائے ملیریا بخار ہو گئے۔ خانصاحب بھی اُن دنوں سینئر ریڈر تھے۔ آپ نے میرے اور تمام کنبے کی بیماری کی خبر سے متاثر ہو کر اشعارِ ذیل لکھ کر میرے پاس بھیجدیئے:-

آپ بیمار سارا گھر بیمار — واہ اچھے ہوئے سررشتہ دار
بات میری پیارے گر مانو — چھوڑ دو جلد کوچۂ داتار

آپ کا کہا مانا۔ مکان چھوڑ کر سامانیہ دروازہ دوسرے ایک وسیع مکان برلبِ سڑک میں رہائش اختیار کی۔ ایک روز خانصاحب مجھکو ملنے آئے۔ میں موجود نہ تھا۔ کوئلہ سے صدر دروازہ کے کواڑ پر

یہ شعر لکھ گئے ؎

اچھا ہوا کہ چھوڑ کر ناقص مکاں کو — اس اچھے گھر میں آپ نے مسکن بنا لیا

سمت ۱۹۷۶ میں خاکسار نے سرہندی دروازہ اپنا مکان تعمیر کرایا۔ اُن ایام میں جناب کرائم برانچ اور خانصاحب پولیٹیکل برانچ سی آئی ڈی میں بطور انسپکٹر تعینات تھے۔ جب میں نے جدید تعمیر شدہ مکان میں رہائش اختیار کی۔ تو خانصاحب نے ایک چٹ لکھ کر میرے پاس بھیجی ؎

قریب کار خاص گندہ نالہ — نباشد خانۂ شب چند لالہ

سمت ۱۹۷۷ میں میں نے عید کی مبارکباد بذریعہ کارڈ خان صاحب کو بھیجی۔ جس پہ یہ اشعار درج تھے ؎

خوش ہے زمانہ کہ ہنگام عید ہے — لطف طرب - بہر خدا یہ وعید ہے
کرتا ہوں پیش تہنیت عید آج میں — اب دل کو انتظار رسید و رسید ہے

خانصاحب نے اُن دنوں ازراہ مذاق مجھے جگت گورو کے خطاب سے سرفراز فرما رکھا تھا۔ آپ نے طلب رسید کے لحاظ سے منظوم جواب ارسال فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

مشکور ہوں گورو جی کے پیغام عید کا — یہ خط میں لکھ رہا ہوں اُسکی رسید کا
گو بعد عید پہنچی گورو کی آشیرباد — لیکن خیال کیا ہے قریب و بعید کا
دھن بھاگ ہیں گورو کے جو ہیں قریب تر (؟) — گو ظاہری دنیا کا ہے رشتہ بعید کا
بیشک نہیں گورو جی یہ دنیا مقام عیش — شاکی ہے ہر بشر غم و فکر شدید کا
اس غمکدہ میں کٹتی تو ہیں سب کی زندگی — قیدی پہ روز جیسے گزر جائے عید کا
لیکن جگت گورو جی کو دنیا سے کیا غرض — کیا ڈر پوتر آتما کو ابن پلید کا

چیلے کے حال پہ بھی جو کر دیں دیا گورو
ہر شب ہو اُس کو عیش کی ہر روز عید کا

مرسلہ کریم

ایسے بہت واقعات ولطائف وظرائف آپ کی نفاستِ طبع لیاقتِ علمی کی یاد ہیں مگر خوفِ طوالت دامنگیر ہے۔ اسلئے چھوڑتا ہوں ع

یار زندہ و صحبت باقی

کارِ سرکار میں مددگار

احباب موصوفین جن کا ذکر خیر اوپر درج ہوچکا ہے۔ انکے علاوہ اور بھی چند ہستیاں میرے خیال میں ایسی ہیں۔ جن کے ذکر کے بغیر میرا مدعا قلبی پورا نہیں ہوتا۔

اور وُہ ایسی مہربان اور معزز ہستیاں ہیں۔ کہ اپنی خلقی عادت سے میرے ہر کام کے اندر ممد ومعاون رہنا۔ اپنا فرض خیال فرماتے رہے۔ میرے دل میں جس قدر اُن کی عزت وتوقیر ہے۔ اُس کا اندازہ مجھے ہی ہے۔ نام نامی سرداران موصوف ذیل میں عرض ہیں:۔

(۱) حکیم محمد علی خان صاحب ذیلدار فتح نگر۔ (۲) سردار ہردم سنگھ صاحب ذیلدار کاہن گڈھ تھانہ بجہا۔ (۳) سردار شمشیر سنگھ صاحب ذیلدار تلونڈی سابو تھانہ راماں۔

مذکورہ بالا ہر سہ ہستیوں کے علاوہ:۔

حکیم شادی رام صاحب سامانہ۔ لالہ رامجیداس صاحب ساہوکار بھٹنڈہ۔ عبد الغنی خان صاحب سفید پوش تلونڈی ملک۔ عبد الکریم خان صاحب نمبردار ہریاؤ تھانہ سُنام۔ فیض محمد خان صاحب نمبردار سُنام۔ چودھری شب چند صاحب سفید پوش سُنام۔ لالہ سروپ چند صاحب ساہوکار سُنام محمود خان سفید پوش لونگووال۔ کے اسماء ایمانداری۔ ملنساری اور خیر خواہِ سرکار ہونے کی وجہ سے ضرور قابلِ ذکر ہیں۔ یہ جملہ صاحبان اہلِ مروت وفا ملازمان سرکار کی امداد کرنیکا قدرتاً دلی شوق رکھتے ہیں۔ مجھے پیچیدہ سے پیچیدہ مقدمات میں ان صاحبان سے عموماً امداد ملتی رہی ہے۔ جس کیلئے میں ان صاحبان کا مشکور ہوں۔

چند قابلِ ذکر کنسٹبلان

ایامِ ملازمت میں ہر وقت یہی لوگ آلۂ کار رہے ہیں۔ ہر بات میں یہی لوگ دست و بازو کا کام دیتے تھے۔ واسطہ تو بہت ہوا

سے رہا۔ مگر خصوصیت سے مندرجہ ذیل سپاہی ایسے دیکھے گئے۔ جن کا نام میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ الٰہ بخش کنسٹبل پولیس کے کام میں نہایت قابلیت رکھتا۔ خصوصاً اُسکی طاقتِ سراغرسانی قابلِ تحسین ہے۔

دُوسرا بوٹے شاہ کنسٹبل تھانہ وزیہ۔

تیسرا بھگوان داس کنسٹبل دفتر پولیس بھوانی گڈھ کی دیانتداری قابلِ تعریف تھی کہ یہ دونوں رشوت قطعاً نہ لیتے تھے۔ مگر یہ بات قابلِ افسوس ہے۔ کہ تمام عمر کنسٹبل کے عہدہ سے آگے ایک قدم نہ بڑھے۔ جہاں تھے۔ تمام عمر وہیں رہے ؎

جو درد مند ہوتے ہیں وُہ بے قرار ہیں
دلِ اُنکے پارہ پارہ ہیں سینہ فگار ہیں

زمانہ سب انسپکٹری پر نظرِ ثانی

دس سالہ زمانہ سب انسپکٹری میں جو خدمات ادا کیں۔ اُنمیں تعمیر تھانہ سامانہ۔ خطرناک ڈاکوؤں کا مُقابلہ اور گرفتاری دسوندھا سنگھ مشہور ڈکیت کو سرکار عالی وقار کی بارگاہ میں پیش کرنا دیگر تھانہ جات کے آہم اور سنگین مقدمات کی تفتیش کا سپرد ہونا۔ اور اُن میں نُمایاں کامیابی۔ مختلف سپیشل ڈیوٹیاں مثل سڈیشن کیس مُپیالہ۔ مقدماتِ خیانتِ مجرمانہ وغیرہ نسبتی پنڈت نندلال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تفتیش کیلئے مسٹر وار برٹن صاحب کا انتخاب فرمانا۔ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک آہم اور پولیٹیکل مقدمات میں خادم کی خدمات ضروری سمجھی جاتی رہیں۔ اِن مصروفیتوں اور انہماک کی وجہ سے دو لختِ جگروں کا داغ جُدائی۔ دسوندھا سنگھ ڈکیت کو بارگاہِ خسروی میں پیش کرنے کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کا ناواجب عتاب۔ اُن مصائب و تکالیف کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو عموماً کارگذار دفاشعار ملازمین کو اُٹھانا پڑی ہیں۔

اِس عرصہ دس سال میں اِن خدمات کی بدولت سب انسپکٹر عُہدہ کے تینوں گریڈ طے کئے سردار بلونت سنگھ۔ سردار بہادر جنرل تاراچند صاحبان انسپکٹر جنرل پولیس کی جو کارگذار دیانتدا

ملازمان کے قدردان و شیدائی تھے۔ امداد مہربانی کا مشکور ہوں۔ کہ جب سچائی کی وجہ سے خادم کی کوئی مخالفت پیدا ہوئی۔ صاحبانِ موصوف آڑے آئے۔

تعیناتی تھانہ سُنام اور وطن داری کی مشکلات

تعیناتی تھانہ سُنام کے وقت بوجہ وطن داری جب خادم نے عذرات پیش کئے۔ جنرل تاراچند صاحب سورگباشی نے نہ مانا۔ جواب میں فرمایا کہ ہم کو بھروسہ ہے۔ تُم غیر وطنوں سے بہتر ہاں کی اصلاح و درستی کر سکو گے۔ عرصہ دو سال زمانہ ماموری تھانہ سُنام کے اندر راقم صرف ایک ہفتہ رات کو اپنے گھر سویا۔ ورنہ رات دن کے ۲۴ گھنٹہ تھانہ میں موجود رہ کر فرائض کی انجام دہی میں گذار دیئے۔ کہ پبلک و حکام نے نعرۂ تحسین بلند کیا۔ بدمعاشوں اور غنڈوں نے پیر دل فقیروں کی منتیں مانیں۔ کہ کب اس تھانہ دار کا یہاں سے چالان کٹے۔ اور مجھ کو دھمکی آمیز خط لکھے۔ شریف پبلک نے خادم کے تبادلہ پر التواء تبادلہ کیلئے محضرنامے پیش کئے۔ اسی طرح بزمانہ ماموری تھانہ سامانہ پر ماتما کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ عرصہ ۲۲ سالہ خدمات کے بعد خادم کو آقائے نامدار نے ترقی بخشی۔ اور انسپکٹر بنایا۔

سُنا ہے مستقل عزمی بدل دیتی ہے قسمت کو
ہزیمت کر نہیں سکتی ہراساں جوشِ ہمت کو
جو استقلال سے ہر کام کا آغاز کرتے ہیں
وہی اپنی تمناؤں کو سرافراز کرتے ہیں

میر تجمل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس مرحوم کا ذکرِ خیر

میں جس قدر صاحبانِ سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت رہا مرحوم کی مثال کسی میں نہیں دیکھی۔ بارعب ڈسپلین کا پکا۔ قلم سے کام کرنے والا۔ اُس زمانہ میں کوئی سپرنٹنڈنٹ نہیں تھا۔ دیانتدار۔ کارگذار۔ ماتحتوں کا قدردان۔ کیا مجال اِس کا کوئی اردلی کسی دیانتدار افسر سے انعام بھی طلب کر سکے۔ اِن کا حکم تھا۔ کہ دَورہ کے وقت ہر ایک تھانہ دار باوردی اپنے علاقہ کی سرحد پر ان کو ریسیو کرے۔ اور روانگی کے موقعہ پر دوسرے تھانہ کی سرحد تک ہمراہ جاوے۔ راقم کو انہوں نے ہمیشہ اِس ڈیوٹی سے مُعاف رکھا۔ جب میں نے ساتھ چلنے کا ارادہ

کیا۔ تو یہ کہہ کر منع کر دیا۔ کہ آپ تکلیف نہ کریں۔ اور تھانہ دار (مولی مرغی) اس کام کے لئے بہت ہیں۔ ہم آپ کی دیانتداری کی زیادہ عزت کرتے ہیں۔

ہندو مسلمان ملازمین
اور
رعایا کی ذہنیت کا تجربہ

میں نے زیادہ تر مسلمان ماتحتوں کو پولیس کے کام میں ہوشیار اور ماتحتی میں فرمانبردار پایا۔ علیٰ ہذا القیاس تفتیش مقدمات سرقہ مویشی وغیرہ کے سلسلہ میں مجھ کو تجربہ ہوا۔ کہ مسلمان مجرمان بہت جلد سچائی کے اظہار پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ پنچایت برادری میں اقوام راجپوت۔ ڈوگر۔ گوجر۔ وغیرہ سارقانِ مویشی و نقب زنی کبھی جھوٹا نیم دھرم نہیں کرتے تھے۔ ہندو جاٹ۔ کمبو۔ برہمن۔ وغیرہ سارقان بمشکل تمام اور شاذ و نادر ہی راہِ راست پر آتے تھے۔ ان کی پنچایت میں نیم دھرم کا مجھ کو کبھی اطمینان و اعتبار نہیں ہوا۔

حکمائے ہند کے چند زرّیں اقوال جن کو میں نے اپنا سبق بنایا

۱۔ اگر تو خدا سے غافل ہو گیا ہے۔ تو یاد رکھ خدا تجھ سے غافل نہیں ہے۔

۲۔ حق حلال کی روزی میں ایک نور ہے۔ کہ جس پیٹ میں جاتی ہے۔ اُسے منوّر کر دیتی ہے۔

۳۔ محنت سے گھبرانا آدمی کو دلِدری اور نکما بنا دیتا ہے۔ خبردار۔

۴۔ جب تو اپنے گھر میں روکھی روٹی کھا کر بے فکری کے پلنگ پر پاؤں پسار کر سوتا ہے۔ تو پھر امیری کی ہوس نہ کر۔ کیونکہ یہ آرام تجھے اس میں میسّر نہ ہو گا۔

۵۔ دوستی کرتا ہے۔ تو کر درویش سے۔ دشمنی رکھتا ہے۔ تو رکھ نفس سے۔

۶۔ دنیا ایک کرایہ کا مکان ہے۔ اپنی ملکیت اس پر نہ جما۔

۷۔ خوشی میں تمہارے ہزاروں دوست ہیں۔ رنج میں ایک بھی نہیں۔ امرت کے پیالہ میں حصّہ دار کئی بن جائینگے۔ مگر زہر کا پیالہ تمہیں اکیلے ہی پینا پڑیگا۔

۸۔ بدمعاش پر رحم کرنا نیک دل اور شریفوں پر ظلم کرنا ہے۔ ۹۔ صبر میں سچی خوشحالی ہے۔

نظارۂ سوئم

پانچ سال ایکماہ زمانۂ انسپکٹری بائیس ۲۲ سال پولیس میں متواتر و مسلسل ملازمت کے بعد میری ترقی عہدۂ انسپکٹری پر ہوئی جس مستقل مزاجی و دیانتداری سے خدمات انجام دیں آخرش وہ بارآور ہوئیں۔ خواہ بدیں اس عرصہ ملازمت میں عام ملازم پولیس کیلئے اپنی سرِشتگی کا ہی قائم رکھنا مشکل ہے۔ مگر میری طبیعت نے جو فطرتاً سخت محتاط واقع ہوئی ہے ہر طرح کی ممنوعات سے باوجود سینکڑوں مشکلات اجتناب کیا۔

تھانہ داری سے انسپکٹری میں سمت ۱۹۶۷ میں سب انسپکٹر تھا۔ کہ ضلع راجپورہ میں انسپکٹری کے عہدہ پر بطور قائمقام ترقی دی گئی۔ اس زمانے کا ایک واقعہ قابلِ ذکر ہے۔

جواہر پور کا وقوعۂ قتل مسمی رتیا مالی جواہر پور تھانہ لاآڑو کا باشندہ قوتِ مردمی سے محروم تھا۔ عورت اُسکا منہ دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی۔ باہمی ناچاقی رہتی۔ عورت کا نام ہیرو تھا۔ رتیا بھی اُسے بلا سمجھنے لگا۔ اور اپنے دوستوں جوت رام و منگل سے جو بدمعاش اور چلتی رقم تھے۔ باہم ملکر مشورت کی کہ عورت ناواجب بار ہے اسے اس ترکیب سے کہ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام بھی کھڑے ہو جائیں فروخت کردیں۔

نقول سرٹیفکیٹ متعلق دورِ سوم

نقل پروانہ سردار تحمل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع راجپورہ مورخہ ۸ اساون سمت ۱۹۷۲ ۳/۷

سرکار والا

بنام رتیا سائیں سکھ جواہر پور

جرم دفعہ ۳۰۲۔ ابتدائی رپورٹ نمبر ۲۰

رجوعہ ۹ ساون سمت ۱۹۷۲ تھانہ لاآڑو

ایک روز رتیا نے اپنی عورت سے کہا - "بھلی مانس تیری ماں کی سخت بیماری کی خبر آئی ہے۔ بوڑھی جان ہے۔ ایسا نہ ہو۔ دم چھڑا جائے۔ چل تجھے ملا لاؤں۔ وہ جھٹ طیار ہو گئی۔ وہ اُسے لیکر کیسری ضلع انبالہ جا پہنچا۔ جہاں اِس کے دو نو دوست بھی باہم ملی بھگت کے مطابق جا پہنچے۔ جب یہ تینوں جمع ہوئے۔ تب اُنکے باہمی اشاروں کنایوں سے مسماۃ کو پتہ چل گیا۔ کہ یہ مجھے بیچنے کے لئے یہاں لائے ہیں۔ اُس نے واویلا مچا دیا کہ میں فروخت ہونا نہیں چاہتی۔ جس پر یہ بھی مایوس ہو گئے۔ اور واپس چلے آئے۔ راستہ میں جبکہ وہ پیدل جواہر پور کو آتے تھے۔ دس بجے رات کا وقت تھا۔ گھنے جنگل میں تنہائی کا موقعہ تھا۔ رتیا نے موقعہ غنیمت جانا اور ہیرو کا اس زور سے گلا دبایا۔ کہ وہ مر گئی۔ اور ایک آہنی میخ اُس کے گلے میں گاڑ دی۔ دراصل اُسکے دل میں یہ سما گئی کہ گھر واپس پہنچے تو یہ واویلا کریگی۔ کہ مجھکو فروخت کرنیکے لئے گئے تھے۔ لوگوں اور گھر والوں کو میری کرتوت کا پتہ چلیگا۔ اس سے یہی بہتر ہے۔ کہ اس کا قضیہ چکا دُو۔ اِس خوف سے ہیرو ناحق ذبح کر دیگئی۔ قتل کے بعد جو کچھ زیور وہ پہنے ہوئی تھی۔ اُتار لیا۔ اور اُس کو چھپا کر اپنے گھر آ گیا۔ اور ظاہر کیا کہ راستے میں چور مل گئے تھے۔ اُنہوں نے میرا گلا گھونٹا اور جبراً میری عورت مجھ سے چھین لے گئے۔ تلاش شروع ہوئی اور جس جنگل میں مقتولہ قتل ہوئی تھی۔ وہیں سے مقتولہ کی لاش معہ ایک ڈیڑھ سالہ لڑکی کے

رپورٹ ضمنی بارہ و تیرہ ساون سمت ۱۹۷۲ مرتبہ آپکی پیش ہو کر ملاحظہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ وقوعہ زیر دفعہ ۳۹۴ تعزیرات ہند نہیں ہوا۔ بلکہ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند ہے۔ دراصل خاوند مقتولہ نے ہی معہ مسمیان جوت رام ومنگل یہ قتل کیا ہے۔ لہٰذا ہم آپ کو اس کامیابی کی مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے۔ باقیماندہ تکمیل کر کے آپ جلد چالان پیش کریں گے۔

(۷۴) نقل پروانہ از پولیس ترپالہ

مورخہ یکم چیت سمت ۱۹۷۳

جو لاش کے پاس صحیح سلامت پڑی تھی مل گئی۔

پولیس نے زیر دفعہ ۳۹۴ تعزیرات ہند مقدمہ مرتب کر لیا۔ راقم تفتیش کے لئے برسر موقعہ پہنچا۔ تفتیش پر ہیرو کا خاوند رتیا جرم سے اقبالی ہو گیا یقتولہ کا زیور نکال کر اس نے میرے حوالے کیا۔ ملزم کا زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند عدالت میں چالان کیا گیا جہاں سے اُسے سزا ملی۔

نہ کر بے واسطہ ہرگز کسی پر ؛ ظلم کرنا نہایت ناروا ہے۔
بنے مت خون کا پیاسا تو قاتل ؛ غریبوں بیکسوں کا بھی خدا ہے۔

کوتوالی بھٹنڈہ سے قائمقام انسپکٹر ہو کر ضلع برنالہ میں مامور ہوا

تھانہ شیر پور میں کار خاص

۱۷۔ بھاگن سمت ۱۹۷۳ مطابق ۲۷۔ فروری ۱۹۱۷ء کو میں قائمقام انسپکٹر ہو کر ضلع برنالہ میں تعینات کیا گیا تھا۔ ان ایام میں سرقہ و سرقہ بالجبر کی وارداتیں دیہات باجوہ تھانہ شیر پور و ملحقہ تھانہ دھوری۔ ہڈیایہ تھانہ برنالہ میں زیادہ ہوئیں۔ میں نے تفتیش کے لئے تھانہ شیر پور کا مقام منتخب کر لیا تجسس سے معلوم ہوا۔ کہ مسمیان سادھو و سوکی۔ وزیرا خانہ بدوشان کے ڈیرے اس نواح میں چکر کاٹتے

گرامیقدر لالہ شب چند صاحب انسپکٹر ماموره ضلع سرور باشد!

روبکار صاحب انسپکٹر جنرل بہادر رقمزدہ ۲۱۔ بھاگن سمت حال دربارہ تبادلہ آپکے بہ ضلع امرگڈھ بجائے منگل سنگھ صاحب انسپکٹر اور منگل سنگھ صاحب انسپکٹر بجائے آپ کے ضلع برنالہ میں از یکم چیت سمت حال صدر رشتہ ہو کر قلمی ہے کہ مطلع ہو کر رپورٹ پیش کریں۔

۷۵ نقل ریمارک سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس ریاست پٹیالہ

مورخہ ۸۔ ساون سمت ۱۹۷۴

پھرتے ہیں۔ چنانچہ اِن ڈیروں کو بڑی کوشش سے گرفتار کیا۔ جب اُن سے حالات دریافت کیگئے۔ تو ہزارہا روپیہ کا مال مسروقہ ومشتبہ السرقہ برآمد کیا گیا۔ اور ۲۴ مقدمات سرقہ بالجبر کے باقاعدہ تکمیل کیے گئے۔ از انجملہ ۲۸ مقدمات سرقہ وراہزنی تھے۔ پندرہ ۱۵ ملزم سزایاب ہوئے۔ چوری کا زیادہ مال اُن سے ایسا بھی برآمد ہوا تھا۔ جس کا کوئی وارث پیدا نہیں ہوا۔ جو زیر دفعہ ۵۲۳ ضابطہ فوجداری بحق سرکار ضبط ہوا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا۔ تو علاقہ بھر میں امن چین ہو گیا۔

مگر اس کام میں میرے پورے چھ ۶ ماہ صرف ہو گئے۔

ماتحتان کا اظہار تکلیف

میرا طبعی ارادہ اور خیال جو کچھ تھا۔ بعض ماتحت ایسے بھی تھے۔ جو اسے بہت بُرا سمجھتے تھے۔ زیادہ مصروفیت سے جی چُراتے۔ ایک جگہ پر زیادہ ٹھہرنے سے ناخوش تھے۔ مگر میرا خیال یہ کہ اگر ایک کام میں اور شاخیں بھی نکلیں۔ تو اُن سے بھی نہ گھبرانا چاہیئے۔

سب انسپکٹر صاحب مقامی اور اُن کے ماتحتوں کو اکثر اوقات میرے ساتھ شریک ہونا پڑتا جو اُنکو بھی سخت شاق گزرتا۔ کیونکہ میرے قیام نے اُنکی ناجائز آمدنیوں کو مسدود کر دیا تھا۔ یہ وجہ سب سے زیادہ دُکھ دایک تھی۔ دُوسرے شب و روز کی میرے ساتھ مصروفیت و مصیبت اُن کی تکلیف کا باعث تھی۔ میری اپنی حالت یہ تھی۔ کہ ہزارہا جوئیں میرے پارچات پوشیدنی اور

رپورٹ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر لبسی و رام داس صاحب سب انسپکٹر شیر پور دربارہ اس کے کہ اسوقت تک ۲۴ مقدمات کا سلسلہ از ڈیرہ سادھو سائیسی وغیرہ چلا ہے۔ اگر مقدمہ زیر دفعہ ۴۰۱ تعزیرات ہند چلایا جاوے۔ تو کامیابی ہو سکتی ہے۔" بذریعہ ریمارک صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سرہند لبسی پیش ہو کر حکم ہوا کہ بذریعہ روبکار بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سرہند لبسی تحریر کیا جاوے۔ کہ موجودگی آپکے انسپکٹر شب چند و سب انسپکٹر رام داس صاحبان ہمنے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اول جملہ مقدمات تھانہ جات متعلقہ میں دائر کرا دیں اور مقدمات اصل جرائم میں چلائے جاویں۔ اسکے بعد ہر ایک ڈیرہ کے گروہ پر علیحدہ حسب دفعہ ۴۰۱ تعزیرات ہند چالان کیے جاویں۔

اس سے زیادہ بستر میں چلتی دکھائی دیتیں۔ مجھے سہنسیان کی قوم سے واسطہ تھا۔ رات ہو یا دن اُنہی میں رہنا پڑتا۔ اور یہ قوم خُدائی بھر کی گندی غلیظ۔ بخس اور میلی رہنے والی ہے۔ ہر وقت کی بُود و باش کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ ہم بھی میلے کی کم پروا کرنے لگے۔ اصل پوچھو تو یہ حالت ہماری کامیابی کا ایک ذریعہ بن گئی۔ کیونکہ سہنسیوں کے ساتھ سہنسی بنکر ہی اُن کی اصل کرتُوتوں اور ارتکاب جرائم کا پتہ مل سکتا ہے۔ راقم کے پاس سب انسپکٹر صاحب تھانہ نے پرائیویٹ طور پر بسلسلہ ہمدردی اکثر اِن الفاظ میں اپنی تکلیفات کا اظہار کیا۔ کہ لالہ جی! آپ کیوں پُرانے مُردے اکھاڑتے ہیں (گڑے مُردے اکھاڑتے ہیں) خود میں اور میرا عملہ ماتحت آپکی اِس کارِ خاص سے اس قدر تنگ اور پریشان ہیں کہ حدِ بیان سے باہر ہے۔ مہربانی کیجئے۔ اِس بکھیڑے کو اور زیادہ نہ بڑھائیے۔ آپ خود تکلیفات اُٹھاتے ہیں۔ اپنے ماتحتان کو دُکھ دیتے ہیں۔ یہاں کارگذاروں کو کون پوچھتا ہے؟ مگر اُن کا یہ خیال غلط تھا۔

جو خود نہیں سرگرم۔ کریگا وہ بشر کیا
جب دل میں نہیں درد زباں میں ہو اثر کیا

ضلع بسی میں تبادلہ

دُوسری کارِ خاص

راقم یکم چیت سمت ۱۹۷۳ کو ضلع بسی میں تبدیل کر دیا گیا۔ مقدمات کی برآمدگی کیلئے دوسری

۷۶۔ انتخاب از نقل ریمارک میجر تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ
مورخہ ۷۔ بھادوں سمت ۱۹۷۴

گرامیقدر لالہ شیب چند صاحب انسپکٹر ضلع امرگڈھ

متعلق گرفتاری ڈیرہ کیکنان و سلسلہ وقوعات بذریعہ پروانہ انسپکٹر صاحب کو تحریر ہو کہ آپ اس ڈیرے کی تفتیش بھی اپنی نگرانی میں کرانی شروع کریں۔ ہم نے منور حسین صاحب انسپکٹر کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی چار پانچ کیکنان کو آپ سے حاصل کر کے علیحدہ تفتیش و راز جوئی شروع کریں۔ مالقا اگر تعداد زیادہ ہو تو بحوالہ حکم ہذا بذریعہ

کارِ خاص یہاں بھی جمانی پڑی۔ جونہی کہ میں نے اپنے کام کو ہاتھ لگایا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ موضع بُولا پور تھانہ امرگڈھ میں پرتاپ سنگھ ولد بھولا سنگھ زمیندار کے سرقہ سنگین کا کچھ سُراغ ہی نہیں لگا۔ باوجودیکہ مقامی پولیس نے بڑی کوشش سے تفتیش کی۔ مگر مقدمہ عدم پتہ ہے مستغیث نے اپنے مالِ مسروقہ کے پتہ نکالنے والے کے لئے دو سَو روپیہ انعام مقرر کر دیا تھا خاکسار کے نام محکام بالا کا حکم صادر ہُوا۔ کہ آپکو اس مقدمہ کی تفتیش پر لگایا جاتا ہے۔ خاکسار ادھر متوجہ ہُوا۔ اور خفیہ ذریعہ سے پتہ لگالیا۔ کہ یہ وقوعہ مُسمّی لبھنا عرف کنّو مشہور و معروف سارق کے گروہ نے کیا ہے۔ اور فی زمانہ اُس کا جتھا موضع مانک ماجرہ واقعہ ریاست مالیر کوٹلہ میں مسماۃ بھولی بیوہ ہزارہ سنگھ جٹ کے گھر میں جو ایک فاحشہ عورت ہے۔ بود و باش رکھکر نواح میں سرقہ وغیرہ کی وارداتیں کرتے رہتے ہیں۔ کنّو درجہ اوّل کا بدمعاش اور چالاک نقب زن ہے۔

عام طور پر اس قماش کے لوگ چور چکار بدکار اسے اپنا گورو و سرگروہ مانتے ہیں۔ بلکہ اس بدکاری کی تعلیم کے لئے کنّو کے آگے مٹھائی رکھتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے نقب میں سے جسمیں سے انسانی گذر کا خیال بھی نہ ہو کنّو نہایت سہولت سے نکل جاتا تھا۔ لوگوں کے گھروں میں گھسنے کا اسقدر مشّاق کہ گھر والے خواہ جاگتے ہی ہوں۔ یہ شخص بلا کھٹکے اپنی جان ہتھیلی پر لئے ایسا دبے پاؤں جیسے بلّی جاتی ہے۔ گھر میں جا ہی گھُستا۔ اور ضرور چوری کر لیجاتا۔ چور و بدمعاش اسے اپنی جماعت میں بھاگاں والا کہہ کر پکارتے۔ گویا بھاری خوش قسمت ہے۔ اور کچھ قُدرتی بات تھی۔

رپورٹ خود بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس راجپورہ ارسال کریں۔ تاکہ آپ کو آسانی ہو۔ اور کام تفتیش ہوکر قابل اطمینان کاروائی جلد ہو سکے۔ ہمکو اس گرفتاری سے نہایت خورسندی ہوئی ہے۔ آپ امرگڈھ پہنچکر مفصّل کوائف پھر ہمارے پیش کریں۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بھوانی گڈھ کو لکھا گیا ہے۔ کہ یہ ڈیرہ کیکنان آپکے ضلع کے نواح میں زیادہ واردات کرتا رہا ہے۔ آپ کو بہ ماموری خاص افسران اپنی زیر نگرانی چار کیکنان لیکر راز جوئی و برآمدگی مقدمات میں کوشش کرنی چاہئیے۔

۷۷۔ نقل پروانہ از پولیس امرگڈھ۔ ۲۳۔ بھادوں سمت ۱۹۷۴

کہ جس چوری میں یہ شخص شامل ہوتا ضرور ہی زیادہ مال ہاتھ لگ جاتا۔ اور اس مال میں بیش قیمت اشیاء زیادہ ہوتیں۔ غرض اس کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ضرور ہوتی۔ اول تو پولیس اسکی طرف متوجہ ہی نہ ہوتی تھی۔ اور چند دفعہ بدمعاشوں کیساتھ کسی واردات میں پولیس نے بلایا بھی۔ تو کسی نے معاملے کی بات اس سے نہ کی معمولی طرح پڑ گیا۔ اور بدمعاشوں کے ریلے میں ہی نکل گیا۔ گویا اس شخص نے پولیس کو بھی کبھی رستہ نہ دیا۔

میں نے اس شخص کی رہائش کا مقام دریافت کر لیا۔ اور ایک رات مختصر سی جمعیت اپنے ساتھ لی۔ اور قریباً ۱۲ بجے کا وقت تھانہ امرگڈھ چلکر صبح پانچ بجے مانک ماجرہ میں پہنچ گئے۔ اور عین تڑکے جب عیاش لوگ میٹھی نیند کے مزے لیا کرتے ہیں مسماۃ بھولی کے گھر پر چھاپا مارا +

کنو بدمعاش اور اس کا ایک خاص رفیق دیالنگھ سکنہ جولاں ریاست نابھہ بھولی کے مکان سے گرفتار کر لئے گئے۔ اور جب تلاشی لی گئی۔ تو اسی مکان میں سے مال مالیتی پانسو روپیہ جو کہ مسروقہ تھا برآمد ہوا۔ جو چاندی سونے کا تھا۔ یہ مال پرتاپ سنگھ کی چوری کا ہی تھا۔ جو لوہلا کوہ سے سرقہ کیا گیا تھا علاوہ ازیں دیگر دیہات مثلاً گپیاں کلبہ چھچھ کا بھی مسروقہ مال اس مال میں شامل تھا۔ چنانچہ مستغیثان نے شناخت کر لیا۔ ان لوگوں کے ہاں جو چوریاں ہو چکی تھیں سب میں رپورٹ ہائے کامی پولیس کی طرف سے پیش ہو چکی تھیں۔ جب تینوں چوریوں کا مسروقہ مال بجنسہٖ پکڑا جا چکا۔ اور مسماۃ بھولی نے شہادت دی کہ یہ جسقدر مال ہے سب کا سب کنو بدمعاش اسکے آشنا کا ہے۔ جو تیرہ تاریخ راتوں میں چوریاں کرکے

گرامیقدر لالہ شب چند صاحب انسپکٹر ضلع امرگڈھ سرور باشند

بابو سولا رام سب اورسیر کوٹھی ماہولرانہ بنام

مستغیث۔

جرم دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند فائل ۲۱۷ - ۴ - بھادو سمت ۱۹۷۴

آپکی رپورٹ باطلاع گرفتاری کیکنان خانہ بدوش از سرحد موضع ناری کے تھانہ امرگڈھ ملاحظہ میں آکر آپ ان کو زیر دفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری زیر اخذ کرکے کارروائی کریں جملہ ماخوذگان کے سرچ سلپ تیار

لاتے رہے ہیں۔ تو کنو جیسے بدمعاش کو بھی خوب سوجھ گئی۔ کہ اُس نے سوائے صاف اقبالِ جرم کے کوئی بیہودہ حجت نہ کی۔ کنو بدمعاش اثنائے تفتیش میں ۴۹ مقدمات چوری اور نقب زنی کا مرتکب پایا گیا۔ اور ان سب وقوعات میں شامل مجرمان وارادات کنندگان کی تعداد ۲۳ اشخاص کی تھی۔ ان تمام وقوعات کی تفتیش و تحقیق میں پورے چھ ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ اور ان معاملات کی دوڑ دھوپ میں قریباً سات سو میل کا سفر راقم کو کرنا پڑا۔ ساٹھ گھروں کی تلاشیاں کیں صرف ریاست پٹیالہ کی حدود میں وقوع شدہ مقدمات کی تعداد ۱۳ تھی۔ جنکی تکمیل کے بعد بعدالت لالہ پرمانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل چالان پیش کئے گئے۔ بارہ کس ملزمان بہ ثبوت جرم آٹھ سال۔ چھ سال۔ ڈھائی سال کیلئے علی الترتیب سزایاب ہوئے۔ اِس کے علاوہ جرمانہ اور کچھ اور سزائیں بھی ہوئیں۔ اسطرح سے ضلع لبتی کے عدم پتہ مقدمات جنکا سُراغ نہ ملنے سے داخل دفتر ہو چکے تھے۔ برآمد ہوئے اور چار چار پانچ پانچ ہزار روپیہ کا مال مسروقہ جن میں غائب تھا سب برآمد کرایا گیا۔

جن مقدمات عدم پتہ میں انعام مقرر ہو چکے تھے سب وصول کئے۔ اور بہت سے مقدمات میں سندات خوشنودی ملیں جسمیں خاکسار کی تعریف درج تھی۔ ؎

بحر میں جو کودے گا پائے گا سو ئی۔
ملیں گے نہ گوہر کبھی ساحلوں سے۔

کرا کر بھجوا دیں۔ اس ڈیرہ سے لطور خاص پڑتال کی جاوے۔ اُن سے بہت سے مقدمات برآمد ہوں گے۔

۷۸۔ نقل روبکار از سردار پرمانند صاحب نائب ناظم بھوانی گڈھ

مورخہ ۲۲ جیٹ سمت ۱۹۷۳

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر ضلع بستی کے تفتیش کردہ دو چالان ان دنوں میں مختلف طریق پر ہمارے پیش ہوئے ہیں جنکی صورت اسطرح پر معلوم ہوئی۔ کہ وہ مقدمات بالکل نیست و نابود کی حد تک پہنچ جا چکے کہلانے کے مستحق تھے جنکو انہوں نے عدم سے وجود میں لا کر سرسبز کیا۔ اور برآمدگی مال بجنسہ کرائی جا کر چالان پیش کیا گیا۔ ایسے دیرینہ اور ملیا میٹ

دو ضعیف بس بچوں کا سنسنی خیز قتل اور غیبی امداد کا کرشمہ

ضلع بھوانی گڑھ کے صدر مقام میں بھائی ہزارا سنگھ سپورن سنگھ سردارا سنگھ گلزارا سنگھ پسران عطر سنگھ کا مشہور و معروف آسودہ حال گھرانہ تھا۔ چار پانسو بیگھہ اراضی زرعی ملکیت۔ عالیشان مکانات سکونتی۔ گھوڑے۔ گاڑی۔ مویشی۔ نوکر چاکر خدا کا دیا عزّت آبرو سبھی کچھ موجود تھا۔ ہزارا سنگھ و سپورن سنگھ علاقجات پٹیالہ و سنگرور میں ٹھیکہ داری کا کام کرتے تھے۔ سردارا سنگھ پٹیالہ رجمنٹ میں بسلسلہ سواران ملازم اور پٹیالہ کی فوج کے ساتھ جنگ عظیم میں بعہدہ جمعدار جا چکا تھا۔ سب سے چھوٹا بھائی گلزارا سنگھ کاروبار زراعت کا ذمہ دار تھا۔ بھائی ہزارا سنگھ بھوانی گڑھ اور گرد و نواح میں سکھ جماعت کا لیڈر مانا جاتا تھا۔ ریاست کے بڑے بڑے اہلکاران و معززین سے تعلقات رشتہ داری ہونے کیوجہ سے اپنے گاؤں میں اُن کا رعب داب بے اندازہ تھا۔ ضلع میں جو سرکاری افسر آتے وہ بھی انکی عزّت اور لحاظ کرتے تھے۔

اِن چاروں بھائیوں کی دیال سنگھ جٹ و برادرزادگان دیال سنگھ سے سخت ناچاقی و عداوت تھی۔ شاملات میں ایک باڑہ تھا جس پر تنازعہ ہو کر باہمی مقدمہ بازی کا سلسلہ بھی شروع تھا۔ اِس سلسلہ میں فریقین میں بار ہا سر پھٹول بھی ہو ئی تھی۔ سپورن سنگھ نے مسمّی پورن سنگھ زمیندار سکنہ کھٹیال خورد تھانہ مونگ کی بھاوج مسماۃ ہرنامی سے ہزار جواہر سنگھ صوبیدار سیند ھراں والہ (جو اس کا رشتہ دار تھا) کی خاص امداد سے بلا دریافت و رضامندی پورن کر لوہ کر کے اُسے اپنے گھر ڈال لیا تھا۔ پورن سنگھ

شدہ وقوعات اثبات کے درجہ تک پہنچانا ایک خاص لائق اور کارکن عہدیدار کا کام ہے اس واسطے کارروائی اِنسپکٹر صاحب مذکور قابل تحسین و داد ہے۔

لہٰذا حکم ہوا کہ

بذریعہ روبکار محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر دربارہ حُسن کارکردگی لالہ شب چند صاحب اِنسپکٹر ماموره ضلع امرگڈھ کے بارے میں اطلاعاً گزارش کیا جاوے۔

از پیشی صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

مذکور نے اِس حرکت کو نہایت بُری طرح سے محسوس کیا۔

وہ تصدیق کریوہ کیوقت چند لوگوں کو امداد کے طور پر لیکر اِس لئے عدالت میں یورش کرکے گئے تھے۔ کہ مسماۃ مذکور کو جبراً اُٹھا بھاگیں گے۔ لیکن ان کی طاقت زیادہ ہزارا سنگھ و سپورن سنگھ کا دباؤ اور ایک خاص صورت تھی کہ تصدیق کریوہ کے بعد عدالت نے دو تین چپراسیوں کو حفاظت کے لئے اُن کے ہمراہ کر دیا۔ اِن کا داؤں نہ چل سکا۔ اور یہ مُنہ دیکھتے رہ گئے۔ وہ عورت کو اپنے ساتھ بخوف لیجانیں کامیاب ہوگئے۔ اس نامرادی نے اُس کے رنج و غصّہ کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ وہ زیادہ مشتعل و رنجیدہ ہوگیا۔ اور وہ ہمیشہ ہزارا سنگھ وغیرہ کو زک و نقصان پُہنچانے کی تاک و فکر میں ہر وقت رہنے لگا۔ بارہا اُس نے یہ کوشش بھی کی کہ اپنی بھاوج کو جسطرح بھی ہو سکے وقت بیوقت لے بھاگے مگر ہر دفعہ ناکامیابی ہی ہوتی رہی۔

ہزارا سنگھ وغیرہ نے بھی جب یہ معلوم کیا کہ وہ ان کوششوں میں ہے۔ تو انہوں نے احتیاطی تدابیر زیادہ بڑھا دیں۔ بات یہاں تک پُہنچ گئی۔ کہ ہزارا سنگھ وغیرہ اپنے باہر کے کاروبار پر جانے سے باز رہے اور اپنی عورتوں کا باہر اندر آنا جانا بند کر دیا۔

اِن رُکاوٹوں اور ہر وقت کے خدشہ سے تنگ آ کر ہزارا سنگھ جو سب کا لیڈر و سرکردہ تھا اُس نے اپنے دِل میں ایک منصوبہ گانٹھا۔ اور ایک روز موقعہ پاکر دشمنوں کو مصیبت میں ڈالنے اور اُنکو زک پُہنچانیکی غرض سے مسماۃ بھگوان کور ایک صغیر السن بچّی کا جو عمر میں تین سالہ تھی۔ اور ہزارا سنگھ

لالہ شِب چند صاحب انسپکٹر کی مثل ملازمت میں اس کا نوٹ کیا جاوے۔

مورخہ ۱۸۔ بیساکھ سمت ۱۹۷۵

۷۹، نقل روبکار تجویز سردار بہادر میجر تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس

واقعہ ۵۔ ساون سمت ۱۹۷۵

انڈورسمینٹ نمبر ۲۹۹ واقعہ ۱۸ ۷/۱۸ محکمہ جناب جوڈیشل سکرٹری صاحب بحوالہ نقل چٹھی نمبر ۱۸۶۵ مورخہ ۲۶۔ ہاڑھ سمت ۱۹۷۵ منجانب چیف آف دی جنرل اسٹاف موسومہ صاحب جوڈیشل سکرٹری پٹیالہ متعلق تفتیش گمشدگی

کی دُختر تھی۔ جو فوج کیساتھ لبصرہ گیا تھا۔ گلا گھونٹ دیا۔ اور مار کر ایک کوٹھڑی میں بھوسہ کے تلے اُسے دبا کر چپ ہو رہا۔ سوہن سنگھ نامی ایک زمیندار کی معرفت تھانہ میں رپٹ دیدی کہ لڑکی عدم پتہ ہے۔ اور دیال سنگھ و برادران بیر سنگھ پر طفلکہ مذکور کے اُٹھالیجانیکا دعوے کر دیا۔ لیکن مقامی پولیس کا دل نہ پسیجا۔ یقین نہ ہوا۔ حتیٰ کہ پبلک نے بھی اس واقعہ کو کچھ اہمیت نہ دی۔ بات یونہی اُڑ گئی حالانکہ مستغیث نے خوب کوشش سے چار پانچ اشخاص شہادت میں پیش کئے۔ لیکن چونکہ اصل میں صداقت نہ تھی بیل منڈھے نہ چڑھی۔ اور مخالفین پر یہ وار بلا کسی اثر کے خالی ہی گیا بیچاری معصوم بچی ناحق جان سے گئی۔ اور اُس نے خواہ نخواہ خون میں ہاتھ بھرے۔

مذکورہ واقعہ کے بعد اپنی پہلی چال سے ناکام رہکر نامبردہ کو پھر وہی ہڑک اُٹھی۔ اور اُس نے ۱۰۔ بارہ سمت ۱۹۷۴ کو ہزارا سنگھ کی دوسری بچی چند کور عمر ۵ سالہ کو بھی اُسی طریق سے موت کے گھاٹ اُتار کر اُسی کوٹھری میں اُسی جگہ چھپایا۔ اور پولیس میں اطلاع دیدی۔ دیال سنگھ وغیرہ سکنائے بھوانیگڈھ کے علاوہ مسمی پورن سنگھ سکنہ بھٹال اور اس کے تعلقداروں پر دعویٰ دائر کر دیا۔ ہزارا سنگھ کا بھائی سپورن سنگھ مقدمہ کا پیروکار مقرر ہوا۔ اس دوسری معصومہ کے قتل یا گم شدگی کے واقعہ کے ۱۴ مہینہ بعد تک مختلف پولیس افسران ضلع مثلاً صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ انسپکٹر صاحبان اور سب انسپکٹر صاحبان و دیگر افسران سی۔ آئی۔ ڈی بڑی شد و مد سے مصروف تفتیش رہے۔ مگر ڈھاک کے وہی تین پات نتیجہ کوئی نہ نکلا۔ بات وہیں کی وہیں۔ ہزارا سنگھ کی یہ چال کسیقدر کامیاب ہو۔

دفتران سردارا سنگھ سکنہ بھوانی گڈھ۔ اندریں معاملا انڈورسمنٹ ۱۲۹۹ مورخہ ۱۸/۷/۱۸ جناب جوڈیشل سکرٹری صاحب کہ لالہ شب چند انسپکٹر پولیس کو خصوصیت سے گمشدگی طفلکان سردارا سنگھ سوار سکنہ بھوانی گڈھ حال موجود جنگ پر لگا دیا جاوے۔ اور ہدایت کر دیجاوے۔ کہ اسکی تفتیش نہایت سرگرمی سے کرے۔ کارروائی تفتیش کی رپورٹ ہفتہ وار ہمارے پیش کیجاوے۔ صادر سرفتہ ہو کر حکم ہوا۔ کہ روبکار تعمیلاً بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع بسی مرسلہووے

ازپولیس بسی — نقل روبکار ہذا اطلاعاً بصیغہ ضروری انسپکٹر صاحب ضلع کے پاس مرسلہو کر جواب صدر میں گذارش کیا جاوے۔

مورخہ ۱۱ ساون سمت ۱۹۷۵ مطابق ۲۶/۷/۱۸

کیونکہ دیال سنگھ ہر سنگھ ساکنان بھوانیگڑھ و پورن سنگھ زمیندار بھٹال و دیگر مخالف لوگ اس عرصہ میں برابر پولیس کے سخت دُکھ دا ایک شکنجہ میں رہے۔ گویا جیتے جی نرگ میں۔ بعض مشتبہ اشخاص نے تشدّد و کوتاہی کے خوف سے ناحق جرم سے اقبال کر لیئے۔ اور یہ جھوٹ کہدیا کہ لڑکی اُٹھا لے گیا تھا فلاں مقام پر فلاں شخص کے حوالے کر آیا ہوں۔ ایک گرفتار شدہ نے کہا کہ میں نے لڑکی کو اُٹھایا اسے اُونٹ پر لاد لیا تھا۔ اور فلاں مقام پر زید یا بکر کے پاس پہنچا دیا وغیرہ وغیرہ۔ پولیس افسران ایسے اقبالیوں کو لیئے ہوئے جس جگہ کا نام لیا گیا تھا وہاں لے گئے۔ مگر وہاں ملے کیا خاک۔ تلکے آخر اصل بات لوگوں نے کہدی کہ پولیس کی سختی سے تنگ آکر جان کا بچاؤ کیا تھا۔ مگر پولیس دانت پیستی رہ گئی۔ کہ چودہ ۱۴ مہینہ رات دن کی مصیبتوں۔ دوڑ دھوپ کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔ ایکطرف سردار سنگھ والد مقتولین کی مقام بھیرہ سے تاکیدی چٹھیاں اہلکاران ریاست کے نام چلی آ رہی تھیں۔ کہ وقوعہ کی اصلیت کی برآمدگی میں تامّل نہ کیا جائے۔ پولیس جسطرح بھی ممکن ہو قاتل کا پتہ جلد لگا لے۔

آخرکار یہ خاکسار بحکم جوڈیشل سیکرٹری صاحب ان دیرینہ مقدمات کی تفتیش کے لیئے مقرر ہوا۔ مقدمات غیر معمولی طور پر پیچیدہ و اہم ترین تھے۔ جنمیں بڑے بڑے مشہور پولیس افسران معاملہ کی تہ کو نہ پہنچ سکے تھے۔ اور ناکام رہے تھے۔

۱۷۔ ساون سمت ۱۹۷۵ کو خاکسار بھوانی گڈھ وارد ہوا۔ پہلے سابقہ تفتیش کی بڑی

۸۰ نقل پروانہ از انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس پٹیالہ۔

مورخہ ۷۔ کاتک سمت ۱۹۷۵

گرامی قدر لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سپیشل ڈیوٹی بھوانی گڈھ مسرور باشند

سپورن سنگھ ولد عطر سنگھ زمیندار سکنہ بھوانیگڈھ۔ بنام...

جرم دفعہ ۳۶۳ تعزیرات ہند

ابتدائی رپورٹ ۹ بتوعہ ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۷۴ تھانہ بھونگڈھ اندریں معاملہ رپورٹ مورخہ

بڑی ضخیم امثلہ کا مطالعہ واقفیت کیلئے شروع کیا۔ ایک بات قابلِ اظہار ضروری ہے کہ میری کانشنس (ضمیر) غیر معمولی طور پر مجھے اطمینان دِلا رہی تھی۔ کہ میں بالضرور ان مقدمات میں کامیاب ہونگا۔ قوّت ارادی بھی ایک کرامت ہے۔ اس کے کرشمے دُنیا کو محوِ حیرت بناتے ہیں۔ ایسے گمشدہ معاملہ اور پیچیدہ مقدّمات کا سراغ جس کے لیئے ابھی میں نے خود کوئی راہ نہ نکالی تھی۔ خود بخود میرے تفتیش شروع کرنے سے اگلے دِن ہی چل گیا۔ اور وہ اِسطرح کہ ایک کُتّا جھلو کی بچّی کا سر نیرہ چارہ کی کوٹھڑی میں سے اپنے مُنہ میں لیئے بھاگا۔ باہر محلّہ میں چند آدمی بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے جو انسانی کھوپری دیکھی۔ تو اُسے کُتّے کے مُنہ سے چھُڑا لیا۔ بات اچنبھے کی تھی۔ حیرت ہوئی چنانچہ میں بھی بمجرد سُننے اِس خبر کے وہاں پہنچ گیا۔ کھوپری کا ملاحظہ کیا۔ گوشت پوست تو اُس کا کرم یا مٹّی کھا گئی تھی۔ البتہ ہڈیوں کا ڈھانچ باقی تھا۔ سر کے بالوں میں گلابی رنگ کا پراندہ بھی موجود تھا۔ اور مسمّاۃ پنجابو والدہ مقتولہ لڑکی ورکے آگے کھڑی ہوئی اپنی بچّی پر آنسو بہا رہی تھی جب کھوپری اُسے دکھائی گئی۔ تو اُس نے اور اُسکے ساتھ اور لوگوں نے فوراً شناخت کیا۔ اور کہا کہ یہ کھوپری بڑی لڑکی چندو کی ہے ؛

اِس واقعہ کے بعد میں نے بھائی ہزارا سنگھ کو بلایا۔ مگر وہ بہت دیر تک گھر سے باہر نہ نکلا اور جب نکلا تو بحالت متغیرہ لرزہ براندام اور اُس کے پوشیدنی پارچات پر بھوسہ پڑا ہوا جب میں نے دیر لگانے کا اُس سے سبب دریافت کیا۔ تو اُس کی زبان بند ہوگئی۔ بڑی مشکل سے دو ایک لفظ

---

۴ کاتک سمت ۱۹۷۴ جو دستی کنسٹبل پیش ہوئی۔ اس واقعہ کی اصلیت سے ہم نہایت خوش ہوئے۔ لہٰذا آپکو لکھی ہے کہ آپکی اس کامیابی سے ہم نہایت محظوظ ہوئے لیکن اسقدر ہم آپکو جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ تجربہ کار افسران کا تکمیل مقدّمہ کیطرف ہمیشہ خیال ہونا چاہیئے۔ متعلق لاہوری ملازمان ہم نے امام بخش و محمد شفیع ہیڈ کنسٹبلان کو آج ہی روانہ ہوکر آپکے پاس پہنچ جانے کا حکم دیدیا ہے۔

۸۱۔ نقل پروانہ از صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ

مورخہ ۵۔ ساون سمت ۱۹۷۶

زبان پر آئے۔ اِس تشویش پریشانی اور زبان پر لکنت اور نہایت تھرآئی ہوئی آواز میں بات کرنے سے مجھے بدگمانی ہوئی۔ اور میں نے بھوسہ والہ کوٹھے کو دیکھنا چاہا بمبرداران گاؤں کو ساتھ لیا۔ کوٹھے میں قدم رکھنے پر عفونت سے سب کے دماغ پریشان ہو گئے۔ ہزارا سنگھ نے سمجھانے پر اُسی کوٹھے سے دوسری لڑکی بھگوان کور کا سر اور بوسیدہ کرم خوردہ ہڈیاں وہیں سے نکال کر سامنے رکھدیں۔ جو میں نے اپنی تحویل میں لیلیں۔ چونکہ بے وقت ہو چکا تھا اس لئے میں نے ملزم کے مکانات سکونتی کی دربندی کر کے حفاظتی پہرہ لگا دئے۔

۲۰ ساون سمت ۷۵ کو تلاشی مکانات ملزم کی گئی۔ تو ملزم نے خود بخود لڑکی چند کوڑیے وجود کا پنجر۔ پارچات۔ کچھ آہنی وغیرہ ایک ماٹ گلی میں جسکے اوپر غلہ گندم ڈال کر چوبارہ کے اندر اُسے چھپا رکھا تھا۔ نکلوا دئے۔ ملزم نے زبانی بیان کیا۔ کہ کتے نے جب ایک مقتولہ کا سر نکال لیا۔ تو میں نے خوف کے مارے یہ پنجر بیرے کے نیچے سے نکال لیا۔ کہ کتا معلوم کر چکا ہے ایسا نہ ہو اُسے بھی نکال بھاگے اور ایک ماٹ میں ہڈیاں بھر کر اوپر غلہ ڈال دیا۔ کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ چھوٹی لڑکی کا سر اور کچھ ہڈیاں پہلے مل گئیں۔ مگر کچھ حصہ ملزم نے اپنے دشمن دیال سنگھ کے گھر میں رکھنا چاہا تھا۔ جسکا اُسے موقعہ دستیاب نہ ہوا۔ اور وہ ہڈیاں ایک ہٹی کے ٹھیکرے میں رکھی تھیں۔ وہ بھی برآمد کرائیں۔ نیز دیں سے بچوں کو پہنانے کے منکے موتی طلائی کوڑیاں وغیرہ بھی ہاتھ آئیں۔ ملزم نے تمام موقعات بتلا کر تصدیق کرادئے۔ اور تفصیل کے ساتھ تمام واقعات قتل بتلا کر جرم سے صاف اقبال کر لیا۔

گرامی قدر لالہ شیب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی بسنرور باشد۔

رپورٹ وبکلی باندراج کارروائی برآمدگی اسلحہ حسب اطلاع اطلاع دہندہ پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپکی اس حسن کارگذاری پر اظہار خوشنودی کیا جاتا ہے۔ ہم آپ کی اس کارروائی سے نہایت خوش ہوئے۔ اور قلبی ہے۔ کہ آپ اپنی پورانی واقفیت علاقہ سے اس امر کا خاص خیال رکھیں۔ کہ گرفتاری عبدالغنی و برآمدگی دیگر اسلحہ ہا میں کیا کوشش ہو رہی ہے۔ نیز کسی قسم سے ناجائز کارروائی ہو جانے کا تو اندیشہ نہیں ہے۔

۸۲۔ نقل ترجمہ چھٹی انگریزی منجانب مسٹر الیف۔ ایل۔ نیومین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

ہردو قتل کے واقعات سے چندروز قبل ملزم کی اپنی شادی ہوئی تھی۔ اور اس کی گرفتاری سے چندہی روز پیشتر اسکا مکلاوہ ہوا تھا۔ سردار اسنگھ والد ہردو مقتولہ خاتمہ جنگ پر اپنے گھر واپس آچکا تھا۔ ملزم کی موت ان سب کو کسی حالت میں بھی منظور نہ تھی۔ وجہ یہ کہ کاروبار زمینداری سب اُس کے ہاتھ میں اور تمام کے گذارہ کا بار ملزم کی گردن پر تھا۔ دنیا کی بدنامی وانگشت نمائی شرم وحیا سب کو بالائے طاق رکھکر برادران ملزم نے لڑکیوں کی موت کے خیال یا صدمہ کو فراموش کر اُن کا خیال ہی چھوڑا۔ ہر ممکن ذریعہ پر عمل کر کے ملزم کی جان بچانے کی کوشش میں بدل مصروف ہوگئے۔ چونکہ تمام تفتیشی مدارج طے ہوچکے تھے۔ میں نے ملزم کا چالان کر دیا۔ عدالت ابتدائی میں صاحب مجسٹریٹ نے بہ ثبوت جرم قتل ملزم کو سشن سپرد کردیا۔ برادران ملزم کی محویت سرگرمی و سرتوڑ کوشش آخر رنگ لائی۔ اور عدالت سشن سے دو سال کی مدت کے بعد ملزم رہا ہوگیا۔

ارتکاب جرم قتل عمد میں بحالت اقبال کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔ لہذا میرا پختہ خیال ہے کہ خدا کی بارگاہ عدل وانصاف سے وہ رہا نہ ہوسکیگا۔ ؎

قریب یار وہے روز محشر۔ چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
رہے گی چپ گر زبان خنجر۔ لہو پکاریگا آستیں کا۔

مقدمہ خیانت افسران سرکاری

سردار نانک سنگھ سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی۔ اور پربھ سنگھ ہیڈ کلرک کی لنبت سرکاری رقم جو بحیثیت ملازم سرکاران کی تحویل میں تھی۔

مورخہ ۱۶۔ جون سنہ ۱۹۱۹ء مقام شملہ

موسومہ ڈیر لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی آئی۔ ڈی پٹیالہ۔

میں آپکو ڈوش موضع ڈسکہ کی شاندار کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ آپکی قابل تعریف ناموری کا باعث ہے۔ اور اس سے بہترین نتائج برآمد ہونگے۔ میں نے آپکی کارگذاری کی تعریف حضور مہاراجہ صاحب بہادر راد ھیراج کی خدمت میں عرض کی ہے۔ اب آپکو عبدالغنی مفرور کی گرفتاری میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے جس کے بغیر یہ کارگذاری نامکمل ہے۔

خیانت کرنے اور جھوٹے سفر خرچ بل بنا کر قوم سرکاری خورد برد کر جانے کے واقعات پرائم منسٹر صاحب پٹیالہ کے نوٹس میں آئے۔ مقدمہ ۲۱۱ زیر دفعہ ۴۰۹ و ۴۲۰ تعزیرات ہند ۲۸ مگھر سمت ۱۹۷ کو کوتوالی پٹیالہ میں دائر ہوا۔ تفتیش مقدمہ مذکور کے لئے صاحب انسپکٹر جنرل بہادر نے مجھے ضلع بسی سے طلب فرمایا۔ اور محمد فضل کریم خانصاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی کیساتھ شاملِ تفتیش ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ بہ تعمیل حکم پٹیالہ پہنچکر اور شاملِ تفتیش ہوکر بعد تکمیل کے ۶۔ ماگھ سمت ۱۹۷۵ کو اس مقدمہ کا چالان پیش کر دیا گیا۔ دونوں ملزمان سزایاب ہوئے۔

پیروی مقدمہ قتل

اور

حصولِ رخصت

بھاگن کا سارا مہینہ پیروی مقدمہ قتل دختران سردار اسنگھ بھوانی گڈھ جسکا مفصل حال اُوپر درج ہو چکا ہے۔ لگاتار بھوانی گڈھ رہنا پڑا۔ ازاں بعد ناگاہ وفات برادر حقیقی پر گھر جانے پر مجبور ہوا۔

ماہ بیساکھ سمت ۱۹۷۶ میں دختر م کی شادی مقرر تھی۔ اسلئے یہ مہینہ بھی تمام گھر پر گذارا گھر پر ہی مجھے معلوم ہوگیا کہ مسٹر ایف۔ ایل۔ ٹیوتین صاحب بطور انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مقرر ہو چکے ہیں۔

۸۳۔ نقل انتخاب از محکمانہ سرکلر آرڈر پٹیالہ پولیس ۱۶/۱ مطبوعہ ۱۳ ساون سمت ۱۹۷۶ مطابق ۲۸۔ جولائی ۱۹۱۹ء۔ جلد ۲ منجانب مسٹر ایف ایل ٹیوتین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ

ہم بکمال مسرت کیساتھ سردار رگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنام و لالہ شرب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ و دیگر ممبران پولیس ضلع سنام و سی آئی۔ ڈی کو ان کی اس کامیابی پر جو خانہ تلاشی ڈوگراں سکنہ موضع ڈسکہ تھانہ سنام ہو کر برآمدگی اسلحہ ناجائز و گرفتاری عبدالغنی ملزم مفرور بمقدمہ ۳۰۷ تعزیرات ہند کہ عرصہ قریب تیس سال سے روپوش رہتا ہوا۔ خاص موضع ڈسکہ میں سکونت پذیر تھا حاصل ہوئی ہے۔

میری فوری طلبی

۲۱ - بیساکھ سمبت ۱۹۷۶ کو سٹر ینوسٹین صاحب بہادر کے احکام میری طلبی کے بارہ میں جاری ہوئے اور احکام مذکور بذریعہ ٹیلی فون و ٹیلیگرام تھے۔ شادی سے گو میں فراغت پا چکا تھا۔ لیکن شادی کے کاموں میں شادی کے بعد ہی زیادہ جھمیلہ اور مصروفیت ہوا کرتی ہے۔ تمام لین دین و حساب کتاب باقی تھا۔ شادی کے علاوہ مکانات کی مرمت وغیرہ بھی فرصت کی وجہ سے شروع تھی۔ تاہم مشہور ہے

حکم حاکم مرگ مفاجات

حاکم اعلیٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا لابد تھا۔ تمام کام اسی حالت میں چھوڑے خاکسار گھر سے روانہ ہوا۔ اور پٹیالہ صاحب بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

جب میں صاحب بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اُسوقت لالہ کاہن چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ہی نے صاحب بہادر سے میرا تعارف کرایا۔ رسمی ادب آداب کے بعد صاحب بہادر فرمانے لگے۔ پٹیالہ خاص میں چند معزز افسروں کی کوٹھیوں پر متعدد چوری کی واردات ہو چکی ہیں۔ اِن واقعات کا باوجود کوشش بسیار کوئی سراغ نہیں چلا۔ ایسی حالت میں پولیس کی بہت بدنامی ہے تم کوشش کرو۔ اور اِن کا فوراً سراغ چلاؤ۔ اسی لئے ہمنے آپکو بلوایا ہے۔

بی۔ الف بھجن اِن دنوں ہیڈ کنسٹبل سی۔ آئی۔ ڈی صاحب بہادر کا زیادہ اعتباری تھا۔ صاحب بہادر نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے اُسے فرمایا۔ کہ اِن کو سردار گوردیال سنگھ صاحب اے ڈی

تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں۔ کہ صاحبانِ موصوف و دیگر ملازمانِ پولیس ہمچوں قسم نمایاں کارگذاری کرتے ہوئے اپنے لئے اور اپنے محکمہ کے لئے نیک نام پیدا کریں گے۔ اور اس امر کے ثابت کرنیکی کوشش کیجاویگی۔ کہ پولیس گورنمنٹ پٹیالہ جو حال میں ہمارے اور جناب مسٹر ٹامکین صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے زیر اہتمام ری ارگنائز کی گئی ہے۔ اپنی کارکردگی ایفیشینسی کے اعتبار سے دیگر ریاست ہائے پنجاب تو درکنار پنجاب گورنمنٹ پولیس سے بھی کسی طرح کمتر نہیں بلکہ افضل ہے۔ اِسکا امکان اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ جملہ عہدیداران اعلیٰ اسے ادنیٰ

سی کی کوٹھی پر جو چوری کا واقعہ ہوا ہے۔ اُسکا موقعہ دکھلاؤ۔ اور حوالات میں بند پرتاپ سنگھ ملزم
کو بھی اِن کے روبرو پیش کر دینا۔ جو تم نے گرفتار کرایا ہے۔ میں سلام کر کے رُخصت ہوا۔ اور مذکورہ
ہیڈ کنسٹبل کو ساتھ لیے ہوئے مذکورہ کوٹھی پر پہنچا۔ موقعہ دیکھا بھالا۔ قفل توڑا گیا تھا۔ اور چند ٹرنکوں
سے کپڑے چرائے گئے تھے۔ دو بندوقیں اپنی جگہ سے اُٹھائی گئیں۔ مگر وہ لیجائی نہیں گئیں۔ اچھے اچھے
قیمتی کپڑے چوری گئے تھے۔ دیا سلائی اور موم بتیاں جلانے کے نشانات موجود تھے۔ پھر کارِ خاص میں
جا کر پرتاپ سنگھ حوالاتی سے بات چیت کی۔ یہ شخص قوم سے راجپوت دل کا نہایت نرم پہاڑی تھا۔ علاقہ کنڈہ
گھاٹ کا باشندہ۔ ایام طفولیت سے سردار صاحب کے ہاں مُلازم تھا۔ سردار صاحب کا اعتباری آدمی۔ ابتدائے سے
ابتک اس سے کوئی ناشدنی فعل سرزد نہیں ہوا تھا۔ اس شخص کا آقا اِسکی دیانتداری کا قائل اور معترف
اپنے اِس ملازم کی گرفتاری سے سخت ناخوش تھا۔ مگر ان سب باتوں کے خلاف بی۔ الف بھی ہیڈ
کنسٹبل کا یہی خیال کہ یہ خود چور نہ ہو مگر وقوعہ اس کے ایماء سے ہوا ہے۔ اور اُسی کے کہنے سے پرتاپ سنگھ
گرفتار کیا گیا تھا۔ ہیڈ کنسٹبل مذکور نے مجھے بھی اپنے خیالات بتلائے۔ اور وہ اسی رائے پر جما ہوا تھا
مگر تائیدِ خیال میں اُس کے پاس وجوہ کوئی موجود نہ تھیں۔ نہ کوئی معقول دلیل۔ حالات دیکھ کر
مجھے یہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ پرتاپ سنگھ کا وقوعہ سے کوئی واسطہ بھی نہیں۔ بنابریں میں نے واپس آکر
صاحب بہادر کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ پرتاپ سنگھ ہرگز چور نہیں۔ وہ مستغیث کا بہت دیرینہ اور اعتباری
ملازم ہے مستغیث اِس شخص کی گرفتاری سے بعید خاطر پولیس کی کاروائی پر مطمئن نہیں۔ اِس لئے

تک پابندیٔ ضابطہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت راستبازی و یکجہتی سے کام کریں۔ ہمکو پورا بھروسہ
ہے۔ کہ ہمارے ماتحتان اس اصول پر کاربند رہکر صیغۂ پولیس کی کمزوری و گری ہوئی حالت کو جو اب سے
کچھ عرصہ پہلے تھی۔ جلدی ترقی کے نصف النہار تک پہنچا دینگے۔ اور کوئی دقیقہ اس میں فروگذاشت
نہ کیا جاویگا۔ ہمارے اس اظہار خوشنودی کا اندراج جملہ عہدہ داران کے اعمالنامجات میں کیا جاوے
کہ جنہوں نے خانہ تلاشی ڈوگران سکنہ ڈسکہ و گرفتاری عبد الغنی ملزم مفرور میں حصہ لیا ہے۔

مورخہ ۶۔ ساون سمت ۱۹۷۶

میرے خیال میں اُنہیں رہا کر دینا چاہیئے۔ اپنے اِن خیالات کا اظہار کرتے ہوئے میں نے یہ بھی کہا کہ تھوڑے سے عرصہ میں اہلکاروں کے ہاں متواتر چوریوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چوریاں معمولی آدمیوں کا کام نہیں بلکہ جرائم پیشہ لوگوں اور پختہ کار آدمیوں نے یہ وقوعے کیے ہیں۔ بلوچ ہوں یا کوئی اور جرائم پیشہ۔ جسے سُن کر صاحب بول اُٹھے۔ ول تمکو یہ کیسے یقین ہو گیا کہ چوری پرتاپ سنگھ نے نہیں جرائم پیشہ نے کی ہے۔

میں نے عرض کی۔ کہ میرا تجربہ ہے۔ کیونکہ میں پٹیالہ کے قریب سات سال رہا ہوں۔ افسران سرکاری کی کوٹھیوں پر عام چور چوری نہیں کیا کرتے۔ جرائم پیشہ ہی کیا کرتے ہیں۔ سانسی وغیرہ تو اِن چوریوں کے چور اس لئے نہیں ہیں۔ کہ مال عمدہ عمدہ اور چھانٹ چھانٹ کے لیا گیا ہے۔ اور سانسی تو ٹوٹی جوتی بھی چھوڑنا نہیں جانتے۔ میں خوب واقف ہوں۔ یہاں سے زیادہ قریب اقوام بلوچ ہیں۔ اور وہی ایسی چوریاں کر جاتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کے مرتکب بھی بلوچوں کا گروہ ہے۔

ہیڈ کانسٹبل بی۔ الف بھجن نے ہر چند میری باتوں کی تردید و مخالفت کی۔ اور کہا کہ صاحب لالہ شب چند ابھی رخصت سے واپس آ رہے ہیں۔ انہیں دو چار روز غور اور پڑتال کیلئے ضرور ملنے چاہیئیں۔ صاحب بہادر نے میری باتیں غور و تحمل سے سُنیں۔ پرتاپ سنگھ ملزم کی رہائی کا حکم دیا۔ اور پھر فرمایا کہ اِن چوریوں کا جسقدر جلد ممکن ہو۔ پتہ لگائیے۔ عرض کیا گیا۔ کہ جرائم پیشہ لوگوں کی چوریوں کا پتہ لگانا سخت ٹیڑھی کھیر ہے۔ اگر جلدی کی جائے۔ تو ممکن ہے کامیابی کی اُمید منقطع ہو جائے۔ ہاں اپنی کوششوں میں کوئی کسر

---

۸ نقل روبکار از مسٹر الف۔ ایل نیوسین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ مورخہ ۲۵ ساون سمت ۱۹۷۶

مشتہرہ پٹیالہ پولیس گزٹ نمبر ۴۵۔ مورخہ ۲۸ ساون سمت ۱۹۷۶۔ جلد ۲۔ صفحہ (۳۲)

ہمکو اس امر کے اظہار کرنے میں کمال مسرت ہے کہ شروع ماہ بیساکھ سمت ۷۶ میں کثیر مالیت کے چند وقوعات سرقہ و نقب زنی شہر پٹیالہ میں ہو گئے تھے۔ وہ سب برآمد ہو چکے ہیں۔ سب افسران متعلقہ کی کارگزاری نہایت اچھی ہے۔ لہٰذا حکم ہوا ہے کہ بذریعہ سرکلر آرڈرز سردار کاہن چند

باقی نہیں چھوڑونگا۔ خیر۔ صاحب بہادر کا اطمینان کیا۔ اور آداب بجا لا کر رخصت ہوا۔ متعدد وسائل اور مختلف ذرائع سے ان وقوعات کا سراغ نکالنا چاہا۔ مگر پتہ جلدی سے کوئی نہ چلا۔ دو ماہ کامل گذر جانے اور شب و روز کی خفیہ سرگردانی سے پتہ لگا کہ ان وقوعات کو کرنیوالے مسمیان دارا۔ عبد ل۔ مرادی۔ موجو۔ منی۔ قمر الدین قوم بلوچان سکنائے موضع نیا لسو۔ قطب علے سکنہ چھنّاں۔ تھانہ گوہلہ ضلع کرنال ہیں ایسے چور مال مسروقہ کبھی اپنے گھروں میں نہیں رکھتے۔ بلا گرفت مال مواخذہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ اِس لئے یہ پتہ پہلے لگانیکی ضرورت ہوئی۔ کہ فی زمانہ یہ لوگ کن لوگوں کے پاس چوری کا مال فروخت کرتے ہیں یا کہاں جمع رکھتے ہیں۔ جب یہ باتیں سب دریافت ہولیں۔ تب میں نے ان حالات کی ایک خفیہ رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل کیخدمت میں پیش کر کے عرض کی۔ کہ مال مسروقہ کے خریداروں اور ملزمان کی خانہ تلاشیاں ایک وقت کرنے کی ضرورت ہے۔ تھانہ گوہلہ کے اکثر ملازمان پولیس بلوچان سے تعلقات میل جول رکھتے ہیں جب تھانہ گوہلہ سے امداد کے لئے لکھت پڑھت ہوئی۔ تو وقت سے پہلے ہی بلوچوں کو خبر لگجائیگی اور معاملہ بگڑ جائیگا۔ اسلئے اسکا انتظام یوں کیا جائے کہ بصیغہ خفیہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کرنال سے امداد طلب فرمائی جائے۔ اور پھر ان کی امداد سے براہ راست پٹیالہ سے دوش وہاں پڑے۔ چنانچہ صاحب انسپکٹر جنرل نے ایک چھٹی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنال کو لکھی۔ اور وہاں سے سعد الدین خان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع کرنال کو پٹیالہ طلب فرمایا۔

سردار کاہن چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ۔ کوتوال صاحب پٹیالہ۔ سرکل انسپکٹر

صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ و لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی اور سردار چھنو سنگھ صاحب قائمقام انسپکٹر کوتوالی پٹیالہ کو ہماری جانب سے ان وقوعات کی برآمدگی میں کامیابی حاصل کرنیکے لئے مبارکباد دی جاوے۔ اور اظہار خوشنودی کیا جاوے۔

۸۵ ترجمہ سرٹیفکیٹ مسٹر ایف۔ ایل ہنو تین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ نے بمقدمہ سرکار بنام عبد النبی دقوعہ سمت ۱۹۷۶

صاحب پٹیالہ۔ دو سب انسپکٹران۔ سات ہیڈ کنسٹبلان اور ۳۵ کنسٹبلان کیساتھ بامداد خان صاحب موصوف یکم ساون سمت ۱۹۷۶ کو موضع ننانسو بہ تھانہ گوہلہ میں ایکدم چھاپا مارا۔ ان شتہ بلوچوں کے سوائے جنکا ذکر آچکا۔ ۳۲۔ ان آدمیوں کی جو ایسے لوگوں سے مال خریدتے تھے۔ تلاشیاں لگیئں بہت سا مال برآمد ہوا۔ جو مسروقہ تھا۔ اور شناخت کیاگیا۔ مقدمات نمبر ۲۹ زیر دفعہ ۴۵۷ مرجوعہ ۱۲ بیساکھ سمت ۱۹۷۶ مستغیث سردار گوردیال سنگھ بی۔ اے۔ ڈی سی۔ نمبر ۱۱ دفعہ ۴۵۷ مستغیث مسٹر منموہن ایم اے۔ پرنسپل مہندر کالج نمبر ۲ دفعہ ۴۵۷ مرجوعہ ۲۰ بیساکھ سمت ۷۶ ازاں سردار چودھری لال صاحب اکونٹنٹ جنرل نمبر ۳۹ دفعہ ۴۵۷ مرجوعہ ۲ جیٹھ سمت ۱۹۷۶ ازاں سردار بھگونت سنگھ صاحب مجسٹریٹ و نمبر ۳ دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند رجوعہ ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۷۶ مستغیث ڈاکٹر عبدالرحیم خاں سب اسسٹنٹ سرجن۔ مقدمہ نمبر ۲۱ زیر دفعہ ۴۵۷ رجوعہ ۲۰ جیٹھ سمت ۱۹۷۶ مستغیث بھائی نرائن سنگھ مہنت ڈیرہ بابا دولہہ سنگھ پٹیالہ کا سلسلہ چلا۔ اور ان مقدمات کا مال مسروقہ بجنسہ برآمد ہوگیا۔ مسمیان عبدل۔ مرادی۔ موجو وغیرہ بلوچان گرفتار ہوئے اور سپرد پولیس کرنال کئے گئے۔ اور حسب موقعہ منتقل ہوکر ریاست میں آئے۔ باقی روپوش ہوگئے۔

منتقل شدہ ملزمین سے لطور رازجوئی دریافت کیاگیا۔ تو ان میں سے مسمی موجو پسر لتو بلوچ سکنہ ننانسو نے بتلایا۔ کہ دیگر جرائم پیشہ کی شمولیت سے قریباً تیس ۳۰ وقوعات چوری پٹیالہ شہر و پٹیالہ ریاست میں کئے ہیں۔

علاوہ ازیں اُس نے یہاں تک کہدیا۔ کہ اگر مجھے وعدہ معافی دیدیا جائے۔ تو وہ بیان کردہ

بحثانہ سنام زیر دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند قابل تعریف کام کیا ہے۔ لہٰذا سرٹیفکیٹ تعریفی دیاجاتا ہے

۸۶ نقل پروانہ مسٹر الیف۔ ایل بنویلین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس۔ مورخہ ۱۱ مگھر سمت ۱۹۷۶

گرامی قدر لالہ شیب چند صاحب انسپکٹر پولیس مسرور باشند!

آپکی رپورٹ معروضہ ۲۶ مگھر سمت ۷۶ پیش ہوکر سماعت کی گئی۔ ہمکو آپکے بخار کے متعلق نہایت تشویش تھی۔ مگر آج آپکی رپورٹ محولہ صدر سے یہ معلوم ہوکر کہ اب آپکی حالت رو بصحت ہے۔ ہمکو کمال خوشی ہوئی۔ امید ہے کہ عنقریب آپکو صحت کلی حاصل ہوگی۔ محمد فضل کریم خان صاحب کو بخار ہونے کا بھی ہمکو

مقدمات کی تکمیل کرا دیگا - اور مال مسروقہ میں سے جسقدر اس کے حصے میں آیا ہے - وہ پیش بھی کر دیگا -

اگر ان مقدمات کی ساری تکمیل میں ہی کرتا تو یقین تھا - تمام روپوش ملزمان بھی گرفتار ہو جاتے - مگر ایک نہایت اہم واقعہ انہی ایام میں ظہور ہوا - جسکے آگے باقی تمام واقعات ہیچ تھے - یعنی خاص سرکاری پوشاکوں کی تحویل میں خیانت ظاہر ہوئی - ان مقدمات کی تفتیش کے لیے (جن کا ذکر میں آگے چل کر کرونگا) مجھے مقرر فرمایا گیا تھا - لہٰذا بالفعل سلسلہ جوئی کے لیے یہ مقدمات کوتوالی پٹیالہ کی تحویل میں دیدئے گئے - اور بحکم صاحب انسپکٹر جنرل دوسری تفتیش میں نے اپنے ہاتھ میں لے لی - جسکا انجام یہ ہوا - کہ جو کچھ کہ اس معاملہ مذکورہ میں میں کر چکا تھا - اُس سے آگے کوئی بات نہ چلی - جسقدر مال برآمد ہو چکا تھا - اُسیقدر مال اور انہیں ملزمان کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا - مزید سر دردی کسی افسر نے گوارا نہ کی - ورنہ ممکن تھا - اور مال نکلتا - مفرور ملزمین کی بھی کوئی جستجو نہ کی گئی - ریاست میں میرے علاوہ سردار تجمل حسین صاحب مرحوم سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مقام راجپورہ ایک گروہ بلوچاں پر اسی طریق پر ضرور مقدمات چلائے تھے - دیگر پولیس افسران اس قسم کی طویل سر دردی کو از خود سہیڑنا باعث تکلیف خیال کرتے ہیں - قدردان انسپکٹر جنرل صاحب پولیس نے میری اس کارروائی سے خوش ہو کر بذریعہ پولیس گزٹ اظہارِ خوشنودی فرمایا تھا - ٥

از حد رنج ہے - آپ ہماری طرف سے ان پر اظہار ہمدردی کر دیں - اور لکھیں کہ اب آپکی اور ان کی صحت کا کیا حال ہے - اور یہ بھی سفارش کریں - کہ آپ کی رائے میں کون سب انسپکٹر بحالت موجودہ تھانہ پائل میں مامور کئے جانے کے قابل ہے - تاکہ آپکے مطابق منشا انتظام مامور سب انسپکٹر صاحب کر دیا جاوے -

۸۷ نقل حکم مسٹر ایف ایل نیومین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس

مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۰ء مشتہرہ پٹیالہ پولیس گزٹ نمبر ۳۶ - جلد ۲ مطبوعہ ۶ ماگھ سمت ۱۹۷۶

ایک کمیٹی مشتمل بر سردار امر سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس و منشی فضل کریم خان و لالہ شیب چند

ہُوں طائرِ خیال نہ پر ہیں میرے نہ بال
پر اُڑ کے جا پہنچتا کہیں سے کہیں ہُوں میں

مستقل انسپکٹر

۲۰۔ ہاڑ سمت ۱۹۷۵ مطابق ۳۔ جولائی ۱۹۱۹ء کو قائمقامی کا خاتمہ ہو گیا۔ گویا اس تاریخ سے میں مستقل انسپکٹر مقرر ہو گیا۔

موضع ڈسکہ ضلع سُنام میں چھاپہ

گرما کا موسم اور ہاڑ کی ۲۴ تاریخ تھی۔ کہ بموجب ہدایت مسٹر ہیوملین صاحب انسپکٹر جنرل پٹیالہ بشمول سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ضلع سُنام عبدالنبی نامی قوم ڈوگر ایک مشہور اور دیرینہ مفرور ملزم کی گرفتاری کیلئے ڈسکہ میں چھاپا مارا۔ اس واقعہ کا مفصّل ذکر نظارۂ دوئیں میں ہو چکا ہے۔ یہاں صرف اس بات کو عرض کرنا ہے۔ کہ دیرینہ سال مفرور ملزم کی گرفتاری سے مسٹر ہیوملین صاحب انسپکٹر جنرل نہایت خوش ہوئے۔ اظہارِ خوشنودی فرما کر اس خاکسار کی بیحد حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔

تحویلات شاہی میں لُوٹ

شاہی تحویلات کے منجملہ پوشاکیات کی بھی ایک تحویل ہے جس پر ایک عہدہ دار معزز مامور ہوتا ہے۔ افسر پوشاکیات کی تحویل میں بیشمار بیش قیمت اشیاء موجود رہتی ہیں۔ بھاری بھاری قیمت کے لباس سوٹ سونے کے بیش قرار مرصّع زیورات۔ صدہا قسم کے سُنہری جڑاؤ بٹن۔ کلپ۔ طرح طرح کی گھڑیاں۔ پن۔ جگا۔ کلغی۔ قسما قسم کے بروچیز۔ کانوں کے ڈر۔ خود لکھنگا قلم۔ سینٹ و عطر وغیرہ۔ صدہا قسم کے زیب و زینت کے سامان

صاحبان انسپکٹر پولیس اور منوہر لال صاحب سب انسپکٹر برائے امداد کام تحریر صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کی واپسی از دہلی کے بعد جلدی جمع ہوگی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جن کے ضلع میں کمیٹی تحقیقات و پڑتال کریگی۔ اس کمیٹی کے ایک ممبر ہونگے۔ یہ کمیٹی بلا کسی آئندہ تاخیر کے ریاست کے تھانجات و علاقہ تھانہ ضلع کے صدر مقام و دفتر ضلع میں جائیگی اور علیحدہ علیحدہ رپورٹ بزبان انگریزی مندرجہ ذیل امور کے متعلق پیش کریگی۔

(۱) علاقہ کے اندر جرائم کی عام حالت (۲) تھانہ یا دفتر کی عام حالت۔ (۳) آیا جرائم کا اندراج پورا ہوتا ہے

جنہیں مہاراج استعمال فرماتے ہیں۔ سب تحویلدار پوشاکیات کے سپرد رہتے ہیں۔ اس قسم کے سامان کو زیر انتظام رکھنے کے لیئے افسر پوشاکیات کے ماتحت باقاعدہ مشتمل بر چند کلرکان نفران چوبداران وغیرہ کا ایک عملہ رہتا ہے۔ جسکا دفتر علیحدہ ہے اور یہ پورا محکمہ زیر تحت ملٹری سکریٹری صاحب رہتا ہے۔ ریاست میں کچھ اس قسم کا رواج رہا ہے۔ کہ ہر محکمہ کا افسر اعلیٰ جہانتک اُس سے ہو سکتا ہے عموماً اپنے آدمی اور خصوصاً اپنے رشتہ دار و اقربا کو بھرتی کر لیا کرتا ہے۔ سردار ہردت سنگھ عرف بجی ولد جواہر سنگھ سکنہ موضع دیوگڑھ تھانہ ڈیرہ بابا افسر پوشاکیات مقرر ہوا۔ جس نے تمام سٹاف اپنے رشتہ داروں سے بھر لیا۔

منجملہ ان سب کے سردار بسنت سنگھ ولد سردار ٹھا سنگھ سکنہ بھینی خورد تھانہ سرہند جو سردار ہردت سنگھ کا سالہ تھا۔ اس کا نام قابل ذکر ہے۔

بادشاہِ وقت اکثر اوقات مستحق لوگوں کو ہزارہا پوشاکوں کی بخشش کے احکام صادر فرماتے رہتے ہیں۔ ہزارہا کی تعداد میں نئی پوشاکیں طیار ہوتی رہتی ہیں۔ صدہا فرمیں سینکڑوں نمونے و دیگر سامان از خود بھیجتے رہتے ہیں۔ ذاتِ خاص کی ایسی ضروریات کے متعلق لاکھہا روپے کا سامان خریدا جاتا ہے۔ جو سب اس سلسلہ کے افسران کے ہاتھوں خرید ہوتا تھا۔ جس میں اگر افسر متعلقہ ایمان فروشی کرے۔ تو لاکھوں روپے کے وارے نیارے کر سکتا ہے۔ بہت گنجائش ہوتی ہے۔

اس محکمہ کے اہلِ عملہ ملے جلے باہم تعلقدار ہوتے تھے۔ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے۔

(۴) مہتمم پولیس سٹیشن کی قابلیت و چالچلن۔ (۵) اہالیان پولیس کا عام رعایا سے برتاؤ اور سلوک۔ (۶) کیا کسی پولیس افسر کے خلاف کوئی شکایت رشوت ستانی یا بردہ فروشی یا بیجا کارروائی پولیس ہے۔ اور ایسی شکایت میں کسقدر راستی ہے۔ اور اشخاص شکایت کنندگان کون ہیں۔ (۷) اُن پولیس افسران کے نام جو ذاتی قابلیت و ٹرینڈ ہونیکے باعث بالخصوص قابلِ ترقی ہیں۔ اور یہ بھی کہ کس درجہ تک۔ (۸) اُن افسران پولیس کے نام جنکو کمیٹی بدعملی۔ ناقابلیت یا راشی ہونے کی وجہ سے قابلِ علیحدگی خیال کرے۔ ہر معاملہ میں مفصل حالات دینے چاہئیں۔ (۹) کوئی تجویز جو کہ کمیٹی پولیس کے کام یا پولیس کے رعایا کے ساتھ

اس لیئے مجال نہیں۔ کوئی بات نکلنے۔ کوئی شکایت ہو۔ چپ چاپ نگلے چلے جاتے تھے۔ اتفاقاً اگر کوئی غیر رشتہ دار بیچ میں ہوا بھی۔ اُسے یہ لوگ خود اپنے ساتھ ملا لیتے۔ اور بدعادت سکھلا لیتے ہیں۔ خود نمک حرام ہوتے ہوئے اوروں کو بھی اپنے سا بنا لیتے ہیں۔ ان حالات میں بحالیکہ کسی قسم کی شکایت ہی نہ ہو۔ اصل معاملات روشنی میں آ نہیں سکتے۔ کوئی ایسی وجہ پیدا ہو کہ ذاتِ خاص بادشاہ وقت کو کسی قسم کا شک ہو جائے البتہ تب کوئی معاملہ اُٹھ سکتا ہے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ اس سلسلہ کے ملازم سب کے سب امانت میں خیانت کرنے کے عادی ہوا کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ کہ شاہی تحویلات کے ملازم نہایت قلیل تنخواہدار ہوتے ہوئے قلیل عرصہ میں لاکھوں روپیہ کی جائداد کے مالک کسطرح سے بنجاتے ہیں

اس معمولی سی تمہید سے معاملہ کی اہمیت ثابت و ظاہر کرنے کے بعد میں اس مقدمہ غبن کا ذکر کرونگا۔ جسمیں سرکار والا کو ایک شکایت کی بنا پر از خود شبہ ہوا۔ اور تب لاکھوں روپے کا غبن پردۂ اخفا سے روشنی میں آگیا۔

اس سے قبل میں بتلا چکا ہوں۔ کہ افسر توشاکیات سردار ہردت سنگھ تھے۔ اس شخص نے اپنے زمانۂ ملازمت میں بڑا عروج حاصل کیا تھا۔ اہل فرم یوروپین تجار۔ ہندوستانی سوداگر جو بھی کسی معاملہ کو طے کرنے کے لیئے مہاراجہ صاحب سے ملنے آتا۔ پہلے ان سے ملنے اور رشوتیں دینے کے بعد وہ سرکار کی حضور میں حاضر ہو کر معاملہ کر سکتا تھا۔ لاکھوں روپے کا شاہی مال و اسباب جمع وخرچ کے سلسلہ میں غصب کر کے اس شخص نے اپنا گھر بھر لیا۔ کسی نے مخبری نہ کی۔ ایسا کون تھا۔ جو بھانڈا

سلوک کے متعلق ترقی کی بابت کرنی چاہیئے۔ (۱۰) رعایا کے لوگوں کو اچھی طرح موقعہ دیا جائے۔ تاکہ وہ کمیٹی کے روبرو اپنی تکالیف پیش کر سکیں (۱۱) آیا کسی خاص جگہ میں انسداد جرائم و برآمدگی مقدمات و حفاظت قانونی کے لیئے کچھ تجاویز زیر غور کار ہیں۔ خاص کر چوکی بالتعزیری پولیس وغیرہ۔ (۱۲) خلوثاسیاں بسر کرنیکے لیئے کیا تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ (۱۳) ہر ایک علاقہ کے متعلق کام ختم ہوتے ہی اس کے متعلق رپورٹ ہونی چاہیئے۔ (۱۴) کیا صاحبان سپرنٹنڈنٹ اور انسپکٹر صاحبان اپنے ماتحتان کو مقدمات زیر تفتیش و اندرونی انتظام جمعیت اور فوج پولیس کی تربیت و درستی کے متعلق ایسی تمام امداد دیتے رہتے ہیں۔ جو کہ وقتاً فوقتاً

چھوڑتا۔ آخر جب اُس کا اعمالنامہ ہی پُر ہو گیا۔ اسمیں اور مال درج ہونے کی گنجائیش ہی نہ رہی تب کہیں سمت ۱۹۷۴ میں ہز ہائینس نے خود ہی اس عہدہ کیا جواہر کی کان سے ان کو علیحدہ فرما دیا۔ اور اِس کی جگہ اِس کا سالہ بسنت سنگھ افسر لوپتیاکیات مقرر کیا گیا۔ ایک کریلہ دوسرے نیم چڑھا۔ یہ شخص پہلے ہی کھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ اِسکا بہنوئی تھا جو پہلے تحصیلدار تھا۔ وہی اِسکا اُستاد تھا۔ اس سے یہ بددیانتی اور کمائی کے گُر بہترین طریق پر سیکھ چکا تھا۔ اُسنے نہایت اچھے طریقہ سے اپنے پیشرو کے حسابات میں جو اِسقام رہ گئے تھے۔ اُنہیں درست کیا۔ اور خوب نبایا۔ اور صرف دو سال کے قلیل عرصہ کے اندر اسقدر عروج اور رسوخ حاصل کر لیا۔ جو سردار ہردت سنگھ کو عرصہ بیس سال میں نصیب ہوا تھا۔ ہزارہا روپے کی زمینیں خرید ڈالیں۔ عالیشان مکانات اور عمارتیں تعمیر کر دیں۔ اور اس قدر روپیہ کما ڈالا۔ کہ بیسیوں پشتوں کو کمانے کی ضرورت باقی نہ چھوڑی۔

مثل مشہور ہے۔ سَو دن چور کے ایک دن سادھ کا۔ اس کا اعمالنامہ قدرتاً کسیقدر جلد پورا ہو گیا۔ بدی کا بیڑا خود ہی بھر کر ایک دن بیٹھ جاتا ہے۔ ایسے خائن لوگوں میں تقدمات و تنازعات باہمی ذریعہ بنجاتے ہیں۔ جو ایسوں کا ناس کر ڈالتے ہیں۔

جیٹھ سمت ۱۹۷۶ کا مہینہ بسنتا سنگھ کی تباہی کا مہینہ تھا۔ جسمیں مسمیان گوردت سنگھ۔ امیر سنگھ نفران کی مخبری پر سرکار والا نے بسنتا سنگھ کی بددیانتی پر توجہ مبذول فرمائی۔ اور مسٹر نیومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس سے ارشاد ہوا۔ کہ بسنتا سنگھ کی نسبت کسی نہایت قابل سی۔ آئی۔ ڈی کے افسر کے ذریعہ سے

ضروری ہے۔ (۱۵) کیا افسران مہتمم تھانہ جات پر افسران بالادست کی آمد و قیام سے غیر ضروری مصارف پڑتا ہے۔ (۱۶) پولیس کے تعلقات صاحبان مجسٹریٹ کے ہمراہ۔ (۱۷) متفرق یعنی معاملات مقامی دلچسپی و دیگر معاملات قابلِ وقعت و قابلِ توجہ اور جنکی صراحت مندرجہ بالا مدات میں نہ ہوئی ہو۔

۸۸ ترجمہ سنہری سرٹیفیکیٹ منجانب مسٹر الف۔ ایل نیومین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۹۲۰ء

لالہ شیو چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ نے بموقعہ تشریف آوری ہز ایکسیلنسی لارڈ چیمسفورڈ

تفتیش کرائی جائے۔ چنانچہ انسپکٹر جنرل صاحب نے اِس خاکسار کو اس تفتیش پر مقرر فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تم اس کے ذمہ دار ہو۔ جہاں چاہو بستا سنگھ کو رکھو۔ مگر اس مقدمہ کی تفتیش نہایت احتیاط سے ہو ۴ شاہی یہ بھی حکم دیا۔ کہ سرِدست بستر خانہ سردار کشن سنگھ صاحب سردار صاحب ڈہوڑی معلےٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اور تاوقتیکہ اس معاملہ کی اچھی طرح تفتیش نہ ہولے بستر خانہ پوشاکیات کا کوٹھہ مقفل رہنا زیادہ اچھا ہے۔ بلکہ قفل پر سردار صاحب ڈیوڑھی معلیٰ اور بستہ سنگھ دونوں کی مہریں لگوالینا قرینِ مصلحت ہے۔ اِن ہدایات و احکام کے بعد خاکسار محل موتی باغ میں معہ صاحب انسپکٹر جنرل گئے اور بستر خانہ مقفل کرا کر اُس پر ایک قفل سردار صاحب ڈہیوڑی معلےٰ اور دوسرا قفل سردار بستا سنگھ کا لگوایا۔ دونوں پر مہریں لگوادیں۔ فوجی پہرہ موجود ہی تھا۔ اس کے بعد میں نے کوتوال صاحب پٹیالہ کو اپنے ساتھ لیا۔ اور بستا سنگھ و نرائن سنگھ نفر رشتہ دار بستا سنگھ کی فوراً خانہ تلاشیاں کر ڈالیں۔ ہزار ہا روپے کا مال سرکاری از قسم پوشاک فرنیچر وغیرہ نکل پڑا۔ مال برآمدہ کی باقاعدہ فردات مرتب کرائیں۔ موضع بھینی محل مسکن بستا سنگھ ملزم پر محمد ابراہیم علی صاحب سب انسپکٹر و نیاز محمد ہیڈ دوم کو بحکم تلاشیاں کرائیں۔ اسجگہ سے بھی ہزارہا روپیہ کا مال مسروقہ برآمد ہوگیا۔ افسران تلاشی کنندگان موضع مذکور نے بتلایا۔ کہ بموقعہ دربندی مکان مذکور سرداران ملزم محض دو ٹرنک اِس مکان سے نکال لینے کے لیئے دو ہزار روپیہ رشوت دیتے تھے۔ کوتوالی پٹیالہ میں یہ مقدمہ نمبر ۸۰ زیر دفعہ ۴۰۹ تعزیرات ہند رجسٹر کر لیا گیا تھا۔

صاحب بہادر وائسرائے ہند بمقام پٹیالہ بماہ اکتوبر ۱۹۱۹ء قابل تعریف کام کیا ہے۔ لہٰذا یہ تعریفی سرٹیفکیٹ دیا دیا جاتا ہے۔

٨٩ نقل پروانہ از صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ۔

گرامیقدر لالہ بشن چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی۔ کریمنیل برانچ مسرور باشند۔

سرکار والا بنام بستہ سنگھ و نرائن سنگھ وغیرہ ملزمان۔

جرم ۴۰۹ تعزیرات ہند

۴۔ اور یہ مقدمہ کوتوالی پٹیالہ میں رجسٹر کرا دو بحوالہ فرمان

سردار ہردت سنگھ سابق افسر پوشاکیات کے مکانات کی تلاشی بغیر فرمان شاہی بروقت نہیں ہوسکی۔ بلکہ ایکہفتہ کے بعد عمل میں آئی۔ اِس وقفہ نے ہردت سنگھ کو موقعہ دیدیا۔ اُس نے اس سے فائدہ اُٹھاکر مال مسروقہ جہاں تہاں دکھا پہنچا دیا۔ بہت سے پارچات سرقہ شدہ جلا پھونک کر راکھ کردئے۔ گرفتاری و تفتیش پر یہ تمام معاملات روشنی میں آئے۔ بمقدمہ نمبر ۱ زیر دفعہ ۴۰۹ تعزیرات ہند ۱۲۔ لبساکھ سمت ۱۹۷۷ بنام سردار ہردت سنگھ دائر کر دیا گیا۔ ہر دو سرداران یعنی ہردت سنگھ و لبتا سنگھ کے معاملہ کی جب محنت سے تفتیش کی گئی۔ اور ان کو بھی کوئی صورت بچاؤ نظر نہ آئی۔ تو اُنھوں نے مندرجہ ذیل طریق سے سرکاری مال کا سرقہ کرنا۔ اور سوداگران سے رشوت لینا۔ جھوٹے بل وغیرہ مرتب کر کے رقمیں وصول کرنا۔ اور اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اُٹھانا تسلیم کرلیا۔

(۱) ایک ملزم نے بتلایا۔ کہ بموقعہ شادی مبارک کول گدھیہ سوداگران جام نگر سے اکیاسی ہزار روپے کے مال کی خرید ہوئی تھی۔ ایک ساہوکار کی معرفت آٹھ ہزار روپیہ رشوت وصول کیا گیا تھا۔ جو ہم سالہ اور بہنوئی نے بحصہ برابر تقسیم کرلیا تھا۔

(۲) سمت ۱۹۷۳ میں تحویل کے کلرکوں کے ساتھ مِل مِلا کر بہت سی پوشاکیات کا جھوٹا اندراج کیا اور بیش قیمت اشیاء حضوری کے نام سرڈال کر پوشاکیں تاربانہ۔ دوپٹہ۔ ساڑھی رشمیں لہنگہ قیمتی بنارسی ساڑھیاں وغیرہ سب نے آپس میں بانٹ لی تھیں۔ تین تین پوشاکیں حصے میں آئیں۔

اندریں مقدمہ رپورٹ ضمنی نمبر ۱ مورخہ ۶ بیساکھ سمت ۱۹۷۷ پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا آپکو قلمی ہے کہ آپ کی کارروائی تفتیش و برآمدگی قابلِ تحسین ہے۔ آپکی محنت سے اُمید قوی ہے۔ کہ تمام صیغہ کی تعریف ہوگی۔ اِس طرح محنت و دیانتداری سے سرکاری ضائع شدہ مال کی برآمدگی میں کوشش رکھیں۔ عملہ ماتحت کو بخوبی سمجھادیں۔ کہ انکی محنت و کارگذاری جو وہ اس وقت کریں گے۔ اس سے مالبعد نہایت مفید و عمدہ پھل حاصل کرینگے۔ چونکہ اِس مقدمہ کے ضمن میں بہت سے معاملات اور اشخاص قابلِ سرزنش معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک معاملہ میں جداگانہ کارروائی شروع کردی جائے۔ یا نوٹ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ بعد میں دِقت نہ ہوئے

(۳) لونگ طلائی جڑاؤ۔ اسٹنڈ طلائی جڑاؤ۔ ذرمہرا کنی جڑاؤ (اندرونی محلات کے) ایک ۲ عدد ایک جوڑی سونی کا ڈر جو ہزہائینس نے برائے مرمت دیا تھا۔ اور وہ ذرمعرفت امرّی صاحب مرمت ہوا تھا۔ وہ چوری کرلیا گیا تھا۔ اور تلاشی کے خوف سے وہ سب کچھ توڑ پھوڑ ڈالا گیا۔ اور اس کے جواہرات جو تھے۔ وہ ایک ڈبیہ میں بند کئے گئے۔ اور موضع کھیڑی کے راستے میں سردار نرائن سنگھ کے باغ کی ایک ڈول میں داب دیئے گئے تھے۔ تار کے ایک آہنی کھنبہ کے نیچے بائیں طرف کو۔

(۴) پانچ یا چھ عدد انگشتریاں طلائی جڑاؤ۔ پانچ یا چھ سونے کی گھڑیاں۔ دو تین تیلی ولونگ طلا ایک دو لاکٹ طلائی سرکاری تحویل کے مال مسروقہ تلاشی کے خوف سے ایک ٹین کی ڈبیہ میں بند کرکے موضع الہووال کے جنگل میں ڈھاک کے درخت کے تلے دبادئے گئے ہیں۔

(۵) بہت سے پارچات ڈوپٹہ۔ کرتی۔ پاجامہ نقش دار وسلمہ کار وغیرہ۔ رضائی ہا۔ گدیلہ جات طیاری ہا۔ پلنگ گرفتاری کے خوف سے اپنے گھر کے صحن میں رکھ کر انہیں آگ دیدی گئی۔ تاکہ پتہ نہ چلے۔ ان کا سوختہ مال گوٹہ زری جو وزن میں چھ سیر پختہ تھا۔ شیخ شمس الدین کو دیدیا گیا۔ تین عدد گٹھڑیاں ایسے پارچات کی شیخ مذکور کے گھر پڑی ہیں۔ کچھ حصہ مال سوختہ پھیری والہ صرافوں کے ہاتھ فروخت کردیا گیا ہے۔

(۶) چند گرم سوٹ ہز ہائی نیس مہاراجہ صاحب بہادر کے۔ نیز چند پوشاکیں اندروں کی۔ جو تاریانہ کی قیمتی تھیں۔ دس پندرہ کے قریب مفلر۔ کچھ نکٹائیاں پشمین قمیص۔ بنیان اور دیگر

مورخہ ۱۶ بیساکھ سمت ۱۹۷۷

۹۰ نقل سرٹیفکیٹ از عدالت صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل صدر پٹیالہ۔

بحکم سردار بھگونت سنگھ صاحب

مورخہ ۲۰۔ ہاڑ سمت ۱۹۷۷

مقدمات دفعہ ۵۷۰ تعزیرات ہند فائل ۲۵ رجوعہ ۲۰ جیٹھ سمت ۱۹۷۳ وفائل ۲۹ رجوعہ ۲ بیساکھ وفائل ۱۷ رجوعہ ۱۸ ہاڑ سمت ۱۹۷۶ کوتوالی ۳۶ رجوعہ ۲۲ جیٹھ سمت ۱۹۷۶ تھانہ صدر پٹیالہ۔

اِسی قسم کے چند پارچات جن کی تفصیل اب یاد نہیں رہی معہ ایک طلائی گھڑی کے جو چھ سات سو روپیہ کی ہوگی۔ چوری کی۔ اور تلاشی سے اندازاً دس روز پیشتر جہانگیر جی پارسی کے پاس برائے فروخت دیدئے۔ یہ تمام سامان دری میں بستره کی طرح لپیٹا تھا۔ اور رسی سے باندھ لیا تھا۔ اور گاڑی میں رکھ کر لے گیا تھا۔

(۷) کچھ قیمتی زیورات اور چند پوشاکیں دو ہزار روپیہ نقد۔ چار سو روپے کے نوٹ شامل تھے۔ اپنی عورت کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً سسرال خود میں چوہڑ سہہ بھیجی گیا۔

(۸) چار سو پونڈ۔ تین ہزار روپیہ نقد۔ کچھ زیورات اپنی باغیچی میں دفن کر رکھے ہیں۔

(۹) پانچہزار روپیہ نقد نارا چند زرگر راگھو مزرعہ اور دو سو پونڈ ۔۰۰ ۵ہم کے نوٹ ایک صحیح حساب دو تین عدد رجسٹر۔ ایک گٹھڑی پارچات ریشمین و بنارسی سلمہ کار پوشاکیات شاہی بھائی چوہڑ سنگھ گرنھی سکنہ بلاسپور تھانہ سرہند کسبی کے پاس رکھی ہیں۔

(۱۰) مسماۃ ہرکور زوجہ سُندر سنگھ جاگیردار کھانوں کے پاس بوجہ رشتہ داری ایک گٹھڑی پارچات ریشمین بنارسی از قسم ساڑھی و دوپٹہ ہار رکھی ہوئی ہے۔ جو سلمہ کار زنانہ کپڑوں کی ہے۔ سردار صاحب نے اپنے بیان کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ موضع سنگھو تھانہ راماں میں جہاں میری عورت کے نانکے ہیں۔ بچتر سنگھ نامی زمیندار کے پاس کپڑوں کی بہت بڑی گٹھڑی جسمیں پارچات ریشمین۔ بنارسی زنانہ صدری ہا گورنمنٹ۔ تولیہ جات۔ ایک چوکھٹہ نقری تصویر رکھنے کی ہے۔ رکھی ہوئی ہے۔ یہ تمام اشیاء

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی۔ گورنمنٹ نے نہایت دلچسپی و مستعدی سے برآمدگی مالِ مسروقہ و گرفتاریٔ ملزمان کی ہے۔ اور بلوچان سے جو اعلیٰ درجہ کی یہ قوم سرقہ پیشہ ہے۔ مال حاصل کیا گیا ہے نیز مقدمہ قتل سردار لعل سنگھ و وقوعہ پٹیالہ خاص نسبتی عمدور سنگھ و نانک سنگھ وغیرہ میں بھی طریقہ تفتیش عمدہ طور سے چلا کر ثبوت بہم پہنچایا۔ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر ایک تجربہ کار۔ دیانتدار۔ لائق عہدیدار اور برآمدگی مقدمات میں خاص قابلیت رکھنے والے صیغہ پولیس کے لئے قابلِ قدر افسر ہیں۔ ہم ان کی دلچسپی کار سرکار میں دیکھ دیکھ کر یہ سرٹیفکٹ باظہار خوشنودی دیتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ افسران بالتعلق ان کی کارگذاری پر

بچن سنگھ ۱۲- یا ۱۳ جیٹھ سمت ۱۹۷۶ کو تاریخ پیشی پڑا یا تھا- اور وہ گٹھڑی اُٹھائے گیا تھا-

(۱۳) دولت رام بساطی کے پاس تین چار آئینہ قدِ آدم- آٹھ نو لمپ- گلوب- دو ٹفن ٹوکریاں- ایک لمپ تجلی- اور چند ڈبہ رائی وساگو دانہ- ریشمین جرابیں- چھڑی- چمچہ- طشتریاں- قلمدان وغیرہ برائے فروخت کے رکھے ہوئے ہیں- یہ تمام سامان بساطی مذکور خود تانگہ میں لاد کرلے گیا تھا-

(۱۴) جمیعڈی پارسی کو ستر سو روپیہ- چند بنارسی ساڑھیاں و دوپٹے- گراموفون- چوکھٹہ تصاویر نقرئی- ریشمین بنیان شیشہ- گٹھڑی کپڑوں کی دے رکھی ہے-

(۱۵) ہرنام سنگھ درزی سکنہ کوچہ ڈوماں پٹیالہ کو چند سوٹ لٹسر و سلک کے دیئے ہوئے ہیں-

(۱۶) حضورا سنگھ طالب علم کو ایک ہینڈ بیگ چرمی- ایک رگ اونی- چند پارچات زنانہ کی پوٹلی- خودنگار قلم سنہری پانچ عدد- تین عدد سونے کی گھڑیاں- چند مفلر یا شیشی سینٹ- چند دوپٹہ چیرہ ریشمین تحفتاً دیئے ہوئے ہیں-

(۱۷) ایک جوڑی بٹن طلائی جڑاؤ ہیرا کنی لالہ دیوی دیال بزاز کو بھی دی ہوئی ہے-

(۱۸) تین سو پونڈ- دو ہزار روپیہ و سنہرے زیورات مسمی ماتو ولد بلو چار سکنہ دلو گڈھ مختار کار خود کو دیا ہوا ہے- اسی طرح سے چار پانچ ہزار روپیہ ماتو مذکور الصدر کی معرفت لوگوں کو قرض دے رکھا ہے- جس کے کاغذات حساب کتاب بھی مختار مذکور ہی کے پاس ہیں-

مذکورہ بالا اشیاء بتلائے جانے پر جب جستجو تلاش و برآمدگی کے لیئے ان لوگوں سے جن کے خاص توجہ فرمائیں گے-

۹۱ انتخاب پٹیالہ پولیس گزٹ نمبر ۲۹ جلد ۳ مطبوعہ ۲۴- کاتک سمت ۱۹۷۷-

اقتباس اعلان مندرجہ پٹیالہ گورنمنٹ گزٹ نمبر ۳ سورخہ ۳- نومبر ۱۹۲۰ء متعلق اعزاز و بخشش بموقعہ دربار دسہرہ مبارک بتاریخ ۷- کاتک سمت ۷۷ جن ملازمان ریاست نے اچھی خدمات انجام دی ہیں- انکو سرکار حضور پرنور دام حشمتہم و اقبالہم عہدہ کی ترقی- انعام اور خلعت بخشے جانیکے حکم نافذ فرماتے ہیں-

(۲۴) انسپکٹر لالہ رشپ چند صاحب ماموره سی- آئی- ڈی بعیوض خدمات حسنہ متعلق فرائض خود پوری تنخواہ

پاس سامان رکھا تبلایا گیا تھا۔ دریافت کیا گیا۔ تو بیان کردہ سامان کی تعداد سے کہیں زیادہ تعداد میں چیزیں ثابت ہوئیں۔ جسکی وجہ غالباً یہ پائی گئی۔ کہ جلدی گھبراہٹ و پریشانی میں اصل مال کی تعداد لکھوانی یاد نہیں رہی۔ مشہور بات ہے۔ چوری کا مال لاٹھیوں کے گز۔ خود سردار صاحب کے پاس سے سرکاری تحویل سے چرایا ہوا اسقدر زیادہ مال تھا۔ کہ باوجود اسقدر مختلف مقامات و متعدد لوگوں کے پاس رکھنے۔ چھپانے اور حوالہ آتش کر دینے کے پھر بھی بشیمار مال اُن کے گھروں سے بھی برآمد ہوا۔

میں جسقدر اس معاملہ پر وسیع النظری سے نگاہ دوڑاتا ہوں۔ میری عقل چکراتی اور پریشان ہوتی ہے۔ کہ کیونکر ایک مٹھی بھر مٹی کا پتلہ کسطرح اپنے آقا اور خالق پروردگار عالم کی نگاہوں سے بچنے۔ بیخوف ہوکر ایسے گناہ کبیرہ کرنے کا حوصلہ کر سکتا ہے۔ بے تحاشا مال چوری کر کے بیشمار مقامات میں چھپا دینے۔ جلا پھونک ڈالنے کے باوجود بھی سردار صاحب کی جب خانہ تلاشی کی جاتی ہے۔ تو مال مسروقہ جو اُن کے گھر سے برآمد ہوا۔ ناظرین کہانتک اسکا اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں ہی جانتا ہوں جسکی آنکھوں نے دیکھا۔ کہ صرف سردار لبنا سنگھ کے حصہ میں جو آیا اُس کی کتنی لمبی چوڑی تعداد تھی۔ دوسرے سردار صاحب نے جب اپنا مال دیا۔ اور اپنے اعمال خود کردہ پر روشنی ڈالی۔ تو فرمایا کہ بحالت ملازمت بستر خانہ سرکاری میں نے جو مال چوری کیا۔ اس کی تفصیل بھلا کب یاد رہ سکتی ہے۔ جو کپڑا یا جو شئے بھی مجھے پسند آئی۔ سرکاری خرچ میں اُسے ڈالا۔ اور اپنے گھر لے گیا۔ پاؤنڈ اور نقد روپے چرائے۔ سوداگروں سے رشوتیں بھی لیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اسقدر قلیل عرصہ کے اندر اتنی بڑی جائداد پیدا کر لی۔ ورنہ تنخواہ سے

عہدۂ انسپکٹری مبلغ ماعہ ۱۲ روپیہ آپکی تاریخ سے عطا کی جاتی ہے۔

۹۲ نقل چٹھی کرنل سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر

سری واہ گورو جی کی فتح۔

آپکی رپورٹ مورخہ ۱۷۔ اگست ۱۹۲۱ء پہنچی۔ جملہ حالات کو معلوم کر کے میں بہت خوش ہوا مفصل جواب آپ کو ۲۰۔ اگست تک دونگا۔ فی الحال آپ خوش اسلوبی و محنت سے تفتیش کو مکمل کریں۔

تو گورنمنٹ کی ذاتی ضروریات بھی پوری نہیں ہوتیں۔ یہ صرف میں نے ہی خطا نہیں کی۔ مجھ سے پہلے جتنے بھی سردار صاحبان اس تحویل پر رہے ہیں سب اسیطرح کھاتے اڑاتے رہے ہیں۔ سمت ۱۹۶۶ میں سردار بھگوان سنگھ افسر پوشاکیات جب علیحدہ ہوا۔ تو معہ ۲۷۰۰۰ ہزار روپیہ کے مالیتی زیورات و پارچات اُس کی جانبِ بقایا نکلے تھے۔ اس معاملہ کی فائل ملٹری سکرٹری صاحب کے دفتر میں موجود ہے۔

سردار صاحب کے یہ کہنے کا مطلب میرے خیال میں یہی ہو سکتا ہے۔ اسکے سوائے اور کچھ نہیں۔ کہ جب سابق تحویلدار جو بھی اسی مد پر رہے سب مال سرکاری غضب کرتے چلے آئے تھے پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ یہ پرہیزگاری سے رہیں۔ اور مالِ سرکار پر ہاتھ صاف نہ کریں۔ مگر افسوس ہے اس تغلبانہ ذہنیت پر۔ غلطارہ رَو کے نقشِ قدم پر چلنا جو سخت ناجائز پیروی اسے کہتے ہیں۔ سردار صاحب ممبر ہا نے جو جو مال جس جس طرح حاصل کیا۔ اور جہاں جہاں اُسے ٹھکانے لگایا۔ اُس کی نہایت مختصر تفصیل اُس نے یوں بیان کی۔

(۱) سمت ۱۹۷۰ و سمت ۱۹۷۱ میں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر رادھیراج نے کوہ شملہ ایک موقعہ پر ایک لاکھ روپیہ کا مال زیورات و پارچات وغیرہ چند کمپنیوں سے خرید فرمائے تھے۔ صرف اُن ہی کمپنیوں سے قریباً بیس ہزار ۲۰۰۰۰ روپیہ رشوت حاصل کیا تھا۔ رقم کی ادائیگی شملہ میں ہوئی تھی۔

(۲) سمت ۱۹۶۹ میں بموقعہ شادی مبارک کول گڈھ دو دُر سبزے اور ہیرے کے زیورات محلات

موقعہ چھوڑنے کی ابھی ضرورت نہیں۔ میں نے صاحب سپرنٹنڈنٹ کو بھی لکھا ہے۔ آپ نقائص معلوم کر کے علیحدہ رپورٹ مرتب کریں۔ اور مجھے اطلاع دیتے رہیں۔

۹۳ نقل ترجمہ سرٹیفکیٹ منجانب سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۱ء

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی کرائم برانچ پٹیالہ نے بمقدمہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ ۲۳۵ سمت ۱۹۷۷ کو توالی پٹیالہ مسمی آتمارام بنام ہمیر سنگھ ملزم بہت اچھا کام کیا۔ لہذا مبلغ /35 روپیہ

شاہی سے جڑا کر معرفت لاڈلی پرشاد صراف مقام بے پوریا دہلی میں تین ہزار روپیہ سے کچھ کم رقم میں فروخت کر دئے گئے۔ دو ہزار روپیہ لاڈلی پرشاد کے پاس رہے۔ جو میرے قرض میں جمع ہوئے باقی رقم وصول کر لی گئی۔ یہی دُربدری داس جوہری کلکتہ والے سے ہز ہائینس نے آٹھ ہزار روپیہ میں خریدے تھے۔

(۳) رامجی داس صراف پٹیالہ کے پاس لاکٹ جڑاؤ ایک ہیرے کی کنٹھیاں ڈھائی سو روپیہ کا کنٹوں و گوٹہ پانسو روپیہ کا سلمہ و منقش و کمخواب کے ٹکڑے شادی کول گڈھ مبارک کا بچا ہوا فروخت کیا۔

اور سونے کی دو عدد پان رکھنے کی ڈبیہ جو کسی سوداگر نے مہاراجہ صاحب کو پیش کی تھیں۔ جنکا کوئی اندراج ہی نہ تھا۔ گلوا دیں پندرہ پندرہ بیس بیس تولہ کی دو سلاخیں طیار کروالی تھیں۔ ایک سلاخ کے عوض ہنسلی طلائی گیارہ تولہ وزن کی رامجی داس سے لے لی تھی۔ دوسری سلاخ نہیں معلوم کیوں کھوٹی نکل گئی۔

(۴) ایک پوشاک گورنمنٹ سلمہ کا رجوبہ للعہ روپیہ فی گز کے کپڑے سے ہز ہائینس کے لئے بموقعہ دربار دہلی طیار ہوئی تھی۔ ایک پورانی پوشاک سے جو سمت ۱۹۷۵ میں سرکار نے بخشی تھی۔ اس نے بدل لی۔ اور جو نئی پوشاک اڑائی تھی۔ وہ لاڈلی پرشاد کو دیدی تھی۔ کہ اُسے فروخت کرے اور رقم قرضہ میں جمع کرے جو اس سے زمین خریدنے میں لیا گیا تھا۔

انعام معہ توصیفی سرٹیفکیٹ اس کو دیا جاتا ہے۔

۹۴۔ نقل پروانہ از جانب سردار امر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

سورخہ ۳۱۔ بھادوں سمت ۱۹۷۸

گرامی قدر لالہ رشب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی کرائم برانچ مستر دور باشند۔

رپورٹ آپکی مورخہ ۱۵۔ ساون سمت ۱۹۷۸: ربارہ حالات دھڑہ بندی مابین فریق سمتیان سوہنا سنگھ و گنڈا سنگھ زمینداران سکنہ دانیوالا دگرفتاری تین بنادیق و اکتالیس ۴۱ عدد کنڈا سی ہا از خانہ تلاشی فریقین پیش ہو کر معلوم

(۵) سمت ۱۹۷۵ میں مہاراجہ صاحب ولایت سے واپس تشریف لائے اور پانچ انگشتریاں مجھے رکھنے کے لیے دیں۔ اور پھر واپس کبھی نہیں طلب فرمائی گئیں۔ مصلحتاً اُن کا اندراج کہیں نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ پہلے خرید کے وقت یہ خرچ میں ڈالی جا چکی تھیں۔ لہٰذا بے کھٹکے یہ بھی لاڈلی پرشاد کو برائے فروخت دیدیں۔

(۶) ایک پاندان نُقرئی جو کسی سوداگر نے سرکار عالی کو تحفتاً پیش کیا تھا تحویل میں بلا اندراج موجود تھا۔ شیخ شمس الدین کی معرفت گلوا کر دو تین سو روپے کی چاندی لاڈلی پرشاد کو دیدی۔

(۷) ایک انگشتری میں سے ہیرے کی کنی نکلوائی اور صرف دس روپیہ میں لاڈلی پرشاد کو دیدی۔ اور انگوٹھی میں امیٹیشن ڈلوا دیا گیا۔

(۸) سمت ۱۹۷۵ میں دو سو روپیہ کا گوٹہ سلمہ تحویل سے بجا کر اسی کو دیدیا تھا۔

(۹) بموقعہ شادی مبارک کول گڈھ دلیوی لال بزاز کا بہت سا سامان خرید و پسند کے لئے کوٹھہ پوشاکیات میں منگایا گیا تھا۔ اور کوارٹر میں چند روز پڑا رہا۔ ان سب میں سے دس پندرہ گولہ گورنٹ چرا کر بیس روپیہ فی گولہ کے حساب سے لالہ گوری مل کے پاس پانسو روپیہ میں فروخت کر دیئے۔

(۱۰) [illegible]

(۱۱) شادی مبارک کول گڈھ کا بچا ہوا چار پانچ ہزار تولہ سلمہ مقیش۔ گوٹہ۔ کتون۔ چند مہاجنان کی فرضی بولی سے نیلام کر کے اُن کے دستخط کرائے۔ جھوٹا نیلام لالہ دلیوی لال کے نام ختم کر کے قاعدہ کی منظوری حاصل کر لی تھی۔ مگر مال کل اپنے ہی پاس رکھا تھا۔ اور شمس الدین گوٹہ فروش کی

ہوا۔ کہ فریقین میں بوجہ دھڑا بندی اکید فعہ فائر بھی ہو چکے ہیں۔ آپنے یہ سامان اسلحہ برآمد کر کے بغرض کارروائی ضابطہ سب انسپکٹر صاحب تھانہ تو ہانہ کے سپرد کیا۔ لہٰذا بذریعہ پروانہ ہٰذا گذارش ہے کہ یہ رپورٹ آپکی ہماری خوشنودی کا باعث ہوئی۔ ہم آپکی دلچسپی کار سے بہت خوش ہیں۔ واقعی ہم کو آپ سے ایسی ہی امید تھی۔

۹۵۔ نقل ریمارک مسٹر الف۔ ایل۔ ینگ مین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ مورخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء

انسپکٹر شب چند صاحب ریاست میں سب سے اعلیٰ اور بہترین ڈیٹکٹو ہیں۔ فی الحقیقت وہ ہر جگہ

شمولیت سے تین ہزار روپے سے زائد رقم میں بمقام دہلی فروخت کیا تھا۔ گوٹہ فروش مذکور کو آمد و رفت دہلی کے کرایہ و مال بیچنے کے عوض میں ایک انگوٹھی امیٹیشن والی عـ۱۲ روپیہ میں خرید کر دی تھی

(۱۲) سورجن سنگھ لفٹر کو سردار ہردت سنگھ کے گھر سے ایک ہیرے کی انگوٹھی ملی تھی۔ اسکے تین کنول ہیرے ٹھیکیدار امری صاحب کے پاس ایکہزار روپے میں میری معرفت فروخت کیے گئے تھے۔

(۱۳) سنہ ۱۹۱۱ء میں بموقعہ دربار دہلی و شادی مبارک کول گڈھ مال خرید کیا گیا تھا۔ اسموقعہ پر اٹھارہ بیس ہزار روپیہ بطور رشوت جن لوگوں کا مال لگا تھا اُن سے وصول کیا۔ اور سب نے ملکر تقسیم کرلیا۔

(۱۴) سوداگرانِ جام نگر کے مال میں سے جو مہاراجہ صاحب کے ملاحظہ کے واسطے آیا۔ اور تحویل میں رکھا گیا تھا۔ بیل سلمہ کار چوڑائی اور گوری مل کے پاس پانچ چھ سو روپے میں بیچ لی تھی۔

(۱۵) گوری مل مذکور سے مختلف موقعوں پر جب کبھی اُسکا مال سرکار میں لگا۔ دو ڈیڑھ ہزار روپیہ بطور رشوت وصول کیا ہے۔

(۱۶) سمت ۱۹۷۵ میں سات عدد لہنگہ جات سلمہ کار کا ایک جھوٹا بل تعدادی پانچہزار سات سو اٹھاسی روپیہ دو آنے کا ظہور الحسن بزاز سے مرتب کرا کر ٹیکہ صاحب کوچ بہار کے ملازم عبدالعزیز نامی کو ایکہزار روپیہ رشوت دیکر منظور کرا لیا تھا۔ بل میں قیمت ہر لہنگہ کی آٹھ سو چھبیس روپیہ ۱۴ آنہ درج کی تھی۔ ظہور الحسن کو جسکے نام سے بل مرتب کیا گیا تھا۔ فقط تین سو روپیہ اور کلرکان متعلقہ کو صرف ننو سنوا

کی پولیس فورس میں زیور ثابت ہونگے۔ ریاست کے اندر تفتیشِ جرائم میں وہ بیرٹر اسہارا تھے۔ یہ بالخصوص انکی ہی امداد کا باعث تھا۔ کہ لال سنگھ۔ لبھ سنگھ۔ ہردت سنگھ۔ بھینی فتا۔ بیر سنگھ کے مقدمات اور نیز دیگر بہت سے مقدمات جو ریاست کی تاریخ میں بہت دیر تک ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ پایۂ تکمیل کو پہنچے مجھے اس امر کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ ریاست کارگزار ہائے انسپکٹر شیب چند صاحب کی شکر گزاریوں کی اسقدر زیر بارِ احسان ہوگئی ہے کہ وہ کبھی اس کا معاوضہ دینے کے قابل نہیں ہو سکے گی۔ میں بڑے وثوق سے خیال کرتا ہوں۔ کہ اس افسر کو گزیٹڈ گریڈ میں ترقی ملنی چاہیئے۔ جسکے فرائض کو وہ بلاشبہ نہایت عمدگی سے انجام دیگا۔

روپیہ دیکر ٹال دیا تھا۔

(۱۷) ایک رقم تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپیہ مہاراجہ صاحب بہادر نے جو پرائیویٹ حساب میں رکھنے کے لیئے میرے حوالے کی اس میں سے آٹھ نو ہزار خیانت کیا تھا۔ جو میرے گھر سے تلاشی میں نکلا ہے۔

(۱۸) چھ سو یا شاید ساڑھے چھ سو پاؤنڈ تحویل میں امانتاً جمع تھے۔ چونکہ ان کا اندراج کہیں نہ تھا۔ لہذا وہ بھی چُرا لیئے۔ تفصیل مصارف بھی بتلائی۔

(۱۹) محل اِبھدال میں بہت سے ٹکڑے سلک و ریشمین کریب وغیرہ وغیرہ پڑے تھے۔ وہ ایک وقت اُٹھائے۔ پیمائش کرلئے اور اُن کا جھوٹا بل نو سو روپے کا شمس الدین سے بنوایا تھا۔ بل پر باقاعدہ ٹکٹ لگوایا تھا۔ اور مرتب کنندہ کے دستخط بھی کرائے تھے۔ اور رقم میں نے خود وصول کی تھی۔

(۲۰) تحویل کے اندر بہت سا سینٹ بچا ہوا موجود تھا۔ لوڈ صاحب سے اس کا جھوٹا بل تعدادی چھ سات ہزار روپیہ بنوایا۔ اور رقم خود حاصل کی۔

(۲۱) جوڑہ ہا جراب ریشمین کا بل تعدادی تین ہزار ۳۰۰۰ ظہور الحسن بزاز پٹیالہ سے طیار کرایا۔ اگرچہ جراب ریشمین صرف پانچ درجن خریدی گئی تھیں۔ مگر بل میں دس درجن کا اندراج تھا۔ ظہور الحسن سے تین ہزار کی وصولی پر دستخط کرائے۔ جسکے عوض اُسے پندرہ سو روپے دیئے تھے پندرہ سو خود رکھے تھے۔

برآمدگی مال مسروقہ

راجہ بیر سنگھ بہادر سکنہ بٹیالہ۔ اسی سلسلہ میں اُن سرداروں سے ایک بہت پُرانی خورد

۹۶ - نقل پروانہ از انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۱۹۔ پھاگن سمت ۱۹۷۸

گرامیقدر لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی مسرور باشد۔

رپورٹ ہار آپکی بایام قیام حضور پرنس آف ویلز پیش ہو کر بذریعہ پروانہ ہذا ہم آپکی محنت و کارگذاری پر آپکو مبارکباد دیتے ہیں۔ ہم اس سے بہت خوش ہوئے کہ باوجود مصروفیت کے آپنے رپورٹات اطلاعی وقت پر ہمارے پیش کیں جسکو کہ ہم بہت ہی پسند کرتے ہیں۔

۹۷ - نقل ترجمہ سرٹیفکیٹ سنہری منجانب سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

بُرد شدہ چوری کا سراغ بھی چلا - ایک گھڑی نمبر ۴۳۱۳۶ قیمتی سات سو روپیہ جسکے ڈھکنے کے اندر مہاراجہ راجندر سنگھ صاحب سورگباشی کی جانب سے راجہ صاحب مرحوم کو بطور تحفہ (Present) دیا جانا منقش تھا - نرائن سنگھ نفر رشتہ دار لستا سنگھ نے یہ گھڑی اُڑا لی تھی - اور عبارت کندہ کردہ کو چاقو سے کھُرچ دیا تھا - نفر مذکور کی خانہ تلاشی پر یہ گھڑی برآمد ہوئی - ہز ہائنیس مہاراجہ صاحب بہادر و بالو شیشیر سروپ صاحب سابق پرائیویٹ سکرٹری راجہ صاحب سورگباشی نے اس گھڑی کو شناخت کر لیا - ہز ہائنیس نے گھڑی شناخت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا - کہ راجہ صاحب سورگباشی کی ایک انگوٹھی قیمتی سبزے والی اسیطرح سے گم ہے - اُسکی بھی تلاش کی جائے - چنانچہ نرائن سنگھ نفر نے جب اس سے دریافت ہوا - اس انگوٹھی کا جو مہاراجہ صاحب مرحوم نے راجہ صاحب مرحوم کو بموقعہ تماشہ تھیٹر رنگ گھر واقعہ بارہ دری میں بوقت شب عطا فرمائی تھی - چوری کر لینا ظاہر کیا نفر مذکور نے اس انگشتری کا سبزہ اُکھاڑ لیا اور تین ہزار روپے میں لالہ دیوی لال بزاز کے ہاتھ بیچ ڈالا - اور اس کا سونا رامجی داس صراف کے پاس ۴ - ساون سمت ۱۹۷۳ کو فروخت کر دیا جسکا اندراج صحیح کے صفحہ ۵۶ پر موجود تھا - دیوی لال بزاز کو فروخت سبزہ کے متعلق تحریر گورمکھی میں دی ہوئی تھی - لالہ دیوی لال بزاز نے سبزہ مذکورہ کلکتہ جا کر بالعوض مبلغ سات ہزار روپیہ فروخت کیا - کلکتہ والوں نے بھی اُس سبزہ کو رکھا نہیں - بیچ ڈالا - جہاں سے لالہ دیوی لال کو لعل ہزار معہ ۵ اُمنیس ہزار پانسو باسٹھ روپے سوا سات آنہ میں واپس لا کر پیش کرنا پڑا - راقم نے یہی

لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی - آئی - ڈی کرائم برانچ نے بموقعہ تشریف آوری ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز صاحب بہادر بمقام پٹیالہ بماہ فروری ۱۹۲۲ء نہایت کامیاب انتظامات کئے - اور نہایت اعلیٰ اور دلی امداد دی - جسکے لئے حضور مہاراجہ صاحب بہادر رادھیراج مہندر بہادر پٹیالہ نے شفقت آمیز مسرت کا اظہار فرمایا ہے - لہٰذا ہم بھی اس کارگذاری کی بابت آپکا شکریہ ادا کرتے ہیں -

۹۸ - انتخاب پٹیالہ پولیس گزٹ نمبر ۲۹ جلد ۵ مطبوعہ ۵ مگھر سمت ۱۹۷۹

مندرجہ ذیل افسرانِ پولیس کو انعام عطا فرمائے گئے ہیں :-

سبزہ مقام کوہ چائل سرکار عالی وقار کی حضور میں پیش کیا۔ جسکے ملاحظہ پر حضور نے اُسے شناخت فرماکر نہایت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور داخل خزانہ کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ رسید میں نے حاصل کر لی تھی۔

بضمن تفتیش ہذا مزید مال مسروقہ راجہ صاحب بہادر کی برآمدگی

مقدمہ نمبر ۲۷ زیر دفعہ ۴۱۹ و ۳۸۱ تعزیرات ہند مورخہ ۱۳ جیٹھ سمت ۷۷ سرکار عالی بنام نرائن سنگھ نفر ملزم میں ایک بندی طلائی جڑاؤ مالیتی صماصہ روپیہ خورد محل حضور راجہ صاحب سورگباشی سے مسماۃ پریم کور مصاحبنی ہمشیرہ سردار ہروت سنگھ نے چرائی اور اُس نے انتہائی چالاکی سے کام لیتے ہوئے یہی بندی اپنے بیٹے کی سسرال یعنی چک ۲۴۲ گوگیرہ برانچ لائلپور میں چلتی کی۔ جہاں سے بجنسہ برآمد ہو کر مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں ہمراہ دیگر سامان پیش ہوئی۔ ہز ہائینس نے اُسے شناخت فرمایا۔ اور حکم دیا کہ بوقت انتقال راجہ صاحب اور بھی بہت سا قیمتی مال چوری ہوا ہے۔ وہ بھی برآمد کرایا جائے۔ سلسلہ تجسس کو جاری رکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ اُسی مصاحبنی نے ایک انگوٹھی جو بہت بیش قیمت تھی۔ اور جسمیں کافوری رنگ کا ہیرا تھا محل سے چوری کیا۔ اور سادھو سنگھ وکیل کے پاس پندرہ سو روپیہ میں بیچدی۔ سادھو سنگھ وکیل نے اِس انگوٹھی کا ہیرا نکال کر پینتیس سو (۳۵۰۰) روپے میں لاہور جا کر فروخت کیا۔ جو بکوشش تمام سادھو سنگھ سے وہ ہیرا بجنسہ منگایا گیا۔ اسوقت اس ہیرے کی قیمت کا اندازہ دس ہزار روپیہ لگایا گیا۔ اِس کے علاوہ یہ بھی معلوم

بموقعہ دربار بیساکھی سمت ۷۹ فرمان سرکار پُرنور دام حشمتہم مندرجہ پٹیالہ گزٹ ۳۰۔ کاتک سمت ۷۹ ع ۳۱ ۔ ۷ ۔ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی۔ کو سُرخ دوشہرہ مبارک سے ایک درجہ زیادہ کا خلعت بخشا گیا۔

۹۹ انتخاب پٹیالہ پولیس گزٹ نمبر ۲۹۔ جلد ۵ مطبوعہ ۵ مگھر سمت ۷۹

مندرجہ ذیل افسران کو انعامات بصلہ خاص خدمات عطا فرمائے گئے۔ فرمان سرکار پُرنور دام حشمتہم و اقبالہم۔

ہُوا کہ بر موقعہ انتقال راجہ صاحب جو چیز کسی کے ہاتھ لگی۔ اُسی نے اُڑا لی۔ اور لیکر چلتا بنا۔ بہت سا مال۔ کپڑے۔ سونے۔ چاندی کے برتن وغیرہ غائب تھے۔ ازحد کوشش ایسا مال بھی برآمد کرایا گیا۔ جو قیمتی سولہ ہزار سات سو اُنچاس روپیہ چار آنہ کا برآمد ہو سکا۔ باقاعدہ شناخت کرایا گیا۔ اور خزانہ سرکار میں داخل کیا گیا۔

سرکاری خیاطان کا سرقہ خیاطان سرکاری کا فروخت کردہ سرکاری سامان از قسم ٹکڑہ پارچات قیمتی گوٹہ کناری۔ کتون وغیرہ قریباً مالیتی دو ہزار روپیہ دوکانداران پٹیالہ کی دوکانات سے برآمد کرایا گیا۔ اِسکے سوائے گیارہ عدد موتی قیمتی تین ہزار پچاس روپیہ مال مشتبہ برآمد ہوا تھا شناخت کرایا گیا۔ اور سرکار والا نے خود شناخت کے بعد داخلہ خزانہ کے احکام صادر فرمائے۔

ایک بٹن جڑاؤ ہیرا کنی جو مسماۃ رام کنور زوجہ جیمل سنگھ زمیندار سکنہ پٹیالہ نے اساھ ۵ ۴۳ چار سو پینتیس روپیہ میں لاڈلی پرشاد صراف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ صراف مذکور سے برآمد ہوا۔ داخل خزانہ ۳۵۰

اِس سلسلہ میں مقدمات نمبر ۹ زیر دفعہ $\frac{409}{381}$ و نمبر ۲۶ زیر دفعہ $\frac{409}{381}$ مورخہ ۱۳۔ بساکھ سمت ۱۹۷۶ بخلاف بگا سنگھ۔ اجمیر سنگھ نفران حضوری مرتب کئے گئے۔ مذکوران سے قریباً پندرہ سو روپیہ کا مال برآمد ہوا۔ اِن تمام اشیاء کے علاوہ سردار ہردت سنگھ کے پوشیدہ طور سے رکھے ہوئے سامان و کاغذات سے ایک رجسٹر اخراجات مد حضور طلب نکلا۔ جسمیں منجملہ ترپن ہزار پرائیویٹ رقم کے مبلغ ۵۳۰۰۰ تیرہ ہزار ایک سو چون روپیہ سوا چار آنہ کا مصارف لکھا تھا۔ بابو دسوندھی رام کلرک نے بیان کیا

۲۔ سردار رتن چند صاحب انسپکٹر سی آئی۔ ڈی کو عہدۂ (اعزازی) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس عطا فرمایا گیا۔

۱۰۰ انتخاب پٹیالہ پولیس گزٹ ۲۹ جلد ۵۔ مطبوعہ ۵۔ مگھر سمت ۱۹۷۹

ترقی:۔ بمنظوری جناب پرائم منسٹر صاحب بہادر

سردار رتن چند صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ کو از ۹۔ ساون سمت ۱۹۷۹ بعہدۂ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھٹنڈہ بطور قائمقام ترقی یاب کیا گیا۔

کہ یہ رقم یعنی بقایا رقم چالیس ہزار روپیہ بابت قیمت زیورات دیوی لال بزاز کی واجب الادا تھی۔ لیکن دیوی لال کو یہ رقم شادی کمیٹی نے ادا کردی تھی۔ اس لئے خورد برد ہوگئی۔ کیونکہ اس رقم کا حال ذات خاص حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے سوائے اور کسی پر روشن نہ تھا۔ اسلئے ملزمان اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے رہے ہیں۔ یہ رجسٹر بمع مفصل رپورٹ بتوسل صاحب انسپکٹر جنرل پولیس حضور ولی نعمت کی خدمت مبارک میں پیش کردیا گیا۔ جسقدر تحریر میں مال آچکا ہے۔ اس کے علاوہ بیشمار انکشافات حیرت خیز تعجب انگیز روشنی میں آئے کہ جنکا کوئی شان وگمان بھی ناممکن ہے۔ بھائی جوہر سنگھ گرنتھی ولکھاری سکنہ موضع بلاسپور کے رہائشی مکان کی تلاشی اسوجہ سے لینی پڑی تھی کہ ہردت سنگھ ملزم نے مال سرکار کا وہاں رکھنا تسلیم کیا تھا۔ تو مال دزدشدہ مسروقہ ہردت سنگھ کے علاوہ پینتالیس ۴۵ تولہ ناجائز افیون اس کے مکان سے نکلی۔ اس کے سوائے نہایت حیرت انگیز عشقیہ و فحش خط و کتابت وہاں پکڑی گئی جن خطوط کا تعلق نہایت شریف ذی عزت سرداروں ورئیسوں کے گھرانوں سے تھا۔ ایک ناول بحروف گورمکھی جسکا نام راج دلاری تھا۔ اسکا مسودہ جو فی الحال پریس میں بھیج دیا گیا تھا۔ برآمد ہوا۔ جسے سرکار دولتمدار کے ملاحظۂ عالی میں پیش کیا گیا جس پر خصوصیت سے اظہار خوشنودی فرمایا گیا۔

مسمیان لبھا سنگھ وہردت سنگھ افسران محکمہ بستر خانہ و نرائن سنگھ۔ اجمیر سنگھ۔ ٹکا سنگھ جو سب باہم رشتہ دار تھے۔ کے قبضہ سے قیمتی جواہرات وجڑاؤ زیورات بیش قیمت گھڑیاں۔ شاہی اعلیٰ پوشاکیں

۱۰۱ نقل روبکار از میجر سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

مورخہ ۷۔ فروری ۱۹۲۳ء

سرکار بنام گنڈا سنگھ و دیالا و جوالا وغیرہ ملزمان

جرم ۳۹۵۔ تعزیرات ہند

تھانہ بھدوڑ

اندریں معاملہ موقعہ دربار بسنت پنچمی سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام حشمتہم و اقبالہم۔ ان ملازمان

اعلےٰ سے اعلےٰ فرنیچر و دیگر اعلیٰ ترین سامان جسکی قیمت دو لاکھ روپیہ سے زائد تھی۔ اُڑایا ہوا نکلا باؤن ہزار نو سو اکہتر روپیہ نقد و پاؤنڈ ہر دو ملزمان سے برآمد ہوا۔ بیان کردہ مال سے علاوہ سولہ ہزار سات سو اُنچاس روپیہ چار آنہ کا مال خورد محل حضور راجہ صاحب بہادر سے چوری شدہ برآمد کرایا گیا یہ تمام تر سامان وقتاً فوقتاً بیلیس موتی باغ اور کوہ چائل پر سرکار عالی کے ملاحظہ میں پیش ہوتا رہا۔ جسے ذاتِ خاص حضورِ پُر نور نے شناخت فرمایا۔

مقدمات بالا کی تفتیش تکمیل ایک سال دو ماہ جاری رہی۔ اس طویل عرصہ کے اندر راقم و ہمراہیان راقم کو سخت و غیر معمولی تکالیف و دقتوں سے سابقہ رہا۔ رات اور دن کی مسلسل تگ و دَو و محنتِ شاقہ نے صحت کو بھی نقصان پہنچایا۔ بہت سے اشخاص جنکو ملزمان نے مال سرکار چھپا رکھنے کو دیا تھا۔ ہم لوگوں کی مصائب و تکالیف کو بڑھا دینے کا باعث بنے۔ جب تفتیش کا شور ہُوا۔ تو ان کمبختوں نے مال مسروقہ کو اپنے گھروں سے نکالا۔ اور جہاں حفاظت یا بچاؤ کی اُمید دیکھی وہاں پہنچایا۔ غرض حالت یہ تھی۔ کہ آگے آگے مال مسروقہ اور اس کے پیچھے پیچھے راقم حصولِ مال مسروقہ کے لئے یوں سمجھ لیا جائے۔ کہ ہم لوگوں کو ہزاروں کوسوں کی منزلیں۔ صدہا ہیان توڑ کوششیں اور سینکڑوں موثر تدبیریں کرنی پڑتیں۔ تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل پیدا ہوتی۔ اگر ہر مصیبت محنت۔ تدبیر اور کُل خدمات جو اس مشکل مہم میں ہمیں کرنی پڑتیں اجمال کے ساتھ بھی لکھیں۔ تو نہایت ہی سنسنی خیز حالات سے پُر بڑی بڑی ضخیم متعدد کتابیں تیار ہو جائیں۔ زیادہ ممکن نہ تھا۔ کہ ہمیں مال مسروقہ

کو انعام تقسیم فرما دیئے گئے۔ جو مقابلہ ڈکیتیاں میں شامل تھے۔ اس موقعہ پر سردار شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا حاضر دربار ہونا ضروری متصوّر ہو کر حکم ہوا:۔

روبکار ہذا تعمیلاً بخدمت سردار شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ مرسل ہووے

۱۰۲- نقل روبکار از میجر سردار امر یک سنگھ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۴ء

بسلسلہ عطائیگی انعامات خدمت حسنہ افسران متعلقہ کی حاضری بموقعہ دربار بسنت پنچمی مبارک

کی برآمدگی میں اِسقدر وائسپی کامیابی نہ ہوتی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر نے سرکار والا سے یہ منظوری پہلے حاصل کر لی تھی۔ کہ گیرندگان مال مسروقہ پر کسی قسم کا مقدمہ نہیں چلایا جائیگا۔ اِس منظوری نے ہم لوگوں کیلئے بہت سی سہولتیں بہم پہنچا دی تھیں۔

جہاں تک میں پولیس کے گذشتہ کارناموں پر نظر ڈال چکا ہوں۔ مجھے ریاست پٹیالہ کے اندر اِسقدر قیمتی مال مسروقہ کی برآمدگی کی کوئی نظیر نہیں مل سکی۔ اور یہ مقدمات ایسے بےمثل مقدمات ہیں۔ جو اپنی نوعیت میں لاثانی ہوتے ہوئے تاریخ پٹیالہ میں یادگار رہیں گے۔

ہمکو لاکھوں روپیہ کے مال مسروقہ کی حفاظت کرنا بجائے خود ایک تکلیف دہ کام تھا۔ جسکے لئے مجھے اور میرے ہمراہیان ملازمان پولیس کو شب بیداری کی غیر معمولی تکلیف رہا کرتی۔

اِس تفتیش میں قابلِ ذکر ایک بات یہ دیکھنے میں آئی۔ کہ ہزارہا روپیہ کا مال مسروقہ کا رجسٹرات تحویل میں اکثر اندراج ہی نہیں ملتا تھا۔ بعض تحویلداران اور افسران رکانجات باوجود اس کے کہ مال مسروقہ بازیافتہ اُنکی تحویل سے متعلق ہوتا۔ مگر شناخت مال سے عمداً گریز کرتے تھے۔ یا بالفاظ دیگر گھبراتے تھے۔ جسکی وجہ جہانتک میں سمجھ سکا ہوں۔ یہی ہے کہ بعد گمشدگی مال سرکار اُسکے بدنتائج سے خوف زدہ ہوکر وہ اُس کے متعلق کوئی بھی رپورٹ وغیرہ نہ کرتے ہونگے۔ بلکہ گمشدہ مال پر پردہ ڈالنے کے لئے فضول طریقوں سے اس کا خرچ دکھا دیا کرتے تھے۔ اکثر جگہ مال کا اندراج ہوتا ہی نہ تھا۔ اِس قدر بےتحاشا سرقہ اور غبن کا باعث جہاں تک میری عقل نے میری رہبری کی ہے اِس

مزدوری منظور ہوکر

حکم ہوا کہ

بذریعہ روبکار بخدمت لالہ شیب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ماموره سی آئی ڈی تحریر کیا جاوے۔ کہ آپ ۹۔ فروری ۱۹۲۲ء کو وردی فل ڈریس میں جسکا سربند بسنتی اور پگڑی شرخ ہوگی۔ شامل دربار عام ہوں۔

۱۰۳ - نقل سند سرکار پٹیالہ

نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اِن تحویلات سرکاری میں گویا بلیوں سے دُودھ کی رکھوالی کرائی جاتی تھی بلکہ ادنے حیثیت قلیل تنخواہ دار انسانوں جنکی نسبت دعوےٰ سے یہ کبھی نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ ضروری ایماندار دیانتدار ہیں۔ لاکھوں روپیہ کا مال سرکار اُن کے سپرد کردیا جاتا تھا۔ ذمہ دار افسران نہ خود مستعدی سے نگرانی کی سردردی برداشت کرتے اور نہ پڑتال مال کی زحمت اپنی ذات پر گوارا کرتے تھے۔ اِن غیر معمولی امور کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ ادنیٰ ملازم بھی جب کبھی داؤں لگا۔ کچھ لے گیا۔ اور ایسے موقعے اکثر اِن لوگوں کو مِل جاتے ہونگے۔

اِسی سلسلہ میں مسمی رمضان فراش کے فروخت کردہ جھاڑ نائے کانچ جو اس نے دیوان خانہ قلعہ معلی سے چوری کئے تھے معہ دیگر سامان سرکاری مالیتی للعہ ۸۴۳ آٹھ سو تینتالیس روپیہ برآمد ہوئے مقدمہ نمبر ۸۰ زیر دفعہ ۳۸۱ تعزیرات ہند مورخہ ۱۲ بیساکھ سمت ۱۹۷۸ کو مرتب ہو کر ملزم کا چالان ہوا

اِس سلسلہ میں بعض ایسی گندم نما جو فروش اعلیٰ ہستیوں کے حیرت انگیز راز ظہور میں آئے۔ جو ظاہرا طور پر مہاراجہ صاحب کے بڑے خیر خواہ اور اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہوتے ہوئے لالچ کے بس میں آکر بددیانتی کے مرتکب ہو رہے تھے۔

غالباً یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ اگر میں معدودے چند افسران۔ ماتحت ملازمان پولیس کا ذکر نہ کروں۔ جنہوں نے اس مقدمہ میں میری نہایت ہی اعلیٰ امداد کی۔

گوبند سنگھ نفر حضوری مخبر۔ دسوندھی رام کلرک سابق تحویل پوشاکیات جنکو ارشاد حسب

بصلہ خدمات احسن جو گرامی منزلت سردار شیب چند نے متعلق تنازعات مابین ریاست پٹیالہ و مہاراجہ ریپودمن سنگھ والئے نابھہ انجام دی ہیں۔ حضور بادولت بہ خوشنودی تمام معہ الله کو یہ سند با اظہار کمال شادمانی عطا فرماتے ہیں۔ المرقوم ۲۷ مگھر سمت ۱۹۸۰ ۔

دستخط سردیا کشن کول وزیر اعظم بہادر سرکار پٹیالہ۔

بحکم مبارک سرکار حضور مہاراجہ دھیراج مہندر بہادر دام اقبالہم وحشمتہم

۱۰۴ ۔ نقل روبکار از پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع بھٹنڈہ

سب انسپکٹر۔ منوہر لال صاحب انسپکٹر۔ سالگرام ہیڈ کانسٹبل دوم۔ ملکھی رام ہیڈ کنسٹبل دوم۔ ہردت سنگھ ہیڈ کنسٹبل دوم۔ محمد حسین ہیڈ کنسٹبل دوم۔ اللہ بخش کنسٹبل۔ اللہ بخش کنسٹبل دوم۔ اسمٰعیل خان کنسٹبل۔ نوراتا رام کنسٹبل۔ حسن محمد کنسٹبل۔ کشن سنگھ کنسٹبل۔ آسا رام کنسٹبل۔ رام رتن ہیڈ سوم

مندرجہ بالا اصحاب نے اِس تفتیش میں میرے ساتھ مصروف رہ کر نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے میری امداد کی۔ مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ خاص وجوہات درمیان میں پڑ جانے سے اُنہیں کوئی صلہ نہیں مل سکا۔ تاہم میں اُن سب کا بدل مشکور ہوں۔

تمام مال واسباب بازیافتہ بماہ ماگھ سمت ۱۹۷۷ ولساکھ سمت ۱۹۷۸ تحویلات ڈھیوڑی معلی و کروڑا صاحب اندرون بہ تعمیل احکام شاہی داخل کر دیا گیا۔

بموجب ارشاد شاہی سردار میاں سکھدیو سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی سشن جج نے ملزمان کے خلاف سرسری تحقیقات فرما کر کاغذات متعلقہ مع اظہار کردہ رائے خود بحضور مہاراجہ صاحب ادھیراج پیش کئے جس پر حضور مہاراج ادھیراج نے بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۹۲۲ء مطابق ۹ ماگھ سمت ۱۹۷۸ اجلاس خاص سے بذریعہ حکم ۱۳۱ مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا۔

بسنتہ سنگھ موضع کھیڑی تھانہ سرہند

یہ ملزم تحویل پوشاکیات حضوری کا منصرم تھا۔ بہا بیش قیمت اشیاء اس کے چارج میں تھیں

مورخہ ۳۰۔ جنوری ۱۹۲۲ء

حسب صدور روبکار صدر پولیس محکومہ 29 1/24 موصولہ امروزہ لالہ شب چند صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس بعہدہ انسپکٹری رپورٹ کی جا کر بجائے حشمت علی صاحب انسپکٹر ضلع پٹیالہ تبدیل و مامور کئے گئے ہیں۔ اور انسپکٹر صاحب حشمت علی بضلع بھٹنڈہ بعہدہ انسپکٹری ماموری عمل میں آئی۔ اور عملدرآمد تبادلہ مذکور کا نفاذ از 15/80 /5 ارشاد ہے۔ لہٰذا

حکم ہوا کہ:۔

علاوہ اِن سوداگروں سے ناجائز مفاد حاصل کرنیکے جو حضور رابد ولت سے معاملہ طے کرنے آتے تھے۔ اُس نے بکثرت اشیاء کی خیانت کی۔ اور نہایت قیمتی مال کا تغلّب کیا۔ بکثرت اشیاء اُس کے گھر سے برآمد ہو کر ملکیت سرکار ہونا شناخت ہو چکی ہیں۔ صاحب سشن جج جنہوں نے اِس مقدّمہ میں تحقیقات کی۔ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ملزم اشیاء بازیافتہ از قبضۂ خود کو ہماری بخشش کردہ بتانا کرنے سے قاصر رہا ہے۔ اور اُس کی مجرمیت پورے طور پر ثابت ہے۔ اُس نے جرائم زیر دفعہ ۴۰۹-۴۱۱ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر قانون پر پورے طریق سے عمل کیا جائے۔ تو بسنت سنگھ ملزم سزائے دائم الحبس یا کسی قسم کی قید کا جسکی میعاد دس سال ہو سکتی ہے۔ نیز جرمانہ کا مستوجب ہے لیکن سشن جج کی رائے ہے۔ کہ کم از کم سزائے ہفت سالہ قید سخت مع جرمانہ ایک ہزار روپیہ یا بصورت عدم ادائے جرمانہ ایک سال مزید قید کا دیا جانا مقدّمہ کی نوعیت کے لحاظ سے کافی ہو گا۔ لیکن ملزم رحم کی درخواست کرتا ہے مال سرکاری میں خیانت کا مرتکب ہونے سے ملزم کا قصور عظیم پایا جاتا ہے خصوصاً اس صورت میں کہ حضور رابدولت نے اپنا قطعی بھروسہ اس پر کیا ہوا تھا۔ حضور رابدولت کا ارادہ ملزم کی نسبت ایک طویل المیعاد سزائے قید کا حکم صادر کرنے کا تھا۔ تاکہ اس سے دوسرے ملازمان سرکاری پر خصوصاً اُن پر جو محلّات شاہی کی خدمت پر مامور ہیں۔ عبرت انگیز اثر ہو۔ مگر اس مقدّمہ کی خصوصیت پر نظر کرتے ہوئے ازراہِ ترحّم حکم دیتے ہیں۔ کہ جسقدر قید، در گرفتاری سے اب تک ملزم بھگت چکا ہے۔ کافی تصوّر کی جائے۔ لیکن اس کی تمام ذاتی جائداد علاوہ جدّی کے بحق ریاست ضبط کی جاوے۔ علاوہ ازیں

بذریعہ روبکار ہذا لالہ شب چند صاحب انسپکٹر موصوف کی خدمت میں اطلاع دیجاوے کہ آپ پٹیالہ جا کر حشمت علی صاحب انسپکٹر سے چارج لیکر مصروف کار سرکار ہوں۔ عملدر آمد تبادلہ از $\frac{15}{80}$/15 ہووے۔

۱۰۵ - نقل روبکار از سردار رگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ

مورخہ ۲۰- ماگھ سمت ۱۹۸۰

لالہ شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پٹیالہ

تاحکم ثانی اُسکو اپنے دیہہ مسکن کے قیام کا پابند کیا جاوے۔ اور پولیس اس کی حرکات وسکنات پر نگرانی رکھے۔

ہردت سنگھ سکنہ ڈبوگڑھ تھانہ قربہ

اِس شخص کا جرم زیر دفعہ ۱۴۱ تعزیرات ہند قایم ہوتا ہے۔ اور یہ سزائے قید کا جسکی میعاد چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔ نیز سزائے جرمانہ کا جو دو ہزار تک ہو سکتا ہے مستوجب ہے لیکن حضور مابدولت حکم صادر فرماتے ہیں۔ کہ جسقدر عرصہ وہ جیل میں رہ چکا ہے۔ وہی سزا کافی سمجھی جاوے اُسے بھی بصدور حکم ہذا جیل سے رہا کر دیا جاوے۔

لیکن اس کی بھی جائداد ذاتی (علاوہ جدّی) بحق ریاست ضبط کی جاوے اور اس کو تاحکم ثانی پابند قیام دیہہ مسکن خود کیا جائے۔ پولیس اس کی نقل وحرکت کی نگرانی کرے۔

بگا سنگھ ساکن موضع پریم سنگھ والہ پاسنگرور

اِس شخص نے بذریعہ ارتکاب محلات جرائم متذکرہ تعزیرات ہند بشمول تغلب مابدولت کے اس اعتبار کو جو اِس پر حضور مابدولت نے بحیثیت لفرحضوری کیا تھا شرمناک طور پر جھٹلایا ہے حضور مابدولت اسکو سخت سزا دیتے لیکن بہ لحاظ خاص حکم صادر کیا جاتا ہے۔ کہ جسقدر سزا اپنی گرفتاری کے

روبکار صدر پولیس پٹیالہ بدیں حکم کہ بسلسلی احکام سابقہ حسب الحکم جناب ہوم سکرٹری صاحب بہادر سردار شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ کو سی آئی ڈی میں اور منشی حضور آسنگھ صاحب انسپکٹر کو سی آئی ڈی سے ضلع پٹیالہ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ صدر سررشتہ ہو کر حکم ہوا کہ بذریعہ روبکار بخدمت لالہ شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب اطلاع دیجاوے۔

۱۰۶ - نقل حصہ اعلانِ شاہی دربار بسنت پنچمی ۲۷ - ماگھ سمت ۱۹۸۰ -

عنایات واعزاز و انعامات خسروانہ جو دربار خاص بسنت پنچمی منعقدہ ۲۷ - ماگھ سمت ۱۹۸۰ مطابق

وقت سے اب تک وہ بھگت چکا ہے۔ کافی سمجھی جائے۔ اور اس کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن اس کیسا تھ ہی حکم دیا جاتا ہے۔ کہ اس کی تمام جائداد واقعہ حدود ریاست ہذا ضبط کی جائے۔ اور اس کو علاقہ ریاست سے خارج کیا جائے۔ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ آئیندہ کبھی حضور عالیدولت کی ریاست میں داخل نہ ہو۔ اس حکم کی خلاف ورزی پر وہ مکرر گرفتاری اور تجویز جرم مرتکبہ نامبردہ کا مستوجب ہوگا۔

اجمیر سنگھ و نرائن سنگھ سکنہ و بھہ تھانہ مالسہ و گنڈو اتی تھانہ پائل

علے الترتیب جیل سے رہا کر دئے جائیں۔ امید ہے کہ جسقدر سزائیں بھگت چکے ہیں۔ وہ ان کے لیئے نیز دوسروں کو عبرت دلانے کے لیئے کافی ہونگی۔

(دستخط مہاراجہ ادھیراج)

جہاں لاکھوں روپیہ کا مال سرکاری برآمد ہوا۔ وہاں بلبتہ سنگھ و ہردت سنگھ وغیرہ ملزمان کی ضبطی جائداد سے بھی سرکار کو لاکھوں روپیہ کا فائدہ ہوا۔ سرکاری تحویلات خصوصاً تحویلات کے ایسے جرائم کی تحقیقات ایسے وقت ہوئی بڑی ٹیڑھی کھیر تھی۔ تنخواہ رشتہ دار ریاست تھا اور افسران تحویل حضور رس اور باثر تھے۔ جنکی رشتہ داریوں کا عروج علاوہ بریں تھا۔ یہ افسران وہ تھے کہ جنسے بات کرنیکی بھی جرأت نہ پڑتی تھی۔ ان کی ذراسی ناراضگی بیٹھے بٹھائے جان ہو سکتی تھی۔ ایسے میں بارسوخ افسران کے چال چلن کی نسبت ہمیشہ بڑے بڑے افسران اور ارکان کی کمیٹیاں بیٹھیں۔ مگر وہ ہمیشہ

۹۔ فروری ۱۹۲۳ء میں سری ۱۰۸ حضور اتل پرتاپی بریجاپالک مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر پٹیالہ نے باظہار اعتراف خدمات مقدمات تنازعات نابھہ و پٹیالہ منشیران و سرداران و جاگیرداران و ملازمین و رعایا و دیگر خیرخواہان سرکار پٹیالہ کو عطا فرمائے۔

شمار	نام	عہدہ	قدر افزائی
۳۴	سردار شیو چند صاحب	السنکپٹر پولیس	(۱) سند
		قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس	(۲) مبلغ ۲۰۰/ صد روپیہ انعام

فیل ہوئیں - پس ان حضور رس افسران کے خلاف قدم اُٹھانا اور منزلِ مقصود پر پہنچنا قطعی ناممکن تھا - مگر آقائے نامدار کے پاسِ نمک کا تقاضا تھا - کہ مشکلاتِ گوناگوں اور نقصانات بوقلموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی سروس کا ایک اَمِٹ کارنامہ تاریخ پٹیالہ کے لئے یادگار قائم کیا جائے - اس لئے یہ کمزور بیکس بے وسیلہ ناچیز ہستی - جوشِ نمکخواری میں شیر دل ہو کر مستعد خدمت گذاری ہو گئی -

یہاں پر یہ بیان کرنا غلط نہ سمجھا جائیگا - کہ حالات بالا سے بڑھ کر تفتیش و برآمدگی مال میں مشکلات پیدا ہوئیں جو نمکخواری سے منحرف کرنیکی زبردست اور مٹا دینے والی کوششیں ہیچ سمجھیں میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا - کہ اس زبردست گروہ کے سوا اُن کن مستعد و بارسوخ ہستیوں نے مجھ پر کس کس طرح کے دباؤ ڈالے - اور مجھے عملی طور پر نقصان پہنچایا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ باوصف اس سرفروشی - جاں نثاری اور قربانی کے اگر میری خدمات کی داد نہیں دیگئی - نہ سہی - مگر وہ سٹاف جس نے سینکڑوں کو دشمن کیا - ہزاروں روپیہ پر لات ماری - اپنی محدود آمدنی سے اپنا پیٹ بھرا شوق - خدمت گذاری اور اُمید قدردانی نے شب و روز ایک کر دئے - وہ بھی ہر طرح کی قدر افزائی سے محروم رہے - قبول کرنا پڑتا ہے -

شکوہ بیجاست ز چرخ گِلہ از دوست خطاست

قسمت ایں بود کہ سعی ام ہمہ برباد رود

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے - کہ اعلیٰ افسر کے تبادلے کے ساتھ اُس کے حسن انتظامات بھی جانشینوں کے پُر حسد ہاتھوں سے پامال کر دئے جاتے ہیں - یہی امور ہم ہندوستانیوں کی ترقی میں حارج ہیں -

ابھی یہ مقدمات چل رہے تھے - کہ مسٹر ایف ایل نیوبین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس یہاں سے رخصت ہو گئے - اس کے ساتھ ہی ہم ہر طرح کی ہدایات مزید رہبری اور دل افزائی سے محروم ہو چکے تھے - اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی تھی - مگر میری اور میرے سٹاف کی سرگرمیاں یورپین طرزِ کار گذاری کے قالب میں ڈھل چکی تھیں - جو منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے کسی رکاوٹ کی پرواہ نہ کرنیوالی تھیں

کرنل سردار ابریک سنگھ صاحب السپکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ سردار صاحب اسی مالِ مسروقہ کی برآمدگی کے سلسلہ میں مجھسے بدیں وجہ ناراض تھے۔ کہ وہ مالِ مسروقہ کو اپنی معرفت سرکارِ عالی کیخدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مسٹر نیوبین صاحب کا یہ حکم تھا۔ کہ مالِ مسروقہ برآمدہ براہِ راست پیش ہو۔ چنانچہ مجھ کو اپنے بڑے افسر کے حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ اسلئے تمام مال برآمدہ صاحب موصوف کی معرفت سرکارِ عالی کی خدمت میں پیش ہو کر ملاحظہ ہوتا تھا۔ اگر یہ مال حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے ملاحظہ نہ ہوتا۔ تو خاکسار کے مخالفین اور ملزمان کے موافق بعض اہلکاران یہ بات بناتے۔ کہ مال چوری ہی کا نہیں۔ بلکہ ملزمان کا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے تمام مال سرکارِ عالی کیخدمت میں ملاحظہ ہو چکا تھا۔ اس لیئے خاکسار محفوظ رہا۔

سمت ۱۹۸۲ میں خاکسار نے یہ کاغذات سرکارِ عالی کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری پیش کر دیئے یہ جو کچھ ہوا نہ مجھے اس پر ناز ہے نہ میرے ماتحتین کو۔ یہ سب کچھ اُس حق نمک کا نتیجہ ہے جو ہمیں ہندری دسترخوان سے اُس کی حق شناس رعایا کو کھلایا جا رہا ہے۔ ؎

دلا آفاتِ دنیاوی سے تیرے شکوے بیجا ہیں
یہ جو کچھ ہے ترے پچھلے جنم کی ہی کمائی ہے۔
نہیں لذاتِ دنیاوی میں راحت فی الحقیقت کچھ
پھنسا جو دام میں اسکے مصیبت اُسپہ آئی ہے

اخبارات میں ذکر ان مقدمات کی اہمیت نے اُس وقت کے اخبارات میں بھی شہرت پائی۔ چنانچہ ریئس ہند میگزین دہلی فروری سنہ ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۹۵ پر حسب ذیل نوٹ چھپا تھا۔

ترحم خسروی ؎ درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست

یہ اُن بزرگوں کا تجربہ ہے کہ جو دین و دنیا کے واقعی بادشاہ کہلاتے ہیں۔ مسمّیان سنگھ ہردت سنگھ۔ نرائن سنگھ۔ اجمیر سنگھ۔ بگا سنگھ ملازمان محلاتِ سرکار پٹیالہ بجرم تغلّب پوشاکیات و دیگر مالِ سرکاری از قسم جواہرات وغیرہ حراست میں لیئے گئے تھے۔ پولیس ریاست موصوف کے

مشہور سراغ رساں لالہ شرب چند صاحب نے اشیائے مغبونہ کی برآمدگی میں ایسی غیر معمولی اور حیرت انگیز تفتیش کی۔ جو خاص انہی کا حصہ ہے۔ دو لاکھ روپے کے قریب مال از قسم جواہرات۔ زیورات مرصع۔ بیش قیمت۔ پوشاکیات مسروقہ و مغبونہ برسوں بعد اپنی مشہور ایمانداری اور قابلیت سے برآمد کرایا۔ یہ سلسلۂ تفتیش ایک مستقل رسالہ کی صورت میں "حیرت انگیز سراغ رسانی" کے عنوان سے چھاپا جائیگا۔ جس خداداد لیاقت اور سخت دیانتداری سے لالہ صاحب نے یہ خدمت سرکار انجام دی۔ اسکی نظیر ریاست کی گذشتہ تاریخ میں نظر نہیں آتی ہمیں امید ہے کہ ملزمان قانونی سزا پائیں گے لیکن سرحضور انور دام حشمتہم نے بنظر ترحم خاص انہیں جیل سے رہا فرمادیا ہے۔ اگر قانونی سزا دیجاتی تو دائم الحبس تک۔ بدبخت سزا پاتے۔ کیونکہ عدالت ہائے جوڈیشل اپنا حکم صادر کرچکی تھیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ لالہ صاحب کو اس اعلیٰ قربانی کا ضرور صلہ ملے گا۔ آئندہ بھی انہیں اسی طرح وفاداری و دیانتداری سے خدمات سرکار انجام دینی چاہئیں اور خصوصاً سب ملازمان پولیس کو۔

انعام و اکرام بتاریخ ۱۸۔ اسوج سمت ۱۹۷۶ بموقعہ دربار شاہی شہر مبارک بصلہ حسن خدمات خاکسار کو مبلغ دو سنو۲ روپیہ نقد معہ سند بطور انعام عطا ہوا۔

اور اسی موقعہ پر بصلہ گرفتاری دسوندھا سنگھ ڈکیت سکنہ لہرہ بیگہ ضلع فیروزپور سرکار عالی نے مبلغ تین سنو۳ روپیہ انعام دست مبارک سے مرحمت فرمایا۔ خاکسار اپنے قدردان مالک کا ہزار زبان سے شکر گذار ہے۔

لارڈ چیمسفورڈ وائیسرائے ہند کی پٹیالہ تشریف آوری

ماہ کاتک کی ۶۔ تاریخ سمت ۱۹۷۶۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کا دن تاریخ نگار پٹیالہ ضرور اپنے وقائعہ میں لوٹ کریگا۔ اس کی وجہ یہ کہ اس مبارک یوم کو وائیسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ رونق افزائے

بلدہ پٹیالہ ہوئے تھے حسب قاعدہ ممدوح الشان کا زور شور سے استقبال اور خوب دھوم دھام ہوئی اس آمد سعید پر خوشیوں کے جلسے مختلف کھیل کود جھمیلے ریاست کی طرف سے ہوئے۔ چنانچہ ہر تقریب جلسہ و ہجوم کے وقت خاکسار کی ڈیوٹی لازمی رہی۔ صبح سے شام اور شام سے صبح بغیر وقفہ اور آرام کے کار سرکار میں مستعد معروف رہنا پڑا۔ ۷۔ کاتک یعنی ۲۳۔ اکتوبر کو حضور ممدوح الشان امن و امان خیر و عافیت کیساتھ مراجعت فرما ہوئے۔ حضور ممدوح کا پروگرام پٹیالہ سے سنگرور۔ اور بہت تھوڑا وقت وہاں قیام رہکر بہت تھوڑی دیر کے لئے باگڑیاں بھائی کے اور پھر وہاں سے ورود فرمائے نابھہ ہونے کا تھا انسپکٹر جنرل صاحب پٹیالہ نے سردار اگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و خاکسار کی ڈیوٹی محض حضور ممدوح کی حفاظت کے سلسلہ میں لگائی تھی۔ اور یہ ڈیوٹی نابھہ تک تھی۔ خاکسار مع دیگر سپرنٹنڈنٹ صاحب پٹیالہ سے براستہ بھوانی گڈھ سنگرور۔ دہوری۔ مالیر کوٹلہ۔ امرگڈھ۔ باگڑیاں ہو کر حضور ممدوح کے ساتھ نابھہ تک گئے۔ نابھہ میں افسران پولیس نابھہ کو اردلی دیگر اور حفاظت کی ڈیوٹی اُن کے حوالہ کرکے شب کے گیارہ بجے واپس پٹیالہ پہنچ گئے۔ اس حسن کارگذاری کے صلہ میں خاکسار کو ایک سنہری سند عطا فرمائی گئی۔

منسٹر کے نام سے رشوت اور دغا کا ارتکاب

۵۔ اسی کے ساتھ سایہ کی طرح سنتاپ رہتے ہیں
جہاں یہ لوبھ ہوتا ہے وہیں سب پاپ رہتے ہیں

پٹیالہ کا ایک درزی جو ایک مشہور متدین جوڈیشل منسٹر کے کپڑے سی کر دیدینے کا تعلق رکھتا تھا۔ کیونکر اُسے حوصلہ ہوا کہ وہ ناجائز فائدہ اُٹھا کر ایک سنگین جرم کا مرتکب ہو۔ قصبہ مڈ یا یہ علاقہ ریاست میں درزی مذکور کے ننکے تھے جہاں کے دو زمینداران مسمیان گنگارام و سہیلا کا حقیت اراضی پچاس ساٹھ گھماؤں کی بابت باہمی مقدمہ بازی کا سلسلہ چل رہا تھا۔ یہ دونوں زمیندار حسب تاریخ پیشی پٹیالہ آتے تو انہیں تعلقات کی بنا پر جو درزی کا اوپر تبلایا گیا ہے۔ اسی درزی کے ہاں قیام کرتے رفتہ رفتہ کوتاہ مقدمہ بحق سہیلا فیصلہ ہو گیا۔ فریق دوم گنگارام نے بحالت ناکامی مقدمہ کا اپیل جوڈیشل منسٹر صاحب کی عدالت میں دائر کیا۔ اہل غرض دیوانہ ہوتا ہے۔ گنگارام نے اپیل دائر کرنے کے بعد

درزی سے ذکر کیا۔ اور اثنائے ذکر میں یہ بھی خواہش کی کہ وہ کوئی ایسی تدبیر بتائے۔ جس سے اپیل منظور ہو جائے۔ ساتھ ہی کہا کہ تم جوڈیشل منسٹر صاحب کے ہاں آتے جاتے ہو۔ تم اگر چاہو۔ تو میرا کام بنا سکتے ہو۔

درزی چالاک اور زمانہ ساز تھا۔ وہ جان گیا کہ یہ غرضمند ہے۔ پہلے خاموش رہا اور پھر شدہ شدہ مطلب پر آگیا۔ اور گنگا رام کو باتوں باتوں میں یقین دلا دیا۔ کہ اگر وہ دو ہزار روپیہ خرچ کرے تو فیصلہ اُس کے حق میں کرا دیگا۔ سادہ لوح گنگا رام چالاک درزی کے جال میں آگیا۔ سمجھا کہ کام ہو گیا۔ آٹھ سو روپیہ میں تو اس نے اپنی زمین رہن کی اور چار سو روپیہ اپنے سرمایہ سے لاکر بارہ سو روپیہ درزی کو دیدیا۔ اور نہایت خوشامد درآمد سے درزی سے التجا کی کہ اور روپیہ کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ بس اتنے میں ہی میرا کام کرا دو۔ یہ رقم درزی نے ہضم کر لی۔ مقدمہ کا فیصلہ نہ ہوا۔ پیشیاں پڑتی رہیں۔ مگر درزی نے گنگا رام کو یقین دلا دیا۔ کہ روپیہ منسٹر صاحب کے پاس پہنچا دیا گیا ہے وہ تیرا کام ضرور کریں گے۔ درزی کی بارہ سو میں تسلی نہ ہوئی۔ اس نے تین کنستر گھی کی اور فرمائش کر ڈالی کہ ایک کنستر تو ان کے سررشتہ دار کو دیا جائیگا۔ دو کنستر گھی جوڈیشل منسٹر صاحب کو درکار ہیں۔

گنگا رام ایک رقم کثیر ہاتھ سے دے بیٹھا تھا۔ اُسے خیال تھا کہ اسقدر روپیہ لیکر جوڈیشل منسٹر صاحب ضرور مہربان ہونے چاہئیں۔ مگر اُسے اپنے حال پر منسٹر صاحب مہربان نہ نظر آئے۔ جب اسقدر رقم پر خیال کرتا تو اس کی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا۔ اس نے ضرور مقدمہ خراب دیکھتے ہوئے درزی سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ وہاں دینے دلانے کو کیا رکھا تھا۔ ہوتے ہوتے اس معاملہ کی اطلاع مسٹر نیومین صاحب انسپکٹر جنرل تک پہنچی۔ آپنے اس کی پڑتال خفیہ کے لئے اس خاکسار کو حکم دیا۔ پڑتال سے معاملہ بالکل سچ ثابت ہوا۔ صاحب بہادر موصوف کے حکم کے مطابق مقدمہ ۲۸ زیر دفعہ ۴۲۰۔ ۲۰ بھادوں سمت ۱۹۷۷ کو کوتوالی پٹیالہ میں دائر کرایا گیا۔ تفتیش سے یہ ثابت ہوا۔ کہ رقم مذکور کے منجملہ سات سو روپے تو اس نے سیونگ بنک میں جمع کرا رکھا ہے۔ کچھ قرضہ بیباک کیا۔ کچھ تجارت آلو پر لگایا گھی کے تینوں کنستر محلہ میں فروخت کر دیئے۔ دوران تفتیش ملزم نے اس حصول ناجائز سے اقرار کیا۔ چالان

عدالت کیا گیا۔ اس طرح سے ایک غریب مظلوم اپنی دادرسی کو پہنچا۔ اور عجیب انداز سے۔

خدا غریب کی سُنتا ہے غیب سے فریاد
اثر عجیب دِلِ دردمند رکھتا ہے

سپرنٹنڈنٹ بیڑہا و چڑیا گھر کی خیانت و بددیانتی

۱۹۷۵ء میں میجر سردار گوردیال سنگھ صاحب معروف ڈھاک بیڑہا سرکاری کے سپرنٹنڈنٹی کے عہدہ پر فائز تھے۔ اس عہدہ کی ذمہ داری کے علاوہ بیڑہا (جنگلات) سرکاری بھی اُنہیں کے سپرد تھے۔ چڑیا گھر وغیرہ دوسرے چند چھوٹے چھوٹے کارخانجات بھی اُنہیں کے اہتمام میں تھے۔ جیسا کہ پہلے مقدمہ تحویل پوشاکیات کے ذکر میں یہ ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ ہر افسر محکمہ اپنے ذاتی فوائد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اپنے ماتحت عملہ میں اپنے ہی رشتہ داروں اور تعلقداروں کو بھرتی کرنا اشد ضروری سمجھتا تھا۔ اور اپنی کرتوتوں۔ بددیانتیوں کے راز افشانہ ہونے دینے کی غرض سے اپنے آدمیوں کا رکھنا لابُد خیال کرتا۔ رہا سرکاری کام۔ وہ خواہ ہو یا نہ ہو۔ اس کی پروا بہت کم کرتا تھا۔ اپنے آدمیوں کی موجودگی سے گویا وہ ایک کنبہ بن کر خوب ہاتھ مارتے اور بےفکر مال سرکار لوٹتے کھسوٹتے رہتے تھے علیٰ ہذا سردار گوردیال سنگھ کے ماتحت بھی اُن کے چند رشتہ داران مسمّیان سپورن سنگھ و ہر جنگ سنگھ وغیرہ موجود تھے۔ ان حالات میں یہ امر ناممکنات سے تھا کہ ہر دو رشتہ داران سردار گوردیال سنگھ کی وہ اور سردار گوردیال سنگھ اُن کی بددیانتیوں۔ بدعملیوں پر روشنی ڈال سکیں۔ اتفاق سمجھیے یا قدرت کے اٹل قانون کا کرشمہ کہیئے۔ بددیانتی و بدی کا پردہ خود بخود چاک ہوتا ہے۔ اور بعد تحقیقات و تفتیش سردار گوردیال سنگھ کا مندرجہ ذیل طریقوں سے بددیانتی و خیانت مجرمانہ کا مرتکب ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچا۔

(۱) جنگلات سرکاری سے بہت سی لکڑی کا تصرف ناجائز کیا گیا۔

(۲) اور اراضی متعلقہ کوٹھی مکئی صاحب ستر روپیہ سالانہ ٹھیکہ پر ٹھیکیدار کو دی۔ اس سے کوئی تحریر نہیں لی۔ جس سے کہ رقم کی بندش کا اندراج ہو سکے۔

اسی ٹھیکہ دار سے جانوران چڑیا گھر کے واسطے خوید سبز اُسی اراضی کی پیداوار خریدی۔ بذریعہ بل ماؔ ۱۸۵ روپیہ مجرا کرائے اور رقم خود خورد برد کر لی۔

(۳) مسمّی طوطا بیڑبان نے مسمّیان خیر الدّین جولاہا و سندر خاکروب سکنہ شاہ پور کا ریوڑ گوسفنداں بہ جرم داخلہ بیڑ جلا کھیڑی ہاڑ سمت ۱۹۷۴ گرفتار کر لیا۔ اور بکریوں کی فہرست مرتّب کر کے نمبرداران دیہہ کے روبرو بکریوں کو حوالہ مالکان کیا۔ فہرست متذکرہ بالا معہ رپورٹ اُس نے دفتر متعلقہ میں بھیج دی۔ جس پر ہر دو مالکان کے ریوڑ طلب کیے اور ہر دو اشخاص پر علی الترتیب ۳۲ روپیہ و ۳ روپیہ جرمانہ کر کے زر جرمانہ بلا کسی اندراج وغیرہ خود ہی خورد برد کیا۔

(۴) سرکاری زمین کاشت پر دیگر در پردہ اپنا سیر (حقہ) زراعت کر لیا۔ یہی نہیں۔ بلکہ کاشت اراضی کے لیے سرکاری بیل ملازمان سرکاری بیڑبان وغیرہ۔ سرکاری گھاس اور لکڑی کاشتکاری میں استعمال کیے گئے۔ غرضیکہ ہر قسم کی سہولیتیں سرکاری طور پر بہم پہنچائیں۔ جسکے عوض کاشتکار مذکور سے ۳۰ روپیہ وصول کر کے ہضم کیے۔ اس رقم کا حسابات سرکاری دفتر میں کہیں اندراج نہیں تھا۔

(۵) ولایتی ٹھیکہ دار کو اراضی سرکاری مبلغ مالغ ۱۲۴ روپیہ میں ٹھیکہ پر دی۔ اس رقم کا بھی کہیں اندراج نہیں کیا گیا۔ رقم غیب غلّہ۔

(۶) سابق سپرنٹنڈنٹ بیڑ ہا مسٹر مکی صاحب و ریاست کی کوٹھی کے دوران نرگاوان و ایک بھیڑ سرکاری جھوٹا (جاسوش) خرید میں درج کیا۔ یوسف رائیں ساکن موضع دالان پور سے خرید کرنے ہر سہ مویشیان ظاہر کیے۔ اور اس طرح سے رائیں مذکور سے مبلغ ماؔ ۱۵۰ روپیہ کی جھوٹی رسید لیکر رقم اپنے کام میں لگا لی گئی۔

(۷) اسی طرح نرگاوان سرکاری کثیر رقم کے عطا محمد ٹھیکہ دار کے پاس ۵۶ روپیہ میں فروخت کیے جانے ظاہر کیے گئے۔ اور یہ قلیل رقم داخل سرکار کر کے بیل خود رکھ لیے گئے۔

(۸) جی۔ بی۔ نورٹن اینڈ کمپنی دہلی کا ایک ٹب چینی مالیت ماؔ ۱۷۵ روپیہ بغرض ملاحظہ

سرکار ذوی الاقتدار پٹیالہ آیا ہوا سرقہ کیا۔

(۹) سات سَو بہاری ٹھیکیدار کے پاس مبلغ ۵۷۵ روپیہ میں فروخت کرکے رقم کا کہیں اندراج نہیں کیا۔ یہ رقم ۶ بیساکھ سمت ۷۶ کو وصول ہوئی تھی۔ شور و غوغا ہونے پر بذریعہ ہرجنگ سنگھ جمعدار چڑیا گھر رقم صاحب سپرنٹنڈنٹ جدید کے پاس داخل کردی گئی۔

ابتداءً یہ حالات سرکاری عالی کو معلوم ہوکر ۱۳ مئی ۱۹۱۹ء کو بذریعہ چٹھی سمت ۷۶ سنجابی سردیا کشن کول صاحب فنانس سکرٹری نے مسٹر نیومین صاحب انسپکٹر جنرل کو تفتیش کیلئے حکم دیا۔ میجر سردار گوردیال سنگھ سرکاری خدمات سے علیحدہ کرکے حوالہ پولیس ہوا۔ اور زیرنگرانی مسٹر نیومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس اس کے خلاف بعد تکمیل و تفتیش سات مقدمات سرقہ و خیانت مال سرکار چالان عدالت کئے گئے۔

بداعمالیوں اور اس بددیانتی کا سنتیاناس سپرنٹنڈنٹ بیڑ ہا کے جلیل القدر عہدہ پر فائز رہنے والا شخص ناعاقبت اندیشی سے ساڑھے سات سال کے لئے بدترین جگہ گویا جیل میں پہنچایا گیا۔

دوہا۔ ماکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹائے
ہاتھ ملے اور سر دُھنے لالچ بُری بلائے۔

قید سخت کے علاوہ ملزم کو دو ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔ میجر گوردیال سنگھ جیل میں اپنے کئے کی سزا بھگت رہا تھا۔ کہ اس کے ساڈھو (ہم زلف) مسمی کرشن نرائن سنگھ ولد ہردیت سنگھ لمبودار ساکن چنار تھل نے مسٹر نیومین سے مخبری کی کہ میجر مذکور کو کسی طرح سے اس آفت کی اطلاع ہوگئی تھی۔ اس لئے بہت سا سامان سرکاری جو اسکے گھر میں موجود تھا کہیں کہیں بھیجدیا گیا۔ بہت سا فرنیچر جس پر سرکاری نشانات تھے توڑ پھوڑ کر حوالہ آتش کیا گیا۔ بہت سا فرنیچر ایک رعنائی کمخاب ہیرے کی انگوٹھیاں۔ ایک دیگ اصطبل سرکاری و بیڑ ہا سرکار کے کھمبہ جات آہن اس کے علاوہ اور بہت سا سامان سرکاری ملزم کے گھر پر موجود ہیں۔

صحبت پیر فلک سے یہ انہیں حاصل ہوا ؛ بھائی بھائی دست بہ پنجہ ہوگئے اُلفت گئی

اس مخبری پر حسب الحکم مسٹر نیو مین صاحب بہادر احقر نے گوردیال سنگھ کی مکرر خانہ تلاشی کی۔ بہت سا سامان مشتبہ السرقہ برآمد ہوا۔ ملزم نے عدد گارڈر آہنی جو گوردیال سنگھ مذکور نے چرا کر زمیندار سکنہ موضع پونیاں کے پاس چھپانے کے لیے بھیج دیے تھے۔ زمیندار کے کھیت میں دبائے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس کے سوائے بھی بہت سا سامان دیگر لوگوں کے پاس رکھا ہوا برآمد ہوا جو سرکاری تحویلات میں شناخت نہ ہونے کی وجہ سے حسب دفعہ ۵۱۲ ضابطہ فوجداری عدالت میں پیش ہوا۔

مردم آزار خدائی فوجدار جرگہ

علاقہ جات دوراہا۔ امرگڑھ۔ شیرپور۔ برنالہ حکومت پٹیالہ۔ کھنہ ضلع لدھیانہ وغیرہ میں چند بدمعاش بدکردار لوگوں کا ایک ایسا خطرناک جرگہ و خوفناک گروہ قائم ہو گیا تھا کہ اُسے خدائی فوجدار کہنا عین ان کے مناسب حال و موزوں ہے۔ دور دراز مقامات میں ان کے اپنے نواح میں اگر دو فریق میں باہم تنازعہ ہو جائے۔ تو اس گروہ کے چند ممبر کسی ایک فریق سے ساز باز پیدا کر لیتے۔ اور اپنی خدمات کے معاوضہ میں کچھ اُجرت مقرر کر لیتے۔ یا کوئی اور مفاد مدِ نظر رکھ کر دوسرے فریق پر چڑھائی کر کے اُسے مغلوب کر دیتے۔

یہ گروہ جس فریق کا طرفدار ہو جاتا تھا۔ اس کی فتح یقینی ہو جاتی تھی۔ سچی واقعی شہادتوں کا بگاڑ دینا۔ جھوٹی گواہی بہم پہنچا دینا۔ خوف دلا کر اگر کوئی باتوں سے نہ مانے۔ تو اُسے لاتوں سے اپنے ڈھنگ پر لے آنا۔ مار پیٹ دینا۔ خواہ کتنا ہی اُلٹا اور خلاف جاتا ہو۔ اُسے اپنا ہم خیال بنا لینا اپنے منشاء کے مطابق کسی سے اقرار نامہ لکھوا لینا۔ راضی نامہ لکھوا کر عدالت میں پیش کرا دینا اُس گروہ کے بائیں ہاتھ کے کرتب تھے۔ علی ہذا القیاس میں جس سے جو چاہتے۔ کہلوا دیتے۔ عام لوگ اس گروہ سے سخت خوفزدہ تھے۔ تمام لوگوں کا یہی خیال کہ جو کام بھی ہو۔ پہلے ان سے امداد حاصل کر لی جائے مسمی ہرنام سنگھ جٹ سکنہ موضع کدوں تھانہ دوراہا اس گروہ کا سرغنہ تھا۔ یہ شخص افسران

پولیس سے میل جول رکھتا - کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اس گروہ کے خلاف ایک لفظ زبان پر لا سکے
اِن کی مخالفت یا ان کے خلاف کسی قسم کی شہادت دینا تو بہت بڑی بات تھی - لوگ ان کے نام لیتے
ہوئے ڈرتے تھے - یہ گروہ نہایت آزادی سے مردم آزاری کے مجرمانہ افعال کا ہمیشہ مرتکب ہوتا رہا
اور سب انسپکٹر ان اس گروہ کی حرکات پر دانستہ اغماض و چشم پوشی کرتے تھے۔

موضع بھر تھلہ تھانہ دورآہا مستاۃ پاروتی بیوہ تلارام کھتری کی جائداد کی نسبت چانن رام
و شادی رام کھتریاں کے درمیان عرصہ ڈھائی تین سال سے تنازعہ اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی
شادی رام نے چانن رام کو نقصان پہنچانا چاہا - اس لئے اس نے ہرنام سنگھ مذکور کو اپنی امداد پر آمادہ
کر لیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴ - پھاگن سمت ۱۹۷۳ کو علے الصّباح جبکہ چانن رام بعد فراغت حاجت ضروری
جنگل سے اپنے گھر کو واپس آ رہا تھا تین بدمعاشان نے دفعتہً اس پر حملہ کر کے اُسے سخت مجروح
کر دیا - اور جنگل میں پڑا چھوڑ دیا - جب اس کے متعلقین کو معلوم ہوا - تو وہ مجروح کو بیہوش گڈہ پر
ڈال کر پٹیالہ لائے - انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کی خدمت میں استغاثہ دائر کیا - بحکم صاحب موصوف
شفاخانہ پٹیالہ میں زخمی کے زخموں کا ڈاکٹری معائنہ کیا گیا - ملاحظہ ڈاکٹری کا نتیجہ تھا کہ کسی دھار
دار آلہ سے زخم شدید لگائے گئے ہیں - مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند رجسٹرڈ ہو کر منور حسین
صاحب سب انسپکٹر پولیس دورآہا نے تفتیش کی - ملزمان کو جب یہ پتہ لگا - وہ روپوش ہو گئے - سب
انسپکٹر صاحب نے ہر چند کوشش کی - مگر گرفتار نہ ہو سکے - ان کی ناکامی پر مقبول حسین صاحب انسپکٹر
مامور ہوئے - آپ نے اول الذکر سب انسپکٹر صاحب کے خیالات کی پیروی کی اور رپورٹ میں لکھا کہ
ملزمان کا گروہ نہایت زبردست ہے - بشن سنگھ وغیرہ طاقتور لوگ ان کے حامی و مددگار ہیں۔

اِس رپورٹ کے بعد فیض محمد خاں صاحب سب انسپکٹر نے تفتیش کی - انہوں نے اسپنے
خیالات کی بنا پر جستجوئے ملزمان ترک کر دی اور مستغیث پر زور دیا کہ وہ ملزمان سے راضی نامہ
کر لے - مگر وہ اس امر پر رضامند نہیں ہوا - اس واقعہ کو جب دس ماہ کا عرصہ گذر چکا - تو مستغیث
کی درخواست پر تفتیش مقدمہ کے احکام میرے نام جاری ہوئے - میرے پاس بہت مقدمات تھے

فرصت نکال کر آخیر چیت سمت ۱۹۷۴ کو میں بر سر موقعہ پہنچا۔ اور سخت محنت و کوشش سے تفتیش مقدمہ مکمل کی گئی۔ تین ملزمان مسمیان سدا سنگھ نمبردار بھر بھگلہ۔ لال سنگھ سکنہ برج تھانہ امر گڑھ شادی رام سکنہ بھر بھگلہ کو گرفتار کر کے بند حوالات کیا۔ ہرنام سنگھ کدوں روپوش باوجود سخت کوشش کے ہاتھ نہ آیا۔ گرفتار شدہ ملزمان کا ہی چالان کر دیا۔ اور ہرنام سنگھ کی نسبت زیر دفعہ ۵۱۲ ضابطہ فوجداری کارروائی کی گئی۔ سلسلہ تفتیش میں معلوم ہوا۔ کہ ہرنام سنگھ ملزم روپوش سردار اوجاگر سنگھ الیکٹریکل انجینئر پٹیالہ کا رشتہ دار ہے اسکی حقیقی بھتیجی ان کے ساتھ بیاہی گئی ہے۔ اس لئے وہ ان کے پاس پٹیالہ میں رہتا ہے۔ سردار نانک سنگھ سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ اور سردار اوجاگر سنگھ کا باہم بہت دوستانہ تھا۔ یہ دونو صاحبان ہرنام سنگھ کے حامی مددگار تھے۔ میں نے ان تمام حالات کی ایک رپورٹ آخیر چیت سمت ۱۹۷۴ کو صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں پیش کر دی۔ کہ اندریں حالات ہرنام سنگھ کی گرفتاری میری طاقت سے باہر ہے۔ اس کی گرفتاری کا کوئی خاص انتظام فرمایا جائے۔ علاوہ بریں یہ بھی عرض کیا کہ ان علاقوں کے اندر ہرنام سنگھ کی پارٹی کا سخت خوف و خطر پھیلا ہوا ہے۔ یہ گروہ ہر معاملہ میں معقول معاوضہ پر ہر امر متنازعہ کا فیصلہ اس شخص کے حق میں جبراً و قہراً کرا دیتا ہے۔ جس سے کچھ لے کھاتا ہے اس لئے ہر کوئی اس گروہ کے خلاف شکایت نہیں کرتا مسمیان سوائی سنگھ روڈا و اتیشر گواہان استغاثہ جنہوں نے ملزمان کیخلاف شہادتیں دی تھیں۔ اس پارٹی نے قصبہ پائل جاتے ہوئے ان کو زدوکوب کیا۔ ان سے حلف لیا کہ آئندہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔

اسکے بعد مقدمہ قتل لفٹنٹ لعل سنگھ وقوعہ پٹیالہ میں یہی ہرنام سنگھ سکنہ کدوں ملزم ظاہر ہوا۔ اور پھر روپوش ہوا جس کی نسبت ہزار روپیہ کا اشتہار بطور انعام مشتہر ہوا۔ گرفتار ہوا اور عمر قید کا سزایاب ہو کر جیل میں عمر بسر کر رہا ہے۔

سکھ بسو مکینا آپ نوا رستے
بڑے بڑے ہنکار یا نانک گربھ گلے

ماہ ہاڑ ساون سنہ ۱۹۷۵ میں میں بمقدمہ قتل دختران خورد سال سردار اسنگھ سکنہ بھوانی گڈھ مصروف تفتیش تھا۔ واقعات مقدمہ قتل مذکور میں حالات مقدمہ بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل عرض کرنے پٹیالہ حاضر ہوا تھا۔ وہ وقت تھا کہ منور حسین صاحب انسپکٹر مقدمہ قتل لعل سنگھ کی تفتیش میں مصروف تھے مگر قاتل کا کوئی سراغ نہیں چلتا تھا۔ دو افسران پولیس جب یکجا ہوں۔ تو اپنی اپنی مشکلات کا تذکرہ فی مابین آجاتا ہے۔ بنابریں کلیہ میں نے منور حسین صاحب انسپکٹر کو رہنمائی کی تھی۔ کہ انہیں لازمی طور پر ہرنام سنگھ کدوں اور اس کے گروہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ وہ ایسے ایسے وقوعات کر سکتے ہیں۔ اور ان ایام میں ہرنام سنگھ۔ سردار اوجاگر سنگھ و سردار نانک سنگھ کے پاس پٹیالہ میں موجود تھا۔ اور میں نے اسکی تلاش بھی کرائی تھی۔ یہ سب حالات میرے حوالے سے منور حسین صاحب نے اپنی رپورٹ ضمنی تفتیش میں درج کئے۔ اور یہی وہ تحریرات تھیں۔ جو بمقدمہ قتل لعل سنگھ وجہ ثبوت میں پیش کی گئی تھیں۔

چند مشہور و معروف مقدمات قتل کا انکشاف جنمیں پولیس مقامی ناکام رہی

تفتیش مقدمات عام بات ہے۔ مگر جو تفتیش مکمل اور نتیجہ سے صحیح پائی جاوے۔ وہی اصلی تفتیش کہلائی جاسکتی ہے۔ سراغرساں اپنے ذہن رسا سے ایسی بات پیدا کر سکتا ہے۔ جو کسی کے خواب خیال میں بھی نہ آئی ہو۔ پس وقوعات کی تفتیش میں کامیابی اور ناکامیابی اسی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ ورنہ کون چاہتا ہے۔ کہ میں کامیاب نہ ہوؤں۔ میں ایسے سنگین چند وقوعات کا مختصر ذکر کرنا پولیس کی رہبری کے لیئے ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) مقدمہ قتل لعل سنگھ لفٹنٹ بنام نانک سنگھ۔ غمدور سنگھ۔ ہرنام سنگھ۔ دولا۔ کاکا اوجاگر سنگھ۔ ملزمان۔

زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند

رجوعہ ۲۹۔ہاڑ سمہ ۱۹۷۵ کوتوالی پٹیالہ۔

سب سے اوّل قابل ذکر ہے۔ روز وقوعہ سے بڑے بڑے مشہور کارگذار افسران پولیس ادنےٰ و اعلیٰ تفتیش میں سرگرم رہے۔ مگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ مہینوں حیران سر گرداں ہوتے پھرے۔ ایکہزار روپیہ کا انعام بھی دربار سے مشتہر ہوا۔ اس پر بھی کچھ پتہ نہ چلا۔ جب مسٹر ایف ایل ٹیوین صاحب بہادر پولیس پٹیالہ کے انسپکٹر جنرل ہوئے تو آپ نے اہمیت مقدمہ پر غور فرمایا۔ اور پولیس کی گذشتہ ناکامیوں کی پروا نہ کرتے ہوئے تفتیش کے لیے از سر نو دماغ لڑایا۔ اور مقدمہ مذکور خصوصیت سے میرے سپرد فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ تمہاری قابلیت سراغرسانی سے ہمکو امید ہے۔ کہ تم اس پائمال شدہ واقعہ کی اصلیت حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو گے۔ ہم بہت خوش ہونگے۔ اگر تم دیگر مقدمات کی طرح اسمیں بھی کامیاب ہو گئے۔ ہم ہر طرح سے تفتیش میں آپ کو مدد دیگا۔ اور شری مہاراجہ صاحب بہادر بھی تم سے بہت خوش ہوگا۔ سب کام چھوڑ کر اس میں لگ جاؤ۔

میں نے گھر پر آکر اور کاغذات مرجوعہ متعلقہ مقدمہ دیکھکر پرماتما سے دعا مانگی۔ کہ اے رہبر حقیقی رہبری کا موقعہ ہے۔ کامیاب فرماؤ۔ ان کاغذات میں کچھ نہیں ہے۔ تو ہی کچھ بتا۔ دعا کے بعد ہمت پیدا ہوئی۔ سب کام چھوڑ کر شب و روز اسی دھن میں رہنے لگا کہ کسی طرح کوئی سراغ ملے۔ جوں جوں دن گذرتے جاتے تھے۔ رہبر حقیقی کی رہبری سے سراغ ملتا چلا جاتا تھا۔ وقتاً فوقتاً یہ سب اطلاعات صاحب بہادر کے گوش گذار کی جاتی رہیں۔ وہ حوصلہ بڑھاتے رہے۔ آخرش چھ ماہ کی جدوجہد اور کامل مصروفیت و استغراق سے صحیح نتیجہ پر پہنچ گیا۔ سردار محمد فضل کریم خاں صاحب نے تکمیل میں بڑی مدد پہنچائی۔ اوجاگر سنگھ ملزم عدم پتہ ہو گیا۔ دیگر ملزمان گرفتار کئے جا کر چالان پیش کیا گیا۔ جو سب سزایاب ہوئے فاضل جج ہائیکورٹ نے خاکسار کے اس مقدمہ کو ہاتھ میں لینے سے ڈیڑھ سال قبل کی ایک سرسری رپورٹ کو کمال قابلیت سے جانچا۔ وہ رپورٹ کسی دیگر مقدمہ کے سلسلہ میں کی گئی تھی۔ اور ملزم ہرنام سنگھ کے متعلق منور حسین صاحب انسپکٹر ابتدائی تفتیش کنندہ مقدمہ

مذکور کو آگاہ کیا تھا۔ اِس قدر عرصہ پیشتر کی یہ رپورٹ جو سرکاری ریکارڈ کا جز تھی۔ واقعی ایک پیشین گوئی تھی۔ فاضل جج نے یہ ریکارڈ مقدمہ کے وجہ ثبوت میں بڑا کارآمد اور موثر پایا۔ جسکی نسبت فیصلہ میں تذکرہ فرمایا۔ کہ سردار شب چند کا یہ اظہار خیال قابل ستائیش ہے۔ اور اس کا کریڈٹ ان کو ملنا چاہیئے۔ درحقیقت میرے ذہن نے جو شب و روز ریاست بھر کے وقوعات کی حقیقت میں سرگرم رہنے کا عادی تھا۔ مجھے اس وقوعہ کے واقع ہوتے ہی یہ سُوجھا دیا تھا۔ کہ اس سے ہرنام سنگھ کے گروہ کا تعلق ضرور ہے۔ ے

جب ارادے ہی دکھا دیتے ہوں راہ

راہ رَو کو راہنموں سے کیا غرض

یہ حسن کارگذاری صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ناظم صاحب کی بھی خوشنودی طبع کا باعث ہوئی۔ پولیس افسر کا فرض ہے کہ جو ذہن میں آئے۔ بے تکلف قلم بند کر دے ؞

(۲) بھینی فتح میں وقوعہ قتل

مقدمہ نمبر ۴۲۔ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند

رجوعہ ۲۔ ساون سمت ۱۹۷۵ تھانہ برنالہ میں مقامی پولیس نے جب آغاز تفتیش کیا۔ تو سرکل انسپکٹر صاحب و تفتیش کنندگان ایک سخت غلطی میں مبتلا ہو گئے۔ ایک ناکردہ گناہ شخص کو گرفتار کر لیا۔ اور اس سے جھوٹا اقبال جرم کرا کے چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے بھی اپنی تحقیقات کر کے اسکو سپرد عدالت سشن کر دیا۔ اس بیگناہ ملزم کے ورثا کی فریاد پر مسٹر نیومین صاحب نے راقم کو تفتیش مزید کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے اپنے ساتھ منشی بہرلال صاحب سب انسپکٹر کو شامل کر لیا۔ اور موقع پر پہنچکر چند روز کی مصروفیت اور محنت سے اصلی ملزمان کا ہمنے پتہ لگا لیا۔ اور وہ چالان عدالت کئے گئے۔ بیگناہ ملزم رہا ہوا۔ اور چار شخص واقعی گناہگار اس کی جگہ داخل جیل ہوئے۔

پولیس کے عین فرائض اور اصلی شان یہ ہے کہ اصلیت نکال کر حکام کے آگے رکھ دے۔

(۳) ایک خدا رسیدہ بزرگ کا قتل

خدا کی برگزیدہ مخلوق میں سے ایک نہایت مہاتما یوگی باوا مار ڈ داس جی کا موضع لسوئی میں مستقل قیام تھا۔ اور ہر طرف ان کی مانتا تھی۔ معمولی آدمی تو در کنار اچھے اچھے رئیس سرکردہ اُن کے معتقد تھے۔ مسماۃ رلّی معروف رلا رام دختر بشن دت برہمن نے اِن مہاتما جی کو سنکھیا کھلا کر چلتا کیا۔ مقدمہ چلا۔ جب پولیس مقامی ناکام رہی۔ تو میں مامور ہوا۔ اور صحیح سراغ چلا لیا۔ اس کے حالات انسپکٹر جنرل صاحب و ہوم منسٹر صاحب کے علاوہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ادھیراج کی خدمت مبارک میں بھی عرض کیے گئے۔ اور نہایت ہی نایاب کتب کا ذخیرہ باوا جی موصوف کے ڈیرے سے برآمد ہوا۔ جو بصیغۂ مالِ لاوارث داخل لائبریری سرکاری ہوا۔

(۴) موضع دِلّو پور تھانہ مولے پور میں ایک پُر اِسرار قتل

مقدمہ نمبر ۸۷ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند مرجوعہ ۲۳ چیت سمت ۱۹۷۴ مسماۃ جیونی بیوہ ہردیال سنگھ جٹ ساکن دِلّو پور۔ ایک نوجوان حسینہ عورت کو بربنا رشک و رقابت اُس کے اپنے گھر میں نہایت بیدردی و بیرحمی سے قتل کیا گیا۔ پولیس مقامی پر شکایات وغیرہ روبروئے حکام پیش ہونے پر راقم کو بمراد تفتیش و دریافت اصلیت مامور کیا گیا۔ راقم جائے وقوعہ پر پہنچا۔ مِن و عن اصل حالات قتل دریافت کر لیے۔ آلات قتل برآمد کیے۔ ملزمان اصل کا چالان پیش عدالت کیا۔ جو سزایاب ہوئے۔ پولیس کی اصل یہ شان ہے۔ کہ اصل قصوروار کو ڈھونڈ نکالے نہ کہ مقدمہ ثابت کرنے کی دُھن میں جو آگے آئے اُسے ہی دھر گھسیٹے۔

۵ حسن وبالِ جان

قصبہ براڑہ ضلع انبالہ کی خاکروبہ نوراتی نامی حسین عورت تھی۔ دلیپ سنگھ بسوہ دار سکنہ موضع نورنگ والا کی نگاہ نوراتی پر پڑی۔ نوبت بہ اینجا رسید۔ کہ نوراتی کے دل میں دلیپ سنگھ اور دلیپ سنگھ کے دل میں نوراتی بسنے لگے۔ حتیٰ کہ دلیپ سنگھ اُسے اپنے گھر لے گیا اور کھلے بندوں رہنے سہنے لگے۔ دلیپ سنگھ کے اقربا اور گاؤں کے لوگ ایک خاکروبہ کو گھر میں ڈال لینے سے نہایت ناخوش تھے۔ اُس کی اصل پہلی عورت اُسکے اس غیر ذالکہ کو گھر میں لا بسانے اور

چھاتی پر سوت کولا بٹھانے سے بہایت ہی ملول مصیبت زدہ دلیپ سنگھ کی صورت سے سخت بیزار تھی۔ خاکروبانِ براڑہ کو حسبِ اقوام راجپوتان پر اُسکی فراری کا شک پیدا ہوا۔ پس خاکروبان نے راجپوتان سے سٹرائیک کرکے اُن کا کاروبار قطعی چھوڑ دیا۔ خاکروبان کی اس کارروائی سے راجپوت زیادہ متاثر ہوئے۔ اور اُنھوں نے فیصلہ کیا۔ کہ نورانی کو ڈھونڈ نکالیں۔ اور لیجانے والے کو بھی سمجھیں۔ دلیپ سنگھ کو جب اِن حالات کا علم ہوا۔ وہ برادری اور انجام کار کے خوف سے سٹ پٹایا۔ اُدھر اپنی عورت کا بھی خوف تھا اور کوئی مفید صورت تو اُس کی سمجھ میں آئی نہیں۔ اپنے دل میں فیصلہ کر اُس نے نورانی کو ہی زہر کھلا اُس کا چلتا دھندا کیا۔ رہی اس کشتۂ اجل کی نعش۔ بہت سے اُپلے جمع کیے۔ چاروں سے اس کی نعش اُٹھوائی۔ مٹی کے تیل کا کنستر اوپر چھڑکوا کر رات ہی رات میں راکھ کا انبار بنا دیا۔ مقدمہ چلا۔ پولیس ناکام رہی۔ پھر محبہ کو اس کی تفتیش کا حکم ملا۔ راقم نے موقعہ پر پہنچ کر تفتیش کی۔ کافی جدوجہد و محنت کے بعد دلیپ سنگھ کے خلاف مقدمہ ہذا کے ثبوت بہم پہنچ جانے پر اس کا عدالت میں چالان کیا گیا۔

(۶) تھانہ بھدوڑ میں تین قتل موضع تلونڈی مجو کی تھانہ بھدوڑ میں مسمیان بسنت سنگھ ارجن سنگھ و جہنگڑو وغیرہ ملزمان نے بربنا عداوت سابقہ جو آپس کی لڑائی دنگہ اور باہم مقدمہ بازی پر پیدا ہو گئی تھی۔ اپنے مدِ مخالف اور اپنے دشمنان مسمیان چنچل رلیا و ارجن کو یکے بعد دیگرے بوقت دوپہر بندوقوں کی گولیوں و گنڈاسیوں وغیرہ سے قتل کر دیا۔ اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ مقتول کے گھر میں آگ لگا کر اُسے پھونک دیا۔ راقم بحکم حکام برائے تفتیش بر موقعہ پہنچا۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ ملزمان میں سے ایک بسنت سنگھ فوجی ملازم پلٹن ۱۴ نمبر تھا۔ وہ علی مسجد سے بیس ۲۰ یوم کی رخصت لیکر گاؤں مذکور میں آیا تھا۔ اس شخص کے پاس بارہ ۱۲ بور کی ایک بندوق بھی تھی جس سے خوف کھاتے ہوئے کالا سنگھ نمبردار نے تھانہ بھدوڑ میں پہلے اطلاع دیدی تھی۔ کہ بسنت سنگھ فوجی کے پاس بندوق ہے۔ اور وہ ارجن سنگھ کے گھر میں مشغول شراب نوشی و اپنے مخالفین کے قتل د

خون کے صلاح و مشورے کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مقابلہ و مجاہدہ کریں۔ تھانہ والوں نے ۱۵ جیٹھ سمت ۱۹۷۸ کو ملزم کی بندوق اور ایک سَو عدد کارتوس منگا کر ملاحظہ کئے۔ چونکہ اس کے متعلق اجازت نامہ بحکم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پشاور سپاہی مذکور کے پاس موجود تھا۔ کالا سنگھ نمبردار کے بیان کردہ خطرہ کے اور باوجود اینکہ حدود ریاست پٹیالہ میں وہ اجازت نامہ کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ بندوق اُسے واپس دیدی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کالا سنگھ نمبردار کی پیشین گوئی اور اس کے بیان کردہ خطرہ کے عین مطابق واپسی بندوق وغیرہ کے تین روز بعد ۱۸ جیٹھ کو بیان کردہ مقاتل کا وقوع ظہور میں آگیا۔ اور ملزمان ارتکاب جرم کے بعد مفرور ہو گئے۔ مفرور ملزمان کی گرفتاری آسان نہ تھی۔ نہایت پریشانی اور جستجوئی کامل کے بعد گرفتار ہوئے۔ اور ان کا چالان بعدالت ہوا۔ پولیس کی غفلت بھی بعض موقعوں پر خون خرابے کرا دیتی ہے۔

۵- طبیعت مثلِ آئینہ ہماری صاف ہے لیکن
بُرائی منہ پہ کہتے ہیں بس اتنا عیب رکھتے ہیں

(۷) ایک اور قتل

۱۵ چیت سمت ۱۹۷۹ کو مسمّی سرون سنگھ برادر زادہ کُنڈھا سنگھ ذیلدار کوٹ فتا کو شیری۔ اودے سنگھ و سوچا وغیرہ ملزمان نے قتل کر ڈالا۔ کُنڈھا سنگھ ذیلدار ساکنہ کوٹ فتا نے براہ راست انسپکٹر جنرل بہادر کو تار دیا۔ کہ یہاں قتل ہو گیا ہے۔ جس پر مجھے تحقیقات کا حکم ملا۔ راقم ۱۹ چیت کو برسر موقعہ پہنچا۔ تفتیش مقدمہ جاری کی۔ وقوعہ قتل مذکور کی برآمدگی و تکمیل کے علاوہ سلسلہ تفتیش میں تین مقدمات سرقہ مسمیان لچھمن۔ پشاوری رام۔ منگلال و ہیرا لال بقالان واقعہ کوٹ فتا بھی برآمد ہوئے۔ برائے تکمیل سپرد تھانہ رامال کئے گئے۔

اب اغوائے عورات کے چند حیرت انگیز واقعات سُنئے

اغوائے عورت

مقدمہ نمبر ۱۰ رجوعہ ۱۱ چیت سمت ۱۹۷۸ زیر دفعہ ۳۶۶ / ۳۸۰ تعزیرات ہند۔ مقدمہ مندرجہ بالا کی تفصیلات یوں ہے۔ کہ مسمّی پھولا سنگھ ولد چوہڑ سنگھ زمیندار ساکنہ موہنع مگر تھانہ بھیرو کی زوجہ مسماۃ بدامی کو ایک شخص مسمی چوہڑ اجات معہ اس کی ڈو سالہ لڑکی کے بھگائے

گیا تھا۔ اور لے بھاگنے والا ایسا ہوشیار ملزم تھا۔ کہ ایسی جگہ گیا تھا۔ جہاں سے پتہ نہ لگے بہت دیکھ بھال ہوئی۔ مگر پتہ ہی نہ لگا۔ مستغیث نے بجد جستجو کی۔ عدالتوں میں عرضی پرچے دیئے ہرچند سر مارا۔ بہت واویلا مچایا۔ مگر کچھ نہ ہو سکا۔ عورت نہ ہی مل سکی۔ بالآخر اُس نے ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج پٹیالہ کی حضور میں فریاد کی۔ جس پر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو شاہی حکم ہوا۔ کہ مدعی کی عورت کی تلاش کر کے اس کے حوالے کی جائے۔ صیغۂ کار خاص میں احکام نافذ ہوئے۔ جس پر راقم نے بجد جانفشانی کی۔ نہایت محنت و تگ و دو سے عرصہ چار سال کی مفرورہ کو ڈھونڈ نکالا۔ اور آخر عورت معہ دو شیر خوار بچوں کے دور و دراز مقام سے منگا کر عدالت کے ذریعے بھولا سنگھ کے حوالہ ہوئی۔ جو سرکار کی جان و مال کو دعائیں دیتا ہوا اپنی عورت کو اپنے گھر لے گیا۔ اس مقدمے میں میرے ماتحت جگیوار سب انسپکٹر صاحب نے خاص مدد دی۔ پولیس کی یہ خدمات ہونی چاہئیں۔ کہ ناکامی کا نام نہ آئے۔

اٹھارہ ۱۸ سالہ لڑکی کا اغوائے

تیج کور نامی ایک کنواری لڑکی عمر ۱۸ سال پورن سنگھ جمعدار رجمنٹ کو پریتم سنگھ بگاڑ کر بھگا لے گیا۔ جمعدار کی فریاد پر رجمنٹ مذکور کے کرنل صاحب نے حضور پُر نور والیٔ دولت پٹیالہ کی خدمت باعظمت میں عرض کی۔ جس پر انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کو ارشاد شاہی ہوا۔ کہ پولیس لڑکی کا پتہ لگائے اور مدعی کے پاس پہنچائے۔ بر بنا ارشاد شاہی کار خاص میں احکام صادر ہوئے۔ جس پر راقم کی تعیناتی ہوئی۔ اور راقم نے لگاتار ایک ماہ کی کوششوں کے بعد علاقہ سمرالہ ضلع لدھیانہ سے لڑکی کو برآمد کرایا۔ جو بتوسل صاحب انسپکٹر جنرل بخدمت صاحب ملٹری سکرٹری سرکار پٹیالہ پیش کی گئی۔ وہاں سے پورن سنگھ جمعدار کے سپرد کی گئی۔ اور سرکار والا کی حضور میں اطلاع عرض کی گئی۔

فراری کا ایک اور وقوعہ

اسی طرح سے سماۃ چندر کور زوجہ جیون سنگھ چھینبہ سکنہ ہڈیایہ بدوران سفر ریل میں سے ایک فوجی ملازم ورغلا لے گیا۔ اور ایسا ہوا کہ عورت مذکور اس کے پاس بھی نہ رہی۔ رفتہ رفتہ چند بہت بڑی اور معزز ہستیوں کے ہتے چڑھ گئی۔ جس مظلوم پر یہ ظلم ہوا تھا۔ وہ کیسے چپ بیٹھ جاتا۔ اُسنے جسقدر کوشش ہو سکتی تھی۔ کی۔ اُسی کی دوہائی۔ تہائی پر افسران

بالادست پولیس نے سی۔ آئی۔ ڈی کے نام احکام بھیجے۔ کہ فریادی کی فریادرسی کرو۔ راقم نے پتہ تو تو لگا لیا تھا مگر وہ ایسے بلند مقامات پر پہنچی تھی۔ جہاں رسائی خاص کوششوں اور طاقت بغیر نہ ہو سکتی تھی۔ آخر مشورہ و امداد کرنل سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نہایت حکمت سے کام نکالا اور کوشش بلیغ سے ایک پھنسی ہوئی چڑیا کو بڑے بڑے مضبوط ہاتھوں سے بعد تلاش بسیار واپس منگایا اور سپرد مستغیث کیا گیا۔

گو بعض اوقات پولیس کو بھی نظر نیچی کرنی پڑتی ہے مگر یہ اس کی اصلی شان سے بعید ہے ملزم دستیاب یا سزایاب نہ ہو۔ نہ سہی۔ فریادی تو کامیاب اپنے گھر کو گیا۔ ناکام نہیں رہا۔

صیغۂ پولیس کی سرکاری رقم میں غبن

مسمّی رام رتن پے کلرک (Pay Clerk) محکمہ پولیس ریاست نے مبلغ معاً ۲۴۶ روپیہ آمدنی مویشی خانہ کو غبن کر لیا تھا۔ انسپکٹر جنرل بہادر پولیس کے احکام بنام خاکسار بشمول بالو رلا رام صاحب انسپکٹر بنابر تفتیش صادر ہوئے، چنانچہ معاملہ مذکور کی تفتیش اور مقدمہ کی تکمیل ۱۱۔ ماگھ سمت ۱۹۷۷ کو کر کے پیش حکام کر دی گئی۔ رام رتن پر خیانت ثابت تھی۔ وہ محکمانہ طریق پر اپنے عہدہ سے برخواست کر دیا گیا۔ اور رقم سرکاری وصول کر لی گئی۔ ایسے آدمی پولیس کی شان کو بٹہ ہیں۔

ایک پُر اسرار واردات چوری

مسمّاۃ ستی بیوہ جیمل سنگھ جاٹ اپنی لڑکی کی شادی سے ابھی فارغ ہو کر اپنے دوست آتما رام کی ہمراہی میں اپنی لڑکی کو وداع کرنے ریلوے سٹیشن پر گئی تھی کہ پیچھے سے مسمّی ہیر سنگھ ولد ٹہل سنگھ جاٹ سکنہ ہیڑ یکے تھانہ شیر کوٹ نے بیوہ کے زیورات اور نقد دو ہزار دو سو اکاسٹھ روپیہ تیرہ آنہ جو ایک صندوقچی میں طاقی کے اندر رکھے تھے چوری کر لئے مستغیثہ سیدھی مسٹر ہومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی کوٹھی پر پہنچی۔ روئی پیٹی اور تحریری درخواست پیش کی۔ صاحب موصوف نے مظلومہ کے حالات سنتے ہی راقم کو اس وقوعہ

کے سراغ لگانے کا حکم دیا۔ میں نے حسب معمول کارروائی شروع کی۔ ملزم کا پتہ لگایا۔ جس نے بہت ہی مشکل کے ساتھ اپنے فعل چوری کو قبول کیا۔ تبلایا کہ آہنی صندوقچی بند کی بند تالاب واقع دروازہ سرہندی چھپا رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ مدفونہ صندوقچی برآمد کرائی۔ اور جب صندوقچی کھول کر دیکھی گئی۔ تو نقد و زیورات دو ہزار دو سو اکسٹھ روپیہ تیرہ آنہ برآمد ہوا۔ جسے مستغیثہ نے شناخت کر لیا۔ ملزم کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا جہاں سے اُسے دو سال قید کی سزا ہوئی مستغیثہ نے مال کی برآمدگی پر مبلغ دو صد روپیہ انعام دینا مقرر کیا تھا۔ جس میں سے ایکسو ۱۳۰ تیس روپیہ و سند تو راقم کو عطا ہوئے۔ باقی ملازمان ماتحت کو تقسیم ہوا۔

ایک رشوت خوار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور شاہی رحم

دلیپ سنگھ بسوبیدار سکنہ موضع نوزنگوال تھانہ بہرو عیاش طبع اور سخت فضول خرچ انسان تھا۔ اس کی پارٹی کا ماہ پوہ سمت ۱۹۷۵ میں پنجاب سنگھ و کپور سنگھ سے جو رشتہ میں دلیپ سنگھ کے برادر زادے اور گاؤں کے نصف حصہ کے مالک بھی تھے۔ باہم سخت فساد و بلوہ ہو گیا تھا۔ جس میں بندوق پستول آتشیں ہتھیار استعمال کئے گئے تھے۔ مقدمات گو دائر ہوئے مگر سزایاب کوئی نہیں ہوا تھا۔ پولیس پورے دو ماہ تک جائے وقوعہ پر بیٹھی رہی۔

سمت ۱۹۷۶ کا واقع ہے۔ کہ دلیپ سنگھ نے مسماۃ نورانی نامی خاکروبہ براڑہ ضلع انبالہ کو کئی ماہ تک اپنے پاس رکھکر زہر خورانی سے ہلاک کر دیا تھا۔ سرکل انسپکٹر صاحب نے موقعہ پر تفتیش کر کے جو رپورٹ پیش کی۔ اس میں واردات قتل کی تائید کرتے ہوئے مہاوکے سیوے کی راکھ دو گھڑوں میں مہر بند شدہ تھانہ بہرو میں بھیجدی۔ دلیپ سنگھ اس موقعہ پر روپوش ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کے متعلق کاغذات صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کے پاس موجود تھے۔ دوسرے مسماۃ نہال کور بیوہ دلیپ سنگھ زمیندار سکنہ موضع پنجوکھرہ ضلع انبالہ کو بھی دلیپ سنگھ بھاگن سمت ۱۹۷۶ میں بھگا کرلے آیا تھا۔ اور دو تین سو روپیہ نقد کیقدر کپڑے اور زیور بھی اُس سے اُس نے چھین لیا تھا۔ اور اُسے ان وعدوں پر ہی رکھا۔ کہ اُس سے

آنند پڑھاکر عورتوں کی طرح گھر میں بساؤنگا۔ پھر اسی عورت کو بیچکر اسکی قیمت کا روپیہ لینے کی تجویزیں کیں۔ اور جو کچھ اس سے اینٹھا تھا۔ عورت کے طلب تقاضا پر اُسے واپس نہ کیا۔ اس پر مسمّاۃ نے پٹیالہ پہنچکر استغاثہ بابت پیش کردئے۔ دلیپ سنگھ کو صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بُلایا۔ مگر وہ ادُھر اُدھر ٹلتا رہا۔

ایک دن دلیپ سنگھ مذکور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ریلوے اسٹیشن راجپورہ پر اتفاقاً مل گیا۔ جو کسی دیوانی مقدمہ کی تاریخ پر پٹیالہ جارہا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پٹیالہ پر صاحب موصوف نے شجاع الدّین کنسٹبل کو ہدایت کی کہ دلیپ سنگھ جب حدودِ اسٹیشن سے باہر نکل چکے روک کر اُن کے پاس پہنچادے۔ اور وہ خود اپنی کوٹھی کو تشریف لے گئے۔ دلیپ سنگھ کو کنسٹبل مذکور نے ریلوے سے باہر نکلتے ہی اِس حکم سے مُطلع کردیا۔ اُس کے دل میں چور تھا وہ فوراً مطلب سمجھ گیا۔ کنسٹبل سے اُسنے کہا کہ میں اسٹیشن پر سے اپنا ٹرنک لے آؤں۔ اور جب وہ حدودِ ریلوے میں پہنچ گیا۔ تو اکڑ گیا۔ صاف انکار کردیا کہ میں کہیں نہیں جاتا۔ پہلے پولیس ریلوے سے اجازت حاصل کرلو۔ پھر مجھے چھُونا۔ ریلوے ہیڈ کنسٹبل سے مل کر دلیپ سنگھ نے ٹکاسا جواب دِلادیا۔ کہ جس مقدمہ میں اسے پکڑنا چاہتے ہو اُس کا پتہ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ کا حکم دِکھلاؤ۔ زبانی ایسی کارروائیاں نہیں ہوا کرتیں۔ گاڑی جانے والی طیار تھی وُہ گاڑی میں سوار ہو یہ جاوہ جا۔ شجاعُ الدّین منہ تکتا ہی رہ گیا۔ دلیپ سنگھ دُور تک پہنچا۔ اور رات کی گاڑی میں واپس ہو کر انبالہ پہنچ گیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے جب یہ حالات سُنے۔ تو سخت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اور نہایت غصّے سے ملازمان پولیس موجودہ کو حکم دیا۔ کہ دلیپ سنگھ جہاں ملے اُسے گرفتار کرکے پیش کریں۔ رامجیداس ہیڈ کنسٹبل جو کسی وقت صاحب سپرنٹنڈنٹ کا پیشی کلرک رہا تھا۔ یہ حکم سُننے والوں میں موجود تھا۔ چنانچہ رامجیداس ہیڈ کنسٹبل مذکور نے ۱۹۔ جیٹھ سمت ۱۹۷۷ کو جب کہ وہ ابکار سرکار شملہ جارہا تھا۔ ریلوے اسٹیشن انبالہ پر دلیپ سنگھ کو دیکھ پایا۔ اور پولیس ریلوے کے سُن کر اُسے وہیں گرفتا

کرادیا۔ خود رقعہ دیدیا اور اُس کی رسید حاصل کرلی۔ مگر راجمجید اس کے رقعہ میں کسی مقدمہ کا عنوان درج موجود نہ تھا۔ اِس لیئے عدالت صاحب مجسٹریٹ ضلع انبالہ میں پیش ہؤا۔ اور دو سو روپے کی ضمانت پر چھوڑ دیا گیا۔ انبالہ میں جب یہ دریافت ہؤا کہ دلیپ سنگھ کی کو کسنے مقدمہ میں پولیس پٹیالہ کو ضرورت ہے۔ اور راجمجید اس ہیڈ کلرک نے اپنی کارروائی سمجھتے ہوئے صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کو دلیپ سنگھ کی گرفتاری اور انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کے محکمہ میں اپنی بجاآوری خدمت کی اطلاع دی۔ اب صاحب سپرنٹنڈنٹ کو اس معاملہ کا بہت زیادہ خیال ہؤا۔ اور آپ نے سب انسپکٹر صاحب تھانہ بہرو کو کوٹلی کے مقام پر طلب فرمایا۔ اور مقدمہ دفعہ ۳۶۶۔ تعزیرات ہند مسماۃ نہال کور مدعیہ نسبت دلیپ سنگھ پچھلی تاریخ میں مرتب کرایا۔ ایک مصنوعی مقدمہ زیر ایکٹ اسلحہ اس پر بنایا گیا۔ اس پر دلیپ سنگھ خوفزدہ ہوا اور اس نے ۱۴۔ مارچ سمت ۷۷ کو ۹۹ بگیھ ۸ البوہ اراضی زرعی پنجاب سنگھ قانونگو برادر زادہ خود کے پاس رہن کی اور باقاعدہ رجسٹری کرا کے ایک ہزار روپیہ قرض لیا۔ اور اپنے ایک دوست کے ذریعے سے مبلغ سات سو۵ صاحب سپرنٹنڈنٹ کو رشوت میں دیا۔ پچاس روپیہ اردلی صاحب سپرنٹنڈنٹ کو دیئے گئے۔ ان حالات کی اطلاع مسٹر نیوبین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو ہوئی۔ اور بغرض پڑتال راقم کو حکم ہؤا۔ تحقیق حالات کے دوران میں سپرنٹنڈنٹ صاحب موصوف نے میرے عزیز میرے پاس بھیجے۔ میں نے قاصد حسب عادت محض اصلیت پر چلتے ہوئے کہدیا۔ کہ ایمان چھوڑنا۔ کذب بیانی کرنا میرے مذہب کا اصول نہیں۔ اپنے افسر کے مواجہ میں مجھ سے جھوٹ بولا ہی نہ جائیگا۔ اس سے بہتر ہے کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ خود صاحب بہادر کے روبرو صاف بیانی سے کام لیں۔ اور اصلیت مان جائیں۔

چنانچہ میں نے حسب معمول اصلیت اپنے افسر کے سامنے رکھدی۔ اور موصوف نے بتوسل پرائم منسٹر صاحب تاجدار پٹیالہ کے حضور میں حالات گذارش کیئے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ

بے قصور مان کر نہایت ندامت اور عاجزی سے سرکارِ اعلیٰ کی خدمت میں معافی کی التجا کی۔ جہاں سے شاہی عفو و رحم کی بدولت صاحب موصوف کو معاف فرمایا گیا۔ اور ما بعد بداخلۂ استعفیٰ پٹیالہ سے چلے گئے۔ مسٹر نیوبین صاحب کے حکم سے چالان مقدمہ نمبر ۱۲ قانون اسلحہ بنسبتی دلیپ سنگھ عدالت راجپورہ سے واپس طلب کیا گیا۔ جن مقدمات میں دلیپ سنگھ پر الزام ثابت ہوا۔ اُن میں وہ چالان کیا گیا۔

بھلا خود ہے تو کُل عالم بھلا ہے
بُرے کی زندگی دامِ بلا ہے
نہ کوئی دوست دشمن ہے کسی کا
یہ دل اپنا ہی دشمن آشنا ہے

ریاست پٹیالہ کا نوشیروانی عدل

رستہ ملے ہے اُس کو ہی اعلےٰ امکان کا
گم ہو گئے ڈھونڈنے میں نہ اپنی خبر ہے
کہ زندگی میں نیک کوئی ایسا کام تو !
تا بعد موت کے تیرا کچھ تو اثر رہے !!

بیر سنگھ پسر بھولا سنگھ ذات رمداسیہ سکنہ چوکے کلاں تھانہ بھٹنڈہ علاقہ ریاست کا باشندہ تھا۔ دولت کسی کی خانہ زاد غلام نہیں۔ یہ ہنڈتی پھرتی چھاؤں ہے۔ بیر سنگھ مذکور کے دل میں اُمنگ پیدا ہوئی۔ کہ دنیا اپنے گھر سے باہر جاتی ہے لاکھوں کے وارے نیارے کر کے دلوں میں گھر آ جاتی ہے۔ ہم بھی اپنی قسمت آزمائی کریں۔ چنانچہ یہ بلوچستان جا پہنچا۔ چھوٹے چھوٹے ٹھیکے لئے۔ ترقی دیکھی۔ بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالا۔ خوب کمایا۔ کچھ مدت کے بعد جب وہ اپنے گاؤں میں لوٹ کر آ گیا۔ تو اُس

کے پاس نقد ایک ہزار تیس پونڈ بالفاظِ دیگر پندرہ ۱۵ ہزار چار سو تیس روپیہ موجود تھے۔ یہ گراں قدر رقم ایک پیتل کے نلکے میں ڈال کر ہر وقت وہ اپنے مونڈھے کے ساتھ باندھے رکھتا تھا۔ روپیہ عجیب شے ہے۔ جسکے پاس زر علیہ السلام ہوں وہ خود بخود بلا اشتہار دئے دنیا میں ممتاز ہو جاتا ہے۔ اُس نے گاؤں میں اعلان کر دیا۔ کہ اہلِ غرض جو بھی قرض لینے کا خواہشمند ہو۔ میں اُسے صرف چار آنہ فیصدی سود پر روپیہ دیدونگا۔ بلکہ گوپی رام بقال اور سُندر سنگھ زمیندار دہلہ مذکور کو اُس نے کل جمع جوکھڑی دکھلا کر یقین دلا دیا۔ کہ گاؤں کے لوگ گپ ہی سمجھیں تمام لوگ باخبر ہو گئے۔ بہت لوگ تو یہہ کہتے سُنے گئے۔ کہ ہیر سنگھ بیشمار دولت کما لایا ہے۔

ایک دیرینہ دولت مند امیر ابن امیر اگر کہیں سے ڈاکہ ڈالکر روپیہ پیدا کر لائے۔ تو اسکی نسبت کسی کو بھی شک نہیں ہوتا۔ کہ روپیہ کہاں سے آگیا۔ بلکہ اُسکی قدیم دولتمندی امارت ہوشیاری۔ درستی کاروبار اس کا انتظام اُس کے ضامن ہو جائینگے۔ اور دنیا تسلی پا جائیگی۔ کہ روپیہ کا اُس کے ہاں کیا گھاٹا ہے۔

ایک مفلس نادار ہزار محنت مشقت سے حلال کی کمائی کا روپیہ جمع کر لے تو شکوک و اشتباہ کی حد نہیں رہتی۔ اُسے بوجہ و سبب کہنے والے بھی کہہ اُٹھیں گے۔ کہیں سے مار لایا کسی کا اُٹھا بھاگا ہے۔ دنیا کا حال حقیقت میں یہی ہے۔ اور یہی کیفیت یہاں ہوئی ہیر سنگھ پر بہتوں نے آوازے کسے بہتوں نے شک کیا۔ کہ کہیں سے مار لایا یا کہیں سے چورا بھاگا ہے۔ غرض اس روپیہ کی شہرت سے گاؤں بھر میں قسما قسم کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ اندر سنگھ ذیلدار سندر سنگھ سفید پوش جن کا اثر۔ رسوخ اور زمینداری عام لوگوں پر روشن بنہایت عزت و احترام کے مالک ہر شخص اُن کی توقیر کرتا تھا۔ ایک روز ان لوگوں نے ہیر سنگھ کو بلا بھیجا۔ جب وہ ان لوگوں کے بلاوے پر شامت کا مارا چلا آیا۔ تو اُسے اپنے پاس بٹھلایا۔ اور چند دوسری باتوں کے بعد پوچھا۔ کہ دُور نزدیک تیری نسبت بنہایت شہرت ہے۔ کہ تو بیشمار دولت کما کر لایا ہے۔ در حقیقت یہ شہرت

سچی ہے یا یونہی لوگ تجھے نکو بنا رہے ہیں۔ اس نے اپنے پاس موجود پونڈوں کو تسلیم کیا۔
اس پر انہوں نے کہا۔ کہ اگر فی الواقعہ تیرے پونڈ تیرے پاس ہی ہیں۔ تو ہم لوگوں کو دکھلا
بھی دے۔ تاکہ شبہ نہ رہے۔ سادہ لوح ببیر سنگھ کو ایسا کیا خیال تھا۔ کہ نیت بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی
اس نے اپنا پونڈوں کا تھیلا نکالا۔ انہیں دکھلایا۔ انہوں نے جھپٹا مار کر تھیلا چھین
لیا۔ اور ہنستے ہنستے وہاں سے بھاگ نکلے۔ ببیر سنگھ کھڑا دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔

مصیبت تنہا ہی نہیں آیا کرتی۔ ببیر سنگھ اپنے سارے سرمایہ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہر چند
طلب تقاضا کیا۔ مگر اسے کوئی نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ ان دنوں موضع کوٹھہ گرو تھانہ
بھٹنڈہ میں ڈکیتی کا وقوعہ ہوگیا۔ اس ڈاکہ میں پونڈ بھی لوٹے گئے تھے۔ ببیر سنگھ کے پونڈ
چھیننے والوں کو ایک سنہری موقعہ مل گیا۔ پولیس ان لوگوں سے امداد لیتی رہتی ہے۔ پس
ذیلدار اور سفید پوش نے پولیس کو یہ پٹی پڑھا دی۔ کہ ہمارے گاؤں کے رمداسیہ ببیر سنگھ کے پاس بہت
بڑی تعداد پونڈوں کی موجود ہے۔ عجب نہیں ان ڈاکوؤں سے حاصل کئے گئے ہوں۔ تھانیدار صاحب
بھٹنڈہ سے کہہ سنکر اس پر پولیس کا جال ڈلوا دیا۔ پولیس نے اسے پکڑ کر حوالات میں دیدیا۔

تین۳ ہفتہ تک برابر ببیر سنگھ پولیس کے پنجۂ ظلم میں گرفتار رہا۔ مگر پولیس کو اس سے کچھ سراغ
نہیں ملا۔ آخر ببیر سنگھ چھوڑ دیا گیا۔ پھر اس نے ہر دو اشخاص مذکور پر زیر دفعہ ۳۹۲ تعزیرات ہند
مقدمہ دائر کیا۔ شہادت بھی بہم پہنچائی گئی۔ لیکن ببیر سنگھ کا فریق ثانی جیسے کہ اوپر لکھا گیا ہے۔
اپنے زور و اثر سے اس کے پھیلائے جال میں نہیں آیا۔ مقدمہ خارج ہوگیا۔

ببیر سنگھ نے سیر پھر آٹا کمر سے باندھا۔ تمام مجاز عدالتیں مجسٹریٹی۔ نظامت۔ سپیشل کمیٹی بھٹنڈہ
عدالت العالیہ۔ ہائیکورٹ محکمہ صاحب جوڈیشل سکرٹری اور اجلاس خاص معدلت آساس تک فریاد
کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ الغرض ببیر سنگھ سات سال کامل تباہ و برباد ہوتا رہا۔ مگر دنیاوی عدالتیں
رسوخ و ملت کے اثر سے انصاف سے قاصر رہیں۔ عرصہ سات سال کے بعد اس نے ایک درخواست
۱۷ بھادوں سمت ۱۹۷۷ کو مسٹر ٹومین صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں پیش کی۔ اس میں استدعا کی

کہ مقدمہ دیرینہ ہے۔ ہر دو اشخاص فریق ثانی اس وقت بوجہ عناد و عداوت میری جان لینے کے درپے ہیں۔ وہ دولتمند میں غریب ہوں۔ اگر لالہ سنت سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس متعینہ کار خاص سے میرے دیرینہ معاملہ کی تفتیش کرائی جائے۔ تو میری حق رسی ممکن ہے۔

مستغیث مقدمہ کی خواہش پر صاحب موصوف نے دریافت حالات و اصلیت کے لئے میرے نام حکم صادر فرمایا۔ حکم میں درج تھا۔ کہ ایسا ممکن ہے؟ کہ اس قدر طویل عرصہ کے بعد برآمدگی مقدمہ ہو سکے۔ اگر ایسا ممکن ہو۔ تو برآمدگی کیجائے۔ اور پھر ہمارے پاس رپورٹ کیجائے۔

معاملہ ہاتھ میں لیکر پہلے میں نے بابو منوہر لال صاحب سب انسپکٹر پولیس اپنے ماتحت کو سرسری پڑتال کے لئے مامور کیا۔ صاحب سب انسپکٹر نے پڑتال کر کے رپورٹ کی۔ کہ معاملہ کی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ واقعہ سچا ہے۔ اور ملزمان نے مستغیث کے پونڈ ضرور چھین لئے ہیں۔ مسمی دسوندھا سنگھ ذیلدار بھٹنڈہ اندر سنگھ ذیلدار ملزم کا دوست تعلقدار اس مقدمہ میں ابتدا سے اس کا ممد و معاون رہا ہے۔ دونوں ملزمان مقدمہ اور دسوندھا سنگھ مذکور کے تعلقات معزز اہلکاران ریاست کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اپنے گاؤں کے سوائے ضلع بھر میں ان لوگوں کا اثر و دباؤ کافی ہے۔ اسی وجہ سے نہایت افسوس کیساتھ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ باوجودیکہ واقعہ سچا ہے۔ مگر اسے سچا ثابت کرنے میں کامیابی سخت مشکل بلکہ ناممکن کے قریب ہے۔ ایک امر اور بھی قابل توجہ اور حیرت انگیز ہے۔ کہ سردار اجمیر سنگھ صاحب سابق کوتوال بھٹنڈہ نے جب بیر سنگھ مستغیث کو گرفتار کیا۔ تو اسکی جامہ تلاشی سے مبلغ ۱۲/۱۴ جو برآمد ہوئے۔ وہ بھی خود دُبرد کر لئے گئے۔ باوجود اُسکے تقاضے کے آجتک واپس نہیں دیئے۔

مقدمہ ہذا بڑی سے بڑی عدالت سے بھی خارج ہوا ہے۔ لہذا اس مقدمہ کی برآمدگی اور انصاف کی فقط ایک ہی صورت باقی ہے۔ کہ اجلاس خاص سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر دھیراج سے اسکی قانونی منظوری حاصل کیجائے۔ تاکہ دیرینہ منفصلہ معاملہ کی تحقیق دوبارہ اجرا

پا سکے ۔

میں نے اس کے متعلقہ ابتدائی کاغذات کا معائنہ کیا۔ اور غور کے بعد بریگیڈیر جنرل سردار بہادر نارائن چند صاحب کمانڈر انچیف افواج ریاست سے جو اس سے پہلے انسپکٹر جنرل پولیس رہ چکے تھے۔ اور جنکی پیشی سے مستغیث کی مختلف عرائض پیش کردہ پر اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے بہت سے احکام مثل کے اندر موجود تھے۔ ملاقات کی ۔ اور معاملہ مذکورہ پر معقول غور و تبادلہ خیالات کیا۔ صاحب موصوف کی بے شک یہ رائے تھی۔ کہ مستغیث سچا ہے اور طویل عرصہ سات سال سے غریب بیچارہ پس کیے جاتا ہے۔ بحالت انسپکٹر جنرل ہم نے بہت سے افسران پولیس و دیگر حکام ضلع کو اس معاملہ کی تفتیش کے لئے بہت دفعہ حکم دیئے مگر تعمیل احکام خاطر خواہ طریق پر نہ ہوئی۔

اس کے بعد میں نے صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ کہ از سرِ نو اجرا تفتیش کے لئے شاہی منظوری حاصل کر لی جائے۔ تب کارروائی جاری ہو سکتی ہے۔ بذریعہ چٹھی نمبر ۲۸۵۹ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۱ء بجواب درخواست انسپکٹر جنرل صاحب ۱۳۷۱ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۲۱ء از جانب چیف سکرٹری صاحب بخدمت انسپکٹر جنرل صاحب بہادر منظوری حاصل ہوئی۔ کہ اگر یہ مقدمہ باوجودیکہ عرصہ دراز گذر گیا ہے۔ ثابت ہو جائے اور اصلیت نکل آئے۔ تو محکمہ پولیس کی انتہائی نیک نامی کا موجب ہو گا۔ اور سرکار حضور خوش ہونگے ۔ انجام کار ۲ چیت سمت ۱۹۷۷ کو مقدمہ نمبر ۲۴۳ زیر دفعہ ۳۹۲ تعزیراتِ ہند کوتوالی بھٹنڈہ میں دائر کیا جا کر از سرِ نو تفتیش جاری کی گئی۔ جب میں نے ملزمان کو تفتیش کے لئے طلب کیا۔ تو ان کے ساتھ چند معتمد ہستیاں بغرض سفارش میرے پاس آئیں ایک دو اعلیٰ درجہ کے اہلکاران اور بڑی بڑی طاقت والے ارکان ریاست کے حوالہ سے مجھے فرمایا۔ کہ فلاں وزیر صاحب کا ارشاد ہے۔ کہ ملزمان کے بعض اقربا میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان تمام امور کے علاوہ ہر دو ملزمان ریاست کی بڑی بڑی عدالتوں سے بے قصور

ثابت ہوتے ہوئے صاف بریّت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نہیں معلوم کیوں گڑے مُردے اُکھاڑنے اور گئے گذرے مُعاملہ کو ازسرِنو زندہ کرنے کے درپے رہیں۔ اور اس معاملہ کی تفتیش قانونی نقطۂ نگاہ سے بھی اِلسّر کرنا واجب ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا۔ کہ قانونی نقص دُور ہو چکا ہے۔ کیونکہ شاہی منظوری ہو چکی ہے۔ اس لئے تفتیش ناجائز نہیں ہو سکتی۔ اِس پر آپ بولے۔ کہ اس خاص منظوری کا ہمیں علم نہیں تھا۔ پھر اُنہوں نے کہا۔ اِس جھگڑے کو عرصۂ دراز گزر گیا ہے۔ قانونی ثبوت اب پیدا ہوں۔ یہ ناممکن ہے۔ سفارش حصولِ مہربانی کیلئے کیجاتی ہے آپ مہربانی فرمائیں۔ جیسے پہلے سب افسران ہر دو ملزمان کو مقدمہ کی آفت سے بچاتے رہے ہیں آپ بھی معاف فرمائیں۔ مدّت دراز سے مستغیث بے بنیاد الزام ان کے سر پر تھوپ کر ان کو حیران و خراب کر رہا ہے۔ میں نے ان صاحبان کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ثبوتِ مقدمہ جسقدر بھی ابتدا میں مل چکے۔ کفائت کر سکتے ہیں۔ باقی رہی الزامات کی بے بنیادی۔ ان کے متعلق میری عرض ہے۔ کہ ایک بیکس انسان سات سال کی مدّت دراز سے اتنی بڑی ہستیوں کے خلاف جھوٹے خود ساختہ الزام گھڑ کر دنیا میں عظیم واویلا کرتا پھرے۔ بعید از قیاس امر ہے۔ آپ براہِ کرم اپنی نظر کو ذرا وسعت دیکر دیکھیں مستغیث نے جب اپنی حقیقت مجھے سُنائی ہے۔ تو صداقت اُس سے صاف مترشح تھی۔ میں نے اچھیطرح پڑتال کے بعد نتیجہ یہ نکالا ہے۔ کہ مُعاملہ سچ ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ کیا ملزمان اور ان کے معزز سفارشی کسی گوردوارہ صاحب میں جاکر گورو گرنتھ صاحب کے حضور میں بیان کرینگے۔ کہ مُعاملہ بالکل بے بنیاد ہے۔ گو قانون اس عمل کی اجازت نہ دیتا ہو۔ مگر میں اِس طرح سے یقین دلا دینے پر اپنے خیالات بدل لونگا۔

اِس پر دو ہر دو صاحبان وہاں سے تشریف لیگئے۔ چونکہ یہ صاحبان اصلیّت واقعہ سے واقف تھے۔ اِس لئے خاموش ہو گئے۔ پھر اس کے بعد کسی نے میرے پاس سفارش کی جرأت نہ کی۔ میری اس طرزِ پڑتال سے واقعہ کی مزید صحت ہو گئی۔ شُدھ بلوان آتما اپنی طاقت لاانتہائی سے ہمیشہ گناہ آلودہ ضمیر کو مغلوب کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ میں نے جب ملزمان

سے علیحدگی میں نرمی کے ساتھ بات چیت کی۔ اُنہوں نے اپنے جرم سے صاف اقرار کر لیا۔ مگر اُس وقت کے اُن کے الفاظ یہ تھے:-

"تم سچے اور دیانتدار مشہور حاکم ہو۔ تمہاری افسری اور سچائی ریاست میں سب جانتے ہیں۔ تمہارے سامنے کوئی جھوٹ نہیں بولتا۔ ہم نے یہ جرم کیا ضرور ہے۔ مگر روپیہ خرچ کر کے اور سفارشوں کے زور پر آجتک ہم بچتے چلے جا رہے ہیں۔ سات سال کے عرصہ میں مقدمہ میں پھنسے رہنے سے آٹھ دس ہزار روپیہ صرف بھی ہو چکا ہے۔ اگر آپ ہمیں سزا سے معاف کرا دیں۔ اور چالانوں وغیرہ میں نہ گھسیٹیں۔ تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ہم نے حقیقت جو کچھ ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں رکھی۔ اپنے گناہ کو آپ کے رُوبرو تسلیم کر رہے ہیں۔ اور اگر آپ چاہیں۔ کہ اپنا گناہ ہم کسی دوسرے افسر کے آگے تسلیم کریں۔ تو اس کیلئے ہم تیار نہیں جب ہم آپ سے کوئی بات چھپاتے ہی نہیں۔ پھر آپکو بھی ہمارے ساتھ رعائت چاہیئے۔ بر سنگھ مستغیث مقدمہ کو ہم رضامند کر لینگے۔ وہ اب ہم سے سات ہزار روپیہ لیکر رضامند ہونے اور اپنے دعادی سے دست بردار ہونیکو آمادہ ہے۔ ہمارے ساتھ ہماری طرح سات سال سے وہ بھی برباد دربدر خاک بسر پھر رہا ہے۔ مستغیث چونکہ اسی جگہ موجود تھا میں نے اس سے بات چیت کر کے اس کا عندیہ دریافت کیا۔ اُس نے سُنتے ہی بیحد مسرت کا اظہار کیا۔ اور فوراً مان گیا۔ کہ مجھے میرا اسی قدر روپیہ واپس ملجائے۔ تو لبا غنیمت ہے۔ آپکی سچائی کا طفیل ہے۔ کہ وہ سات ہزار کی واپسی پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ انہوں نے تو بڑی سے بڑی عدالت اور بڑے سے بڑے حاکم کے آگے ایک پیسہ کا بھی اقبال نہیں کیا۔ یہ فقط آپکی سچائی کا ظہور ہے۔ جب میں نے معاملہ صاف ہوتے اور ملزمان کو راستی پر آتے دیکھا۔ تو بلا تامل مسٹر منوہین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کو ان تمام حالات سے آگاہ کیا۔ صاحب موصوف نے یہ تمام حالات کیبنٹ کے آگے رکھدیئے۔ وزیر اعظم صاحب ریاست

نے فرمایا۔ کہ ملزمان اجلاس کیبنٹ کے روبرو اپنے جرم کا اقبال کریں۔ اور ہمارے آگے مستغیث مقدمہ کے دامن میں اپنا مقبولہ روپیہ سات ہزار ڈالیں بسبب عین ممکن ہے۔ خفیہ خفیہ باتوں کو تسلیم کر لینا ہم قرین انصاف خیال نہیں کرتے۔ اِس حالت میں ہم ملزمان کے جرم و خطا سے در گذر کر سکیں گے +

بہی خواہان ملزمان کی رگ حمیت یہاں بھی بھڑکی۔ ایک دو صاحبان نے اس تجویز کے خلاف قانونی اعتراض پیش کئے۔ وزیر اعظم صاحب کے ارشاد پر کہ واقعہ جو کچھ ہوا ہے۔ اور جس خاص سپرٹ سے یہاں کام لیا گیا ہے۔ یہ عدل نوشیروانی کی پٹیالہ میں ایک مثال ہوگی۔ اِس پر وہ خاموش ہو گئے +

جب یہ تجویز ملزمان کو سنائی گئی۔ تو انہوں نے دریافت کیا۔ کہ ہماری ذیلداری اور سفید پوشی کو تو کوئی آنچ نہ آئیگی چنانچہ انہیں یہ وعدہ بھی دیا گیا۔ اِس کے بعد انہوں نے سرِ اجلاس کیبنٹ اقبال جرم کیا۔ بلکہ بذریعہ مسٹر محمد شفیع صاحب وکیل خود تحریری درخواست معافی و عذر گناہ پیش کر کے سات ہزار روپیہ نقد مستغیث کے پلّہ میں ڈالا مستغیث روپیہ اور ملزمان معافی حاصل کر کے پٹیالہ کے والی نشر بھنو مہاراجہ ادھیراج کو ہزاروں دعائیں دیتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے +

دنیا میں کیا کچھ نہیں ہوتا لیکن موجودہ قانون مروجہ میں اِسقدر وسعت کہاں ہے۔ ایسے انصاف یا ایسی مثال اب ملنا حقیقتاً ناممکن نہ ہو۔ تو محال ضرور ہے۔ سچ پوچھئے تو نوشیروانی انصاف یہ ہے۔

اخبارات نے اس مقدمہ کے واقعات درج کئے انسپکٹر جنرل پولیس اور وزیر اعظم صاحب ریاست نے جو واقعات مقدمہ سے کماحقہٗ واقف تھے۔ بے حد اظہار خوشنودی فرمایا ریاست بھر میں مہاراج کے اس انصاف کی دھوم مچی۔ رئیس ہند میگزین دہلی بابت ماہ مئی و جون ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۷ پر اس مقدمہ کے حالات یوں شائع ہوئے۔

سپرنٹنڈنٹ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی نوشیروانی اور ریاست کے ایک مشہور پولیس افسر کی اعلیٰ سراغرسانی

ولایت کے اخبار اور رسائل میں اکثر ڈیٹکٹو حضرات کے حیرت انگیز کارناموں سے دنیا کی پبلک کو یہ یقین دلایا جاتا ہے۔ کہ جیسے اعلیٰ سراغرسان ولایت میں ہیں ویسے کسی اور جگہ نہ ہوں گے۔

دراصل سراغرسانی کا ملکہ ایک خداداد وصف ہے۔ اور یہ وصف دیانتداری اور ہر طرح کی قابلیت کا محتاج ہے۔ پس جہاں کسی میں یہ دونوں وصف عطیۂ قدرت سے پیدا کر دیے جاتے ہیں وہاں ایسے ایسے انکشافات یہ قابل لوگ کرتے ہیں۔ کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں۔ کہ جو افراد قوم کے کارنامے غیر ملکوں میں بھیجکر ان کا نام روشن کرتے ہیں۔ اور کتابیں چھاپ کر دولت کثیر پیدا کرتے ہیں ایک بدبخت ہم ہیں۔ کہ ایسے قابل لوگوں کی قابلیت سے محروم رہتے ہیں لالہ شب چند صاحب پولیس میں خاندانی ورثہ سے داخل ہو کر بذات خاص حدود ریاست میں ہر طرح کے تجربات ذاتی حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور اب اُن کی لیاقت ایک بے نظیر پولیس افسر کی مانند ہو گئی ہے۔

مسٹر شیو مین بہادر نے پٹیالہ میں جسقدر اہم سے اہم مقدمات برآمد کئے۔ اُنمیں بالفاظ صاحب ممدوح اِن کی ہی استمداد شامل حال تھی۔ ذیل کا ایک اہم واقعہ اس قابل ترین انسپکٹر کی قابلیت کا شاہد حال ہے۔ ہر سنگھ ردا سیہ ٹھیکہ دار ضلع بھٹنڈہ کے ایک ہزار پونڈ اس کے گاؤں کے ذیلدار اور سفیدپوش نے زبردستی چھین لئے تھے مظلوم و بیکس مستغیث زردار اور بارسوخ فریق کے مقابلہ میں عدالت ابتدائی سے انتہائی تک ناکام رہا۔ اور سات آٹھ سال حدا جبران ورزیربار ہوا لیکن صداقت نے اُسے مایوس نہیں ہونے دیا۔ بالاخر مستغیث کی فریاد پر یہ معاملہ لالہ شب چند صاحب انسپکٹر موصوف کے (جو سراغرسانی اور ایمانداری میں مدت عمر سے شہرۂ آفاق ہیں) سپرد ہوا۔ آپنے اپنی سراغرسانی کی خداداد امداد سے معاملہ کی اصلیت پیدا کی اور اسکی راستی کا صاحب انسپکٹر جنرل بہادر کو یقین دلایا صاحب موصوف نے بوساطت عالیجناب

پنڈت دیاکشن صاحب بہادر کول بالقابہ وزیر اعظم اس معاملہ کو باجلاس خاص حضور پرنور دام حشمتہم گذارش فرما کر از سر نو اسکی تفتیش کا حکم لالہ صاحب موصوف کو دیا گیا۔ آپ نے مختصر ایام میں بلا کسی جبر و تشدد اپنی بے نظیر قوت فیصلہ اور حیرت انگیز سراغرسانی کی امداد سے مجرمان سے بسہولیت تمام اقبال جرم کرا یا انجام کار بادی کی زر نقد مستغیث مظلوم کی حقرسی ہوئی۔

ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ ایک ایسا انصاف ہے۔ کہ جس سے ریاستوں کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ انصاف اور عدل ترقی کرتے ہیں۔ وارداتیں رو با نحطاط ہوتی ہیں۔ اور ملک میں امن و آسائش کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اس نوشیروانی سے مہاراج کی عدل گستری کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا۔ مبارک ہیں سر دیا کشن کول۔ کہ جنکے عہد وزارت میں ایسے عدل و انصاف کی ایک دائمی یادگار قائم ہوئی۔ صدیوں ایسی نوشیروانی کی داستانیں اس زریں زمانہ کی یاد دلایا کرینگی۔ قابل تحسین و ہزار آفرین لالہ شب چند صاحب ہیں۔ کہ جنہوں نے واقعی سچی ایمانداری سے ایک برباد شدہ حقیقت کو نمایاں کیا۔ گو آپ کی بہت سی نازک سے نازک انجام دہی فرائض اور تفتیش جرائم کی داستانیں زبان زد خاص و عام ہیں۔ مگر یہ واقعہ آپکے نام کیساتھ ہمیشہ کیلئے وابستہ ہو گیا۔

یورپین افسر جب کسی میں کوئی بات دیکھتے ہیں۔ تو وہ ہماری طرح اظہار عہد اقت سے ہرگز باز نہیں رہتے۔ چنانچہ جناب مسٹر نیوبین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ نے آپ کی قابلیتوں کا کھلے الفاظ میں اعتراف فرمایا ہے۔ اگر پولیس میں تمام کارکن ایسی ایمانداری۔ نیک نیتی اور شرافت سے اپنے فرائض ادا کریں۔ تو صیغہ پولیس بڑا نیک نام اور ہر دل عزیز ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہی اس محکمہ کے قیام کی علت غائی ہے۔

ترجمہ ریمارک مسٹر الیف۔ ایل نیوبین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ

رستم زدہ ۲۳ - اپریل ۱۹۲۱ء۔

لالہ شب چند صاحب ریاست میں سب سے اعلیٰ اور بہترین ڈٹیکٹو ہیں۔*

* فی الحقیقت وہ ہر جگہ کی پولیس فورس میں زیور ثابت ہونگے۔ ریاست کے جملہ تفتیش جرائم میں وہ میرے لئے ایک بڑا سہارا تھے۔ یہ بالخصوص ان کی ہی قابلیت، سیمتداد کا باعث تھا۔ کہ لال سنگھ لبتہ سنگھ ہرونت سنگھ بھینی فتاب سنگھ کے مقدمات اور نیز دیگر بہت سے مقدمات جو ریاست کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہینگے پایہ تکمیل کو پہنچے۔ مجھے اس امر کے اظہار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ ریاست لالہ شب چند صاحب انسپکٹر کی کارگذاریوں کی شکر گذاریوں کے اس درجہ زیر بار احسان ہو گئی ہے۔ کہ وہ کبھی اس کا معاوضہ نہیں دے سکیگی۔ میں بڑے وثوق سے خیال کرتا ہوں کہ اس افسر کو گورنمنٹ میں ترقی ملنی چاہئیے جس کے فرائض [illegible] سے انجام دیں گے۔

اعتراف خدمات

۷ کاتک سمت ۱۹۷۷ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو دربار مبارک دسہرہ پر میری خدمات کا پُرزور الفاظ میں اعتراف فرماتے ہوئے مجھے انتہائی گریڈ انسپکٹری کا درجہ بخشا جاکر عزت افزائی فرمائی گئی۔ اور انسپکٹر پولیس فرسٹ گریڈ بنا دیا گیا ؎

نتیجہ نیک و بد عملوں کا آخر مل ہی جاتا ہے
کوئی سمجھے نہ دل میں یہ کہ دیکھے ٹل ہی جاتا ہے

خیر خواہی ریاست میں چند انتظامی اور اصلاحی کوششیں

صیغہ پولیس کے انتظامات میں عمدگی و برتری پیدا کردینے کی میرے دماغ میں ایک دُھن تھی۔ جسکی بہتری کے لئے اپنے دل میں ہمیشہ اور ہر وقت ہی سوچتا رہا کرتا تھا۔ اور جب بھی مجھے یہ پختہ خیال ہوجاتا۔ کہ اب میں کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں۔ تو رپورٹ کی صورت میں وہ تجاویز اپنے افسرانِ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ صیغۂ پولیس میں بہت سی مفید ترین اصلاحات کی ترویج میں یہ خاکسار کامیاب بھی ہوا ہے۔ جن سے ابھی تک اہلیانِ پولیس فائدہ اٹھاتے اور آرام پاتے ہیں۔ چند اصلاحیں جو میری ہی ناچیز رائے کا نتیجہ تھیں۔ بطور مثال درج ذیل کرتا ہوں۔ اور وہ محض اس مطلب کے لئے کہ ایک عہدہ دار پولیس اگر بدل ساعی ہو۔ تو اپنے فرائض منصبی اور مفوضہ ڈیوٹی کے علاوہ اصلاحی معاملات میں بھی بہت سے کام کر سکتا ہے۔

تنخواہ چوکیداران دیہاتی

چوکیداران دیہات کی تنخواہ کی تقسیم کا قاعدہ مسٹر وار برٹن صاحب کے عہد سے ریاست میں یہ چلا آرہا تھا۔ کہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس اضلاع خود تھانجات میں جاکر چوکیداران کو تنخواہ تقسیم کرتے تھے۔ اور یہ طریق اس لئے جاری کیا گیا تھا۔ کہ ایک دو تھانجات میں رقم تنخواہ چوکیداران میں غبن اور بددیانتی کی گئی تھی۔ اس طریقہ تقسیم تنخواہ سے اندیشہ غبن تو ضرور جاتا رہا تھا۔ لیکن کسی حد تک اس عمل کے نتائج مضر بھی ثابت ہوئے تھے۔ کیونکہ ہر شتہاری پر معاملۂ سرکاری کے ساتھ تنخواہ کی

رقم وصول ہو کر داخلِ خزانہ ہوتی ہے۔ اور خزانہ سے بتوسّل صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس برآمد ہوتی ہے۔ اس ہیر پھیر میں بھی بہت زیادہ وقت صرف ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس بوجہ دیگر مصروفیت اس تنخواہ کی تقسیم کا کوئی دن اور وقت معیّن نہیں فرما سکتے تھے۔ بلکہ جب اپنے دیگر فرائض کے انجام دینے کے لئے تھانجات میں جانے کا موقعہ ملتا۔ تنخواہ چوکیداران بھی تقسیم فرماتے۔ تمام چوکیداران جب افسر فرصت پاتے حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ انجام یہ ہوتا۔ کہ بہت چوکیدار تنخواہ حاصل نہ کر سکتے۔ جب چوکیداران صدر مقام پر حاضر ہوتے۔ اکثر صاحب سپرنٹنڈنٹ مقام صدر میں موجود نہ ہوتے۔ دورہ کی تقریب یا کسی موقعہ وغیرہ کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے ہوتے۔ چوکیدار خالی خولی ہی واپس ہوتے۔ ان وجوہ سے اکثر ایسا ہوا کہ بعض چوکیدار کئی کئی سال اپنی تنخواہ سے قطعاً محروم ہی رہ جاتے۔

۷ ہاڑ سمت ۱۹۷۹ تھانہ راماں اور بھٹنڈہ کے چوکیداران نے میرے پاس واویلا کیا۔ کہ ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ ہم لوگوں کو تنخواہ نہیں ملی۔ میں نے ان وجوہات کے ساتھ ایک رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں پیش کر دی۔ کہ معاملہ مذکورہ میں خاص طور پر خاطر خواہ اصلاح زیادہ ضروری ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کے لئے سب انسپکٹر صاحبان چوکیداروں کی تنخواہ کی تقسیم کے ذمہ دار قرار دیے گئے۔ اور چوکیداران ایک بھاری تکلیف سے بچ گئے۔

چوکیداران دیہات کی بھرتی

اکثر دیہات میں جو ریاست کے اندر ہیں۔ چوری کی وارداتیں بعض اوقات زیادہ ہونے لگیں۔ وجہ اس کے سوائے اور کوئی نہ ہوتی۔ کہ پہرہ چوکی یا حفاظت کا انتظام معقول نہیں ہوتا۔ چوکیدار گشت نہیں کرتے تھے۔ پڑتال سے یہ بھی پتہ چلا۔ کہ اکثر اسامیاں چوکیداران خالی پڑی ہیں۔ چوکیدار ہی نہیں۔ خواہشمندان ملازمت تو بہت ہیں۔ الّا تب بھی اسامیاں خالی رہنے کی وجہ یہ کہ امیدواران ملازمت کو شکایت تھی۔ کہ بھرتی میں قیود جات ذیل ہیں۔

جبتک اِن کا سدِباب نہ ہوجائے - کام درست نہیں ہو سکتا ۔

(۱) جُملہ نمبرداران گاؤں تاوقتیکہ بالاتفاق اُمیدوار کے لئے رضامند ہو کر رائے نہ دیں ۔ اُمیدوار نہیں لیا جا سکتا +

(۲) ہیڈ محرّر تھانہ جبتک اپنی رضامندی نہ ظاہر کرے - کوئی اُمیدوار بھی کامیاب نہیں ہو سکتا

(۳) صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں معہ نمبرداران صدر مقام پر حاضر ہو کر منظوری حاصل کیجائے -

(۴) بالفرض صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے مقام پر نہیں - تو دورہ میں قیام گاہ پر حاضر ہو - ایسی حالت میں کئی کئی جگہ حاضر ہونے کے لئے بہت سے مصارف سفر کا زیر بار ہونا ہوتا تھا +

(۵) فورس کلرک اور پیشی کلرک کو نذرانہ نہ دیا جائے بس سب کیا کرایا اکارت - اِس قدر رکاوٹیں دُور ہوں - تو چوکیداری مِل سکے - ورنہ القط - اِس لئے لوگ اُمیدوار ہوتے ہُوئے کوشش نہیں کیا کرتے تھے ۔

مَیں نے ایک رپورٹ میں سب کچھ درج کیا - اور اِنسپکٹر جنرل صاحب کی خدمت میں پیش کیا - جس پر حسب تجویز راقم انتظام منظور فرما لیا گیا - کہ آئیندہ کے لئے اُمیدواران کی حاضری کی ضرورت ہی نہیں ہے - نقشہ تقرری بہ تصدیق نمبرداران دیہہ و رپورٹ سب انسپکٹران بذریعہ ڈاک پیش کر دئے جایا کریں ۔

سب اِنسپکٹر صاحب تھانہ بالتعلق اُمیدوار کو ملاحظہ کر لیا کریں - اور ملازمت منظور کر دیا کریں - صاحب سپرنٹنڈنٹ اپنے حکم سے عملدرآمد کرا دیں - دورہ کے موقعہ پر چوکیدار کو بھی ملاحظہ کر لیا کریں -

چنانچہ تجاویز مذکورہ پر آجتک عملدرآمد جاری ہے - کوئی بھی چوکیداری خالی نہیں ہے - نہ کوئی اُمیدوار مارا مارا پھرتا ہے -

طریقۂ چالان مقدمات

یہ اصول رعایائے ریاست کی تکلیف کا باعث تھا - کہ ہر مقدمہ کا چالان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ریمارک کے ساتھ عدالت میں

پیش ہو سکے۔ اِس طریق عمل سے علاقہ جات سردول گڈھ۔ مانسہ۔ بوڈھا۔ بھٹنڈہ تھانجات کے چالان اسامیوں کے سمیت برنالہ۔ علاقہ جات سرہند۔ بسی۔ پنجور۔ لالڑو۔ پہاڑی مقامات کے چالان مقام پٹیالہ اور علاقجات بھوانی گڈھ۔ مونگ۔ نروانہ۔ امرگڈھ وغیرہ کے چالان معہ اسامیان بنام صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں پیش ہوتے۔ مستغیثان پر اندریں حالت کرایہ متعلقین مقدمہ کا بار اِسقدر ہوتا۔ کہ غریب لُٹ ہی جاتے۔ شہادت بگڑ تگڑ جاتی۔ اِن وجوہ پر راقم نے ایک رپورٹ کی۔ کہ رفع مصائب و تکالیف متعلقین مقدمہ کا انتظام فرما دیا جائے۔ کہ سوا مقدمات سنگین قتل و ڈکیتی دیگر مقدمات کے چالان سب انسپکٹر صاحبان قانونی پیروکار کی امداد سے اپنی ذمہ واری پر پیش عدالت کر دیا کریں۔

سنگین مقدمات کی حالت میں صاحب سپرنٹنڈنٹ عموماً ملاحظہ وقوعات کے لئے تشریف لیجاتے ہیں۔ اگر چالان تیار ہو۔ تو اُسی جگہ ملاحظہ فرما کر ریمارک دیدیا کریں۔ بصورت دیگر بغیر اسامیان و گواہان کے ہی چالان بغرض ریمارک صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں پیش کر دینا نہایت موزوں ہوگا۔ اِن پر عملدرآمد کے احکامات جاری ہو گئے۔ جس سے پبلک نیز ملازمان پولیس کو خاصا آرام ہو گیا۔

ڈاکٹر صاحبان کی فیس ناجائز

ڈاکٹر صاحبان کی فیس ناجائز کے بارہ میں جو بعض صورتوں میں اہلِ مقدمات پر سراسر ناواجب بار ہوتا ہے۔ راقم نے بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل ایک رپورٹ پیش کی۔ کہ بمقدمہ ڈکیتی منڈی بریٹھہ ۱۱ مگھر سمت ۱۹۷۸ کو جب راقم تفتیش کے لئے سر موقعہ وارد ہوا۔ تو ٹھاکر امل بقال نے میرے روبرو بجالیکہ دیگر بہت سے صاحبان موجود تھے۔ بیان کیا۔ اور اس کا بیان درحقیقت نہایت دردناک تھا۔ کہ میرا پانچ سالہ بچہ ظالم ڈاکوؤں نے سخت ہی بیرحمی و شقاوت سے میری گود میں گنڈاسیوں کی ضربات سے قتل کر ڈالا۔ ڈاکٹر صاحب مقتول بچہ کی لاش کے ملاحظہ کو تشریف

رائے - پولیس مقامی نے نقد پچاس روپیہ ڈاکٹری فیس مجھ سے ڈاکٹر صاحب کو دلوا دئے - اور ڈاکٹر صاحب نے تھینک یو کہتے ہوئے جیب میں ڈال لئے - ایسی افسوس اور دردناک حالت میں پولیس نے کچھ بھی خیال نہ کیا - ان حالات میں میں اپنی مقامی پولیس سے ہمدردی تو کجا انصاف کی بھی کیا توقع رکھ سکتا ہوں +

(۲) تھوڑے دن ہوئے سردار حضور اسنگھ صاحب انچارج سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دوران گفتگو میں مجھے بتلایا - کہ ایک دو دیہات میں جنکا نام مجھے یاد نہیں ہے - نہر سے دو لاشیں نکل پڑیں - ڈاکٹر صاحب کو بغرض ملاحظہ بلایا گیا - تو ملاحظہ لاشوں کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنی فیس کا مطالبہ کیا - مگر بے تعلق دیہات نے جن کو نعشوں سے کوئی بھی واسطہ نہ تھا - اس مطالبہ کے بارے صاف انکار کر دیا - ڈاکٹر صاحب نے تقاضہ سے نمبرداران وہ کو تنگ کیا - کہ تمہارے دیہات کی حدود سے لاشیں ملی ہیں - تمہارے پر اس لئے ذمہ داری عائد ہوتی ہے - غرض ڈاکٹر کے شدید تقاضہ پر نمبرداروں نے تمام گاؤں سے چندہ جمع کر کے ڈاکٹر کا مطالبہ پورا کیا - مگر سخت پریشان ہوئے - بمصداق وقت روپیہ پورا ہوا فیس بھی تو معمولی نہیں لیتے - آئیندہ کو ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا - کہ ایسی لاشوں کی اطلاع پولیس کو دی ہی نہ جایا کرے +

صیغہ پولیس میں بھرتی ہوئے اور پولیس کی ملازمت کرتے ہوئے ۲۶ - ۲۷ سال کا طویل عرصہ گذر گیا ہے - اس عرصہ میں صدہا لاشیں بحالت تعیناتی تھانجات ڈاکٹر صاحبان سے ملاحظہ بھی کرائیں - لیکن اس قسم کا مطالبہ یا طلب تقاضہ کہیں نہ دیکھا نہ سنا - ایک مظلوم ستم رسیدہ کیساتھ ہمدردی کی بجائے ایسا سخت ناواجب سلوک اخلاقاً تو ناواجب تھا ہی کوئی اور طریق بھی تو جائز قرار نہیں دیتا - اور ٹھاکر امل سے جو سلوک ہوا - وہ سب سے زیادہ ظلم ہے - راقم کو جہانتک علم ہے - فیس بھی اسقدر گراں نہیں ہوتی - سب اسسٹنٹ سرجن صاحبان کی فیس دو روپیہ اور اسسٹنٹ سرجن صاحبان کی فیس پانچ روپیہ ہوتی ہے - کرایہ وغیرہ دیگر مصارف ... سے وصول کرتے ہونگے - اس طریق پر یا بلا داد پولیس فیس وصول

کرنا کہاں تک درست ہے۔ راقم کو تو علم نہیں۔ یہ کوئی نئی تجویز ہوئی ہو۔ یا اس فذ فیس کی ادائیگی کا کوئی نیا سرکلر ہو گیا ہوگا۔ مندرجہ بالا مطلب کی ایک رپورٹ محکمہ بالادست میں پیش کی۔ اس میں یہ بھی درج کر دیا۔ براہِ کرم اگر کوئی ایسی ہدایت جاری ہو چکی ہے۔ تو اطلاع بخشی جائے۔ اور اگر یہ طرزِ عمل خود ساختہ اور ناواجب ہے۔ تو اس کا قرار واقعی انسداد ہونا چاہیئے۔

کنسٹیبلان پولس کی ایزادی تنخواہ کرایہ وغیرہ کی معروضات

۱۔ بھادوں سمت ۱۹۷۲ جنرل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی۔ کہ صیغہ پولیس کو کامیاب بنانے کے لئے اچھے آدمی اور زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے مصارف کرایہ اور سفر خرچ کی بابت جناب کو معلوم ہے۔ ہر تھانہ و اضلاع میں اس کی کمی کی عام شکائت ہے۔ سالہا سال سے کرایہ صرف شدہ ملازمان پولیس کو نہیں ملا۔ ان وجوہات کی بناء پر افسران پولیس اپنے علاقجات سے باہر جانے میں دانستہ گریز کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ مقدمات میں ناکامیابی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سب انسپکٹر صاحب بھٹنڈہ کو خبر ملے۔ کہ مجرم واردات کر کے کراچی کو ریل میں سوار ہو گیا ہے۔ تو وہ مصارف سفر سے ڈرتے ہوئے وہاں نہیں جائینگے۔ اور اگر کوئی مستغیث خود مصارف سفر کا کفیل ہو جاوے۔ تو بھی وہ خود نہیں جائینگے۔ بلکہ اپنے کسی ماتحت کو اس کے ہمراہ بھیج دینگے۔ خود مستغیث کے کرایہ پر جانا اپنی کسرِ شان سمجھینگے راقم کو ذاتی تجربہ ہے۔ کہ جن مالدار مستغیثان نے مصارف کرایہ وغیرہ خرچ برداشت کئے۔ ان کے مقدمات ریاستی پولیس کی کوششوں سے برآمد ہو گئے۔ جناب والا کا یہی خیال ہے۔ کہ مقدمات کی تفتیش پر بحیثیت مقدمہ کم خرچ کیا جاوے۔ یعنی اگر دس روپیہ کی چوری بیس روپیہ خرچ ہونے پر ثابت ہو جائے۔ تو اس کا خرچ زائد نہ کیا جائے۔ علاقہ گورنمنٹ برطانیہ میں اسکے برخلاف عمل ہوتا ہے۔ وہاں دس روپیہ کی چوری پر پچاس روپیہ خرچ کر دینا نامناسب نہیں

خیال کیا جاتا۔ جناب والا کو معلوم ہے۔ کہ مقدمات جو اقوام جرائم پیشہ گروہ ڈھڑہ وغیرہ پر ضلع لدھیانہ میں چلائے گئے تھے۔ اور جن پر میر فضل امام اور نیاز احمد خاں صاحبان انسپکٹران پولیس تعینات تھے۔ بہت کم مالیت کے مقدمات تھے۔ مگر سُننے میں آیا ہے۔ کہ قریباً دس ہزار روپیہ گورنمنٹ کا اِن پر صرف ہو گیا۔ دراصل یہی راز گورنمنٹ پولیس کی کامیابی کا ہے۔ حال میں موضع علیسی تھانہ امرگڑھ کے مقدمہ ڈکیتی کا سُراغ تھانہ الوہر ضلع فیروزپور میں چلا۔ ابھی صرف دو ملزمان گرفتار ہوئے تھے اور وہاں کے سب انسپکٹر صاحب مع ایک ہیڈ کنسٹیبل و چار پانچ کنسٹیبلان ملزمان کو لیکر یہاں چار پانچ چکر لگا چکے ہیں۔ معمولی ضرورتوں پر فوراً تار کھٹکھٹا دیتے ہیں۔ جدھر سے ذرا خبر ملے۔ آزادی اور بےفکری سے فوراً وہاں بھاگے چلے جاتے ہیں۔ راقم خود بھی اس سلسلہ ڈکیتی علیسی میں ان کا ہم سفر رہ چکا ہے۔ کبھی بھی ان کے مصارف سفر میں کوئی حجت دیکھی ہی نہیں گئی۔ راقم انسپکٹر اور ضلع فیروزپور کا ہیڈ کنسٹیبل دونوں انٹر کلاس میں سفر کرتے ہیں۔ اس کو ڈبل انٹر اور راقم کو سنگل انٹر ملنے کا قاعدہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ملازمان پولیس ریاست ہذا مقدمات کی تفتیش میں دُور دراز مقامات کو جا ہی نہیں سکتے۔ صیغہ پولیس میں ملازمان کی حالت جناب والا کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ اس صیغہ میں وہ ملازم مفید ثابت ہو سکتا ہے جس میں کم از کم صفاتِ ذیل تو ضرور ہوں۔

۱ طاقتور نوجوان ہو۔ جو گرفتاری مجرمان و موقعات دوڑ دوش پر سفر اور مقابلہ سے نہ گھبرائے + ۲ چست چالاک اور دلیر ہو + ۳ عقل سے بے بہرہ نہ ہو +

پولیس ریاست میں ایسے آدمیوں کی بہت کمی ہے۔ طاقت چستی۔ عقل یہ سب اچھی غذا سے پیدا ہوتی ہیں۔ آٹھ روپیہ کی قلیل تنخواہ کا ملازم جو عیالدار ہو۔ اچھی غذا استعمال نہیں کر سکتا۔ ورزش سوائے پریڈ کے بالکل معدوم ہے۔ پژمردہ دل۔ کمزور جسم اور پست حوصلہ اشخاص پولیس میں کام نہیں کر سکتے۔ کنسٹیبلان پولیس علاقہ گورنمنٹ قوی الجسم مضبوط جوان چست و چالاک۔ ہشاش و بشاش اپنے فرائض سے

بخوبی واقف - دِن رات سردی گرمی دُھوپ اور بارش میں لتعمیلِ حکمِ افسران کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ بحالت سفر جنگل بیدان - ریل کے پلیٹ فارموں پر - زمین پر سو کر مجرمان کی حفاظت کا کام بڑے حوصلہ اور دلیری سے کرتے ہیں - بمقابلہ اِس کے اپنے کنسٹیبلوں کو بسلسلہ تفتیش مقدمات ڈکیتی یا موقع با وجہ والا دیکھ رہا ہوں - کہ تمام دن اِن کے عذرات ہی ختم نہیں ہوتے - اوّل تو پندرہ کنسٹبلان میں ایک دو ہی اِس قابل ہیں - کہ ایک ملزم کو بلحاظ طاقت جسمانی ایک کنسٹبل سنبھال سکے - دُوسرے اِن کی متواتر شکایات - کسی کے پاؤں میں بوجہ سفر چھالے پڑ گئے - کوئی بیمار ہو گیا - کسی کے بال بچے بیمار اور اکیلے ہیں بعدم موجودگی خرچ کی وجہ سے فاقہ کشی کی سب کی نوبت تھی - نتیجہ یہ ہُوا - کہ کوئی کارِ سرکار کے بہانہ کوئی کوشش سے رخصت لیکر - کوئی خود بخود بغیر حاضر ہو کر لفیف کے قریب تو چلے گئے - باقی ماندہ فرائض سے ناواقف اپنی تکالیف کا اظہار کر کے میرا وقت ضائع کرنیوالے - جناب والا شہرۂ آفاق و تجربہ کار افسر پولیس ہیں - ترقی تنخواہ - کرایہ اور اخراجات سفر کی فراخدلی سے ادائیگی اور پھر اچھے آدمیوں کے انتخاب میں جناب کی توجہ صیغہ کو چار چاند لگا دیگی یہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے ہیچون نقائص سرکار عالی کی خدمت میں گذارش کئے - جس پر مشورہ مسٹر ایل - ایل ٹائکنس صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب صیغہ پولیس ریاست کی اصلاح اور ایزادی تنخواہ فرمائی گئی +

بسترِ علالت پر صیغۂ پولیس کی اصلاح کیلئے دماغ سوزی

بماہ مگھر سمت ۱۹۷۶ راقم بسلسلہ تفتیش قتل لال سنگھ علاقۂ پائل میں گیا - دِن رات کی مصروفیت نے بیمار کر دیا - بیماری نے ایسا غلبہ پایا - اور ایسا سخت بیمار ہُوا - کہ ڈاکٹر صاحبان معالج بھی مایوس ہو گئے - بوجہ سخت علالت چلنے پھرنے کی تو طاقت تھی نہیں - لہٰذا سارا سارا دِن چارپائی پر لیٹا ہوا صیغۂ پولیس میں اصلاحات کے طرائق سوچتا رہتا بہت کچھ سوچ بچار کے بعد بذریعہ رپورٹ ہامندرجہ ذیل مسٹر ہنو مین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کے پاس اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

رپورٹ نمبر ۱

صیغۂ پولیس کے اہم فرائض کی بجا آوری کے لئے ہمیشہ ٹرینڈ ملازمان کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اور ملازمان کو ٹرینڈ کرنے یا قابل استعمال صیغہ ہذا بنانے کے لئے ہی پولیس لائن کا وجود ہے۔ لیکن ریاست ہذا میں جہانتک تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ اس وقت تک کوئی اچھی تادیب یا تربیت کا سلسلہ ملازمان کیواسطے پولیس لائن میں موجود نہیں۔ جسقدر کنسٹیبلان وغیرہ لائن سے ضروریات سرکاری پر بھیجے جاتے ہیں۔ عموماً ناتجربہ کار ضابطہ اور قواعد پولیس سے ناواقف۔ حتےٰ کہ بعض کو اپنی پوزیشن تک درست رکھنے کی تمیز نہیں ہوتی۔ نہ وردی پہننے اور ملزمان یا قیدیان کو لے جانے کے اصول قواعد کسی کو اچھی طرح سے بتلائے جاتے ہیں۔ نہ ہی کنسٹیبلان کو معلوم ہے۔ کہ ان کے فرائض اور اختیارات کیا ہیں۔ تعمیل سمن و وارنٹ کس طرح کرنی ہے۔ پہرہ و گشت کا کیا طریقہ ہے۔ نگرانی بدمعاشان و مشتبہ اجنبیان کیونکر ہو سکتی ہے +

اضلاع میں بھرتی اور انتظام کا یہ حال ہے۔ کہ جدید رنگروٹ بھرتی کر کے تھانہ جات میں مامور کر دئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ نالائق ثابت ہوتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ ایک ایک کنسٹیبل دس دس سال سے لائن میں بیٹھا ہے۔ اور اگر اس کا کوئی سفارشی نہیں۔ تو وہ لائن میں ہی پڑا ہے۔ بعض کنسٹیبلان ۲۰، ۲۰ سال سے تھانجات میں مامور ہیں۔ بعض کی عمر سٹینڈنگ گارد ہی پر ہی گزر گئی ہے۔ جب کسی اہم کام تفتیش وغیرہ کے لئے منتخب کنسٹیبلان کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو چند کنسٹیبلان جو مشہور ہوشیار ہوتے ہیں۔ اُن کو بلانے کی افسران خواہش کرتے ہیں۔ یہ ایسے کنسٹیبلان ہوتے ہیں۔ جن کی ساری عمر تھانجات میں بہ مصاحبت تھانیداران صاحبان گذری ہوئی ہے۔ ایسے کنسٹیبلان سپیشل ڈیوٹی پر جا کر کبھی دل سے کام نہیں کرتے۔ ان کو تھانجات کی ناجائز آمدنی کا چسکا ہوتا ہے۔ اور پرانی واقفیت اور تجربہ کاری پر ناز ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی سنگین مقدمہ بغیر ان کی شمولیت کے نہیں سلجھ سکتا۔ ایسے کنسٹیبلان پہ افسران کا رعب اثر نہیں کر سکتا۔ وہ افسران کو کٹھ پتلی کی طرح نچانا چاہتے ہیں۔ اِس لئے اب ایسے

کنسٹبلان کو اہم تفتیش میں بُلانے کی ضرورت نہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ رنگروٹ ناتجربہ کار محض ناکارآمد ہیں۔ کام کس طرح چلے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کیوں تین سال کے بعد ہر کنسٹیبل لائق تجربہ کار اور واقف کار نہ سمجھا جاوے۔ لیکن یہ تب ہوسکتا ہے۔ اگر اس کو ایسا بنایا جائے۔ جو کنسٹیبل بیس سال سے خزانہ یا گارد جیل پر بیٹھا ہے۔ یا لائن میں موجود ہے۔ وہ فرائض سٹی اور تھانہ سے مطلق آشنا نہیں ہوسکتا۔ تھانہ جات میں جو کنسٹبلان دس پندرہ سال رہتے ہیں۔ پھر ان کا دوسری گاردوں پر یا سٹی میں یا لائن میں جی نہیں لگتا۔ جب تبادلہ ہوتا ہے۔ کوشش سے سفارش سے جس طرح بن پڑے ملتوی کراتے ہیں۔ یا کسی سب انسپکٹر صاحب یا صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع تحریک کرا کر دوسرے تھانہ میں چلے جاتے ہیں۔ یا استعفیٰ دے دیتے ہیں۔ ترکِ ملازمت پر آمادہ ہوتے ہیں۔ کیوں پولیس گورنمنٹ کی طرح ایک اصول قرار نہ دیا جائے۔ کہ کوئی جدید بھرتی شدہ رنگروٹ تا وقتیکہ دو سال تک لائن میں جو ائین (Join) نہ ہو۔ پھر سٹی اور سٹینڈنگ گاردوں کی نوکری سے واقف نہ ہو۔ تھانہ میں نہ لگایا جاوے۔ اور تھانہ جات میں کوئی کنسٹیبل دو سال سے زیادہ نہ رہے۔ اس طرح تمام کنسٹبلان واقف کار اور تجربہ کار بن سکتے ہیں۔ یہ سارا عمل خراب لائین کی اور صاحب سپرنٹنڈنٹ اضلاع کی عدم توجگی کا ہے۔ ورنہ ہر ایک دورہ پر صاحبان سپرنٹنڈنٹ اضلاع تمام جمعیت تھانہ جات کا انتخاب و ملاحظہ کریں۔ امتحان لیں۔ قواعد پریڈ وردی وسامان وغیرہ دیکھیں۔ ہدایات دیں۔ قواعد اور قوانین سمجھا دیں تو اچھا عمل ہوسکتا ہے۔ میعاد اور اصول تبادلہ پر بلا کسی رعایت کے عمل درآمد ہو۔

سرکار سے ایک صندوق برائے داشت وردی اور ایک چارپائی ہر ایک کنسٹیبل و ہیڈ کنسٹیبل کے لئے دیا گیا ہے۔ مگر میں ہمیشہ باہر پھر کر دیکھتا رہا ہوں۔ کہ اضلاع کے اندر سرکاری چارپائیاں اور صندوق باہر دھوپ اور بارش میں خراب ہو رہے ہیں۔ کوئی ان کو اٹھانے والا نہیں۔ نہ کبھی کسی نے کمی یا بیشی تعداد پر دیکھ بھال کی ہے۔ صندوق جو محض ملازمان کی

وردی اور سامانِ سرکاری کے رائے ہوتے ہیں۔ ان میں آٹا گھی وغیرہ اجناس خوردنی ملازمان و افسران رکھتے ہیں۔ سازوسامان میلا اور ردی حالت میں ہوتا ہے۔ صفائی وغیرہ پر کوئی توجہ نہیں دیتا کنسٹبلان ہتکڑیاں زنگ خوردہ اور ردی حالت میں رکھتے ہیں۔ ملزمان لاتے اور لے جاتے ہوئے بعض کنسٹبلان کو دیکھا گیا ہے۔ کہ ملزم کے ایک ہاتھ میں ہتکڑی لگی ہے بعض کنسٹبلان تو ملزم کو ہتکڑی لگا کر اس کی زنجیر اُسے ہی سونپ دیتے ہیں۔ خود پیچھے ہیں لگا کر چلنا کسرِ شان سمجھتے ہیں یہ تمام تر بے ترتیبی عدم نگرانی افسران اضلاع کی وجہ سے ہے۔ کوئی دیانتدار یا باحوصلہ افسر ایسا ہوگا۔ جو اپنے ماتحت ملازمان کو ادائیگی فرائض کے متعلق سخت گیری سے ترتیب و تادیب کرتا ہو۔ ورنہ عموماً سب افسران بھگی بلّی بن کر دن کاٹتے ہیں۔ ان کو خوف ہوتا ہے۔ کہ عملہ میں ناچاقی ہو کر ایک دوسرے کی قلعی کھول دیگا۔ اس لئے سب لوگ مل کر کام کرتے ہیں۔ عملہ پیشکار کلرک وار دولی ہیڈ کنسٹبل جن سے ملازمان کا کام پڑتا ہے۔ افسران تھانہ سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ یہ کلرک صاحبان داؤپیچ کر کے کسی نہ کسی طرح سے کنسٹبلان وغیرہ کی تبدیلیاں صاحبان سپرنٹنڈنٹ سے حسب مراد کرا لیتے ہیں۔ یہ تمام نقائص لائن کی خراب حالت اور اضلاع میں صاحبان سپرنٹنڈنٹ کی عدم توجگی سے پیدا شدہ ہیں۔ جو ملازمان پولیس کو ہمیشہ ناقابل رکھتے ہیں۔ کمترین کو صحت ہو جائے تو جگہ جگہ پھر کر تمام تفصیلی نقائص اسم وار ملازمان کے جناب والا کی خدمت میں پیش کرونگا۔ محمد فضل کریم خاں صاحب بھی مبتلائے بخار اور کمترین بدستور چارپائی کا سوار رہے۔

میری اس رپورٹ پر غور کرنے کے بعد انسپکٹر جنرل صاحب نے میری تجویز کے مطابق کنسٹبلان و ہیڈ کنسٹبلان کی تھانہ میں دو سال اور سٹینڈنگ گارد میں ایک سال تعینات رہنے کی میعاد مقرر فرمائی۔ اس پر عمل درآمد ہونے سے مندرجہ بالا نقائص تقریباً دور ہو گئے۔ اور کنسٹبلان زیادہ تعداد میں لائق اور تجربہ کار ملنے لگے۔

نقل رپورٹ نمبر ۲

اسی بیماری کی حالت میں ایک اور رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل کی

خدمت میں ارسال کی ؁

حضور والا - دو مہینہ سے متواتر بخار نزلہ - دائمی قبض وغیرہ بیماریوں کے حملہ سے میری صحت نہایت خراب اور کمزور ہوگئی ہے - حتیٰ کہ میرا وزن بھی آٹھ تو سیر کم ہوگیا - جس سے مجھے اپنی زندگی کا بھی اندیشہ ہے - زیادہ افسوس مجھے اس بات کا ہے - کہ خرابیٔ صحت کی وجہ سے مَیں درست طور پر اپنے فرائضِ منصبی ادا کرکے آپکو نہیں دکھلا سکا - کہ ایک ایماندار پولیس افسر کے کیا فرائض ہوتے ہیں - اس خیال سے کہ بہت سے ارمان دلی دل ہی میں نہ لیجاؤں - کسی قدر اپنے خیالات اس عرضداشت میں پیشِ حضور کرتا ہوں - یہ امر بھی قابلِ افسوس ہے - کہ مَیں علم انگریزی سے بالکل نابلد ہوں - نہ معلوم جناب والا میری رپورٹ کو کِسی قدر کی نگاہ سے دیکھیں یا فضول ہی سمجھیں -

جناب والا ! صیغۂ پولیس پبلک کے لیے کتنا بڑا ضروری امن جان و مال کی حفاظت کرنیوالا محکمہ ہے - اور اس کے اہم فرائض کیسے نازک اور مشکل ہیں - اسکی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں پھر پبلک کی نظروں میں عام طور پر کیوں زیادہ بدنام و حقیر ہے - کسی وقوعہ کے ہوجانے پر کیوں افسران پولیس کو جلدی سے سُراغ نہیں ملتا - یا گواہ ملنے میں کیوں دقت پیش آتی ہے ان پولیس والوں سے لوگ ملک الموت کی طرح کیوں خوف کھاتے ہیں - کبھی جناب والا نے اس معاملہ پر غور فرمایا - میرا جہاں تک تجربہ ہے - ملازمان پولیس کی بے ایمانی - طمع نفسانی کے لئے بدسلوکی - رشوت ستانی وغیرہ اس کے موجبات ہیں - ایماندار - دیانتدار - محنت سے سچائی کرسے فرائض ادا کرنیوالا پولیس آفیسر پبلک کے دلوں میں گھر کرلیتا ہے - اس کو سچ اور جھوٹ معاملہ کی فوراً عام پبلک اطلاع دے دیتی ہے - جب اس کو یقین ہوتا ہے - کہ جو کام یہ کریگا - ان کے فائدہ کے لئے کریگا - چور - بدمعاش تعداد میں تھوڑے ہوتے ہیں - زیادہ تعداد دُنیا میں اچھے آدمیوں کی ہے - اچھے اور سچے پولیس افسران کی پبلک حقیقی ماں باپ کی طرح عزت اور اُن سے محبت کرتی ہے - حضور کو معلوم ہے - کہ برٹش گورنمنٹ نے اِس مسئلہ پر بہت سے انتظامات تفرکمیشن ہا

کے بعد یہی نتیجہ پیدا کیا ہے۔ کہ پولیس میں اچھے آدمیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ حال میں ریلوے پولیس کے کم کر دینے سے ریلوے میں چوریوں کی کمی نے بھی اس بات کی پوری تائید کر دی ہے۔ کہ اکثر پولیس کی سازش سے ریلوے میں وقوعات کی کثرت تھی۔ خیر اس وقت جناب ریاست میں پولیس کے اعلیٰ افسر اور اصلاح کنندہ ہیں۔ اس لیے میں نے صرف پولیس ریاست کے حالات ہی جناب سے عرض کرنے ہیں۔ کمترین کی رائے میں صیغۂ پولیس ریاست کے درمیان رشوت ستانی کی بڑی بھاری شکایت ہے۔ اور عام طور پر ریاست کی پبلک میں پولیس کی بڑی بدنامی ہو رہی ہے۔ بیرونجات میں جسقدر ملازمان و افسرانِ تھانہ جات میں مامور ہیں سوائے محدودے چند اُن سب کا منشاء اور اصول روپیہ پیدا کرنا ہے۔ جناب والا کو تھانہ جات کے حالات کا مطلق پتہ نہیں ہے۔ تھانہ کا ہیڈ محرر کسی فریادی کی رپورٹ بغیر نذرانہ کے نہیں لکھتا۔ سب انسپکٹر صاحب یا ہیڈ کنسٹیبل تفتیش کسی مالدار اور خوش نصیب مستغیث کی ہی تفتیش دل لگا کر کرتے ہونگے۔ جو ان کے اخراجات خورد و نوش و کرایہ وغیرہ کا کفیل ہو سکے۔ غریب نادار۔ نقصان رسیدہ اور مظلوم مستغیثان کو دھکے دیکر تھانجات سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ ان غریبوں کی کوئی رپورٹ تک نہیں لکھتا۔ بخلاف اس کے ذی رسوخ اور متمول اشخاص ناقابلِ مداخلت پولیس اور جھوٹے مقدمات بھی پولیس میں دائر کر کے افسرانِ پولیس کی ناجائز امداد سے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ دیانتدار سب انسپکٹر تھانہ کا ماتحت عملہ کبھی اس سے خوش نہیں رہتا کمترین عرصہ تک سب انسپکٹر رہا۔ اور کمترین کا ماتحت عملہ ہمیشہ مجھ سے ناراض اور نالاں رہا۔ افسرانِ ضلع کے اردلی اور سیلخواں وغیرہ ہمیشہ ناراض رہا کرتے تھے۔ یہانتک کہ وہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ کو بھی کمترین کے خلاف اُکسا کر ناراض کر دیا کرتے تھے۔ بدمعاش غنڈے اور مشتبہ اشخاص ہر جگہ کمترین کے خلاف رہے۔ اور کمترین بڑے زور سے ان کا دشمن رہا۔ اور ایسی ناراضی اور مخالفتوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ بعض تھانجات میں صاحبان سپرنٹنڈنٹ کے سہ ماہی دورہ پر دو دو سو روپیہ تواضع مہمانداری میں صرف کیا جاتا ہے۔ یہ کیا اچھا دیانتداری کا سبق ہے۔

کمترین کو روز ملازمت صیغہ سی۔آئی۔ڈی سے ضلع سنام کے سوا اور کسی ضلع میں باہر جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ ضلع سنام میں کمترین کی واقفیت بھی نسبتاً زیادہ ہے۔ وہاں کے صاحب سپرنٹنڈنٹ کی دیانتداری کی تعریف ہے۔ لیکن تھانہ جات میں رشوت ستانی کی بہت شکایات ہیں۔ بہت سی شکایات کمترین نے تکمیل کر کے بخدمت صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پیش بھی کیں ہیں۔ کمترین کا خیال ہے۔ کہ ہر ضلع میں ایسا ہی حال ہوگا۔ زمیندار دیہاتی لوگوں میں پولیس کی ناواجب کارروائیوں کی عام بدنامی ہے۔ قصبہ بسی میں سالہا سال سے صیغۂ پولیس کے ایسے ایسے شرمناک اور ناواجب کارسوائیاں ظہور میں آتی رہی ہیں۔ کہ اگر وہ ریکارڈ جناب والا کے پیش ہو دیں۔ تو تعجب اور حیرانی پیدا ہووے۔ لیکن وہ حضور کے عہد سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اب تک بھی بسی میں پولیس کو کچھ وقعت اور عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ کمترین کا ذاتی تجربہ ہے۔ کمترین وہاں تھوڑا عرصہ مامور رہا ہے۔ جب کبھی باہر جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور زمینداران دیہاتی لوگ واقف کار ملتے ہیں۔ اور جناب کی اعلیٰ افسری کا ذکر ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ مایوسی سے یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ صاحب بہادر سنا ہے کہ پولیس کے نئے افسر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر یہاں تو ویسا ہی اندھیر پڑا ہوا ہے۔ پولیس کی شکایتوں کے دفتر کھول بیٹھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ سال بھر سے حیران پھرتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں دو سال سے پریشان ہو گیا۔ اور ساتھ اتنا روپیہ خرچ ہو گیا۔ کوئی واویلا کرتا ہے۔ کہ فلاں جھوٹے ملزم چالان کر دئے اور سچے اِس قدر روپیہ لیکر چھوڑ دئے۔ ایسے معاملات کی رپورٹ با پیش کی گئیں ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو اطمینان دلایا گیا ہے۔ کہ صاحب بہادر کو پٹیالہ کے بڑے معاملات سے فرصت نہیں ہوئی۔ عنقریب تمام علاقہ کا دورہ فرما کر سب انتظام درست کرا دینگے۔ چونکہ عام پولیس کی بدنامی سے حضور کی بدنامی ہے۔ اِس لئے ایسی باتیں سنکر طبیعت کو بڑا رنج ہوتا ہے۔ کہ باوجود ترقی تنخواہ کے بھی پولیس کی بدنامی۔ رشوت ستانی ویسی ہی رہی۔ کئی دفعہ زبانی

بخدمت صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ایک دو مرتبہ حضور والا کی خدمت میں عرض کیا۔ آخر یہ تحریری رپورٹ پیش کرنے کی جرأت کر لی ہے۔ کیونکہ کمترین کو بددیانت مُلازمانِ پولیس پہلے سے بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور ناراض رہتے ہیں۔ کمترین بمقابلہ ادائیگی فرائض کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا جناب سے بڑے ادب کے ساتھ التجا ہے۔ کہ جس طرح اپنی محنت اور لیاقت سے حضور نے سرِ حضور الوداع حشمتہم و اقبالہم کو خوش کیا۔ اور حضور والا سر اے صاحب کو بھی خوش کر دیا۔ غریب رعایا ریاست پٹیالہ کو پولیس کی رشوت بند کر کے اس طرح خوش کریں۔ اور اُن سے نیک دُعائیں حاصل کریں۔ غریبوں اور مظلوموں کی خوشی سے خداوند کریم بھی خوش ہوتا ہے۔ ایسے پولیس افسران نمک حرام کو جنہوں نے غریب رعایا کی رگوں کا خون چوس چوس کر اپنا باغِ بہار سرسبز کیا ہے۔ سخت سزا دیویں۔ اور باقیوں کے نام معیادی نوٹس جاری فرما دیں۔ کہ وہ رشوت کھانا بند کر دیں۔ ورنہ سخت سزا ملیگی جس تھانہ میں کنسٹیبلان رشوت لیں۔ اُس تھانہ کے سب انسپکٹر صاحب۔ جس ضلع کے سب انسپکٹر صاحبان ہزاروں روپیہ رشوت کھا دیں۔ اُس ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ قابلِ سزا ٹھہرائے جاویں۔ کیونکہ ایسے افسران بے خبر نہیں رہ سکتے۔

رعایا پٹیالہ کے دل میں جناب کی بڑی بھاری شکر گزاری اور کارِ نیک کی یاد چھوڑ جاوینگے۔ کہ آپ نے اپنے عہد میں پولیس کی رشوت بند کر دی تھی۔ پس اگر رشوت بند ہو جاویگی۔ ہر ایک ملازم پولیس بے غرضانہ اپنے فرائض ادا کریگا۔ اور غریب رعایا کو پورا انصاف ملیگا۔

تحریر ۲۷ - پوہ سمت ۱۹۷۶

مندرجہ بالا رپورٹ پر مسٹر نیومین صاحب بہادر نے ایک اصلاحی کمیٹی مقرر فرمائی۔ جس کا خاکسار بھی ایک ممبر بنایا گیا تھا۔ مگر اس کمیٹی نے کوئی عملی کام نہیں کیا۔

رپورٹ نمبر ۲۳	جناب عالی! قواعد محکمہ پولیس میں مشتبہ اجنبی اشخاص کی اطمینان و پڑتال کیلئے

افسران پولیس کو ہدایات درج ہیں۔ لیکن شہر پٹیالہ میں جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ ان قیود کی پورے طریق سے پابندی نہیں کی جاتی۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ کہ پٹیالہ میں زیادہ تر بیرونی بدمعاشاں مرتکب جرائم سرقہ و نقب زنی ہوتے رہے ہیں۔ اور پٹیالہ میں ٹھہر کر باشندگان شہر کی سازش سے یا بطور خود راز حاصل کر کے جرائم میں کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔ تفتیش مقدمہ گروہ گنّو بدمعاش سکنہ مائیں و گروہ دوستی و جیرام بدمعاشان دھنوری و گروہ نبیا بدمعاش سر ہند میں بھی یہی حالات ظاہر ہوئے۔ کہ یہ لوگ پٹیالہ میں ٹھہر کر اور سِنّل لیکر چوریاں کرتے رہے ہیں ٭

شہر کے اندر ہزاروں کی تعداد میں ادنےٰ طبقہ کے لوگ اطراف و جوانب سے اجنبی نووارد موجود رہتے ہیں۔ ریڑی والا مزدور۔ پھیری والا۔ سبزی فروش۔ نانبائی۔ پنواڑی وغیرہ صدہا پیشہ جات ان کے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ عملہ لوکل پولیس کو مطلق ان کے حالات سے واقفیت نہیں۔

تمثیلاً ایک بدمعاش سزا یافتہ شہر میرٹھ سے پٹیالہ میں آکر درزی کی دوکان بازار میں کھول لیتا ہے۔ تمام دن لوگوں کے کپڑے سیتا ہے۔ رات کو دوکان بند کر لنگوٹ باندھ کر قفل شکنی کا ارتکاب کرتا ہے۔ لیکن لوکل پولیس اس کو ٹیلر ماسٹر تصور کرتی ہوئی اس طرف کوئی شبہ نہیں کرتی۔ جیسا کہ کچھ عرصہ ہوا چند بدمعاشان نے اس جگہ آکر چھوٹی ایجنسیاں کھولیں۔ اور بوجہ عدم پڑتال و عدم واقفیت حالات بڑی دیر کے بعد وہ لوگ ارتکاب جرائم دغا کے مجرم ثابت ہوئے۔ اور ریاض حسین عرف ملک مشہور بدمعاش عادی دغاباز و مفرور قبل از جرم دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند انہاں درگا پرشاد بزاز پٹیالہ میں رہتا رہا۔ اور بعد ارتکاب گرفتار ہوا۔ ایسے ہی موجبات سے عموماً پٹیالہ کے وقوعات سرقہ و نقب زنی عدم پتہ رہتے ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں راقم کوتوالی بھٹنڈہ میں تعینات ہوا تھا۔ بھٹنڈہ میں کثرت جرائم کی وجہ سے میں نے مشتبہ اجنبی اشخاص کی ایک فہرست مرتب کرنا شروع کی۔ وہ فہرست نصف کے قریب لکھی گئی تھی۔ کہ صدہا آدمی جو مزدوری وغیرہ کے حیلے سے بھٹنڈہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں سے خود ہی بھاگ گئے۔ جس سے واردات میں

نمایاں اِنسداد ہؤا۔ ایسا ہی حال لوکل بدمعاشان کی نگرانی کا ہے۔ بعض غریب باوجود عادت جرائم ترک کر دینے کے بھی رجسٹر نگرانی میں درج چلے آتے ہیں۔ اور جو جدید پیدا ہوئے اِن کی طرف کسی کا دھیان نہیں۔ نگرانی کا طریق عمل نہایت قابلِ اعتراض اور غیر مفید ہے۔ حلقہ کا کنسٹیبل یا گشت والا ہیڈ کنسٹیبل بدمعاش زیرِ نگرانی کو رات کے وقت آوازیں دیکر اور اسے جگا کر دیکھ کر نگرانی کرتا ہے۔ گویا بدمعاش کو اچھی طرح خبردار کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اگر اس کو ارتکاب جرم کے لئے جانا ہے۔ تو وہ یہ سوچ سمجھ کر جاتا ہے۔ کہ بعد واردات لوکل پولیس کو اپنی موجودگی اور روانگی کی تصدیق دینی ہوگی۔ اور وہ کسی دوست یا رشتہ دار کو پہلے ہی سمجھا رکھتا ہے۔ کہ اپنی موجودگی کے اس قدر ایام وہ اس کے پاس ظاہر کریگا۔ کوتوالی سے کاغذ آوے۔ تو تائید کر دینا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ محض کاغذی کارروائی ہے۔ درحقیقت کنسٹیبل یا ہیڈ کنسٹیبل حلقہ کو مطلقاً خبر نہیں ہوتی۔ کہ فلاں بدمعاش کے پاس کون کون بدمعاش باہر سے آئے اور یہ کس کس کو ملا۔ کس دوکاندار یا سنار کے ساتھ لین دین مالِ مسروقہ کا کیا۔ اِس کے ذاتی اخراجات اور آمدنی کی کیا حالت ہے۔ ایسی مفید اور کارآمد باتیں خفیہ نگرانی سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ رات کو جگا کر دیکھنا یا کوتوالی میں سُلانا یا یہ ہدایت کرنا۔ کہ بدمعاش جہاں جاوے۔ کوتوالی میں اِطلاع کر کے جاوے۔ فضول اور خلاف ضابطہ عمل ہے۔ شہر بٹیالہ میں ڈیڑھ سو سے زیادہ نفری مُلازمان پولیس محض شہر کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں۔ اگر مُلازمان ڈویژن ہارسٹی کو اچھی طرح سمجھا کر ایسے امور کی طرف مشغول کیا جائے۔ تو انکی معلومات میں کافی ترقی اور اِنسداد واردات اچھی طرح ہو سکتا ہے۔

مُلازم پولیس کو اپنے حلقہ کی ایسی واقفیت حاصل ہونی چاہیئے۔ جیسے کسی شخص کو اپنے گھر کی۔ کہ اس کے گھر میں کون مہمان کہاں سے آیا ہے۔ اور گھر کے سب آدمیوں کے عادات و خصائل و مزاج کا حال جس طرح معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح حلقہ کے باشندگان مرد و عورت

کا معلوم ہو ۔

چونکہ عنقریب بموقعہ تشریف آوری حضور پرنس آف ویلیز بہادر پٹیالہ میں ایک عظیم الشّان جلسہ کا انعقاد ہونیوالا ہے۔ اِس لئے پورے طور پر امن و انتظام قایم رکھنے کے لئے اِس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ان امورات کی طرف توجہ مبذول کرائی جائے نیز بدمعاش آوارہ گرد اشخاص کی متواتر آمد کو پٹیالہ میں مسدود کرنے کے لئے دفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری کی طرف پورا دھیان دینا لازم ہے۔ تاکہ اس موقعہ پر مجرمان کو موقعہ ارتکاب واردات نہ مِل سکے۔ اور بخدمت صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس اضلاع ملحق الحدود ریاست ہذا جرائم پیشہ و بدمعاشان کی آمد پٹیالہ میں بموقعہ موصوف بند رکھنے کے لئے احکام جاری فرمائے جاویں ۔

مسٹر ہنومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی روانگی

۸ بیساکھ سمبت ۱۹۷۹ کا دن ریاست پٹیالہ میں ایسا گذرا ہے۔ کہ جو دیکھنے والوں کو ہمیشہ یاد رہیگا۔ کیونکہ اس روز پٹیالہ پولیس کے نہایت مدبر و منصف افسر نے ریاست کو چھوڑا تھا۔ افسری ماتحتی بھی دنیا میں ایک واسطہ ہے۔ اعلیٰ افسر اگر نیک طینت منصف ہے۔ تو ماتحتوں کے دن اچھے گذرتے ہیں۔ حق والے کو حق مِل جاتا ہے۔ ورنہ ملازمان کی ہتک خوار ہوتی ہے۔ افسر اعلیٰ کو نہایت ہی لابدی ہے۔ کہ عدل و انصاف سے کام لے۔ چاروں طرف نگاہ رکھے۔ کسی پر جبر نہ ہو جائے اور کوئی بوجہ ظالم ہونے کے رحم و کرم سے حصّہ نہ لے جائے۔ عملہ پولیس کی جانب سے یوم مذکور کو اُن کے ہر دلعزیزی اُن سے وداع ہونیوالے افسر کو وداعی دعوت دی گئی تھی ۔

چونکہ آپ سے سارا محکمہ خوش تھا۔ اِس لئے وہ مجمع وہ وقت نہایت ہی غیر معمولی تھا۔ راقم پر خصوصیت سے مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی طبع عالی میں

کارکن خصوصاً ممدوح الشان کی بہت زیادہ قدر و منزلت تھی۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر ان ایام میں یورپ تشریف لے گئے تھے۔ لہٰذا حضور ممدوح الشان کی شمولیت کا یہ پارٹی فخر حاصل نہیں کر سکی۔ البتہ بڑے سے بڑے اہلکاران ریاست و ارکان حکومت کا جمِ غفیر شامل پارٹی ضرور تھا۔

پارٹی کا چہل پہل ہو چکا۔ تو وہ وقت آیا۔ جب آپ رخصت ہونے لگے۔ پہلے اہلکاران ریاست کے ساتھ یکے بعد دیگرے ہاتھ ملایا۔ اور بعدہٗ صیغہ پولیس کے ہر اعلیٰ و ادنیٰ ملازم سے مصافحہ کیا۔ اور جب ہاتھ ملاتے۔ تو ہر ایک کے لئے نہایت اختصار سے علیٰ قدر حیثیت و مرتبت ریمارک بھی کرتے جاتے تھے۔ جس سے یہ ظاہر ہونا معمولی بات تھی۔ کہ آپ بخوبی سب کو جانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ملازم کی ملازمانہ حالت سے آپ کو کماحقہٗ واقفیت ضرور رہتی ہے۔

جب مجھ سے مصافحہ کیا۔ تو فرمایا آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ میرے دل میں آپ کے لئے کتنا احترام ہے۔ میں نے ادائے احسان و شکریہ کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ دلچسپ سماں ایک تھیٹر کے تماشہ کی مثال ڈراپ کے گر جانے سے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ ریاست میں آپ کی اعلیٰ کارگذاریاں اور شہرۂ آفاق خدمات کی تعریف پٹیالہ گزٹ میں ریاست کی طرف سے مشتہر ہوئی۔ اور گورنمنٹ عالیہ میں اس کی کاپی بھی بھیجی گئی۔ جس کا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج ہے۔

آپ کی بجائے کرنل امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ مقرر کئے گئے۔

ترجمہ نوٹیفکیشن نمبر ۲۰۹ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۱ء مندرجہ پٹیالہ گزٹ نمبر ۲۲ مورخہ ۳ بھادوں سمت ۱۹۷۸ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء منجانب سردار گوکل چند صاحب بی۔اے۔ فارن منسٹر پٹیالہ گورنمنٹ:۔

مسٹر ایف۔ ایل۔ نیوین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی۔ آئی۔ ڈی۔ پنجاب ریاست پٹیالہ میں پہلے ۱۲ فروری ۱۹۱۸ء سے لیکر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء تک بحیثیت افسر انچارج ری آرگنیزیشن

صیغۂ پولیس پٹیالہ اور پھر ۱۳ راگست ۱۹۱۹ء سے لے کر ۳۰ راپریل ۱۹۲۱ء تک بحیثیت انسپکٹر جنرل پولیس ڈیپوٹیشن پر مامور رہے۔

اس عرصہ میں انہوں نے نظامِ پولیس ریاست ہذا میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کا ثبوت دیا۔ اور اپنے گراں فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے۔ نہایت اطمینان بخش کام کیا ہے۔ ان کی شاندار خدمات اور کارگذاریوں نے حضور مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج نہندر بہادر کی خاص طور پر خوشنودیٔ مزاج حاصل کی ہے۔ ان کی بے انتہا خدمات میں سے چند اہم اور خاص خدمات کا ذکر ذیل میں درج ہے۔

(۱) مسٹر سوئین نے نہایت کامیابی سے ایک سال کے عرصہ میں وقوعۂ قتل لال سنگھ کا سراغ چلایا۔ حالانکہ وقوعہ سے آٹھ ماہ بعد ان کو پولیس ریاست کا چارج دیا گیا تھا اور اس وقوعہ کے بڑے مجرم نے جو اس وقت سپرنٹنڈنٹ پولیس انچارج سی۔ آئی۔ ڈی تھا۔ اور اسنے ابتدائی تفتیش کے وقت اس مقدمہ کے واقعاتِ ثبوت کو بگاڑ دیا تھا۔

(۲) دہلی کلکتہ۔ بمبئی۔ جے پور جیسے دور دراز مقامات سے تقریباً چار لاکھ روپیہ کا قیمتی مال۔ جن میں قیمتی جواہرات و سونا چاندی۔ سکہ جات۔ سلک۔ کمخواب و سلمہ ستارا وغیرہ کی پوشاکیات جو کہ وقتاً فوقتاً مہاراجہ صاحب بہادر کی تحویلات سے چرائے گئے تھے۔ برآمد کرا کر ریاست کو واپس دلانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان مقدمات میں انہیں پچاس ہزار روپیہ بطور رشوت پیش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنی دیانتداری اور ایمانداری کو باعزت قائم رکھا۔

(۳) وہ پٹیالہ کے اس وقت زیرِ تفتیش مقدمات ڈاک خانہ جات کے سلسلہ میں جن میں چوروں کا ایک گروہ متواتر روانگی کے پارسلوں میں سے روپیہ اور سامان اڑا رہے تھے۔ مجرمان کو گرفتار کر کے مالِ مسروقہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کا برآمد کرانے میں کامیاب ہوئے۔

(۴) اُنہوں نے ریلوے بہاولپور - فرید کوٹ - نابھہ اور ریاست پٹیالہ میں لُوٹ مار اور دلیرانہ ڈکیتیاں کرنیوالے ۴۶ باوریان کے گروہ کو گرفتار کرا کے اُن کی گروہ بندی کو توڑ دیا -

مسٹر نیو مین علاوہ جنرل انتظام پولیس کے اِن باتوں میں بھی کامیاب ہوئے :-

(الف) مسٹر ایل - ایل ٹامکین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے اُن کے کام کی بڑی تعریف کی ہے -

(ب) اُنہوں نے پٹیالہ ریاست میں جو کہ رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے اضلاع لاہور و انبالہ دونوں کے برابر ہے - بحیثیت انسپکٹر جنرل پولیس قابلِ تعریف کامیابی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے ہیں -

(ج) اضلاع بھٹنڈہ و نارنول جہاں ڈاکوؤں کی گروہ بندی کی عام شکایت تھی - وہاں اب کافی انسداد و امن ہو گیا ہے -

(د) جرائم میں کمی واقع ہو گئی -

(ہ) اُن کی تربیت دی ہوئی پولیس نہایت خوبصورتی کیساتھ پنجاب پولیس سے مقابلہ کھاتی ہے -

(س) نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ہڑتال کا ریاست میں سے گذرتی ہوئی لائن پر کوئی اثر نہیں ہوا -

کیونکہ اب وہ پھر پنجاب پولیس میں واپس چلے گئے ہیں - اسلئے حضور مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج مہندر بہادر پٹیالہ نہایت مسرت کیساتھ مسٹر نیو مین صاحب کی خدمات کا یہ اعتراف اُن کے ریکارڈ سروس میں بطور تعریفی یادگار درج فرماتے ہیں - جو اُنہوں نے قابلقدر خدمات ریاست کی کی ہیں - اور اطلاعِ عام کیلئے یہ پٹیالہ گزٹ میں مشتہر کیا جاوے -

---

الوداع سے ایکسال بعد شرفِ ملاقات

صاحب موصوف ایکسال کے بعد سرپیکھیور مہاراجہ صاحب بہادر کے شرف نیاز کیلئے جب پٹیالہ تشریف لائے۔ تو بتاریخ ۳ بیساکھ سمت ۱۹۷۹ کو واپس جاتے ہوئے۔ ایک منٹ واسطے میرے مکان کے آگے ٹھیری۔ ملازم خاکسار نے پہچان کر مجھے اطلاع دی۔ کہ نوین صاحب باہر موٹر میں یاد فرماتے ہیں۔ اپنے قدردان کی ایسی آمد سے جو خوشی ایک اُس کے مدح خوان کو ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ خاکسار فوراً باہر آ کر اداب بجا لایا۔ نہایت لطف و مسرت سے میرے ساتھ شیک ہینڈ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔ کہ سرکار سے ملنے آیا تھا۔ اب انبالہ جا رہا ہوں۔ دل نے مانا نہیں۔ کہ آپ کو ملے بغیر چلا جاؤں۔ مقدمات تحویل پوشاکیات و قتل لال سنگھ وغیرہ کی بابت دریافت فرماتے رہے اور میں عرض کرتا رہا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ کہ اسی طرح سے خدمات سرکار انجام دیتے رہو۔ آپ کی ضرور قدر ہوگی۔ مہاراجہ صاحب بہادر بڑے قدردان ہیں۔ اُن کی مہربانی سے دیکھو میں خود ملنے آیا ہوں۔ اِس طرح سے گفتگو فرما کر ہاتھ ملایا۔ اور موٹر چل پڑی۔ یہ منٹوں کی عزت افزائی حافظہ سے برسوں دور نہیں ہو سکتی +

قصبہ سُنام کی ذیلداری

اِنہی ایام میں قصبۂ سُنام میرے وطن مالوفہ کی ذیلداری کا سوال درپیش تھا۔ کیونکہ ذیلدار فوت ہو گیا تھا۔ کرنل سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے مجھے ذیلداری کے عہدہ پر فایز کرنے کیلئے صاحب کمشنر مال کی خدمت میں بدیں الفاظ تحریک فرمائی۔

لالہ بشن چند صاحب انسپکٹر پولیس کی خدمات وفادارانہ اور کارگذاری بار صیغہ ھذا میں غیر معمولی طور پر شہرۂ آفاق ہیں۔ اِس لئے ہم سفارش کرتے ہیں۔ کہ بموقعہ تقرر و انتخاب ذیلداری آپ کو ترجیح دی جائے۔ چونکہ ایام مذکور میں تعداد ذیلداران کم کر کے اِس مد کی تنخواہ بڑھا دینے کا سوال درپیش تھا۔ لہذا راقم قائمقام ذیلدار مقرر کر دیا گیا +

سہ۳ سالہ کارگذاری کے چند اعداد و شمار

کارِ خاص میں سہ۳ سالہ ماموری کے نتایج پرمیشور کے فضل سے کیا بلحاظِ بہبودیِ رعایا - کیا بلحاظِ مفادِ حقوقِ سرکار ابد قرار و کیا باعثِ اطمینانِ خاطر راقم خاص طور پر ہر طرح سے اطمینان بخش رہے - اِن سہ۳ سالہ ایام کی مصروفیتوں اور کارگذاریوں کو قلمبند کیا جانا - کارے وارد - مگر چند اعداد و شمار جو تا حال حافظہ میں محفوظ ہیں - محو نہیں ہو سکتے - یہ کارگذاری سمت ۱۹۷۶ سے سمت ۱۹۷۸ تک کی ہے - اِس دوران میں دغا - خیانت - چوری - ڈکیتی اور قتل وغیرہ جرائم کے ۱۴۵ مقدمات کی تفتیش کی گئی - ۳۱۳ مقدمات کا اخراج عمل میں آیا - ۲۱ عدم پتہ رہے - ۱۸۱ کا چالان ہوا - ۳۰ زیرِ تفتیش رہے - مالِ مسروقہ کی تعداد ۳۱۹۰۰۰ تھی - جس میں سے ۳۱۵۰۰۰ روپیہ کا مال بازیاب ہوا - مقدماتِ صدر میں ۱۶۲۳ ملزمان گرفتار کئے گئے - جن میں سے ۵ رہا ہوئے - ۹۵ ملزمان نے عدالت سے قانونی سزائیں پائیں - ۹۹ عدالتوں میں زیرِ تجویز رہے -

تھانہ مانسہ میں شدید بلوہ اور سنگین قتل

سردار ہرچند سنگھ بسویدار موضع گورہ کھتری تھانہ مانسہ کا سمیان کھرو سر بہو پسران گلا بانقال سکنہ موضع مذکور مزارعان خود کیساتھ اراضی زرعی پہ باہمی جھگڑا و تنازعہ تھا - مقدمات متذکرہ عدالت کا باقاعدہ فیصلہ بسویدار مذکور کے حق میں باوجودیکہ ہو چکا تھا - مگر یہ لوگ محض ہیکڑی ہٹ دھرمی سے اراضی مذکورہ سے قبضہ نہیں اُٹھاتے تھے - اُدھر ہرچند سنگھ کی زبانی فہمائش کو نہ مانتے تھے - ہرچند سنگھ نے فیصلہ کر لیا - کہ وہ بھی جبراً اُنہیں زمین مذکور سے بیدخل کریگا - اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کیلئے اُس نے ۹ بھادوں سمت ۱۹۷۸ کی شام کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں سے تیس۳۰ چالیس۴۰ آدمی مضبوط - نوجوان منتخب کئے - کھانے اور شراب سے اُن کی تواضع کی -

دوسرے روز علی الصباح یہ گروہ کا گروہ بندوقوں - لاٹھیوں - گنڈاسیوں سے مسلح ہو کر اراضی متنازعہ پر پہنچا - اور خود ہرچند سنگھ اپنے آپ کو بچانے کی غرض سے یہ تمام سامان تیار

کر کے موضع دلیل سنگھ والا کو چلا گیا۔ کہ اپنے رشتہ داروں میں جا کر اُن کے ساتھ اپنی موجودگی ثابت کر سکے۔ اِس گروہ نے متنازعہ کھیتوں میں پہنچکر فریق ثانی کی کاشتہ فصل پائمال کر ڈالی۔ اور اپنی فصل تخم ریز کر دی۔ فریق ثانی (کہر و بقال) بھی چند اپنے ساتھی ساتھ لئے ہُوئے روکنے کے لئے پہنچا۔ جب ہر دو فریق آمنے سامنے ہُوئے۔ تو ہر چند سنگھ والے گروہ نے حریف پر حملہ کیا۔ اور نہایت شدید مار پیٹ کی۔ لاٹھیوں۔ گنڈاسیوں اور بندوقوں سے تیرہ کسان فریق مسمیان سندر سنگھ۔ رام سنگھ۔ دسوندھا سنگھ۔ بشن سنگھ۔ دولا سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ نرائن سنگھ کشن سنگھ۔ زورا سنگھ۔ گیان سنگھ۔ گیدا سنگھ۔ زمینداران مسمیان کرمہ ارائیں۔ نہالا اس فقیر مزارعان کو بہت سی ضربات آئیں۔ اور کہر و بقال کو جو اصل فریق مخالف تھا۔ اِس قدر مارا۔ کہ وُہ جان سے مر گیا۔ رہی اراضی اِس پر تو بلا مُبالغہ پختہ اور عملی طور پر قبضہ ہو گیا تھا۔

تھانہ مانسہ میں اِس شدید بلوہ کی اطلاع پہنچی۔ تو اہالیانِ تھانہ نے مقدمہ زیر دفعات ۳۰۲/۱۱۲ و ۱۴۸ و ۳۲۶ تعزیرات ہند دائر کر لیا۔ فیض محمد خان صاحب سب انسپکٹر موقعہ پر پہنچے۔ بعدہٗ بوجہ اہمیت مقدمہ لالہ کشن چند صاحب انسپکٹر بھی موقعہ پر پہنچ گئے۔ اِن ہر دو اصحاب نے معہ عملہ فعلہ پُورے بیس روز وہاں قیام کیا۔ مگر صرف یہی ہو سکا۔ کہ کہر مقتول کی لاش کا پوسٹمارٹم مضروبوں کی ضربات کا ڈاکٹری مُعائنہ ہو گیا۔

اِس عرصہ میں کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اتنے ایام گذر جانے پر کبھی گرفتاری کیوں نہ کی گئی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ سردار ہر چند سنگھ اصل ملزم ریاست میں مجسٹریٹ رہ چکا تھا۔ اور اُس زمانہ میں بھی ہر چند سنگھ مذکور کا برادر زادہ سردار کشن سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی مُعلّیٰ کے عہدہ پر ممتاز تھا۔ ایسے عہدۂ جلیلہ کا داب و اثر ان ہر دو افسرانِ پُولیس کو کوئی کاروائی ضابطہ کرنے ہی نہیں دیتا تھا۔

دُوسری طرف ورثاء مقتول و مجرُوحان کے حوالی موالی پٹیالہ پہنچے۔ اور رو اویلا مچایا۔ کہ ایسا شدید بلوہ مقاتلہ ہو چکا ہے۔ پُولیس ہے۔ تو سہی اور عین جائے وقوعہ پر کرتی کراتی

کچھ نہیں۔ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس نے خاکسار کو حکم دیا کہ جاؤ اس مقدمہ کی تکمیل کرو۔ راقم ۲۷ بھادوں سمت ۱۹۷۸ کو دیہہ ندکورہ میں پہونچا اور سب سے اول سردار ہرچند سنگھ کو گرفتار کیا جو بنا قضیہ تھا۔ دو تین بندوقیں رائفلیں جو بسبب بسویداری کے اس کے قبضہ میں تھیں معہ کارتوس ہا اپنے قبضہ میں کیں اور پھر پڑتال شروع کردی تو دریافت ہوا کہ ۱۳ ملزمان اس ارتکاب جرم میں شریک تھے۔

گجا سنگھ پسر ہرچند سنگھ بسویدار جو عمر میں بارہ یا تیرہ سال کا تھا۔ اس کا نام مہلوک کھرو کے جانبداروں نے خواہ مخواہ ہی ابتدائی رپورٹ میں بدیں وجہ درج کرا دیا تھا کہ یہ دشمن زادہ کیوں چھوڑا جائے۔ ایسطرح ایک آدمی اندر نامی چمار جو ان کا سیری زراعت تھا۔ اس کا نام بھی خواہ مخواہ بذیل ملزمان لکھوا دیا۔ بہمہ وجوہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ہر دو اشخاص بلوہ میں مطلقاً شریک نہ ہوئے تھے۔

اصل ملزمان چونکہ دوسرے تھانوں اور مختلف دیہات مثلاً تھانہ جات مالسنہ۔ راماں۔ بوہا وغیرہ کے رہنے والے تھے۔ اس لئے ورثار مقتول و مضروبان ان کے نام و مقام سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ یہ بتا دینے سے قاصر تھے کہ فلاں فلاں آدمی بلوہ میں شریک تھے۔ ان حالات کی موجودگی میں صرف ایک یہی بھاری دقت درپیش تھی کہ جن لوگوں نے وقوعہ کیا ہے انکے حقیقتاً ٹھک ٹھیک نام دریافت کئے جاویں۔ ورنہ بے احتیاط پولیس افسر کی پڑتال سے ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں کہ اصل محفوظ رہ جائیں اور ناکردہ گناہ پولیس کے شکنجہ میں کھینچے جائیں۔

قصہ کوتاہ دو ماہ کامل اس تفتیش میں لگ گئے۔ اور میں نہایت صداقت کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ تفتیش مقدمہ کے وقت میں نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا کہ تساہل و تامل برتا ہو۔ شب و روز کی مصروفیت و عرقریزی سے ہمیشہ کام کرتا رہا ہوں جس وجہ سے میرے ہمراہی و ماتحت شب و روز کی محنت سے عموماً اکسا جایا کرتے تھے۔ تب بھی میں اپنی مصروفیت کو کم کر دینا تک نہ چاہتا تھا۔ آخر ہمت کا حامی خدا ہے۔ میں اصل مجرمان و شرکار بلوہ کو فراہم و گرفتار کرنے میں جیسا کہ چاہئے تھا کامیاب ہو گیا مختلف دیہات سے سب کو اکٹھے کر لیا اور اسلحہ ان سے برآمد کرا لئے گئے۔

یہ سب کچھ ہو چکا تھا کہ یہ بحث درمیان میں چھڑ گئی کہ میں مسمیان گجا سنگھ پسر ہرچند سنگھ و اندر چمار سیری

ہرچند سنگھ کی شمولیت ملزمان کی ذیل میں شمار نہیں کرتا تھا۔ فیض محمد خان سب انسپکٹر مجھے اس غلطی کے اظہار سے روک رہے تھے کہ جو وہ ابتدائی رپورٹ میں دونوں بنگیا ہوں کو شامل کرنے میں کر چکے تھے۔ انھوں نے ان کا نام بھی بدمرہ ملزمان درج کر لیا تھا۔ اور وہ مستغیثان کو یہ پٹی پڑھاتے تھے کہ ان ہر دو اشخاص کا نام بھولے سے بھی نہ نکال لئے دیں۔ کیونکہ ابتدائی ضمنی رپورٹ ہا میں ان کا نام برابر درج ہوا ہے۔ اب اگر نکالدیا گیا تو مقدمہ کی پٹی میس ہو جائے گی۔

ہمارا یہ مباحثہ سردار حضورا سنگھ صاحب ڈھلوں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو پیش کیا گیا جو ان ایام میں بمقام پٹیالہ سپیشل ڈیوٹی پر مامور تھے۔ سردار صاحب موصوف نے بھی انھیں خیالات کے زیر اثر جن خیالات میں دونوں افسران تفتیش کنندگان سابق رہے تھے۔ تمام ملزمان مقدمہ کو حاضر ضمانتوں پر رہا کرنے کا حکم دیا۔ اور سب انسپکٹر موصوف کو مالنہ سے تبدیل فرمادیا۔ یہ امر میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ سردار کشن سنگھ صاحب سردار صاحب ڈیوڑھی معلے سردار ہرچند سنگھ کے بھتیجے تھے۔ محض انھیں کے دباؤ سے پہلے دو پولیس افسران نے خاموشی و ٹال سے کام لیا تھا۔ اسی طرح چار سال تک سب افسران نے دیدہ و دانستہ اس مقدمہ کو کھٹے میں ڈال رکھا۔ سمت ۱۹۸۲ میں جب سردار صاحب شاہی عتاب میں آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں وہ منصب عالی نہ رہا۔ ان پر مقدمات قائم ہو گئے۔ اس وقت مستغیثان نے پھر واویلا کیا۔ تب کہیں جاکر افسران پولیس کی آنکھیں کھلیں اور مقدمہ مذکور برسوں سے دبا دبایا نکلا۔ ملزمان کا چالان کیا گیا اور عدالت سے انکو سزائیں ہوئیں۔ ؎ مثل مشہور عالم ہیں کنواں کھودے کنواں آگے۔ جو ہے بو یا وہی پانا برابر تل ہی جاتا ہے

اس مقدمہ کے سلسلہ تفتیش میں راقم نے جہاں ملزمان گرفتار کئے وہاں مواضعات وانہ والہ وغیرہ سے ناجائز اسلحہ گنڈاسیاں ۵۸۔ بندوقیں ۱۲۔ بھالہ ۱۔ پستول ۱ برآمد کرائے جو تھانہ جات متعلقہ میں سپرد کر دیئے گئے۔ انسپکٹر جنرل صاحب نے اظہار تحسین فرمایا۔

دولت کے کرشمے

لالہ جھنجھورام مہاجن موضع کوٹ فتا تھانہ راماں کے مشہور ساہوکار منڈی کوٹ فتا میں دوکانداری کرتے تھے۔ ساہوکار مذکور کا اپنی بھی

ایک ہم پیشہ مسمّی ساون رام سے باہمی لین دین پر کچھ تنازعہ پیدا ہو گیا۔ ساون رام جیٹھو رام کے مقابلہ میں نہایت غریب تھا۔ چند مہاجنان منڈی جمع ہوئے اور پنچایت کی کہ جیٹھو رام اور ساون رام کی باہم مصالحت کرا دیں۔ دوران تصفیہ پنچایت جیٹھو رام نے ساون رام کو سخت کلمات کہے جس سے جوش میں آ کر اس نے جیٹھو رام کی ڈاڑھی پکڑ لی اور گالیاں دیں۔ معمولی دھول دھپہ کیا۔ ساون رام نڈر بدمعاش تھا۔ جیٹھو رام کو اس قدر برملا ذلیل ہونا تو ہین سخت ناگوار گذری جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اس نے اپنے چند خیر خواہوں کے مشورہ سے اُسترے کیساتھ ایک زخم اپنے بازو پر لگوا لیا اور لہولہان ہو کر ایک چارپائی پر سوار ہو تھانہ میں جا پہونچا۔ پہلے تھانیدار صاحب تھانہ راماں کو پھر اسسٹنٹ سرجن صاحب شفاخانہ راماں کو اپنے حق میں کیا اور ضرب شدید آلہ دھاردار سے لگایا جانا ڈاکٹری معائنہ کا نتیجہ لکھوا لیا۔ مقدمہ نمبر ۱۱۲ دفعہ ۳۲۶ تعزیرات ہند مرجوعہ ۵ رلوہ سمت ۱۹۷۸ تھانہ راماں میں دائر ہوا۔

تھانہ میں لالہ جیٹھو رام کی رعایت سے دفعہ ۳۲۶ کی ساون مل اس کے بیٹے اور بھتیجے پر تکمیل کیگئی لالہ جیٹھو رام جیسے دولتمند اور ساہوکار مہاجن کو شہادتوں کی کیا کمی تھی۔ اس کے رسوخ اور روپیہ سے بہت جھوٹے گواہ شہادت دینے کو آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ پنچایت مہاجنوں کی تھی جو گنڈاسی ایسی خوفناک شئے کے نام سے خوف کھائیں اور نہ پنچایت والوں میں کوئی شخص ایسا تھا جو لڑائی کی نیت سے شامل ہوا ہو۔ تمام شریک پنچایت صلح و صفائی کے لئے گئے تھے۔ اور خلاف واقعہ شہادت یہ گذری کہ ہماری آنکھوں دیکھتے دو ہمراہیان ساون مل اور ساون رام نے خود گنڈاسیوں لاٹھیوں وغیرہ سے جیٹھو رام کو زخمی کیا ہے۔ ساون رام کا بیٹا اور بھتیجا گرفتار کر لئے گئے۔ ساون رام نے جب یہ دیکھا تو وہ پٹیالہ پہنچا اور ایک معزز اہلکار کے توسّل سے صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سراپا بناوٹی مقدمہ کا رونا رویا۔ صاحب موصوف نے اس خاکسار کو مامور فرمایا کہ مقدمہ کی اصلیت پیدا کرو۔ چنانچہ میں نے برسر موقعہ پہونچکر تفتیش مقدمہ کی تو معاملہ کی اصلیت بلا کم و کاست معلوم ہو گئی۔ لالہ جیٹھو مل روپیہ والے تھے پہلے تو انھوں نے مجھے بھی ایک بھاری رقم رشوت میں دینا چاہی

جب اس میں انھیں کامیابی نصیب نہ ہوئی تو پھر خود ہی اپنی زبان سے تمام حالات مقدمہ بے کم وکاست میرے آگے بیان کر دیئے - میں اُسے بٹھنڈہ لیکر پہونچا اور وہاں اس کی ضربات کا ڈاکٹری معائنہ کرایا۔ خوش قسمتی سے وہاں میجر نرائن سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن ان دنوں ہسپتال کے انچارج تھے۔ آپ دیانتدار زمانہ مشہور ہیں - اس لئے آپ کو لگی لپٹی سے کچھ مطلب ہی نہ تھا - آپنے انتہائی ایمانداری سے ضربات کا ملاحظہ کیا اور مندرجہ ذیل سوالات کے بعد اپنی رائے تحریر فرمائی

پہلا سوال یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب راماں ہسپتال نے زخم کی گہرائی ایک انچ رکھی ہے۔ مگر ایسی حالت میں ہڈی اور رگوں کو نقصان کیوں نہیں پہنچا - اس کے علاوہ ایسا صاف اور باریک زخم گنڈاسی کا تو ہو نہیں سکتا۔

جیٹھو رام اپنا کرتہ پیش کیوں نہیں کرتا تاکہ اس پر خون اور کٹ کے نشان دیکھے جائیں -

اگر زخم پر ٹانکے لگائے گئے تو اس کا اُبھار نشان زخم کے اردگرد کیوں نہیں - اس سے ثابت ہے کہ زخم بناوٹی ہے -

اس کے بعد تفتیش کی گئی اور فریقین مقدمہ کو پٹیالہ لایا گیا - لالہ جیٹھو رام نے اپنے حق میں بڑے بڑے معزز اور ذی عزت لوگوں کی سفارشیں کرائیں - بہت کوشش کی کہ ساون رام سے باہمی رضامندی ہو جائے لیکن اس کوشش میں اُسے کامیابی نہ ہوئی - پٹیالہ میں میڈیکل ایڈوائزر صاحب سے پھر جیٹھو رام کے زخموں کا ملاحظہ کرایا گیا۔ اُنھوں نے اپنی رائے میں وہی بناوٹی زخم ظاہر کئے - جس کی بنا پر جیٹھو رام کا مقدمہ خارج ہو گیا - تھانیدار صاحب راماں کا ایک درجہ تنزل کر دیا گیا اور تھانہ سے انھیں تبدیل بھی کر دیا گیا اور ساون رام کو اجازت دی گئی کہ وہ زیر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند جیٹھو رام پر مقدمہ چلا دے۔

باوجودیکہ ساون رام کو حسب دفعہ ۲۱۱ مقدمہ چلانے کا حکم ہو چکا تھا۔ مگر کچھ دن بعد دولت مند جیٹھو رام نے اپنے پیسہ کے زور سے بٹھنڈہ کے ایک ساہوکار کے توسل سے ایک بھاری رقم رشوت میں صرف کر کے عدالت صاحب مجسٹریٹ بٹھنڈہ میں ساون رام پر اس مقدمہ کا استغاثہ

داخل کر دیا۔ سادن رام۔ اس کا بیٹا اور بھتیجا تینوں کو صاحب مجسٹریٹ نے مجرم قرار دیکر سزائے قید دے ڈالی۔ عدالت سشن میں اپیل ہونے پر میری شہادت ہوئی۔ کاغذات مرتبہ پولیس روشنی میں آئے۔ جب کہیں جا کر یہ ناکردہ گناہ بے گناہ قرار پائے ؏

بھلائی کر چلو جگ میں تمہارا بھی بھلا ہوگا
کیا جو کام نیک و بد وہ اک دن برملا ہوگا
ستاتے ہو غریبوں کو نہ کھاتے خوف مالک کا
کبھی کوئی ظلم کر دیکھا جو پھولا اور پھلا ہوگا

ورود مسعود ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز

ماہ فروری ۱۹۲۲ء کی بائیس تاریخ تھی کہ بلدہ پٹیالہ میں دولت انگلشیہ کے ولیعہد سلطنت ہز رائل ہائینس حضور پرنس آف ویلز نے ورود مسعود سے دار الریاست کو معزز و ممتاز فرمایا۔ ان دنوں ہندوستان میں عدم تعاون کی چنگاریوں نے پبلک ہند کو آتش زیر پا کر رکھا تھا۔ اور ہر جگہ شورش تھی۔ اس سے قبل وائسرائے صاحب بہادر پر بم گرایا جا چکا تھا۔ جگہ جگہ مکروہ و ناخوش آیند مظاہروں کی ناکامیاب کوششیں بھی ہو چکی تھیں۔ نظر بحالات مذکورہ ضرورت تھی کہ بہترین انتظامات ہوں اور چوطرفہ دیکھ بھال ہو تا کہ کوئی بد رویہ حملہ آور بیرون حصص ملک سے نہ آ جائے۔ نہایت ہوشیار و چوکس رہنے کے احکام صادر ہو چکے تھے۔ راقم کے سپرد یہ خدمت ہوئی کہ حضور ممدوح کی ہر وزٹ کے موقع پر نگران رہے۔ یعنی ذیل کی تقاریب پر بوقت ورود بلدہ پٹیالہ۔ ملاقات فیمابین حضور والئے پٹیالہ و ہز رائل ہائینس۔ بہ قلعہ معلےٰ۔ ملاحظہ افواج ریاست پریڈ گراؤنڈ۔ واپسی کیمپ عالیہ۔

۲۳ فروری ۱۹۲۲ء شکار تیتر۔ سنور۔ واپسی از شکارگاہ کیمپ کو۔ پولو ٹیم در پولو گراؤنڈ واپسی از میچ۔

۲۴ فروری ۱۹۲۲ء۔ شکار تیتر بہونریڑی واپسی از شکار۔ پولو گراؤنڈ میں۔ کھانا قلعہ مبارک میں۔ واپس تشریف بری۔ نہایت عمدہ انتظامات کرنے کیلئے میرے نام حکم تھا۔ میرے ماتحت چار سب انسپکٹران پولیس۔ آٹھ ہیڈ کنسٹیبل۔ ۳۲ کنسٹبلان۔ دس پندرہ صیغہ خفیہ کے

ملازم قریباً ساٹھ آدمیوں کی جمیعت برائے انتظامات مذکورہ موجود تھی۔ جمیعت مذکورہ بالا کو میں نے مختلف حصص میں تقسیم کر دیا تھا۔ تمام شہر کے کلّہم حصوں پر آدمی بکھیر دیئے تھے۔ شہر سے باہر بھی ہر جگہ پولیس مصروف نگرانی تھی۔ جہاں جہاں سے جلوس مبارک گذرنے کا امکان تھا وہاں ہی پولیس تعینات کر دی تھی اور ہر موقعہ مناسب پر کافی انتظام تھا۔ غرض شہر و باہر کا چپہ چپہ ہر وقت کی دیکھ بھال سے اور مردمان پولیس سے خالی نہیں تھا۔ تمام گذرگاہیں اور جہاں سے بھی کوئی تقریب نظر آسکے نگران حال ملازمان کی نگرانی سے بچا ہوا نہیں تھا۔ ہر طرح کا مشتبہ انسان اور اجنبی آدمی ایسا نہیں چھوڑا گیا تھا جس پر پولیس کی نگاہ نہ ہو۔ اور یہ انتظامات ورود ہز رائل ہائینس سے دس روز پہلے "پکے" کر دیئے گئے تھے۔ قریباً تیس افسران اور ملازمان صیغہ سی آئی ڈی گورنمنٹ حضور ممدوح کے ساتھ بھی تھے اور جملہ افسران و ماتحتان گورنمنٹ عالیہ و ریاست عظمیٰ باہمد گر تبادلہ خیالات کیلئے وقتاً فوقتاً باہمی ملتے رہتے تھے۔ تین روز کے قیام کے بعد حضور ممدوح مع الخیر و عافیت واپس مراجعت فرما ہوئے۔

اسی طرح ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء کو حضور مہاراجہ ادھیراج کے ہمراہ کمانڈر انچیف افواج برٹش تشریف لائے۔ بموقعہ مذکور بھی راقم مصروف انتظام رہا۔ انتظامات خاطر خواہ سرانجام دینے کے صلہ میں یکم بیساکھ سمت ۱۹۷۹ مطابق ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء کو بموقعہ دربار بیساکھی راقم کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی کا رینک اور شرح دہسرہ مبارک کے موقعہ سے ایک درجہ زیادہ کا خلعت باظہار خوشنودی خاص عطا فرمایا گیا جس کے لئے راقم اپنے قدردان آقائے نعمت کے لئے ہر وقت دعاگو اور ثناخوان ہے۔

چند خفیہ پڑتالیں

ریاست کے محکمہ جات سول کے اہلکاران اور پولیس کے اکثر افسران کی بددیانتیوں اور بے اعتدالیوں کی پڑتال کی بابت کئی جگہ ذکر ہوا ہے۔ یہ لوگ کبھی نہ کبھی کوئی بدعملی کر ہی بیٹھتے اور عموماً مجھے ایسے معاملات کی تفتیش کا حکم ہوتا۔ اور جب میں انسپکٹر تھا۔ مجھے بہت دفعہ موقعہ پیش آئے کہ میں نے کئی اہلکاران اور پولیس افسروں کی بددیانتیوں اور رشوت ستانیوں کی خفیہ پڑتالیں کر کے ان کے متعلقہ کاغذات افسران بالادست کی خدمت میں پیش کئے۔

ایشور پرماتما کی بندہ نوازی کا ہاتھ ہمیشہ میرے سر پر رہا ہے کہ ہر ایک معاملہ میں مجھے خاطر خواہ کامیابی ہوتی رہی ہے۔ باریک سے باریک بات اور پیچیدہ سے پیچیدہ معاملہ ایشور کی مہربانی سے فوراً معلوم ہو جاتا۔ اس قسم کی خاص کامیابیاں اور قدرت کی امداد میری خاص عزت اور شہرت کا باعث ہو جاتی۔

بعض ملازمان پولیس ترک فرائض منصبی سے کس طرح پبلک کے لئے باعث خرابی اور صیغہ کے لئے باعث بدنامی ہوا کرتے ہیں

سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ نے مثل ۶۸۸ ۔ ۲۰ بجٹ سمت ۱۹۷۷ میرے حوالے کی اور فرمایا کہ اسے نہایت غور سے مطالعہ کرو اور بعد مطالعہ اس کی روئیداد کے متعلق ایک مفصل رپورٹ کرو کہ اس کے متعلق آئندہ کیا کچھ کرنا واجب ہے۔

میں نے اس مثل کو نہایت ہی غور و خوض کے ساتھ پڑھا۔ اس کا لب لباب یہی تھا جیسا کہ خاکسار نے ہیڈنگ میں مجملاً بتلا دیا ہے۔ درحقیقت بعض و اکثر ملازمان پولیس کوتاہی فرائض منصبی سے باعث حیرانی اور موجب بدنامی صیغہ پولیس ہوا کرتے ہیں۔

تعمیل حکم میں میں نے مندرجہ ذیل ایک رپورٹ تیار کی جو امید ہے ناظرین والا کی دلچسپی و دلپسندیدگی کا باعث ہو گی۔

جناب عالی! بہ تعمیل حکم محکومہ یکم فروری سنہ ۱۹۲۱ء میں نے مثل کو غائر نگاہ سے دیکھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۵ اجیٹھ سمت ۱۹۷۷ کو مسمیان اندر سین و کنور دل جہاجنان سکنہ بھنر ہیڑی علاقہ ریاست نابھہ۔ دھوری سے مبلغ پندرہ سو روپیہ لیکر اپنے گاؤں کو جاتے ہوئے۔ مابین راستہ بھنر ہیڑی و میر ہیڑی دو مجرمان نے بہ ضربات لاٹھی زد و کوب کر کے ان کا روپیہ چھین لیا۔ اندر سین مستغیث بوجہ زیادہ مجروح ہونے کے اپنے مسکن پر پہنچ گیا۔ کنور دل نے جس کے ضربات کم لگی تھیں موضع کول ہیڑی سے

دس پندرہ ۱۵ آدمی بطور امداد لیکر ملزمان کا تعاقب کیا - ان کو پتہ لگا کہ ملزمان بعد ارتکاب واردات دیہات کول سہیڑی - جھکجھلاں - شیر پور کے قریب سے گذر کر موضع دھاندرہ تھانہ دھوری میں داخل ہوگئے - ایک بڑھیا نے مجرمان کا موضع دھاندرہ میں داخل ہونا بیان کیا - لال سنگھ ذیلدار سکنہ موضع دھاندرانے باوجود باخبر ہونے کے مطلقاً ان اشخاص کو امداد نہ دی اور نہ ہی اپنے فرائض کی موافق اس سنگین وقوعہ کی رپورٹ پولیس متعلقہ کو کی - وقوعہ سے دوسرے روز کلی رام چچا کنور مل مہاجن مستغیث مقام دھوری رپورٹ دینے گیا - اول اس نے منگل مل مہاجن دھوری سے جو مقامی تھانیدار کا ملاقاتی تھا - ملکران دردناک حالات کا اظہار کیا - منگل مل مذکور نے کلی رام کو تھانہ کے باہر کھڑا کر کے سب انسپکٹر صاحب سے کچھ گفتگو کی - اور ان کا منشا معلوم کر کے کلی رام کو یہ کہکر ٹال دیا کہ تھانیدار سخت ہے تجھکو کیا ملیگا - واپس چلا جا - کلی رام یہ سن کر واپس چلا آیا - اس کے دوسرے دن بختاور مل مہاجن بھلر کھیڑی برادر اندرسین مضروب بار اٹل مہاجن بزاز دھوری کو ساتھ لیکر تھانہ میں گیا - ملازمان پولیس دھوری نے اس کو گالی گلوچ دیکر باہر نکالدیا - مجبور مستغیثان اپنے گھر صبر کر کے بیٹھ گئے - اندرسین مستغیث نے اپنا بازو چپ جو بہ ضربات مجرمان دو تین جگہ سے ٹوٹ گیا تھا کرنل سردار ستت سنگھ صاحب پٹیالہ سے جو شکستہ ہڈیاں جوڑنے میں شہرہ آفاق ہے - درست کرایا - اس طرح ایک وقوعہ سرقہ بالجبر موضع دوہلہ کے متعلق بھی افسران پولیس تھانہ دھوری کی نسبت یہ شکایت ہوئی ہے کہ مجرمان معلوم کر کے بطمع نفسانی چھوڑ دیئے گئے -

ان حالات کی رپورٹ ۲۲ ہاڑ سمت ۱۹۷۷ کو منجانب جیوا سنگھ ہیڈ کنسٹبل ہیڈ ہذا پیش ہونے پر بحکم جناب والا ہرنت سنگھ ہیڈ کنسٹبل نے بھی بعد پڑتال ۲۱ ساون سمت ۱۹۷۷ کو رپورٹ مفصل بتائید واقعات مندرجہ بالا پیش کی جو پیشی بالا سے ۵ اگست ۱۹۲۰ء کو روبکار بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ستام بدیں مضمون ارسال ہوا کہ سخت افسوس کی بات ہے کہ ایسے سنگین واقعہ کی اطلاع تھانہ دھوری میں موصول ہونے پر اخفاء واردات کیا جا کر مدعیان کو ڈرا دھمکا کر واپس کیا گیا - اب مقدمہ سرقہ بالجبر تھانہ دھوری میں مرتب کرایا جاوے - اگر ایسے سنگین واقعات پر اس طرح توجہ رہی تو سخت خرابی کا

احتمال ہے۔ تھانہ دھوری کی بہت سی شکایات بغرض پڑتال آپ کے پاس بھیجی گئیں۔ مگر اب تک جواب موصول نہیں ہوا۔ چونکہ قاصران کی وقت پر گوشمالی نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سنگین واقعات میں اخفا شروع ہو گیا ہے۔ براہ مہربانی آپ خود توجہ سے ابتداً موقعہ کا ملاحظہ فرما دیں۔ تاکہ مابعد وقوع کا جھگڑا نہ ہو۔ بمیعاد ۱۵ یوم جواب آنا چاہیئے۔

اس کے بعد ۲۴ر اگست ۱۹۲۰ء کو ۱۹ یوم بعد محکمہ والا سے بخدمت سپرنٹنڈنٹ صاحب جواب کے لئے ریمانڈر بھیجا گیا۔ ۲۹ر اگست ۱۹۲۰ء کا دو بکار مفصل منجانب صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سنام خدمت والا میں پیش ہو کر شامل مثل ہے جس میں واقعات مقدمہ درج اور موقعہ ملاحظہ فرماتے ہوئے۔ صاحب موصوف نے تھانہ دھوری میں دائری مقدمہ سرقہ بالجبر کے لئے زیر دفعہ ۳۹۴ تعزیرات ہند حکم صادر فرما کر تاکید تفتیش فرمائی ہے۔ لیکن وقوعہ سرقہ بالجبر موضع دوہلہ کے متعلق کچھ جواب تحریر نہیں فرمایا اس حکم صاحب سپرنٹنڈنٹ کی تعمیل بھی جو بحوالہ حکم جناب والا صادر ہوا تھا۔ عاملان تھانہ دھوری نے فوراً نہیں کی۔ ۳ بھادوں سمت ۱۹۷۷ کو ۱۶ روز بعد کلونت سنگھ صاحب سب انسپکٹر نے تھانہ دھوری میں تبدیل ہو کر اس حکم کی تعمیل میں مقدمہ دائر کیا اور تفتیش شروع کی۔

شکایات ملازمان پولیس تھانہ دھوری کے متعلق ریمانڈر جانے پر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سنام نے آخری ریمانڈر پر ۵ر مگھر سمت ۱۹۷۷ کو یہ جواب تحریر فرمایا کہ شکایتی کاغذات کی ٹرے گم ہو گئی ہے۔ اور سب انسپکٹر صاحب دھوری نے ۵ مگھر سمت ۱۹۷۷ کو رپورٹ پیش کی کہ ابتداً جگجیت سنگھ سب انسپکٹر صاحب کے وقت میں جب یہ وقوعہ ہوا تھا۔ مقدمہ دائر نہیں ہوا۔ اس وقت اُمید سرسبزی ہو سکتی تھی۔ وقوعہ دیرینہ ہو گیا ہے۔ دوسرے تھانہ میں کام بہت ہے۔ تیسرے ذیلدار لال سنگھ جبلی نسبت اشتباہ کیا جاتا ہے۔ جہاندیدہ پختہ کار شخص ہے۔ اس لئے سی آئی ڈی میں مقدمہ سپرد فرمایا جاوے سرکل انسپکٹر صاحب اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اس بات کی تائید فرماتے ہوئے یہ کاغذات بخدمت جناب والا پیش فرمائے ہیں۔ بلا دید حالات صدر مندرجہ مثل ہذا میری ناچیز رائے یہ ہے کہ افسران تفتیش تھانہ دھوری نے دانستہ طور پر اس سنگین وقوعہ سرقہ بالجبر کا اخفا کیا۔ اگر وقوعہ

حدود ریاست نابھہ میں واقعہ ہونے کا ان کو گمان تھا۔ تو بموجب باب ۲۵ قواعد ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ قواعد پولیس پنجاب عمل درآمد کرنا لازم اور ضروری تھا۔ بحالت موجودہ افسران پولیس صریح طور پر دفعہ ۱۲۰ التعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے ہیں اور نمبر داران دچوکیداران جائے وقوعہ جس زیہہ کی سرحد میں وقوعہ ہُوا نیز موضع دہا ندرہ جہانتک منہ تا قبان نے مجرمان کا پیچھا کیا۔ حسب دفعہ ۴۵ ضابطہ فوجداری ترک اطلاع دہی کی وجہ سے زیر دفعہ ۱۷۶ التعزیرات ہند قابل پاداش ہیں۔ اگر سب انسپکٹر صاحب یا افسران تفتیش تھانہ دھوری انکار کریں کہ ان کو کسی مستغیث کی جانب سے اس وقوعہ کی اطلاع نہیں دیگئی اول تو کافی ثبوت اور وجوہات اس بات کے موجود ہیں کہ تھانہ میں رپورٹ وقوعہ پہنچی ہے۔ تاہم بصورت عدم اطلاع دہی کسی مستغیث کے ایسے سنگین واقعہ کی خبر جبکہ گرد و نواح دیہات میں دُور دُور تک پھیل گئی تھی اور کرنل سردار سنت سنگھ صاحب جیسے معزز اور مقتدر شخص کے مستغیث زیر علاج ہے تو یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ تھانہ دھوری میں خبر نہ ہووے۔ اگر مطلق خبر نہ ہوئی تو ایسے غافل ملازمان پولیس قابل ملازمت پولیس نہیں ہوسکتے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۲۹ قانون پولیس جسمیں سزا غفلت کی مقرر ہے۔ شکائتی کاغذات کی ٹرے گم ہونے کی نسبت جو صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے روبکار میں تحریر فرمایا ہے۔ "میرے وہم وگمان میں ایسے ملازمان کی ہی مجرمانہ کوشش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جن کے شکایتی کاغذات ٹرے مذکور کے اندر تھے"

ڈکیتی یا سرقہ بالجبر سے بڑھکر کوئی سنگین جرم نہیں۔ جب ایسے سنگین جرائم کی فریادیں تھانوں میں نہ سُنی جاویں اور ظلم رسیدہ فریادی دھکے اور گالیاں دیکر تھانہ سے باہر نکالدیئے جاویں تو پبلک میں کس کا حوصلہ اور جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی معمولی تکالیف یا خفیف جرائم کی شکایات ایسے پولیس سٹیشنوں میں جاکر ظاہر کریگی۔ ایسے ملازمان صیغہ پولیس کی بدنامی اور غریب رعایا کی دل آزاری مجرمان کی دلیری کا باعث بن رہے ہیں۔ نظم و نسق صیغہ پولیس کا یہ کیسا بُرا نمونہ ہے کہ سرقہ بالجبر جیسے سنگین جرم کی پولیس میں مطلق شنوائی نہ کرے۔ اور اعلےٰ افسران کے تاکیدی احکام صادر ہونے پر بھی وقوعہ سے ساڑھے تین مہینے بعد تھانہ میں مقدمہ دائر کیا جاوے اور پھر وقوعہ کا کچھ سُراغ نہ ملے۔ غافل لاپرواہ اور

اخفا پسند ملازمان کی نسبت اس قدر مدت میں کوئی نوٹس نہ لیا جاوے۔ یہ حالات رعایا کی بربادی اور ملازمان پولیس کی خرابی کیلئے تقویت دلانے والے ہیں۔

پیشگاہ جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر سے راقم اور محمد فضل کریم خانصاحب انسپکٹر پولیٹیکل برانچ کو واسطے پڑتال نقائص ملازمان صیغہ پولیس ریاست ہذا میں مامور فرمایا گیا۔

سوالات پڑتال طلب میں "پبلک سے پولیس کا برتاؤ اور جرائم کا اندراج پورے طور پر ہوتا ہے" بھی شامل ہیں۔ ان کاغذات سے ان سوالات کے جواب کا بُرا نمونہ بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ میری ناچیز رائے میں جیوا سنگھ ہیڈ کانسٹبل جس نے اخفاء وقوعات کی رپورٹ کی۔ عمدہ فرائض کی ادائیگی اور وفاداری سرکار کی وجہ سے صلہ کا حقدار ہے۔ اور غافل و اخفا کنندہ ملازمان قابلِ سزا۔

تفتیش مقدمہ کی نسبت جو افسران ضلع پولیس کی یہ درخواست ہے کہ صیغہ ہذا کے سپرد فرمایا جاوے۔ اس سے راقم کا اتفاق نہیں۔ کوئی معقول وجوہات درج نہیں۔ ذیلدار مشتبہ پختہ کار ہے۔ وقوعہ دیرینہ ہوچکا ہے۔ ایسے وجوہات نہیں کہ ضلع پولیس کی تفتیش میں سدِّ راہ ہوں دیرینہ وقوعات اور پختہ کار مشتبہ گان سے تفتیش نہ کرنیکا کوئی امتناع قانون یا قواعد میں پولیس مقامی کیلئے نہیں ہے۔ صیغہ سی آئی ڈی کا فرض صرف پولیس مقامی کو مشکل اور اہم کاموں میں امداد دینے کا ہے جو کافی معلومات اس وقوع کی ہستی کی نسبت بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ معلومات ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

دیہات دھوری۔ بھرڑوال۔ دوہلہ کی حدود میں دو تین سال کے اندر چھ سات وقوعات ڈکیتی سرقہ بالجبر ہوچکے ہیں جو سب کے سب عدم پتہ ہیں۔ تین سال کے تمام ایسے وقوعات نواح دھوری کی ایک لسٹ بنائی جاوے پھر ایک خاص پارٹی افسران تفتیش کی قائم ہوکر زیر نگرانی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع ان تمام وقوعات کی کوشش اور مصروفیت کے ساتھ تفتیش کرے اس وقوعہ کے علاوہ کئی ایک دیگر وقوعات بھی سرسبز ہونیکی توقع ہوسکتی ہے۔ اور آئندہ کیلئے انسداد ہوسکتا ہے۔ تحریر ۲۷ ماگھ سمت ۱۹۷۷

8 2/21

حقیقت یہ ہے کہ کثرت جرائم کا انحصار دو باتوں پر مبنی ہے۔ اول افسران پولیس کی سازش ثانیاً راشی اور نالایق پولیس افسران کی موجودگی جہاں یہ ہر دو خرابیاں جنم لے لیں وہاں جو کچھ ہو کم ہے۔ یہی صورت اُس وقت تھانہ دھوری میں تھی۔ زیادہ تشریح فضول ہے۔

بعض ادنےٰ ملازمین پولیس کی بدعنوانیاں

(۱) ایک مُرتشی کانسٹبل پولیس

عبداللہ و گوربخش سنگھ کنسٹبلان کو ڈیرہ سادھو ساہنسی خانہ بدوش کی تلاش و تجسس کی غرض سے بھیجا گیا۔ ان لوگوں نے چند ساہنسیان راجو مزاعہ کی امداد سے لب سرحد موضع نوگڈھ ڈیرہ سادھو ساہنسی کو روک لیا اور ان کی تلاشی سے ایک کوٹ اور سانٹا برنجی اُٹھائے اور مبلغ پندرہ ۱۵ روپیہ رشوت لیکر اشیائے مذکور ان کو واپس دیدیں۔ کوٹ مذکورہ مال مسروقہ ملکیت بالکرام مہاجن سکنہ موضع قطبہ تھا جو بعد ازاں اسی سلسلے میں برآمد ہوا۔ یہ رشوت تن تنہا عبداللہ نے اڑائی۔ گوربخش سنگھ نے محض ہم پیشہ بھائی کے لحاظ سے دانستہ نظر نیچی کرلی۔ راجو مزاعہ کے ساہنسیان نے تمام حالات مجھے آتے ہی بیان کردیئے۔ میں نے مقدمہ بنا دیا۔ عبداللہ کواٹر گارڈ کا سزایاب ہوا۔

(۲) دو کانسٹبلان کا زنا بالجبر

مثل نمبر ۱۱۳ مرجوعہ ۲۶ ماگھ سمت ۱۹۷۴ مسمات جیاں زوجہ بھمن رائیں سکنہ قصبہ لسی جرم زیر دفعہ ۳۷۶ تعزیرات ہند بنام محمد شریف و فرزند علی کانسٹبلان پولیس لسی برائے تفتیش میرے سپرد ہوئی۔ چونکہ وقوعہ کو عرصہ تین ماہ کا گذر گیا تھا۔ کانسٹبلان کو کسی نے پوچھا تک نہیں تھا۔ اور انھوں نے اپنے تعلقداروں اور مددگاروں کے ذریعے مدعیہ اور گواہان مدعیہ کو رضامند کرلیا تھا۔ یہ ضرور تھا کہ مدعیہ بدچلن اور بدرویہ تھی۔ مگر پولیس کو کیونکر حق پہونچتا ہے کہ اسکی

بدچلنی کا دباؤ دے کر اس کے ساتھ زنا کرے۔ واقعات یہ تھے کہ محمد شریف و فرزند علی کانسٹبلان مسمیان آلو وہیڈ کی مخبری پر مسمات جیاں زوجہ بگھن رائیں سکنہ لسی کو اس کے آشنا مسمی شیر و کے پاس سے جو اس وقت آبادی سے باہر ایک کوس کے فاصلہ پر چاہ المعروف بہوجا پر رات کے وقت موجود تھی۔ بغیر اطلاع کسی افسر مجاز کے خود بخود پکڑ کر لے آئے اور اپنے حظ نفسانی کی غرض سے شیر و کو تو راستہ میں چھوڑ دیا۔ عورت کو اسمٰعیل کے کوٹھے کے اندر لیجا کر وہاں اس سے جو جی میں آیا سو کیا۔ جب مدعیہ نے بدفعلی سے انکار کیا تو اُسے سخت دباؤ سے رضا مند کیا گیا۔ قانوناً معاملہ زنا بالجبر کی حد کو پہونچتا تھا۔ مگر امید نہیں تھی کہ مقدمہ عدالت میں کامیاب ہو۔ کیونکہ ملزمان اپنے اثر و رسوخ سے مدعیہ و گواہان کو خاموش کرا لینے کی طاقت رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے ریورٹ بھیجی کہ ملزمان کی نسبت کوئی عبرتناک محکمانہ سزا تجویز ہونی چاہئے۔ ہر دو مجرمان میں سے محمد شریف نہایت خوبصورت جوان اور خاندانی ہے۔ سنا جاتا ہے کہ فرزند علی کی بدصحبت سے یہ شخص بگڑ گیا ہے اس لئے سزا میں اس کے ساتھ نرم برتاؤ ہونا چاہیئے۔

(۱۳۰) کانسٹبلان پولیس کی بدچلنی

اللہ جوائی نامی ایک طوائف کو جو ریاست مالیر کوٹلہ کی باشندہ تھی۔ عزیز بخش و محمد رمضان نامی کانسٹبلان پولیس نے مکان مثین غیر آباد نرائن سنگھ ٹھیکیدار میں بمقام دھوری کئی دنوں تک روک رکھا۔ یہ دونوں سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ ان کی بدعملی کی رپورٹ کی گئی۔ سزا کوارٹر گارد۔

ایک کانسٹبل پولیس کی رشوت ستانی اور بے ایمانی

۱۰ جیٹھ سمت ۱۹۷۴ عبد الرحیم نامی کانسٹبل ۸۲۳ ڈیرہ بہلو ساہنی خانہ بدوش کی تلاش کیلئے تعینات کیا گیا تھا۔ کانسٹبل مذکور نے ڈیرہ مطلوبہ کو سرحد موضع دھوڑ کی تحانہ برنالہ پر جا کر حسب نشان دہی مخبر ان روک لیا۔ اِن کی سرکیوں کی تلاشی پر ایک ڈبہ المونیم جو زیورات مشتبہ السرقہ سے بھرا تھا برآمد کر لیا۔ مگر مبلغ ۲۵ عـــہ

روپیہ رشوت لیکر ڈبہ مذکور پہیلو ساہنسنی کو واپس دے دیا اور پچیس ۲۵ روپیہ میں سے پانچ روپیہ
جو آہرا وغیرہ ساہنسیان ہمراہی کو کہ بات باہر نہ نکلے دیدیئے اور مابقا بیس ۲۰ روپیہ خود
ہضم کئے اور واپس آ گئے۔ شیر پور میں میرا قیام تھا جب ساہنسی وہاں پہونچے تو باہم ساہنسیوں
میں کچھ رشوت کے متعلق چرچا ہوا۔ جو میری سماعت میں آیا۔ نیز لالہ رام داس صاحب سب انسپکٹر
بھی اس واقعہ سے خبردار ہو گئے۔ چنانچہ ساہنسیوں کو جمع کر کے ان کے مواجہ میں عبدالرحیم کنسٹبل
کو اس کے ناواجب عمل پر نہایت ملامت و تنبیہہ کی گئی۔ کانسٹبل نے نادم ہو کر اپنے اس قصور
کو مان لیا۔ سر کا دوپٹہ پاؤں پر رکھا اور نہایت عاجزی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اُسے
جب رشوت وصول کردہ کی واپسی کے لئے کہا تو میرے سامنے واپسی رقم کا وعدہ کر لیا اور مجھ سے
علیحدہ ہو کر از راہ چالاکی ساہنسیان کو دھمکایا اور یہاں تک مجبور کیا کہ میرے روبرو وہ غلط
اقرار کریں کہ روپیہ عبدالرحیم سے واپس وصول ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس شخص پر سمی ارجن
جاٹ سکنہ رائیکوٹ کے ماموں وزیرا زمیندار سکنہ موضع ٹبہ سے نقد دوسو روپیہ بطور رشوت
لینا ظاہر ہو چکا تھا۔ چونکہ وہ رشوت خوار چالاک بیباک تھا۔ اس لئے اس کی نسبت رپورٹ کر
دی گئی کہ ایسے بدوطیرہ راشی اور چالاک کانسٹبلان سنگین مقدمات میں موجب خرابی اور بدنام
کنندہ پولیس ہیں۔ لہذا یہ سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ اسے فوراً یہاں سے علیحدہ کر دیا جاوے
چنانچہ علیحدہ کر دیا گیا۔ ایسے انسان پولیس کی شان کو داغ لگانے ہیں۔

(۵) ایک کانسٹبل پولیس کی بدمعاشی

۲۰ ساون سمت ۱۹۷۴ کو موضع بونگہ تھانہ امرگڈھ میں ایک پیر صاحب کی خانقاہ
پر سالانہ عُرس تھا۔ اس موقعہ پر تھانہ سے محمد یوسف کنسٹبل ۹۵۸ مامور کر دیا گیا۔ پیچھے سے حبیب اللہ
مدد محرر اور اس کے ساتھ محمد شفیع کانسٹبل نے دیہات کی گشت کی رپورٹ روزنامچہ میں لکھی خود بھی
میلہ دیکھنے کے لئے عازم موضع مذکور ہوئے۔

ایک اور کانسٹبل شادی نام جو ایک ملزم کی تلاش پر مامور تھا۔ وہ بھی مذکوران کیساتھ مل گیا۔ مالیر کوٹلہ

کی ایک طوایف صاحب جان نامی بغرض دیکھنے میلہ وہاں موجود تھی اس کے ساتھ اُس کے دو تین دوست آشنا بھی تھے۔ مذکوران ابہر کوٹلہ سے خان پور تک تو بسواری تانگہ پہونچے تھے۔ خان پور میں راستہ کی ناہمواری کی وجہ سے تانگہ وہیں چھوڑ گھوڑے پر طوایف کو سوار کرکے لے آئے۔ ملازمان تھانہ آمدورفت کی وجہ سے تانگہ بان اور طوایف دونوں کو جانتے تھے۔ شادی کانسٹبل نے تانگہ کا گھوڑا ایک جگہ بندھوا دیا۔ اور چوکیداران گاؤں کو دوڑا دیا کہ چارپائیاں وغیرہ ان لوگوں کیواسطے لائیں چنانچہ چارپائیاں وغیرہ جب مہیا ہو چکیں تو شادی نے خوشی میں آکر ایک بوتل شراب کی بھی تواضع کی چونکہ آدمی زیادہ تھے ایک بوتل سے کیا ہوتا ایک بوتل ہمراہیان طوایف نے اپنے پاس سے منگائی اور دور شراب چلنے لگا۔ ایک ایک دو دو جام نوشی کے بعد جب سرور گھٹے تو طوایف سے شب باشی کی فرمایش ہوئی ہمراہیان طوایف کو رقابت نے اکسایا اور انھوں نے درخواست کو سنتے ہی معًا واپسی کا قصد کیا۔ اُدھر شادی کو شرارت سُوجھی اُس نے ایک چوکیدار کو اشارہ کیا جس نے طوایف کا گھوڑا کہیں چھپا دیا۔ ہمراہیان طوایف نے گھوڑے کی جستجو کی ناکامی پر حبیب اللہ مدد محرر اور محمد شفیع کی خوشامد کی کہ مہربانی کریں اور کہہ سُن کر گھوڑا دلادیں۔ ان سب نے شادی سے ہر چند کہا لیکن اُسے کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی تھی وہ کب کسی کی سُنتا تھا۔ اس نے ہر فرمایش کی ٹانگ توڑ دی اور برملا گالیاں سنائیں۔ اور گھوڑا واپس نہ ہی لانے دیا۔ جب سب ہار چکے کسی بھی آدمی کی سنائی نہ ہوئی تو طوایف نے خود اُسے راہ راست پر لانے کے لیئے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میٹھی میٹھی باتوں سے رجھایا اور دونوں باتیں کرتے کرتے ان لوگوں کی نظر بچا کر شادی تو جنگل میں پہونچا۔ ہمراہیان طوایف نے بھی رات کی حیرانی اور تکالیف کا خیال کرتے ہوئے پیچھا نہ کیا۔ شادی نے جب سب طرف سے کھلی اجازت دیکھی ایک طرف لیجا کر طوایف کو رضامند کرکے زنا کیا۔ تب گھوڑا منگادیا۔ ہمراہیان طوایف نے بھی دیکھا کہ ایک بوتل شراب شادی نے خرچ کی تھی اس میں سے چند پیگ ہم نے بھی پیئے تھے چلو عوض معاوضہ گلہ ندارد صبر سے شادی کی حرکات برداشت کرلیں اور گھوڑے کی واپسی کو غنیمت سمجھتے ہوئے چوں نہ کی اور اپنے گھروں کو چپ چاپ واپسی کی ٹھانی۔

حبیب اللہ کانسٹبل اور مدد محرر کی جو شادی نے کسی وقت بھی کوئی پرواہ نہ کی ان کے سامنے رنڈی کو
الگ لیگیا اُس سے مُنہ کالا کیا اور سب سے زیادہ یہ ظلم کہ گھوڑے کی واپسی کی سفارش پر انھیں بڑا
گالیاں سنائیں۔ ان کی رنجش کوئی بیجا نہیں تھی اس کی زبردستیاں لازمی طور پر قابل سرزنش تھیں۔
میلہ بھر کے اندر جس شخص کو بھی اس واقعہ کا علم ہوا اُس نے ایک مذہبی پیر کے عُرس پر الیسی بدفعلی کو پولیس
کی زبردستی اور بے خوفی پر محمول کر کے پولیس کو کوسا۔ کہ اس محکمہ کے ملازم انسان تو کیا خدا کا خوف بھی نہیں
مانتے۔ اور جب کانسٹبل اور مدد محرر تھانہ میں واپس آئے تو محرر نے شادی کی نسبت شکایت پیش کی
کہ یہ شادی سپاہی ذات کا جولاہا نیچ قوم سے ہے۔ موضع الاہرہ کا باشندہ ہے۔ پولیس میں بروئے قاعدہ
پولیس کمین ذات کے لوگ بھرتی نہیں ہو سکتے۔ اس نے کجروی و بدچلنی میں نہایت ترقی کی ہے۔ وغیرہ
شکایت کے کاغذات میرے سپرد ہوئے۔ پڑتال و تفحص حالات سے واقعات مندرجہ شکایت کی
من و عن تصدیق ہوگئی اور میں نے شادی کو قصوروار ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی لکھدیا کہ میرے خیال میں
یوسف کانسٹبل کی باقاعدہ ماموری کے بعد مدد محرر اور کانسٹبل محمد شفیع کا گشت کی رپورٹ لکھنے کے بعد
میلہ یا تماشہ کے لئے وہاں چلے جانا ضرور قابل نوٹس ہے۔ شادی اپنی ملازمت سے برخاست
کیا گیا۔

پولیس میں اگر شریف النسل۔ خاندانی۔ چیدہ انسان بھرتی ہوں۔ اور شادی ایسے گندے
لغو خیالات کے آدمی زنا ایسے افعال شنیعہ برملا کرنیوالے چُن چُن کر نکال باہر کئے جائیں تو لامحالہ
پولیس کی شان جیسی کہ چاہیئے ہو سکتی ہے۔

(۶) دو کانسٹبلان پولیس کے مجرمانہ افعال

۳۰ ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء کا دن تھا۔ ایک عورت
امیر بیگم نام بیوہ سلامت علی سید سکنہ
سامانہ چار بجے شام کی ٹرین میں کوٹلہ کی طرف سے آئی اور پٹیالہ جانیوالی گاڑی کی انتظاری میں
ریلوے سٹیشن سے باہر منڈی دھوری کے کنارہ والی دوکان میں فرید بخش دھوبی کے پاس بیٹھی ہوئی
وقت گذار رہی تھی۔ نتھو و عبدالحمید خان کانسٹبلان پولیس جو موہن لعل سیاہ نویس کے مکان میں

شراب نوشی کے شغل میں مشغول تھے۔ ان میں سے عبدالحمید خان کانسٹبل دھوبی کی دوکان پر پہونچا اور نا واقف ابہر سنگھ کو جل دیکر کہ غیر ذالک آدمی کی دوکان پر سر بازار ایک شریف قوم کی عورت کا بیٹھنا نا واجب ہے۔ جتنی دیر بیٹھنا ہو اس کے گھر میں اس کی ماں ہے اور اس کی بیوی ہے وہاں بے تکلف جا کر بیٹھے۔ وہاں سے اُٹھایا اور موہن لعل کے مکان پر لے پہنچا۔ اور وہاں جاتے ہی اس سے راز و نیاز کی باتیں کیں دونوں کانسٹبل آمادہ ہوئے کہ اس سے زنا کریں اور گرہستی عورت کو جامِ شراب پی کر ہمبستر ہونے کی ترکیبیں کرنے لگے۔ گرفتارِ آفت بیوہ پر جب دھوکہ کھُلا تو وہ دام میں پھنسی ہوئی چڑیا کی طرح جال سے نکلنے کے لئے پھڑپھڑائی اور باہر کو بھاگی۔ تعاقب میں سپاہی تھے۔ جھنجھٹ میں غریب گری اور چوٹ بھی کھائی۔ اور چوٹ کی وجہ سے برائے ڈاکٹری ملاحظہ بھیجی گئی۔ یہ تو حقیقت تھی ستم رسیدہ نے کچھ جھوٹ کی آمیزش بھی کی کہ انھوں نے اس کا زیور بھی اُتار لیا ہے۔ باقاعدہ استغاثہ ہوا اور کاغذات بمراد تفتیش میرے سپرد ہوئے میں نے تفتیش اور نتیجہ پر غور کیا تو میری کانشنس نے مستغیثہ کی اس فریاد کی تائید نہ کی کہ کانسٹبلان نے اس کے زیور پر دست درازی کی ہے۔ چنانچہ اپنی رپورٹ میں میں نے صاف لکھ دیا کہ زیور اُتارنے کا الزام غلط ہے دوسری شکایات درست ہیں مستغیثہ پر یہ ظلم ضرور ہوئے ہیں۔ پولیس اور اُس کے چھوٹے بڑے ملازمین خلق اللہ کے محافظ ہیں۔ رعایا کی عورات کے ساتھ یہ بے غیرتی و بے عزتی کا سلوک نہایت شرمناک ہے۔ ایسا فعل کرنے والے عبرتناک سزا کے مستوجب ہیں۔ میری اس رپورٹ پر صاحب سپرنٹنڈنٹ نے ان کی برخاستگی پر اکتفا کیا۔ ایسے اشخاص پولیس کی توقیر کے دشمن ہیں شانِ پولیس کی افزونی اس میں ہے کہ وہ رعایا کی مستورات کی محافظت اپنی عورتوں سے بھی زیادہ کریں۔

(۷) پولیس کانسٹبل کی چوری

مقدمہ سرکار بنام لقمان کانسٹبل پولیس متعینہ سیٹی دھوری جرم زیر دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند مسمات

ہرکور زوجہ بچیا جٹ دھوری نے ایک شاخ بکرا برنگ سیاہ بطور سانڈہ چھوڑ رکھا تھا۔

لقمان کانسٹبل کی جو نگاہ پڑی نیت بدلی۔ اس نے بکرا پکڑا اور نور محمد قصاب سے تین روپیہ لیکر فروخت کیا اور ذبح کرا دیا۔ جلال الدین ہیڈ کانسٹبل نے خرید کے موقعہ پر صدرا قصاب کے دریافت پر انھیں اطمینان دلا دیا۔ مالکہ کو اطلاع ملی تو وہ خود بختاور جٹ۔ ہیریا تیلی اور تلوک سنگھ نمبردار کو ساتھ لئے صدرا کی دوکان پر گئی اور مذبوحہ بکرے کی کھال اور سری شناخت کر کے گرفتار کر لی اور یہ سب ملے چلے چوکی پولیس کو روانہ ہوئے کہ معاملہ پولیس میں دیں۔ تلوک سنگھ نمبردار نے معاملہ پولیس میں جانے اور اس کے نتائج کا خوف دلا کر صدرا قصاب سے سات روپے خود اینٹھے اور آٹھ روپیہ مالکہ بکرا کو دلوا دیئے۔ کھال و سری صدرا کے حوالے کی معاملہ رفعہ دفعہ کیا صدرا قصاب نے یہ پندرہ ۱۵ روپیہ کی رقم شہاب الدین دوکاندار سے قرض لے کر دی تھی۔ میں نے جب واقعہ کی تفتیش کی تو آٹھ روپیہ مسمات ہرکنور سے اور سات روپیہ تلوک سنگھ نمبردار سے واپس لئے اور تھانہ شیرپور میں مقدمہ دائر کرا دیا۔ اور معلوم ہوا کہ کانسٹبل اپنے کئے کی جزا میں ملازمت سے برطرف کیا گیا۔

(۸) پولیس کانسٹبل کی چوری کررا

ایک موقعہ پر سردار گور بخش سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس منڈی دھوری میں تشریف لائے تھے ضرورت کی وجہ سے چارپائیاں بطور بیگار جمع کی گئی تھیں۔ جب صاحب سپرنٹنڈنٹ واپس چلے گئے۔ تو ایک چارپائی جو عطرا زمیندار دھوری کی تھی۔ رمضان کانسٹبل نے چرا کر اور اپنے زنانہ میں چھپا کر رکھ لی۔ ایک اور چارپائی جو مسمی منّا سنگھ زمیندار دھوری کی تھی۔ وہ بھی گم تھی۔ کچھ زمانہ اس واقعہ کو گذر چکا تھا۔ میں دھوری گیا تو میرے پاس اس کا واویلا ہوا جس پر میں نے رمضان خان کانسٹبل کی خانہ تلاشی کی اور وہاں سے چارپائی گمشدہ نکل آئی۔ دوسری مسمی ڈڈو گھر چوکیدار محافظ کوٹھی مشین مہاجناں سکنا حصار کے گھر سے نکلی چنانچہ میں نے دونوں پر مقدمات زیر دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند تھانہ شیرپور میں رجسٹر کرے۔ مگر صدر سے اس کارروائی پر اعتراض فرمایا گیا کہ بلا حصول منظوری کیوں ایسا ہوا جس پر جملہ کاغذات متعلقہ بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل

پولیس پیش کئے گئے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں چالان پیش کئے جائیں۔ مگر تھانہ والوں نے کانسٹبل کی رعایت میں چالان پیش نہ کئے اور میں وہاں سے تبدیل ہو گیا۔ مجھے علم نہیں کہ ان مقدمات کا کیا حشر ہوا۔

(۹) کنسٹبلان پولیس کی بدچلنی بساکھ سمت ۱۹۷۵ جیوارام پانوائی بستی میں ہلاک ہوا نتیجہ کیمیاوی میں سنکھیا سے مرنا ثابت ہوا تفتیش میں پتہ چلا کہ فتح محمد۔ الطاف حسین کانسٹبلان ورام رچھپال اہلمد نظامت کی ایک غنڈہ پارٹی ہے اور اس پارٹی کا جیوا پانوائی سے یارانہ تھا۔ رات کو یہ پارٹی کی پارٹی ہی شراب پیتی رہی۔ دوران شراب نوشی میں ان سب میں دنگہ فساد بھی ہو گیا تھا۔ چنانچہ تفتیش میں نامبرد گان کانسٹبلان گرفتار ہے۔ الطاف حسین ایک دوسرے مقدمہ میں بھی آ گیا تھا۔ فتح محمد کی نسبت معلوم ہوا تھا کہ خودکشی کر کے جان چھوڑا لے گیا۔

(۱۰) بدنظمی اور عدم نگرانی بحالت ماموری بستی میں نے ایک رپورٹ حکام بالادست کی خدمت میں پیش کی کہ ۲۵ ہاڑ سمت ۱۹۷۵ مسمیان سلامت علی وفرزند علی اور مختار خان کانسٹبلان کو ان کی بدعملی پر پندرہ پندرہ روز کی کوارٹر گارد کی سزا ہوئی ہے متعصبہ بستی کے باشندگان ملازمان پولیس کا بھاری جتھہ ہونے کی وجہ سے سخت بدنظمی ہے کوئی کسی کی نہیں سنتا جو جی میں آئے کرتے ہیں۔ ہیڈ کانسٹبلان حالانکہ وہ ہر بدعملی کے لئے ذمہ دار ہیں مگر ملازمان پولیس باشندگان بستی کی جتھہ بندی سے ڈرتے ہوئے ہر بات میں اپنا پہلو بچا جاتے ہیں۔ ان کی بدعملیوں پر کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ جمعیت کا یہ حال ہے کہ منجملہ بیس۲۰ کے اس وقت سترہ۱۷ کانسٹبل ہیں اور ان میں چودہ۱۴ کس خاص بستی کے ہیں اور صرف تین۳ آدمی باہر کے ہیں۔ ع صدسے میں دیکھ رہا ہوں کہ ملازمان پولیس کی بدچلنی و بداعمالی کی باوجودیکہ عام شکایات ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ہیڈ کانسٹبلان ذمہ وار نے کبھی اپنی طرف سے ان کی شکایات پر نگاہ کرنے میں پیش قدمی نہیں کی۔

(۱۱) ایک ہیڈ کانسٹبل کی غفلت بستی میں میں انسپکٹر تھا۔ ایک ہیڈ کانسٹبل دوم تھانہ

امر گڈھ بقصور غفلت فراری ملزم معطل کرایا۔

(۱۲) انسپکٹر صاحب اور ہیڈ کانسٹبل کی رشوت خوری

سی۔ آئی۔ ڈی میں ماموری کے زمانہ میں ایک ہیڈ کانسٹبل قصور رشوت خوری میں میری شکایات پر مسٹر تیوبین صاحب نے ملازمت سے الگ کیا۔ اور ایک سب انسپکٹر ایسی شکایات پر اپنے عہدہ سے ہیڈ کانسٹبل تنزل ہوا۔

(۱۳) راشی ہیڈ کانسٹبل پولیس کی سزایابی

علیٰ ہذا ایک ہیڈ کانسٹبل سی آئی ڈی پنڈت جیون لعل صاحب کے عہد میں مبلغ ایک سو روپیہ رشوت نے لینے کے جرم میں عدالت میں چالان پیش کیا گیا جو سزایاب قید ایک سال ہوا۔

(۱۴) ہرتستی سب انسپکٹر پولیس کی سزایابی

سب انسپکٹر تھانہ پائل پر مقدمات رشوت ستانی کی تکمیل کرائی گئی۔ جرم رشوت ستانی عدالت دھوری میں ثابت ہوا۔ اور سب انسپکٹر صاحب پانچ سال کے لئے جیل میں بھیجے گئے۔

(۱۵) راشی ہیڈ کانسٹبل پولیس کی سزایابی

ایک ہیڈ کانسٹبل متعینہ چوکی شترانہ کے خلاف جو ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا حقیقی برادر تھا مقدمہ رشوت میں تکمیل ہو جانے پر ملازمت سے برخاست کیا گیا۔

پولیس میں قصور کرے اور سزایاب نہ ہو شان پولیس کے سراسر خلاف تھا۔ میں نے جہاں خطا کار پایا اپنی طرف سے کوشش میں تامل کبھی نہ کیا۔ کیونکہ میرا ایمان تھا خطا کرے سزا پائے۔

(۱۶) دو کانسٹبلان پولیس کا سرقہ بالجبر

دو کانسٹبلان پولیس برنالہ نے ایک اکیلی مسافر عورت کو دھرم سالہ سے

پھسلا کر اس کا زیور کھوس لیا۔ اور زنا بالجبر کیا۔ مقدمہ زنا اور سرقہ بالجبر تکمیل کرایا جا کر چالان عدالت کرایا گیا۔ ہر دو کنسٹبلان دو دو سال قید کے سزایاب ہوئے۔

(۱۷) دو کانسٹبلان پولیس نے مال مسروقہ لیا

دو کانسٹبلان تھانہ برنالہ نے بمقدمہ چوری پرتاپا کمہار ساکنہ موضع گھوڈی ملزمان سے مال مسروقہ (پارچات) لیکر خورد و برد کر گئے۔ ان کا بدمعاشوں سے میل جول تھا معطل کر کے انکوائری کی گئی۔ سزایاب ہوئے۔

ملازمان پولیس کی یہ چند بدعتوانیاں بطور نمونہ اس لئے درج کی گئی ہیں کہ آیندہ افسران پولیس ان کی کامل نگرانی رکھیں اور ناواجب آزادی کو قانون سے روکنے کی کوشش کرتے رہیں۔

ذیل میں پولیس کا ترانہ مصنفہ مسٹر پولیس اپنے بھائیوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ وہ خدا کو حاضر ناظر سمجھکر کامل دیانتداری اور حقیقی وفاشعاری اپنا فرض اولین سمجھیں گے اور یہ ترانہ ہر وقت ورد زبان رکھیں گے۔

پولیس کا ترانہ

بیرخط ۔۔۔ تین پاسر ۱۰

کر بھلا ہو بھلا

قدرت کا تیری جلوہ ہر سمت چھا رہا ہے ۔۔۔ آنکھوں میں بس رہا ہے دلمیں سما رہا ہے
ہر شاخ پر ہیں گاتے طائر ترے ترانے ۔۔۔ اور سبزہ وادیوں میں کیا لہلہا رہا ہے
ہے کارساز تو ہی اور بے نیاز تو ہی ۔۔۔ یہ کارخانہ عالم تو ہی چلا رہا ہے
تیرے بادشاہ سلامت جو لطف اور کرم سے ۔۔۔ جود و سخا کا اپنے دریا بہا رہا ہے۔
پولیس کا ہوں میں ممبر پبلک کا ہوں میں خادم ۔۔۔ خدمت ہی کام میرا وقت آزما رہا ہے
امن و اماں کو قائم رکھنا ہے کام میرا ۔۔۔ قانون و ریگولیشن یہ ہی بتا رہا ہے

انسانیت نہیں ہے جو دل چرا کے بھاگو | امداد سب کی کرنا سب کو سکھا رہا ہے
مذہب نے ہے بتائی رشوت حرام مطلق | اور سمجھو گویا بھائی بھائی کو کھا رہا ہے
وہ رازقِ حقیقی ہے سب کے دینے والا | جو نیک راستوں سے دے اور دلا رہا ہے
خدمت کریں گے ہم اور رشوت کبھی نہ لینگے | انصاف ہی کریں گے یہ دلمیں آ رہا ہے

افسر کا حکم مانو بھائی کو بھائی جانو
یہ سچّی سچی باتیں یونس بتا رہا ہے۔

ایک قابل مگر بدچلن گرنتھی

بھائی جوہر سنگھ سکنہ بلاس پور تھانہ ضلع بستی گرنتھی اور لکھاری ہونے کے علاوہ پنجابی کا ایک اچھا کوی تھا ان خوبیوں کے ساتھ بدچلن اور اوباش بھی تھا۔ یہ خوبیاں اوسے دور دور لے گئیں۔ مگر بدچلنی نے گرفتار کرادیا۔ صیغہ کارخاص میں گرفتار رہا۔ معافی مانگ کر رہائی پائی۔ گھر پہونچ کر اپنے تجربات نظم کئے اور شری ۱۰۸ اٹل پرتاپ جی کی تعریف و توصیف۔ سکارخاص کی خدمات کی نسبت ایک پنجابی کوتا لکھکر میرے پاس بھیجی۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

کبت

(۱) تیری کارخاص دیکھی سوختہ ہوجات سواس، ادبھت من تراس۔ اتنے ہی مونی گم کھاوتو
کال کی اکالی جوت ہووتی اُدوت جاہیں بال بال سن نام واہگورو دھیاوتو
لالی مالدار کی دلالی اور دلیلی خیال سُبھ گتا سکھالی چھن میں خالی ہوئے سدھاوتو
کھان پان بسر جات مان تان کھسر جات پرانن کو بھومی جیوں مسان نظر آوتو
سکارخاص سارخاص سکال کی جنجال پھانس ہے تو دھرم سال پے حمال نظر آوتو

(۲) دیر گہ آہنکاری دُراچاری ڈیٹھہ راجانی کیسوا بھانی یہاں آئے ہوتا داس ہے
چھن میں نہار کے بہار کے نراس آس واہگورو رام کرشن ایک ہی کی آس ہے

انگ کو سنیہ جات دہیہ کو سر تگ جات چنچل انگ جیو کو ہوت نام ناس ہے
بھوپت مرگیند جیو کی دیکھی کار خاص ایسی جیوتے جہان ابھمان ہوئے بناس ہے
(۳) نام یاں کو کرم دھام کھدروں پہم دھرم دھام جنم کے شدھار و کو ابکو ہی نواس ہے
یوگ ابھیاس یاں ہیں سادھن سنیاس یاں ہیں یاں ہین ندھیاس کر کے بھوگان تے اداس ہے
آتم پرگاس رنج پرماتما ہو سوالنس سوانس نرادیو سرویالک ہوت سدھیاس ہے
مہاراج بھوپتی مرگیش جی کی کار خاص جاں ہیں آیا جیوتین کال ہی نراس ہے۔

دوہرہ

کار خاص مہاراج کی دھرم پُری استھان۔ افسر جس کے دوار کے دھرم پُرش دیوان
من سوچ بن کپٹ تے نیار کار پرنبند خیر خواہ نج نرپت در لالہ جی شب چند
(۴) لالہ جی ایماندار حاکم پرتاپ والے نیت پریت راج نیت پرگٹ پردھان ہیں
بھوپت مرگیندجی کی آگیا کے سپاتر پاتر نیار نیار آپ چاتر ساودھان ہیں
ساچ کے پیارے گورکاچ کے پچھان والے لنڈی اور پکھنڈیوں کے حاکم ڈنڈدان ہیں
دھرم راج دُوت مہاراج کے سپوت پیارے راؤ آگیا پالنے کے آٹھوں پہر دھیان ہیں
(۵) کرنے تفتیش جانتے مانتے حدیث لوگ ایک تے ایکس[۲۱] دھیان ہوت شمبھو لال تے
دیتے امداد جاں کو مالک ہے انگ سنگ چوری گئی چیز چلی آوتی پتال تے
آپ کو برتاپ ایسو پیکھ تے چھٹنت تاپ نرور تمال لسبت ہانتھ لے اوچھال تے
آدت آکاس ہوں تے دیوی دیو پاس ہوں تے بھوپت مرگیند جیو کی کرپا کی سنبھال تے
(۶) سوجھتے نہ کھان پان ایک سو انیک دھیان لاگے پران تان تفتیش ہی کے خیال میں
نیند ہے نہ نین گھڑی ایک ہے ناچین چت دناں رین چال اے ہی خیال چوری بھال میں
ایہاں اوہاں تے تلاش آگے پاچھے نے تتاس آپ ہی کے آوے پاس مال کی اُڈنال میں
کاموں لیت گھیر کاہوں پہ پریس ہیں میٹھا بولی کاہوں کے لاڈ نڈ ابڑی کریں منڈے چال میں

تن کو نہ پیار پیاری ایکو سرکاری کار پتر پروار پیا لے آپ نے نہ مانے ہیں
ایک ہی اوچاٹ سوئی کھاوے تن کاٹ کاٹ راج پاٹ ٹھاٹ کی ہی ٹھاٹ ٹھاچت ٹھاٹے ہیے
لش دن ایمان نال شیریں زبان نال دھرم کے گمان نال ہو رہے دیوانے ہیں
جو ہیں کرتو ہیں کرائے ہیں کریو ہیں کر ہیچ کار خاص کے تجربہ کارمانے ہیں

(۸) دھیر گمبھیر نگاہ بادشاہ کے اوتساہ جیسے کاہوں کو بساہ منٹ ایک بھی نہ کھاوتے
چھن میں نہال آپ لالہ جی کرپال ویسیں چھن میں ہوئے کوپ نین لال کر ڈراوتے
ایک چھن ہا لسنے ہیں خلاصے بچن لالہ جی کے بھی جے کر دا کہن ہیں کہن رسیجے دکھلاوتے
کاہوں مان آدر دیکے پاس بٹھلائے لیت کاہوں کو انادر کٹھانے دوروں دور کارتے

(۹) دینے اختیار نج بھوپت مرگند جیو تے تاں نے پرتاپ آج ظاہر جہان ہے
لاکھ ہی کروڑ کی اکو رتے نہ آوے ہاتھ موتیاں تے اوجلا سو آپ کا ایکان ہے
بوڑتے کو تار دیہوں اوبھرے کو گار دیہوں پاک لئے گناہی کے سو آپ ہاتھ پران ہے
دھرم کے جہاز لاج راکھنے کو بھونج وان بھوپت مرگند جیو کی راوری زبان ہے

شری بھرتری ہری جی کے چند زریں اقوال

(۱) جہاں میں اسی انسان کا پیدا ہونا مبارک ہے کہ جسکی پیدائش سے خاندان کی عظمت بڑھے دگرنہ اس چرخ گردون کے نیچے مرکر کون دوبارہ پیدا نہیں ہوتا۔ (۲) دنیا چاہے تعریف کرے یا مذمت۔ دولت گھر میں آئے یا ہسی کبھی چلی جائے۔ بلا سے جان رہے یا نہ رہے۔ صابر لوگ راہ راست کو چھوڑ کر ایک قدم بھی ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتے (۳) نالائق وزیر سے بادشاہ۔ بادشاہ کی صحبت سے عابد۔ لاڈ سے بیٹا۔ علم کے بغیر برہمن۔ نالائق اولاد سے خاندان۔ بدوں کی خدمت سے رحم۔ عجز کے بغیر دوستی ظلم سے عروج۔ سست الوجودی سے دولت بہت جلد برباد ہوجاتی ہیں۔ (۴) شیر اگر بچہ بھی ہو تو بھی مست اور خونخوار ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ بہادروں کی یہ خصلت ہی ہے کچھ عمر پر منحصر نہیں۔ (۵) پہاڑوں اور بنوں میں جنگلی جانوروں کے ہمراہ مارے مارے پھرنا اچھا۔ مگر جاہل کے ساتھ بہشت میں بھی رہنا برا ہے۔

نظارہ چہارمین

ڈہائی سالہ زمانہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی و اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹی

قریباً ڈہائی سال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کے فرائض پوری ذمہ واری سے انجام دینے کے بعد خاکسار کو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ۱۵ اربیاکھ سمت ۱۹۸۲ کو ترقی بخشی گئی۔ حکیم ظہور احمد صاحب متخلص بہ حکیم نے جذباتِ رعایا کی قصیدہ ذیل میں ترجمانی کی۔ اور مادہ تاریخ بھی خوب نکالا۔ رئیس ہند میگزین دہلی ماہِ جولائی سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۶ سے کلامِ مذکور نقل کیا جاتا ہے

قطعہ تہنیت و مبارکباد

معہ مادہ تاریخ بموقعہ ترقی جاہ و مناصب جناب مستطاب لالہ شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سی۔ آئی۔ ڈی۔ گورنمنٹ پٹیالہ مدظلہ العالی۔ از حکیم ظہور احمد صاحب۔

کلیدِ باب تدابیر و تجربہ شب چند ۔۔۔ عقیل نکتہ شناس و فہیم و دانشمند

سجا ہے اُس کو اگر زیورِ پولیس کہئے ۔۔۔ کہ ہے دیا یہ نیومین نے خطاب بلند

خدا نے اس کو کیا ہے عطا وہ روشن دل ۔۔۔ کہ راست باز دل کو اس سے نہیں ہے کچھ بھی گزند

بلاشبہ ہے وہ حامی ستم رسیدوں کا ۔۔۔ پہنچے داد کو اپنی ہیں اس سے حاجتمند

دعائیں دیتے ہیں مظلوم [illegible] ۔۔۔ ترقی یاب ہوں لالہ جی اور جئیں فرزند

وہ خیر خواہ قدیمی ہے اِس ریاست کا
نمک حلال، وفا کیش اور ارادتمند

بلا رعایت و بے لوث اُن کی وہ خدمات
سر کھیور نے فرمائی ہیں بہت ہی پسند

ملے ہیں بر سرِ دربار خلعتِ فاخرہ
دیئے ہیں بارہا انعام ہو بہت خورسند

نہ اُن کو پاسِ سفارش و خواہشِ رشوت
نہیں جھجکتا اگر ہو مخالف ہر چند

نہ دیکھا واقعی ایسا کوئی پولیس افسر
ادائے فرض پہ پیتا رہ وضع کا پابند

غضب کی اِس کی ہے تفتیش اور سراغرسی
یہ کیا مجال کوئی دے سکے فریب اور فند

ہوا ہے صیغہ سی۔ آئی۔ ڈی کا اسسٹنٹ
نیاز مندوں کے دل ہو گئے خوشی سے چند

اے قدردان و فرشتہ خصال جیون لال
ہوا ہے آپ کا یہ انتخاب عام پسند

ہوئی ہے پبلک پٹیالہ شاد ماں بے حد
اِسی وفور مسرت سے ہے حکیم آنند

جو بہر سالِ ترقی کیا تامل و فکر
تو بولا ہاتفِ غیبی یہ با دلِ خورسند

یہ لکھ حکیم کہ پرماتما مزید اس سے
عطا کرے تمہیں جاہ و جلال بخت بلند

۱۹۸۲

بیدردانہ جذبۂ انتقام
اور
ایک شریف مہاجن کی سخت آبروریزی

ابتدا دیکھئے مظالم کی
دیکھئے اِن کی انتہا کیا ہے

جذبۂ انتقام انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ چنانچہ واقعہ ذیل جو بلحاظ اپنی نوعیت خاص قابلِ ذکر ہے۔

اِس کا شاہد ہے۔ خاص نرعانہ میں اودے رام ساہوکار سے زمینداروں کی اَن بن ہو گئی۔ انہوں نے اُسے ذلیل کرنے کیلئے ایک روز ڈاکہ مارا۔ مہاجن کی نوجوان لڑکی کی شادی تھی مٹھائی ہر قسم کی تیار تھی۔ جب گھر میں داخل ہوئے۔ سامنے لڑکی دیکھی۔ جذبۂ انتقام سنگین صورت اختیار کر گیا۔ لڑکی کو کندھوں پر بٹھا غائب ہو گئے۔ اور گھر بھی لوٹ لیا۔ میں اِس حادثہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً پہنچا۔ میرے پہنچنے سے قبل لالہ منوہر لال صاحب اسسٹنٹ مقامی مقدمہ زیر دفعہ ۳۶۲ / ۳۹۵ تعزیرات ہند

واڑ کر کے ملزمان اور لڑکی کی تلاش میں روانہ ہو چکے تھے۔ چار روز کی سخت تلاش و جستجو کے بعد ۸ کس گرفتار کئے۔ جن کے قبضہ سے لڑکی بھی برآمد کرائی۔ سب کو لے کر سٹیشن پر پہنچے۔ لڑکی نے میرے آگے بیان کیا۔ کہ روزِ مفروری سے روزِ گرفتاری تک ملزمان میں سے کسی نے بھی نیت بد سے میری طرف نہیں جھانکا۔ بلکہ اپنی بہن کی طرح ہر ملزم نے مجھ سے سلوک کیا۔ حتیٰ کہ اس عرصہ میں کسی نے میری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ لڑکی کا یہ بیان واقعاتِ متعلقہ کی جانچ کے بعد سراسر صداقت پر مبنی پایا گیا۔ ۸ کس ملزمان اس بداعمالی کیلئے سخت سزاؤں کے سزایاب ہوئے۔

ایک دشمن کی دوشیزہ لڑکی کو جذبۂ انتقام کی بنا پر اُٹھا لے جانا نہایت قابلِ نفرین فعل ہے۔ لیکن جو سلوک لڑکی سے کیا گیا۔ وہ قابلِ ستائش ہے۔ یہ نفرین اور ستائش مردانہ صفاتِ انسانی کا پتہ دیتی ہیں۔ گو ملزمان کا لڑکی سے یہ پاکیزہ سلوک حیرت کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔ لیکن جب علاقہ کی افتادہ اور معاشرتی حالت پر نگاہ کی جاتی ہے۔ تو کوئی تعجب پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ علاقہ اُسی سرزمین سے ملحق ہے۔ کہ جہاں پہ بھارت کا دھرم پدھ چاپا تھا اگرچہ پانچ ہزار سال میں اعلیٰ صفاتِ انسانی مفقود ہو گئیں۔ لیکن پھر بھی صحیح اور اصلی تعلیم کے نشانات محو نہیں ہوئے۔ ورنہ عام طور پر ؎

ہم میں وہ خوبیٔ دلکوئی نہ رہی پاکیزگی و خجستہ خوئی نہ رہی

میری با موقع رسیدگی موقعہ میرے فرائضِ منصبی کے تقاضہ پر تھی۔ ایسی نگرانی بڑے مفاد رکھتی ہے۔ چنانچہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے میری اس فرض شناسی پر اظہارِ تحسین فرمایا۔

پولیس ضلع پٹیالہ سے سی آئی ڈی میں تبادلہ

۱۰ اریھاگن سمت ۱۹۸۰ کو پولیس ضلع پٹیالہ سے یہ انتبادلہ سی آئی ڈی میں کر دیا گیا۔

گوردوارہ صاحب ننکانہ صاحب پر اکالیوں کا مورچہ

؎ کیا بتائیں کہ ماجرا کیا ہے شورِ فریاد میں رکھا کیا ہے

بلبلے تیری ابتدا کیا ہے

پھر تحیر کہ انتہا کیا ہے

اکالیوں نے گوردوارہ صاحب موصوف پر مورچہ لگایا ہوا تھا۔ جو گورنمنٹ عالیہ کے احکام سے سرتاپا مخالف تھا۔ ۸ ریچاگن سمت ۱۹۸۰ کو جیتو میں گولی چل گئی۔ چند اکالی اور ملازمان ریاست نابھ ہلاک و مجروح ہوئے۔ اِس اہم اور سنگین واردات پر یہ خاکسار واقعات کو بچشم خود دیکھنے اور اطلاعات حاصل کرنے کی غرض سے مقامِ مذکور پر پہنچا۔ چند روز جیتو اور بھٹنڈہ قیام کر کے حالات حکام کمیٹی میں گوش گذار کئے ؀

ایک وکیل پر زنا بالجبر کا جھوٹا مقدمہ اور مرتشی مجسٹریٹ

ے
گذاری عمر جھگڑوں میں بگاڑی اپنی حالت ہے
ہوا خارج اپیل اپنا عجائب یہ وکالت ہے
مقدمے غیر لوگوں کے ہزاروں کر دیئے فیصل
نہ دیکھا مثل اپنی کو عجائب یہ لیاقت ہے

قصبہ مونک علاقہ ریاست میں عایائے سرکار کی سہولیت کیلئے عدالت مقرر تھی۔ دو مجسٹریٹ وہاں تعینات تھے۔ ایک زمانہ میں وہاں جو صاحب بطور مجسٹریٹ مامور تھے۔ انہیں رشوت خوری کا چسکا زیادہ تھا۔ پولیس کو اُن کی رشوت کا پتہ لگتا رہتا تھا۔ پولیس نے اُن کے خلاف رپورٹیں پیش کیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اجلاس خاص سے اُن کی معطلی کے احکام صادر ہو گئے۔ اور پولیس کے نام حکم ہوا۔ کہ مجسٹریٹ کی حاضر ضمانت لے لی جائے۔ اور بعد تکمیل مقدمہ جوڈیشل قائم کیا جائے ؀

پولیس نے تفتیش مقدمہ شروع کر دی۔ وہیں ایک فیض بخش نامی وکیل تھے جنکی نسبت شہرت تھی کہ وہ مجسٹریٹ صاحب اور رشوت دہندگان کے درمیان دلالی کا کام کرتے ہیں۔ چونکہ لالہ فیض بخش عرصہ دراز سے وہاں پریکٹس کرتے تھے۔ علاقہ بھر میں ان کی ملت اور رسوخ ضرورت سے زیادہ تھا۔ تفتیش پولیس کے وقت لوگ شہادت سے منحرف ہونے لگے۔ اس خوف سے کہ رشوت دینے والے کے لئے بھی قانون میں سزا مقرر ہے۔ افسران پولیس مامورہ تفتیش نے ایک رپورٹ صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں پیش کی کہ لالہ فیض بخش دخل در معقولات ہیں۔ اس شخص کی سازش سے مجسٹریٹ کے خلاف تکمیل مقدمہ نہیں ہو سکتی۔ چونکہ انسپکٹر

جنرل صاحب کی رپورٹ پر کارروائی مقدمہ شروع اور مجسٹریٹ کی معطلی عمل میں آئی تھی تکمیل مقدمہ آکر نہ ہو تو ان کی گو نہ ہیٹی ہوتی تھی۔ صاحب موصوف نے افسران پولیس کو ڈانٹ بتلائی کہ تم نالائق ہو جو ایک معمولی وکیل پر بھی قابو نہیں پا سکتے۔ افسران مذکور اصل مقدمہ کا تو خیال چھوڑ بیٹھے وکیل مذکور پر پھندا ڈالنے کی تجویزوں میں زیادہ مصروف ہو گئے اور اس خاص مطلب کے لئے سب انسپکٹر صاحب مامورہ تھانہ مونک نے آسا سنگھ نامی ایک دوسرے وکیل سے ساز باز کی جو فیض بخش کا حریف اور دیرینہ دشمن تھا اور یہ دونوں ہمیشہ آپس میں لڑتے مرتے رہتے تھے۔ ساون سمت ۱۹۷۹ کا واقعہ ہے کہ ایک بوڑھی عورت مسماۃ نندی زوجہ سانگا حجام سکنہ ڈھرکھ تھانہ نروانہ کے ساتھ جو ایک مقدمہ میں مسماۃ کا فیض بخش مذکور وکیل تھا۔ اور مسماۃ مذکورہ کو یہ شکایت تھی کہ وکیل نے ٹھیک طرح پر مقدمہ کی پیروی نہیں کی۔ فیس مقدمہ کی واپسی پر دونوں میں باہم تو تو میں میں ہو گئی۔ فیض بخش سے مسماۃ کی سخت کلامی کی برداشت نہ ہو سکی اور مغلوب الغضب ہو کر عورت کو کہیں دھول دھپہ کر بیٹھا جس کا نتیجہ اسے فوراً ہی بھگتنا پڑا۔ یعنے مخالفان فیض بخش نے عورت کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کے اندر خوب زور سے سٹیم بھری۔ سکھایا پڑھایا اور اسے تھانہ مونک میں پہونچایا۔ جس نے وہاں جاتے ہی رپورٹ دی کہ فیض بخش نے اس ضعیفہ سے زنا بالجبر کیا ہے۔ سب انسپکٹر صاحب تھانہ مونک عرصہ سے اس جستجو میں تھے۔ فوراً مقدمہ دائر کر کے وکیل کو گرفتار کر لیا۔ اور پھر مجسٹریٹ کے خلاف رشوت ستانی کی شہادتیں عدالت میں تصدیق کرانی شروع کر دیں۔ فیض بخش کے ورثاء نے فیض بخش پر اس بنائے ہوئے مقدمہ کی اصلیت تمام جوڈیشل افسران پر واضح کر دی۔ جو وہ ہمدردی کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس اور جوڈیشل افسران میں باہم رسہ کشی شروع ہو گئی۔ اس کشمکش کا نتیجہ فیض بخش کے حق میں اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ عدالت

میں پیش ہوا۔ اور بری کر دیا گیا۔ اور مجسٹریٹ مذکور پر بیان کردہ الزامات سچ ثابت ہو کر محکمانہ طریق پر اُسے ملازمت سے برخاست کیا گیا۔ فیض بخش جب کچھ عرصے سے نکلا۔ بری ہوتے ہی اُس نے شکایت کی کہ مجھ پر جو مقدمہ تھا سراسر جھوٹا بنایا گیا تھا۔ لالہ نبت چند کو لگایا جائے کہ اس کی پڑتال کر کے اصلیت نکالیں۔ چنانچہ حسب الحکم افسران بالادست راقم ۲۲ پھاگن سمت ۱۹۸۰ کو برسر موقعہ پہونچا۔ ایک ہفتہ کامل وہاں قیام کیا۔ تمام اصلیت اور درست واقفیت بہم پہنچائی۔ لہذا مثل مقدمہ بمعہ اپنی مفصل رپورٹ کے حکام مجاز کی خدمت میں پیش کر دی۔ کہ اس مقدمہ میں فیض بخش اور آسا سنگھ کے حالات بدنامی و مقدمہ بازی بلاشبہ ناگفتہ بہ حالت سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ مگر زنا بالجبر کا مقدمہ جو اول الذکر پر بنایا گیا ہے۔ سراپا غلط اور مصنوعی ہے یہی وجوہات ہیں جن سے پولیس ایک بدنام ترین صیغہ تصوّر کیا جاتا ہے۔

دوہا

فریدا جے تو عقل لطیف ہیں کالے لکھ نہ لیکھ۔ آپنڑے گریبان میں سر نیواں کر دیکھ

سٹور پولیس لائن میں ہزاروں کا غبن

ماہ چیت سمت ۱۹۸۰ میں سردار پنڈت جیون لال صاحب

سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کو سٹور لائن میں سرکاری رقم کے غبن کی بابت خفیہ رپورٹ ہوئی۔ صاحب موصوف نے ہوم منسٹر صاحب بہادر سے باقاعدہ حکم حاصل کر کے راقم کو سٹور کی پڑتال پر مامور فرمایا۔ پنڈت امین چند صاحب بی اے انسپکٹر سی آئی ڈی کو بھی شامل کیا۔ اسی روز ہم جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب موصوف کیساتھ پولیس لائن میں پہونچے۔ اور بموجودگی صاحب پرسنل اسسٹنٹ ٹو انسپکٹر جنرل پولیس انچارج لائن پولیس ہم نے کاغذات و رجسٹرات متعلقہ سٹور کو بھی اپنی تحویل میں لیا۔ اور پڑتال شروع کر دی مسٹر جے ایس سٹینی سب انسپکٹر صاحب لائن کو بھی اپنی امداد کے لیے ساتھ شامل کر لیا۔ ان سے

پتہ لگا کہ ان ہی کی رپورٹ پر اس کارروائی کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔ یکم چیت سمت ۱۹۸۰ کو انھوں نے صاحب پرسنل اسسٹنٹ انچارج لائن کی خدمت میں سٹور میں غبن کی بابت رپورٹ کی تھی کہ کیش بکس متعلقہ سٹور میں مبلغ مائے ۳۲ روپیہ کل موجود ہے حالانکہ بموجب بیان محمد بخش سٹور کیپر پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ موجود ہونا چاہئے تھا۔ اس رپورٹ پر پرسنل اسسٹنٹ صاحب نے سٹور کیپر کو طلب فرمایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ پندرہ ۱۵ دن کے اندر اندر مبلغ پندرہ سو روپیہ مندرجہ کاغذات سٹور پورا کر کے رکھے۔ میں نے سٹور کیپر کا بیان قلمبند کیا۔ تو اس نے بیان کیا کہ آمدنی سٹور کا کوئی علیحدہ کیش رجسٹر موجود نہیں ہے۔ دیگر رجسٹر ہائے سے ہی چھانٹ کر اس نے خود فہرست آمدنی مرتب کی ہے۔ اس کے اپنے مرتب کردہ فہرست اور رجسٹروں کی چھانٹ کی رو سے ابتدائے سمت ۱۹۷۸ سے مبلغ السماسے ۱۴۳۳ روپے اس کے پاس موجود ہونے چاہئیں۔ ۳۰ پھاگن سمت ۱۹۸۰ کو مسٹر ٹینلی سب انسپکٹر صاحب پولیس نے اس کے پاس مبلغ مائے ۳۲ روپے دیکھے تھے۔ باقی روپیہ اس نے اپنے پاس موجود نہیں دکھلایا۔ ازاں بعد ۸ چیت سمت ۱۹۸۰ کو اس نے مبلغ لالہ ۸۵ روپیہ خفیہ طور پر سٹور میں داخل کر دیا۔ لعماے ۹۸۲ روپیہ کی رقم سرکاری پوری ہو جانے پر باقی سماف ۶۵ روپیہ جو اس کی خانگی ضروریات میں صرف ہو چکا تھا۔ پرسنل اسسٹنٹ صاحب کے دریافت فرمانے پر اس نے صاف عرض کر دیا تھا۔ اور انھوں نے دو ہفتہ کے اندر اندر رقم سرکاری پوری کر دینے کا حکم دیا تھا

کاغذات متعلقہ سٹور کا حساب کتاب دیکھنے پر معلوم ہوا کہ جنرل رجسٹر سٹور کے ۱۷ اوراق نکالے ہوئے اور ان کی جگہ اور سفید ورق بیچ میں شامل کئے ہوئے پائے گئے نئے شمولہ اوراق کا رنگ رجسٹر کے اصل اوراق سے مختلف تھا جو بالکل مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ ۱۷ ورق جو رجسٹر سے نکالے گئے تھے۔ سٹور کیپر کے رہائشی کمرے کے اندر ایک صندوق میں رکھے پائے گئے۔ سوال کرنے پر سٹور کیپر مذکور نے ان کی غلطی کی

وجہ سے اُن اوراق کا رجسٹر سے نکلوا دینا اور محمد حسین جلد ساز سے اور اوراق کا رجسٹر میں ڈلوا لینا بلا تامل تسلیم کیا۔

اُن اوراق کو جو رجسٹر سٹور سے نکلوا دیئے گئے تھے اور رجسٹرات متعلقہ سٹور کو اور دیگر کاغذات متعلقہ کو یا پڑتال طلب کاغذات کو ایک صندوق میں سر بمہر کر کے پہرہ کوارٹر گارڈ میں رکھا جاتا تھا۔ صبح کو پڑتال کے لئے کوارٹر گارد سے صندوق نکال لیا جاتا۔ سر شام پھر بدستور وہیں رکھ دیا جاتا۔

محمد حسین جلد ساز کے بیان سے معلوم ہوا کہ فی الواقع ۱۷ اوراق نکالے اور نئے ورق رجسٹر میں ڈالے گئے۔ حساب مندرجہ نوٹ بک پرائیوٹ سٹور کیپر میں لائن افسر صاحب و ریڈر صاحب انسپکٹر جنرل کے حسابات بخ میں پانسو روپیہ کے مصارف دیکھے گئے اس دوران میں لائن افسر صاحب نے ایک چالاکی اور کی۔ اور وہ یہ کہ دو رسیدات فرضی ایک ایکسو ساٹھ ۱۶۰ روپیہ کی اور دوسری پانصد ۵۰۰ روپیہ کی سٹور کیپر کی طرف سے پچھلی تاریخوں کی بنوا کر صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کی خدمت میں پیش کر کے ظاہر کیا کہ محمد بخش سٹور کیپر کی نوٹ بکوں میں جو ان کا پرائیویٹ حساب کتاب درج ہے اس کے لئے میں نے پرائیویٹ رقم سٹور کیپر کے پاس رکھ رکھی تھی۔ جس کی یہ رسیدات ہیں۔ جب صاحب سپرنٹنڈنٹ نے رسیدات کو ملاحظہ فرمانے کے بعد کہا کہ دونوں رسیدیں نئی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ ہر دو دیرینہ نہیں ہیں۔ تحریر کی شناخت کسی ماہر فن سے کرائی جا سکتی ہے۔ لائن افسر صاحب نے جب یہ ریمارک سنا تو یہ سنتے ہی اُن کے پاؤں تلے کی مٹی نکل گئی۔ اور جھٹ مان گئے کہ یہ کارروائی اس نے اپنے آپکو بچانے کے لئے کی ہے۔ یہ تسلیم کرنے کے بعد مذکورہ رسیدوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مگر اب بے فائدہ تھا۔ خود محمد بخش نے جھوٹی رسیدات طیار کرنا مان لیا۔

سہولیت پڑتال کی بابت کہتے ہیں کہ محمد افضل صاحب لائن افسر کا تبادلہ تھانہ

مانسہ میں کر دیا گیا محمد بخش سٹور کیپر کی جگہ مرآری لال ہیڈ کانسٹبل تعینات ہو گیا۔ سٹور رجسٹر میں سالہا سال سے اشیار سٹور کا اندراج نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے سامان کی چارج لسٹ طیار کرنے کیلئے سٹور کیپر کو ایک ماہ پانچ یوم کا عرصہ لگا۔

۲۱ چیت سمت ۱۹۸۰ ساڑھے چھ سو روپیہ کی بقایا رقم سرکاری محمد بخش سٹور کیپر نے داخل کر دی پڑتال کرنے سے مبلغ ۱۳۱۷ سٹور لائن کی رقم ملازمان پولیس کے ذمہ جن میں صاحب انسپکٹر جنرل و صاحب پرسنل اسسٹنٹ و لائن افسر صاحب بھی شامل تھے۔ عرصہ چھ سات سال سے باقی چلی آرہی تھی۔ یہ رقم فی الفور وصول کر لیگئی پورے ساڑھے چار مہینے تک رجسٹرات سٹور پر خود مکمل نگرانی کی۔ تب حساب صاف اور مکمل ہو سکا۔ دو ہزار ایکسو اکسٹھ ۲۱۶۱ اشیار کی آمد - چار ہزار سات سو بتیس ۴۷۳۲ کی درآمد - کل چھ ہزار آٹھ سو ترانوے ۶۸۹۳ اشیار کا جدید اندراج رجسٹرات سرکاری میں کرایا گیا - جو کہ درج نہیں تھا۔

سٹور کیپر نے اپنے قلمی بیان میں درج کیا کہ ابتدائے سمت ۱۹۷۵ سے وہ سرکاری رقوم لائن افسر کے پرائیویٹ اخراجات میں خرچ کرتا رہا ہے۔ اس جھگڑے کے اُٹھنے پر سٹور کیپر کے بیان کے مطابق لائن افسر صاحب نے مبلغ تین سو پچاس ۳۵۰ روپیہ اُسے دے دیئے تھے اور چار سو روپیہ اب بھی ان کے ذمہ باقی تھا - جو رقم سٹور کیپر نے خورد برد کی تھی وہ علاوہ تھی۔ بگورام اردلی ہیڈ کانسٹبل لائن سے بھی اس امر کی تائید ہوتی - کہ ایکسو نو ۱۰۹ روپیہ کی رقم لائن افسر صاحب کے حساب میں خرچ ہوتی ہے اور پرچہ تفصیل مصارف اس کا قلمی ہے۔

مبلغ دو ہزار ساٹھ ۲۰۶۰ روپیہ زر خرید اشیار نیلام سامان سٹور از ابتدائے سمت ۱۹۸۰ محمد بخش مذکور نے بلا اندراج اپنے پاس رکھا۔ لائن افسر یا انچارج لائن نے اس معاملہ پر مطلق توجہ نہیں دی۔ اور نہ کوئی نوٹس لیا۔ بلکہ لائن افسر صاحب و سٹور کیپر نے اس میں سے ۱۶۲۹ روپیہ داخل کر دیا۔ اور چار سو چھبیس روپیہ دس آنہ ۴۲۶/۱۰/- کے متعلق بیان دیا کہ یہ رقم لائن افسر صاحب کے پاس اُنکے حساب میں بقایا ہے۔ اُنہیں سے وصول کی جاوے۔

مبلغ 6/8/499/4 کی قیمتی اشیا سرکاری کی سٹور میں کمی پائی گئی جنہیں بانات نیلی ۳۵ گز قیمتی 3/14/245 خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مبلغ ./.60/4 روپیہ کی اشیا کی بلا کسی اندراج کے سٹور میں بیشی معلوم ہوئی ہے۔ یہ ناقص انتظام کا اعلےٰ ثبوت تھا۔

مبلغ بتیس روپیہ محمد حسین کانسٹبل سکاری کو لائن افسر صاحب نے رقم سرکاری سے قرض دلوائے اور اس کی تنخواہ مہینوں تک اس شخص کی غیر حاضری میں خود وصول کرتے رہے۔ اسی طرح نبیر محمد فراش کی تنخواہ اس شخص کی عدم موجودگی میں خود وصول کرتے رہے۔ اس شخص کی مُہر اردلی ہیڈ کانسٹبل کے قلمدان میں رکھی رہتی تھی۔ لہذا تنخواہ کی وصولی میں کوئی قباحت پیش نہیں آسکتی تھی۔

سمت ۱۹۷۷ میں مبلغ پانسو روپیہ رقم سرکاری سے لئے گئے تھے۔ اور امرتسر سے گھوڑی خرید کر لائے تھے۔ گو یہ کل رقم بعد میں واپس کر دی تھی۔

مندرجہ بالا تمام انکشافات سے مطلب یہ کہ افسران ذمہ وار نے اپنے کام میں ہمیشہ درجہ انتہائی کی لاپروائی۔ غفلت اور بددیانتی کا استعمال کیا۔ جو اس محکمہ کیلئے جس کا کام دوسروں کو بددیانتی نہ کرنے دینا ہے۔ باعث نہایت ہی شرم اور قابل نفرین تھا۔ سٹورکیپر خصوصاً غافل بلکہ غفلت شعار رہا۔ سالہاسال سے تمام رجسٹر نامکمل اور ادھورے اس کی تحویل میں لکھے رہے۔ سرکاری رقوم جن کے لئے وہ ہر لمحہ ذمہ دار ہے خود اپنے خرچ میں لاتا رہا۔ اور بلا دریغ و حجت دوسروں کو خرچ کے لئے دے دیتا رہا۔ گویا یہ تمام و کمال مال سرکار اسی کے گھر کا تھا۔ رجسٹرات سرکاری جن کو وہ بے قاعدہ چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ اس کے ورق اپنی مرضی سے نکال اور پھینک دیتا تھا۔ اور ان کی بجائے اور ورق رجسٹر میں شامل کر سکتا تھا۔ دراں حالیکہ کسی افسر کو نہ اطلاع دے نہ زبانی پوچھے۔ ورنہ حساب کے رجسٹر اس احتیاط کے قابل ہیں کہ جس کی مثال محال ہے۔ دراصل یہ اس کی اپنی بددیانتی پر ایک پردہ تھا۔ ورنہ سرکاری رجسٹر مرمت کراتا اور کئی آنہ کا مرمت کا

بل پیش کر کے وصول نہ کرتا۔ سیاہ وردی باوجود ممانعت اور باوجود اس امر کے کہ خاکی وردی ملازمان پولیس کو تقسیم ہو چکی تھی۔ ملازمان کو رعایتاً تقسیم کیگئی۔

رجسٹرات سٹور میں گیارہ اسلحہ جات کا کہیں اندراج نہیں تھا کہ یہ کب اور کہاں سے داخل ہوئے دراں حالیکہ وہ سٹور کے اندر موجود تھے۔

بموقعہ نیلام سامان وردی سمت ۷۷-۱۹۷۶ نیلام کنندہ افسران نے بھی اس اندھیر گردی سے فائدہ اٹھا کر بددیانتی کی۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ صاحب پرسنل اسسٹنٹ انچارج لائن ہونے کے باوجود ہمیشہ ہی چشم پوشی کرتے رہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ اور انسپکٹر جنرل صاحب بہادر نے ان شکایات کی محکمانہ طور پر تحقیقات کرنیکے بعد تمام کاغذات بخدمت جناب ہوم منسٹر صاحب ارسال کئے۔ وہاں سے بحکم صاحب موصوف پرسنل اسسٹنٹ صاحب ٹو آئی جی پی تنزل کئے جا کر سب انسپکٹر درجہ سوم کئے گئے۔ محمد افضل صاحب لائن افسر و محمد بخش سٹور کیپر برخاست کئے گئے۔

علاوہ مندرجہ بالا بددیانتیوں کے مختلف موقعوں پر سٹور میں سامان لا کر سٹور کو کافی نقصان پہونچایا گیا۔ مثال کے طور پر موہن لال و پیر بخش وغیرہ ٹھیکیداران سے سامان خرید اگیا اس سامان میں سے 52639/8/3 کا سامان ٹھیکیداران سے بغیر اور کسی مہاجن کی شمولیت سے گراں شرح پر خرید اگیا۔ ان ٹھیکیداران نے یہ سامان لودھیانہ و کانپور سے منگا کر دیا تھا وہاں کے نرخوں کے مقابلہ کے باوجود معلوم ہوا کہ ٹھیکیداران نے 2322/12/3 زیادہ چارج کئے اس طرح سے سٹور میں 5722/12/3 کا نقصان ثابت ہوا۔

ان تمام نقصانات کو پردہ اخفا سے روشنی میں لانے کے لئے پورے چھ ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ اس سلسلہ تفتیش میں رہبر خفیقی کی امداد سے ایک اور راز منکشف ہوا۔ کہ ایک ٹھیکیدار سے مبلغ دو ہزار چھ سو پچاس روپیہ کی رقم ایک گزیٹڈ آفیسر نے بطور رشوت حاصل کی اور اپنی ہوشیاری سے پردہ پوشی کے لئے سردست یہ رقم خزانچی کے سپرد کر دی۔ جس نے غلطی سے

رجسٹر روزنامچہ میں درج کر لی۔ در اصل یہ رقم سرکاری نہ تھی۔ راقم نے گرفت کر کے تمام حالات سردار بہادر جرنیل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کے گوش گذار کیے۔ آپ نے وہ رجسٹر اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مگر ورقِ زمانہ اُلٹ چکا تھا اس لئے معاملہ نظر انداز رہا۔ راقم کو ان خدمات کے صلہ میں سرکار والا سے ایک سو تیس (۱۳۰) روپیہ نقد انعام اور ایک تحریری سند عطا ہوئی۔ پنڈت امین چند صاحب انسپکٹر سی آئی ڈی اور مسٹر سٹینلی کو بھی انعامات دیئے گئے ؎

نہیں جو خار سے ڈرتے وہی اس گُل کو پاتے ہیں ملامت میں اپنے آپکو خرمن اُٹھاتے ہیں
نشاں پاتے ہیں پہلے جو نشاں اپنا مٹاتے ہیں خود اپنا ناش کر کے بیج پھر پھل پھول لاتے ہیں

ہز ہائینز گورنمنٹ پٹیالہ کے خلاف سازش

؎
عمامہ شیخ پہ چھوڑیں گے کیا بھلا وہ رند
جو اپنی پگڑی کو پہلے اُتار بیٹھے ہیں

مسمیان بھگوان سنگھ عرف گورنام سنگھ پیپر لال سنگھ مالک خالصہ جنرل ایجنسی پٹیالہ بازار عدالت صدر۔ رام سنگھ عرف ہربھجن سنگھ ولد شیام سنگھ سکنہ محلہ سُکھداس پورہ۔ ہر چند سنگھ عرف کلدیپ سنگھ ولد نارائن سنگھ زرگر طالب علم الیف اے

نقول سرٹیفکیٹ متعلق نظارہ چہارمین

۳۹
(۱۰۷) انتخاب از حکمانہ سرکلر آرڈر نمبر ۱۳ مورخہ ۹ ساون سمت ۱۹۷۹ ۔ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۲۲ جلد ۵ صفحہ لالہ شب چند صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی بطور قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع بھٹنڈہ تبدیل کیے گئے۔

(۱۰۸) بمقدمہ برآمدگی بم۔ بندوق۔ کارتوس رچھرہ۔ بارود۔ چھبی اور برچھی وغیرہ جو سردار پنڈت جیون لال صاحب مٹو پرسنل اسسٹنٹ ہوم سیکرٹری صاحب و انچارج سی آئی ڈی۔ پٹیالہ گورنمنٹ نے موضع کالوڑ تھانہ بسی سے عند التلاشی نہ ملاشی سنتا سنگھ و دیگر اکالیان ۴ ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ کو برآمد کیا۔ برآمدے

کلاس پٹیالہ باہم دوست اور سیاسیات میں حصہ لینے والے تھے۔ خاص پٹیالہ میں ہی ان ہر سہ اشخاص نے ماہ ستمبر میں ایک سازش کی بنیاد رکھی۔ مقصد قرار دیا کہ بذریعہ تقریر و تحریر ہز ہائینس کی ذات ستودہ صفات اور ہز ہائینس کی حکومت کے خلاف عوام الناس خصوصاً رعایائے پٹیالہ کے جذبات میں نفرت و حقارت پھیلائیں۔ اس سازش کی پیش رفت میں مجرمان مندرجہ بالا نے مندرجہ ذیل طریق سے حصہ لیا۔ ذات والا صفات مہاراجہ صاحب بہادر اور ہز ہائینس کی حکومت کو رعایائے ریاست کی نظروں سے گرا دینے کی ناکام کوشش کی

ملزم نمبر ا نے گور نام سنگھ بھاٹی اور جگت سنگھ اسپیچ کے فرضی ناموں سے ہز ہائینس کی گورنمنٹ کے خلاف مضامین طیار کر کے سکھ اخبارات کرپان بہادر۔ اکالی تے پردیسی اور ببر شیر وغیرہ میں جو نابھہ پارٹی کے آرگن تھے شائع کرانے شروع کر دیئے۔

ملزم نمبر ۲ جو اپنے آپ کو پنجابی کو بہتر سمجھے ہوئے تھا۔ مغویانہ پُرجوش تک بندیاں کر کے بذریعہ ملزم نمبر ۱ اخبارات میں چھپنے کی غرض سے بھیج دیتا تھا۔ ملزم نمبر ۱ جو ایسی تحریر برائے اشاعت اخبار طیار کرتا اس کی اصلاح بھی ملزم نمبر ۲ کیا کرتا تھا۔

ملزم نمبر ۳۔ انگریزی دان ہونے کی وجہ سے جملہ خط و کتابت فی مابین اخبارات کرنے کا ذمہ دار تھا اور تمام ڈاک وہ اپنے پتہ سے منگواتا تھا۔

اطلاع حضور مہاراجہ صاحب بہادر دھیراج کی خدمت میں پیش ہو تا کہ حضور ممدوح کو سی۔ آئی۔ ڈی کی اس کارگذاری و برآمدگی کا حال روشن ہو جاوے۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کی اس اعلیٰ کارگذاری کی تعریف کرسکوں جو انھوں نے اس خطرناک گروہ کی گرفتاری کیلئے تدابیر اختیار کیں ورنہ نہایت اغلب تھا کہ یہ انقلاب پسندوں کا گروہ وابہ ببر اکالیوں کی طرح خوفناک صورت اختیار کر لیتا۔

دستخط

لیاقت حیات خان 26/24

پنڈت جیون لال صاحب انچارج سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی نے چند باغیانہ مضامین جو
ان ملزمان کی طرف سے لکھے گئے تھے خفیہ ذرائع سے گرفتار کئے اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ ان
مضامین کا مصنف اور مرتب کنندہ کون ہے۔ اس کے بعد راقم کو تفتیش کا حکم دیا بسلسلہ
تفتیش میں نے ان تینوں شخصوں کی خانہ تلاشیاں کیں۔ اور تلاشی سے بہت سا باغیانہ لٹریچر
برآمد ہوا جسکی موجودگی میں کوئی انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ زیر دفعات ۱۲۴ الف / ۱۲۰ ب قانون تعزیرات
ہند ملزمان کے خلاف مقدمہ چلانے کی منظوری حسب دفعہ ۹۶ ضابطہ فوجداری مہاراجہ صاحب
بہادر ادھیراج کے اجلاس خاص سے حاصل کر لی گئی۔ ۲۵ جیٹھ سمت ۱۹۸۱ کو استغاثہ ملزمان
کے خلاف عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ہرچند سنگھ عرف کلدیپ سنگھ بہ عطائے وعدہ معافی
گواہ سرکاری بنا۔ مضامین جو ان لوگوں سے ملے اور جو عدالت میں پیش کئے گئے حسب ذیل تھے
(۱) پٹیالہ دے وروبھرے سماچار۔ (۲) پٹیالہ دے سماچار۔ (۳) پٹیالہ دے سرکاری جھوٹی چلت
جھت لینے ھوکہ توں بچو۔ علاوہ ان مضامین نثر کے ایک کوتا (نظم) بعنوان :- وانگ تانہ دے
پیٹ وجا کر کے ورتنا سی نیریاں والیاں نے۔ ایک اور کوتیا بعنوان :- اسی آسے ہل
گولیاں کھاونے نوں۔
مکمل ثبوت پر مجرمان سے سوائے اقرار جرم اور کچھ بن نہ آیا۔ ہرچند سنگھ عرف کلدیپ سنگھ گواہ سرکاری

حضور والا حضور کی اطلاع کیلئے پیش ہے۔ اس دوش کی رپورٹ بذریعہ ٹیلیگرام اور اس کے ابعد کی
گرفتاریوں کی رپورٹ بھی حضور کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔ دستخط
سر دیا کشن کول پرائم منسٹر

پرائم منسٹر صاحب! اطلاع ہوئی۔ یہ نہایت ناموری کا باعث ہے۔ براہِ مہربانی
ہوم سیکرٹری کو ہماری طرف سے حکم دیں کہ ہماری مبارکبادی اور اظہار خوشنودی پنڈت
جیون لال اور ان کے ماتحتان کی قابل تعریف کارگذاری پر ان کو پہنچائی جاوے۔
دستخط:- مہاراجہ ادھیراج 1/7/21

سزا سے محفوظ رہا۔ اور باقی دونوں ملزموں کو علی الترتیب تین ۳ سال اور دو ۲ سال قید کی سزائیں معہ جرمانہ دی گئیں۔

یہ سازشی اپنے آپ کو سکھوں میں شریک کر کے بڑا فخر و مباہات کرتے ہیں۔ لیکن ان کے افعال لعنتی اصلی سکھ ازم کے لئے باعث توہین ہیں یہ خانہ برانداز سکھ کہلاتے ہوئے سکھ تاجدار کی بدنامی کرنے میں لطف پاتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان بھر میں یہ تخت بلحاظ اہمیت و امنیت رعایا قابل پرستش ہے۔ ان نافہموں کی نسبت لکھنا پڑتا ہے ؎

اور قوموں کو زوال بڑھانا آیا — اپنی بگڑی ہوئی حالت کو بنانا آیا
دستِ اغیار میں دُنیا کا خزانہ آیا — ان کو آیا تو فقط گھر کا لُٹانا آیا

وفاداران سرکار کے قتل کی سازش

۹ ہاڑ سمت ۱۹۸۱ کو سردار جیون لال صاحب سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ کو بذریعہ معتبر اطلاع ملی کہ گوردوارہ صاحب مسماۃ ٹھاکری واقعہ گاؤں کلوڑ تھانہ بسی میں مسمیان پرتاپ سنگھ بینتا سنگھ اور ہرکھجن سنگھ اکالیان ہتھیار جمع کر رہے ہیں۔ اور مشہور بم ساز ڈاکٹر بخشیش سنگھ کی ان لوگوں کے پاس آمد و رفت ہے۔ اطلاع پاتے ہی صاحب موصوف نے راقم و چند دیگر

از محکمہ ہوم سیکرٹری

پٹیالہ گورنمنٹ $\frac{1543}{14}$ مورخہ $\frac{4}{81}$ 7 و $\frac{7}{24}$ 21

نقل اس کی بخدمت سردار شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ برائے اطلاع اور یادداشت بھیجی جاوے۔

دستخط لیاقت حیات خان ہوم سیکرٹری

(۹۱) ترجمہ سارٹیفکیٹ جناب خان بہادر نواب لیاقت حیات خانصاحب او۔ بی۔ اے ہوم منسٹر پٹیالہ گورنمنٹ۔ مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء

افسران و ملازمان کو اپنے ساتھ لیکر گاؤں مذکور میں رات کے ۹ بجے چھاپہ مارا۔ گوردوارہ حسب موصوف کا جاتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اُس وقت اندر ملزمان موجود تھے۔ ایک اور شخص ترتیم سنگھ نامی زمیندار بھی اُن میں موجود تھا۔ ملزمین نے پولیس کو دیکھتے ہی چراغ گل کر دیا۔ مگر اہالیان پولیس احتیاطاً چند مہتابیاں اپنے ساتھ لے گئے تھے جو اس وقت نہایت کار آمد ثابت ہوئیں۔ پوری روشنی کے ساتھ بے تردد اندر داخل ہو گئے۔ ملزمان پر بڑی آسانی سے قابو پالیا۔ ان کے مکانات کی ناکہ بندیاں کر کے اور حفاظتی پہرہ جات قائم کر کے ملزمان زیر حراست کئے گئے۔ صبح کو تلاشی کرنے پر سنتا سنگھ ولد چوہڑ سنگھ اکالی سکنہ کلوڑہ کے رہائشی چوبارہ میں سے ایک بم دیسی ساخت کا کچھوا نما جس پر جست چڑھا ہوا تھا دستیاب ہوا۔ اس کے علاوہ ایک بندوق ایک نالی۔ کارتوس بندوق ۱۲ بور دو عدد۔ ٹوپی ہر سنگھ ۴ عدد۔ بارود سیاہ دانہ دار ۲ چھٹانک۔ فائل اخبار ببر شیر گورمکھی بنام کھڑک سنگھ عرف سنتا سنگھ۔ تلوار معہ نیام چرمی ایک عدد۔ مذکورہ بالا اشیاء برآمد ہوئیں۔

ہرچن سنگھ ولد لال سنگھ اکالی سکنہ کلوڑ کے مکان سے مندرجہ ذیل چیزیں بوقت تلاشی ملیں:۔ پھل چھوی آہن دو عدد۔ تلوار معہ نیام چرمی ایک عدد۔ چار اوراق کاغذ جس کے ہر صفحہ پر پنسل سے بنالہ۔ مانسہ۔ پٹیالہ۔ بسی۔ سنام۔ لاہور۔ راجپورہ وغیرہ لکھے

سردار شب چند صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ نے مقدمات سرکار بنام بھگوان سنگھ دھیان سنگھ زیر دفعہ 124 الف تعزیرات ہند کی تفتیش میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ لہٰذا اُنکو یہ تعریفی سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

(۱۱۰) ترجمہ ریمارک مثبتہ درخواست سردار شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ — لالہ شب چند صاحب گذشتہ ایک سال سے ہماری ماتحتی میں کام کر رہے ہیں اور یہ ایک اعلیٰ کارکن اور قابل اعتبار ثابت ہوئے ہیں۔ ان کے پاس مسٹر وار برٹن۔ ینگ من صاحب سردار بہادر جنرل تارا چند و دیگر افسران کی اعلیٰ اسناد ہیں۔ تفتیش کے متعلق انکا تجربہ نہایت

ہوئے تھے - جو غالباً ان کے پروگرام کا سلسلہ ظاہر کرتے تھے۔ اسی پرتاپ سنگھ ملزم کے ٹرنک سے چھوٹی آہنی کا ایک پھل برآمد ہوا۔

ملزمان مندرجہ بالا کی نسبت مقدمات ۲۶ تا ۲۹ زیر دفعہ ۹ ایکٹ اسلحہ تھانہ لسبی میں مرتب کراکر حکم کے بموجب راقم نے اس کی تفتیش شروع کی۔

بیانات ملزمان سے ظاہر ہوا۔ کہ انھوں نے مشہور بم ساز ڈاکٹر بخشیش سنگھ کی صلاح اور سازش سے مثل ببر اکالیاں معزول مہاراجہ نابھہ کا انتقام لینے کیلئے مخالفین مہاراجہ مذکور اور دشمنان پنتھ (جن کو وہ اپنے خیال کے مطابق عدو خیال کرتے تھے) کو بجوش مذہبی ان چھوٹی چکوں کے سدھار یا بالفاظ دیگر خیر خواہان حکومت کی ہلاکت کیلئے گوردوارہ صاحب کلوڑ میں سازش کی ابتدا کی۔ ان سب کی گوردوارہ صاحب مذکور اور چوبارہ رہایشی سنتا سنگھ میں چند میٹنگیں ہوتی رہیں۔ سامان اسلحہ و میگزین برآمدہ اس سازش کی تکمیل کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ فی الحال اتنا ہی قرار پایا تھا کہ راجہ سردیا کشن کول صاحب بہادر وزیر اعظم پٹیالہ۔ سردار بہادر سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ کرنل اے بی مینچن گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب و سردار گوردیال سنگھ اہلکار اعلے ریاست نابھہ کو قتل کیا جائے۔

پولیس کو برمحل اطلاع مل گئی اور وہ عین برسر موقعہ پونچی۔ کیونکہ ۹ ہاڑ سمت ۱۹۸۱ کی رات کو

دسیع ہے اور مختلف اوقات پر نہایت اہم پیچیدہ اور سنسنی خیز مقدمات کی تفتیش کے انچارج رہے ہیں۔ ان کی مدت ملازمت ۲۹ سال سے زیادہ ہے اور اس عرصہ میں انھوں نے اچھے اچھے انعامات اور خاص ترقیات حاصل کی ہیں۔ یہ امر نہایت قابل تعریف ہے کہ ہر ایک آفیسر نے جس کی انھوں نے ماتحتی کی انکی نسبت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ دیانتدار اور تجربہ کار آفیسر ہونے کے لحاظ سے بہ مستحق حوصلہ افزائی ہیں اور یہ ان معدودے چند پولیس افسران میں سے ایک ہیں جن پر پبلک بھروسہ کر سکتی ہے۔ براہ کرم تمام درخواست ملاحظہ فرماکر حکم مناسب صادر فرمایا جائے ۔ سہ ۱۹ ½

دستخط پنڈت جیون لال سپرنٹنڈنٹ
پولیس سی آئی ڈی

جس وقت پولیس نے گوردوارہ کا محاصرہ کیا ہے تو یہ اشخاص اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لئے روانہ ہونے والے تھے

ڈاکٹر بخشیش سنگھ اور اس کا ہمراہی اس وقت تک وہاں نہ پہونچے تھے۔ اس لئے وہ پولیس کے ہاتھ نہ آئے۔ اور مابعد پولیس کی سخت کوشش سے بھی گرفتار نہ ہو سکے۔

بم جو خانہ تلاشی سے برآمد ہوا تھا۔ اس کا فوٹو لیا گیا۔ اور برائے امتحان کیمیادی لاہور بھیجدیا گیا۔ ایک بندوق اور تین عدد گنڈاسیاں ملزمان نے گوپال سنگھ مستری سکنہ ادکانی تھانہ راجپورہ سے حاصل کیں۔ دو ضرب بندوقیں اور کارتوس بارہ بور ملزمان نے معرفت مستری مذکور اور حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور مستری مذکور نے بذریعہ جاتی سنگھ مستری رشتہ دار خود کوٹھی نہر سیانہ ضلع حصار جوت رام نامی شخص سے خرید کر دینی تجویز کی تھی۔ مستری گوپال سنگھ نے اس امر کی تائید کر کے ایک پستول و نالی بندوق خود برآمد کرادی اور ایک چٹھی گورمکھی منجانب پرتاپ سنگھ ملزم دستی جیمل بھرائی بھی برآمد کرائی۔ جس میں دو بندوقیں طلب کیگئی تھیں۔ بندوقوں کی بجائے اشارتی لفظ رام جنگے لکھا تھا۔

ملزمان کا سیل جول اور باغیانہ خیالات کی وجہ یہی تھی کہ سنت سنگھ اس سرکار کے خلاف شایع شدہ مغویانہ مضامین اخبار ببر شیر پڑھکر اشتعال دلایا کرتا تھا۔ مقامات جھلہ

ان جنرل تجاویز کے ہمراہ پیش فرماویں جن کے موصول ہونیکا صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس کی جانب سے انتظار ہے۔ دستخط ہوم سیکرٹری صاحب $\frac{1}{25}$ 20

ترجمہ چٹھی سردار پنڈت جیون لال صاحب سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ $\frac{2}{25}$ 11

(۱۱) مائی ڈیئر لالہ شب چند جی

مجھے جناب ہوم منسٹر صاحب بہادر پٹیالہ گورنمنٹ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپکی ان اعلےٰ خدمات اور کارگذاری کا اعتراف آپ کے ریکارڈ میں درج کردوں جو آپنے بموقعہ تشریف آوری ہز رایل ہائینس شہزادہ صاحب و شہزادی صاحبہ آف کناٹ بمقام پٹیالہ بماہ فروری ۱۹۲۵ء ادا کی ہیں۔ لہذا جناب ہوم منسٹر صاحب بہادر کا

اور مُلاں پور تھانہ املوہ و خاص نابھہ میں جا کر تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ بہ ایام تنازعہ ریاستہائے نابھہ پٹیالہ جبکہ پٹیالہ کے مفرور ریاست نابھہ میں پناہ گزین ہوتے تھے۔ مواضعات جھبلہ و مُلاں پور میں رہا کرتا تھا۔ ان دنوں اکالی جتھہ تحصیل املوہ کا دفتر مُلاں پور میں تھا۔ پرتاپ سنگھ مذکور کچھ عرصہ اس کا سکرٹری رہا ہے۔ محمود علی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پھول ریاست نابھہ سے معلوم ہوا کہ پھول میں بم پھٹنے کی وجہ سے جو بشن سنگھ سوار معہ راس گھوڑی کے ہلاک ہوا تھا وہ بم بھی ڈاکٹر بخشیش سنگھ کا ساختہ تھا۔ اور اس واقعہ کے بعد اس نے پھول اور پھوکر ہیڑی کے جنگلات سے اسی ساخت کے کئی بم برآمد بھی کرائے تھے اس کے خیالات اُس وقت بھی وزیر اعظم صاحب پٹیالہ کے سخت خلاف تھے۔ اور اسی لئے نابھہ میں اس کی خاطر تواضع کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا تھا۔

بہ سلسلہ تفتیش یہ بھی معلوم ہوا کہ ان ملزمان نے پرتیم سنگھ و بھولا سنگھ نامی اکالیان کو بھی سازش میں شریک کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ بسنتا سنگھ ملزم مقدمہ سازش گوردوارہ صاحب رکاب گنج دہلی میں پانچ سال قید بھگت چکا تھا گورو کے باغ میں بھی گرفتار ہو کر چھ ماہ قید ہوا تھا۔

پرتاپ سنگھ ملزم نے وعدہ معافی حاصل کیا۔ اور اُسے سرکاری گواہ بنا کر مقدمہ کا

تشکریہ بذریعہ چٹھی ہذا میں آپکو یوں پہنچاتا ہوں۔

(۱۱۲) ترجمہ عرضداشت نمبر ۲ پی سی مورخہ ۴/۲ 27ء ۱۷/ بخدمت حضور با بدولت!

چونکہ ایزاد عملہ مطلوبہ برائے محکمہ سی آئی ڈی کے منجملہ حضور با بدولت کی پیشگاہ سے ایک اسامی صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس منظور فرمائی گئی ہے۔ اس لئے میں بادب سفارش کرتا ہوں کہ لالہ شیو چند آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جو قبل ازیں محکمہ سی آئی ڈی میں کام کر رہے ہیں اور جنھوں نے انجام دہی فرائض میں مکمل اطمینان دیا ہے کو بشرط آزمائش چھ ماہ۔ بعہدہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ترقیاب فرمایا جاوے۔ میں ہوں حضور با بدولت کا تابعدار خادم لیاقت حیات خان ہوم منسٹر پٹیالہ

چالان بعدالت صاحب مجسٹریٹ کیا گیا جہاں سے مقدمہ سشن سپرد ہو گیا۔ ملزمان سات سات سال قید و دو دو سو روپیہ جرمانہ کے سزایاب ہوئے۔

حضور مہاراجہ صاحب ادھیراج بہادر کے اجلاس خاص سے جملہ افسران کی نسبت جو اس کارگذاری میں شامل تھے اظہار خوشنودی فرمایا گیا۔

بھری ہیں مجرموں سے کیوں یہ سرکاری حوالاتیں | بُرائی اُنکے فعلوں کی یہاں پر اُن کو لائی ہے
اثر صحبت کا ہوتا ہے یہ ہے مشہور دنیا میں | جو بیٹھا آگ کی صحبت میں اُسکو آنچ آئی ہے

اخبارات کی رائے

رئیس ہند میگزین دہلی ماہ مئی ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۱۰ پر ان مقدمات کے حالات شائع ہوئے تھے۔ جن کی نقل ذیل میں درج ہے۔

ریاست پٹیالہ کا شاندار بیساکھی دربار اور ملازمان محکمہ کریمنل انوسٹی گیشن کا اعزاز و افتخار

نواب صاحب نے محکمہ ہوم منسٹری کا چارج لیتے ہی فرعون بے سامان پولیس پٹیالہ کو قانونی جنتری میں کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ پنڈت جیون لال سپرنٹنڈنٹ کے تقرر نے اور بھی

از اجلاس خاص مہاراجہ صاحب ادھیراج منظور ہے۔ ۲۷۔اپریل ۱۹۲۵ء

(۱۱۳۰) ترجمہ ریمارک منجانب پنڈت جیون لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی $\frac{12}{25}$ 10 مندرجہ کیریکٹر رول سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ۔

پولیس ریاست پٹیالہ میں تفتیش مقدمات کی اعلیٰ قابلیت رکھنے والے افسر ہیں۔ لیکن یہ ہر دلعزیز نہیں جس کے وجوہات وہ خود جانتے ہیں۔ دستخط پنڈت جیون لال

(۱۱۴) ترجمہ تعریفی سرٹیفکیٹ منجانب خان بہادر نواب لیفٹننٹ حیات خان صاحب او۔بی۔ای ہوم منسٹر پٹیالہ گورنمنٹ۔ مورخہ ۲۱۔اکتوبر ۱۹۲۷ء

سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ بدکردار۔ بدمعاش۔ قانونی آگ کا آتشدان روشن ہوتے ہی رنگ بدلنے لگے۔ شریف اور امن پسند جو محک امتحان میں کندن نکلے۔ شاد و فرحاں ہیں۔ اور یہی اس قانونی بھٹی کی علت غائی ہے۔ بیسیوں کام جو کھٹائی میں پڑے تھے بڑی آب و تاب سے باعث نمایش نظارہ گیہان ہوئے۔ بھگوان سنگھ اسینہہ امر سنگھ نہال سنگھ اکالیان ملمع سازی سے قدر و قیمت بڑھا کر ہمیشہ تاج پٹیالہ کے خلاف گورکھی اخبارات کے ذریعہ زہریلی پھونکیں مارا کرتے تھے۔ وہ سب خاک میں مل گئے مشہور مقدمہ سازش (سکوڑ تھانہ لبھی) میں ننتا سنگھ۔ ہربھجن سنگھ اکالی ملزمان جن کے قبضے سے آتشین مہلک و خطرناک اسلحہ برآمد کئے گئے۔ ۷۔ ۷ سال کے لئے گرمی مزاج کی اصلاح تجویز ہوئی۔

سٹور لائن پولیس میں بددیانتی کی ہن برس رہی تھی۔ تیر و تبر شمشیر و بندوق سے ڈاکہ زنی عام تھی۔ مگر نالائق جبارت کا تعاقب خاص تھا۔ کہنا پڑتا ہے کہ، ع

"چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

سب حیران ہیں کہ یہ جبارت کی شمشیر جس نے جہان کا جہان مجروح کیا ہے۔ تاحال نیام میں کیوں نہیں آئی۔ اور اوباشیوں کی کیوں کندی نہیں کی گئی۔ جبکہ اسی سلسلہ میں

سردار تپ چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ نے نہایت قابل قدر امداد بسلسلہ تفتیش پولیس لائن سٹور انکواری سمت ۱۹۸۱ دی لہذا انکو یہ تعریفی سرٹیفکیٹ معہ مبلغ ۔/۱۵۱ روپیہ نقد انعام دیا جاتا ہے۔

(۱۱۵) نقل ترجمہ حکم ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء منجانب سردار حضورا سنگھ صاحب ڈھلوان بنیر سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ۔

مجھکو اپنے کام کے علاوہ پی اے ہوم آفس کے فرائض بھی انجام دیتے پڑتے ہیں اور کئی جگہ آنا جانا پڑتا ہے اس لئے معمولی روزانہ کام پر توجہ دینے کیلئے مجھکو کافی وقت نہیں ملتا۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں

در بارہ سنگ مجسٹریٹ اور دیوان سنگھ سب انسپکٹر کی علوفہ بازی کی گتھالی چھوٹ گئی۔ ریاست کے ہر محکمہ کے ہر شخص لرزہ براندام ہیں اور ایسے سیدھے جیسے زرگر کی تار۔ خدا معلوم اور کس کس کی چھلنی میں چھید ہونگے۔ صورت جراحت تو یہ کہتی ہے۔ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

محکمہ پولیس میں سردار شب چند صاحب انسپکٹر کی تندہی۔ ذہانت۔ قابلیت۔ دیانتداری اور فرض شناسی نے ہمیشہ نیک نام پایا ہے۔ آپ ان تمام قربانیوں میں روز تقرری سے جو حصہ لے رہے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ضروری تھا کہ سال نو کے بھرے دربار میں فرض شناسی کا جلوہ دکھایا جاتا۔

چنانچہ بیساکھی دربار میں سردار بہادر جنرل تارا چند انسپکٹر جنرل پولیس کو ایک ہزار روپیہ کا خلعت عطا ہوا۔ سردار جیون لال صاحب درجہ سینیر کے سپرنٹنڈنٹ بنائے گئے اور سو روپیہ تنخواہ میں اضافہ ہوا۔ سرداران شب چند۔ کشن چند۔ اوجاگر سنگھ ایڈوکیٹ صاحبان کو ماہ 25 ماہ 25 روپیہ کے خلعت مرحمت ہوئے۔ سردار جیون داس۔ پنڈت امیچند کو ماہ 15 ماہ 15 روپیہ کے خلعت عنایت ہوئے۔ جہاں ہم بیدار مغز دعایا پرور تاجدار پٹیالہ کو اس طرز قدر افزائی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ وہاں متمنی ہیں کہ عام طور پر قابل قدر افسران کی لسٹ طول فرمائی جاوے۔

کہ آئندہ وہ کاغذات وحسابات جن پر میرے دستخطوں کی ضرورت ہے میرا اسسٹنٹ انجام کرتا ہے جو بوجہ گزیٹیڈ افسر ہونے کے قابل اعتبار ہے۔ لہذا میں اپنے اسسٹنٹ کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ اتفاقیہ رخصت کنسٹبلان وہیڈ کنسٹبلان کو دے سکتے ہیں اور خود معمولی کام کر سکتے ہیں لیکن انکو تمام معاملات میری واپسی پر میرے گوش گذار کرنے ہونگے اور حسب معمول بلوں کی ادائیگی کیلئے میری منظوری کی ضرورت ہوگی۔ اگر میں ہیڈکوارٹر سے باہر گیا ہوا ہوں تو وہ بامید منظوری ایسی منظوریاں دے سکتے ہیں۔ جو میری واپسی پر مجھ سے تصدیق کی جائیں (۱۱۶) ترجمہ چٹھی ۲۱۶/۵ مورخہ ۲۲ چیت سمت ۱۹۸۲ منجانب ہوم منسٹر صاحب گورنمنٹ پٹیالہ موسومہ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ۔ رخصت استحقاقی ایک ماہ سردار ولیپ سنگھ صاحب

پٹیالہ سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس

۸ بیساکھ سمت ۱۹۸۱ کو پٹیالہ میں اُنیسویں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کا انعقاد ہوا تھا۔ تاریخ پٹیالہ میں یہ مبارک واقعہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اجلاس موصوف تین ۳ یوم تک نہایت دھوم دھام اور تزک و شان سے ہوتا رہا۔ تاجدار پٹیالہ کی روزانہ شمولیت سونے پر سہاگہ تھی۔ حضور کی ذات سے جو خیر و برکت شان و شوکت اجلاس کو ہوئی۔ الفاظ میں وہ طاقت کہاں ہے کہ اس شان و شکوہ کا ایک شمہ بھی معرض تحریر میں لا سکیں۔ آنریبل سردار سندر سنگھ صاحب مجیٹھیہ پریسیڈنٹ کانفرنس تھے آپ سکھ قوم کے رتن بڑی شان کے سکھ ہیں۔ اسی موقعہ پہ ایک نمائش بھی ہوئی جس کی وجہ سے بیحد رونق تھی علمی مشاغل میں مشاعرہ بڑے معرکہ کا تھا جس میں طوطیانِ ہند کے اشعار کی بہار سب سے زیادہ دلکش و دلفریب تھی۔ شعرا کو کانفرنس کی طرف سے طلائی تمغے رکھے تھے۔ سب سے بڑا طلائی تمغہ شاعرِ شیریں مقال منشی تجمل حسین مسرور نے حاصل کیا۔

انتظامی معاملات کی ذمہ داری بطور پولیس افسران خاکسار کے بھی ذمہ تھی۔ جیسے ہمیشہ اُس مالک کُل کی نظرِ عنایت میرے شاملِ حال رہی ہے۔ ویسے ہی اس موقعہ پر رہی۔ چنانچہ کُل انتظامات نہایت پسندیدہ نظروں سے دیکھے گئے۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول بحوالہ سفارش آپکے <u>3118</u> مورخہ ۱۹ چیت سمت ۸۲ مندرجہ بالا مضمون کی نسبت میں آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ سردار دلیپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول کی رخصت ۲۹ یوم استحقاقی منظور ہے۔ سردار شب چند صاحب اے۔ ایس۔ پی۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ اُن کی جگہ قائمقام ہونگے۔ اس کی نقل برائے اطلاع و تعمیل سپرنٹنڈنٹ انچارج سی آئی ڈی پٹیالہ کو بھیجی جاوے۔

از محکمہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی۔ نقل اس کی بمراد اطلاع لالہ شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی۔ بمراد اطلاع و تعمیل مرسل ہوئے۔ ہ

۵ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

دوآبہ ببر اکالی کیس لاہور میں شہادت

بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء و ۱۰ اکتوبر سنہ مذکور کو عدالت صاحب مجسٹریٹ و صاحب سشن جج لاہور میں علی الترتیب حاضر ہو کر ببر اکالیوں کے گروہ کے مقدمہ میں جو گورنمنٹ کے خلاف تھا شہادات دیں۔ کیونکہ اس مقدمہ میں افسران پولیس گورنمنٹ کو راقم نے تلاش و تفتیش میں امداد دی تھی۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی آئی ڈی پنجاب نے خوش ہو کر سنہری سارٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

حضور لاٹ صاحب کی تشریف آوری پٹیالہ میں

۱۵ بھادوں سمت ۱۹۸۱ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۲۴ء کو حضور پُر نور لاٹ صاحب بذریعہ سپیشل ٹرین پٹیالہ تشریف لائے۔ خاکسار نے ریلوے سٹیشن پر حفاظتی انتظام کئے۔ خیریت سے استقبال ہوا۔ اور خوبی سے یہ تقریب بانجام پہونچی۔

(۱۱۷) ترجمہ حکم ہز ہائینس شری ۱۰۸ مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر پرنستا پور بابت مندرجہ ذیل ترقیات و تبدیلیاں و تقرریات گزٹیڈ پولیس افسروں کے درمیان کیلئے حکم صادر فرماتے ہیں۔

مستقل سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۱) سردار حضورا سنگھ ڈھلوں۔ (۲) سردار رگھبیر سنگھ۔ (۳) کپتان سردار گوردیال سنگھ ڈھلوں۔ (۴) سردار دلیپ سنگھ۔

مستقل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۱) سردار پنڈت نند لعل۔ (۲) سردار فضل کریم خاں (۳) سردار تپ چند۔

سردار بھگوان سنگھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اپنی ٹریننگ مکمل کرنے کا ایک اور موقعہ دیا جاتا ہے۔ تاکہ مستقل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بننے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ آئندہ ذیشہ منظور شدہ جمعیت سے بمثل سابق ایزاد ہیں۔ سردار کشن چند قائمقام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اپنے اصلی

ایک نائب ناظم صاحب کی رشوت ستانی اور رونمائی اعمال نامہ سے قبل فراری

سردار دربارہ سنگھ بی اے - ایل ایل بی - چونیاں ضلع لاہور کے رہنے والے تھے - بسی میں نائب ناظم کے معزز عہدہ پر ممتاز تھے - آپ لکھشمی دیوی کے اندھے پُجاری تھے - آپ رشوت کے لالچ میں کسی ایک فریق کی خلاف قانونی طرفداری کر کے بالکل خلاف از انصاف فیصلجات صادر کرتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے - آپ کی رشوت خواری کی شُہرت عام ہوئی رفتہ رفتہ بندگان عالی کے بھی سماعت میں آیا - حضور ممدوح کو راشی ملازمان سے چڑھ ہے فوراً پڑتال کا حکم دیا - راقم نے پڑتال کر کے ستر ہ مقدمات میں قریباً تین ہزار روپیہ رشوت لینا صاحب مجسٹریٹ کا ثابت کیا - کونسل چوڈیشل سکریٹری صاحب اجلاس خاص مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج سے زیر دفعہ ۱۹۷ ضابطہ فوجداری جوڈیشل مقدمات چلانے کی باضابطہ منظوری حاصل کر لی گئی -

رشوت دہندگان دفعہ ۱۶۲ تعزیرات ہند سے خوف کھا کر شہادت سے گریز کرتے تھے - اس لئے سرکار عالی وقار نے از راہِ عدل گستری ایسے لوگوں کا جرم زیر دفعہ ۱۶۲ معاف فرما دیا تھا - راقم نے مقدمات کی تکمیل کرنی شروع کی نائب ناظم صاحب کو بھی ان حالات کی

عہدہ انسپکٹری پر واپس کئے جاویں گے -

تقرریات - (۱) کپتان سردار گوردیال سنگھ ڈھلوں سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ میں تبدیل کئے جاتے ہیں تاکہ پنڈت نند لال صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو فارغ کریں جو بضلع نارنول تبدیل ہوتے ہیں - (۲) سردار دلیپ سنگھ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنام میں مامور کئے گئے - (۳) سردار شب چند اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ میں مامور کئے گئے - (۴) سردار پنڈت نند لال صاحب جلد از جلد نارنول جاویں گے اور سردار دلیپ سنگھ کو فارغ کریں گے جو سردار گوردیال سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سنام کو فارغ کریں گے - پھر کپتان گوردیال سنگھ صاحب ضلع پٹیالہ کا چارج لیں گے - ان احکام کا ۲۲ ہاڑ سمت ۱۹۸۳ مطابق ۷ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

اطلاع مل گئی۔ خود لوگوں کو ایسے جرائم کی پاداش میں سزا دینے والے کو علم تھا کہ انجام رشوت بحالت ثبوت کیا ہونے والا ہے۔ دربارہ سنگھ جی دربار عدالت میں پیش ہونے سے قبل بخوف سزا ریاست سے مفرور ہو گئے۔ حالانکہ آپ کی ضمانت ضبط ہو گئی جو معقول رقم کئی ہزار کی تھی۔ مگر آپ نے حاضری عدالت سے گریز ہی کیا۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ قانون کی روسے چونکہ مقدمات رشوت ستانی میں علاقہ انگریزی سے ملزمان منتقل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اجلاس خاص کو نائب ناظم مذکور کی برخاستگی اور ضبطی ضمانت پر ہی خاموش ہونا پڑا۔

اگر جمعیتِ دل ہے تجھے منظور قانع ہو
کہ اہلِ حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہیں

ہز رائل ہائینس پرنس آرتھر کا ورود پٹیالہ میں

ہز رائل ہائینس پرنس آف آرتھر کی تشریف آوری کی تقریب پر راقم نے اہم خدمات انجام دیں۔ ۸ر فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو ہز رائل ہائینس پرنس موصوف دارالریاست پٹیالہ میں تشریف فرما ہوئے۔ مجھے بھی اس موقعہ پر انچارج انتظامات متعلقہ امن و نگرانی مقرر فرمایا گیا۔ راقم نے معہ گروہ ماتحتان ہر تقریب بمثل سیر و شکار و تفریح بھوپندر ساگر۔ شکارگاہ سپر سہیڑی۔ ملاحظہ افواج۔ تناول۔ ڈنر قلعہ مبارک، تمام انتظامات مکمل و اعلیٰ پیمانہ پر کرنے کی موقعہ کی

سے عملدرآمد ہوگا۔ دستخط لیاقت حیات خان
از ہوم ڈیپارٹمنٹ

نقل اس کی انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کے پاس فوری تعمیل کے لئے بھیجی جاوے۔ ۲۴ر ہاڑ سمت ۱۹۸۳ مقام شملہ
از صدر پولیس پٹیالہ

سمت ۱۹۸۳

نقل اسکی بمراد اطلاع و تعمیل لالہ شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے پاس مرسل ہووے۔ ۲۷ر ہاڑ

(۱۱۸) انتخاب از پٹیالہ پولیس گزٹ ۱۲ مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء بحکم اجلاس خاص معدلت اساس۔ سردار پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ۴ ہاڑ سمت ۱۹۸۳ سے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کیا گیا۔

اہمیت کے لحاظ سے سرتوڑ کوششیں کیں۔ ان ایام میں پٹیالہ معمولی پٹیالہ نہ تھا۔ رشکِ جنت روکشِ گلزارِ ارم بنا ہوا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک نہایت ہی ناخوشگوار حادثہ رونما ہوا۔ یعنی ۹ فروری ۱۹۲۴ء کو بموقعہ شکار مرغابی ہر بمقام بھوپندر ساگر حضور ٹیکہ صاحب و کنور صاحب نڑوالے بھی شامل سیر و شکار تھے۔ حضور ممدوحین کے گارڈین میجر کے ایم مستری بندوق میں پھنسا ہوا کارتوس نکالنے کی کوشش میں تھے۔ پسِ پشت حضور کنور صاحب کھڑے تھے مستری صاحب نے بلا آگے پیچھے دیکھے بے احتیاطی سے بندوق کی نالی زمین پر دے ماری۔ کارتوس چل گیا جو اُس کی گولی حضور کنور صاحب کے پائے مبارک کو بوسہ دیتی ہوئی پار نکل گئی بے محابا آپ نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اس ناگوار حادثہ کی اطلاع حضور مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج کو جبکہ بندگان حضور مشغول شکار تھے خدام شاہی نے پہونچائی، اُس وقت ڈاکٹر رگھوناتھ سنگھ صاحب ڈیوٹی پر حاضر تھے۔ وہ فی الفور حضور ممدوح کو پٹیالہ کو لیکر روانہ ہوئے اور آپ کی سواری کے پیچھے ہی حضور مہاراجہ ادھیراج نیز راجہ دیال کشن کول وزیر اعظم بھی پٹیالہ کو روانہ ہو گئے اور نہایت عجلت سے ڈاکٹروں نے معالجہ شروع کر دیا۔ ولایت و دیگر مقامات دور و نزدیک سے بڑے بڑے ماہر فن معالج بمشغرار محنتانہ پر بلائے گئے۔ سخت افسوس ہے کہ ڈاکٹروں کی رائے سے آخر کار دلی صدمہ و رنج کے ساتھ حضور موصوف کی زخمی ٹانگ

ضلع پٹیالہ سے بضلع نارنول بطور افسر انچارج ضلع تبدیل و مامور کیا گیا ہے۔ سردار دلیپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول بضلع سنام تبدیل و مامور ہوئے اور سردار گوردیال سنگھ صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنام مستقل سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو کر بضلع پٹیالہ تبدیل و مامور فرمائے گئے۔ سردار کشن چند صاحب سب پروٹم اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ اپنے اصلی عہدہ انسپکٹری پر ریورٹ ہوئے۔ اور سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی بضلع پٹیالہ تبدیل و مامور کئے گئے۔ (۱۱۹) نقل روبکار لز برگیڈیر جنرل سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پٹیالہ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۹ء سنہ عہ 22/13006 چیٹھی 24/ع مورخہ ۲۹ / اساڑھ سمت ۱۹۸۳ جناب ہوم منسٹر صاحب بہادر ہز ہائینس گورنمنٹ

کاٹنی پڑی۔ س

آسماں لاتا ہے وہ چکر کہ جس کو دیکھ کر   کون ہے ایسا کہ جسکی عقل چکرائی نہیں

راقم بھی حادثہ مذکور کی شب کو صاحب سپرٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی کے ساتھ پٹیالہ پہنچگیا ۱۰ ار فروری ۱۹۲۵ء ۲۹ ماگھ سمت ۱۹۸۱ کو نقد ایکہزار روپیہ حضور کنور صاحب کا تصدق سر مبارک بطور خیرات تقسیم کرنے کے لئے حضور مہاراجہ صاحب ادھیراج نے صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے مستحقین کو تقسیم کیا جاوے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے وہ روپیہ مجھے دیکر حکم دیا کہ میں بذریعہ سرکاری موٹر وہاں جاؤں اور روپیہ تقسیم کروں۔ میں بشمول لالہ رگھبیر چند صاحب تحصیلدار و سردار کشن سنگھ صاحب نائب تحصیلدار بھوپ اندر ساگر پہونچکر وہ روپیہ عرصہ چار روز میں تقسیم کیا۔ حساب تقسیم و رسیدات متعلقہ منجانب تحصیلدار صاحبان ڈھوڈھی معلےٰ کے ذمہ وار افسران کو دیدیں تاکہ باقاعدہ ریکارڈ رہے

دھڑا بندی کے خوفناک نتائج
اور ایک مصنوعی مقدمہ گاؤکشی

کہاں ہوتا ہے مذہب میں ثواب آپس میں لڑنے کا
بہت انجام ہوتا ہے خراب آپس میں لڑنے کا

یکجہتی بات اور فریق بندی ایسا خطرناک مرض ہے کہ جس کے نتائج ہمیشہ بدبرآمد ہوتے ہیں۔ اکثر

پٹیالہ کہ سری حضور سری ۱۰۸ مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر دام اقبالہم وحشمتہم بہ ترمیم احکام سابق بکمال مسرت حکم صادر فرماتے ہیں کہ سردار پنڈت نندلال صاحب کو بطور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ بس بجائے سردار کشن چند صاحب ریٹائرڈ شدہ مامور رکھا جاوے اور سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس فوراً تبادل روانہ ہو جاویں۔ اور سردار روپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو فارغ کریں۔ دیگر احکام تبادلہ جات بدستور سابق رہیں۔ صادر سررشتہ ہوکر بعد عملدرآمد حکم ہوا کہ روبکار ہذا اطلاعاً و تعمیلاً بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ مرسل ہووے۔

از پولیس پٹیالہ۔ نقول اسکی اطلاعاً و تعمیلاً بخدمت سردار پنڈت نندلال صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

اوقات دھڑا بندی کو مطلب براری کیلئے مذہبی رنگت دیدیجاتی ہے۔ جس کے نتایج نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسی ہی پارٹی فیلینگ کا ذکر ہے کہ تاہوں جو پولیس کے دو فریق بالمقابل قایم کردینے میں کامیاب ہوگئی۔

محسن علی ہیڈ کانسٹبل سوم متعینہ تھانہ نروانہ نے انبکا پرشاد ہیڈ کانسٹبل۔ ونشادیرام کنسٹبل مدد محرر کے خلاف مسلسل ایسی شکایات کا طومار باندھ دیا کہ ہر دو ملازمین مذکور اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں غفلت شعاری سے کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں نے بہت سے کاغذات سرکاری گم کردیئے ہیں۔ وغیرہ۔

چرن سنگھ ہیڈ کنسٹبل نے محسن علی و محمد شریف کنسٹبل کے خلاف شکایت کی کہ یہ شخص دونوں راشوت خوار ہیں اور ایک مسلمان چوکیدار سے اپنی نج کی خدمات لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ محسن علی بلاحصول رخصت ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر نروانہ سے دہلی چلا گیا تھا۔

اول الذکر شکایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ انبکا پرشاد تین مہینہ تک اپنی ملازمت سے معطل رہا اور موخر الذکر کی شکایت کا انجام یہ ہوا کہ محسن علی بیس نمبر سنیارٹی سے نیچے گرا دیا گیا۔ چرن سنگھ کی پیش کردہ شکایات کی محکمانہ پڑتال ہوکر سپرنٹنڈنٹ صاحب ضلع سنام نے کاغذات بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پیش کردیئے۔ اور ایسی ہی وجوہ پر چرن سنگھ مذکور نروانہ سے تبدیل

پولیس پٹیالہ وسردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول مرسل ہووے۔

(۱۲۰) نقل روبکار از برگیڈیر جنرل سردار بہادر سردار تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء۔ روبکار سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول باستمزاج اسکے کہ اختیارات تادیبی کے استعمال کی بابت رہنمائی فرمائی جاوے۔ پیش ہوکر حکم ہوا کہ بذریعہ روبکار ہذا بخدمت سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول تحریر کیا جاوے کہ آپ بطور سب ڈویژنل آفیسر کے تمام اختیارات صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع استعمال فرماتے رہیں۔ (۱۲۱) نقل حکم برگیڈیر جنرل سردار بہادر جنرل تارا چند صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۶ء برطبق رپورٹ لالہ شب چند

کر دیا گیا۔ مگر اس کے بعد جوتی رام کانسٹبل نے جو اس پارٹی کا ایک ممبر تھا۔ محسن علی اور محمد شریف کانسٹبل کے خلاف شکایات کا سلسلہ جاری کر دیا۔ غرضیکہ ملازمان پولیس تھانہ نرونانہ میں دو پارٹیاں لڑنے مرنے کو بالمقابل کھڑی ہو گئیں۔ محسن علی ہیڈ کانسٹبل اور جملہ مسلمان کانسٹبلان تھانہ و گارڈ ایک طرف۔ انبکا پرشاد ہیڈ دوم و دیگر ہندو کانسٹبلان دوسری طرف۔ ہندو ملازمان تعداد میں کم تھے۔ انھوں نے فقیریا پانوائی۔ بنسی لال ٹھیکیدار افیون۔ رکھی رام ملازم ٹھیکیدار جنکی آمد و رفت تھانہ میں تھی۔ اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جوتی رام مذکور جو ہندو پارٹی کا لیڈر تھا پہلے چند سال گورنمنٹ پولیس میں بھی رہ چکا تھا۔ اس لئے نہایت چالاکی کے ساتھ اس نے حصہ لیا۔ فقیریا پانوائی کے ساتھ ایک روز برف کم دینے پر محمد شریف کانسٹبل کا تکرار ہو گیا وہ اُسے پکڑ کر تھانہ میں لے گیا۔ جہاں پانوائی مذکور کو بٹھا رکھا گیا۔ ٹھیکیدار افیون فقیریا کی سفارش کو گیا تو محسن علی نے بجائے اس کے کہ فقیریا کو چھوڑ دے ٹھیکہ دار کو جھڑک دیا۔ جوتی رام کانسٹبل کو اس واقعہ کا علم ہوا تو تکرار اور بڑھ گیا۔ اور باہمی گالی گلوچ تک نوبت آ پہنچی۔ آخرکار جوتی رام کی پارٹی نے اب محسن علی کی پارٹی کو کسی آفت میں پھانسنے کی چال چلی اور وہ یہ تھی کہ بعد مشورہ بقرعید کے موقعہ پر اسی پارٹی نے نتھو خاکروب کو جو ریلوے کا ملازم تھا کچھ انعام کا لالچ دے کر کیتھل سے مذبوحہ گائے کے دو کان منگوائے۔ یہ خاکروب کیریج ڈیوٹی

صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول مورخہ یکم اگست سنہ ۱۹۲۶ء در بارہ گرفت اعمال نامہ جات ہر دیو سہائے کنسٹبل ۱۲۴۷ وغیرہ جن میں عمر کی کمی درج کرنے کے لئے کانٹ چھانٹ کی گئی ہے۔ بواپسی تحریر ہو کہ آپ نے بہت اچھی کارگذاری کی ہے۔ ہم اس سے خوش ہوئے ہیں۔ آئندہ پڑتال کے نتیجہ سے بھی اطلاع دیں۔ (۱۲۲) نقل حکم اجلاس خاص مورخہ ۲۰ چیت سمت ۱۹۸۳ مندرجہ ذیل تبادلہ جات و ترقیات جو پولیس افسران کے درمیان ہوئیں ان کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ (۱) سردار حضور سنگھ ڈھلوں قائمقام انسپکٹر جنرل پولیس بحکم بعادوں سمت ۱۹۸۳ سے اپنی جگہ پر مستقل کیے گئے۔ (۲) پنڈت نند لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ پولیس سے محکمہ ڈیوڑھی معلے پر تبدیل کئے جاتے ہیں۔ اور سردار الفتا خان ڈیوڑھی معلے

کے سلسلہ میں روزانہ کینتھل جایا کرتا تھا۔ وہ ٹاٹ کے ایک ٹکڑہ میں گائے کے کان لپیٹا لایا اتفاق کی بات جس روز گائے کے کان منگوائے گئے۔ اسی رات کو محسن علی کے رہائشی بالاخانہ میں مولود شریف کی محفل منعقد کی گئی تھی۔ اور اہل مجلس کو بیس روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اسی شب کو فقیر یا جوتی رام قصبہ نروانہ میں گئے اور ہندوؤں کے محلہ میں گائے کا ایک کان رکھدیا دوسرا کان اسی ٹاٹ کے ٹکڑہ میں لپٹا لپٹایا بھبٹہ میں رکھدیا۔ صبح کو جب محلہ کے چوک میں کان پڑا دیکھا گیا تو منڈی اور قصبہ میں غیر معمولی بات کا چرچا ہونے لگا۔ جوتی رام کانسٹبل پروپگنڈا کرتا رہا کہ محسن علی کے چوبارہ میں رات مسلمانوں کا اکٹھ تھا۔ بقرہ عید کی وجہ سے خیال ہے کہ گائے کی قربانی کی گئی ہو۔ مگر اس کی یہ کوشش رائیگان گئی۔ اور لوگوں نے محض یہی خیال کیا کہ کوئی کتا کہیں سے اٹھا لایا ہوگا۔ جب رات ہوئی۔ اس پارٹی نے پھر مشورہ کیا۔ اور پچنت ویڑ کے بعد دوسرا کان چورستہ میں رکھدیا۔ لوگوں نے کان دیکھا تو پھر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ کوئی کہتا بھائی وہی کل والا کان ہے۔ کسی کا خیال تھا۔ نہیں وہ کان سالم تھا۔ یہ قریباً آدھا کٹا ہوا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ اصلیت سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔ لیکن ان کی ہر کوشش بھی بیکار گئی اور لوگ مشتعل نہ ہوئے۔

اس پارٹی نے اس ناکامی کو قابل تلافی تصور کرتے ہوئے نتھو خاکروب کو دو روپیہ اور

کے ماتحت موجودہ تنخواہ پر کام کرینگے۔ انکو اسی وقت فارغ کر دیا جائے۔ (۳) سردار فضل کریم خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی ترقی بطور قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنام میں بجائے سردار دلیپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ تا ترقیاب کیے گئے۔ سردار دلیپ سنگھ صاحب پنڈت نندلال صاحب کو فارغ کریں گے اور ضلع پٹیالہ کے انچارج ہونگے۔ (۴) سردار بھگوان سنگھ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تبدیلی بضلع نارنول کی گئی اور سردار رشب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ میں تبدیل ہوئے۔ (۵) انسپکٹر ٹکشن چند صاحب کی ترقی قائمقام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دفتر پولیس میں بحیثیت پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کی گئی۔ یہ احکام ۳۰ مارچ ۱۹۲۷ء سے عمل پذیر ہونگے۔

دیئے اور گائے کے خون کا ایک پورا کنستر منگوایا۔ اس بارہ میں ایک ڈائری صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کے نام معرفت نفیریا پالوائی ڈاکخانہ کیتھل سے رجسٹری کرائی۔ رات کو بھٹہ پر جہاں لوگ رفع حاجت کیواسطے جایا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے وہ خون وہاں گرا دیا۔ یہی نہیں بلکہ جوتی رام نے مندر معروف داتی سنگھا کی مورتیاں بھی توڑ دیں۔ صبح کو پرتاپ سنگھ جمعدار اور بوٹر گر سادھو جب مندر میں گئے اور مورتیاں ٹوٹی ہوئی دیکھیں تو منڈی کے دو دکانداروں کو اطلاع دی لوگ جوق در جوق واقعہ کو دیکھنے آنے لگے۔ نفیریا اور ایک اور شخص مسمی رکھی رام نے بہت زیادہ چرچا کی اور شور مچایا کہ بھٹہ پر خون گرا ہوا ہم لوگوں نے تب دیکھا تھا جب علی الصبح پاخانہ گئے تھے۔ لوگ اس مقام پر بھی پہونچے۔ اس سے جوش پیدا ہو گیا۔ اس سے پہلے گائے کے کان قصبہ میں دیکھے جا ہی چکے تھے۔ اب مندر کی مورتیاں شکستہ اور بھٹہ پر خون۔ دوسری طرف محسن علی کے چوبارہ میں مسلمانوں کا مجمع سارے واقعات ہندو آبادی میں آگ لگانے کے لئے کافی سامان تھا۔ بہت لوگوں کو کامل یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے ضرور گاؤکشی کی ہے۔ ہندوؤں میں جوش وخروش کی لہر دوڑ گئی۔ ہر شخص کی زبان پر اسی واقعہ کا چرچا تھا۔ اور یہ لوگ جلتی آگ پر تیل پاشی میں سخت سرگرم کوشش کر رہے تھے۔ پنچایتیں ہونے لگیں۔ جوتی رام کا واویلا۔ اور یہ کہنا کہ اب ہندوؤں کا دین دھرم رہ ہی کیا گیا۔ تمام افسران مسلمان ہیں اس لئے یہ محسن علی کا کام ہے۔ بیحد جوش پیدا کرتا تھا۔ اور اہل ہنود نے پنچایت میں تمام امور طے

از محکمہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ نقل اس کی بخدمت لالہ شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول مرسل ہو کر تحریر کیا جاوے کہ اب سردار بھگوان سنگھ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پہونچنے پر چارج ضلع نارنول انکے سپرد کر کے ضلع پٹیالہ میں بجائے اے ایس پی حاضر ہو جاویں۔ تحریر ۲ جیٹھ سمت ۱۹۸۳ء۔

(۱۲۳) ترجمہ تعریفی سرٹیفکیٹ مسٹر جے۔ ایچ۔ ایڈم۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سی آئی ڈی۔ پنجاب مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

سنہ ۱۹۲۳ء و سنہ ۱۹۲۴ء کے دوران میں لالہ شب چند صاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی پٹیالہ نے مقدمات سازش ببر اکالیان متدائرہ اضلاع جالندھر ہوشیارپور کے سلسلہ میں نہایت قابلقدر اور قیمتی خدمات انجام دی ہیں لہذا انکو یہ تعریفی سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے

دستخط مسٹر ایڈم

کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک نہایت جوشیلے نے پڑتے ہی یہ تحریک پیش کی کہ بس مسلمانوں پر حملہ بولدو جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ مگر سمجھدار ہندوؤں نے بر موقعہ اس تحریک کو روکا سمجھایا کہ یہ کسی طرح بھی واجب نہیں۔ تحقیقات اور عدالت کے ذریعہ معاملہ طے کرانا بہتر ہے۔ آخر کار منڈی میں پنچایت ہوئی اور سوچ وچار کے بعد فیصلہ کیا کہ اول تھانہ میں قاعدہ کی رپٹ دیدی جائے چنانچہ رپٹ دیگئی، معاملہ انتہا درجہ کا سنسنی خیز تھا۔ اور حکام کی فوری توجہ کا محتاج۔ بالخصوص اس لئے کہ ہندو طبقہ نے اپنے تمام کاروبار بند کرکے ہڑتال کردی تھی۔ اور حکام کی خدمت میں ٹیلیگرام دیئے۔ لہذا صاحب سپرنٹنڈنٹ و نائب ناظم منڈیات و ناظم صاحب ضلع موقع پر تشریف لیگئے تھے تمام موقعے ملاحظہ کیئے۔ چند اہل ہنود نے ایک جگہ فراہم ہوکر عرض معروض کی کہ یہ سب محسن علی کی شرارت ہے۔ جوتی رام نے واویلا کیا کہ مسلمان افسران کو یہاں سے علیحدہ کرکے محسن علی کو گرفتار کیا جائے اور تب مقدمہ کی پڑتال کی جائے۔ سرکار عالی کی حضور میں اہل ہنود نے تار بھیجے تھے اور سرکار عازم ولایت تھے سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی یعنی پنڈت جیون لال صاحب کو حکم دیا گیا کہ مابدولت کی روانگی ولایت سے قبل اس ناشُدنی واقعہ کی اصلیت سے مطلع کرو۔ راقم کو اس مقدمہ کی پڑتال کا حکم ہوا۔ چنانچہ میں بمعہ لالہ بھگوان داس صاحب سب انسپکٹر موقعہ پر پہنچا۔ اور بعد سرسری پڑتال سرکار عالی کے حضور میں گذارش کردیا کہ یہ محض ایک سازش ہے۔ جس کا نتیجہ بہرحال خطرناک ثابت ہوتا۔ لیکن بندگان حضور کے اٹل اقبال کی بدولت معاملہ اس خطرناک حد تک پہونچنے نہیں پایا۔ ازاں بعد مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) و ۳۴۰۔ قانون سنہ ۱۹۱۶ء مرتب کرکے تلسی رام ملزم کو وعدہ معافی دلائی جاکر جملہ ملزمان کا عدالت میں چالان پیش کیا گیا۔

دھڑہ بندی کے نتائج بدنظمی

اسی سلسلہ تفتیش میں معلوم ہوا کہ اس دھڑہ بندی کی بدولت دیگر کار سرکاریں بھی بدنظمی پیدا ہورہی ہے۔ اگر ایک ہیڈ کانسٹبل ایک چوکیدار یا کانسٹبل کو کسی کام کو کہتا تو دوسرا اس کی مخالفت کرتا۔

۱۶ ہاڑ سمت ۱۹۸۶ کا ذکر ہے کہ مسماۃ چاولی زوجہ لشنا بہیڑی سکنہ موضع نیلی کپڑہ تھانہ راجوندہ

جو نروانہ سے بھگائی گئی تھی اور ضلع لائل پور میں گرفتار ہوئی۔ تھانہ راجو ند سے دائری مقدمہ کیلئے زیر دفعہ ۳۶۶ تعزیرات ہند تھانہ نروانہ بھیجی گئی۔ ہادی حسن خان صاحب سب انسپکٹر موضع کالون میں گئے ہوئے تھے۔ عملہ تھانہ نے اُسے معہ کاغذات وہاں بھیجدیا۔ سب انسپکٹر صاحب نے محرر تھانہ کے نام تفتیش کا نوٹ دیکر کاغذات تھانہ میں واپس کردیئے۔ ہیڈ محرر نے کاغذات پھر واپس کردیئے۔ دو تین بار جب کاغذات ادھر سے اُدھر واپس ہوئے تو اُس کو سخت غصہ آیا۔ اور رات کے وقت لفافہ کاغذات کو دفتر تھانہ سے اُٹھایا اور مثل چاک کر کے کاغذات زمین میں دفن کر کے اوپر پیشاب کر دیا۔ صبح کو جب ہیڈ محرر بیدار ہوا اور مثل کے واقعہ سے خبردار ہوا تو اس نے کاغذات دریدہ و دفن کردہ کو برآمد کیا۔ اور ایک لفافہ میں بند کر کے اپنی رپورٹ کے ساتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

انکوائری ہونے پر عورت مذکور نے بتلایا کہ بار بار کی ہیرا پھیری سے تنگ آکر میں نے ہی یہ حرکت خود کی ہے۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ نہ رہیگا بانس نہ باجے بانسری۔ جب تک مثل موجود ہے بھاگ بھاگ کر کتوں کی موت مرنا پڑیگا۔ جس جس نے یہ حالات سُنے اُسی نے تھانہ نروانہ کی بدنظمی کی مذمت کی اور مضحکہ اُڑایا۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ نے بتلایا کہ ہم نے جب سب انسپکٹر تھانہ نروانہ کو اس کے ماتحتوں پر کنٹرول کی تلقین کی تو اُس نے یہ عذر پیش کیا کہ امبکا پرشاد ہیڈ کانسٹبل سردار نتھو لال صاحب ناظم کا اور محسن علی ڈاکٹر کریم الدین صاحب کا رشتہ دار ہے۔ ان کے ساتھ ان کے تعلقات لحاظ داری ہیں۔ اس لیئے میں ان دونوں کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے یہ حالات رپورٹ ملاحظہ تھانہ میں لکھے اور صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں زبانی بھی عرض کیئے آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ تب آپ افسر ہونے کے قابل نہیں۔

سازش گئو کشی اور تمام بد انتظامی کا ذمہ دار اگر کسی کو قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ سب انسپکٹر صاحب تھے۔ وہ اپنے ماتحتوں پر حسب ضرورت کنٹرول نہیں رکھ سکتے تھے۔ صرف اس لیئے یہ انتہائی ناخوشگوار

واقعات عدم سے وجود میں آئے۔

میری رپورٹ پر سب انسپکٹر صاحب تھانہ نزوانہ معطل اور اسی طرح ابکاپرشاد و محسن علی اور شادی رام وغیرہ تنزل و تبدیل کیے گئے۔

اخبار تبلیغ لاہور نے اس مقدمہ میں اظہار خیالات کرتے ہوئے راقم اور بھگوانداس صاحب سب انسپکٹر کی بے رورعایت کارروائی کی تعریف لکھی۔ مگر چند جوشیلے ہندو محض اس وجہ سے میرے مخالف بن بیٹھے کہ میں نے ہندو ہوتے ہوئے ہندوؤں کی حسب منشا کام نہ کیا۔ اُن سے عرض کیا گیا کہ انصاف کا کوئی مذہب نہیں ہے ؎

لے آتا ہے دریا سے وہی گوہر مقصود
طوفاں کے ستم سے جسے ڈرنا نہیں آتا

سی آئی ڈی کی مخالفت

ہے خاک لطف جینے کا اور سکھ کے برن کہاں ؎
جب کشمکش کی آگ لگی ہو دیار میں

یہ ایک برہنہ حقیقت ہے کہ سو میں سے بمشکل تمام پانچ اصحاب ایسے ہوتے ہیں جو فطرتاً رشوت ستانی سے متنفر ہوں۔ اور جو ایسا ہوگا بھی وہ دوسرے کو ایسی بدعادت کا مرتکب ہوتے دیکھکر قدرتاً برداشت نہ کر سکے گا۔ یہی حال میرا تھا۔ میرے خیال کے بموجب اگر کسی انسان سے بُرے سے بُرا فعل سرزد ہو سکتا ہے تو وہ رشوت ستانی ہے بسمت ۱۹۸۱ و ۱۹۸۲ میں ایک صاحب سشن جج اور ایک ناظم صاحب کے خلاف شکایات رشوت ستانی کی میں نے تکمیل کی۔ دو تین صاحبان مجسٹریٹ ایک گزٹیڈ آفیسر پولیس چار پانچ سب انسپکٹر صاحبان و دیگر ملازمین پولیس و چند دیگر صیغہ جات کی نسبت رشوت و خیانت کے مقدمات چلا کر عدالت سے اُن کے کیے کو پہنچایا۔

علاوہ ازیں ہمچوں قسم کے کئی مقدمات سی آئی ڈی میں زیر پڑتال تھے۔ اکثر ملازمان اپنی پول کھُلنے اور اپنے اعمال کی سزا پانے سے پہلے ہی راہ فرار اختیار کر لیتے۔ رشوت کی روز افزوں

ترقی کے وجوہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو جہانتک میرے تجربہ میں آیا ہے یہ ہیں کہ افسران عموماً ایک دوسرے کے افعال کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ رشوت خواروں کی شکایت کرنا ان کے لئے گناہ کبیرہ ہے۔ سی آئی ڈی کو رشوت خوروں کی رشوت خوری کا الہام تو ہوتا ہی نہیں۔ تھوڑی بہت بات پیدا ہو تو پھر پورے معاملات کا سُراغ سی آئی ڈی نکال لینے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔ جن اشخاص کے خلاف مقدمات رشوت تکمیل کئے گئے ان کے لواحقین تو دشمن جان ہونے ہی تھے۔ مگر دیگر ملازمین پولیس اضلاع و دیگر صیغہ جات بھی سی آئی ڈی کے ملازمین سے سخت نفرت اور حسد کرنے لگے۔ اس نفرت نے یہاں تک زور پکڑا کہ اگر اس صیغہ کا کوئی ملازم کسی دوسرے ضلع میں کسی خفیہ پڑتال کے لئے جاتا تھا تو صیغہ پولیس اور دیگر صیغوں کے ملازم آپس میں مشورہ کر کے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیتے تاکہ وہ اس کا پتہ لگائیں کہ یہ یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ ایسے حضرات ملازم صیغہ سی آئی ڈی کی نقل و حرکت پر ہی نگاہ نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اس کے خلاف سخت پروپیگنڈا کرنے لگ جاتے۔ اور اس طرح سے صیغہ ہذا کے کارکنوں کے خلاف سخت مشکلات پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ صیغہ ہذا کے خلاف ایک عام جذبہ ناراضگی پیدا ہوتے دیکھ کر ۲۹ ر اسوج سمت ۱۹۸۲ کو راقم نے صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی کہ اگر یہ مشکلات اسی طرح بڑھتی گئیں اور ان کا سدباب نہ کیا گیا تو ہمارے سب کے سب کاروبار معطل ہو جائیں گے۔ میری ناچیز رائے میں ہوم منسٹر صاحب بہادر جملہ ناظم و سپرنٹنڈنٹ صاحبان اضلاع کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی دعوت دیں جس میں انسپکٹر جنرل صاحب معہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی شامل ہوں۔ تو اس میں مرتشی و بدنام افسران کی نسبت ڈس کس کر کے معلوم کیا جائے کہ کون کون افسران و ملازمین راشی ہیں۔ ناظم اور سپرنٹنڈنٹ صاحبان اضلاع سے کوئی بات یا کسی ملازم کا حال چھپا نہیں رہ سکتا۔ مرتشی ملازمان کو بھی وہ جانتے ہیں۔ ان کی امداد سے سی آئی ڈی سے ان مقدمات کی تکمیل کرائی جائے۔ براہ راست اگر تفتیش کرائی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ خاطر خواہ نہیں ہوتا۔ بلکہ سی آئی ڈی کی انتہائی مخالفت ہوتی ہے۔ اور ایسی مخالفت سی آئی ڈی کے لئے مزید مشکلات پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا مقصد

اس طرح حاصل نہیں ہو سکتا - صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی نے راقم کی یہ رپورٹ ہوم منسٹر صاحب کی خدمت میں باتفاق رائے پیش کی - اس رپورٹ کا مجھے معلوم نہیں کیا انجام ہوا -

چونکہ سی آئی ڈی نے وفاداری سرکار اور ملازمین و عام پبلک کے چال چلن کی غور و پرداخت و اصلاح کا بمنشاء حکم شاہی نہایت تقویت و استقلال کے ساتھ بیڑہ اٹھایا تھا - اس لئے ان ایام میں بداطوار اشخاص نے سی آئی ڈی کی مخالفت کرنا ہی اپنا فرض اولین سمجھ لیا - حتیٰ کہ پرائیویٹ محفلوں جلسوں اور بازاروں میں ملازمان سی آئی ڈی کو طرح طرح کے دباؤ دیکر مرعوب کرنا شروع کر دیا گیا - اکثر اہلکاران و افسران علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ تمہیں اپنی وفاداریوں اور کارگذاریوں کا کبھی ایسا پھل ملیگا جو یاد کرو گے - ہم لوگ ہنس کر جواب دیا کرتے ؎

فرض ہے جن کو جاں سے پیارا مرنے سے کب ڈرتے ہیں
فرض کی خاطر جان بھی جائے گردن آگے کرتے ہیں

پنڈت جیون لال صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کا مستعفی ہونا

۲۷ مگھر ۱۹۸۲ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء سی آئی ڈی کے سپرنٹنڈنٹ پنڈت جیون لعل صاحب متو اپنی ملازمت سے مستعفی ہو گئے راقم نے ان سے چارج حاصل کیا اور بعد ازاں سردار حضور آسنگھ صاحب ڈھلوں سینیر سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی نے اس عہدہ کا چارج مجھ سے لے لیا -

دربار دربار بسنت پنچمی

۶ ماگھ سمت ۱۹۸۲ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو دربار بسنت پنچمی منعقد فرمایا گیا - ہز ہائینس مہاراجہ صاحب الور بھی بطور مہمان رونق افزائے پٹیالہ تھے - چنانچہ اس دربار گہربار میں مہاراجہ صاحب بہادر الور بھی شریک ہوئے - دو تاجداران کا اس طرح سے ایک قومی تہوار پر اجتماع بے حد مسرت اور رونق کا باعث تھا - لوگ دور دور سے درشنوں کو آئے - جلوس سواری اور ہجوم کے دیکھ بھال کے انتظام کی ذمہ واری راقم کی بھی تھی - مالک ملک و آقائے نعمت کا اقبال شامل حال تھا - یہ تقریب بمسرت و کامیابی تمام

سرانجام پائیں۔

ڈوگ شو کی چہل پہل

ڈوگ شو کے لئے ۲۰ ماگھ سمت ۱۹۸۲ تاریخ مقرر تھی۔ یہ مغربی شوق بیحد دلچسپی کا موجب ہے۔ خاص پٹیالہ میں اس کے لئے شاہی انتظامات کئے گئے۔ دور دور سے یورپین افسران ذی رتبہ سرداران عجیب عجیب اور طرح طرح کے کتے لیکر اس موقعہ پر ڈوگ شو میں شریک ہوئے۔ مغربی جو کام کرتے ہیں مکمل کرتے ہیں۔ کتوں کی نگہداشت خوراک تربیت اور ان کی مختلف نسلیں دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ فن کس درجہ تک پایۂ کمال کو پہنچایا گیا ہے۔ میں بھی فرائض پولیس انجام دینے کے لئے سپیشل ڈیوٹی پر مامور کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر مسٹر نیوتین صاحب سابق انسپکٹر جنرل پولیس بھی تشریف لائے تھے۔ پرانے جذبات عقیدت نے باوجود سخت عدیم الفرصتی کے حصول نیاز کے لئے طبیعت کو بے چین کیا۔ موقعہ نکال کر نیاز حاصل کیا۔ صاحب موصوف نہایت لطف وکرم سے پیش آئے۔ فرمایا کہ ہم خوش ہیں کہ آپ ہماری عدم موجودگی میں بھی کارسرکار اُسی وفاداری سے انجام دے رہے ہیں۔

ایک مجسٹریٹ کیخلاف مقدمات رشوت ستانی

سردار شمشیر سنگھ صاحب مجسٹریٹ مونک کے خلاف رشوتِ ستانی کی افواہیں اُڑنے پر راقم کے نام ٹرائل کے احکام جاری ہوئے۔ ایک ماہ کامل سرگرم تفتیش رہکر ان کے خلاف زیر دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند چند مقدمات کی تکمیل کی۔ اجلاس خاص سے حکم ہوا کہ مجسٹریٹ مذکور کو معطل کر کے حاضر ضمانت لے لی جائے۔ اور راقم ہی استغاثہ جات اِنکے خلاف عدالت میں پیش کرے چنانچہ ۲۲ پھاگن سمت ۱۹۸۲ کو تین استغاثہ محکمہ نظامت پٹیالہ میں پیش کئے گئے۔ علاوہ ازیں عدالت صاحب مجسٹریٹ مونک میں برخلاف سردار مہان سنگھ والد سردار شمشیر سنگھ مجسٹریٹ مذکور تین استغاثہ زیر دفعات ۱۶۲ و ۱۶۳ تعزیرات ہند پیش کئے گئے۔ کیونکہ آپکے خلاف بھی

لوگوں سے اپنے بیٹے کے نام پر رشوت ستانی کے الزامات تھے۔ دورانِ تکمیل عدالتی میں پہلے سردار مہان سنگھ اور اس کے بعد سردار شمشیر سنگھ کا اکلوتا بیٹا انتقال کر گئے۔ جس سے سردار شمشیر سنگھ کو سخت صدمہ گذرا۔

اہلکاران ریاست نے ازراہِ ترحم اِن کو سزا سے معاف رکھا۔ گو دُنیاوی عدالت نے سزا سے درگذر کیا۔ لیکن سردار صاحب موصوف کیلئے قدرت کی سزا سخت عبرتناک تھی ؎

زوالِ جاہ و دولت میں بس اتنی بات ہے اچھی
کہ دُنیا کو بخوبی آدمی پہچان جاتا ہے۔

ایک راشی سب انسپکٹر پولیس کا عبرتناک انجام

بماہ پھاگن سمت ۱۹۸۲ تلوک سنگھ سب انسپکٹر پولیس کے خلاف چند مقدمات رشوت ستانی تکمیل کر کے عدالت نظامت پٹیالہ میں پیش کئے۔ دورانِ تکمیل میں سب انسپکٹر مذکور بخوف سزا مفرار ہو گیا انگریزی علاقہ سے بروئے قانون حوالگی تجرمان منتقل نہیں ہو سکتا تھا۔ حسب دفعہ ۵۱۲ ضابطہ فوجداری تکمیل عدالتی ہو کر امثلہ داخل دفتر کی گئیں۔ جب کبھی حدود ریاست میں ہوگا گرفتار ہو کر سزا پائے گا ؎

رشوت سے لوگو صاحبِ عزت ذلیل ہے۔ سونا بھی ہو اگرچہ تو لوہے کا کیل ہے

انڈین ہاکی ٹورنمنٹ پٹیالہ

۱۲ تا ۱۷ اپریل ۱۹۲۷ء پٹیالہ پولیس اور فوج کے مابین ہاکی میچ تھا۔ ۱۶ اپریل کو کرکٹ گراؤنڈ پٹیالہ میں میچ ختم ہونے پر سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج دو پہاڑی ریاستوں کے تاجداران کے ساتھ شاہی کار میں تشریف فرما ہوئے۔ سکار کھڑی کی گئی۔ حسنِ اتفاق کہئے یا میری خوش قسمتی میں بھی اسی جگہ پر موجود تھا۔ حضور ممدوح الشان کو آدمی کو پہچاننے میں کمال حاصل ہے۔ غلام کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور طلب فرمایا۔ قریب پہنچکر

غلام کورنش طبجالایا۔ مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے تمہیں دیر کے بعد دیکھا ہے۔ اب کہاں ماموہو خادم نے عرض کیا کہ نارنول سے حال ہی میں تبدیل ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ رؤسا ہمراہی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ شخص ظاہراً صورت میں مسکین سا معلوم ہوتا ہے مگر بڑا قابل اور دلیر پولیس افسر ہے۔ اس کو کوئی اہم اور سنگین تفتیش سپرد کی جائے پھر اس کی بہادری۔ دلیری اور ہوشیاری کا پتہ چلتا ہے۔ بال کی کھال اُتار لیتا ہے۔ اور لطف یہ کہ دیانت دار۔ اور خواہ کسے باشد سرکاری کام میں رعایت مروّت چھو نہیں گئی۔ اصلیت بے کم و کاست نکال لیتا ہے۔ ہمنے مقدمات ہردت سنگھ و بسنت سنگھ میں اس کی کارگذاریاں ملاحظہ کی ہیں۔ غلام نے نہایت عجز و ادب سے عرض کیا جن مقدمات کا حضور پُرنور نے ذکر فرمایا ہے۔ ان میں جو تین لاکھ روپیہ کا مال برآمد ہو گیا۔ یہ محض حضور والا کے اقبال کا ہی کرشمہ تھا۔ ورنہ کیا میں غریب حضور کا غلام غلامان کہاں بسنت سنگھ و ہردت سنگھ ایسے اہلکار جنگی ہوا سے پولیس گھبرائے ان کا نام تک لیتے ہوئے خوف کھائے۔ حضور نے جو غلام کی قدر اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے اس کے لئے یہ غلامِ غلامان سراپا تشکر گذار ہے۔ اس کے بعد بندگان حضور نے سردار امریک سنگھ صاحب سردار صاحب ڈیوڑی معلےٰ کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ہاں یہ کہا کرتے ہیں کہ تم اُردو کے اچھے مضمون نگار بھی ہو۔ تمہاری ضلع نارنول میں ماموری کے زمانہ کی ہمکو یہ باتیں سُنایا کرتے ہیں کہ وہاں تم خوب مضمون نویسی کیا کرتے تھے۔ خاکسار نے دست بستہ عرض کیا کہ جب سردار صاحب ڈیوڑی معلےٰ نارنول میں سب انسپکٹر پولیس تھے۔ خاکسار بھی وہیں پولیس میں موجود تھا۔ پولیس ریاست جے پور سے اکثر اوقات تفتیش میں کھوجوں پر باہم بحث و تکرار ہو جایا کرتا تھا۔ ریاست جے پور کے افسران پولیس عہدنامہ ریاستین کے بموجب کھوج کی نوعیت سے اکثر انکار ہی کر دیا کرتے تھے۔ اسی سلسلہ تکرار میں ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے بسود دلائل سے لبریز خط و کتابت اس زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ اُسے سردار صاحب مضمون نگاری کا درجہ دیتے ہیں۔ یہ سردار صاحب کا حسنِ ظن ہے۔ ورنہ حضور کا یہ خادم تو

معمولی تعلیم یافتہ ہے۔ باوجود اس اقرار ہیچمدانی کے سرکار والا نے ارشاد فرمایا۔ نہیں تم بہت اچھا لکھنا جانتے ہو۔ اس لئے تم ہمیں مضمون لکھ کر دکھاؤ۔ کوئی مضمون طیار کرو اور کل خود لیکر موتی باغ پہونچو۔

غلام نے عرض کیا کہ غلام کو یہ بھی تو حکم ہو کہ کس قسم کا کس بات پر مضمون طیار کروں۔ ارشاد ہوا کہ تم اس ہاکی میچ پر ہی مضمون طیار کر کے پیش کرو۔ غلام دست بستہ بہ تعظیم جھکا۔ اور تعمیل حکم حضور کے بجالانے کا وعدہ کیا۔ کہ جیسا ارشاد خداوندی ہے۔ اس کی تعمیل بسر وچشم کر کے بندگان حضور کی خدمت میں کل پیش کرونگا۔ اس کے بعد جناب ہوم منسٹر صاحب۔ سردار حضور آسنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس۔ سردار صاحب ڈیوڑی معلےٰ نے بھی تاکیداً فرمایا کہ ارشاد والا کی تعمیل ضرور کرنا۔ اور رخصت ہوتے ہوئے حضور والا نے بھی زبان گوہر فشان سے مکرر ارشاد فرمایا۔ کہ مضمون طیار کر کے کل ضرور لانا۔ لنچ پر حاضر ہونا۔ چونکہ راقم اس ہاکی کھیل کے مراتب سے ناواقف تھا۔ اس لئے اس کھیل کے ایک دو کھلاڑیوں سے کچھ واقفیت پیدا کی اور مضمون لکھکر اگلے روز مقررہ وقت پر ایوان موتی باغ میں حاضر ہوا۔ جونہی کہ میں حاضر ہوا سردار صاحب ڈیوڑی معلےٰ نے استفسار فرمایا کہ مضمون طیار کر لائے ہو۔ جس کا جواب خاکسار نے اثبات میں دیا۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ لاؤ بھائی میں سرکار میں پیش کر دوں۔ اسی دوران میں سردار حضور آسنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس بھی تشریف لے آئے۔ موصوف نے فرمایا مضمون اگر طیار ہے تو مجھے دیدو۔ اور کسی کو نہ دینا۔ میں سرکار والا کے حضور میں تمہارا مضمون پیش کروں گا۔ میرے لئے مشکل تھا کہ میں کیا کروں۔ غور کے بعد مضمون مذکور اپنے افسر اعلےٰ سردار حضور آسنگھ صاحب ڈھلوں کے حوالہ کرنا مناسب سمجھا۔ سردار صاحب نے مضمون سنبھالا۔ اور جب حضوری میں جانے لگے تو مجھے فرماتے گئے کہ آپ باہر بیٹھ جائیں اگر سرکار نے آپ ہی کو یاد فرمایا تو اندر بلا لیا جاوے گا۔ چنانچہ میں وہیں ٹھیر گیا۔ ڈھائی بجے

کے قریب اے ڈی سی باوردی میرے پاس آئے اور کہا کہ سرکار عالی نے آپ کو طلب فرمایا ہے۔ میں ہمراہ ہولیا وہ مجھے کمرہ لینچ میں لے گئے۔ جہاں سرکار ذی الاقتدار چند شاہی مہمانوں کے ساتھ لینچ تناول فرما رہے تھے۔ جب سرکار والا کی نگاہ مبارک اس ذرہ حقیر پر پڑی ادب آداب بجالایا۔ حضور نے شاہانہ شفقت اور خندہ پیشانی سے ارشاد فرمایا آگے آجاؤ۔ ہماری پیشی میں تم ڈرتے کیوں ہو۔ کرسی لے لو اور بیٹھ جاؤ۔

تعمیل حکم شاہی میں میں فی الفور آگے بڑھکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ارشاد شاہی پر سردار صاحب ڈیوڑھی معلے بلائے گئے۔ مضمون دے کر فرمایا کہ سناؤ۔ موصوف نے میرا وہ مضمون پڑھنا شروع کیا۔ صاحب موصوف جب کل مضمون پڑھ چکے تو حضور والا نے بمسرت تمام اظہار خوشنودی فرمایا۔ اس کے بعد حضور پُرنور مہاراجہ صاحب نے فرمایا۔

حضور سرکار عالی۔ تم کتنے عرصہ سے پولیس میں ملازم ہو۔

غلام۔ تیس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔

حضور۔ پہلے کسی اور صیغہ میں بھی ملازمت کی تھی۔ یا ابتدا سے ہی اسی صیغہ میں ملازم ہو۔

خادم۔ حضور والا۔ ابتدا سے ہی اسی صیغہ میں بطور ہیڈ کانسٹبل بھرتی ہوا تھا۔ اس غلام کا والد اور دادا بھی اسی صیغہ میں ملازم تھے اور اسی میں اپنی عمریں گذار گئے۔

حضور۔ تمہارا لڑکا اب کہاں ہے۔

غلام۔ ریاست گوالیار میں ہے۔ اور سب انسپکٹر پولیس ہے۔

حضور۔ یہ کیا وہ وہاں کیوں چلا گیا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ یہاں پولیس کا سب انسپکٹر ہوتا۔ جس کے باپ دادا یہیں ملازم رہے ہوں۔ وہ دوسری جگہ کیوں جائے۔

غلام۔ حضور والا۔ وہ بھی یہیں ملازم تھا۔ اور ابھی ہیڈ کانسٹبل تھا۔ مگر شرابنوشی کے قصور میں یہاں سے برخاست ہو گیا۔ اور سردار امریک سنگھ صاحب نے ہی جب آپ انسپکٹر جنرل پولیس تھے اُسے برخاست کیا تھا۔

حضور۔ تمہارا اور بھی کوئی لڑکا ہے۔
غلام۔ ایک ہے مگر وہ آنکھوں سے نابینا ہے۔ ان کلمات نوازش کے بعد سری سرکار والا سردار امریک سنگھ صاحب کی طرف مخاطب ہوئے۔ ارشاد والا ہوا۔
حضور۔ امریک۔ تم کہا کرتے ہو کہ جب میں نارنول میں تعینات تھا تو یہ مجھے کہا کرتا تھا کہ تم سب انسپکٹری پولیس کے ناقابل ہو۔ بلکہ تم کو پولیس کا کام ہی نہیں آتا۔ وہ کیا بات ہے۔ سردار صاحب ڈیوڑھی معلے ارشاد مبارک سن کر خاموش ہو گئے۔ سرکار عالی نے یہ سوال دوبارہ ارشاد فرمایا۔ تب سردار صاحب ڈیوڑھی معلے مجھسے مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ لالہ شب چند یہ وہ بات ہے تم نارنول میں مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تم تھانہ داری کیا کرو گے۔ خاک۔ جب تمہاری طبیعت بیحد نرم ہے۔ راقم نے اپنے دماغ کی پوری طاقت صرف کر کے یہ واقعہ یاد کیا۔ یاد آگیا۔ تو عرض کیا۔ حضور والا۔ جب سردار صاحب بعہد مسٹر وار برٹن صاحب سب انسپکٹر پولیس بھرتی ہوئے اور نارنول تعینات ہوئے۔ تو غلام اُس وقت ہیڈ اوّل کے درجہ پر تھا۔ میں نے خیال کیا۔ تو مجھے ثابت ہوا کہ سردار صاحب کی طبیعت نہایت ہی نرم واقعہ ہوئی ہے۔ آپ حالانکہ نوجوان تھے اور وہ عمر بالکل بے پرواہ لاؤ بالی کی ہوتی ہے۔ سردار صاحب کے والد ماجد سردار امر سنگھ صاحب دیوان نے آپکے ساتھ اپنا ایک قدیمی ملازم ٹھاکر داس آپ کی خدمت کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس زمانہ میں جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ غلام نارنول میں تعینات تھا ہی۔ یک جائی اور میل ملاقات سے باہم تعلقات ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ سردار صاحب اور غلام میں بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپ مجھ سے پولیس کے متعلقہ کام کاج سیکھنے لگے۔ آپ کا وہ قدیمی ملازم اکثر اوقات کسی نہ کسی بات پر بگڑ جاتا اور ناراض ہو کر آپ کو دھمکانے لگتا۔ یوں تو آپ کی شرافت و نجابت کی ایک ادنےٰ دلیل ہے کہ آپ نوکر کی سختی اس کی دیرینہ ملازمت کی وجہ سے برداشت کر جاتے ورنہ ملازم کی ہستی

ہی کیا ہے کہ آقا کو ڈانٹ دے۔ مگر نہیں آپ سہم جاتے اور خود رونے بیٹھ جاتے۔ ایسے واقعات اگر میری موجودگی میں واقعہ ہو جاتے تو میں کہہ اُٹھتا کہ واہ سردار صاحب آپ خاک تھانہ داری کریں گے۔ کہ آپ اپنے ہی نوکر کے آگے رونے بیٹھ جاتے ہیں۔ پولیس کی تھانہ داری وہ کرے جس کا رعب داب ایسا ہو کہ جہاں کھڑا ہو وہاں کی زمین لرز جائے نہ کہ گھر کے نوکر سے آقا کے اوسان خطا ہوں اور معصوم بچوں کی طرح ذرا سی بات پر رونے لگے یہ بات تھی جو سردار صاحب نے یاد رکھی ہوگی اور اس کا ذکر بادشاہ کے دربار میں کر دیا ہوگا جب میں نے یہ سرگذشت عرض کی۔ سرکار عالی وقار قہقہہ مار کر ہنسے۔ یہی ذکر اذکار ہو رہے تھے کہ ایک اے ڈی سی نے آ کر دست بستہ سرکار گردوں وقار کی خدمت میں عرض کی کہ دیوان سر دیا کشن کول صاحب تشریف لائے ہیں۔ سرکار والا کی توجہ سامی اُدھر متوجہ ہوئی غلام نے ادب و تعظیم شاہی میں زمین دوز سلام کیا اور واپسی کے ارادہ سے شاہی محلات سے نکلنے لگا۔ تو حضور ممدوح نے فرمایا کہ ایک مضمون اور تیار کر کے کل کو بھی لانا۔ چنانچہ خاکسار نے دوسرے روز کے لئے بھی ایک اور مضمون جیسا کہ میں لکھ سکتا تھا طیار کر لیا اور مضمون لئے ہوئے اگلے روز بھی حضور میں پیش ہونے کے لئے موتی باغ میں پہونچ گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ سرکار والا کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ مضمون سردار صاحب ڈیوڑھی معلےٰ کے حوالہ کر دیا۔ سرکار حضور کی اس ذرہ نوازی پر مجھے ہمیشہ فخر و ناز رہیگا۔

ع ہے بندہ پروری سے زمانہ میں برتری
ذرّہ نوازیوں سے ہے اجلال آفتاب

چونکہ یہ ہر دو مضمون بارگاہ شاہی میں پیش ہونے کی وجہ سے خاص وقعت رکھتے ہیں۔ اس لئے قلم انداز نہیں کئے جا سکتے۔ بطور یادگار ذیل میں درج کرتا ہوں

کیفیت اوپن ہاکی ٹورنمنٹ پٹیالہ

باقبال آقائے نامدار سر حضور
۱۰۸ اٹل پرتاپی مہاراجہ صاحب بہادر

ادھیراج مہندر بہادر آجکل پریڈ گراؤنڈ افواج ہیں جو ایک وسیع میدان ہے۔ نہایت شاندار اور دلچسپ نظارہ دیکھا گیا۔ جس کی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے :-

یہ امر بخوبی روشن ہے کہ سرکار حضور ۱۰۸ کے مبارک عہد میں بقول شاعر ؏

ہماری آنکھوں نے بھی تماشے عجب عجب انتخاب دیکھے

رعایا۔ ریاست اور ملازمین نے ایسے مردانہ کھیل اور طرح طرح کے دلچسپ نظارے اور فائدہ رساں نمائشیں جو اس مبارک عہد میں انکو دیکھنا نصیب ہوا کبھی کانوں سُنی بھی نہ تھیں۔ حضور پُرنور کی اس فیاضی رعایا پروری کی دھاک تمام ہندوستان میں پڑ گئی ہے۔ ہاکی ایک نہایت مردانہ اور مقبول عام ورزشی کھیل ہے جو ایک چمڑے کی سفید گیند اور ایک خمدار لکڑی (ہاکی سٹک) پر محدود ہے۔ دو پارٹیوں میں گیارہ گیارہ جوان میدان مقابلہ میں آتے ہیں اور گراؤنڈ کے ہر دو طرف لکڑی کے دو گول پول لگائے جاتے ہیں۔ گیند کو میدان میں چھوڑ کر دونوں پارٹیاں اپنی قوت آزمائی کرتی ہیں۔ پول کے اندر گیند داخل ہونے پر ہار جیت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ امسال بارہ ۱۲ ٹیمیں ٹورنمنٹ مذکور میں داخل ہوئیں۔ جن کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک حصہ میں پلٹن ۱ کامیاب ہو کر فائینل میں آ چکی ہے۔ دوسرے حصہ میں صیغہ پولیس کا تعلق ہے اس کی تفصیل عرض کیجاتی ہے۔ سب سے پہلے صیغہ پولیس کے ممبران ہاکی ٹیم سے آپ کو انٹروڈیوس کراتا ہوں۔

۱ سردار انوپ سنگھ جی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ۲ آسا سنگھ سب انسپکٹر صاحب۔ ۳ نرنجن سنگھ بی اے سب انسپکٹر صاحب۔ ۴ گورنجن سنگھ ہیڈ کانسٹبل اوّل ۵ ہردیال سنگھ ہیڈ کانسٹبل دوم۔ ۶ کرتار سنگھ ہیڈ کانسٹبل۔ ۷ ہزارا سنگھ ۸ لشن سنگھ۔ ۹ محمد شریف۔ ۱۰ دیسراج ۱۱ مل سنگھ کانسٹبلان۔ یہ پولیس ٹیم اسی سال سردار حضور اسنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس کی توجہ اور دلچسپی سے تیار ہوئی ہے۔ لیکن یہ سب ملازمین پولیس صرف ہاکی ٹیم کے لئے ریزرو نہیں رکھے گئے

دن رات اپنے اپنے فرائض منصبی بھی انجام دیتے ہیں۔ تاہم آپ ان کے کرتب دیکھکر حیران رہ جائیں گے۔ اور فوجی ممبران جنکو ان پولیس والوں کے ہاتھ لگ چکے ہیں ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے۔

۱۲ر اپریل ۱۹۲۷ء کو ۵½ بجے شام کے پولیس ٹیم کا پہلا میچ ملٹن نمبر ۳ سے شروع ہوا جو خاتمہ پر پولیس ٹیم نے چار گول حاصل کئے۔ فوجی ٹیم ملٹن نمبر ۳ نے سارا زور لگا کر بمشکل ایک گول حاصل کیا۔ گویا ملٹن نمبر ۳ تین گول پر ہار گئی۔ اس فوجی ٹیم میں صوبیدار عبداللطیف صاحب۔ جمعدار اننت سنگھ صاحب۔ ولی محمد کلرک پروفیشنل پلیئر ہونے کی وجہ سے ترقی یافتہ اول درجہ کے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے اور پولیس ٹیم کے چند ممبران زخمی بھی ہوئے مگر اقبال چودھری نے پولیس کی عزت افزائی فرمائی۔ حاضرین نے متواتر جیر زسے پولیس کی خلاف توقع جیت پر نعرہ ہائے تحسین و آفرین بلند کئے۔ میں نے بھی انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کی خدمت میں فوراً مبارکباد عرض کر کے یہ شعر پڑھا۔ کہ

دیکھا اللہ ہے چھوٹوں کو بڑائی دیتا

آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

جنرل صاحب نے فرط خوشی سے فوراً مجھ سے ہاتھ ملایا اور تھینکس ادا کیا۔ اور سردار انوپ سنگھ جی کیپٹن ٹیم کے ساتھ بھی ہاتھ ملا کر مبارکباد اور شاباش ساری ٹیم کو دی اس کے بعد ۱۴ر اپریل کو ہی پولیس ٹیم کا ہاکی میچ ملٹن ۲ سے ہوا۔ اس میں بھی پولیس دو گول پر کامیاب ہوئی۔ اس ٹیم کو ملٹن ۳ کی ٹیم سے افضل تر شمار کیا جاتا تھا۔ لفٹیننٹ شیر سنگھ صاحب صوبیدار مہر سنگھ صاحب وغیرہ اس میں مشہور کھلاڑی مانے جاتے تھے۔

تیسرا میچ ۵½ بجے شام کے آج ملٹن ۲ سے ہوا جو یہ ٹیم کل ٹیموں سے دوسرے نمبر پر شمار ہوتی ہے۔ کیپٹن سردار گوردیال سنگھ صاحب۔ حوالدار جیون سنگھ۔ لفٹننٹ گورچرن سنگھ اس ٹیم میں مشہور اور اعلےٰ پایہ کے کھلاڑی خیال کئے جاتے تھے۔ مگر

شری ۱۰۸ اٹل پرتاپ جی کے اقبال سے سوا گھنٹہ تک بڑے جوش و خروش کے ساتھ کھیلنے کے بعد پولیس ٹیم نے ہی دو گول حاصل کئے پلٹن نمبر ۲ ایک گول بھی نہ اُتار سکی پولیس ٹیم کے لئے حاضرین کے نعرہ ہائے تحسین و آفرین سے زمین و آسمان گونج اُٹھے فوجیوں کی شکست سے فوجی حلقوں میں ندامت و افسوس کا اظہار ہو رہا تھا۔ انسپکٹر جرنل صاحب پولیس کو لوگ مبارکباد دے رہے تھے۔ خاتمہ کھیل پر سرکار حضور ۱۰۸ اٹل پرتاپ جی تشریف فرما ہوئے۔ شاہی کار کے نظر آتے ہی تمام حاضرین جذبہ خوشی سے اُدھر کو دوڑ پڑے۔ افسران ذمہ وار نے کھیل کی کیفیت بارگاہ عالی میں گذارش کی سرکار حضور نے بکمال مہربانی تفصیلات سُن کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ کل ۴ بجے شام کے فائنل میچ کرکٹ گراؤنڈ بارہ دری مبارک میں ہوگا جس میں آقائے نامدار شاہ عالی وقار بھی تشریف فرما ہونگے۔ اقبال شاہی سے پولیس کو کامیابی کی امید ہے۔ پولیس ٹیم کو انسپکٹر جرنل صاحب نے ٹھنڈی طبیعت سے کھیلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تینوں پلٹنوں کی ہار دیکھکر آیندہ مقابلہ میں آنے والی ٹیم پلٹن نمبر ۱ کو اپنی شکست کا خیال اور خوف ابھی سے پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ کل سے ہی کئی قسم کے منصوبے اور چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ لہذا یہ کیفیت ارشاد شاہی دولت پناہی کی تعمیل میں لکھکر پیش کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ۳۲ بیساکھ سمت ۱۹۸۲

آج پُر فضا مشہور کرکٹ گراؤنڈ

کیفیت نمبر ۲ اوپن ہاکی ٹورنمنٹ پٹیالہ کا فائنل میچ

باغ بارہ دری مبارک پٹیالہ میں مشہور و معروف ٹیم پلٹن نمبر ۱ کے ساتھ پولیس کی نو آموز ٹیم کا ہاکی میچ ہوا۔ پہلے تین روز متواتر پلٹن ہا نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے ساتھ کھیل کی اجمالی کیفیت کل کی کیفیت میں عرض حضور ہو چکی ہے

یہ میچ ۵½ بجے شام ہزارہا اشخاص کے مجمع میں اعلےٰ افسران فوج و پولیس و اہلکاران

ذی وقار کے سامنے شروع ہوا۔ منتظمانِ میچ کی جانب سے ہاکی کپ معہ تمغہ جات نمایاں طور سے ایک میز پر سجائے گئے تھے۔ اور تمام انتظام مکمل تھا۔ قسمت کے آخری فیصلہ کے لئے طرفین نے خوب دل کھول کھول کر اپنی اپنی ہمت اور طاقت کے جوہر دکھائے۔ لیکن آخری پالا فوجی ٹیم کے ہاتھ رہا۔

پولیس ٹیم جو ابھی تھوڑے عرصہ سے عالمِ وجود میں آئی جس کو نوزائیدہ بچہ کہا جائے تو ناموزوں نہ ہوگا۔ کہنہ مشق فوجی ٹیم کے مقابلہ کی تاب تو لائی لیکن کامیاب ہونا ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ جو ناکامیاب ہی رہی۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

پولیس ٹیم تین روز سے تازہ دم فوجی ٹیموں سے مقابلہ کر رہی تھی۔ اول تو تھکی ماندی اور زخمی ٹیم کے بالمقابل۔ لفٹنٹ دلیپ سنگھ صاحب۔ حضور اسنگھ کیڈٹ افواج جیسے مشہور و معروف دوڑنے بھاگنے والے کرنل گوردیال سنگھ صاحب۔ کپتان نرپال سنگھ صاحب لفٹنٹ جسونت سنگھ صاحب۔ جمعدار رپ دمن سنگھ صاحب۔ صوبیدار پورن سنگھ صاحب۔ حوالدار گوردیپ سنگھ کلرک جیسے مشہور ہاکی کھلاڑیوں کا ناکامیاب ہونا ذرا ٹیڑھی کھیر تھا۔ دوسرا بڑا راز پولیس ٹیم کی ناکامیابی کا سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج مہندر بہادر کے ان الفاظ میں پوشیدہ تھا۔ جو سری حضور جی نے کل پلٹن نمبر ۲ کے شکست کھانے پر افسرانِ فوج کو مخاطب فرماتے ہوئے زبانِ مبارک سے فرمائے تھے کہ "دیکھنا کل بھی فوج کو لاج نہ لگا دینا"۔ بظاہر یہ معمولی ارشاد تھا۔ لیکن اس ارشاد میں پرماتما کی شکتی کام کر رہی تھی۔ پھر یہ کب ممکن تھا کہ کامیابی کا سہرا اُس ٹیم کے سر نہ رہے جس کو مالک کا ڈر ہو۔

پولیس ٹیم کے واسطے پہلے تین دن کی کامیابی بھی کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ اور یہ

سب کچھ سرکار حضور پر جا پالک جی کے کرم شاہانہ کا ادنے کرشمہ ہے۔ ورنہ کجا رام راجم پیجائیں ٹیمیں فوج کی پُرانی ٹیموں سے پولیس کی نوزائیدہ ٹیم کا مقابلہ ہی کیا۔

حاضرین جلسہ خاتمہ میچ پر بموقعہ تقسیم انعامات ہزہائینس کی تشریف آوری کے عید کے چاند کی طرح منتظر تھے۔ لیکن خاص ضروریات کی بنا پر رونق افروزی ملتوی رہی اور بحکم شاہی تقسیم انعامات کی کارروائی راجہ گوردت سنگھ صاحب سابق وزیر اعظم کے دست مبارک سے عمل میں آئی۔ نہایت مسرت کا مقام ہے کہ ہزہائینس نے آئندہ ٹورنمنٹ افواج میں پولیس ہاکی ٹیم کو باقاعدہ شمولیت کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ہپ ہپ ہُرّے۔ ہپ ہپ ہُرّے۔ ہپ ہپ ہُرّے۔ بموجب ارشاد حضوری کیفیت گذارش ہے۔ ۴ ربیساکھ سمت ۱۹۸۳

پولیس میس کا افتتاح اور ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کی دعوت

۷ ربیساکھ سمت ۱۹۸۴ کا دن کس قدر مبارک اور سعید تھا۔ جبدن کہ پولیس میس کی افتتاحیہ رسم ادا ہونا قرار پائی تھی اور اسی روز شاہ ذوی الاقتدار کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

جس کے جملہ انتظامات پولیس لائین میں سردار حضور اسنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس کی زیر نگرانی نہایت اعلے پیمانہ پر انجام دیئے گئے۔ وقت مقررہ پر آقائے نامدار معہ خدم وحشم پولیس لائن میں رونق افروز ہوئے۔ جملہ ملازمان پولیس بادشاہ عالیجاہ کی آمد کی خوشی میں جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ گارڈ آف آنر پولیس کی مرتب ہوئی تھی ریویو کے بعد شاہ جمجاہ نے اپنے دست مبارک سے افتتاحیہ رسم ادا فرمائی۔ اور کافی عرصہ تک افسران پولیس سے متفرق سوالات فرماتے رہے۔ زاں بعد حضور ممدوح الشان ڈنر کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اہلکاران صدر۔ گزیٹیڈ افسران پولیس و دیگر متعلقہ اصحاب نے فخر شرکت طعام حاصل کیا۔

آقائے نامدار کی ذات بابرکات کے فیض سے پولیس لائن نقش باغ بہشت بنی ہوئی تھی۔ ہر وہ نظر جس نے اس مبارک ساعت کا لطف اٹھایا ہے۔ اور ہر وہ زبان جس کو شاہ منظفر سے شرف ہم کلامی حاصل ہوا ہے۔ کہہ رہی تھی ؎

رضواں سے کہے جاکے کوئی جھانک تو جائے

جو لطف یہاں پر ہے وہ جنت میں کہاں ہے

یہ ایک برہنہ حقیقت مسلمہ امر۔ اور روشن سچائی ہے۔ کہ والئی ملک کی کسی مقام پر موجودگی رونق۔ برکت۔ اقبال اور ترقی کا سنگ بنیاد ہوتی ہے۔ مگر جہاں مہاراجہ صاحب بہادر جیسی شخصیت تشریف فرما ہو۔ اُس جگہ کی قسمت کا اختر اوج اقبال پر درخشاں ہوتا ہے۔ وہ مقام اگر کاشانہ حزن وملال بھی ہو تو بھی کاخ کسریٰ کا نمونہ پیش کر دیتا ہے۔

ڈنر کے بعد پولیس نے حضور ممدوح الشان کی دلچسپیٔ خاطر کے لئے ایک مختصر ڈرامہ پیش کرنے کا اہتمام کیا تھا جو نہایت سرگرمی محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا تھا اور جس میں چیدہ چیدہ پولیس افسران نے خود ایکٹروں کا کام کر کے مہاراجہ صاحب بہادر کو محظوظ کیا تھا ڈرامہ ایک کامیاب ڈرامہ تھا۔ جو نہایت موزوں طور پر اختتام پذیر ہوا۔ دوران کھیل میں حاضرین وسامعین حضرات کی طرف سے بار بار چیرز دیئے گئے۔ جو اُن کی خوشنودیٔ طبع کا بیّن ثبوت تھے۔ اس ڈرامہ میں صیغہ پولیس میں پچاس سال قبل کا طریق عمل بصد خوبی ہدیۂ حاضرین کیا گیا تھا۔ چونکہ ڈرامہ مذکور کے ملاحظہ سے حضور والا شان نہایت محظوظ ہوئے تھے۔ اس لئے بیجا نہ ہوگا اگر اختصار کے ساتھ اُسے یہاں تحریر کر دیا جائے۔

چونکہ مصنف کتاب ہذا ڈرامۂ مذکور کا سٹیج منیجر تھا۔ اور اُسی نے مختصراً پلاٹ بندگان عالی کی خدمت بابرکت میں پیش ہو کر گذارش کیا تھا۔ اس لئے اس کا تذکرہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا



ڈرامہ

آج سے پچاش سال پہلے کی پولیس کا نمونہ

افرادِ ڈرامہ

یعنی

اسامیٔ - اعضائے - مجلس

معہ

اسمائے پولیس افسران جو بطور ایکٹر سرکار والا کی تفنن طبع کا باعث ہوئے

۱- پربھو مل ولد دیندیال بقال سکنہ سردولہ والہ - تھانہ سردول گڈھ مستغیث

بھگوانداس ہیڈ کانسٹبل -

۲- کانسٹبل پہرہ والہ - حیات خان کانسٹبل -

۳- ہیڈ محرر تھانہ - نذیر حسین ہیڈ کانسٹبل تھانہ صدر پٹیالہ

۴- سب انسپکٹر تھانہ سردولگڈھ - حبیب الرحمٰن خان -

۵- صوبیدار پنشنر - جگت سنگھ - ویتا سنگھ

۶- نمبرداران - گوربخش سنگھ ڈوانہ - بخشیش سنگھ ہیڈ کانسٹبلان -

۷- بدھو چوکیدار - راجہ رام کانسٹبل کوتوالی پٹیالہ -

۸- نتھو و نہال کانسٹبلان - فتح محمد ہیڈ کانسٹبل - نعمت علی ہیڈ کانسٹبل -

۹- سوار چھاؤنی - جیوا سنگھ ہیڈ کانسٹبل -

۱۰- ناظم صاحب - حضورا سنگھ صاحب انسپکٹر -

۱۱- زورا سنگھ - سجان سنگھ - عبد اللطیف کانسٹبلان

۱۲- سوار کی بیوی۔ عبد الرؤف کانسٹبل۔

۱۳- ڈکیت۔ اسمٰعیل۔ چھجّا سنگھ۔ شیدا رضا۔ فتح دین۔

۱۴- بھرپور سنگھ تھانیدار۔ محمد حسین۔ وارث علی۔ تلوک سنگھ۔ کرم الٰہی۔ علی احمد
غلام حسین۔ شہزادہ۔ غلام حسین ثانی۔ جعفر علی۔ ردلیا سنگھ کانسٹبلان

۱۵- گوونگان سوار۔ جگت سنگھ کالیسر۔ ہیرالال نگرہی۔

۱۶- جوکر۔ ربدونشک ا ہرچرنداس سب انسپکٹر۔
تمغہ۔ اونٹ۔ گھوڑے۔
سٹیج منیجر۔ لالہ شب چند۔

گانا

دھن بھاگ ہمارے۔ شاہ ہمارا۔ آج ہمارے گھر آیا۔
جب جگ کی خوشیاں ہمکو ملیں جب سُندر رُوپ نظر آیا۔
دھن بھاگ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

دیوار اور در پر شادی ہے۔ اور شورِ مبارکبادی ہے
جس شاہ سے یہ آبادی ہے۔ گُن سب نے اُس کا ہے گایا
دھن بھاگ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

میں چیری اِس سرکار کی ہوں۔ اور چاکر اِس دربار کی ہوں
دھنبادی میں کرتار کی ہوں۔ جس نے یہ دن ہے دکھلایا
دھن بھاگ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

میں اس کے نمک سے پلتی ہوں۔ دن رات اسی کو جپتی ہوں
یہ فیض اِسی سرکار کا ہے۔ جو منہ سے مانگا سو پایا۔

دھن بھاگ .. ..

بھوپ اندر سنگھ تم جیوُ جگ جگ پرتاپ تمہارا دُونا ہو

اِقبال اور عمر زیادہ ہو۔ تم پرست گور کا ہو سایا

دھن بھاگ .. ..

مقام تھانہ

(وقت شب۔ گیارہ بجے)

(پربھومل مستغیث کا دُہائی دیتے ہوئے آنا اور کہنا)

پربھومل۔ غضب ہو گیا ستم ہو گیا۔ مہاراج میں لُٹ گیا۔ میرے گھر پر ڈاکہ پڑ رہا ہے دُہائی ہے۔ مجھے بچاؤ۔

(روتا ہے)

میرے بال بچے۔ میری بیوی۔ میرے مال اسباب کا رام جانے کیا حال ہوا ہوگا ہے۔ ہے مہاراج۔ دُہائی ہے۔ انرتھ ہو رہا ہے۔

{پہرہ دار کا اونگھتے ہوئے دکھائی دینا اور پربھومل کا اس کے پاس جانا۔ پہرہ دار کا بیدار ہونا

پہرہ والا۔ ارے تو کون ہے؟ ایسے وخت (وقت) میں۔ آدھی رات کا وخت (وقت) بھلے مانس۔ پولیس والوں کو تم نے کوئی بیگاری۔ چوکیدار سمجھ رکھا ہے۔ ارے مُورکھ بول۔ کیا ایسے وخت میں حاکم گھر سے نکلتے ہیں۔ چل ہٹ بھیج (مغز) نہ چاٹ۔ جرا (ذرا) دِن نکلنے دے۔

پربھومل۔ (روکر) دوہائی رام کی میرے گھر ڈاکہ پڑ رہا ہے۔ اور مائی باپ حکم دیتے ہیں دِن نکلنے دے۔ حضور۔ مجھے اندر لے چلو۔ تھانہ دار۔ بڑے منشی صاحب ہونگے

اُن سے عرض کرونگا - پھر جیسے وہ حکم دینگے - کر لوں گا -

پہرہ والا - مورکھ - سارا جگت آرام کرے ہے - چھوٹے موٹے سب سُکھ کی نیند میں ہیں یہ حاکم لوگ ہیں - کون ہے - اور کس کی مجال ہے جو ان کے سُکھ میں بگھن ڈالے اگر اُن کی نیند ٹوٹ جائیگی - تو مجھے تو کھا ہی لیں گے - جیتا کب چھوڑینگے -

(پربھول روتا ہے)

پہرہ والا - نہیں مانتا - گنوار لالہ - چل مر - ادھر آ -

{خوابیدہ منشی صاحب کے پاس پہنچتا ہے
منشی صاحب محوِ خوابِ استراحت ہیں
پہرہ والا پائنتی کے پاس رک جاتا ہے}

پربھومل - مہاراج! دیر نہ کریں - حضور جگالیں منشی صاحب کو - میں گھنی دیر سے آپا رو رہا ہوں - مگر حاکم نہیں ملا - ہے رام اب کیا کروں (پہرے والے کے پاؤں پکڑ کر) آپ ان کو آواز تو دیں -

پہرہ والا - ابے تو کہاں سے آ گیا رات کے سمے تنگ کرنے - ذرا دم تو لے - دیکھ لوں - منشی جی کا منہ کدھر ہے - پاؤں کی جگہ کہیں سر کو ہاتھ چھو جائے اور بے ادبی ہو جائے - ارے افسر ہے ہمارا - خفا ہو جائیگا - تو کیا تیرا باوا آ کر منائیگا -

پربھومل - تو لالٹین لے آئیے -

پہرہ والا - ابے تو رپٹ دینے آیا ہے - یا نصیحت کرنے اور باتیں بنانے - (ذرا بلند آواز سے) بس چپکا رہ - زبان بند کر -

(منشی جاگ اٹھتا ہے)

منشی - ابے یہ کیا شور ہے - یہ تھانہ ہے یا کنجڑ خانہ - تھانیدار سنتے تو کھال اُتار دیتے

پربھومل - دُہائی مہاراج کی - میرے گھر ڈاکہ پڑ رہا ہے - گھر لُٹا جاتا ہے - بال بچے بھی

اب تک مار ڈالے ہونگے۔ ہے کرتار۔ بھاگ دوڑ کر کے بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں یہاں کوئی سنتا ہی نہیں۔

(شور و غل سُن کر تھانہ دار رضا زمان خان صاحب خانہ سے باہر آتے ہیں)

تھانیدار رضا صاحب ۔ ارے کیا ہے۔ دیکھو۔ اِدھر دیکھو۔ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کیا واردات ہوئی۔ شور بند کرو۔ تھانہ کا معاملہ ہے۔ سچ سچ بات بتاؤ۔ رپٹ غلط ہوئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

(پربھول پاؤں پکڑ کر)

پربھول ۔ دہائی تھانیدار سرکار کی۔ اَن داتا۔ میرا گھر سرددولہ والے میں ہے۔ ڈاکہ پڑ رہا ہے آپ کے علاقہ میں حجور غضب۔ شام کے وقت رات بھی نہ بھیگی تھی۔ ڈاکو گھر میں آگھسے۔ مہاراج۔ بندوقیں۔ گنڈاسیاں۔ چھرے چھویاں سب سے لیس روپیہ۔ گہنا مانگا۔ صندوق کی چابیاں مانگیں۔ کہا نہ دو گے جان سے جاؤ گے لولو کہاں دبا ہے۔ روپیہ۔

تھانیدار ۔ میرے علاقہ میں مسلح ڈاکو۔ غلط ہے بالکل غلط۔ میرے علاقہ میں تو اِن کا نام بھی نہیں۔

پربھول ۔ نہیں حجور گلت (غلط) بات نہیں۔ سب ٹھیک۔ باون تولے۔ حجور چل کر دیکھ لیں

تھانیدار ۔ دیکھو۔ سوچ سمجھ کر لولو لالہ۔ کسی عورت کی آشنائی کا بکھیڑا ہوگا۔ یا کوئی ستایا قرضدار آ دھمکا ہوگا۔ تم آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ تھانے کو چڑھ دوڑے جیسے تمہاری خالہ کا گھر ہے۔ سچ سچ بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے۔ نہیں تو منگاتا ہوں۔ ہتھکڑی۔

پربھول ۔ رام۔ رے۔ رام۔ حجور۔ سچ سچ ارج (عرض) کر دی ہے حجور چڑھ کر دیکھیں سب بات کھل جائیگی۔

(یقین آنے پر تھانہ دار صاحب کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور دست کی حاجت ہوتی ہی)

تھانیدار - کوئی ہے - لانا ذرا لوٹا - میں پاخانے ہو آؤں -

(پاخانہ کی طرف دوڑتے ہیں نوکر لوٹا لاکر رکھدیتا ہے - تھانیدار صاحب کی دھوتی ناپاک ہو جاتی ہے - رفع حاجت کے بعد)

تھانیدار - ارے میری دوسری دھوتی لاؤ -

(نوکر لاتا ہے)

(پربھول سے) جھوٹ نہ ہو - لالہ - نہیں تو بُری بنے گی -

پربھول - نہیں مائی باپ - اگر جھُوٹ نکلے مجھے پھانسی دیدینا -

تھانیدار - ہاں پربھول کیا سواری لیکر آیا ہے - تھانہ میں لے آؤ - نتھو - اور نہال کانسٹبلان ہمارے ساتھ چلیں گے - منشی جی رپٹ لکھ لو -

منشی - ہاں رپٹ لکھادو لالہ - اور سواری کیا ہے؟

پربھول - جو رات کو سواری بھاگم بھاگی میں نہ ملی -

منشی - نامعقول کہیں کا - مقدمہ کرنا آتا ہے - یہ نہ سوچا حاکم کا ہے پر آئے گا -

(اسی ردوکد میں صبح کے سات بج جاتے ہیں)

تھانیدار - نہال تم ہی کرو سواری کا انتظام - ایک پہلی سواری کو اور ایک گڈہ اسباب کو جلدی کرو جلدی ورنہ ڈاکو نکل جائیں گے - اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا -

جوکر - تو کیا اب تک ڈاکو تمہاری راہ دیکھتے ہونگے کہ کب آپ آئیں اور بندی خانہ پہونچائیں -

(داخلہ کانسٹبلان)

کانسٹبل - حضور ڈاکوؤں کے پاس تو سُنتے ہیں - بندوقیں ہیں - مگر ہم ہیں خالی ہاتھ حضور خالی ہاتھ جانا ٹھیک نہیں - ہم چار روپئیہ کے سپاہی اُن سے کیا مقابلہ پر ڈٹیں گے

تھانیدار۔ تم تو مفت خورے ہو مفت خورے۔ گھر بیٹھا۔ گھوڑے ہانکنا آتا ہے۔ کام کیوقت جی چُراتے ہو۔ افسوس ہے تم پر ابھی جی چھوڑ بیٹھے مقابلہ خاک کروگے

وہ بشر حق نمک جو کہ ادا کرتا نہیں۔
درگذر اُس کو کبھی ہرگز خدا کرتا نہیں۔
آدمی وہ ہے کہ خود مٹ جائے غیروں کیلئے
فرض کو پہچان لے جتنا بھی اُس سے ہو سکے

کانسٹبل۔ حضور ہتھیار تو ضرور ہونے چاہیئں۔ ڈاکوؤں سے مقابلہ ہے۔ جن کے پاس کارتوسوں والی بندوقیں ہیں۔ اور ہمارے پاس تلوار بھی ایسی جو جھوٹے کا ناک نہ کاٹے۔

چل نہیں سکتی ہماری سامنے ہتھیار کے
خنجر و پیکان کے شمشیر کے تلوار کے

(ایک کانسٹبل ایک پورانی زنگ خوردہ۔ کھنڈی تلوار اپنے کمرہ سے اُٹھا لاتا ہے۔ تین آدمی میاں سے باہر کھینچنے کے لیئے زور لگاتے ہیں کھینچا تانی میں وہ نکلتی ہے تو کھینچنے والا چکرا کر گر پڑتا ہے۔)

پر بھو مل۔ حضور اُن کے پاس بندوقیں ہیں۔ اور یہاں ایسی تلوار۔

(داخلہ کانسٹبلان معہ سواری) و گڈہ باربرداری۔ انکے ساتھ ہی دو زمیندار ان واویلا کرتے ہوئے)

زمیندار۔ حجور فصل کے دن ہیں۔ اور آپ کا سپاہی بیگار میں بیل۔ گڈہ اور بہلی لے آیا۔ گریب (غریب) آدمی ہیں۔ حجور کیا کریں۔ حجور۔ بیلوں کے بغیر ایک ہل کو آج کل کام نہیں چلتا۔

تھانیدار۔ (ہنٹر دکھلا کر) چُپ رہو ہمارا گھر کا کام نہیں۔ ڈاکہ کا معاملہ ہے۔ سرکاری

کام ہے۔ سرکاری بیگار میں انکار کیا حوالات میں دیدیئے جاؤ گے۔

زمیندار۔ تو کبھی کسی اور سے بھی منگا لیا کرو۔

منشی۔ جاؤ گے یا نہیں سرکاری کام میں ہرج کرتے ہو۔ ابھی معلوم ہو جائیگا نکال دو باہر۔

(زمیندار بڑبڑاتے چلے جاتے ہیں)

تھانیدار۔ انتظام مکمل ہے تو اب چلنا چاہیئے۔

کانسٹبلان۔ جیسا ارشاد ہو۔

(تھانیدار صاحب کی سواری بڑے کرّوفر کے ساتھ مع عملہ روانہ ہوتی ہے اور دس بجے دن کے موقعہ واردات پر پہنچتی ہے۔ دو پنشنر فوجی افسران میجر صوبیدار و جمعدار و نمبرداران دیہہ پیشوائی کو آتے ہیں۔ نمبردار نذریں پیش کرتے ہیں۔ بڈھا چوکیدار حاضر ہو کر پاؤں چھوتا ہے اور اپنے سر کے دوپٹہ سے تھانیدار صاحب کا جوتہ صاف کرتا ہے۔ فوجی سرداران سلیوٹ کرتے ہیں۔)

تھانیدار۔ غضب کی بات ہے صوبیدار صاحب فوجی افسران کی موجودگی میں گاؤں میں ڈاکے پڑیں۔ کیا اسی برتے پر فوجی کہلاتے ہو۔ شرم کی بات ہے اگر آج انکو پکڑ لیتے تو زندگی بھر کی روٹیاں مل جاتیں ؎

ہماری جب نظر ہو تو بدل جاتی ہیں تقدیریں
ہمارے اک اشارے پر ہی کٹ جاتی ہیں زنجیریں

میجر صوبیدار۔ (سلیوٹ کرکے) وقت کی بات ہے تھانیدار صاحب۔ اب ہمیں یہاں پوچھتا ہی کون ہے ایک وقت تھا۔ ہم سے سب ڈرتے تھے ہمارے ایک آرڈر پر سینکڑوں فوجی جوان سر خم کر دیتے تھے۔ اب تو

گاؤں کا بیگاری تین دفعہ پکارنے پر ہمارا آرڈر نہیں مانتا ہے

اب وہ دن ہیں کہ نہیں دیکھتا ہم کو کوئی
ہم بلاتے ہیں ہماری نہیں سنتا کوئی
ایک دن وہ تھا کہ تھے لرزہ براندام سبھی
گاؤں میں لیتے تھے عزت سے میرا نام سبھی
نوکری تھی تو زمانے میں تھی عزت اپنی
دیکھتا تک نہیں اب تو کوئی صورت اپنی

تھانیدار۔ صوبیدار صاحب یہ تو سب اپنی کرتوت ہے۔ اب نہ وہ پہلی سی دلیری ہے نہ قوت۔ نہ جوش ہے۔ اور نہ ہی وہ طاقت۔ آج ہی آپ اگر بندوق سنبھالتے ڈاکوؤں کو گرفتار کرتے۔ لوگوں میں آپ کی عزت ہو جاتی۔ یعنی کھوئی ہوئی دولت پھر مل جاتی۔ بھائی ہمت بڑی چیز ہے۔

اب نہ وہ دل ہے نہ وہ زور نہ وہ طاقت ہے
نہ شجاعت ہے نہ بل ہے نہ ہی وہ قوت ہے
ایک بت کی طرح بیٹھے رہے خاموش سے تم
بات بن جاتی اگر رہتے ذرا ہوش سے تم

جمعدار۔ (سلیوٹ کر کے)

کاٹ لیتے اُن کا سر اک دم میں ہم اک آن میں
گر بھنک بھی ڈال دیتا کوئی اپنے کان میں
درسِ عبرت مل ہی جاتا ظالم و سفاک کو
خاک میں بیشک ملانا تھا ہمیں بیباک کو

تھانیدار۔ سردار صاحب۔ کون کسی کی مدد کرتا ہے۔ کسی کے گھر ڈاکہ پڑے تو لوگوں کو

تماشہ ہاتھ آتا ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب پچھتائے ہوتا ہی کیا ہے؟ افسوس صرف اتنا ہے کہ کمبخت ہمارے آنے سے پیشتر ہی رفو چکر ہو گئے۔ ورنہ آج چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسی واردات کا پتہ لگتے ہی ہمارا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ اور جب تک ظالموں کو کیفر کردار کو نہ پہنچالیں ایکدم کے لئے بھی کچھ نہیں بھاتا ہے۔

جوکر۔ مگر ڈاکہ کی خبر سن کر تو آپ لوٹا لینا بھی بھول گئے تھے۔ اور دھوتی بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

تھانیدار۔ خیر ہم ذرا آرام کر لیں۔ نمبرداران کھوجی چند ہوشیار آدمیوں کو ساتھ لے کر کھوج نکلوائیں اور ڈاکوؤں کا پتہ چلائیں۔ جہاں تک پیڑ ملے اس سے آگے اگلے نمبرداران کو لیلیں اور کہیں کہ ڈاکہ کے ملزمان ہمارے سپرد کر دیں۔ معاملہ سنگین ہے۔ خبردار تاخیر نہ ہونے پائے ورنہ میرے سے برا کوئی نہ ہوگا۔

نمبرداران۔ بہت اچھا حضور۔

تھانیدار۔ ہاں ہمارے لئے دودھ کا انتظام کیا جاوے اور وقت پر دودھ وغیرہ پہنچتا رہے۔ کیونکہ دودھ کے وقت پر نہ ملنے سے مجھے عادی ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ سمجھے نا۔

نمبرداران۔ حضور باتوں میں دودھ کا خیال ہی نہ رہا معاف کیجئے گا۔

(نمبردار بھاگ دوڑ کر دودھ کافی مقدار میں لے آتے ہیں۔ تھانیدار اور عملہ خوب دودھ پیتا ہے)

جوکر۔ دیکھئے کیا ڈاکہ کی کھوج نکالی جا رہی ہے۔ ڈاکو بھاگے جا رہے ہیں۔ اور یہاں دودھ نوشی۔ حقہ نوشی۔ غرض دنیا بھر کی نوشیاں اکٹھی ہو گئی ہیں

واہ آپ کی بہادری !

(کھوج باوجود مندرجہ بالا باتوں کے گاؤں سے باہر نہ نکلا۔ اور سب عملہ وہیں عیش کرتا رہا۔ شام کو چھ بجے کچھ خیال آیا تو منشی طلب ہوا

تھانیدار۔ لکھیئے منشی جی رپورٹ مرتب کیجئے۔

(تھانیدار بول بول کر لکھاتا ہے۔ اور منشی لکھتا ہے)

جناب عالی - پربھوش مہاجن مستغیث ساکن سردولہ والہ نے ۱۱ بجے شب تھانہ میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ واردات ڈاکہ ظہور میں آرہی ہے۔ چنانچہ کمترین بعد مرتب کاغذات ضروری معہ منشی۔ وسپاہیان۔ وسواران فی الفور گھوڑے پر سوار ہو۔ ضروری اسلحہ جات ساتھ لے کر موقعہ وقوعہ کی طرف روانہ ہو گیا اطلاع وقوعہ سنگین ڈکیتی کی وجہ سے توقف ایک منٹ کا نہیں کیا گیا بلکہ ہاتھ میں شمشیر آبدار آنکھوں میں قیامت کی سرخی۔ پیکر غضب بنا ہوا فدوی بگولے کی طرح آندھی کی تیزی کے ساتھ گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے ایک آن واحد میں برموقعہ پہونچ گیا۔

بزدل ڈاکو خوف سے پہلے ہی اپنی جانیں بچا کر بھاگ چکے تھے۔ موقعہ پر پہنچکر دیکھا گیا کہ گاؤں کے لوگ ڈاکوؤں کے خوف سے سہمے ہوئے - چند آسنگھ میجر صوبیدار - کرپال سنگھ جمعدار دو فوجی پنشنر افسران اس گاؤں میں موجود ہیں۔ ان نام نہاد بہادران نے جب کمترین کو دیکھا تو ان کی جان میں جان آئی۔

گویا فدوی کی اس گاؤں میں آمد گاؤں والوں کی عزت۔ آبرو۔ اور انکی جان و مال کی محافظت کیلئے مژدۂ حیات لیکر آئی تھی۔ ان کو اس حالتمیں

ترساں ولرزاں دیکھکر کمترین کو ڈاکوؤں پر بڑا طیش آیا۔ آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگ گئے۔ تلوار نیام میں تڑپنے لگی۔ ہاتھ بندوق کے گھوڑے پر تھا۔ کاش وہ نابہنجار بدکردار فدوی کو نظر آجاتے۔ قانون سے قطعاً لاپرواہ ہوکر فی النار کردیتا۔ فوجی پنشنر افسران و نمبرداران نے فدوی کے غضب کو ٹھنڈا کیا۔ مگر فدوی کو ان کی کرتوت بزدلی پر سخت غصہ آرہا تھا کہ اُنھوں نے اپنی جان کے خوف سے ڈاکوؤں کا تعاقب نہ کیا۔ فوجی افسران پر بھی خوف غالب رہا۔ کمترین نے جب ڈاکہ کی اطلاع سُنی۔ دوسرے تمام کام اور اپنا آرام ترک کرکے اُسی دم تعاقب و گرفتاری کے لئے روانہ موقعہ ہوا۔ نہ کھانا کھایا۔ نہ پانی پیا۔ اور نہ اپنے ماتحتان کو کھانے پینے دیا اگر ایسا نہ کرتا۔ نمک حرامی۔ لاپرواہی۔ ترک فرائض منصبی پر مبنی تھا۔ پولیس کا فرض منصبی یہی ہے کہ رعایا کے امن آسایش کے لئے اپنا آرام بلکہ جان تک قربان کردے۔ اب کمترین نے تہیہ کرلیا ہے کہ جب تک ان سفاک ڈاکوؤں کو گرفتار نہ کرلوں گا۔ کھانا پینا تک حرام سمجھوں گا۔

کمترین کھوجیوں کے ساتھ معہ پنچایت و فوجی پنشنران و ماتحتان خود سینہ سپر ہوکر ڈاکوؤں کے تعاقب اور تلاش میں رواں دواں جا رہا ہے۔ اور نہایت عرقریزی۔ جانفشانی کے ساتھ اپنے آسایش آرام کو خیرباد کہکر تجسس اور تعاقب میں مصروف ہے۔ کیونکہ رعایا کا امن و اطمینان کمترین کی مسرت قلبی کا باعث ہے۔ لہذا

رپورٹ ہذا بصیغہ ضروری دستی سوار بابت اطلاع وقوعہ ڈکیتی سنگین پیش کرکے گذارش ہے کہ خداوند کریم اور سرکار حضور انور دام حشمتہم و اقبالہم کے اقبال اور فضل سے کمترین کو کامل بھروسہ اور پوری امید ہے کہ ان ڈاکوؤں کی گرفتاری

میں کامیابی حاصل کریگا۔ معقول جمعیت افسران وسواران وسپاہیان امداد کے لئے جلد روانہ فرمائی جاوے۔ کیونکہ ظالم سفاک ڈاکو اسلحہ آتیش سے مسلح ہیں۔ اور خطرناک گروہ بندی کی شکل میں وقوعات ڈکیتی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان میں کئی ایک جیل کے مفرور اور قاتل شامل ہیں۔ جو اپنی جانوں کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ مورخہ ۱۳ ماہ ڑ سمبر ۱۹۳۴

کمترین حبیب الرحمٰن خان تھانہ دار
سردولگڈھ۔ مقام جنگل سرحد موضع
سردولہ والہ

(رپورٹ ضمنی کے مرتب ہونے کے بعد تھانیدار جیوا سنگھ سوار ماموره تھانہ سردولگڈھ کو بلاتا ہے)

تھانیدار۔ جیوا سنگھ۔

جیوا سنگھ۔ حضور۔

تھانیدار۔ تم برنالہ جاؤ۔ اور یہ رپورٹ جناب ناظم صاحب کے حضور میں فوراً پہنچاؤ۔

جیوا سنگھ بست بجی تعمیل ارشاد میں ہرگز دیر نہ ہوگی۔

(سائیڈ میں) یہ اچھی نوکری ہے۔ کہ گھر بار کا خیال تک نہیں۔ گھر میں بچہ نڈھال ہے اور یہاں طبیعت پر ملال تک نہیں۔ پہلے گھر ہو آؤں پھر برنالے جانے کی سوجھے گی۔

(جانا)

(گھر پہنچکر جیوا سنگھ رپورٹ کو لاپرواہی سے رکھدیتا ہے۔ بچے اس رپورٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پانی میں کشتیاں بنا بنا کر بہا دیتے ہیں)

جیوا سنگھ۔ (دل میں)

تھانیدار کہتا تھا برنالہ جانا۔ مگر میں تو بھول ہی گیا۔ رپورٹ یہاں رکھی تھی مگر غائب ہے۔

(بیوی سے)

یہاں ایک سرکاری کاغذ پڑا تھا۔ تم نے تو نہیں دیکھا؟

بیوی۔ مجھے کیا خبر۔

جیوا سنگھ۔ تو چھوکروں نے پھاڑ ڈالا ہوگا۔

(چھوکروں سے)

ارے ادھر آؤ۔ وہ کاغذ کہاں ہے؟

دو بچے۔ کاجک باپو جی پانی میں۔

جیوا سنگھ۔ پانی میں۔ ہت تمہارا جائے ستیاناس۔ سرکاری کاغذ پانی میں۔ ٹھیرو تو سہی اُلو کے پٹھو۔ چکھاتا ہوں مزا۔

(مارنے کے لئے دوڑتا ہے بچے روتے ہیں۔ بیوی داخل ہوتی ہے)

بیوی۔ چولہے میں جائیں تیرے کاجک۔ بھاڑ میں جائے تیری نوکری۔ میرے بچوں کو مار مار کر لہو لہان نہ کرو۔ آئے کہاں کے مارنے والے۔

جیوا سنگھ۔ (دل میں) یہ تو بڑی آفت میں پھنسے۔ خیر دوکاندار سے کاغذ لے کر سادہ کاغذ کو لفافہ میں ڈالکر لے جاتا ہوں۔ جیسا ہوگا دیکھا جاویگا۔

(رادھا مل کی دوکان سے کاغذ لیکر۔ سادہ کاغذ ایک سادہ لفافہ میں ڈال لیتا ہے۔ اور برنالہ کو روانہ ہوجاتا ہے)

مقام نظامت برنالہ

جیوا سنگھ۔ (حاضر ہوکر) واہگورو جی کی فتح غریب نواز!

ناظم صاحب۔ کہو جیواسنگھ کیسے آیا۔
جیواسنگھ۔ حضور سردولگڈھ سے یہ ضروری کاغذات لے کر حاضر ہوا ہوں۔ وہاں ایک سنگین ڈاکہ پڑا ہے۔
ناظم صاحب۔ ارے یہ کیسا لفافہ ہے۔ جس پر لکھا ہوا ایک حرف تک نہیں۔
جیواسنگھ۔ حضور جلدی میں لکھنا بھول گئے ہونگے۔ ساری پولیس ڈاکوؤں کی گرفتاری کی فکر میں تھی۔ شاید خیال چوک گیا ہو۔ اور شاید اس کے اندر بھی جلدی میں کچھ نہ لکھا ہو۔ وہاں لکھنے کی فرصت کس کو۔
ناظم صاحب۔ تو تمہارے آنے کا مطلب؟
جیواسنگھ۔ صاف ہے۔
ناظم صاحب۔ یعنی۔
جیواسنگھ۔ کمک۔ مدد۔ جمعیت۔
ناظم صاحب۔ اچھا۔ (سررشتہ دار سے) سررشتہ دار صاحب وزارت پٹیالہ کو ایک مراسلہ روانہ کر دیجیئے۔ تاکہ جلد مدد پہنچ جائے۔
سررشتہ دار۔ بہت بہتر حضور۔
(پٹیالہ سے دس کانسٹبلان معہ بھرپور سنگھ تھانیدار مدد کے لئے آجاتے ہیں۔ راستہ میں ڈاکوؤں سے مٹھ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ تھانیدار ڈاکوؤں کو عملہ کی مدد سے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور سردولہ والہ انکو لے کر پہنچ جاتا ہے۔
بھرپور سنگھ۔ (تھانیدار سردولگڈھ سے) کیوں تھانیدار صاحب۔ دیکھا۔ یہ ڈاکو میں نے کس قدر محنت اور جانفشانی سے گرفتار کئے ہیں۔ ابھی ان کی تو حقیقت ہی

کیا ہے۔ اگر کوئی اور بھی ہوتے۔ تب بھی میرے ہاتھ سے بچ کر نہ نکل سکتے۔

تھانیدار۔ جناب والا کامیاب تو ہیں بھی ہو جاتا۔ مگر کیا کروں۔ مجھے تو صوبیدار اور جمعدار نے تعاقب میں جانے سے تھوڑی دیر کے لئے روک دیا۔ ورنہ ڈاکوؤں کی ایسی تیسی کہ میرے ہاتھ سے بچ کر نکل جاتے ؎

برقِ عالم سوز ہوں قہرِ خدا ہوں سر بسر
خاک کر دیتا انہیں وہ ہاتھ آجاتے اگر

بھرپور سنگھ۔ (دلمیں) ہاتھ آنا ہی تو مشکل ہے۔

تھانیدار۔ ؎

ہاں مٹا دیتا انہیں میں نقشِ باطل کیطرح
خون میں تڑپا ہی دیتا مرغِ بسمل کی طرح

مگر افسوس اتنا کہ انہوں نے مجھے باتوں میں اس قدر محو کر لیا کہ موقعہ ہاتھ سے نکل ہی گیا۔ خیر پھر ہزاروں موقعہ ہاتھ آئیں گے۔ اور یہہ دبے ہوئے ارمان پھر کبھی نکال لیے جائیں گے۔

بھرپور سنگھ۔ ہاں جی پولیس والوں کو ایسے ایسے واقعات کا سامنا تو ہر روز کرنا پڑتا ہے۔ مگر دیکھیے۔ مجھے کامل یقین ہے۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تمام گم شدہ مال بھی اِن کے پاس سے ہی برآمد ہوگا۔ اب واقعات قلمبند کر کے ناظم صاحب کے پاس مقدمہ بھیجدیا جائے۔

تھانیدار۔ بیشک میری بھی یہی رائے ہے۔

{ برآمدگی مال اور حالات قلمبند کرنے کے بعد مقدمہ معہ ڈاکوؤں کے نظامت میں بھیجدیا جاتا ہے اور ضروری کارروائی عمل میں لانے کے بعد ڈاکوؤں کو سزا دیدی جاتی ہے۔ }

ضلع برنالہ میں قائمقام سپرنٹنڈنٹ مقرر ہونا

سردار حضورا سنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس کو بتاریخ ۵ جیٹھ سمت ۱۹۸۴ ہز ہائینس نے جج ہائیکورٹ کے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز فرمایا۔ اور انسپکٹر جنرل سردار رگھبیر سنگھ صاحب بنائے گئے۔ اِن کی جگہ خاکسار بطور قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع برنالہ تعینات فرمایا گیا۔

زمانہ سپرنٹنڈنٹی کے واقعات نظارہ پنجمین میں درج ہونگے۔

یار زندہ صحبت باقی

جواہر ریزے

ذیل کے چند زرین اقوال شری بھرتری ہری جی کے اشلوکوں کا ترجمہ ہیں

۱۔ خوش آب گوہروں کی مالا پہننے۔ بازوبند باندھنے۔ تن بدن مانجنے۔ عطر ملنے۔ پھولوں کے گجرے ڈالنے اور بالوں کو آراستہ کرنے میں انسان کی زیبائش اور عزت نہیں۔ بلکہ وہ باتیں جو دنیا کی بھلائی سے متعلق ہوں۔ انسان کا زیور ہیں۔ کیونکہ اول الذکر سب زیبائشیں زوال پذیر ہیں۔ مگر موخرالذکر لازوال۔

۲۔ نیک لوگوں کی صحبت کج فہمی کو ہٹاتی۔ سچائی کا جوہر پیدا کرتی۔ عزت کو بڑھاتی برائیوں کو کم کرتی۔ دلکو راحت بخشتی۔ اور چاروں طرف نیک نامی پھیلاتی ہے۔ غرضیکہ نیک صحبت آدمی کو کیا کیا فیض نہیں پہنچاتی۔

۳۔ باعصمت بیوی۔ نیک چلن فرزند۔ فیاض دل مالک۔ حقیقی دوست۔ صادق الوعدہ دار۔ اچھی شکل۔ لازوال دولت۔ علم سے راحت۔ یہ سب نعمتیں اُس کو میسر ہوتی ہیں جس پر بھگوان

کی بڑی کرپاہو۔

۴۔ ادنےٰ درجہ کے انسان ناکامی کے ڈر سے کام کو شروع ہی نہیں کرتے۔ اوسط درجہ کے انسان کام شروع تو کرتے ہیں۔ لیکن ناکامی کا منہ دیکھکر چھوڑ دیتے ہیں۔ اعلےٰ ترین مرتبہ کے حوصلہ مند انسان کام شروع ہونے پر متواتر ناکامیوں کے باوجود بھی اُسے مکمل کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔

۵۔ اے راجہ!! اگر تو گاؤ زمین کو دوہنا چاہتا ہے تو بچھڑے کی طرح رعایا کی پرورش کر جب رعیت بچھڑے کی مانند امن وامان سے پرورش پاویگی تو زمین طرح طرح کے پھل پیدا کریگی۔

۶۔ جس طرح پھلدار شاخ سرنگوں ہو جاتی ہے۔ ابر باراں بارش کیوقت نیچے اتر آتا ہے اسیطرح نیک انسان بھی دولت پاکر سر اونچا نہیں کرتے بلکہ اور بھی جھک جاتے ہیں۔

۷۔ اعلےٰ درجہ کے انسان وہ ہیں جو اپنے نقصان کو بھی برداشت کر کے دوسروں کا کام سنواریں۔ اوسط درجہ کے اشخاص وہ ہیں جو اپنے اور پرائے دونوں کاموں کو سنواریں اور ادنےٰ درجہ کے آدمی یعنی بدخصلت وہ ہیں جو اپنے فائدہ کی خاطر دوسروں کا کام بگاڑ دیں۔ ہم نہیں جانتے وہ کس قسم کے آدمی ہیں

۸۔ چاند اور سورج کو راہو گرہ (گرہن) کے ہاتھوں نالاں پاتے ہیں۔ ہاتھی اور سانپ دونوں کو مقید دیکھتے ہیں اور اکثر دانا لوگ مفلس و تنگدست نظر آتے ہیں اسلئے ہماری سمجھ میں تو پرماتما ہی قادر مطلق ہے

۹۔ پہلے اس جگہ کس قدر سُندر نگری آباد تھی اسکا راجہ کیسا اچھا تھا اور اس کی حکومت کہاں تک پھیلی ہوئی تھی! اسکے یہاں کیسی اچھی عدالت ہوتی تھی جسمیں خوبرو عورتیں کیا ہی شوبھا دیتی تھیں راج کنوروں کا گروہ کیسا زبردست عالم تھا۔ کیسے کیسے لالچی بھاٹ تعریف و توصیف کرنیوالے تھے اور کیسی عمدہ داستانیں سُناتے تھے۔ اب تمام جس موت کے قابو میں کر نیست نابود ہوگئے اس موت کو میرا نمسکار ہے

۱۰۔ کئی دشوار گذار ملکوں میں گھوما۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ قومی اور خاندانی غرور کو ترک کر کے اطاعت اور خدمت کی۔ وہ بھی بیکار گئی۔ بے عزتی سے کوّے کی طرح خوف کھاتا ہوا پرائے گھر پیٹ بھرتا رہا۔ اے کم عقل۔ بُرے کاموں میں لگی ہوئی ہوس تو اب بھی صبر کا دامن نہیں پکڑتی ؛

نظارۂ پنجمیں

سہ سالہ زمانۂ سپرنٹنڈنٹی

ہیں ہمارے نشاں رہ حق میں
نقش پا خود اُبھرتے جاتے ہیں۔

یہ حقیر اپنے خاندانی اعزاز کی وجہ سے ہیڈ کانسٹیبل بھرتی ہوا۔ کارگذاری۔ دیانتداری فرض شناسی۔ انہماک۔ بے لوث خدمت گذاری اور جاں نثاری تاج نے بلا رکاوٹ تدریجی ترقیات دلائیں۔ یہی اسباب میرے سفارشی تھے۔ ان ہی خدمات کا نتیجہ تھا کہ مجھے ۳۱ ساون سمت ۱۹۷۹ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۲۲ء کو عہدۂ سپرنٹنڈنٹی کے لئے منتخب فرمایا گیا۔ سردار حضورا سنگھ صاحب ڈھلوں سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع بٹھنڈہ مقدمہ فی مابین ریاست ہائے نابھہ و پٹیالہ میں سپیشل ڈیوٹی پر مامور ہوئے اور مجھے اِنکی جگہ پر لگا یا گیا۔ قضیہ مذکور کی مختصر روئیداد جو بشکل مقدمات رونما ہوئی درج ذیل ہے:-

سمت ۱۹۷۸ میں مہاراجہ صاحب نابھہ کے نفر مسمی بیر سنگھ نے مشہور جوہریاں کُک اینڈ کیلوی کے ایجنٹ کو دھوکے سے معہ زیورات مرصع برنالہ بلوایا۔ اور بھدوڑ چلنے کے بہانے سے رات کو معہ ہمراہیاں خود بھدوڑ کی راہ لی۔ راستے میں بیر سنگھ مذکور نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور سب طلائی اور جڑاؤ زیورات اُس سے چھین لئے۔ چونکہ وقوعہ ریاست پٹیالہ میں ہوا۔ اس لئے مقدمہ کے دائر ہونے کے بعد۔ پولیس نے تفتیش شروع کی۔ بیر سنگھ مذکور تو

اس سے قبل ہی روپوش ہو گیا۔ مگر اُس کے دو ہمراہی ڈاکو گرفتار کر لئے گئے۔ اور مفرور مذکور کی گرفتاری کے لئے ڈیڑھ ہزار روپیہ کا انعام سرکار کی طرف سے مقرر اور مشتہر ہوا۔ بعد ازیں مفرور کی بابت پتہ چلا کہ وہ ڈیرہ دون مہاراجہ صاحب نابھہ کے پاس ہے۔ اسپر عبد العزیز خان صاحب سب انسپکٹر پڑتال کے لئے ڈیرہ دون پہنچے۔ اور نابھہ ہوس کے اِردگرد اِس کی کھوج میں مصروف ہو گئے۔ بیر سنگھ اِس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ سب انسپکٹر صاحب کی یہ حرکت مہاراجہ صاحب کو ناگوار گذری۔ مگر فرض شناس سب انسپکٹر مذکور اس کی کھوج میں ہی لگا رہا۔

اِسی سلسلہ میں وہ بماہ اسوج سمت ۱۹۷۸ نابھہ پہنچا۔ وہاں اِس پر زنا بالجبر کا ایک مصنوعی مقدمہ بنایا گیا۔ چنانچہ گرفتاری کے بعد پانچ سال کے لئے مقید کر دیا گیا۔ پھر دبی ہوئی عداوت کی چنگاریاں بھڑک اُٹھیں اور سلسلہ عداوت اعلانیہ شروع ہو گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد محمد یعقوب خان ہیڈ کانسٹیبل تھانہ مانسہ ریاست پٹیالہ ایک مقدمہ کے سلسلہ تفتیش میں نابھہ کی حدود میں سے گذر تا ہوا۔ دفعتہً گرفتار کیا گیا۔ اس پر بھی ایسا ہی جھوٹا مقدمہ بنایا گیا۔ اور وہ بھی قید کر دیا گیا۔ واقعات نے یہاں تک طول پکڑا کہ رعایائے ریاست پٹیالہ کا امن و آبرو سخت خطرے میں پڑ گئے۔ سینکڑوں ناکردہ گناہ گرفتار کئے گئے۔ لوٹے گئے۔ بے عزت کئے گئے۔ دربار پٹیالہ کی تمام مصالحانہ کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ اب اس کے سوائے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ دربار پٹیالہ بحالی امن کے لئے گورنمنٹ ہند کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائے۔

گورنمنٹ ہند نے معاملات پر غور فرما کر مسٹر اسٹوارٹ صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد اِن تنازعات کے تصفیہ کے لئے مامور فرمائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مہاراجہ رپدمن سنگھ صاحب بہادر والئی نابھہ گدی سے دست بردار ہوئے۔ اور ریاست پٹیالہ کو کثیر ہرجانہ دلایا گیا۔

ان کشمکش کے ایام میں مشہور مشہور شورہ پشت مفسد بدمعاشوں کے گروہ حکومت نابھہ کے

زیر پناہ ریاست پٹیالہ کے دیہات میں بے دریغ ہر طرح کا ارتکاب واردات کرتے تھے اور ریاست پٹیالہ کے بہت سے بدمعاش ارتکاب جرائم کے بعد حدود ریاست نابھہ میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔ اس زمانہ کی بدامنی اور بے چینی کی داستان طویل اور ناقابل بیان ہے۔ رعایا و ملازمین ریاست نابھہ میں داخل ہونے سے رہ گئے تھے۔ اور ضلع کی قریباً نصف جمعیت مقام انبالہ جہاں سماعت مقدمات ہو رہی تھی سپیشل ڈیوٹیوں پر لگی ہوئی تھی۔ ایسی بدامنی کے زمانہ میں قلیل جمعیت کے ساتھ انتظام کی مشکلات کا اندازہ ہر ذی عقل بخوبی کر سکتا ہے۔

ضلع بٹھنڈہ کی مختصر جغرافی حالات

یہ ضلع ریاست پٹیالہ میں ہر طرح سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں برنالہ بٹھنڈہ۔ مانسہ۔ بوہا۔ بھیکی۔ راما بھدوڑ اور شہنہ و گدھا آٹھ تھانے ہیں۔ اضلاع فیروز پور اور حصار اور ریاست فرید کوٹ۔ نابھہ۔ جیند سے سرحدات ملتی ہیں۔ رقبہ ۱۸۳۶ مربعہ میل ہے۔ آبادی چار لاکھ۔ مالیہ ۲۸۸۴۷۴۷ روپیہ ہے۔ ۴۶۷ دیہات ہیں۔ بٹھنڈہ جنکشن ریلوے کا مشہور مرکز اور مقام اتصال ہے۔ یہاں سے ریواڑی۔ دہلی۔ لاہور۔ فاضلکا۔ سمہ سٹہ بیکانیر اور پٹیالہ۔ سات اطراف کو ریلیں جاتی ہیں۔ حاجی بابا رتن۔ دمدمہ صاحب۔ کوٹھہ گرو۔ سکالے کے اور ماہی سر کہانہ میں مشہور مشہور میلہ ہوتے ہیں۔ بٹھنڈہ۔ برنالہ۔ بھچہ۔ راجپورہ۔ راماں۔ مانسہ۔ بریٹہ۔ موڑ وغیرہ بڑی بھاری تجارتی منڈیاں ہیں۔ یہ علاقہ مالوے کے نام سے مشہور ہے اس کی آبادی نے گذشتہ زمانے میں اپنے جنگی کارناموں سے بڑا نام پایا ہے۔ حکومت قیصری کے پُر امن عہد میں یہ خونریزی اور جنگ وغیرہ کا کلیۃً قلع قمع ہو چکا ہے۔ چونکہ علاقہ زرخیز ہے اور نسلوں میں وہی جوشیلا خون جوش زن ہے۔ اس لئے نبرد آزمائی کا موقعہ نہ پاکر خانہ جنگی کشت و خون اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں بڑے دلیر اور مشتاق ہیں

چونکہ تعلیم پسند نہیں کرتے جنگجوئی کی حالت نے پلٹا نہیں کھایا۔ اس لیے ضلع مذکور کا امن قایم رکھنا کار دے وارد ہے۔

فرض شناسی کی اہم مصروفیتیں

نابھ پٹیالہ کے قضیئہ نے اس علاقہ میں جلتی پر تیل کا کام کیا۔ چنانچہ ہیں نے چارج لیتے ہی دفتر کی ترتیب۔ عام نگرانی۔ سنگین اور اہم مقدمات کی فوری تفتیش اور ساتھ ہی ہر موقعہ پر رسیدگی خطرناک امن شکن ڈاکوؤں کی گرفتاری تھانوں کا انتظامیہ معائنہ مشہور میلہ جات کے انتظامات ماتحتوں کی شکایتوں کی حکیمانہ تحقیقاتیں۔ پولیس افسروں کی میٹنگز میں شمولیت۔ اور شب و روز کی مصروفیت سے ضلع بھر کا کام اپنی مٹھی میں لے لیا۔ پولیٹیکل موومنٹس کا دبانا۔ مختلف عدالتوں میں ادائے شہادت کے لیے ٹھیک وقت پر جانا۔ مزید براں تھا۔ علاوہ ازیں انبالہ چھاؤنی میں افسران متعینہ کی ہر آواز پر کان لگانا اور معاملات کا سلجھانا بھی پڑتا تھا

صلہ خدمات

نابھہ کیس کی خدمات کے اعتراف میں دو صد روپیہ نقد معہ سند دربار شاہی سے بخشے گئے۔ تعاقب۔ مقابلہ اور گرفتاری گروہ ڈکیتیان ٹڈ گوجران کے صلہ میں ایک قیمتی رائفل معہ سند شاہ والاتبار نے بدست خاص بھرے دربار میں عطا فرمائے۔

جگ میں چین پاتے ہیں ستہ کرم گیان والے
اتی انت دکھ اٹھاتے ہیں جھوٹے بیان والے
باتی سے ستہ بولو۔ ہاتھوں سے ٹھیک تولو
سچا چلن بناؤ میٹھی زبان والے

چند دلچسپ واقعات

اس زمانہ کے چند دلچسپ واقعات قلمبند کرنے بھی

لازمی اور لابدی معلوم ہوتے ہیں۔

پولیس میں ہندو و سکھ عنصر کی کمی سے مشکلات

چونکہ پولیس کی جمعیت ضلع میں کم تھی۔ اس لئے دس کانسٹبلان ضلع مذکور کے لئے میری گذارش پر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے عارضی طور پر منظور فرمائے۔ راقم نے جب پولیس لائن کا جائزہ لیا۔ ہندو اور سکھ نہایت ہی کم تعداد میں پائے۔ چونکہ ضلع میں زیادہ آبادی ہندوؤں اور سکھوں کی ہے۔ خانہ تلاشیوں اور گرفتاریوں کے لئے اُن کے گھروں میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ گرفتار شدگان کے لئے سامان خورد و نوش بھی بہم پہنچانا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کی مذہبی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ اُسی مذہب و ملّت کے کانسٹبلان لئے جائیں کہ جو ہر طرح مفید ثابت ہوں۔ لائن سے مجھے محض ایک سکھ اور ایک ہندو ملا۔ اور باقی آٹھ مسلمان لئے گئے۔ یہ سمجھکر کہ اِن کو مذہبی رواداری کی تعلیم دیدوں گا۔ ۸ ساون سمت ۱۹۷۹ کو میں نے ایک روبکار انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کی خدمت میں پیش کیا کہ جمعیت پولیس میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ دس کانسٹبلان کے انتخاب میں مجھے محض ایک ہندو اور ایک سکھ پولیس لائن سے ملا۔ لائن افسر صاحب نے تبلایا کہ کمی کی وجہ یہ ہے کہ ہندو اور سکھ پولیس میں بھرتی نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ اضلاع اور رسٹی میں بھی ہندو اور سکھ اسی نسبت سے ہونگے۔ جو اصول و قواعد پولیس کے خلاف ہے۔ قومی تناسب کے ساتھ جمعیت کا بھرتی کیا جانا ازبس ضروری اور قرین مصلحت ہے۔ کوشش ہونی چاہئے کہ اصول کی پیروی ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سکھوں کی زیادہ بھرتی ہو۔ اور اس قومی تناسب کی بحالی کے لئے جناب والا کی میز پر ایک لسٹ ہر وقت مکمل رہنی چاہیئے۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس تجویز کا کیا حشر ہوا ؎

حال خوب و زشت کہہ دیتا ہوں منہ پر صاف صاف — ہوں وہ آئینہ کہ ہیں جس سے مکدر سینکڑوں

بعض اہلکاروں کی پشت پناہی سے اِنصاف کی راہ میں مشکلات

ہر ملازم ہونے کو تو دیانتدار- کارگذار ہو کر بے رو رعایت اِنصاف کے راستہ پر گامزن ہو سکتا ہے- مگر حالاتِ گردوپیش اُسے مجبور کر دیتے ہیں کہ مجبوروعذور ہو کر دِل ہی دِل میں کُڑھے- یہی صورت حالات اکثر اوقات خرابی کار کا موجب ہو جاتی ہے-

بدوران ملازمت بارہا ایسا ہوا کہ مجھے اِنصاف کے راستہ سے ہٹایا گیا- میرے راستے میں طرح طرح کے کانٹے بچھائے گئے- راقم اپنی دُھن کا پکّا ان مشکلات کی پروا نہ کرتا ہوا بے خوف وخطر صداقت زادِ راہ لیکر سفر ملازمت طے کرتا رہا اور سمجھا

صداقت کے لئے گر جان جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

باوجود اِنتہائی کوششوں کے ایک اِسی قسم کے معاملہ کی یاد دِل سے تاعمر محو نہیں ہو سکتی جیٹھ سمت ۱۹۷۹ میں فریق سُچّا سنگھ اور فریق سنگت سنگھ سکنائے موضع سیکھا تھانہ برنالہ کے مابین سخت بلوہ اور خونریز فساد ہوا- فریقین میں سخت باہمی عداوت تھی- وقوعہ کے دن فریق سنگت سنگھ کی طرف سے اسلحہ آتشیں- بشمل (پستول) اور گنڈاسیاں بھی استعمال کئے گئے- ڈاکٹری معائنہ سے ثابت ہوا کہ سُچّا سنگھ کی بائیں ٹانگ گولی سے مجروح ہوئی ہے- اور اِسی فریق کی عورت مسماۃ بسنت کور کے بائیں پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے- سنگت سنگھ کے فریق میں سے شادی رام اچھوت- کالو مراسی کے خفیف ضربات آئیں پولیس تھانہ برنالہ نے فریق سنگت سنگھ کے جرائم پر پردہ پوشی کرکے فریق سُچّا سنگھ کے خلاف مقدمہ بلوہ مرتب کیا اور تفتیش و تکمیل ختم کر دی- وجہ نظر اندازی کی یہ تھی- کہ سنگت سنگھ اوّل تو بدمعاشان کا سرگروہ تھا- دوسرے ملازمان پولیس اور بارسوخ اہلکاران ریاست پٹیالہ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے- جو کسی حالت میں بھی اُسپر کسی قسم کی آنچ

آنا گوارا نہ کر سکتے تھے۔ مظلوم فریق سچا سنگھ روز وقوعہ سے داد فریاد میں کوشاں تھا۔ مگر شنوائی نہ ہوتی تھی میں نے ضلع بٹھنڈہ میں پہنچکر اس خونریز ہنگامے کے کاغذات دیکھے جب فریق سچا سنگھ کی عرائض اور معائنہ ڈاکٹری تفتیش پولیس اور دیگر حالات پر عبور ہوا۔ تو فریق سچا سنگھ کی شکایات صحیح اور وزن دار معلوم ہوئیں۔ سنگت سنگھ کی عادات و حالات سے راقم کو پہلے ہی بسلسلہ تفتیش مقدمہ قتل لفٹنٹ لال سنگھ واقفیت تھی۔ کہ ہرنام سنگھ ساکن کدوں ملزم مفرور قتل مذکور سے اس کے تعلقات تھے۔ چونکہ سرگروہ کے نرائن سنگھ صاحب سب انسپکٹر برنالہ سے تعلقات یک جہتی تھے۔ اس لئے سب انسپکٹر صاحب تھانہ راماں لالہ بھگوانداس کو اس کی تفتیش پر لگا دیا۔ اور خود جائے وقوعہ (سیکھا) پہنچکر اپنی کامل نگرانی کو طوالت دی۔ سنگت سنگھ مذکور خبر پاتے ہی اپنے مددگاران معاونین اہلکاران کے پاس جاکر پناہ گزین ہوا۔ اور باوجود انتہائی کوششوں کے تا مہردہ خاتمہ تفتیش تک سب انسپکٹر صاحب اور میرے پاس حاضر نہ ہوا۔ اور نہ ہی اس کی گرفتاری کے لئے ہماری کوششیں کامیاب ہوئیں۔ تفتیش سے فریق سنگت سنگھ کی نسبت جرائم زیر دفعات ۳۰۷-۳۲۶-(۱۴۸) تعزیرات ہند کی تکمیل ہو چکی تھی۔ ڈاکٹری معائنہ کی تائید معائنہ ڈاکٹری بٹھنڈہ اور پٹیالہ سے بھی ہو چکی تھی۔ جب میں نے حالات مقدمہ اور واقعات چشم پوشی دیکھے تو رہ نہ سکا اور آنکھوں پر پردہ نہ ڈال سکا۔ کل حالات صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں پیش کئے اور استدعا کی کہ سنگت سنگھ کی گرفتاری عمل میں لائی جاوے۔ صاحب موصوف نے اپنی چٹھی ڈی۔ او۔ میں مجھے لکھا کہ سیکھے والے مقدمہ میں آپ آگئے اچھا ہوا۔ سنگت سنگھ بخشی بسمبر داس پریتم سنگھ و ناظم بلونت سنگھ صاحبان کا قریبی رشتہ دار ہے۔ ان کی معرفت خود کو سچا بیان کرتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں اصلیت بلا رو رعایت معلوم ہووے۔ اس لئے آپکو تکلیف دی جاتی ہے۔ براہ مہربانی مکمل دریافت کرکے اطلاع فرماویں۔ میں نے آپ کا اصل خط ناظم صاحب کو بھیجکر

لکھا ہے کہ اِس کو آپ کے پاس حاضری کی جلد تاکید کر دیں۔ اِس معاملہ میں بلا کسی خاص خیال کے اصلیت معلوم کریں۔ اطلاع دیں۔ بوہار میں جو گروہ گرفتار کیا گیا ہے اُسکی مبارکباد دیتا ہوں۔ سب افسروں کو میں نے انعام دیا ہے۔ جب آپ آؤ گے دکھلاؤں گا۔

لیکن اس تحریر کے بعد بھی سنگت سنگھ میرے پاس حاضر نہ ہوا۔ اس فرض شناس نے صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں یہ عرض کر دیا تھا۔ کہ نامبردہ کے پولیس مقامی سے گہرے تعلقات ہیں۔ اِس وجہ سے اس کے کاغذات بدمعاشی پرچہ حالات وغیرہ وغیرہ دفتر تھانہ برنالہ سے گم کر دیئے گئے ہیں۔ وہ بڑا بدنام ہے اور بڑے بڑے خطرناک جرائم پیشہ گروہ اس کے زیر اثر ہیں۔ چونکہ مقدمہ سچا ہے اور اس کے خلاف تکمیل پا چکا ہے اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے اپنے تعلقدار اہلکاران کے پاس پٹیالہ میں پناہ گزین ہے اب اُس نے دیکھا کہ یہ پناہ اور اثر اُسے محفوظ نہیں رکھ سکتا تو اُس نے اپنے تعلقداران کو اپنے بچاؤ کے لئے سخت مجبور کیا۔ اِنھوں نے صاحب انسپکٹر جنرل پولیس سے کہا کہ سخت افسوس کا مقام ہے کہ آپ کی حمایت ہمارے رشتہ داران کو محفوظ نہیں رکھ سکتی کجا سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کجا جرنل۔ اگر آپ چاہیں تو بڑے بڑے خونی مجرموں کو بچا سکتے ہیں قصہ کوتاہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے راقم کو پٹیالہ طلب فرما کر زبانی حکم دیا کہ سنگت سنگھ ہمارے اہلکار دوستوں کا رشتہ دار ہے۔ اُس کا ہرگز ہرگز چالان نہ کیا جائے۔ بلکہ فریقین کا باہمی راضینامہ کرا کر مثل داخل دفتر کی جاوے۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ جن جرائم کی اُس پر تکمیل ہوئی ہے۔ جناب کو معلوم ہے کہ وہ ناقابل راضی نامہ ہیں۔ عدالتہائے جوڈیشل بھی قانون کی خلاف ورزی نہیں کرینگی۔ اس پر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ اگر آپ زبانی طور پر نہیں مانتے تو ہم تحریری حکم آپکے پاس بھیجدیں گے۔ پھر کوئی حجت یا قانونی اعتراض نہ کرنا۔ راضی نامہ کرا دینا۔ رہی عدالت جوڈیشل۔ اُس کے متعلق آپ کو فکر نہ کرنا چاہیئے۔ وہاں خود انتظام ہو جائیگا۔ راقم نے

کہا - کہ بہت اچھا -

میں برنالہ واپس آ گیا - اور اس کے بعد ہی حکم صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نمبری ۲۹۲۸ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء مقدمہ سرکار بنام سنگت سنگھ وغیرہ سکنائے سیکھا ملزمان جرم زیر دفعات ۱۴۸ - ۳۲۶ - ۳۰۷ تعزیرات ہند میرے پاس پہونچا جس کا مضمون یہ تھا - کہ مقدمہ ہذا ارپورٹ کھگو انداس سب انسپکٹر بذریعہ ریمارک سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع بٹھنڈہ ۸ ر مگھر سمت ۱۹۷۹ ملاحظہ و سماعت ہو کر حکم ہوا کہ بذریعہ روبکار بخدمت لالہ شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع بٹھنڈہ لکھا جاوے - کہ ہم نے زبانی آپ کو اس مقدمہ کے متعلق سمجھا دیا تھا - مہربانی کر کے خود موقعہ پر پہونچ کر مناسب طریق سے ان ہر دو فریق کی مصالحت کرا دیں اور مکمل اطلاع پیش فرما دیں چنانچہ راقم نے بشمول انسپکٹر صاحبان برنالہ و راماں اپنی فطری سچائی اور ضمیر کی آواز کے خلاف حسب الحکم فریق سچا سنگھ پر زور دے کر باہمی راضینامہ کرا دیا اور رپورٹ مکمل پیش کر دی - کہنا چاہیئے کہ

ع - چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

فریق سنگت سنگھ نے ایسی ہی کامیابی اپنی غائبانہ طاقتوں کے زور پر عدالت جوڈیشل سے بھی حاصل کی - افسوس

ے حامیانِ رحم و ہمدردی کی خاطر کلفتیں -
لا حقیقی جور و ستم کے سرپرستوں کیلیئے -
بے حیا بے باک شہدوں کیلیئے دنیا کے سکھ -
مرگ کے وعدے شریفوں دل شکستوں کیلیئے (فلک)

خطرناک ڈاکوؤں کی گرفتاری ہلاکت موضع گیانہ (تھانہ راماں) میں فرض شناسی کیا کیا جوہر

پیدا نہیں کر سکتی۔ اضلاع حصار و فیروزپور میں ایک گروہ ڈکیتیاں پیدا ہوا۔ مسمیان بھاگ سنگھ ولد گودھا سنگھ سکنہ موضع کالا نوالی۔ سوچا سنگھ ولد گیانا ساکن موضع کیوال ضلع حصار ایسے بیباک خونی اور سنگین دل تھے کہ دنوں میں ہی بسلسلہ ڈکیتی اضلاع مذکور میں ستّرہ نفوس قتل کر ڈالے۔ مگر ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ ہر دو اضلاع کی پولیس اُن کی گرفتاری میں ناکامیاب رہی۔ تو مسٹر جی۔ ایل اورڈ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس فیروزپور نے بمقام بٹھنڈہ ۳۰ اسوج سمت ۱۹۷۹ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو میٹنگ منعقد کی جس میں افسران پولیس ریاستہائے فریدکوٹ۔ بیکانیر۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع حصار۔ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ اور راقم شامل کئے گئے۔ بحث مباحثہ اور دلائل عمل میں لا کر تجاویز پر غور کیا گیا کہ کس طرح سے یہ خونخوار قاتل انسان نما شیطان گرفتار کئے جائیں۔

جو جو قراردادیں اس کانفرنس میں پاس ہوئیں۔ راقم نے بڑی پابندی کے ساتھ اُن پر عمل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ ۱۱ کاتک سمت ۱۹۷۹ مطابق ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کو لالہ کشوری لال سب انسپکٹر صاحب تھانہ روڑی ضلع حصار کو اطلاع موصول ہوئی کہ قاتل موضع گیانہ میں بمکان دانا جٹ اس وقت موجود ہیں۔ فرض شناس مہتمم سٹیشن نے اس خبر کے پہنچتے ہی اپنی موجودہ معمولی جمعیت کے ساتھ یورش کی۔ ملزمان نے خبر پاتے ہی چوبارہ میں داخل ہو کر مورچہ قائم کیا۔ جونہی پولیس نظر پڑی گولیاں برسانا شروع کر دیں اُدھر لالہ بھگوانداس صاحب سب انسپکٹر تھانہ راماں کو بھی جب پرچہ لگا۔ وہ بھی جائے پناہ ملزمان پر اپنی جمعیت لے کر دوڑے۔ بذریعہ تار خبر ملنے پر راقم نے بٹھنڈہ سے لالہ کشن چند صاحب انسپکٹر کو بمعہ مسلح گارد پہلی ٹرین سے جائے پناہ قاتلان کی طرف روانہ کر دیا۔ چونکہ حسب قرارداد مسلح جمعیت ہر وقت تیار رہتی تھی۔ اس لئے فراہمی اور تیاری میں مجھے بالکل دیر نہ لگی۔ اور نہ ہی کوئی مشکل پیش آئی۔

اور دوسری ٹرین میں مزید جمعیت وسامان اسلحہ ومیگزین لے کر خود بھی وہیں جا پہنچا۔ میرے جانے سے قبل سُچا سنگھ ڈکیت تو پولیس کی گولیوں نے نشانہ اجل بنا دیا تھا اور بھاگ سنگھ ڈکیت گولیوں سے زخمی ہو کر گرفتار کیا جا چکا تھا۔ یہ ڈاکو شام سے اگلے روز ۲ بجے دن تک چوبارہ سے گولیاں برساتے رہے۔ اور ادھر سے پولیس بھی برابر فائر کرتی رہی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب حصار بھی جا پہنچے تھے۔ ملزمان کے فائروں سے بھی کروڑی کانسٹبل پولیس حصار و بدن سنگھ جاٹ مجروح ہوئے چوبارہ سے دو بندوقیں دونالی برچ لوڈنگ برآمد ہوئیں۔ ملزمان کارتوس ختم کر چکے تھے۔ پولیس کی اس کامیابی کے بعد ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع حصار بذریعہ اسپیشل ٹرین گورہ مشین گن و امداد ٹپی لے کر آ پہونچے۔ پولیس کی اس کامیابی پر آپ نے بے حد اظہار خوشنودی فرمایا۔

بھاگ سنگھ ڈکیت مجروح کا علاج معالجہ راقم نے شفاخانہ بھٹنڈہ میں ہی کرایا۔ بیان بھی صاحب مجسٹریٹ بھٹنڈہ سے قلمبند کرایا گیا۔ تکمیل مقدمات کیلئے وہ باقاعدہ حوالہ پولیس ضلع حصار کیا گیا۔ جہاں پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اور مسمی دانا جٹ پناہ دہندہ زیر دفعہ ۲۱۶ تعزیرات ہند ریاست پٹیالہ میں سزایاب ہوا۔ گورنمنٹ پنجاب سے تمام افسران وملازمان وغیرہ مشمولہ معرکہ ہذا کو انعامات وسندات عطا ہوئیں۔ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ و صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع فیروزپور نے بھی بذریعہ چٹھیات میری خدمات کا اعتراف فرمایا۔

سہ کبھی حقیقت کا منہ دیکھا نہیں کلفت پسندوں نے - کیا تبدیل تقدیروں کو تدبیروں کے بندوں نے

موضع جے سنگھ والا (تھانہ بھٹنڈہ) میں دہشتناک خونریزی۔ وحشیانہ نقصان رسانی

ایک شخص مسمی ہردتا ولد چھاگا جٹ سکنہ جے سنگھ والہ (تھانہ بھٹنڈہ) اپنے والدین

و عورت کے مرنے پر مجرّد رہ گیا۔ اور آوارہ ہو گیا۔ قدرتاً اُس کے ساتھ بد چلنی بھی شروع ہو گئی۔ چنانچہ چند ہی دِنوں میں اپنی اراضی زرعی اپنے تایا جیون سنگھ نمبردار کے پاس رہن و بیع کر دی۔ جب نوبت تنگدستی تک آپہنچی۔ تو وطن سے نکلکر فوج انگریزی میں ملازمت اختیار کر لی۔ جب کبھی چھٹی پر گھر آتا تو اپنے تایا سے زمین کی واگذاری کے لئے کوشاں ہوتا۔ اور اس بات پر مصر ہوتا کہ کل روپیہ اپنا نصف زمین پر کرلے اور نصف بلامعاوضہ مجھے دیدے۔ مگر وہ بھلا کب مانتا تھا۔ بھادوں سمت ۱۹۷۹ میں فوج سے رخصت لیکر دیہہ میں آیا۔ پتہ لگا کہ کل اراضی سود در سود کے وزن نے ناقابل واگذاشت بنادی ہے اور اس کا تایا نہیں چاہتا کہ ایک قطعہ بھی اسطرح اُس کو دیا جائے۔ ہردِتا فوجی نے ارجن ولد کھیتا خاکروب سے یارانہ گانٹھا۔ شراب کباب کے دَور چلنے شروع ہو گئے۔ اور صلاح و مشورہ پختہ ہو کر ۲۶ اور ۲۷ بھادوں سمت ۱۹۷۹ کی درمیانی شب کو دونوں نے اچانک جیون سنگھ کے گھر میں داخل ہو کر بندوق اور تلوار سے ہلاکت شروع کر دی۔ جیون سنگھ دور تھا۔ وہ تو بھاگ نکلا ان بیرحموں نے اس کے بیٹے پوتے۔ عورتیں بچے کل آٹھ کس نہایت بیرحمی کیساتھ گولیاں برسا برسا کر بے دم اور تلواریں مار مار کر قیمہ کر ڈالے۔ اور دیگر رشتہ دار حمایتی جیون سنگھ جو آئے اُن میں سے بھی سات کس مجروح کر ڈالے۔ اس قتل عام دہشتناک خونریزی اور دردناک واقعہ سے گاؤں کا گاؤں سہم گیا۔ قاتلان نے بڑے اطمینان سے قتل وغیرہ کے بعد جیون سنگھ کے مکان کو آگ لگادی۔ اور خود مفرور ہو گئے۔ مکان معہ مال و اسباب دم زدن میں خاک سیاہ ہو گیا۔ مرنے والوں کی روحیں سفاک قاتلوں کو کہہ رہی تھیں۔

اگر کچھ اور بھی ہو اے ستمگر ذوق بربادی
ہماری خاک باقی ہے اسے برباد کر لینا

لیکن

شہیدانِ وفا کا خون ناحق رنگ لائے گا
قسم ہے تم کو یہ مصرعہ زبانی یاد کر لینا

سلسلہ تفتیش

اس حادثہ سنگین، واقعہ جانکاہ کی رپٹ جب تھانہ میں پہونچی۔ پولیس سرگرم تفتیش ہوئی۔ راقم نے بھی وہاں پہنچ کر جو ہدایات مناسب اور ضروری تھیں پولیس کو دیں۔ اور تفتیش میں سرگرمی پیدا کرنے کے لئے کچھ عرصہ کے لیئے وہاں ہی قیام کر لیا۔ ناظم صاحب ضلع اور صاحب انسپکٹر جنرل پولیس بھی تشریف لائے۔ پولیس نے جملہ ہلوک اور مجروح گڈوں پر بار کئے اور بھٹنڈہ ہسپتال میں بغرض پوسمارٹم و علاج معالجہ روانہ کئے گئے۔ جب اس قدر لاشیں اور مجروحین بھٹنڈہ پہونچے تو اس دردناک نظارہ سے کہرام مچ گیا۔ چونکہ ملزم ابھی روپوش تھے اور کوئی سراغ نہ چلا تھا۔ اس لئے درخواست پولیس پر دربار پٹیالہ سے ملزمان کی گرفتاری کے لیئے آٹھ سو روپیہ انعام مشتہر کیا گیا۔ چونکہ یہ واقعہ نوعیت خاص کا تھا۔ اس لئے میں نے کوتوال صاحب بھٹنڈہ کو خاص طور پر اِن ملزمان کی جستجو و گرفتاری کے لئے مامور کیا۔ اور کوتوالی کا چارج دوسرے افسر کو دلا دیا۔ چند منتخب کانسٹبلان کوتوال صاحب کے ہمراہ اسی مقصد کے لئے روانہ کئے گئے۔

مفرورین کی گرفتاری کا سلسلہ

کوتوال صاحب مصروف تلاش ہو گئے۔ چند روز بعد آوجا گرسنگھ ساکن سیماں بہنوئی ہرنتا ملزم مفرور اور مسمی مانان مشہور بدمعاش ساکن رائیکے کو کوتوال صاحب نے میرے پیش کر کے بیان کیا کہ یہ ہر دو کہتے ہیں کہ ہم دونوں مفرور ملزمان کو گرفتار کرا سکتے ہیں۔ اگر انعامات سرکاری کی بابت آپ اپنی زبان سے اطمینان دلا دیں تو میرا خیال ہے کہ یہ حسب وعدہ ضرور گرفتار کرا دیں گے۔ چنانچہ جب اس سلسلہ میں

ہیں نے خود اُن سے گفتگو کی۔ تو مجھے بھی حالت اطمینان نظر آئی۔ اس لئے میں نے خود بھی اُن کی ہر طرح تسلی و تشفی کر دی۔ وہ وعدہ کر کے چلے گئے۔

گرفتاری کی تیاریاں

چند دن بعد ہر دو مخبران نے اطلاع دی کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ۱۵-۱۶ نومبر کی درمیانی رات کو موضع دیسو جودھا تھانہ دبوالی ضلع حصار پریم سنگھ خسر پورہ ہر دتا ملزم کے گھر سے ہر دو مفرورین کو گرفتار کرا دیں گے۔ اور ہم نے پریم سنگھ مذکور بھی گانٹھ لیا ہے۔

گرفتاری

حسب قرارداد تاریخ مقررہ پر نہایت حزم و احتیاط سے کام لے کر کوتوال صاحب اور لالہ کشن چند صاحب انسپکٹر پولیس کو معقول معتمد اور مسلح جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ مقررہ مقام پر اس جمعیت کو مخبران مل گئے۔ اور انھوں نے اطمینان دلا دیا کہ ہر دو ملزمان کو پریم سنگھ کے گھر میں ترکیب سے مقفل کر دیا ہے۔ آپ جلد گرفتار کر لیں۔ چنانچہ یہ پہونچے مگر ملزمان نے خبر پا کر فائر شروع کر دیئے۔ جس پر پولیس نے فائر کیے۔ مگر انھوں نے اپنے رشتہ داران

نقول سرٹیفکیٹ متعلق نظارہ پنجمین

(۱۱۲) ترجمہ عرضداشت ۳۷۵۵ مورخہ یکم اسوج سمت ۱۹۷۹ منجانب ہوم منسٹر صاحب بحضور سری مہاراج صاحب بہادر مہندر بہادر پٹیالہ۔

صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے رپورٹ کی ہے کہ سردار حضورا سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ کو کس اینڈ کیلوی کے مقدمہ ڈکیتی و مقدمہ عبدالعزیز خان سب انسپکٹر اور بہت سے مقدمات جنھیں کہ ریاست نابھہ نے بیگناہ اشخاص کی گرفتاریاں کی ہیں کی تفتیش میں اس قدر مصروف ہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی ضلع بٹھنڈہ میں انجام نہیں دے سکتے۔ اس لیے انسپکٹر جنرل صاحب تجویز کرتے ہیں کہ سردار حضورا سنگھ صاحب کو سپیشل

کے سمجھانے سے اپنی بندوقیں حوالہ پولیس کر دیں اور خود گرفتار ہو گئے۔

جائے وقوعہ پر پھانسیاں

ہر دو ملزمان ضلع حصار سے باضابطہ منتقل ہو کر ریاست پٹیالہ میں لائے گئے اور مقدمات جوڈیشل تکمیل ہو کر انہیں جائے ارتکاب واردات پر پھانسی دیدیا گیا۔

خونِ ناحق کہیں چھپتا ہے چھپائے سے امیر
کیوں میری نعش پہ بیٹھے ہیں وہ دامن ڈالے

یہ ہیں اعمال قبیحہ کے نتائج

تقسیم انعامات

اِس کارروائی کے بعد زرِ مشتہرہ میں سے چار سو روپیہ تو دو کس اوجاگر سنگھ و پریم سنگھ رشتہ داران ہر دتا ملزم کو دیا گیا۔ اور ما بقا چار سو روپیہ مانان مخبر اور ملازمان پولیس میں تقسیم کیا گیا۔

گروہ مجرمان لکھمیر والہ (تھانہ بوہا) کی گرفتاری اور اُن سے سنگین مقدمات کی سُراغرسانی

ضلع مذکور میں شنکر داس و سلامت علی صاحبان سب انسپکٹران نے ۔ کہرا ۔ دسرون

ڈیوٹی پر مامور کیا جاوے۔ اور لالہ شب چند صاحب کو جو کہ پہلے سے بٹھنڈہ میں کئی مقدمات کی تفتیش کے لئے مامور ہیں۔ تا واپسی سردار حضورا سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ کا چارج دلایا جاوے۔ لالہ شب چند صاحب کو مبلغ -/۲۵ روپیہ الاؤنس سی۔آئی۔ڈی کا خسارہ رہے گا جو اکاؤنٹنٹ جنرل پاس نہیں کریگا۔ اس لئے صاحب انسپکٹر جنرل کی درخواست ہے کہ لالہ شب چند صاحب کی قائمقام سپرنٹنڈنٹی کی ایک خاص منظوری از ابتدائے ۹ ساون سمت ۷۹ اجلاس خاص سے حاصل کی جاوے۔ مندرجہ بالا وجوہات سے میں حضور سے درخواست کرتا ہوں کہ منظوری قائمقامی لالہ شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ از ۹ ساون سمت ۱۹۷۹ جب سے کہ وہ بطور ایس۔پی بٹھنڈہ کام انجام دے رہے ہیں۔ فرمائی جاوے

نقل آنڈرسمینٹ نمبر ۴۸۵ مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء اجلاس خاص منظور ہے۔ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء
دستخط پرائم منسٹر صاحب بہادر ریاست پٹیالہ

وغیرہ ملزمان مفرورین کا ایک مسلح گروہ گرفتار کیا۔ اُن سے راقم نے بامداد سراغرسانی بہت سے سنگین و عدم پتہ مقدمات برآمد کرائے۔ جس پر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے میری خدمات کا عملی طور پر اعتراف فرمایا۔ صیغہ پولیس میں اگر کوئی ہوشیار آفیسر ہو تو وہ سنگین جرائم پیشہ ملزمان سے بہت سے عدم پتہ و نحوشدہ مقدمات کا سراغ لگا سکتا ہے۔

تشریف آوری مہاراجہ صاحب بہادر جیند اور انتظامات کیمپ و سرحدات

مہاراجہ صاحب جیند نے اپنے علاقہ میں دورہ کے لیے جاتے ہوئے مواضعات آوبھہ۔ اور کھیوہ شیرادہ سنگھ والا تھانہ مالسنہ میں قیام فرماکر۔ رلا۔ علی پور۔ منتی۔ دیہات میں سے گذر فرمایا۔ خاکسار خود اس انتظام کے لیے شریک کیمپ ہوا۔ استقبال اور حفاظت کا بخوبی انتظام کیا گیا۔ اور یہ دورہ بخیریت تمام طے ہوا۔

مسٹر سٹوارٹ کمشن تحقیقات مقدمات مابین نابھہ و پٹیالہ کی تشریف آوری

۳۱۹/۱۴ مورخہ ۷ رفروری سنہ ۱۹۲۳ء

نقل اطلاعاً بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ بھٹنڈہ مرسل ہووے۔ دستخط صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

(۱۲۵) نقل چٹھی کرنل امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ

از مقام کنڈہ گھاٹ مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۹۲۲ء

ڈیئر لالہ شیو چند صاحب۔ بندگی۔ آپکے خطوط۔ روبکار۔ ویکلی سب پہنچ رہے ہیں۔ آپ کی محنت اور کارگذاری سے میں نہایت ہی خوش ہوں۔ اچھا ہوا کہ آپ عین موقعہ پر فوراً پہنچے۔ مہربانی کرکے اس مقدمہ فرار لڑکی میں آپ خود زیر نگرانی تفتیش کرادیں۔ اور مقدمات کی تکمیل کرادیں۔ اگر ان لوگوں سے خاص اندیشہ ہو تو ہر دو فریق ہا کی ضمانت ہا معقول کرادیں۔ اُمید ہے کہ حضور اسنگھ صاحب بنام آگئے ہونگے۔

نابھہ و پٹیالہ کے معائنہ موقعات کے لئے مسٹر اسٹوارٹ صاحب بہادر جج ہائی کورٹ الہ آباد
بمعہ پیرو کاران ہر دو ریاست ہائے اور محمد یعقوب خان ہیڈ کانسٹبل پولیس ریاست
پٹیالہ (کہ جو نابھہ نے گرفتار کر کے قید کر رکھا تھا) بتاریخ ۲۶ پوہ سمت ۱۹۷۹ مطابق ۹ جنوری
سنہ ۱۹۲۳ء بذریعہ سپیشل ٹرین مانسہ تشریف لائے۔ راقم کیمپ کی حفاظت و دیگر کار
سرکار کے لئے وہاں حاضر تھا۔ صاحب موصوف ایک گھنٹہ استراحت کے بعد بمعہ جملہ
ہمراہیاں موضع ہیروں کلاں (جائے گرفتاری محمد یعقوب خان) تشریف لے گئے۔ راقم
ہمرکاب تھا۔ بعد تصدیق و ملاحظہ مواقعات چار بجے شام واپس تشریف لائے۔ اور
پھر مانسہ سے براستہ بھٹنڈہ۔ پھول (ریاست نابھہ) میں تشریف لے گئے۔ راقم وہاں سے
اپنے ہیڈ کوارٹر میں واپس آ گیا۔

چونکہ مقدمات کا سلسلہ ضلع بھٹنڈہ سے زیادہ متعلق تھا۔ اس لئے لبا اوقات
انبالہ چھاؤنی جانا آنا پڑا۔ اور جو امداد ضروری تھی۔ باموقعہ دی گئی۔

دو ہزار کے سرکاری نوٹوں کی چوری ایک کانسٹبل پولیس کے ہاتھوں سے

باغباں نے آگ دی جس وقت نشیمن کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے
(ظفر)

آپ کی اطلاع پر احکام جاری کر رہا ہوں۔ میں اچھا ہوں۔ کنڈہ گھاٹ مقیم ہوں۔ شاید پرسوں چائل جاؤں
اور خیریت ہے۔ آپ کا شبھ چنتک۔ امریک سنگھ۔ (۲۶) نقل چٹھی کرنل امریک سنگھ صاحب انسپکٹر
جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

ڈیئر لالہ شب چند صاحب۔ آج آپ کے خطوط مورخہ ۱۳ و ۱۴ ساون پہنچے۔ حالات معلوم ہو کر
خوشی ہوئی کہ آپ تندہی سے جیسی کہ آپ کی عادت ہے کام میں مشغول ہیں۔ مجھے جواب دینے میں اس لئے
توقف ہوا۔ کہ زیادتی کام نے کچھ دنوں سے بالکل فرصت نہیں دی۔ جمعیت کانسٹبلان جو صاحب سپرنٹنڈنٹ
کے پاس ہے انکی واپسی کے لئے آج شام کو میں ملکر ان سے بات چیت کروں گا۔ اور آپ کو کل جواب دوں گا
تاوقتیکہ مناسب تصفیہ نہ ہو جائے۔ آپ غیر حاضری سائل درآمد نہ کریں۔ محمد یوسف ہیڈ اول کے جو نقائص

کُندن لعل ناظر محکمہ صاحب مجسٹریٹ پٹیالہ کے کیش بکس میں سے سمت ۱۹۷۸ میں سَو سَو روپیہ کے دو ہزار کے نوٹ سرقہ ہو گئے۔ پولیس مقامی اور سی آئی ڈی ناکام رہی۔ راقم کو اس چوری کا اِس وجہ سے علم تھا کہ راقم خود اُن ایام میں محکمہ سی آئی ڈی میں مامور تھا۔ چونکہ واقعہ یاد تھا اور دِل میں ایک خلش بھی تھی۔ اِس لئے قدرتاً بایام ماموری سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ اکثر یہ خیال جوش زن رہتا تھا۔ اِتفاق سے مجھے پتہ لگا کہ محمد منیر ساکن سنور کانسٹبل بٹھنڈہ سیٹی۔ بٹھنڈہ میں سَو سَو روپیہ کے تین نوٹ بھنا چکا ہے۔ مزید دریافت حالات سے پایا گیا کہ وہ روپیہ لٹا رہا ہے۔ معاً مجھے خیال گذرا کہ ہو نہ ہو کندن لال کے سرقہ کا یہی ملزم ہے۔ میں نے فوراً بسلسلہ سراغرسانی اس کا بھنایا ہوا سَو روپیہ کا ایک نوٹ قابو میں کر لیا۔ اور اِس معاملہ کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے دی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ کو ایک خفیہ چٹھی لکھکر اِس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مابقا نوٹ برآمد کرائے جائیں۔ اِن کا محمد منیر کے گھر سے پتہ چلے گا۔ صاحب موصوف نے تھانہ صدر پٹیالہ کو تفتیش کے لئے لکھا۔ انہوں نے چونکہ اس سلسلہ میں گہری دلچسپی نہ لی تھی اس لئے رپورٹ ناکامی پیش کر دی جس کی مجھے بھی اطلاع ہو گئی۔ اس پر میں بٹھنڈہ سے تاریخ ۱۵ پھاگن سمت ۱۹۷۹

تھانہ میں ہیڈ محرری کے زمانہ کے ہیں۔ آپ اُن سب میں اس کا جواب لیں۔ میں نے اس کی بجائے قمر الدین کو بدل کر اُس کو جیل پر مامور کر دیا ہے۔ ہیڈ محرری پر جس کو آپ پسند کریں لگا دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں جس کی ماموری ہے کام کرے۔ اگر اپنی جائے ماموری پر وہ ناقابل ہے تو اس کو الگ کر دیا جاوے۔ اِلّا اس کا جواب لیکر پیش کریں تاکہ نالائق ملازمان کو سبکدوش کر دیا جاوے۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے کہ وہ نائب کورٹی تو کر نہیں سکتا اور ہم اس کو ہیڈ محرر مقرر کر دیں۔ واجب ہے کہ جس جگہ وہ نالائقی کرتا ہے اُس کا جواب لیکر مکمل کاغذات ارسال فرما دیں۔ میں فوراً آپ کی رائے کے مطابق تجویز کرونگا۔ فتح آب سنگھ کے لئے بھی یہی عمل ہے۔ جو اس کی غفلت یا نالائقی ہے۔ اس میں اس کا جواب لیکر ارسال کریں۔ میں فوراً الگ کر دونگا۔ آپ اس کو طلب کر کے اس کی جگہ عارضی انتظام کر کے مجھکو لکھیں۔ حکم آخر دینے کے لئے ضروری ہے کہ کاغذات

مطابق ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۲ء پٹیالہ پہونچا۔ سردار دگمبر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس حال صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس) کو واقعہ کی تفصیل سُنائی۔ صاحب موصوف یقین لاکر میرے ہمراہ سنور پہونچے۔ محمد منیر مذکور کا والد علی حسن بھی کانسٹبل پولیس تھا۔ میں بالارادہ محمد منیر کو اپنی اردل میں لے آیا تھا۔ سنور پہنچکر علی حسن کے گھر کا محاصرہ کرکے تلاشی شروع کردی۔ لیکن کچھ نہ پایا۔ مگر معاملہ سچا تھا اس لیئے سنور کے معززین کے ذریعہ علی حسن پر زور ڈالا گیا۔ اِس نے بیان کیا کہ معاملہ سچ ہے۔ اور بوقت محاصرہ میری گھروالی نے اُن نوٹوں کے منجملہ تین نوٹ انچی چاک کرکے گندی نالی میں چھپا دیئے ہیں۔ اندر جاکر حسب نشان دہی جو موری کی پیچ ٹٹولی گئی تو نوٹوں کے پُرزے نظر آئے۔ سب نکالے۔ دھوئے۔ جوڑنے پر تینوں نوٹ سالم بن گئے اور نمبر بھی مسروقہ نوٹوں سے مل گئے۔ دو نوٹ سالم حسب نشاندہی ملزمان اور دستیاب ہوئے۔ تفتیش سے یہ راز کھلا کہ محمد منیر مذکور کا والد علی حسن مذکور سرقہ کے دن گارد مجسٹریٹی کے پہرہ پر مامور تھا۔ ناظر وقت بوقت نقدی کا صندوق کھولتا تھا۔ اور بعض اوقات کچھ عرصہ کے لیئے کھلا ہی رہنے دیتا تھا۔ اور ضرورتاً باہر بھی چلا جاتا تھا۔ موقعہ پاکر علی حسن کانسٹبل پہرہ نے دو بنڈل نکال

کی تکمیل ٹھیک ہو۔ اس لیئے ہر معاملہ میں جواب شامل کرا کے پیش کریں۔ میں صاحب سپرنٹنڈنٹ سے آج یہ بھی ذکر کر دونگا۔ کہ وہ براہ راست کسی کو طلب نہ کیا کریں۔ (۱۲۷) ترجمہ چٹھی منجانب مسٹر عبدالحق صاحب ریونیو افسر ضلع فیروزپور۔ از تحصیلانہ کیمپ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء موسومہ لالہ ترب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ۔

ڈیر سر۔ میں پولیس کی جمعیت جو آپ نے بڑی مہربانی سے دو دن کے لیئے مجھے عنایت فرمائی تھی۔ واپس خدمت کرتا ہوں۔ اور آپ کی اس برموقعہ امداد کا تہ دل سے بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع فیروزپور سے بھی عرض کردونگا کہ وہ آپ کا اور دربار پٹیالہ کا اس مہربانی کی نسبت شکریہ ادا کریں۔ پولیس گارد کا کرایہ میں نے دیدیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ انکو کسی قسم کی راستہ میں قیام طعام

لیئے۔ اُن میں سے سترہ قطعہ محمد منیر نے بٹھنڈہ اور پٹیالہ میں چھپائے۔ عدالت سے علی حسن بجرم زیر دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند دو سال کے لیے قید کیا گیا۔ اور محمد منیر بوجہ عدم ثبوت رہا کر دیا گیا۔ مقدمہ مذکور میں راقم نے شہادت ادا کی۔

جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جلتا ہے ضرور
شمع بھی جلتی رہی پروانہ جل جانے کے بعد

بم کا مہلک حادثہ
پھول ریاست نابھہ میں

سب کھل گئیں جہاں پر اصلی حقیقتیں۔
حیرت زدہ تھی چشم جہاں سکتہ اسیہ تھا

نابھہ پٹیالہ کے مقدمات سے فائدہ اُٹھا کر پنجاب کے بہت سے بدمعاش۔ مفرور ملزمان نے ببلبا یں اکالی۔ حدود ریاست نابھہ کو اپنا مامن قرار دیا۔ اِن میں ایک دو بمب سازی میں بھی ماہر تھے۔ بھاگن سمت ۱۹۷۹ میں لشن سنگھ سوار نابھہ اپنی نوکری دیکر دس بجے دن اپنے گھر پہونچا۔ جب گھوڑی باندھنے لگا تو ایک بم بغل سے نکلکر زمین پر گر پڑا۔ اور فوراً ہی پھٹ گیا جس سے وہ اور اُسکی گھوڑی دونوں ہلاک ہو گئے۔ اس وقت پولیس نابھہ نے یہ حادثہ بجائے بم پھٹنے کے بندوق

کی تکالیف نہیں ہونگی۔ اور ذاتی طور پر میں آپ کا مشکور ہوں جو ایسے اڑے وقت میں آپ نے میری درخواست منظور کی۔ زیادہ آداب اور شکریہ۔ (۲۸) ترجمہ چٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع فیروزپور۔

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۳ء۔ موسومہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس امداد کی بابت جو عین موقعہ پر پولیس بٹھنڈہ نے میرے ریونیو اسسٹنٹ کو گذشتہ ہفتہ میں نتھانہ کے مقام پر دی۔ اُن کی مدد بر محل نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ ورنہ بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔

انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ

اس کی نقل بمراد اطلاع بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ مرسل ہووے ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۳

سے سرزد ہونا ظاہر کیا۔ مگر اصل واقعہ پوشیدہ نہ ہوتے دیکھکر کاغذات میں تحریف کی پھر از سرِ نو اصلیت کی طرف جانا پڑا۔ چونکہ راقم اس وقت ریاست نابھہ کے افعال و اقعات و حالات کا نگران تھا۔ اس لئے اس واقعہ کے ہر دو پہلوؤں سے حکام بالادست کو مطلع کردیا۔ معاملہ خاص اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے پولیس انگریزی نے بھی اس کی پڑتال کی

سرقہ بالجبر کی واردات چوک منڈی بھٹنڈہ میں

تیری قسمت میں اگر کچھ ہے تو پوری کامیابی ہے
لئے جاتی ہے منزل کو پکڑ کر راستی تجھکو

ضلع کی بدچلنیوں اور بدامنیوں کا کافی سدِباب ہوچکا تھا۔ مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی سنگین واقعہ ظہور پذیر ہو ہی جاتا تھا۔ چنانچہ ۳ ہاڑ سمت ۱۹۸۰ کو بوقت شب دوارکا داس کستوری لال ساہوکاران جبکہ ریل سے پانچ ہزار روپیہ لے کر اُترے اور عین چوک بازار میں داخل ہوئے تو دفعتاً تین چار بدمعاشان جھپٹے اور جبراً روپیہ چھین کر بھاگ گئے۔

پولیس نے تفتیش شروع کی۔ اطلاع ملتے ہی میں خود موقعہ واردات پر پہنچا ایسے مقام کا کہ جہاں سینکڑوں اجنبی اشخاص رات دن آمد و رفت رکھتے ہوں۔ اور عین

(۱۲۹) نقل روبکار سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۲۵ اسوج سمت ۱۹۷۹
مکند سنگھ ولد بوٹا سنگھ زمیندار سکنہ چوہان کے خورد بنام۔

مدعی

جرم زیر دفعہ ۳۲۶/۱۴۷ تعزیرات ہند فائل ع ۱۳ رجوعہ ۲۰ ربیاکھ سمت ۱۹۷۹ تھانہ برنالہ

اندریں مقدمہ نقل حکم پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھٹنڈہ بذریعہ ۱۱۳/۷۵ رجوعہ ۲۷ بھادوں سمت ۱۹۷۲ پیش ہوکر حکم ہوا کہ بذریعہ روبکار بخدمت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھٹنڈہ تحریر ہو کہ آپ نے جو اس مقدمہ کی دریافت میں کوشش فرمائی ہے اس کے ہم مشکور ہیں۔ آپکی دلچسپی قابل قدر ہے۔ واجب ہے کہ آپ سب انسپکٹر و دیگر قصورواران و انسپکٹر صاحب ضلع کے جوابات شامل کرکے کاغذات مناسب رائے سے پیش کریں۔

بازار کا وقوعہ ہو۔ سُراغ لگانا سخت مُشکل ہے۔ مگر اندریں حالات بھی میں خاموشی کیساتھ سُراغ رسانی میں لگا ہوا۔ ماتحتین کو تجاویز بتلانے میں مصروف رہا۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ تدابیر سُراغ رسانی کامیاب ثابت ہوئیں۔ ملزمان معہ زرِ مسروقہ گرفتار کر لئے گئے۔ یہ مشہور جرائم پیشہ قوم باوریئے تھے۔ چُنانچہ مجرمان عدالت سے سزایاب ہوئے اور مستغیث کا پانسو روپیہ کا مُشتہرہ انعام حقداران میں تقسیم کیا گیا۔ باوا کبیر داس سکنہ ڈیرہ رٹپ) نے اس معاملہ میں نہایت قیمتی امداد دی۔

چند ضروری انتظامات

جب علاقہ میں عام نگرانی سے وقوعہ واردات پر قابو پا لیا گیا۔ تو انتظامیہ امور کی طرف بڑی دلیری اور کوشش سے توجہ مبذول کی گئی۔ تھانوں کے ملاحظہ سے یہ ثابت ہوا کہ بہت سے بدمعاش مر چکے ہیں۔ بہت سے جرائم سے توبہ کر چکے ہیں۔ اور بہت سے ناقابل ہو گئے ہیں۔ کچھ اندھے ہو چکے ہیں۔ کچھ لاپتہ ہیں۔ مگر سب رجسٹروں میں درج ہیں۔ بڑے غور اور کامل تحقیقات کے بعد ان کے نام رجسٹروں سے خارج کئے گئے۔ اور بیسیوں اشخاص جو فطرتاً اور عادتاً جرائم پیشہ ہو گئے تھے۔ درج رجسٹر کئے گئے ؛

نیز نتیجۂ مقدمہ سے صدر میں اطلاع دیں۔ (۱۳۰) نقل چِٹھی سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مائی ڈیئر لالہ شیو چند صاحب۔ سری واہگورو جی کی فتح۔ مزاج شریف! آپ کا ٹیلیفون اور تار پہنچا وقت پر اطلاع کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں مُبارکباد کے خط آپکے اور لالہ کشن چند صاحب کے پاس بھیج چکا ہوں اب دوبارہ پھر مُبارکباد دیتا ہوں۔ واقعی ان جملہ افسران و ماتحتان کی کارگذاری قابلِ صلہ ہے۔ جنہوں نے تندہی سے اس موقعہ پر جاں نثاری سے کام کیا ہے۔ ان سب کو آپ حوصلہ دیں کہ انعامات معقول ان کو دلائے جائینگے۔ آپ مہربانی کر کے جلد مکمل صحیح لسٹ ان ماتحتان کی جنہوں نے کام جاں نثاری سے کیا ہے۔ مرتب کر کے ارسال فرمادیں۔ میں ضرور اُن کی حوصلہ افزائی کر دوں گا۔ روبکار آپ کا آج پہنچا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ میں

۳۔ عادی ملزمان کی بڑی پڑتال کے بعد نقل ضمانتیں کرائی گئیں۔

۴۔ رشوت خور۔ بدچلن اور بدنام ملازمان پولیس مبشل سب انسپکٹران ہیڈ کانسٹبلان کے خلاف چھپے تذکابات مرتب کر کے معقول سزائیں دیں اور دلائی گئیں۔

۵۔ معزول مہاراجہ صاحب نابھہ کے نمکخوار بعض اکالی ریاست پٹیالہ میں اکثر بغاوت کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور طرح طرح کی باغیانہ تحریک وتلقین رعایائے ریاست پٹیالہ میں کر رہے تھے۔ اُن پر بھی قابو پایا گیا۔ اور اکثر کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴۔۱۲۴ الف ۱۸۸ تعزیرات ہند مقدمات کی تکمیل کی گئی۔

۶۔ چند شر برالطبع مفسدہ پرداز اشخاص نے گئو ہتیا کے جواز میں قانون کے خلاف اشتعال انگیز۔ امن شکن پوسٹر وسیع پیمانہ پر قصبہ بھٹنڈہ میں تقسیم وچسپان کئے۔ چونکہ رواداری ریاست کا اصول ہے اس لئے اِن باغیانہ شعلہ ہائے آتشین سے بہ محبت اس علاقہ کی امن پسند رعایا کو محفوظ رکھا گیا جس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان وہی محبت ویگانگت پیدا ہو گئی۔

؎ دشوار نہیں کوچہ جاناں میں رسائی — لیکن کوئی ہمت تو کرے اٹھ تو کھڑا ہو

خود آج آنا چاہتا تھا۔ مگر دو ایک ضروری کاموں کی وجہ سے نہ آسکا۔ ایک دو دن تک ضرور ایکدن کیلئے آؤنگا جس کی اطلاع آپ کو دوں گا۔ آپ جملہ افسران خاصکر لالہ کشن چند صاحب و اُن کے ہمراہیوں کو جن نے نیکی اور جاں نثاری سے کام کیا ہے۔ میری مبارکباد دیں۔ بھگوانداس سب انسپکٹر کو مبارکباد دیکر کہیں کہ تھوڑے دنوں میں وہ اپنے آپ کو مستقل سب انسپکٹر پائیگا۔ میں اُس سے نہایت خوش ہوں۔ یہی راستہ اُسکو اپنے کام میں آئندہ اختیار رکھنا چاہیئے۔ آپ کی تنخواہ ڈی۔ اے کے متعلق حکم آچکا ہے وہ غالباً آپکو پہنچ گیا ہوگا۔ اور خیریت ہے۔ (۱۳۱) ترجمہ چٹھی منجانب مسٹر آئی۔ زیڈ۔ اور ڈ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع فیروزپور

مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء موسومہ سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔

مائی ڈیئر سردار صاحب! میں آپ کو تحائف اور سو چار ڈکیتیاں کی گرفتاری پر تہ دل سے مبارکباد

غبن مال سرکار کی پڑتال و برآمدگی

ے اپنی جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہوشیار
اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت (حالی)

شبہ پیدا ہونے پر پے کلرک کی نقدی اور کاغذات کی جو پڑتال کی گئی تو تیرہ ۱۳ سو روپیہ سرکاری کا غبن ثابت ہوا۔ زر مغبونہ بڑی کوشش سے داخل خزانہ کرایا گیا۔ سٹور میں بھی ایسی ہی خورد برد تھی۔ بلکہ خلاف قاعدہ اس کا چارج بھی بجائے فورس کلرک کے پے کلرک کے پاس تھا۔ دوران تفتیش میں پتہ لگا کہ سرکاری روپیہ بے دریغ اپنی ذاتی تجارت میں خرچ کیا گیا ہے۔ مثلات خلاف ورزی نامبردہ کے خلاف مرتب کی جا کر صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ مگر یہ اپنی ہر طرح کی پیرویوں سے صاف بچ نکلا۔

اشتہاری مفروران کی گرفتاری

میرے چارج لینے سے قبل سپرنٹنڈنٹی میں نہ تھانوں میں مفرورین کا اندراج اوّل تو تھا ہی نہیں۔ اگر تھا بھی تو نامکمل۔ بڑی محنت۔ مصروفیت اور پڑتال سے یہ مادہ بہم پہنچایا گیا۔ چنانچہ (۱۹۸) مفروران ضلع کے رجسٹر میں درج کرائے گئے۔ نیز متعلقہ تھانوں میں بھی

دیتا ہوں۔ کل زورا سنگھ بھی گرفتار ہو گیا ہے۔ اور صرف وریام سنگھ ہی باقی رہتا ہے۔ اب سپیشل گارڈ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۲۲) نقل چٹھی میجر سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء۔

ڈیر لالہ شب چند جی۔ سری واہگورو جی کی فتح! آپکی ڈی۔ او۔ لیٹر مرسلہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۲۳ پہونچی۔

ملزمان مفرور کی نسبت حسب دفعات ۸۷ و ۸۸ ضابطہ فوجداری کارروائی بھی کریں۔ اور ہم آپ کی اس محنت پر مبارکباد دیتے ہیں جو آپنے تیاری فہرست مفروران میں کی ہے۔

اطلاع متعلقہ بنادیق سرکاری جو بذمہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس چلی آرہی ہیں ملاحظہ کی۔ یہ بڑا ضروری معاملہ ہے۔ سٹور کی بنادیق کی واپسی نیز سرکاری بنادیق کی تلاش کہ کس کس کے پاس ہیں فوراً کیجا کر اطلاع دیں

اِن کا اندراج کرایا گیا۔ ساتھ ہی پرچہ حالات جاری کرائے جا کر گرفتاری کی کوششوں کو طوالت دی گئی۔ یہ اُسی جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ پچاسی مفرور شدہ اشخاص گرفتار کئے گئے

اگر عزت کی خواہش ہے تو دل میں بجلیاں بھر لے
پہاڑوں کی طرح اپنے ارادوں کو اٹل کر لے

فورس کلرک کی سنگین جعلسازی

سُچا سنگھ نامی ہیڈ کانسٹبل دوم (فورس کلرک) نے اپنے اعمالنامہ سے اپنے خلاف ریمارک بڑی جسارت سے علیحدہ کر کے سادہ مطبوعہ جدید اوراق داخل کر دیئے۔ اسی طرح مثل ملازمت میں بھی کانٹ چھانٹ کی۔ مجھے پتہ لگا۔ پڑتال سے صحت ہو گئی۔ اُس کے خلاف مقدمات چلانے کے لئے صاحب انسپکٹر جنرل کی خدمت میں گذارش کیا۔ اس سنگین جرم پر ایک درجہ تنزلی کی خفیف سزا دی گئی۔

اس کے خلاف بعد ازاں رشوت خواری بردہ فروشی وغیرہ سنگین وارداتوں کی اکثر شکایتیں سماعت میں آنے پر تکمیل ہوتی رہی اور کاغذات بتجویز تدارک کیلئے صدر میں پیش ہوتے رہے۔ مگر وہ خوش تدبیری سے ہر موقعہ پر محفوظ رہا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی

سنگت سنگھ ساکن سکھا ہم کو یہاں ملا وہ بہت خوفزدہ ہے۔ ہم نے اُس کو سمجھایا کہ آپ بلا رو رعایت فیصلہ کریں گے۔ آپ کی اس معاملہ میں خاص توجہ درکار ہے۔ نیز آپ مہربانی کر کے مکمل رپورٹ متعلقہ حالات قتل ادتم سنگھ نمبردار جوگا و نیز متعلقہ قتل موضع جیسی تھانہ بٹھنڈہ جس میں عدالت کی جانب سے ضمانت وغیرہ میں توقف ہوا ارسال کریں۔ جگجیت سنگھ صاحب سب انسپکٹر ضلع بٹھنڈہ حاضر لائن کی بجائے آپکے پاس سٹیلی سب انسپکٹر موجود ہے۔ باقی خیریت ہے۔

(۱۳۳) نقل چٹھی میجر سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۲۲ء

ڈیئر لالہ شب چندجی۔ نمستے۔ آپ کا خط و ٹیلیفون و تار پہونچے۔ گرفتاری ملزمان بچے سنگھ والے میں آپکو اور آپ کے ماتحتان کو جن نے صدق دل سے کام کیا ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ ضرور سب کو کہدیں۔ اِن کو براہ راست بھی لکھونگا۔ مکمل رپورٹ ارسال کریں۔ سیکھے کے متعلق مجھے افسوس ہے کہ پولیس بھی ایک فریق

کاٹھ کی ہنڈیا صرف ایک دفعہ چڑھ سکتی ہے۔ میرے تبدیل ہونے کے بعد وہ ریاست بیکانیر میں معہ افیون ناجائز جو بغرض فروخت اِدھر لا رہا تھا۔ گرفتار ہو کر سزایاب ہوا۔ اب ریاست پٹیالہ کی ملازمت سے بھی اُسے موقوف کر دیا گیا۔

عبارہستیوں کے فدا بھید کھل گئے

سیدھا کیا ہوانے جو کاسہ حباب کا

ایک دُوسرا جعلساز رشوت خوار ہیڈ کانسٹبل بھی سزا سے محفوظ رہا

ہر بڑے شہر کے تھانہ میں ایک رجسٹر صلاحیت ہوتا ہے۔ جس میں ہر اجنبی نو وارد کا قیام وغیرہ درج کیا جاتا ہے۔ پیرا آں دتا ہیڈ کانسٹبل سیٹی بٹھنڈہ نے رشوت لیکر ایک ملزم مقدمہ قتل موجودگی بٹھنڈہ مصنوعی طور پر رجسٹر میں درج کر دی اور پھر وُرثائے ملزم نے حسب ساز باز اُسے عدالت ضلع فیروزپور میں معہ رجسٹر بغرض ادائے شہادت طلب کرایا۔ عدالت نے اندراج مشکوک پاکر رجسٹر روک لیا۔ جب راقم کو علم ہوا تو اس کی نسبت بھی بے دریغ تکمیل کی گئی اور کاغذات بغرض تدارک صدر میں پیش کئے۔ مگر وہ کوشش کر کے سزا قانونی

بن رہی ہے۔ گو میں نے براہ راست لکھا ہے۔ مگر آپ نارائن سنگھ کو طلب کر کے۔ اسکے ہوش میں لادیں کہ وہ کیا سمجھتا ہے جو مخالفت کر رہا ہے۔ اس طرح اندراجات رپٹ ہائے و رپورٹ ہائے وغیرہ سخت ناپسندیدہ ہیں اگر اس کو کچھ اصلیت معلوم ہے تو اطلاع کرتا۔ غرضیکہ آپ اس کو سمجھا دیں۔ اگر سمجھانے پر بھی اس کی عقل ٹھیک نہ ہوئی تو سخت سزا پائیگا۔ مجھے آجکل بالکل فرصت نہیں ہے۔ ایک تو مقدمات نابھہ میں خاص پڑتال شروع ہے۔ دوسرے میرے لڑکے کی شادی ۱۸ اگست کی ہے۔ اس لئے آپ خود ہی فیصلہ مقدمہ سیکھا کریں۔ اصلیت معلوم کر کے جس کو ملزم سمجھیں گرفتار کریں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو طلب کرونگا۔ مجھے اُمید نہیں کہ تاریخ مقررہ پر سردار حضور آسنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پہنچ سکیں گے۔ اور خیرت ہے (۱۲۴۲) انتخاب از پٹیالہ پولیس گزٹ ۳۸ مورخہ ۸ رجنوری ۱۹۲۴ء جلد ۶ صفحہ ۹۲۔ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پٹیالہ

سے محفوظ رہا۔ چونکہ بداطوار تھا۔ دوسری بداعمالیوں نے تنزل کرادیا

جن کے دماغ میں ہے شرارت بسی ہوئی
شیطان سے بُرے ہیں وہ کچھ آدمی نہیں
جو کچھ مخالفت ہے وہ طور و طریق سے
ہم کو کسی کی ذات سے کچھ دشمنی نہیں

اس طرح سخت بدنام سب انسپکٹر تھانہ بھدوڑ کا محفوظ رہنا۔

جہاں بلاوجہ عیوب کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ اور واردات کا ارتکاب زیادہ ہوجاتا ہے۔ تھانہ بھدوڑ میں ایک سب انسپکٹر صاحب بہت بدنام تھے مگر باوجود بدنامی کے ان کی دلیری کی وجہ ایک معزز اہلکار ریاست سے رشتہ داری تھی۔ وہ اس زعم میں علاقہ پر ایک بلائے ناگہانی ثابت ہوئے۔ علاقہ کے ایک گاؤں میں جاکر اور حسب معمول نشہ شراب میں مخمور ہوکر بسوہ داران ذی عزت کی سخت توہین کی اور کچھ عرصہ تک ایک نوعمر کہاری۔ جو اہل مقدمہ تھی تھانہ میں داخل کرکے اس کی عزت

دولت علی شاہ کانسٹبل ماموره لائن پولیس پٹیالہ کی مرگ پر از حد افسوس اور اظہار ہمدردی فرماتے ہیں۔ یہ کانسٹبل دیرینہ ملازم تھا۔ اور بشمول جمعیت لائن وضلع بھٹنڈہ بزیر نگرانی سردار شب چند صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس بھٹنڈہ بنابر گرفتاری گروہ ڈکیتیان جس نے بعلاقہ قیصر پور ریاست ہذا قتل و ڈکیتی موضع رام گڑھ تھانہ بھدوڑ کر کے موضع بڈ گوجراں علاقہ ریاست نابھہ میں پناہ گزین تھا۔ مامور ہوا تھا۔ پولیس ماموره نے موضع بڈ گوجراں میں نہایت بہادری و دلیری سے تین ڈکیتیان ہمسیان گورمکھ سنگھ۔ گنڈا سنگھ۔ بسکنہ جنگی آنا۔ کتنا جٹ کوٹ شمیر کی کو نشانہ بندوق بناکر مار دیا۔ اور دیالا جٹ ناتھ پورہ و جوالا سنگھ جٹ جنگی آنہ ڈکیتیان کو زخمی کرکے گرفتار کرلیا۔ دولت علی شاہ کانسٹبل دلیری سے ڈکیتیاں پر فائر کرتا ہوا۔ چھاتی میں گولی لگنے سے لڑائی میں مارا گیا۔ نامبرده کے نعش کو پٹیالہ لایا جاکر فوجی اعزاز سے دفن کیا گیا۔ سری حضور ۱۰۴

و آبرو برباد کرتے رہے۔ ان کی گھر والی وہاں موجود نہ تھی۔ اُس کے قیمتی پارچات و زیورات اُسے پہنا کر اور رتھ میں سوار کرا کر دیہات میں ساتھ لئے پھرتے۔ شراب کی چاٹ بھی لگا دی تھی جب اُن کی رشوت ستانی اور جبر سے بڑھ کر اُن کی بدچلنی علاقہ میں مشہور ہو گئی تو اِن کے خلاف سخت نفرت کے جذبہ کا اظہار عام ہو گیا۔ وارثان کہاری نے مجھ سے فریاد کی گو اس سے قبل اُن کی آوارگیوں کی اطلاعیں مجھے بہم پہنچائی گئی تھیں جنہیں میں ریکارڈ میں لاتا رہا۔ اس فریاد سے صورت تکمیل مقدمہ پیدا ہو گئی۔ میں نے حسب عادت کسی تعلق اور رشتہ داری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جملہ شکایات کی تکمیل کی۔ اور مقدمات تجویز سزا کے لئے صدر میں پیش کر دیئے گئے۔ مگر اُس کے تعلقات رشتہ داری وہاں آڑے آئے اور سزا سے صاف بچ نکلا۔

ہیں بہت دہر میں ہمدرد ستمگاروں کے
کوئی دُنیا میں شریفوں کا طرفدار نہیں

کسی سلسلہ میں اُس کا وہاں سے تبادلہ بھی ہو گیا۔ جہاں اُس کی بے اعتدالیاں اُسے مفرور کرانے میں کامیاب ہو گئیں اور پھر وہ کبھی حاضر ہی نہیں ہوئے۔ برخاست ہو گئے

رہ گئے دھوبی کے کُتّے ہیں نہ گھر کے گھاٹ کے
خارج دوزخ ہوئے اور ہاتھ سے جنّت گئی

مہاراجہ ادھیراج صاحب مہندر بہادر دام اقبالہم نے اس کانسٹبل کی وفات پر بکمال رحمدلی و ملازم پروری اظہار افسوس و ہمدردی فرمایا ہے۔ اور جناب ہوم سیکرٹری صاحب بہادر نے بھی اظہار افسوس و ہمدردی فرما کر سفارش انعام و گذارہ طلب فرمائے ہیں۔ اور امید قوی ہے کہ جلد پس ماندگان متوفی کیلئے کافی گذارہ سرکار دولتمدار سے منظور فرمایا جاویگا۔ (۱۳۵) نقل چٹھی منجانب مسٹر ایف ایل نیومین سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کرنال۔ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۷ء بخدمت لالہ شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ ریاست پٹیالہ زاد عنایتہ' سلام - ہمکو یہ معلوم ہو کر کہ آپ نے بہت سے ڈکیت گرفتار کئے ہیں۔ اور انسداد وار دات کیا ہے۔

حضور آقائے نامدار اٹل پرتاپی کا ورود بھٹنڈہ۔ اور کھلے درشن

سری مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر نے سمت ۱۹۸۰ کی سیزن کشمیر میں بسر فرما کر اپنے دار الریاست میں مراجعت فرمائی۔ ۲۹ اسوج سمت ۱۹۸۰ مطابق ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء کو جب اسپیشل مبارک بھٹنڈہ ٹھہرا۔ تو حضور ممدوح الشان حسب معمول سپیشل سے پلیٹ فارم پر تشریف لے آئے۔ پبلک کا ایک انبوہ کثیر و جم غفیر درشنوں کے لئے اسٹیشن پر محوِ انتظار تھا کُل عہدہ داران ضلع بھی اپنے مالک کے درشنوں کے لئے حاضر تھے۔ حضور والا نے سب کی طرف نظر التفات، فرمائی۔

نوبت آئی جو واں سلامی کی
گردنیں جھک گئیں تمامی کی

حضور والا نے جب اس ذرہ بمقدار کو دیکھا۔ فرمایا کہ "تمہاری صحت اب اچھی ہے" فدوی نے بارگاہ ہمایوں میں ادب سے سلیوٹ کر کے عرض کی کہ اب غلام بالکل اچھا ہے۔ اس عمیق خبرداری اور ذرہ نوازی کے قربان جایئے۔

بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اور ہم آپ کی اس کارگذاری سے بہت ہی خوش ہوئے ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ جب حضور اپنیا جب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ تھے۔ تو اس وقت ہم نے آپ کو ایسا کرنے کا طریقہ سکھلایا تھا اور ہم بہت خوش ہوئے ہیں کہ آپ نے وہ طریقہ ہمارے سے سیکھکر بہت اچھی کامیابی دکھلائی ہے جو ہماری خوشی کا باعث ہوئی ہے۔ جس کے لئے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (۱۳۶) انتخاب از پٹیالہ پولیس گزٹ ۳۹ مورخہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ ۹۴ جلد ۶۔ سردار شب چند صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ بھٹنڈہ حسب منظوری جناب ہوم سکرٹری صاحب بہادر بروئے آرٹیکل ۱۲ قواعد ترقی اپر کلاس پولیس ٹریننگ سکول پاس کرنے سے مستثنیٰ کئے گئے ہیں۔

(۱۳۷) نقل سند تعریفی مہاراجہ صاحب بہادر ادھیراج مہندر بہادر۔ مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۹۲۴ء سردار شب چند قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ایک خطرناک مسلح گروہ ڈکیتیان کے بسر حد موضع بڈگوجران

دراصل یہ ناچیز اس استفسار عالی سے ایک ماہ قبل سخت علیل رہا تھا۔ جس کی اطلاع حضور پرنور تک ذرائع خصوصی سے پہنچی ۔
اُس کے بعد بے تعداد آدمیوں کو بڑی آزادی کے ساتھ عرض معروض کرنے کا موقع دیا۔ پھر گاڑی میں تشریف لیگئے۔ ناظم صاحب ضلع اور اس ناچیز کو بھی اسپیشل میں سوار ہونے کا فخر بخشا۔

میں اور جلوہ گاہ تیری اے خوشا نصیب
ذرّہ کو آج رُتبہ ملا آفتاب کا

سپیشل رامپورہ ۔ برنالہ ۔ دُھوری بھی ٹھہرایا گیا۔ جہاں انبوہ خلائق کی بیحد کثرت تھی۔ وہاں بھی حسب معمول عرض معروض سُنی گئیں۔
میں نے دیکھا کہ مہاراجہ ادھیراج کی اس ذرّہ نوازی سے پبلک میں محبت اور عقیدت کی ایک لہر دوڑ رہی تھی۔ اور لوگ شوقِ دیدار مبارک میں دریا کی طرح بڑھے چلے آرہے تھے۔ اس پر بعض ادنے ملازمین پولیس جو مزاحمت کرنے لگے تو شاہ مہربان نے انھیں روکدیا۔ بلکہ دھوری میں پولیس کی اس حرکت پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

ریاست نابھہ محاصرہ اور مقابلہ کرنے میں نہایت شاندار کارگذاری ظاہر کی۔ ڈاکوؤں نے جو بندوقوں سے مسلح تھے اُن سے مقابلہ کیا۔ گرفتاری سے پہلے تین ڈاکو پولیس کی گولیوں سے مارے گئے۔ دو زخمی ہوکر گرفتار ہوئے۔ اس بند کے ساتھ ایک رائیفل بھی صاحب سپرنٹنڈنٹ کو بطور انعام بخشی گئی۔ دستخط سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس

کونٹر سائن نواب لیاقت حیات خانصاحب ہوم منسٹر

(۱۳۸) نقل ریمارک میجر سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس۔ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء
سردار شب چند صاحب عرصہ ایک سال سے وہ یہاں بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹھنڈہ کام کر رہے ہیں قبل اس کے وہ کرائم برانچ سی۔آئی۔ڈی کے انچارج تھے۔ وہ اپنے کام میں نہایت ہوشیار ہیں۔ جس کو وہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔ انھوں نے ضلع کا کام بھی میری خواہشوں کے مطابق نہایت ہی تسلی بخش طور سے کیا ہے۔
دستخط سردار امریک سنگھ انسپکٹر جنرل پولیس

اسپیشل پٹیالہ پہنچا۔ اور شاہی جلوس قریب ہو کر ایوانِ موتی باغ تک گیا۔ اس راستہ پر ہزارہا بندگانِ خدا ظلِ الٰہی کے درشنوں کے لئے بیتاب تھے۔ جہاں شاہ مہربان ہو وہاں رعایا کیوں نہ قربان ہو۔

ے وہ سماں وہ وقت بھی کتنا مسرت خیز تھا
جب رعیت اور راعی ہو گئے تھے روبرو
بن کے پروانے مٹے جاتے تھے پائے شاہ پر
اور چرچے شاہ کے تھے ہر زباں پہ چارسُو

ہوم منسٹر صاحب کے دورے

خان بہادر نواب لیاقت حیات خانصاحب۔ او۔ بی۔ ای ہوم منسٹر ریاست پٹیالہ نے کہ جنکے ماتحت اس وقت صیغہ پولیس تھا۔ بمعہ کرنل سردار امریک سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ضلع کا دورہ فرمایا۔ ۷ ردسمبر ۱۹۲۳ء کو بمقام برنالہ راقم استقبال کے لئے حاضر ہوا۔ جناب ممدوح اسی روز برنالہ اور بٹھنڈہ سے ہوتے ہوئے مانسہ تشریف لے گئے۔ بعد معائنہ جات واپس بٹھنڈہ تشریف لاکر استراحت فرمایا۔ اگلی صبح دفتر پولیس ضلع اور کوتوالی وغیرہ کا معائنہ فرماکر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اس موقعہ پر

(۱۳۹) نقل چٹھی پرسنل اسسٹنٹ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ موسومہ لالہ شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول۔ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء

مائی ڈیئر لالہ جی! صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں آپ کی چٹھی مورخہ دیروزہ کی رسید معہ شکریہ عرض کر کے آپ کو اطلاع دوں کہ چندو لال صاحب سب انسپکٹر کی رخصت آپکی سفارش کے بموجب منظور کی جاکر جیٹھو رام ہیڈ کانسٹبل اول کو قائمقام کیا جاچکا ہے۔ بچن سنگھ ہیڈ کانسٹبل اپنے ایک عزیز کی موت کے باعث رخصت ایک ماہ پر ہے جو غالباً دو ہفتہ تک ختم ہو جائیگی۔ اس کی اطلاع آپ کی خدمت میں پہلے دی جاچکی ہے۔ بدری ناتھ ہیڈ کانسٹبل بوجہ زچگی زوجہ خود اجازت تا ٹھہرا ہوا ہے لیکن قبل ازیں بلونت سنگھ ہیڈ کانسٹبل دوم انگریزی خوان آپکے پاس روانہ کیا جاچکا ہے۔ جو آپ کو کاروبار انگریزی میں امداد دے گا۔

فوٹو بھی لیا گیا۔ جو زیب کتاب ہذا ہے۔

نام یُوں پستی میں بالاتر ہمارا ہو گیا۔
جسطرح پانی کنوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا۔

پھر ۱۴ر دسمبر سنہ مذکور کو برنالہ تشریف لائے۔ اور باقاعدہ معائنہ فرما کر اظہار اطمینان فرمایا۔

سنگین معرکہ ڈکیتیاں گرفتاری اور ہلاکت

جو ہیں آتش نفس وہ آگ سے کب خوف کھاتے ہیں
کہ انساں آگ کے دریا میں اکثر کود جاتے ہیں

بماہ پوہ سمت ۱۹۸۰ ڈکیتیوں کے ایک مسلح گروہ نے مسمی بشمبر دت مہاجن سکنہ رام گڈھ تھانہ بھدوڑ کے ڈاکہ مارا اور مبلغ چھ ہزار کا مال وزر لوٹ لے گئے۔ عاشق محمد خان سب انسپکٹر صاحب نے کہ جو اس وقوعہ کی تفتیش پر مامور تھا۔ ضلع فیروز پور کے موضع لہرہ محبت میں جنگ سنگھ زمیندار کو شبہ میں گرفتار کیا۔ جو صحیح پایا گیا۔ اُس سے پتہ لگا کہ مسمیان گنڈا سنگھ۔ جوالا سنگھ۔ گوربخش سنگھ سکنائے جنگیانہ۔ کشن سنگھ سکنہ کوٹ شمیر۔ دیالا سکنہ ناتھ پورہ نے بقول اُس کے اس وقوعہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور ملزمان اس وقت موضع بڈگوجراں (ریاست نابھہ) سادھو المعروف

بیشی تعداد مقدمات کا آپکو کچھ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس کا یہ عین منشا ہے کہ وقوعات کا اخفا ہرگز نہ ہونے پائے۔ اور صاحب ممدوح خوش ہیں کہ آپ منشا صاحب موصوف کے مطابق عمل فرما رہے ہیں۔ آپکو آپکی درخواست کے بموجب پٹیالہ آنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اُمید کہ آپ تندرست اور خوش و خرم ہونگے۔

(۱۴۰) ترجمہ ریمارک مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء منجانب جناب ہوم منسٹر صاحب بہادر ہز ہائینس گورنمنٹ پٹیالہ جو صاحب موصوف نے رائے بک پولیس ضلع میں زیب رقم فرمایا۔

بسلسلہ ملاحظہ نارنول و مہندر گڈھ ہم نے دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور تھانجات نارنول و مہندر گڈھ کا سرسری معائنہ کیا۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جرائم کی کثرت کو جس کی اس ضلع میں عام شکایت تھی عملہ ضلع ہذا نے گھٹا دیا ہے،



فوٹو بھی لیا گیا۔ جو زیب کتاب ہذا ہے۔

نام یُوں پستی میں بالاتر ہمارا ہو گیا
رچ جاچ پانی کنویں کی تہ میں تارا ہو گیا۔

پھر ۱۴ دسمبر سنہ مذکور کو برنالہ تشریف لائے۔ اور باقاعدہ معائنہ فرما کر اظہار اطمینان فرمایا۔

سنگین معرکہ ڈکیتاں گرفتاری اور ہلاکت

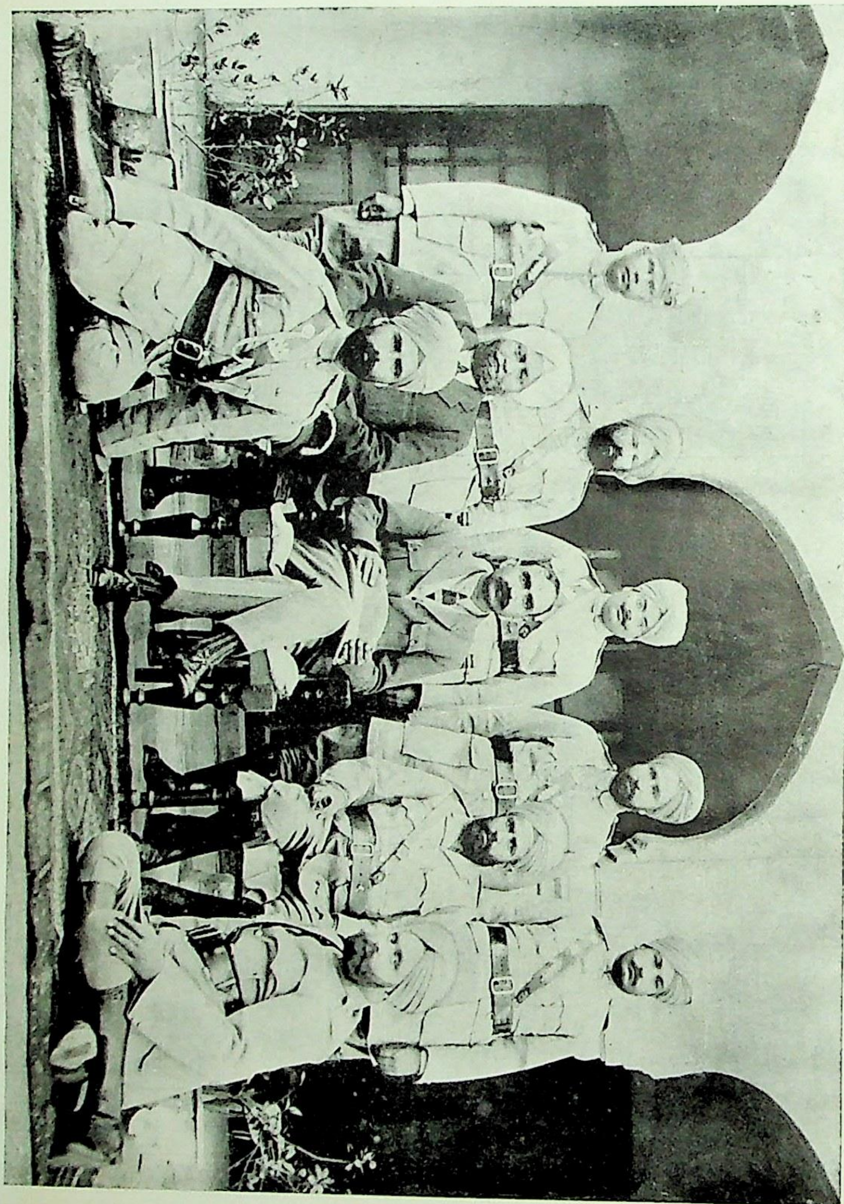
جو ہیں آتش نفس وہ آگ سے کب خوف کھاتے ہیں
کہ انساں آگ کے دریا میں اکثر کود جاتے ہیں

بماہ پوہ سمت ۱۹۸۰ ڈکیتوں کے ایک مسلح گروہ نے بمی بشمبر دت مہاجن سکنہ رام گڑھ تھانہ بھدوڑ کے ڈاکہ مارا اور مبلغ چھ ہزار کا مال وزر لوٹ لے گئے۔ عاشق محمد خان سب انسپکٹر صاحب نے کہ جو اس وقوعہ کی تفتیش پر مامور تھا۔ ضلع فیروزپور کے موضع لہرہ محبت میں جنگ سنگھ زمیندار کو شب میں گرفتار کیا۔ جو صحیح پایا گیا۔ اُس سے پتہ لگا کہ مسمیان گنڈا سنگھ۔ جوالا سنگھ۔ گوربخش سنگھ سکنائے جنگیانہ۔ کشن سنگھ سکنہ کوٹ شمیر۔ دیالا سنگھ ناتھ پورہ نے بقول اُس کے اس وقوعہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور ملزمان اس وقت موضع بڈگوجراں (ریاست نابھہ) سادھو المعروف

یعنی تعداد مقدمات کا آپکو کچھ خیال نہیں کرنا چاہئے۔ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس کا یہی منشا ہے کہ وقوعات کا اخفا ہرگز نہ ہونے پائے۔ اور صاحب ممدوح خوش ہیں کہ آپ منشا صاحب موصوف کے مطابق عمل فرما رہے ہیں۔ آپکو آپکی درخواست کے بموجب پٹیالہ آنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اُمید کہ آپ تندرست اور خوش و خرم ہونگے۔

(۴) ترجمہ مبارکباد مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء منجانب جناب ہوم منسٹر صاحب بہادر ہز ہائینس گورنمنٹ پٹیالہ جو صاحب موصوف نے دائرے بک پولیس ضلع میں زیب رقم فرمایا۔

بسلسلہ ملاحظہ نارنول و مہندر گڑھ ہم نے دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور تھانجات نارنول و مہندر گڑھ کا معائنہ کیا۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جرائم کی کثرت کو جس کی اس ضلع میں عام شکایت تھی عملہ ضلع ہذا نے گھٹا دیا ہے



کالے منہ والے کے ڈیرے میں موجود ہیں۔ مال مسروقہ بھی بلا تقسیم پڑا ہے۔ دو برچ لوڈنگ بندوقیں معہ دو تھیلے کارتوس اُن کے پاس ہیں۔

اُن دنوں راقم تھانہ مانسہ کے معائنہ میں مصروف تھا۔ کہ اس سنگین وقوعہ کی اطلاع ملی۔ اسی وقت ایک ہیڈ کانسٹبل و چھ کانسٹبلان مسلح سب انسپکٹر صاحب کی امداد کے لئے بھیجے گئے تاکہ تفتیش و تلاش میں تقویت ملے۔ میں بھی وہاں سے سوار ہو کر موقعہ پر جانے کے لئے برنالہ پہنچا۔ اتفاق حسنہ سے سب انسپکٹر عاشق محمد خان صاحب اسٹیشن ریلوے برنالہ پر موجود پائے انہوں نے سب کیفیت گرفتاری جنگ سنگھ اور اس کی زبانی جو حالات معلوم ہوئے تھے بیان کی۔ اور گارد مرسلہ کے نہ ملنے کا یہ سبب بنایا کہ وہ تھانہ و موقعہ سے دُور دُور پھرتا رہا۔ ضروری تھا کہ اِن حالات کی موجوگی میں مکمل تیاری کے بعد ڈکیتیاں کا تعاقب کیا جاتا۔ اس لئے راقم برنالہ اُترنے کی بجائے اسی ٹرین سے انکو ساتھ لے کر پٹیالہ پہنچا۔ جہاں نہایت سرگرمی اور جدوجہد سے جمیعت پولیس لائن سے حاصل کی۔ جن میں دو ہیڈ کانسٹبل اور تیرہ ۱۳ کانسٹبل تھے۔ اتفاق سے لالہ کشن چند صاحب انسپکٹر پولیس ضلع برنالہ پٹیالہ تھے۔ اُنکو اور دیگر جمیعت کو ہمراہ لیکر اسٹیشن پٹیالہ پر پہنچا۔ برنالہ سے آتے ہوئے ایک کانسٹبل بذریعہ دستی روبکار صاحب سپرنٹنڈنٹ

اور اس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اعداد جرائم کی علمی طریق پر تمام ضلع میں کمی ہوگئی ہے۔ اس کی ناموری سردار شب چند صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ہے جو ایک دیرینہ اور تجربہ کار افسر ہیں۔ اور نہایت تسلی بخش کام کر رہے ہیں اُنہیں شکایت ہے کہ جمیعت پولیس ضلع ہذا تناسب مقررہ سے کم ہے اور اضافہ چاہتی ہے اس سوال پر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو اپنے آیندہ معائنہ پر توجہ منعطف کرنی چاہیئے۔

دوسری شکایت یہ ہے کہ جمیعت محض ناکافی نہیں ہے بلکہ ناقابل بھی ہے۔ بوجہ اس کے کہ نارنول کو تعزیری ضلع سمجھا جاتا ہے۔ جہاں پر کہ ردی ملازمان کو پناہ ملتی ہے۔ میرے خیال میں جسقدر جلد ممکن ہو چند قابل ملازمان یہاں مامور کئے جانے چاہئیں۔ دستخط خان بہادر لیاقت حیات خان

(۱۸۱) نقل روبکار سردار حضور سنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۲۷ء

پولیس نابھہ کے پاس بغرض طلب امداد بھیجدیا تھا۔ چنانچہ پٹیالہ سٹیشن پر بہرنام سنگھ سب انسپکٹر صاحب معہ دو کانسٹبلان پولیس نابھہ بھی ہماری جمیعت میں شامل ہوگئے۔ ہم سب روانہ ہوکر گوبند گڈھ ریلوے سٹیشن پر اُترے۔ موسلادھار بارش راجپورہ سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ اُسی بارش میں پاپیادہ خاموشی کے ساتھ بڈ گوجران کا راستہ لیا۔ ایسے سنگین اور ہوش رُبا فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے ایسی سخت بارش میں پاپیادہ چلنا دشوار اور مانع عزم راسخ نہ ہوسکا۔ اور ہم سب بڑے حوصلہ سے بڑھتے چلے گئے۔ ڈیرہ سادھ مذکور آبادی دیہہ سے فاصلہ پر تھا۔ دس بجے دن کے وہاں پہنچکر ڈیرہ کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ راقم اور لالہ کشن چند اور عاشق محمد خان دوتین کانسٹبلان کو ہمراہ لیکر احاطہ ڈیرہ میں مُسلح داخل ہوئے۔ ڈیرے کے سامنے کی طرف تین دروازے تھے۔ دائیں بائیں کے ڈب کی ٹٹیوں سے بند تھے۔ درمیانی کُھلا تھا۔ وہاں سے نظر آیا کہ اندر آدمی ہیں۔ ہم جب دروازہ کے آگے پہنچے تو اندر سے ملزمان نے بندوق کے دو فائر کئے نشانہ خطا گئے۔ ہم زد بچاکر نہایت خبرداری اور باقاعدگی سے مناسب موقعوں پر قایم ہوگئے اور پھر ہم نے بھی فائر شروع کردیئے۔ اُدھر سے انہوں نے بھی سلسلہ جاری کردیا۔ گاؤں میں لوگوں نے خائف ہوکر گھروں کے دروازے بند کرلئے۔ اور طلبی پر بھی ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ

مثل متعلقہ جسٹریشن نائکس بطور اقوام جرائم پیشہ۔ اندریں معاملہ روبکار صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول نمبر ۱۰۹۸ مورخہ ۱۴ اسوج سمت ۱۹۸۳ موصول سررشتہ ہونے پر روبکاریات بخدمت صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس اضلاع پٹیالہ۔ سنام۔ برنالہ۔ اجرا ہوچکے ہیں۔ اور ہم آپ کا اس معاملہ کو ہمارے نوٹس میں لانے کے متعلق شکریہ ادا کرتے ہیں لہذا حکم ہوا کہ روبکار ہذا طلاعاً بخدمت صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع نارنول مرسل ہووے۔

(۱۴۳) ترجمہ حکم ہزہائینس شری ۱۰۸ مہاراجہ صاحب بہادر دھیراج مہندر بہادر۔ ہم پرسنتا پورک سردار حضور سنگھ صاحب ڈھلوں (انسپکٹر جنرل پولیس) کو جونیر جج ہائیکورٹ کے عہدہ پر تقرر فرماتے ہیں۔ اور تا حکم ثانی مندرجہ ذیل ترقیات و تبادلہ جات کا بطور عارضی حکم دیا جاتا ہے۔ منظوری ضابطہ حسب قاعدہ حاصل کرلی جائے۔

(۱) سردار رگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو قائمقام انسپکٹر جنرل پولیس ترقیات کیا گیا اور یہ سردار حضور سنگھ

آیا۔ مقابلہ کی اہمیت پر غور کر کے عاشق محمد خان اُچک کر کوٹھے کی چھت پر جا چڑھا۔ تین آدمی اور بھی جا چڑھے۔ بندوقوں کے فائر دونوں طرف سے جاری تھے۔ لیکن اُدھر دو فائر کرنیوالے تھے اور اِدھر تمام جمعیت۔ مگر وہ محفوظ تھے اور ہم سب غیر محفوظ۔ جب یہ حالت دیکھی تو تجویز ہوئی کہ کوٹھہ کو آگ لگائی جائے کہ جس سے یہ بے پناہ ہو جائیں۔ وہاں کوئی سامان نہ پا کر راقم گاؤں کو دوڑا۔ وہاں سے بعد مشکل ایک کنستر تیل کیروسین اور دو ٹوپلی چربی اور ایک ٹوکرا اوپلوں کا علاوہ بھی لاکر چھت پر پہنچایا۔ جہاں سے دونوں دروازوں کی ٹٹیاں کو جلایا گیا۔ کوٹھہ کے اندر تھوڑا سا نیرہ تھا ٹٹیوں کے ساتھ اُس کے جو آگ لگی تو تمام کوٹھہ دھوئیں سے بھر گیا۔ لیکن بارش تھی کہ مٹی کے تیل کو بھی آگ لگنے نہ دیتی تھی۔ ہمنے ڈاکوؤں کو ہر چند سمجھایا کہ وہ ہتھیار چھوڑ کر باہر آجائیں لیکن اندر سے یہی جواب دیا کہ یہ ہتھیار جب تک جانیں ہیں ہاتھ سے الگ نہیں ہو سکتے۔

اِسی دوران میں ایک عورت گاؤں سے روتی چلّاتی پہونچی اور ہم سے کہا کہ میرا لڑکا سادہ سے پڑھتا ہے۔ اندر ہے کہیں وہ نہ مر جائے۔ اس پر ہم نے فائر بند کر دیئے اور بلند آواز سے کہا کہ جو غیر تعلق ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کر کے بیشک باہر آجائے ہم کچھ نہیں کہیں گے۔

صاحب کو فوراً فارغ کر دیں۔ (۲) سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ترقیاب کر کے ضلع برنالہ میں مامور کئے جاویں۔ (۳) سب انسپکٹر بھجور سنگھ صاحب کو قائمقام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول مامور کیا جاوے۔ (۴) سردار بھگوان سنگھ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بسی میں تبدیل کئے جاویں۔ وہ اُس ضلع کے انچارج ہونگے اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پٹیالہ سے رہبری حاصل کرینگے۔ اور ان کی عام نگرانی میں کام کریں گے۔ (۵) انسپکٹر جنرل صاحب پولیس نچلے درجوں میں باقی تبدیلیاں کرنے کیلئے تجاویز پیش کریں۔ دستخط لیاقت حیات خان 17/29

از دفتر صدر پولیس پٹیالہ۔

نقل اس کی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ کے پاس برائے اطلاع و تعمیل بھیجی جاوے۔ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۲۷ء ۱۳۰۳۵/بی

دستخط انسپکٹر جنرل پولیس

اس پر دو عورتیں چار آدمی اور ایک لڑکا خالی ہاتھ دکھلا کر باہر نکل آئے۔ فائروں سے اِن میں دو آدمی معمولی زخمی بھی ہوئے تھے۔ اِن سے معلوم ہوا کہ باوا موہن داس عرف کالے مُنہ والا ویدک علاج کرتا ہے۔ اپنے علاج معالجہ کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں باوا جی اندر نہیں سنگرور گئے ہوئے ہیں۔ پانچ ڈاکو اندر موجود ہیں۔ دو بندوقیں ہیں اور کارتوسوں کے دو جھولے بھرے ہوئے ہیں۔ لوٹ کا مال بھی اندر پڑا ہوا ہے ؛

جب تمام غیر متعلقہ اشخاص باہر آ گئے اور اندر صرف پانچوں ڈاکو رہ گئے تو پھر ٹٹیوں کو آگ دکھا دی گئی۔ اس پر مجبور ہو کر دو ڈاکو بندوقیں ہاتھ میں لے کر باہر آئے اور ہماری چھت کی پارٹی یہ دیکھتے ہی فوراً نیچے آ گئی۔ میں نے اُن کا مناسب مورچہ قایم کرا دیا۔ ڈاکو ایک غار کا مورچہ بنا کر ہم پر فائر کرنے لگے۔ لیکن ہماری جمعیت نے بھی ہوش و حواس قایم رکھ کر جوابی فائر بڑی تیزی سے شروع کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ڈاکو مر گیا۔ اندر سے تیسرا ڈاکو نکلا اور اُس نے اُس کی بندوق سنبھال کر فائر شروع کئے۔ میرے مورچہ پر دولت علی کانسٹبل میرے ہمراہ تھا۔ کہ ڈاکو کی ایک گولی آئی اور اُس کے سینہ میں لگی وہ گر گیا اور مر گیا۔ یہ ہلاکت ہماری جمعیت میں ہراسانی پیدا کرنے والی تھی۔ اس لئے میں نے اُسے چھپایا۔ جب ہمارے فائروں سے

---

(۱۴۴) ترجمہ چٹھی نمبر ۱۱۸۲/سی مورخہ ۲۷ ماگھ ۱۹۸۴ منجانب ہوم منسٹر صاحب پٹیالہ گورنمنٹ۔ موسومہ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ۔

مجھے ہز ہائینس شری ۱۰۸ مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر کا ارشاد نافذ ہوا ہے کہ میں آپکو اور آپکی پولیس فورس کے ہر درجہ کے ملازمان تک حضور مہاراجہ صاحب بہادر کا اعلےٰ اعتراف اس عمدہ کارگذاری کی نسبت پہونچاؤں جو انہوں نے اس سال بموقعہ ڈوگ شو اور نمایش کے ہفتہ میں عمدہ طریق پر انجام دی ہے۔ مجھے اس امر سے نہایت خوشی ہے۔ کہ میں اپنے آقائے نامدار کی خدمت بابرکت میں ملازمان پولیس کی اس اعلیٰ کارگذاری کو لا سکا ہوں جو انھوں نے اس موقعہ پر انجام دی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کی محنت پر حضور والا کا یہ اظہارِ مسرت آپ کی قدردانی و قدر افزائی۔ اور آپ کے توابعین کی آیندہ حوصلہ افزائی کی تحریک کا باعث ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ عنقریب موقعہ تشریف آوری ہز ایکسلنسی وایسرائے صاحب بہادر پر بھی ہماری پولیس ایسے ہی مستعد ثابت

باہر کے ہر دو ڈاکو مجروح ہو کر گر گئے تو دو بقیہ ڈاکو بھی باہر نکل کر اپنی بندوقیں سنبھال کر اسی مورچے میں ہٹ کر فائر کرنے لگ گئے۔ مقابلہ بدستور جاری تھا۔ کارتوس فریقین کے پاس کافی تھے اس مقابلہ ارائی میں تین گھنٹے سے زائد گذر چکے تھے کہ ہماری طرف سے جو باقاعدگی کے ساتھ نشانہ بازی ہوئی تو ہم نے وہ دونوں پسماندہ بھی زخمی کر ڈالے۔ اس پر انہوں نے وہ نوں بندوقیں پھینک دیں۔ ہر دو معہ اسلحہ و کارتوس گرفتار کر لیے۔ اس مقابلہ میں ڈاکوؤں کی طرف سے کل نو سو فائر ہوئے اور ہماری طرف سے دو سو بہتر ۲۷۲۔ ملزمان کی لاشیں نابھہ پولیس کے حوالہ کی گئیں۔ مسمیاں دیالا و جوالا مجروح ڈاکوان نے ڈیرہ کے اندر سے بجنسہ کُل مال مسروقہ برآمد کرایا۔ ملزمان کے پاس ابھی ایک سو بائیس ۱۲۲ کارتوس اور موجود تھے۔ دولت علی شاہ کے قتل کا مقدمہ نابھہ میں دائر ہوا۔ اور ان ہر دو ملزمان کا ریاست پٹیالہ میں تکمیل پایا۔ اور پھانسی دیئے گئے۔

ان سنگین واقعات موقوعہ کی بخدمت صاحب انسپکٹر جنرل پولیس اطلاع بذریعہ تار عرض کیا گیا کہ دولت علی شاہ فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے بڑی دلیری سے جان دی ہے۔ اس لیے اس کی نعش سرکاری جلوس کے ساتھ پٹیالہ لائی جا کر بغرض تجہیز و تکفین اس کے وُرثا کے سپرد

نیک نام طریق پر اپنے فرایض انجام دیئے جیسا کہ اُنھوں نے نمائیشی ہفتہ میں انجام کیا ہے اور مجھے یہ اختیار بھی دیا گیا ہی کہ میں ملازمان پولیس میں انعامات بھی تقسیم کر دوں جو اس کے حقدار ہیں۔ جنہوں نے ہفتہ نمائیشی میں نمایاں خدمات کی ہیں۔ اور اس بارہ میں مجھے آپ کی سفارشات جلد از جلد حاصل کر کے خوشی ہوگی۔ میری دلی مبارکبادی قبول کیجئے اور باقی تمام درجہ کے ملازمان کو بھی میرا شکریہ اور ان خدمات کا اعتراف پہونچا دیں جن اعلے طریق پر اُنھوں نے اس موقعہ پر خدمات ادا کی ہیں دعائے خیر اندیشی۔ دستخط ہوم منسٹر پٹیالہ گورنمنٹ (۱۴۷) نقل چٹھی سردار گمبھیر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ 1/28 17 موسومہ سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔

مائی ڈیر سردار شب چند صاحب واہگورو جی کی فتح! آپ کی ڈی او چٹھیاں مورخہ ۲۸ و ۳۰ پوہ سنہ حال موصول ہو کر ملاحظہ ہوئیں۔ (۱) بندوق گمشدہ کی بازیابی کے لیے مزید کوشش فرما دیں۔ (۲) گرفتاری ڈکیتیان کے

کیجائے۔ اور پسماندگان کی دستگیری فرمائی جاوے نعش لانے کیلئے موٹر بھی جاوے۔ چنانچہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس موقعہ پر معہ موٹر تشریف لائے۔ لاش موٹر لاری میں جب پٹیالہ پہونچی تو اُس کا جلوس مرتب کیا گیا جس میں بہ تعداد کثیر افسران و ملازمان پولیس کو ہمراہ لئے صاحب انسپکٹر جنرل پولیس رہنمائی کر رہے تھے۔ جب لاش سپرد خاک کی گئی تو بندوقوں کی باڑھ سے سلامی اُتاری گئی۔ متوفی کا بیٹا اس کی جگہ قائم کیا گیا۔ اس کی اہلیہ کو اُس کے خاوند کی سالم تنخواہ کے سوا تین سو روپیہ نقد پیشگاہ خسروی سے بخشا گیا اور جملہ ملازمین و غیر ملازمین کو جو اس معرکہ میں شریک ہوتے تھے دربار عالی میں معقول انعامات بخشے گئے۔ چنانچہ راقم کو بھی ایک قیمتی رائفل معہ سند دربار موصوف میں آفتابِ نامدار شاہ گردوں وقار نے عطا فرمائی۔

؎ کیوں نہ دِل سے لگائے رکھوں داغ میرے دِلدار کی نشانی ہے۔

منتقلی دفتر پولیس بٹھنڈہ سے برنالہ

مسٹر نیومین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے پولیس کی اصلاح کے سلسلہ میں دفتر پولیس برنالہ سے بٹھنڈہ اس لئے منتقل کر دیا۔ کیونکہ بٹھنڈہ دورِ حاضرہ میں ایک ضروری مقام بنگیا ہے۔ اور علاقہ کے بھی وسط میں ہونیکی وجہ سے

متعلق ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ہماری طرف سے ملازمان متعلقہ پر بھی خوشنودی کا اظہار فرماویں انعامات آپ کی مفصل رپورٹ پیش ہونے پر حسب مناسب تجویز ہو سکینگے۔ (۳) بموقعہ نمایش جملہ افسران کی ڈیوٹی لگیں گی۔ جس کے متعلق احکامات ضابطہ عنقریب ہی آپکی خدمت میں پہنچ جاوینگے۔ آپ کا صادق رگھبیر سنگھ

(۱۴۵) نقل چٹھی سردار رگھبیر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ $\frac{5}{84}$ 5 موسومہ سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔

ڈیئر سردار شب چند صاحب نیچ۔ آپ کی ڈی۔ او چٹھی مورخہ ۲۹ ساون سنہ حال موصول ہوئی۔ ہم خوش ہیں کہ آپ خود فراہمی مادہ بدمعاشی علاقہ تھانہ راماں میں مصروف ہیں۔ اور گرفتاری ملزمان مفروریں بھی کوشش ہو رہی ہے۔ لیکن ہمکو اصل خوشی اُسی وقت حاصل ہوگی جبکہ ملزمان مفرور حوالات صدر بٹھنڈہ گرفتار

ایک مرکزی حیثیت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں ضلع اور ضلع کی دیگر عدالتیں بھی برنالہ سے بٹھنڈہ منتقل کئے جانے کی تجویز منظور ہو چکی تھی۔ گویا بجائے برنالہ بٹھنڈہ ضلع بنا دیا گیا تھا۔ پولیس نے اپنے لئے مکانات حاصل کر لئے تھے۔ اس لئے ان کا دفتر منتقل ہو چکا تھا۔ مگر ضلع اور دیگر عدالتوں کے خاطر مکانات نہ ہونے کی وجہ سے ابھی برنالہ ہی میں تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ناظم صاحب کی تحریک پر تجویز سابقہ منسوخ ہو گئی اور برنالہ پھر ضلع قرار دیا گیا۔ اب وہاں سے پولیس کا دفتر سٹور پھر واپس برنالہ لانا پڑا۔ چنانچہ ۳ ماگھ سمت ۱۹۸۰ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۲۴ء کو کل سامان پولیس بذریعہ ریل گاڑی برنالہ لایا گیا۔ چونکہ پولیس کے چلے آنے سے سابقہ مکانات پر دیگر دفتروں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس لئے بمشکل ان مکانات پر دوبارہ قبضہ حاصل کیا گیا۔

ضلع پٹیالہ میں ماموری

پنڈت نندلال صاحب جو کہ بعہدہ نائب انسپکٹر جنرل پولیس سری مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سپرنٹنڈنٹی پولیس سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ ضلع برنالہ کے مستقل سپرنٹنڈنٹ ہو کر ۱۸ ماگھ سمت ۹۸۰ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو برنالہ آئے اور سپرنٹنڈنٹی کا مجھ سے چارج لیا۔ اس سلسلہ میں مجھے بعہدہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع پٹیالہ میں

ہوں۔ ہمیں ہر وقت ملزمان مذکور کی گرفتاری کا خیال ہے۔ راقم رگھبیر سنگھ انسپکٹر جنرل پولیس

(۱۴۶) نقل چٹھی سردار رگھبیر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مورخہ $\frac{5}{84}$ 6

موسومہ سردار تنسب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔ ڈیئر سردار تنسب چند صاحب۔ فتح۔ ڈی۔ او چٹھی آپ کی مورخہ ۴ بھادوں سنہ حال موصول ہو کر حالات مندرجہ معلوم ہوئے۔ ہم آپ کی جانب سے فراہمی مادہ بدمعاشی میں دلچسپی لینے سے نہایت خوش ہوئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح سے کام کرتے رہے تو آپ کو گرفتاری مفروران میں بھی کامیابی ہوگی۔ راقم رگھبیر سنگھ انسپکٹر پولیس جنرل

(۱۴۷) نقل چٹھی سردار رگھبیر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس $\frac{6}{84}$ 21

موسومہ سردار تنسب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔ مکرم سردار تنسب چند صاحب واہگورو جی کی فتح

مامور کر دیا گیا ؎

انعامات کی نسبت سے کارگذاری کا اندازہ

ضلع برنالہ کے ڈیڑھ سالہ ایام ماموری میں تین مشہور خطرناک معرکوں میں قاتلوں اور ڈاکوؤں کا سامنا کرنا پڑا جنمیں مقابلہ آتشگر بادوں سے ہوا تھا اور ان میں ملزمان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ لہٰذا انمیں قابلِ تحسین کامیابیاں ہوئیں۔ علاوہ ازیں بکثرت سنگین مقدمات مثل قتل یا ڈکیتی۔ گروہ سازی قانون برآمد ہو کے۔ چنانچہ ہزار روپیہ کی رقم خطیر منجانب سرکار دولت مدار دستگیاں کارکنان پولیس و معاونین پولیس کو بصلہ دیے خدمات حسن تقسیم ہوئی۔ اور بہت سے اشخاص کو خوشنودی مزاج کے سرٹیفکیٹ بھی عطا ہوئے۔ یہ انعام اور ایسا اظہار خوشنودی ریاست بھر کے کسی ضلع نے حاصل نہیں کیا۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امنیت رعایا میں کس قدر اضافہ ہوا ہوگا۔ اور جبکہ کارگذاری سے یہ پایا جاتا ہے کہ سمت ۱۹۷۹ میں ۱۱۱ ملزمان گرفتار ۲۱۳۲ مثلہ کا مجموعہ اندر ۲۲۲۰ کا فیصلہ ہوا ہو۔ اور بمقابلہ سنہ گذشتہ سزایاب ملزمان کی تعداد میں بھی مقابلۃً ۱۳۱ کا اضافہ رہا۔ یعنی سال گذشتہ میں ۳۶۳ ملزمان سزایاب اور سمت ۱۹۷۹ میں ۴۹۴ سزایاب ہوئے ؎

آپ کی ڈی او چٹھیات مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ اسوج سمت ۱۹۸۴ متعلقہ برآمدگی دو بنادیق سرکاری مسروقہ شدہ از مال خانہ بھٹنڈہ آج بتاریخ ۲۱ اسوج سمت ۱۹۸۴ مقام چاپل ہم کو ملیں۔ ہم آپکو برآمدگی پر مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ دیگر بنادیق کی برآمدگی میں خصوصیت سے کوشش فرماویں گے۔ آپکا صادق رگھبیر سنگھ

(۱۴۸) نقل چٹھی سردار رگھبیر سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ $2\frac{7}{84}$

موسومہ سردار رشب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ۔ ڈیئر سردار رشب چند صاحب۔ نمستے۔ ہم نے حالات تعاقب لال سنگھ ڈکیت کو جو آپ نے معہ ماتحتان خود مسلسل طور پر ایک ہفتہ تک جاری رکھا۔ بغور ساعت کیا۔ ہم کمال مسرت کے ساتھ آپ کو آپکی ان تھک کوشش و کامیابی پر جو ہلاکت لال سنگھ مذکور کی شکل میں حاصل ہوئی۔ خلوص دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ براہ مہربانی جملہ ماتحتان خود۔ ملازمان فوج و

رشوت کا چسکہ ابتری کار کا موجب ہے

گو صیغہ پولیس کی ابتدائی حالت کی بعید اصلاح ہو چکی ہے۔ مگر اِس دورِ اصلاح میں بھی کارکن آفیسر کے لئے باوجود بہترین آئین مروجہ کے سخت مشکلات رونما ہوتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ دفتروں کی ماموری خشک ہوتی ہے۔ اور اِن میں بالائی آمدنی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ بیرونجات میں رشوت خوری کی ہر طرح سے آزادی ہوتی ہے۔ سب کے سب افسران و کارکنان کا دیانتدار ہونا ناممکن ہے۔ پس سفارشی افسران سفارش کر کے اپنے آوردہ ملازمان کو حتی الوسع بیرونجات میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے دفاتر میں ایسے اشخاص رہ جاتے ہیں جو بے ذریعہ و بے وسیلہ ہوں اور جو اہلکاری حلقہ جات میں کافی رسوخ نہ رکھتے ہوں۔ میں نے یہ نقص کہ جو اِن وجوہات کی بنا پر سرکاری کاروبار میں سرزد ہوتا تھا محسوس کیا کیونکہ جس راستہ پر میں ماتحتین کو چلانا چاہتا تھا۔ اُدھر انہیں رغبت ہی نہ تھی۔ اور ہر وقت نقصان پاتا تھا۔ اِس لئے نہایت سختی کے ساتھ حد اختیاری معاملات میں انہیں ہر طرح مجبور کیا گیا۔ اور جو زائد از اختیارات تھے۔ اس کے لئے یہی طریقہ کار تھا۔ کہ یہ سب نقائص بے توجہی و ابتری کاروبار وغیرہ حکام بالا دست کے نوٹس میں بے تردد لائے جائیں۔ چنانچہ نہایت آزادی اور

دیگر اشخاص امداد دہندگان پرچفوں نے اِن تعاقب وہلاکت ڈکیت مذکورین حصہ لیا۔ ہماری طرف سے اظہار خوشنودی فرما دیں۔ اور ایک مکمل فہرست ایسے اشخاص کی جنھوں نے لال سنگھ کی ہلاکت اور اس کے دیگر ہمراہی مفروران کی گرفتاری میں نمایاں خدمات انجام دیں بمعہ تجویز انعام مرتب فرما کر بذریعہ ریمارکس خود ہمارے پیش فرما دیں۔

دستخط رگھبیر سنگھ انسپکٹر جنرل پولیس

(۱۴۹) نقل ترجمہ چٹھی نمبر ۲۴۶ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۸ء منجانب چیف پولیس افسر ریاست نابھہ۔ موسومہ انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ۔ میں آپ سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی صیغہ پولیس ریاست نابھہ کی طرف سے میرا شکریہ لالہ شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ و بابو حشمت علی انسپکٹر پولیس تک پہونچا دیں۔ انکی نہایت ہی اعلیٰ امداد کے لئے جو کہ انہوں نے مسمی لال سنگھ نہایت ہی

صداقت کے ساتھ جسقدر بھی مجھ سے ہو سکا توجہ دلاتا رہا۔

میرے نالوں سے چُپ ہیں مُرغِ خوش الحان زمانے میں
صدا طوطی کی سُنتا کون ہے نقار خانے میں

بعض صاحبان سپرنٹنڈنٹ کا قابلِ اعتراض رویہ

مجھ سے کیا پوچھتے ہو میری خموشی کا سبب
میں نے ہونٹوں میں قیامت کو چھپا رکھا ہے

ضلع برنالہ میں مجھے چند تلخ تجربات بھی حاصل ہوئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بلا دریغ بیسیوں روپیہ کے رسوئی کے برتن۔ سوتی پلنگ۔ بالٹیاں لیمپ۔ لالٹین وغیرہ سامان مقامی پولیس کو حکم دیکر مال خانہ پولیس میں جمع کرا دیا۔ تاکہ جب کبھی اُنھیں بٹھنڈہ سے برنالہ آنا پڑے۔ کوئی سامان ساتھ لانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ یہ سامانِ آسایش پولیس نے اپنی ناجائز آمدنی سے مہیا کیا تھا۔ جب کبھی وہ آتے یہ سامان مال خانہ سے لیجا کر اُن کا کیمپ سجا دیا جاتا تھا۔ جب میں بھی کبھی برنالہ آیا گیا۔ تو یہ سامان میرے بھی پیش کیا گیا۔ اور استعمال میں بھی آیا۔ لیکن بخیال خود میں اس طریق عمل کو کہ اہل تھانہ اس طرح سے سامانِ عشرت

خطرناک ڈاکو کو گولی سے ہلاک کرنے میں بمقام موضع تیجو ریاست نابھہ ۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء کو دی

از دفتر صدر پولیس پٹیالہ نمبر ۱۴۱۴۰ مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۲۸ء

کاپی سردار شب چند صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو برائے اطلاع بھیجی جاوے

دستخط رلا رام بجائے انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ

(۱۵۰) ترجمہ عرضداشت نمبر ۱۶۱۷ مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء

منجانب ہوم منسٹر صاحب۔ بخدمت شری مہاراجہ ادھیراج پٹیالہ

حضور والا۔ لالہ شام سنگھ آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب کو پولیس ریاست میں جگہ دینے کے لئے جو حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ اُنھوں نے ریٹائرمنٹ کی تیاری کیلئے رخصت لے لی ہے۔ اور مجھے اطلاع

خرید کر صاحب سپرنٹنڈنٹ کے لئے آسائیش بہم پہنچائیں۔ سخت معیوب اور تھانہ والوں کے لئے صریح رشوت خوری کی تحریک کا موجب سمجھتا۔ اور یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہی کہ تھانہ والے اپنی معمولی تنخواہوں پر اس قدر زائد بوجھ خود نہیں اُٹھا سکتے۔ علاقہ انگریزی میں صاحبان سپرنٹنڈنٹ کے لئے بنگلے اور سامان ضروریہ سرکاری ہوتا ہے۔ لیکن یہ اُس نظیر کی ایک صریحًا تضحیک ہے ؛

اِسی طرح میں نے دیکھا کہ بعض سپرنٹنڈنٹ صاحبان ہنگام دورہ علاقہ و تھانہ جات سے رسد رسانی میں صدہا روپیہ صرف کراتے ہیں۔ اُن کے اردلی وغیرہ ان نقد رقوم جُدا حاصل کرتے ہیں۔ تیسرے بعض سپرنٹنڈنٹ صاحبان پولیس دفاتر و تھانہ جات کی درستی اور ترتیب اور اُن کے متعلقہ سامان پر صدہا روپیہ تھانہ جات سے خرچ کرا دیتے ہیں اور اُس پر اپنی خوشنودی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ راقم کیلئے یہ لغویات کبھی خوشنودی خاطر کا باعث نہیں ہوئیں۔ تمثیلاً اگر کوئی شخص اپنی زوجہ یا لڑکی کے قیمتی خوشرنگ زیور و پارچات دیکھکر خوش ہوتا ہے اور اِس حقیقت آشکارا سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے کہ یہ نمایش کس بدچلنی سے حاصل ہوئی ہے۔ تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ اظہار خوشنودی کس قدر قابلِ نفرت و ملامت ہے

دی ہے کہ وہ ۱۵ / جنوری سنہ ۱۹۲۹ء کو ریاست پٹیالہ میں حاضر ہو کر اپنا کام سنبھال سکیں گے۔ موجودہ عملہ میں سے ہی جنکو آسامی دی جانی مدنظر رکھکر اس انتظام کے لئے میں نہایت مؤدبانہ طور پر حضور والا کی خدمت میں مندرجہ ذیل تجاویز بامید منظوری پیش کرتا ہوں۔ (۱) سردار شب چند صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس (جنہوں نے اپنی تیس سالہ سروس مکمل کرلی ہے) کو اب پنشن پر پندرہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء سے ریٹائر فرما دیا جاوے۔ (۲) سردار دلیپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ کو لالہ شب چند صاحب کی جگہ برنالہ تبدیل کردیا جائے۔ (۳) سردار بھگوان سنگھ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آنریری سپرنٹنڈنٹ پولیس بسی کو بحیثیت قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس بجائے سردار دلیپ سنگھ صاحب سردار شب چند صاحب کی آسامی پر جو کہ ان کی ریٹائری برنیشن کی وجہ سے خالی ہوئی ہے۔ مقرر فرما دیا جاوے۔ (۴) سردار کشن چند

صریح ظاہر ہے کہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ کے ایسے روّیہ پولیس کو علانیہ رشوت کی ترغیب دیتے ہیں ؎ تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ۔ ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ

امیر و غریب کی بے ایمانی کا فرق

بڑے بڑے مرتکبان گناہ کبیرہ کا پاداش سے بچ نکلنا۔ اور ادنےٰ قابلِ معافی گناہوں کے لیے سزائے سخت پا جانا فطرت کی نیرنگیوں کا تعجب خیز نظارہ ہے۔ اور ایسا ہر وقت ہر زمانہ میں ہوا کیا۔ چنانچہ ایک کہانی جو میرے اس بیان کے بالکل مناسب حال معلوم ہوتی ہے۔ ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

رسیلا کہانی از مسٹر سدرشن

[illegible]

رسیلا بابو جگت رام سنگھ انجینئر کے یہاں نوکر تھا۔ دس روپیہ ماہوار تنخواہ تھی۔ گاؤں میں اسکے بوڑھے باپ اور جوان عورت کے علاوہ ایک لڑکی اور دو لڑکے تھے۔ ان سب کا بار اسی کے کندھوں پر تھا۔ باوجودیکہ غریب رسیلا اپنی ساری تنخواہ گھر بھیج دیا کرتا تھا اور اپنے پاس ایک

صاحب سب پروٹم لے۔ ایس۔ پی ڈپٹی پرسنل اسسٹنٹ ٹو دی انسپکٹر جنرل پولیس سردار بھگوان سنگھ صاحب کی جگہ بھی لگایا جاوے۔ (۵) لالہ شام سنگھ کو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل صاحب پٹیالہ لگایا جاوے اور ان کو گریڈ کی انتہائی تنخواہ دو سو روپیہ ماہوار منظور فرمائی جاوے

دستخط لیاقت حیات خان ہوم منسٹر

منظور ہے۔ دستخط مہاراجہ ادھیراج ۳ر فروری ۱۹۲۸ء ۶۵۲۳/H

(۱۵۱) ترجمہ چٹھی نمبر ۱۲ مورخہ ۸ر بیساکھ سمت ۱۹۸۵ مطابق ۱۹ر اپریل ۱۹۲۸ء منجانب ہوم منسٹر صاحب ہز ہائینس گورنمنٹ پٹیالہ موسومہ انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پٹیالہ۔ بحوالہ چٹھی نمبر ۳۱۹/۱ مورخہ ۲۶ر مارچ ۱۹۲۸ء آپ کے میں منظوری دیتا ہوں کہ لالہ شب چند صاحب ریٹائرڈ ایس۔ پی بموقعہ رسومات

ایک پیسہ بھی نہ رکھتا تھا۔ لیکن پھر بھی گھر والوں کی گذر نہ ہوتی تھی۔ وہ لوگ رو رو کر برابر خط لکھتے کہ اتنے میں پوری نہیں پڑتی کچھ اور بھیجو۔ رسیلے کو ہر وقت یہی فکر رہا کرتی تھی کہ اپنے متعلقین کی کفالت کس طرح کرے۔ اس نے کئی مرتبہ انجنیئر صاحب سے تنخواہ بڑھانے کے لئے کہا لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ انجنیئر صاحب نے ہر بار یہی کہا کہ میں تنخواہ ہرگز نہیں بڑھاؤنگا۔ چاہے رہو۔ چاہے چلے جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی زیادہ تنخواہ دے تو وہاں شوق سے نوکری کر لو۔ میں تم کو زبردستی نہیں روکتا ؛

رسیلا جاہل تھا سیدھا تھا۔ اسے زمانہ کی ہوا نہیں لگی تھی۔ وہ یہی سوچتا کہ یہ ملازمت چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا ٹھیک نہیں۔ یہاں آٹھ سال سے نوکر ہوں۔ مالک کو میرا ہر طرح سے اعتبار ہے۔ اگر کوئی دوسری نوکری تلاش بھی کرلی تو بالکل نئے سرے سے کام کرنا ہوگا۔ اور پھر مجھے کون سو پچاس روپیہ دیئے جائیں گے۔ دو ایک روپیہ کی ترقی کے لئے انجنیئر صاحب کی نوکری چھوڑنا غیر مناسب ہے۔ غریب رسیلے کے پاؤں بےبسی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے مالک کے بنگلے کے پڑوس میں شیخ سلیم الدین ضلع مجسٹریٹ رہتے تھے ان کے چپڑاسی میاں رمضان اور رسیلے میں بہت دوستی تھی۔ گھنٹوں ایک ساتھ بیٹھے رہتے۔ باتیں کرتے اور تمباکو پیتے۔ مجسٹریٹ صاحب کے یہاں پھل بہت آیا کرتے تھے۔ رمضان پھلوں سے رسیلے کی تواضع کرتا۔ انجنیئر صاحب مٹھائی کے شوقین تھے۔ رسیلا رمضان کو مٹھائی دیتا۔ اس سادہ محبت میں جو لطف آتا ہے وہ نہ

خاکی وردی پہننے کے لئے رکھ سکتے ہیں۔

از دفتر صدر پولیس پٹیالہ

نمبر ۱۹/۱۳۱۱ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۸ء

اس کی نقل لالہ شنب چند صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس برائے اطلاع دیجاوے

دستخط ۔ انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ۔

روپے پیسے میں ہے اور نہ راج محلوں میں۔ دونوں غریب اور نیک تھے۔ ایک دوسرے سے اپنا دکھ درد بیان کرتے۔ کبھی کبھی رمضان اور رسیلے اور رمضان میں لڑائی بھی ہو جاتی تھی۔ اس وقت ان دونوں کی زبان ایسی چلتی جیسی درزی کی قینچی۔ لیکن ان کے دلوں میں کوئی رنج نہیں پڑتا تھا۔ صبح کو لڑتے اور شام کو پھر ایک ہو جاتے۔ ان کی لڑائی پانی کے بلبلے تھے ادھر بنتے ادھر پھوٹ جاتے۔

(۲) ایک دن رمضان نے رسیلے کو اداس دیکھ کر پوچھا۔ "بھائی صاحب آج تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے"۔ رسیلا اس دن بہت پریشان تھا۔ لیکن اس نے اپنا حال چھپانے کے لئے کہا۔ "نہیں تو۔ کوئی بات نہیں"۔

رمضان۔ نہیں۔ تم مجھ سے چھپاتے ہو۔

رسیلا۔ بھیا۔ میں آج تک تم سے کوئی بات نہیں چھپائی۔

رمضان۔ مگر اب تو چھپا رہے ہو۔ تمہارا چہرہ صاف کہہ رہا ہے۔

رسیلے کا دل رو رہا تھا مگر اس نے ہونٹوں سے مسکرا کر کہا۔ "تمہارا شک بیجا ہے دور رہو"۔

رسیلا بت بن کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

رمضان۔ تو اب تو بتا دو۔ کیا تم مجھے کوئی غیر سمجھتے ہو۔

رسیلے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "پوچھ کر کیا کرو گے"

رمضان۔ اور کچھ نہیں تو تمہارے دل کا بوجھ ہی ہلکا ہو جائیگا۔

رسیلا سر جھکا کر سوچنے لگا کہ کہوں یا نہ کہوں۔ وہ سمجھتا تھا کہ رمضان سے راز چھپانا مشکل ہے، کیونکہ محبت کے سامنے ضد یا انکار نہیں چل سکتا۔ رمضان کو رسیلے کے ساتھ کوئی خون کا تعلق نہ تھا۔ کوئی مذہب یا ذات کا تعلق نہ تھا۔ لیکن انسانیت کا زبردست تعلق ضرور تھا۔ وہ رسیلے کے غم میں شریک ہونے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ رسیلے کو مجبوراً اپنی حالت بیان کرنا پڑی اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا کہ:۔ "گھر سے خط آیا ہے۔ بچے بیمار ہیں اور روپیہ پاس نہیں"۔

رمضان۔ تو لالہ صاحب سے پیشگی مانگ لو۔ ضرور دے دیں گے۔

رسیلا۔ مانگ چکا۔ نہیں دیتے۔

رمضان۔ کیا کہتے ہیں

رسیلا۔ کہتے ہیں۔ جھوٹی باتیں بناتا ہے۔ میں ایک پیسہ بھی نہ دونگا۔ میں کیسا بدنصیب ہوں۔ بچے وہاں بیمار پڑے ہیں۔ اور میں اپنے بھاگوں کو رو رہا ہوں۔

رمضان نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "یا اللہ توبہ ہے"۔

رسیلا۔ جی چاہتا ہے کہ وہاں اُڑ کر پہنچ جاؤں

رمضان۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔

رسیلا۔ اندر سے کوئی میرا کلیجہ مل رہا ہے۔

رمضان۔ بھائی رسیلے صبر کرو اور اس مصیبت میں خدا کو نہ بھولو۔ وہ بڑا کارساز ہے۔

رسیلا۔ (روکر) پتہ نہیں میرے گھر والوں پر کیا بیتی۔

رمضان نے رسیلے کو دلاسا دیکر پوچھا کتنے روپوں میں تمہارا کام چل جائے گا۔

رسیلے چونک پڑا اُمیدوں نے جھلک دکھائی۔ آگے کھسک کر بولا۔ درگا ماتا کی سوگند اس وقت تو پانچ روپے بھی پچاس اشرفیوں کے برابر ہیں

رمضان اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ منہ سے کچھ نہ کہہ سکا اس نے ہاتھ سے رسیلے کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ اور خود اپنی کوٹھری کے اندر چلا گیا۔ ذرا دیر کے بعد وہ باہر آیا۔ اور اس نے رسیلے کے ہاتھ پر پانچ روپیہ رکھدیئے۔ رسیلے کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ وہ مشکوریت کے اس عالم میں تھا۔ جہاں اظہار شکریہ کے لئے الفاظ ہی نہیں ملتے اس نے اپنی اشکبار نگاہیں اوپر اُٹھائیں اور آسمان کی طرف دیکھکر سر جھکا لیا۔ دل میں سوچتا تھا بابو صاحب کے پاس ایشور کا دیا سب کچھ ہے۔ اگر چند روپے پیشگی دیدیتے۔ تو میں بھاگ نہ جاتا میں نے ان کی اتنے عرصہ تک خدمت کی ہے۔ کیا ان پر میرا کچھ بھی حق نہیں۔ رمضان غریب آدمی ہے،

اِس کے پاس بہت ہونگے بیس پچیس روپے ہونگے۔ لیکن اِس مصیبت میں اس نے میرا ہاتھ تھام لیا وہ آدمی نہیں دیوتا ہے۔ میں اِس کی نیکی کا کیا بدلہ دونگا۔ دُرگا ماتا اس کا بھلا کرے۔

(۱۴۴) اِس بات کو کئی مہینے گذر گئے۔ رسیلے کے بال بچّے اچھے ہوگئے۔ اور اس نے رمضان کا قرضہ بھی ادا کر دیا۔ اب اس کے ذمہ صرف آٹھ آنہ باقی ہیں۔ رمضان نے روپیوں کا ایکدن تذکرہ نہیں کیا۔ مگر رسیلے اس کو اپنے اوپر ایک بار سمجھتا تھا۔ رمضان سے رسیلے کی آنکھیں چار نہ ہوتی تھیں اس لئے اِس نے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر دھیرے دھیرے رمضان کے ساڑھے چار روپے ادا کر دیئے۔

تیسرے پہر کا وقت تھا۔ گھر کا کام کاج کرکے رسیلا میاں رمضان سے مِلنے کیواسطے چلا لیکن رمضان وہاں موجود نہ تھا۔ وہ مایوس ہوکر واپس چلا آیا۔ اور انجنیر صاحب کے غُسلخانہ میں بیٹھکر حقہ پینے لگا۔ غُسلخانہ ملاقات کے کمرہ سے مِلا ہوا تھا۔ حُقہ پیتے پیتے اِس کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی بات چیت کر رہا ہے۔ اِس وقت انجنیر صاحب مکان پر نہ ہوتے تھے بلکہ یہ انکے دفتر کا وقت تھا۔ خلاف معمول باتوں کی آواز سُن کر رسیلا کو کچھ شک ہوا۔ وہ دروازے کے پاس کان لگاکر آہٹ لینے لگا۔ لیکن اِس کو معلوم ہوگیا کہ خود انجنیر صاحب کسی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ رسیلا مطمئن ہوگیا۔ لیکن کان لگاکر باتیں ضرور سنتا رہا۔ یہ شخص انجنیر صاحب کو رشوت دے رہا تھا۔

انجنیر صاحب۔ یہ آپ مجھے کیا دے رہے ہیں۔

شخص۔ حضور" پانچ سو روپیے ہیں"۔

انجنیر صاحب۔ میں اتنی حقیر رقم ہرگز نہیں لونگا۔ اِس میں میری ذِلت ہے۔

شخص۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ یہ رقم تو محض آپ کے پان کھانے کے لئے نذرانہ ہے۔ آپ سمجھئے گا کہ ہم نے رحم کھاکر ایک غریب کا کام مُفت کر دیا۔ میں ساری عُمر آپ کا احسان مانونگا۔ جب تک زندہ ہوں حضور کے مال و جان کو دعائیں دیتا رہوں گا۔

لالہ جگت رام سنگھ نے آہستہ سے کہا۔ خیر آپ کی خاطر اسے لئے لیتا ہوں۔
رسیلا بہت ایماندار اور نیک شخص تھا۔ اس نے کبھی اپنے مالک کی رقم میں ایک پیسہ کی بھی خیانت نہ کی تھی۔ یہ گفتگو سُن کر اس کو بے انتہا حیرت ہوئی۔ اسے پہلے اندیشہ ہوا تھا کہ لالہ صاحب کے کمرے میں کوئی چور نہ گھسا ہو۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ یہاں تو خود لالہ صاحب ہی ایک سفید پوش کو دونوں ہاتھوں سے لُوٹ رہے ہیں۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگا کہ روپیہ کمانے کا یہ طریقہ کس قدر آسان اور سہل ہے۔ لالہ صاحب نے نہ تو اس کے لئے دوڑ دھوپ کی اور نہ دماغ لڑایا۔ ایک آدمی آیا اور گھر بیٹھے پانچ سَو روپیہ دے گیا۔ ایک میں ہوں کہ سارا دن مزدوری کرتا ہوں۔ تب کہیں مہینہ بھر کے بعد دس روپیہ ہاتھ آتے ہیں۔ بحرِ گناہ کے اس خوفناک سیلاب میں اس کی برسوں کی ایمانداری خس و خاشاک کی طرح بہ گئی۔ وہ کچھ دیر تک اپنے انہیں خیالات میں غرق رہا۔ اور اس کے بعد رمضان کے ہاں چلا گیا۔ اس وقت رمضان برآمدے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا۔ رسیلے کو دیکھتے ہی بولا۔ بھیا آج کہاں غائب رہے؟

رسیلا۔ بس کچھ پوچھو نہیں۔

رمضان۔ کیوں ایسی کونسی بات ہے۔

رسیلا۔ دنیا میں باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔

رمضان۔ بات بھی بتاؤ گے یا پہیلیاں ہی بجھاؤ گے۔

رسیلا۔ میاں صاحب زبان کھولتے ڈر لگتا ہے۔

رمضان۔ تو یہاں کون سُننے والا ہے۔ یا تم کو مجھ پر بھی اعتبار نہیں۔

رسیلا۔ اعتبار کیوں نہیں۔ اگر تم پر اعتبار نہ کرونگا تو پھر کس پر اعتبار کرنے جاؤنگا۔

رمضان۔ تو پھر چھپاتے کیوں ہو۔

رسیلا نے چاروں طرف دیکھا کہ کوئی سُنتا نہ ہو۔ پھر آہستہ سے کہنے لگا۔ بھائی رمضان

کسی سے کہو گے تو نہیں۔

رمضان۔ لاحول ولاقوۃ۔ اگر مُنہ سے نکل جائے۔ تو گُدی سے میری زبان کھینچ لینا۔
رسیلے نے ڈرتے ڈرتے رمضان سے اپنے مالک کی رشوت خوری کا واقعہ بیان کیا۔ رمضان نے بیساختہ ہنس کر کہا۔ بس یہی بات تھی۔

رسیلا۔ (گھبرا کر) ہائیں کیا یہ بات چھوٹی ہے۔

رمضان۔ اور نہیں تو کیا۔ ایسی باتیں آئے دن ہوا کرتی ہیں۔

رسیلا۔ بھیّا میرے لئے تو یہ بڑی بات ہے۔

رمضان۔ تم جانو کیا۔ تم کو عقل تو چھو نہیں گئی ہے۔ ارے دُنیا کا کام انہیں باتوں سے چلتا ہے۔ تم ہمارے شیخ صاحب کو کیسا آدمی سمجھتے ہو۔

رسیلا۔ بھگوان جانے ہم نے کسی کا دل تو دیکھا نہیں۔ لیکن کلٹر (کلکٹر) صاحب صورت سے بہت بھلے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

رمضان۔ تمہارے لالہ جی کے گرو ہیں۔

رسیلا۔ تمہیں میری سوگند۔ جھوٹ تو نہیں بولتے۔

رمضان۔ استغفراللہ۔ مجھے جھوٹ سے کیا واسطہ۔ آج بھی ایک ٹھکا رہ پھنسا ہے رات تک ہزار روپیہ وصول ہو جائے گا۔

رسیلا۔ ہم غریب آدمی اگر اپنا دھرم ناس کریں تو خیر لیکن کیا یہ بڑی بڑی تنخواہیں پانیوالے لوگ بھی اسی طرح ملیچھ کماتے ہیں۔

رمضان۔ اور کیا۔ اگر محض تنخواہ پر رہیں تو اتنی بڑی بڑی کوٹھیاں کیسے کھڑی کرلیں اِس گناہ کا بدلہ خدا کے یہاں جو کچھ بھی ملے۔ لیکن دُنیا میں تو مزے اُڑاتے ہیں۔

(۴) رسیلا اپنے مالک کے بنگلے میں واپس آکر سوچنے لگا کہ اب تک میں نے بہت بیوقوفی کی کہ میرے ہاتھوں انجنیر صاحب کے سینکڑوں روپے خرچ ہوئے۔ کبھی دھرم نہیں لگا ڑا۔ اگر ایک

ایک آنہ بھی اُڑاتا تو آج تک ایک رقم جمع ہو جاتی۔ آج جوان ہوں کماتا ہوں۔ کھا لیتا ہوں۔ چند سال کے بعد بوڑھا ہو گیا کون کھانے کو دے گا۔ بابو صاحب تو لات مار کر باہر نکال دیں گے۔ پھر جنم بھر سر پکڑ کر روؤں گا۔ دھرم کی خالی واہ واہ ہے۔ لیکن اِس سے ملتا کچھ بھی نہیں پاپ کا نام بُرا ہے لیکن جس کے ساتھ لگ جاتا ہے اُس کو آدمی بنا دیتا ہے۔ اور پھر یہ دھرم کیا ہم غریبوں ہی کے لئے رہ گیا ہے۔ اِن امیروں کو بھی تو کچھ خیال کرنا چاہئے۔ جب یہ کچھ پرواہ نہیں کرتے تو پھر ہم لوگ کیوں کریں۔ آج تک بہت دھرم سے کام لیا۔ اب نہ کرونگا۔ اتنے میں لالہ صاحب نے اُسے بلا کر کہا۔ رسیلے یہ لو ابھی دوڑ کر پانچ روپے کی مٹھائی لے آؤ۔

رسیلے کو موقعہ مل گیا۔ گناہ آدمی کے پاس چل کر آتا ہے کسی کو اس کی تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ رسیلے نے ساڑھے چار روپیہ کی مٹھائی خریدی اور اٹھنی بچا کر رمضان کو دیدی۔ وہ دل میں خوش تھا کہ قرضہ کا بار اُتر گیا۔ لیکن یہ نہ سمجھا کہ گناہ کا بار کس طرح اُترے گا۔

بابو جگت رام سنگھ نے مٹھائی دیکھی۔ رسیلے نے پہلی مرتبہ پیسہ چرایا تھا۔ وہ فوراً تاڑ گئے اور اُنھوں نے اپنے نوکر سے پوچھا کہ یہ مٹھائی کتنے کی ہے۔

رسیلے کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ اِس نے گھبرا کر جواب دیا۔ حضور پانچ روپیہ کی ہے۔

مگر جگت رام سنگھ کو یقین نہ آیا اور رسیلے کے اُترے ہوئے رنگ اور سہمی ہوئی آنکھوں نے کام بگاڑ دیا۔ نئے گنہگار کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے لیکن اُسکی آنکھیں جھوٹ نہیں بول سکتیں۔ رسیلے کی زبان تو انکار کر رہی تھی۔ لیکن اِس کی آنکھوں نے مالک کے سامنے اِقبال جُرم کر لیا۔ جگت رام سنگھ نے کڑک کر پوچھا۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ مٹھائی ہرگز پانچ روپیہ کی نہیں۔

جھوٹا آدمی بہت جلد رونے لگتا ہے۔ رسیلا بھی رو رو کر اپنی بے گناہی ظاہر کرنے لگا۔ انجینئر صاحب صاحب کی بیوی پر اِس رونے کا اثر ہو گیا۔ کہنے لگیں:۔

رہنے بھی دو۔ مفت میں دھمکائے جاتے ہو۔ اِتنے زمانہ سے نوکر ہے۔ لیکن غریب نے کبھی ایک پیسہ تک نہیں چرا لیا۔

رسیلے کو سہارا مل گیا۔ اور بھی زور زور سے رونے لگا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ دُہائی ہے سرکار کی میں نے ایک پیسہ نہیں چرایا۔ مٹھائی پُورے پانچ روپیہ کی ہے۔

بابو جگت رام سنگھ نے رسیلے کے مُنہ پر ایک طمانچہ مار کر کہا۔ کس دُوکان سے لایا ہے۔

رسیلا۔ دہلی والے کی دوکان سے جو بڑے چوک میں ہے۔

انجنیر۔ دیکھو جھُوٹ نہ بولو صاف صاف کہدو۔ معاف کر دُونگا۔

رسیلا۔ نہیں سرکار جب میرا قصور نہیں تو کیسے ہاں کر دُوں۔

انجنیر۔ تو میرے ساتھ دوکان پر چل ابھی جھُوٹ سچ کھُل جائیگا۔

رسیلا بابو صاحب کے ساتھ چلا۔ اس وقت اس کے پاؤں کانپ رہے تھے۔ لیکن پاؤں سے زیادہ دل کانپ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح گذرا ہوا وقت واپس آ جائے۔ لیکن قُدرت کا اٹل قانون کیسے بدل سکتا ہے۔ اس نے راہ میں ایک بار پھر کہا۔ حضور میرے بدن میں کوڑھ چھُوٹے جو میں نے چوری کی ہو۔

انجنیر صاحب نے بالکل سماعت نہ کی۔ جھُوٹا آدمی باتیں بہت بناتا ہے۔ لیکن اس میں دم نہیں ہوتا جس قدر حلوائی کی دوکان قریب ہوتی جاتی تھی۔ اُسی قدر رسیلے کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ اس کے لئے اب ہر طرف کی راہ بند تھی۔ چلتے چلتے وہ راستہ میں رُک گیا۔ انجنیر صاحب نے ڈانٹ کر کہا۔ ابے آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ وہ سامنے تو حلوائی کی دوکان ہے۔

رسیلے نے سر جھکا لیا۔ اور بولا۔ کہ میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔

انجنیر۔ تو تو اپنی چوری مانتا ہے۔

رسیلا۔ (ہاتھ جوڑ کر) سرکار مائی باپ ہیں۔ یہ غلطی ہو گئی۔ اب معاف کر دیں۔ پھر ایسی خطا ہو تو کوڑوں سے میری کھال اُتار لینا۔

انجنیر۔ مٹھائی کتنے کی تھی؟

رسیلا۔ حضور۔ ساڑھے چار روپے کی۔

انجنیئر۔ اور آٹھ آنے کیا کئے؟

رسیلا۔ اُٹھنی رمضان کو دیدی۔ اِس سے پانچ روپیہ اُدھار لیئے تھے۔ ساڑھے چار روپے اپنی طلب میں سے دیدیئے تھے۔ آٹھ آنے باقی رہ گئے تھے۔ وہ آج ادا کر دیئے۔

انجنیئر صاحب کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ انھوں نے رسیلے کو گھر لاکر اس قدر مارنا شروع کیا کہ اس طاقت سے کوئی دھوبی میلے کپڑوں کو بھی پتھر پہ نہ مارتا ہوگا۔ رسیلے نے کبھی ایسی مار نہ کھائی تھی۔ وہ اس طرح چلّا رہا تھا کہ جیسے کوئی قسائی بکرا ذبح کر رہا ہو۔ اس کی آواز سے پتھر بھی پگھل جائے۔ مگر انجنیئر صاحب کو ذرا بھی رحم نہ آیا۔ یہاں تک کہ رسیلے کی حالت پر بید کو بھی رحم آگیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ انجنیئر صاحب نے ہاتھ روک لیا۔ لیکن اِن کا دل اب بھی نہ رُکا۔ اُنھوں نے اپنے پُرانے خدمتگار رسیلے کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور رشوت کے پانچ سو روپیوں میں سے پانچ روپیہ کا ایک نوٹ سپاہی کو دے کر کہا کہ اس پاجی سے اقبال کرا لینا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔

سپاہی نے نوٹ جیب میں رکھا اور انجنیئر صاحب کو سلام کر کے کہا۔ بابوجی! ایسا ہی ہوگا۔ آپ اطمینان رکھیئے۔ سپاہی رسیلے کو لے کر چلا گیا۔ انجنیئر صاحب نے ہاتھ مُنہ دھو کر مٹھائی کھائی۔ اور اپنی بیوی سے کہنے لگے "بے ایمان رسیلے اب اپنے کئے کو پہنچ جائیگا۔ مجھے بے ایمانی سے سخت نفرت ہے"۔

(۵) دوسرے دن مقدمہ شیخ سلیم الدین مجسٹریٹ کے اجلاس میں پیش ہوا۔ رسیلے اگر چاہتا تو کہہ سکتا تھا کہ یہ سب جعلی کارروائی ہے۔ میں ان کے یہاں نوکری کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے مجھکو پھانسنے کے لئے جال بچھایا گیا ہے۔ مگر وہ ایک گناہ کر کے اس کا مزہ چکھ چکا تھا۔ اس لئے اب دوسرے گناہ کی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے اپنی بریت کے لئے کوئی بہانہ تلاش نہیں کیا بلکہ نہایت سچائی کے ساتھ اقبال جرم کر لیا۔ اور مجسٹریٹ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ حضور! یہ میرا پہلا جرم ہے۔ اب کی معاف ہو جائے۔ تو پھر کبھی ایسی غلطی نہ ہوگی۔

شیخ صاحب بہت انصاف پسند تھے۔ انھوں نے رحم کا سبق نہیں پڑھا تھا اگر غریب رسیلے کو معاف کر دیتے۔ انصاف کی کرسی پر بیٹھکر بھلا بے انصافی کیسے کریں۔ انھوں نے فوراً رسیلے کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دیدی اور اپنی جیب سے ریشمی رومال نکال کر چہرے کا پسینہ پونچھا۔ انکی کرسی کے پیچھے کھڑا ہوا رمضان اپنے دل ہی دل میں اس عدالتی انصاف پر خون کے آنسو رو رہا تھا۔ چاہے اور کوئی نہ جانتا ہو مگر وہ ضرور جانتا تھا کہ یہ رومال جس سے مجسٹریٹ صاحب ماتھے کا پسینہ خشک کر رہے ہیں وہی رومال ہے جس میں کل ایک شخص نے ہزار روپیہ کے نوٹ باندھکر اِن کی نذر کئے تھے۔۔۔۔۔

رات کا وقت ہے رمضان اپنے بستر پر کروٹیں بدل رہا ہے۔ نیند کسی طرح نہیں آتی۔ اس کا دل رسیلے کے لئے بے چین ہے۔ دفعتہً وہ اپنی چارپائی پر سے اُٹھ بیٹھا اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا کہ آہ! اس وقت ایک ہزار اور پانچ سو روپیہ کے چور تو اپنے نرم بستروں پر آرام کی نیند سو رہے ہیں لیکن اٹھنی کا چور جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند ہے۔ یہ ہے دُنیا اور اس کا انصاف!

ضلع نارنول میں سپرنٹنڈنٹی کا چارج

کھنور میں ڈال کشتی اپنی ہمت کے بھروسہ پر
خدا تیری مدد کو آئے گا خود ناخدا بن کر

بزمانہ ہیڈ کانسٹبلی ضلع نارنول میں رہ کر وہاں کے حالات سے کافی واقفیت ہو چکی تھی۔ اس وقت خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ کسی آئندہ زمانہ میں اس ضلع کی سپرنٹنڈنٹی پولیس کا چارج بھی ملیگا۔ پٹیالہ کی خدمات دو سال سے زائد عرصہ انجام دینے کے بعد اس نمکخوار کو ضلع نارنول کا قائمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ۲۴ جیٹھ سمت ۱۹۸۲ مطابق ۵ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء کو بنایا گیا۔ کیونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب مستقل بوجہ شدت مرض طاعون وہاں سے رخصت پر چلے گئے تھے۔

مرضِ پلیگ کی شدت

نارنول پہنچنے سے قبل ہی ریواڑی اسٹیشن سے شدت

پلیگ کے ہیبتناک حادثات گوش زد ہونے شروع ہو گئے تھے۔ وہاں دیکھا کہ ہر کس و ناکس نامراد پلیگ سے خائف اور ترساں تھا۔ موت کا بازار گرم تھا۔ اور لوگ بکثرت شہر چھوڑ گئے تھے۔ دیہات میں بھی یہی عالم برپا تھا۔ غرضکہ ہر طرف پریشانی اور گھبراہٹ کا عالم تھا۔ مُردہ چوہوں کے تعفّن سے آبادیاں ناقابلِ گذر ہو گئی تھیں۔

جب میں مکان سپرنٹنڈنٹی میں داخل ہوا۔ چوہے جا بجا مرے پڑے دیکھے۔ مجبوراً دھرم سالہ متصل ریلوے اسٹیشن میں قیام کیا گیا۔ اور محافظ حقیقی کا نام لیکر وہاں ہی کام شروع کر دیا۔ اطلاعیں پہونچیں کہ دیہات خالی ہو کر جنگل آباد ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے بدمعاش واردات کیلئے زیادہ دلیر ہو گئے ہیں۔ خدائے قادر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اور میری جمعیت شب و روز متاثرہ مقامات میں رہنے اور گذر کرنے کے باوجود بھی پلیگ کے حملوں سے محفوظ رہے اور لوگوں کا مال و زر بھی بدمعاشوں کے دستبُرد سے محفوظ رہا۔ یہ سخت آفت کا زمانہ بخیر و خوبی طے ہو گیا۔

نہیں لازم بشر کو آفتوں میں حوصلہ ہارے
جگر کا خون پینے اور غم کھانے سے کیا حاصل

ریواڑی میں پولیس افسران کی میٹنگ

چونکہ پلیگ نے ملحقہ علاقہ جات میں واردات وقوعہ بڑھا دی تھیں۔ اس لئے ۵ اپریل سنہ ۱۹۲۶ کو آفیسران پولیس ضلع گوڑگانواں۔ و ریاست ہائے جے پور۔ الور۔ جنیند۔ نابھہ نے بمقام ریواڑی انتظامیہ امور کے متعلق ایک میٹنگ منعقد کی جس میں ریاست پٹیالہ کی جانب سے راقم نے حصہ لیا۔

اقوام مینہ جرائم پیشہ ریاست جے پور کی گرفتاری

اسی دوران میں تین کس قوم مینا مشہور جرائم پیشہ باشندہ ریاست جے پور کی گرفتاری بمقام نارنول عمل میں آئی جن سے بہت سی مخفی شدہ وارتوں کا سُراغ چلایا گیا جس سے

نمایاں انسداد وارادات ہوا۔

اصلی عہدہ پر واپسی

نامراد پلیگ کا خوفناک زمانہ گذر گیا۔ لوگ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور ویران شدہ آبادیاں بھی آباد ہو گئی تھیں۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ مستقل کے واپس آجانے پر ڈیڑھ ماہ کے بعد یہ نمکخوار سی۔ آئی۔ ڈی پٹیالہ میں اپنی اصلی آسامی پر حاضر ہو گیا۔

سپرنٹنڈنٹی پولیس نارنول کا دوبارہ چارج

نارنول سے آئے ابھی دو ماہ بھی نہ گذرے تھے کہ انتظام پولیس تبدیل ہوا۔ ضلع مذکور کے لئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ کافی سمجھا گیا۔ چنانچہ راقم ترقیاب ہو کر ۳۱ ہاڑ سمت ۱۹۸۳ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو پھر نارنول پہنچا۔ چونکہ گاڑی گھوڑے کا حالت مستقلی میں پٹیالہ چھوڑنا بیکار تھا۔ اور ہمراہ لیجانا سخت مشکل۔ اس لئے بقدر نصف قیمت فروخت کر دیئے گئے۔ اور وہاں جا کر جدید خریدنا پڑا۔

محرم پر فساد کا اندیشہ اور فرمان شاہی کا فوری اثر

محرم الحرام کے موقعہ پر مسلمان جو پہلے سے ہی دو پارٹیوں میں منقسم تھے۔ آپس میں پرخاش پر آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ گذشتہ محرم کے فسادات جو سنگ تراشان کے تعزیہ پر بلوہ کی صورت میں رونما ہوئے تھے۔ ابھی تک عدالت سے فیصل

(۱۵۲) نقل ریمارک سردار پرمانند صاحب ناظم ضلع نارنول مورخہ ۸ بیساکھ سمت ۱۹۸۴ منسلکہ رپورٹ کارگذاری سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ۔

سردار شب چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ضلع نارنول میں رہ کر فی الواقع نہایت مستعدی اور نیک نیتی سے کارسرکار کو انجام دیا ہے۔ اکثر ملازمان پولیس تفتیش سے بچنے کے لئے مرتکبہ جرائم کو رجسٹرڈ نہیں کیا کرتے تھے جیسا کہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحریر فرمایا ہے۔ اور اس اخفاء کے رد کرنے میں انھوں نے پوری کوشش فرمائی اور معلومات حاصل کرنے میں سب انسپکٹران سے زیادہ کام کیا خود بھی بموقعہ رسی تفتیش کرنے سے

نہ ہوئے تھے۔ موقعہ اور معاملہ کی اہمیت اور نزاکت پر غور کر کے میں نے اور ناظم صاحب ضلع نے گذرگاہوں کو دیکھا اور ہر دو فریق کے سرگروہوں کو بہت کچھ نشیب فراز کی باتیں سمجھائی گئیں۔ ایک پارٹی قدیمی راستہ چھوڑ کر جدید راستہ سے تعزیہ لیجانا چاہتی تھی۔ ہندو بھی اس میں بیجا مداخلت سمجھتے تھے، معاملہ طے نہ ہوا تھا کہ سری مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور میں اطلاع پیش ہونے پر ناظم صاحب کے نام حسب ذیل تار صادر ہوا۔

"تعزیئے بغیر کسی مزید ردّ و بدل کے قدیمی راستہ سے گذریں۔ اگر کسی فریق کی طرف سے فساد کی پیش قدمی کی جائیگی۔ تو ریاست کی فوج بغرض قائمی امن فوراً نارنول پہنچے گی۔ جس کا تمام مصارف قصوروار پارٹی کو ادا کرنا پڑے گا۔"

بمجرد ورود تار خبر شاہی ناظم صاحب اور خاکسار نے فریقین کو سنایا۔ جس پر فساد پر آمادہ پارٹیوں نے خیالات فساد چھوڑ دیئے۔ اور امن کا راستہ اختیار کیا۔ غرضیکہ سری مہاراجہ صاحب بہادر کی ایک جنبشِ قلم سے یہ موقعہ نازک نہایت امن و امان سے گذر گیا۔ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے اس صورت امن کے لئے میرے نام حکم بھیجا کہ ہماری خوشنودی کا اظہار پولیس پر کر دیا جائے حالانکہ یہ بجائی انتظام و قائمی امن در اصل سرکار عالی کے اُس شاہی اور ناطق فرمان کا نتیجہ تھا کہ جو با موقعہ صادر ہوا تھا۔

سر عرش نے بھی رکھدیا پائے زمین پر
مغرور کی گردن جھکی سرکار کے آگے

گریز نہیں کیا۔ رعایا اور ملازمان کے ساتھ برتاؤ نیک رہا ہے۔ بعض افسران کی طرح رعونت اختیار نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ رشتہ اتحاد کے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ اپنے ماتحتان کی بیجا رعایت کے مخالف رہے۔ ملازمان پولیس ان سے خائف رہ کر کار سرکار محنت اور دیانت سے کرنے کی طرف راغب رہے ہیں۔ اصل ہذا حکمہ جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس میں پیش ہووے۔ ۸ بیساکھ سمت ۱۹۸۴

دستخط سردار پرمانند صاحب ناظم

ضلع نارنول کا مختصر جغرافیہ

ضرورت ہے ضلع مذکور کا مختصر جغرافیہ بھی لکھا جاوے۔ اس کا رقبہ ۵۷۵ مربع میل آبادی ۱۷۵۰۰۰۔ آبادی خاص نارنول ۲۱۳۴۱ ہے۔ دو تحصیلیں نارنول۔ و مہندر گڈھ ہیں۔ نارنول۔ مہندر گڈھ نانگل چودھری اور ستنالی۔ چار تھانے ہیں۔ ریاست ہائے جیپور الور۔ لوہارو۔ نابھ۔ جیند کا الحاق ہے۔ پٹیالہ سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔

عہدنامہ حوالگی ملزمان

ریاست ہائے جے پور و الور میں ایک قوم بنام مینا بکثرت آباد ہے کہ جس کا پیشہ چوری وغیرہ ہے۔ یہ واردات کرنے میں بڑے مشاق ہیں۔ چونکہ ضلع نارنول میں سوائے نانگل چودھری کے علاقہ کے اور کہیں مینے نہیں۔ دیگر شریف آبادی ہے۔ اس لئے ریاست ہا جے پور۔ و الور کے مینے عموماً حدود ضلع میں وارداتوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ دیرینہ عہدنامہ متعلق حوالگی مجرمان گو موجود ہے۔ لیکن حالات اور واقعات انقلاب پذیر ہو گئے ہیں۔ اس لئے یہ قریباً نصف صدی سال گذشتہ کا عہدنامہ موثر نہیں۔ جس کی وجہ سے ہر دو ریاست ہائے بالخصوص جیپور میں سپردگی و گرفتاری ملزمان میں سخت دقتیں لاحق ہوتی ہیں۔ کھوج اور سرحد کا جھگڑا اکھڑا کر کے اور دقتیں پیدا کرتے ہیں۔ معاملہ طول کھینچتا ہے۔ مثل سرراغرسی برسوں پڑی رہتی ہے۔ اس عرصہ میں بہت سے مستغیث اور گواہان بھی مر جاتے ہیں۔

عملی کوششیں

گو سردست عہدنامہ کی تجدید نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ضروری سمجھا گیا کہ بغرض بحالی امن و سہولیت تفتیش و تکمیل وہ امور متنازعہ باہمی ملاقاتوں سے طے کئے جائیں کہ جنکی رُو سے فیما بین ارام کی نیند سو سکیں۔ ریاستوں میں اتحاد بڑھے۔ اس لئے اس نو ماہ کی تقرری میں سات میٹنگز مختلف مقامات پر آفیسران پولیس ریاست ہائے جےپور۔ الور۔ اور مہتمکانہ کھنڈیلی سے کی گئیں۔ آپس کی گفت و شنید سے بہت معاملات روبہ اصلاح ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے دیرینہ مقدمات کے ملزم ریاست

جے پور سے مِل گئے۔ ترمیم عہدنامہ کی ضرورت افیسران جے پور نے بھی تسلیم کی اور یہ ضرورت دربار پٹیالہ سے بھی منظور فرمائی گئی۔ مگر اسی دوران میں اِس نمکخوار کا وہاں سے تبادلہ ہوگیا لیکن اِن مُلاقاتوں اور اتحاد کی کوششوں سے یہ چند مفید نتائج پیدا ہو گئے۔

اولاً۔ سب انسپکٹر صاحبان ریاست جے پور و ٹھکانہ کھیتڑی ضلع نارنول کی میٹنگ ہر چہار ماہ کے بعد ہونے کی بنیاد پڑ گئی۔

ثانیاً۔ آفیسران پولیس ریاست پٹیالہ و ہر دو ریاست ہائے مندرجہ صدر کے آفیسران پولیس سے براہ راست خط و کتابت کرنے لگ گئے۔

ثالثاً۔ شکایات مابین پولیس ریاست ہائے کا سلسلہ قطعی طور پر بند ہوگیا غرضیکہ عرصہ نو ماہ میں طرفین میں صورت اتحاد استوار ہو گئی۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ سردار پرمانند صاحب ناظم ضلع نے اِتحاد کامل سے کام لیتے ہوئے میرے لئے ہر طرح کی سہولتیں پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

آفیسران کی خوشنودی

ہوم منسٹر صاحب بہادر بتقریب دورہ ۵ پھاگن سمت ۱۹۸۳ کو نارنول تشریف لائے اور میری ادائیگی فرض سے متاثر ہو کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ ایسا ہی انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس نے دو مرتبہ کارگزاری کا اعتراف فرمایا۔

رائے بہادر کاہن چند صاحب ریونیو منسٹر کا اثر و رسوخ

مہاراجہ صاحب بہادر کی نابالغی کے زمانہ میں ریاست کا پہلا قانونی بندوبست ہوا۔ اُس وقت رائے بہادر لالہ کاہن چند صاحب ضلع نارنول کے اسسٹنٹ سیٹلمنٹ افسر تھے۔ سری مہاراجہ صاحب بہادر نے اختیارات پانے پر صاحب موصوف کو ریونیو منسٹر کے ممتاز عہدہ پر سرفراز فرمادیا۔ جبکہ وہ عہدہ ڈپٹی کمشنر ضلع کرنال سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ میرے زمانہ

سپرنٹنڈنٹ پولیس نارنول میں آپ بحیثیت ریونیو منسٹر بھادوں سمت ۱۹۸۳ میں بتقریب دورہ تشریف لائے۔ پروگرام پہونچ چکا تھا۔ آپ کا حسنِ اخلاق شائقین کو دہلی اور ریواڑی تک کھینچ لیگیا۔ جب نارنول سٹیشن پر اُترے۔ تو میں نے دیکھا کہ ضلع نارنول کے ہزارہا نفوس کیا ہندو کیا مسلمان اپنے مہربان افسر کے خیر مقدم کے لئے حاضر تھے۔ چنانچہ جب شہر کو روانہ ہوئے تو یہ انبوہ کثیر اظہار عقیدت کے لئے ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا اُنکے دلوں میں جذبات احسان شناسی اس قدر موجزن تھے کہ میں نے اپنی عمر بھر میں آجتک رعایا کا ایسا مظاہرہ کسی افسر کی آمد پر نہیں دیکھا۔ وہ ہر شخص سے بہ محبت و خلوص پیش آتے تھے اور اپنی وسیع یادداشت سے ان کے دلوں میں ایک مستقل جگہ بنا رہے تھے

صورت وہ بھولی بھولی کہ بس کچھ نہ پوچھئے
باتیں وہ پیاری پیاری کہ میں تم سے کیا کہوں

کہنا چاہئے کہ ایک صحیح انسان خواہ وہ کسی طبقہ میں چلا جائے۔ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔ اخلاقِ صحیحہ کے یہی نتائج ہیں۔ سچ ہے

دوہا — کاگا کس کا دھن ہرے کوئل کس کو دے
میٹھی بانی بول کر جگ اپنا کر لے

چند انتظامیہ اعداد و شمار

جمیعت پولیس سٹی نارنول اور مہندر گڈھ پرانی خدمتگذاریوں کی طرز کی خوگر تھی۔ لہذا بجائے سرکاری مکانات میں بود و باش اختیار کرنے کے گھروں میں ڈیرے جما رکھے تھے۔ اُن کو بسہولیت اس غلط طرز عمل سے باز رکھا گیا۔ سات کانسٹبل ایسے پائے گئے جو نا قابلِ کار تھے۔ ڈاکٹری معائنہ سے بھی نا قابل ملازمت سمجھے گئے۔ جو ملازمت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ تین کانسٹبل مختلف جرائم کا ارتکاب کر چکے تھے وہ بھی برطرف کئے گئے۔ ایک سب انسپکٹر ایک ہیڈ کانسٹبل اور تین کانسٹبل بداعمالیوں کی وجہ سے معطل کر دیئے گئے۔ سات کانسٹبلوں کو

کواٹر گارد کی سزا دی گئی۔ آٹھ دیگر ملازمان کے خلاف رعیت کی شکایات رفع کرنے کی غرض سے ڈیپارٹمنٹل انکواری کی گئی۔ اس اصلاح سے ملازمان پولیس بیدار ہو کر اپنے اپنے فرایض منصبی کی حقیقت شناسی کے قابل ہو گئے۔

پھرتا ہے سیلِ حوادث سے کہیں مردوں کا دل
شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رفتن آب میں

۱۳ رنگروٹ جن کا قد پانچ فٹ سات انچ سے زیادہ تھا بھرتی کیے گئے۔ چونکہ ضلع میں کھوجی نہ تھے جن کی ضرورت ہر وقت محسوس کی جاتی تھی۔ اس لیے اس زمرہ میں دو کھوجی بھی بھرتی کر لیے گئے۔

اعمال ناموں کی تراش خراش

بعض کانسٹبلان نے کمزوری انتظام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اعمال ناموں کے عمر کے خانوں میں تراش خراش کر کے اپنی عمر کم درج کر دی۔ تاکہ وقت مقررہ پر پنشن سے بچ جائیں چنانچہ اعمالنامے دیکھے گئے۔ تو بعد پڑتال ایسے لوگوں کا قانونی تدارک کیا گیا جس پر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے اظہار خوشنودی فرمایا۔

چوکیداران دیہاتی کی غیر حاضری

ضلع کے دیہات میں اچانک اور شب و روز کی متواتر گشت سے پتہ چلا کہ سترہ چوکیدار دیہات میں ایسے ہیں جو برسوں سے اپنی جائے ماموری پر باقاعدہ حاضر نہیں رہتے۔ بعض تو ایک ایک مہینے کے بعد اپنی جائے ماموری پر جاتے ہیں اور بعض حیات و ممات کے نقشوں کی خانہ پری کر لیتے ہیں اور گھر بیٹھے بیٹھے پوچھ تاچھ کر کے اندراج کر لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ یا تو افسران کے آوردہ ہیں جن میں سے بعض حجام درزی اور دھوبی بھی ہیں۔ بجائے فرایض چوکیداری ملازمان پولیس کی حجامتیں کرتے ہیں۔ کپڑے سیتے ہیں اور دھوتے ہیں۔ اُن دیہات کے بھی باشندے نہیں کہ جہاں ان کی ماموری ہے بلکہ

نارنول اور مہندر گڑھ کے ہیں جہاں اپنے پیشے میں مصروف رہتے ہیں۔

راقم نے ایسے چوکیدار برخاست کرکے اِن کے بجائے اُن ہی دیہات کے چوکیدار منتخب کئے۔ اور یہ چیخ لگادی کہ جبتک قبض الوصول کے ہمراہ نمبرداران کی طرف سے حاضری کی تصدیق نہ ہو تنخواہ نہ دی جاے۔ اِس عمل سے دیہات میں چوکیدار قایم کرنے کا جو مدعا تھا وہ بہ احسن پورا ہوگیا۔ اِس سے بھی اِنسداد جرائم میں مدد ملی۔

مدد کیوں واسطے اُس کا جو ہر دم نام لیتا ہے۔
تو اپنے آپ وہ سامان پیدا کر ہی دیتا ہے۔

سرکاری سامان میں گڑبڑ اور اِس کا انسداد

سٹور کی پڑتال کرنے پر پتہ لگا کہ بہت سا سامان غائب ہونے کے علاوہ چند گٹھہ کارتوس بھی غائب ہیں۔ محافظان سے باقاعدہ اُن کی قیمت داخل کرائی گئی۔ کچھ سامان بلا اِندراج بھی رکھ چھوڑا تھا وہ بھی درج کرایا گیا۔ مکان کوتوالی کا کہنہ لکڑی کاٹھ ملازمان پولیس پھونک رہے تھے اُس کی بھی حفاظت کی گئی۔

پولیس والوں نے ایک نوجوان عورت کو بھگا کر تھانہ میں رکھا

ہرگز نہیں ستاتا کسی کو کوئی شریف
ظلم و ستم ہے کام فقط بدشعار کا

میرا عمل ہمیشہ یہ رہا کہ پولیس کی زیادتیوں کی کبھی حمایت نہیں کی۔ اور اسے ہی اعلےٰ ترین ڈسپلین سمجھا۔ واقعہ ذیل اِس کی شہادت دے گا۔ جو دلچسپ بھی ہے۔ عاشق محمد خان سب انسپکٹر صاحب کانوڈ معطل ہو کر پٹیالہ آگئے۔ مگر آتے ہوئے اپنا ملازم گوجر پہلوان سامان کی نگرانی کے لئے کانوڈ چھوڑ آئے۔ اُس نے ایک طوائف سے تعلقات پیدا کر لئے۔ اِسی اثنا میں غفور کانسٹبل بھی جو اِسی قماش کا تھا۔ اُس کا ہمراز ہوگیا۔ طوائف کے ہمسائے میں محمد بخش کنجن کے

بیٹے کی عورت بعمر ۱۵ سالہ تھی۔ یہ دونوں ایک شب اُس کو فرار کر کے سب انسپکٹر صاحب کے تھانہ کے رہایشی چوبارہ میں لے آئے۔ اور قفل لگا دیا۔ دُوسرے مُلحقہ کمرے میں ایک سردار صاحب قائمقام سب انسپکٹر پولیس بھی رہائش رکھتے تھے۔ جب پولیس نے وارثوں کی فریاد پر کوئی توجہ نہ کی تو شہر میں ایک کہرام مچ گیا۔ اگلی شب اِن ہر دو نے وارثان سے کچھ روپے اینٹھ کر اس مجبورہ کو وارثوں کے حوالے کر دیا۔ چونکہ کارروائی بجبر عمل میں آئی تھی اور جبر کنجنوں پر کیا گیا تھا۔ اِس لئے ورثاء نے اِس واردات کی رپٹ بھی تھانے میں دی۔ مگر وہاں صدائے برنخواست کے مصداق سُنتا ہی کون تھا۔ محمد بخش کنجن مایوس ہو کر اور داد فریاد کی شنوائی نہ ہوتے دیکھ کر مجبورہ کو نارنول میرے پاس لایا۔ اور سب واقعات بڑے درد سے بیان کئے۔ اُسکی فریاد بڑی دلدوز تھی جس سے میں بیحد متاثر ہوا۔ اُسی وقت مجبورہ کا بیان قلمبند کر کے کانوڈ پہنچا معاملہ صحیح پایا۔ اپنے قلم سے ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں یہ مقدمہ درج کیا۔ اور خود ہی تفتیش کر کے مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا جس پر ہر دو ملزم مسمیان گوجر پہلوان اور غفور کانسٹبل عدالت سشن سے ایک ایک سال کے لئے قید کئے گئے اور قائمقام سب انسپکٹر ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔

> سمجھنا غیر کی عورت کو اپنی ماں بہن جیسی
> یہی انسانی خصلت ہے شرافت کی نشانی ہے

اِصلاحات ضروریہ

۹۸۳ (۱) اٹانگل چودھری سے کہ جو تھانہ کا قدیم مقام ہے۔ بجٹ سمت میں ڈاک خانہ تخفیف کر دیا گیا۔ خط و کتابت رسل و رسائل ضروریہ میں کوئی اور معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے سخت دقتیں رُونما ہو گئیں۔ ہزار شکر ہے کہ میرے توجہ دلانے پر پھر ڈاک خانہ قایم کیا گیا۔

(۲) ستنالی اور مہندر گڈھ کے دونوں علاقوں کا زر مالیہ پہلے تحصیل مہندر گڈھ میں نزدیک ترین مقام ہے۔ داخل ہوتا تھا۔ گذشتہ بجٹ میں یہ تحصیل توڑ دی گئی۔ اور اِن علاقوں کا

مالیہ نارنول وصول ہونے لگا۔ بُعد مسافت اور خطرناک راستوں کی وجہ سے ہر وقت مخدوش حالت رہتی تھی۔ نمبرداران بھی اس سلسلہ سے عاجز آ گئے تھے۔ میرے توجہ دلانے پر مہندر گڑھ میں سب تحصیل قائم کی گئی جس سے یہ خطرناک صورت رفع ہو گئی۔

(۳) ضلع کے قیدی پٹیالہ صدر جیل میں بھیجے جاتے تھے۔ کہ جس میں خطرناک صورتوں کے سوائے آمد و رفت میں بھی صرف کثیر ہوتا تھا۔ جب میں نے مہندر گڑھ میں جیل خانہ کافی پایا تو تحریک کی کہ ضلع کے قیدی بجائے پٹیالہ بھیجنے کے مہندر گڑھ جیل میں ہی رکھے جایا کریں۔ یہ تجویز بھی منظور فرمائی گئی۔ جس سے سرکاری مفاد کی حفاظت کے ساتھ عزیز رعایا کیلئے بھی صورت آرام پیدا ہو گئی۔

زحمت غیر یہ ہم کو گھٹتے ہی رہے شب و روز
ہم سے غیروں کا بھی دُکھ درد گوارا نہ ہُوا

آرڈیننس مجریہ سمت ۱۹۷۴ سے غفلت اور کُل ریاست میں عمل درآمد

تعزیرات ہند کی دفعہ (۷۵) ایسی ہے کہ جس کی رو سے تعینہ جُرم ثابت پانے پر مجرم کو جرم متعلقہ سے زیادہ سزا دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے قانون جرائم پیشہ سمت ۱۹۷۴ مجریہ ریاست پٹیالہ کا یہ منشا ہے کہ دوبارہ جُرم سرزد ہونے پر سات سال اور تیسری بار حبس دوام تک کی سزا دیجا سکتی ہے۔ مگر ضلع نارنول میں میں نے دیکھا کہ روز اجرائے قانون سے اسکی پیروی ہی نہیں کی گئی۔ صدہا جرائم پیشہ مثلاً مینے۔ بوریئے۔ کئی کئی بار سزایاب ہونے پر بھی اس آرڈیننس کی زد سے محفوظ رہے۔ اور جو سزائیں دی گئیں وہ نہایت خفیف تھیں۔ میں نے اس قانون پر عملدرآمد شروع کرا کر صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں اس قانون پر آج تک مطلقاً عملدرآمد نہیں ہوا تھا۔ اور جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ دیگر اضلاع ریاست میں بھی اس قانون سے بحالی امن میں امداد نہیں لی جاتی۔ اُس وقت کے انسپکٹر جنرل

پولیس سردار حضورا سنگھ صاحب ڈھلوں نے میری اس باخبری کی داد دیکر کل اضلاع ریاست میں اس قانون پر عملدرآمد کرانے کیلئے سرکلر جاری فرما دیا۔

گھڈانہ میں مہایگ ترقی اقبال سرکار کیلئے

۵ گھڈانہ۔ سرودسنت جن۔ چوتھے برس میں مہینہ پرمارتھ کے کارنے چاروں دھارین یہ سوامی نارائن جی بال برہمچاری ضلع نارنول میں مشہور ہیں۔ آپ تیاگی ہیں۔ روپیہ پیسہ سے نفرت بھجن پاٹ سے رغبت۔ آپ نے خود بخود ایک یگیہ سمت ۱۹۸۳ میں شری مہاراجہ ادھیراج کے ترقی جاہ و اقبال کے لئے رچایا۔ خاکسار کی سیوک بھگتی کا اندازہ فرما کر اس کے تمام انتظامات راقم کے سپرد فرمائے۔ اس پرگیا کے ظاہر ہوتے ہی اطراف و نواح کے سیوک سامگری کا سامان جمع کرلائے۔ روز مقررہ پر ودوان پنڈتوں نے ہون کنڈ روشن کر کے شاستروکت یگیہ کا آغاز کیا۔ مجھے فرمایا کہ سرکار کی طرف سے تم مستحق ہو سنکلپ کراؤ۔ چنانچہ یہ مبارک رسم اس عقیدت مند نے ادا کی۔ سماپتی پر بڑا بھاری ہون کیا گیا جس میں سینکڑوں روپیہ کی سامگری ڈالی گئی۔ جس جنگل میں آپ نے یہ یگ رچایا تھا وہاں ایک چاہ آبنوشی بھی آپ نے تیار کرا رکھا ہے۔

دوسرا مہایگ

برہمچاری جی پھرتے پھراتے پٹیالہ بھی آگئے۔ جہاں سرکار دولتمدار سے بھی ملے۔ اُس وقت دوسرا عظیم پیمانے پر مہایگ سرکاری خرچ پر رچائے جانے کی تجویز ہوئی۔ یہ یگ بڑے پیمانہ پر سمت ۱۹۸۴ میں اُسی مقام پر رچایا گیا۔ اور ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا۔

پرم پتا پرماتما کی کرپا۔ اور مہاراجہ صاحب بہادر کی دیا لتا سے یہ ہر دو یگ نہایت کامیابی سے نرودگھن سماپت ہوئے۔

ایامِ تعیناتی کی اہم کارگذاریاں اور چند اعداد

راقم قریب دس ماہ کے ضلع

نارنول میں مامور رہا۔ اس عرصہ کی تمام کارگذاریاں گو وہ اپنی نوعیت میں دلچسپ اور اہم ہوں مگر اُن سب کا شمار باعث طوالت سمجھکر نظر انداز کرتا ہوں۔ لیکن چند ایسی کارگذاریاں بھی ہیں جن کا اظہار ضروری ہے۔

تعیناتی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی میں نے پتہ لگا لیا کہ جرائم مرتکبہ کے اندراج میں اکثر عاملان اخفاء سے کام لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے نقصان رسیدہ اشخاص خاموش ہو بیٹھتے ہیں۔ میں نے نہایت سختی کے ساتھ اس امن عامہ میں مخل ہونے والی کوتاہی پر توجہ کی اور جلد ہی پبلک کو معلوم ہو گیا کہ ہماری ہر داد فریاد گوش ہوش سے سُنی جائیگی میں نے دیکھا کہ ایسے وقوعات کا اندراج سمت ۱۹۸۱ میں (۱۰۴) تھا اور سمت ۱۹۸۲ میں (۱۴۸) گویا (۱۵۰) سے زیادہ اوسطاً نہ بڑھی تھی۔ لیکن میرے تعیناتی کے اُسی قدر ایام میں ایسے اندراج کی تعداد ۱۰۲ تک پہونچ گئی۔ اس پر بھی مجھے شبہ ہے کہ تھانہ والوں نے کچھہ نہ کچھہ وارداتیں حسب معمول اخفا کی ہونگی۔ ایسے ہی چالانوں کی تعداد میں نمایاں فرق پڑا میرے عہد کی تعداد چالان (۱۰۰) تھی۔ اور سمت ۱۹۸۱ و ۱۹۸۲ کی (۵۶) سے زیادہ تجاوز نہ کر سکی۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ جہاں وارداتوں سے اہالیان پولیس ایسا اغماض کریں وہاں رعایا کے امن پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ اور امن عامہ کی کس قدر بربادی ہوتی ہوگی۔

خاکسار نے (۴) مقدمات کی خود تفتیش کی۔ سرچ سلپ اور پی آر سلپ با موقعہ تیار کرنے کے لئے سخت احکام جاری کئے۔ چند مفرورین تلاش سے گرفتار کئے گئے۔ ایسے (۲۵) بالغ جرائم پیشہ اشخاص درج رجسٹر کئے گئے کہ جن کا اندراج ہی نہ ہوا تھا۔ پھر دفتری توجہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ (۴۳۳) امثلہ سنین ماضیہ بعد تکمیل داخل دفتر کیں۔ ایک ہزار امثلہ جو حوزائد المیعاد تھیں چاک کرائیں۔ (۱۵۰) دائمی رجسٹرات کی جلد بندی کرائی گئی۔ چونکہ بغرض تصفیہ مقدمات وحفظ انتظام خط وکتابت کی کثرت رہی میرے زمانہ میں رجسٹر اجرائے کا نمبر (۶۸۷۲) تک جا پہونچا۔ اس کے مقابلہ میں گذشتہ اسی قدر عرصہ

سمت ۱۹۸۱ و ۱۹۸۲ کے دونوں سالوں کے (۲۳۲ ۴۸) تھا۔ گویا (۲۰۴۰) کی کمی۔

میرے زمانہ کارگذاری میں متفرق اشخاص ملازمین و پبلک کو ما ۲۱۰ روپیہ نقد انعام اور (۲۵) سرٹیفکیٹ ملے۔ علاوہ ازیں ما ۱۵۰ روپیہ انعام و سرٹیفکیٹ ہا کیلئے سفارشیں صدر میں پیش ہو چکی تھیں۔

نہ بھولو اسے قول یہ مستند ہے۔
خُدا اہل ہمت کی کرتا مدد ہے۔

نارنول سے پٹیالہ کا تبادلہ اور جوتشی کی پیشین گوئی

۲۹ جیٹ سمت ۱۹۸۳ کو مجھے ضلع پٹیالہ میں تبدیل کیا گیا۔ میرے تبادلہ کو ابھی دو تین روز ہی گذرے تھے کہ ایک صبح کیوقت پنڈت رام لعل جی جوتشی سکنہ دھوکڑہ تھانہ نانگل چودھری بغرض ملاقات تشریف لائے۔ آتے ہی تبادلہ پر اظہار افسوس کیا۔ اور کہا کہ بہت دنوں سے آپ جیسے سجن پرشوں کے درشنوں کی ابھلاشا تھی۔ کیونکہ پرجا نے آپ کے زمانے میں بڑا سکھ پایا۔ اچھا آپ جہاں جائیں۔ آنند رہیں۔ مگر میں بھی اپنے جوتش کی رو سے کہتا ہوں کہ آپ ۵ جیٹھ کے بعد پٹیالہ نہیں رہ سکتے۔ پچھم دِشا میں ترقی پر جائیں گے۔ اسے آپ نوٹ کر لیں ضلع میں بڑے بڑے مشہور جوتشی ہیں۔ جن میں سے بعض سے تو اس سے قبل ملاقات ہو چکی تھی۔ مگر یہ مجھے اس سے پہلے کبھی نہیں ملے تھے۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ صحیح ہو۔ چنانچہ جوتشی جی کے احکام حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے اور پٹیالہ سے میرا تبادلہ ترقی پر ۵ جیٹھ سمت ۸۴ کو ضلع برنالہ کا ہو گیا۔

پبلک کی طرف سے خراج تحسین

نارنول ایام سلف میں ریاست گاہ ہونیکی وجہ سے آجتک قدر شناسی کی پرانی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ وہاں کے لوگ بڑے خبردار ہیں اور بات خوب سمجھتے ہیں۔ جب میرے

تبادلہ کی اطلاع ضلع میں پھیلی تو اُنھوں نے ایک پبلک جلسہ رچایا جس میں ہر مذہب و ملت کے سینکڑوں افراد جمع ہوئے۔ جملہ ملازمین ضلع کو بھی مدعو کیا۔ ناظم صاحب نے صدارت فرمائی میں اس میں شامل ہوتا ہوا ہچکچاتا تھا۔ مگر پبلک کا اصرار غالب آیا۔ کیونکہ وہ پُر خلوص استدعا تھی جب میں گیا تو مجھے اطمینان ہوا کہ میں نے ضلع میں رعایا اور راعی کی خدمات کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کی۔ ہر فرقہ بمثل وکلاء۔ زمینداران۔ نمبرداران وغیرہ وغیرہ نے فرداً فرداً میرے اس تبادلہ سے اظہار رنج کر کے ناچیز کی خدمات کا اعتراف کیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ اُس وقت میں نے سمجھا کہ میں نے حقِ نمک ادا کیا ہے۔

ع آئے ہو تم یہاں تو کرو تندہی سے کام
اور کام وہ کہ جس سے ہو روشن تمہارا نام
اور نام وہ کہ لیں اُسے عزت سے خاص و عام
ممکن ہے سب سنو تو سہی مہر کا کلام (مہر)

امداد دہندگان کا شکریہ

یہ بیجا ہوگا کہ اگر میں اپنے امداد دہندگان کا اس موقعہ پر شکریہ ادا نہ کروں کہ جنھوں نے پبلک کے دلوں کی انتہائی گہرائیوں میں میری وقعت پیدا کی۔ چنانچہ بھگت جوہری لال صاحب۔ کیپٹن لالہ پربھو دیال مہاجن۔ چھجو رام صاحب پنشنر۔ بابو شادی رام صاحب وکیل۔ پنڈت سری دھر بھیاجی رادھا چرن۔ خلیفہ عبد القدوس خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

ضلع برنالہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس

سردار رگھبیر سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ انسپکٹر جنرل بنائے گئے مجھے اُن کی جگہ ترقی فرما کر سپرنٹنڈنٹی پولیس پر بھیجا گیا۔ جہاں کا چارج ۸ جیٹھ سمت ۱۹۸۴ کو لیا گیا

ع دیکھ یوں سامان ہو جاتے ہیں پیدا غیب سے
جب خدا دیتا ہے نیکی دہر میں انسان کو
آدمی کو ہے یہی لازم نہ جی چھوڑے کبھی۔
اس لئے اے دوستو بڑھتے چلو بڑھتے چلو

میرا بکار سرکار پٹیالہ آنا اور جیل خانہ بھٹنڈہ سے قیدیوں کا فرار ہونا

چند ضروری کاغذات کہ جو صاحب موصوف اپنے ہمراہ پٹیالہ لے آئے تھے اُنکے لانے کے لیے حسب ایما ریہ خاکسار ۹ تاریخ مذکور کو پٹیالہ آیا۔ جب ۱۱ جیٹھ کو کاغذات لیکر واپس پہونچا اور کام شروع کیا گیا تو اگلے دن بھٹنڈہ سے ایک تار کے ذریعہ پتہ لگا کہ چند قیدی جیل توڑ اور مال خانہ لوٹ کر فرار ہوگئے۔ یہ خبر پاتے ہی میں بھٹنڈہ پہونچا۔ بوجہ طوفان باد انسپکٹر اور سب انسپکٹر صاحبان مفرورین کی تلاش سے ناکام واپس آچکے تھے۔ میں نے اس وقوعہ کی اطلاع حکام بالادست پٹیالہ کو دی۔ چنانچہ اگلی صبح ناظم صاحب و صاحب انسپکٹر جنرل پولیس اور جوڈیشل منسٹر صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میں نے تحقیق شروع کردی تو پتہ لگا کہ دیر سے جیل مذکور میں رشوت کا بازار گرم تھا۔ نگرانی عنقا تھی۔ اس لیے سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ سنگین قیدیوں نے پہرے والے کانسٹبل سے بندوق چھین لی۔ اور اُس سے گارد جیل کو مرعوب کرکے کورٹ انسپکٹر کا مالخانہ توڑ چار بندوقیں۔ کارتوس اور مقدمات کا بہت سا قیمتی مال اُٹھا کر بندوقوں کے فائروں سے خوف دلاتے جیل سے فرار ہوگئے۔ یہ کام نہایت اطمینان سے کیا گیا۔ ایک طرف اس بدنظمی کا سرسری انتظام کیا گیا۔ دوسری طرف مفرورین کی تلاش و جستجو جاری کی گئی۔ عرصہ چار ماہ کی سخت جد و جہد۔ جنگلوں اور ویرانوں میں بادیہ پیمائی کے بعد چھ مفرور ڈکیتیان بمختلف اوقات گرفتار ہوئے۔ بندوقیں اور مال مسروقہ بھی برآمد کرا لیا۔

؎ دُنیائے مکر و فن میں تو ہمت نہ ہاریئے
جو فرض ہے اُسے سدا پُورا اُتاریئے

اب یہ ضروری تھا کہ سلسلہ تلاش کے بعد غفلت کنندگان کی طرف بھی پوری توجہ کیجاتی

چنانچہ وہ گارد جس کو ایک قلم معطل کی گئی تھی۔ بعد تحقیقات محکمانہ موقوف کی گئی۔ عبدالرشید کانسٹبل پہرہ اس واقعہ کا بانی مبانی تھا۔ اُس کا چالان کیا گیا جس پر وہ ۲ دو سال کے لئے جیل بھیجا گیا

لعل سنگھ ڈکیت مفرور کا نیا گروہ اور غارت گری

منجملہ ڈکیتیاں مفرور ایک ڈاکو لال سنگھ نامی ساکن پہور ریاست نابھہ گرفتار نہ ہوا تھا۔ اُس نے اور بدمعاشوں کو شامل کرکے اپنا نیا گروہ بنا لیا تھا۔ اور اُس نے ریاستہائے نابھہ۔ جیند۔ فرید کوٹ۔ میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں بڑی بیخوفی سے کرنا شروع کر دی تھیں۔ ؎

ظلم جب حد سے بڑھے سمجھو مٹا ظالم کا نام
دیر ہے اللہ کے گھر میں نہیں اندھیر ہے

ہولناک قتل اور ڈکیتیاں

اس گروہ نے ۱۷ اسوج سمت ۱۹۸۴ کو سر شام مواضعات فتحپور اور موڈا تھانہ سردولگڈھ ضلع برنالہ) میں داخل ہو کر ۹ بجے رات تک بڑی بیخوفی اور دلیری کے ساتھ ڈاکے مارے۔ ایک گھر کو آگ لگا دی۔ ایک نوجوان لڑکی اپنے ساتھ جبراً لے گئے۔

بلا تیاری ڈاکوؤں سے مقابلے کے نتائج

؎ کبھی کام ہوتا نہیں غافلوں سے
سُنا ہے یہ اکثر سبھی عاقلوں سے

ملازمان پولیس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جب کسی مسلح گروہ قاتلان کا سُراغ لگانے کے لئے اُن کی تلاش میں جائیں تو کیل کانٹے سے ہر طرح لیس ہوں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو بسا اوقات خطرات کا سامنا کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ اور پولیس کی شان قائم نہیں رہ سکتی۔ محمد ہاشم سب انسپکٹر صاحب سردولگڈھ اِس حادثہ کی اطلاع پا کر بلا مکمل تیاری تعاقب میں مصروف ہوئے۔

جب سُراغ لگاتے ہوئے موضع بیگی کے کھیتوں میں پہنچے تو اُن کے ہمراہی دیوا سنگھ نے دیکھا کہ فصل مکی میں ڈاکو موجود ہیں۔ اُس نے فوراً باآواز بلند سب انسپکٹر صاحب کو آگاہ کیا ڈاکوؤں نے سُنتے ہی اپنے ہتھیار سنبھالا۔ اور اُن میں سے ایک نے تاک کر ایسا فائر کیا کہ دیوا سنگھ کے جبڑے پر بیٹھا۔ وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ اُس کے ساتھ ہی تعاقب کرنے والوں کی یہ جماعت اپنے دو اونٹ سواری چھوڑ کر پچھلے پاؤں بھاگ نکلی۔ ڈاکو آئے۔ اُدہی اونٹوں پر سوار ہو کر چل دیئے۔ اونٹوں پر سب انسپکٹر صاحب کا بستر اور ایک کانسٹبل کی پیٹی اور ہتھکڑی بھی تھی۔

میری عین موقعہ پر رسیدگی اور تعاقب و مقابلہ

۵ مشکلیں آسان کریگا تیری ساری خدا
جب نظر آئے مرد باہمت ذرا ہو جائیگی

میں بھی اطلاعات پا کر تلاش میں سرگرداں تھا کہ عین اُس وقت اُسی رقبہ میں داخل ہوا۔ بندوق کی آواز سُنی اور دیکھا کہ ایک طرف ڈاکو اونٹوں کو بھگائے لئے جا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف پولیس۔ زمیندار اور نمبردار بھاگتے ہوئے گرد و غبار اُڑا رہے ہیں موقعہ پر پُہنچا۔ دیوا سنگھ مجروح تو ہو گیا تھا۔ مگر تھا زندہ۔ چونکہ ڈاکو نزدیک ہی بھاگے جا رہے تھے اِس لئے میں نے اپنی مختصر سی جماعت (دو کانسٹبل ایک ریڈر ایک نمبردار) کیساتھ اُنکا تعاقب شروع کیا۔ جب میں نے دیکھا کہ باجرے کے سربلند کھیتوں میں اونٹ چھپے جا رہے ہیں اور ڈاکوؤں کے سر نظر آتے ہیں تو فوراً فائر شروع کر دیئے۔ اُدھر سے بھی فائروں کا جواب فائروں ہی سے دیا گیا۔ ہم نے بھی بکثرت تمام فائر شروع کر دیئے۔ وہ نہایت تیزی سے بھاگے تھے کہ بھاگتے بھاگتے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ مگر ہم نے بھی تعاقب برابر جاری رکھا آگے بڑھ کر وُہی دو اونٹ خالی سواری ملے۔ جس سے یہ سمجھا کہ ڈاکو ان کو چھوڑ کر روپوش ہو گئے ہیں اونٹوں پر پولیس کا وہ سامان اُسی طرح موجود تھا۔ مزید براں ایک بورہ ٹاٹ مال مسروقہ سے بھرا ہوا

بھی وہاں پڑا پایا۔ چنانچہ یہ اونٹ اور سامان سنبھالنے کے بعد پھر تجسس شروع کیا گیا۔ فصل ساونی زوروں پر تھی۔ جوار۔ مکی۔ باجرہ۔ گنوارہ۔ قد آدم سے بالا تھے۔ ڈاکو اِن کی پناہ لیتے لیتے وہاں سے تین کوس کے فاصلہ پر موضع جٹانہ کی گنجان جھڑی میں داخل ہو گئے۔ یہ وہ جھڑی ہے کہ جہاں پرندہ بھی نظر نہ آسکے۔ دن چھپ چکا تھا۔ اور اندھیرا غالب آگیا تھا کہ عین اُسی وقت ہماری بھاگی ہوئی جمعیت اور سب انسپکٹر صاحبان مانسہ و بوہا بھی جھٹ سے آملے یہاں طرفین سے پھر فائر شروع ہوئے۔ چونکہ میری جمعیت کے کارتوس غیر معمولی مقابلہ میں ختم ہو چکے تھے۔ اِس لئے اُس وقت ضروری سمجھا گیا کہ ڈاکوؤں کا محاصرہ کر لیا جائے اور رات یہاں ہی کاٹی جائے۔ مگر ڈاکو رات کو اِس وسیع جھڑی سے نکل بھاگے۔ اگلی صبح سردار دلیپ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹیالہ لاری میں مزید جمعیت اور کارتوس لیکر موقع پر ہم سے آملے۔ اُنہوں نے ہمیں کارتوس دیئے اور موقعہ گذر جانے کی وجہ سے خود مع جمعیت واپس چلے گئے۔

تعاقب بدستور جاری رکھا جانا ضروری سمجھا گیا۔

اگر مردانِ ہمت کام کچھ کرنے پہ آتے ہیں
سمندر چیرتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

چونکہ ڈاکو میری نظروں سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر اوجھل ہوئے تھے۔ میری ہمت اور فرض شناسی مجھے اجازت نہ دیتی تھی کہ ایسی حالت رونما ہونے سے میں اُنہیں چھوڑ کر ہیڈ کوارٹر میں واپس آجاؤں۔ اِس لئے ہیڈ کوارٹر سے کچھ جمعیت اور حسب ضرورت میگزین منگوایا۔ مگر میرے ماتحت افسران و ادنےٰ ملازمین بے دِل تھے۔ وہ بڑی ہمدردی سے یہی مشورہ دیتے تھے کہ اِنکا تعاقب کرنا خطرے اور تکلیف میں پڑنا ہے۔ چودہ۱۴ قتل کر چکے ہیں۔ آدمی کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالتے ہیں۔ جانیں ہتھیلی پر رکھے پھرتے تھے۔ مگر اُن کا یہ مشورہ جو صداقت پر مبنی تھا۔ مجھے میرے عزم راسخ سے باز نہ رکھ سکا اور تعاقب کا سلسلہ جاری کر دیا۔ چونکہ موقع نہ تھا کہ سامان خوردنی و تیاری لنگر میں وقت ضائع کیا جائے۔ اِس لئے خدا پر توکل کر کے بڑھے چلے گئے۔ دن میں

نخشودِ بریاں۔ خوشہ کی اور کبھی زمینداران کی پکائی ہوئی روٹیاں ہماری جمعیت کی خوراک رہیں۔ ایسے موقع پر ایک نانِ جویں کی لذت پر ہزاروں لذیذ کھانے قربان کئے جا سکتے ہیں۔

چمار کی خوبصورت لڑکی کو ڈکیتوں کا چھوڑ جانا

اس تعاقب کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ ڈکیت جواب آرام سے دن گزارنے کے قابل ہو گئے تھے پھر انہیں جانیں بچانے کی فکر پڑ گئی۔ بلا شبہ اُن کا سلسلہ خبر رسانی ہر پہلو سے مکمل تھا۔ اس وقت تعاقب کو جاری ہوئے دو روز گذر چلے تھے اور ہم کھوج پر بڑھے چلے جا رہے تھے کہ موضع بنچھو (علاقہ نابھہ) کی مجبورہ نوجوان چمار کی لڑکی چھوڑ دی گئی۔ وہ گھر آ گئی۔ اُس سے ڈکیتوں کے کوائف دریافت کیے گئے۔ اس نے لال سنگھ ڈکیت کی ڈکیتیوں کا کئی ہزار روپیہ کا مال مختلف مقامات سے دفن کیا ہوا برآمد کرا دیا۔

نشاں ملتا نہیں جب راہ کے چکر میں منزل کا
تو کوئی غیب سے آتا ہے خضر راہ نما بن کر

سخت مقابلہ اور ہلاکتیں

زندگی اُن کی ہے دین اُن کا ہے دُنیا اُن کی ہے
جن کی جانیں فرض کی خاطر سے قربان ہو گئیں

ہمیں اس لڑکی سے بہت سے حالات معلوم ہو چکے تھے۔ اس عرصہ میں ریاست نابھہ - جیند وفرید کوٹ کے پولیس افسران بھی شامل ہو گئے تھے۔ ہم سب نو روز میں ۱۶۰ میل کا سفر طے کرنے کے بعد ۲۵ اسوج سمت ۱۹۸۴ کو موضع بتھو پہونچے۔ جہاں ہمارے مخبر نے پتہ دیا کہ ڈکیتاں کا گروہ اس گاؤں کی مشہور گنجان جھڑی میں ابھی دیکھا گیا ہے۔ ہم سب خبر پاتے ہی جھڑی کی طرف بڑھے۔ مگر سورج چھپ چکا تھا۔ اندھیرا چھا گیا تھا اور جھڑی ایسی گنجان تھی کہ دن میں بھی انسان کا پتہ نہ لگ سکتا تھا۔ چہ جائیکہ اس شام کے دھندلکے میں کچھ سراغ لگ سکتا اس لئے دیگر ریاستہائے کے آفیسران پولیس نے کہا کہ آپ ہم سب کی کمان کریں۔ پھر تجویز قرار

پائی کہ فائرنگ لائن بنا کر اس جھڑی کو عبور کرنا چاہیئے۔ ہم ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے
یہہ آواز آئی کہ لال سنگھ ڈکیت پرے مکی کے کھیت میں چھپا ہوا ہے۔ اس پر ہماری جمعیت
اپنے آدمی کی آواز سمجھ کر مکی کے کھیت کی طرف بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھی۔ در اصل لال سنگھ
وہیں جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے فائر کیا جس سے ہمارا ایک فوجی سپاہی اندر سنگھ نامی
ہلاک ہو گیا۔ پاس ہی حشمت علی صاحب انسپکٹر پولیس ریاست پٹیالہ کھڑے تھے۔ ایک چھرہ
ان کی آنکھ میں بھی لگا۔ گو اس حادثہ سے سراسیمگی ضرور پیدا ہوئی۔ مگر ہم نے اپنے حواس باختہ
نہیں ہونے دیئے اور استقلال کے ساتھ مارچ جاری رکھا اور مجروح و ہلاک کی نگہداشت
کر کے اُن کی بندوقیں قابو میں کرلیں۔ ابھی دوران میں دیہہ تپھو کے زمینداران نے کہا کہ لال سنگھ
ہمارا جانی دشمن ہے وہ اب جھڑی سے گاؤں میں چلا گیا ہے کہ ہماری عورتوں اور بال بچوں
کو قتل کر ڈالے۔ اس اطلاع پر میں وہ جمعیت جو اُس وقت میرے پاس تھی۔ لیکر اُسی وقت تپھو
کی طرف روانہ ہو گیا۔ دیگر جمعیت جھڑی میں منتشر ہو گئی تھی۔ جب گاؤں میں داخل ہوئے تو
بندوق کی آواز آئی۔ زمینداران نے کہا کہ دیکھیئے ہمارے بال بچے کس بیدردی سے مارے جا رہے
ہیں۔ اس پر میں نے دیگر ریاست ہائے کے صاحبان سپرنٹنڈنٹ سے مشورہ کر کے گاؤں کے
ان چوباروں پر فوراً پکٹیں قایم کیں۔ واقعی ڈاکو گاؤں میں پناہ کے لئے نہ گیا تھا بلکہ اُسے
جذبہ انتقام جلادی کشاں کشاں گاؤں کی طرف لے گیا تھا۔ جب وہ گاؤں میں داخل ہونے
لگا تو سامنے نابھہ پولیس کا ایک کانسٹبل ہماری جمعیت میں شامل ہونے کے لئے آرہا تھا۔
اول اُسے نشانہ اجل بنایا۔ پھر گاؤں میں دیوانہ سگ کی طرح اپنے غیر و ہندوں کو جانی
نقصان پہونچانے کے لئے بھاگتا پھرتا تھا۔ خوف کی وجہ سے آبادی باہر چلی گئی تھی۔ ایک
عورت ملی اُسے بھی ہلاک کر دیا۔ ہماری پکٹنگ سے فائر ہونے شروع ہو گئے۔ ۱۰ بجے رات نابھہ
پکٹنگ کے چوبارہ کے نیچے سے لال سنگھ گذرا اُنھوں نے بندوق سر کی جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا

بیکسوں پر رات دن رکھتے ہیں جو سختی روا۔ ایکدن اِنکی جفا اُن پر قضا ہو جائیگی

اس کی لاش اور سامان میگزین سنبھالے گئے۔

قدر افزائی خدمات

اگلی صبح ایڈمنسٹریٹر صاحب اور انسپکٹر جنرل صاحب پولیس نابھہ بھی آ گئے۔ جنھوں نے کامیابی پر مبارکباد دی۔ اُنکے حکم سے ہر دو مہلوک ملازمین کی لاشیں فوجی اعزاز سے منڈی پھول میں سپرد خاک کی گئیں۔ اور ایڈمنسٹریٹر صاحب بہادر نابھہ نے اپنی ریاست کے ملازمین کو حصہ ما ۱۰۱ روپیہ نقد انعام اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے کانسٹبل مہلوک کے وارث کو ۱۵ روپیہ ماہوار گذارہ دیا گیا۔ اسی طرح ریاست فریدکوٹ و جیند نے انعامات تقسیم کئے۔ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نابھہ نے میری خدمات کا اعتراف بذریعہ چٹھی انگریزی صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کی خدمت میں کیا۔ حشمت علی صاحب جنکی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ دربار پٹیالہ سے ان کے لئے تیس ۳۰ روپیہ ماہوار لائف پنشن مقرر ہو گئی۔ ایشر سنگھ سپاہی فوج پٹیالہ کے ورثا کو بھی انعام عطا ہوا۔ کارگزاریوں کا صلہ ملنا وقت پر ہی منحصر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ میری اور میری جمعیت کی اس کارگذاری کے اعتراف کا وقت ابھی تک نہیں آیا۔ لیکن

نہ چھوڑا کبھی دامن صبر ہم نے
قیامت کے صدمے اُٹھائے ہوئے ہیں

ملکی اخبارات میں معرکہ کا ذکر

ڈاکوؤں کے اس مشہور مقابلہ سے ملک میں دھوم پڑ گئی۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ریاست ہائے نابھہ۔ پٹیالہ۔ جیند۔ اور فریدکوٹ میں اس گروہ نے ایسی ایسی خونریزیاں کی تھیں۔ کہ جنپر ایک تہلکہ سا مچا ہوا تھا۔ اور جس سے اضلاع ملحقہ حصار۔ لدھیانہ۔ فیروزپور بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ پنجاب کا ایک مشہور واقعہ تھا۔ اس لئے اخبارات نے خاص حصہ لیا چنانچہ اخبار ٹربیون لاہور اپنی ۲۱ اکتوبر ۲۷ء کی اشاعت میں یوں رقم طراز ہے:۔

ترجمہ آرٹیکل اخبار ٹربیون لاہور مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء :۔

گروہ ڈکیتیاں کی گرفتاری میں پٹیالہ پولیس کی دلیری۔

(ایک نامہ نگار کی قلم سے) برنالہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء

پٹیالہ پولیس نے زیر کمان سردار رشب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع برنالہ مشہور روپوش یا مفرور ڈاکوؤں کے ایک خطرناک گروہ کا علاقہ جات ملحق الحدود میں دس دن تک مسلسل تعاقب کرنیکے بعد محاصرہ کیا۔ پولیس اور ڈکیتوں کے درمیان گولیوں سے مقابلہ ہوتا رہا جس کا نتیجہ ایک کانسٹبل اور ایک ڈاکو کی موت کی شکل میں پیدا ہو کر بہت سے اسلحہ جات اور مال مسروقہ "لوٹ کا مال" پولیس کے ہاتھ آیا۔

اخبار بندے ماترم لاہور۔ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۲

ریاست ہائے پٹیالہ اور نابھہ میں ڈاکوؤں کا ایک خطرناک جتھا

پولیس اور ڈاکوؤں میں زبردست معرکہ آرائی

دو سپاہی اور ایک ڈاکو جان بحق ہوئے اور ایک انسپکٹر زخمی ہوا۔

تین ماہ گذرے جیل بھٹنڈہ سے آٹھ ڈاکو محافظوں کی غفلت سے ۵ بندوقیں لے کر بھاگ گئے تھے انہیں سے منجملہ چار ڈاکو یکے بعد دیگرے پولیس بھٹنڈہ نے اور ایک ڈاکو ٹیک سنگھ نامی پولیس فیروزپور نے گرفتار کر لئے تھے۔ اور اُن سے دو بندوقیں بھی برآمد کرائی گئیں۔ دو ڈاکوؤں نے کچھ اور بدمعاش شامل کر کے بتاریخ ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء مواضعات موکڑہ اور فتحپور۔ تھانہ سردولگڈھ ریاست پٹیالہ میں ایک قتل اور ۴-۵ وقوعات ڈکیتی کے کئے۔ اطلاع ملنے پر سردار رشب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ نے موقعہ پر پہنچ کر اپنے ماتحت افسران اور مسلح گارد کے ساتھ ڈکیتوں کا تعاقب شروع کیا۔ اور ان کی کھوج میں دن رات آٹھ دس دن تک مصروف رہے۔ ریاست نابھہ و فریدکوٹ و سنگرور میں بھی اس گروہ نے بہت سے قتل اور ڈاکہ زنی کے وقوعات کئے تھے۔ اسی لئے ان ریاستوں کے چند ملازمان کو سردار رشب چند صاحب نے بلوا لیا تھا۔ اور بتاریخ ۱۱ اکتوبر موضع بتوہ کے جنگل میں ڈکیتوں سے سخت مقابلہ ہوا۔ ڈاکو جو فوجی ملازمت کئے ہوئے تھے۔ دس بجے رات تک پولیس پر گولی چلاتے رہے۔ بالآخر ایشر سنگھ سپاہی پٹیالہ اور رونق خان کانسٹبل

پولیس نابھہ ڈکیتوں کی گولیوں سے مارے گئے۔ اور حشمت علی انسپکٹر برنالہ پولیس زخمی ہوئے۔ لال سنگھ مشہور و معروف ڈکیت اور قاتل پولیس کی گولیوں سے ہلاک ہوا۔ اور بہت سا ڈاکہ کا مال اور دو بندوقیں پکڑی گئیں۔ آیندہ پولیس سرگرمی سے لگی ہوئی ہے۔ ڈیوٹی پر مرنے والے ہر دو سپاہیوں کے جنازے بڑی عزت اور جلوس کے ساتھ منڈی پھول میں لا کر تجہیز و تکفین کئے گئے۔ اُمید ہے کہ سرکار کی طرف سے ایسے جانبازوں کے پسماندگان کے لئے جلد معقول انتظام ہوگا۔ ہم سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ دور و نزدیک دیہات کے لوگ جو اس خطرناک ڈاکو لال سنگھ کے خوف سے رات کو سکھ کی نیند نہیں سوتے تھے۔ سردار صاحب کو نیک دعائیں دیکر پولیس کی اس کامیابی پر شادباد کرتے ہیں۔ (نامہ نگار)

روزانہ اخبار اکالی امرتسر ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء

موضع پنجھور ریاست نابھہ میں پولیس اور ڈاکوؤں کا زبردست مقابلہ۔ ڈاکو مارے گئے دو سپاہی کھیت رہے

(ایک نامہ نگار سے)

تین ماہ گذرے جیل بھٹنڈہ سے آٹھ ڈاکو محافظوں کی غفلت سے پانچ بندوقیں لے کر بھاگ گئے تھے اُن کے منجملہ چار ڈاکو یکے بعد دیگرے بھٹنڈہ پولیس نے اور ایک ڈاکو ٹیک سنگھ نامی فیروزپور پولیس نے گرفتار کر لئے تھے اور اِن سے بندوقیں بھی برآمد کرائی گئیں۔ دو ڈاکوؤں نے ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو مواضعات موڑہ اور فتحپور تھانہ سردولگڑھ ریاست پٹیالہ میں ایک قتل اور چار پانچ ڈاکے ڈالے اطلاع ہونے پر سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ نے موقعہ پر پہنچکر اپنے ماتحت افسران اور مسلح گارد کے ساتھ ڈاکوؤں کا تعاقب شروع کیا اور اُن کے سُراغ میں دن رات دس دن تک مصروف رہے۔ ریاست نابھہ و فریدکوٹ اور سنگرور میں بھی اسی گروہ نے بہت سے قتل اور ڈاکے ڈالے تھے۔ اِس لئے اِن ریاستوں کے چند ملازمان کو بھی سردار شب چند صاحب نے بلوالیا اور تاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء موضع پنجھور کے جنگل میں ڈاکوؤں سے سخت مقابلہ ہوا۔ ڈاکو فوجی ملازمت کے ہوئے

تھے۔ دس بجے رات تک پولیس پر گولیاں چلاتے رہے۔ ایشر سنگھ سپاہی پٹیالہ اور رونق خان کانسٹبل پولیس نابھہ ڈاکوؤں کی گولی سے مارے گئے اور حشمت علی انسپکٹر پولیس برنالہ زخمی ہوئے لال سنگھ مشہور و معروف ڈاکو اور قاتل پولیس کی گولیوں سے ہلاک ہوا۔ اور بہت سا ڈاکہ کا مال اور دو بندوقیں پکڑی گئیں پولیس کی تفتیش ابھی جاری ہے۔ ڈیوٹی پر مرنے والے ہر دو سپاہیوں کے جنازے بڑی عزت اور جلوس کے ساتھ منڈی پھول میں لاکر تجہیز و تکفین کئے گئے۔ امید ہے کہ سرکار کی طرف سے ایسے جانبازوں کے پسماندگان کے لئے معقول صلہ تجویز ہوگا۔

نقل آرٹیکل روزانہ اخبار ٹربیون لاہور۔ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء

(گروہ ڈکیتان کی گرفتاری)

چیف پولیس افسر صاحب نابھہ تحریر فرماتے ہیں کہ ٹربیون مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۶ پر زیر عنوان "گرفتاری گروہ ڈکیتان" برنالہ کے ایک نامہ نگار کی طرف سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جسکی کہ مجھے بدیں وجہ تردید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ پورے اور صحیح طور پر اصل واقعات کا اظہار نہیں کرتی۔ اصلیت یہ ہے کہ گروہ ڈکیتان نے جس کے سرغنہ لال سنگھ و گجن سنگھ ڈکیتان تھے۔ موضع بھیچو ریاست نابھہ میں پولیس کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جہاں پٹیالہ پولیس زیر سرکردگی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس برنالہ موجود تھی۔ پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان گولیوں کے فائر ہوتے رہے۔ ڈکیتان کے منجملہ ایک ڈاکو مسمی لال سنگھ گاؤں میں بھاگ آیا۔ جہاں کہ چار کانسٹبلان پولیس ریاست نابھہ نے بمعہ سب انسپکٹر گوردیو سنگھ تعاقب کیا۔ جن کے فائر سے آخر کار لال سنگھ مشہور ڈاکو جان بحق ہوگیا۔

آٹھویں ڈکیت کا پتہ نہیں

بٹھنڈہ جیل سے آٹھ ڈکیت مفرور ہوئے تھے تلاش اور جستجو سے سات پر باسانی قابو پالیا گیا ایک شام سنگھ باقی بچا چونکہ میں ضلع سے چلا آیا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ اسکا کیا حشر ہوا۔

دفتری مصروفیات

تقریباً چار ماہ ان ڈکیتان کی تلاش و جستجو میں اس طرح گذر جانے کی وجہ سے ضلع کے کاروبار میں ڈھیل پڑ گئی۔ جو میری عادت کے

ناموافق تھا۔ دفتر کی طرف متوجہ ہُوا۔ راتوں اور دنوں میں تھانوں۔ جیلوں اور خزانہ گارڈوں کے اچانک معائنہ کیے غرضیکہ صورت انتظام مکمل کر دی۔ اور اس طرح اس کمی کو پورا کر دیا۔

میلوں کی وارداتوں کا انسداد

میلوں پر بڑا ہجوم ہوا کرتا ہے اور اسی کثرت کے ساتھ وارداتیں بھی جس قدر مشہور میلے ضلع میں ہوتے وہاں پر وقت سے قبل سلسلہ ہائے انتظامات جاری کیے گئے۔ جب کہیں جا کر امن وچین سے یہ میلے ہوئے۔

بٹھنڈہ میں ہندو مسلم فساد کا انسداد

عرصہ قدیم سے بٹھنڈہ کی ہندو مسلم آبادی حد درجہ منکسر المزاج حلیم الطبع اور شریف واقع ہوئی تھی۔ آبادی بھر مذہبی جھگڑوں سے ہمیشہ دور رہتی تھی۔ بٹھنڈہ ریلوے مرکز ہو جانے کے بعد عنصر غیر نے اس بلا کے جراثیم بیرون جات سے بٹھنڈہ میں داخل کر دیئے۔ اور اب کبھی کبھی خفیف خفیف شکر رنجیاں ہونا شروع ہو گئیں۔ باعث فساد شدھی اور تبلیغ ثابت ہوئے۔ مگر جب میں نے ہر دو اقوام کے شرفا کو قائل کا سمجھایا تو یہ فتنہ دب گیا۔ ضروری ہے کہ اس وبا سے پاک رکھنے کے لیے اس کی صورت کا مطالعہ بغور کیا جاتا رہے۔ ورنہ خدشہ ہے کہ کبھی کوئی سنگین فساد ہو جائے۔ ؎

تالی اک ہاتھ سے بجتی نہیں دیکھی ہم نے
بے ہوا پایا نہ بادل کو گرجتے ہم نے

چند دیہات تھانہ راماں میں بدامنی اور اس کا انسداد

؎ وہاں ہے پریم جہاں لوگ ہل چلاتے ہیں
وہاں ہے پریم جہاں دُکھ غریب پاتے ہیں

سلسلہ انتظام کی باگیں جہاں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ سرکشی تمردی سے نکلکر سنگین جرائم کا ارتکاب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ افسران پولیس ضلع نے غلطی سے محض چیپا آمدہ واقعات کا انقضا

اپنا فرض منصبی سمجھ لیا۔ اور عام حالت کی نگرانی اُس زُمرے سے خارج کردی جس کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ دُور دراز کے علاقوں میں انتہائی بدمعاشی اور بدفعلی نے پورا پورا تسلط جما لیا۔ ان میں تھانہ راماں کے مواضعات پکّہ۔ بھاگی باندر۔ اور جگہ سب سے گوئے سبقت لے گئے۔ چوری ڈکیتی استحصال بالجبر زنا بالجبر عام واقعات ہو گئے اور پکّہ میں تو ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہو گیا تھا جس نے سب کو مات کر دیا۔ جہاں کسی کے شادی ہوئی آ موجود ہوئے اور شراب کا نذرانہ لیکر ہی ٹلے۔ رعایا کی کھیتیاں ان کی چراگاہیں تھیں۔ شراب خوری عام تھی۔ اُن کی دانست میں بہو بیٹیوں کی آبروریزی حلال تھی۔ بعض شریف دوکاندار مہاجن ان کے ہر طرح کے مظالم ناروا سے تنگ آکر منڈیوں میں جا آباد ہوئے تھے۔ زمیندار تو درکنار۔ نمبردار بھی خائف تھے۔ کوئی سامنے نہیں آتا تھا۔ ایک نمبردار نے شکایت کی جرأت کی تھی کہ مار مار کر غریب کو قریب المرگ کر دیا ایسی حالت میں کوئی باخبر افسر ہی ایسی مردم آزاری اور بدمعاشی کا انسداد کر سکتا ہے

بدخصلتوں کو کرتا ہے بالانشیں فلک
اُونچی ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

مجھے اپنے ذرائع خبررسانی سے پتہ لگا کہ ان دیہات میں رعایا ستم ہائے ناروا سے برباد ہو رہی ہے اور غریب لوگ اُجڑ رہے ہیں جس کا نتیجہ نہایت ہولناک ہے۔ میں تھانہ راماں پہونچا اور دفتر تھانہ میں جب ریکارڈ بدمعاشان دیکھا تو قطعاً نامکمل پایا۔ اس کے سوائے اس اصلاح کا کوئی چارہ نہ تھا کہ خود تو سارے دیہات میں جاتا اور تھانہ کے کاغذات خود مکمل کرتا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہاں پہونچا اور سخت محنت سے چند روز میں وہ ریکارڈ مکمل کیا گیا بیدل اور مخوف آبادیوں کو یقین اور اطمینان دلایا گیا۔ اور کل بدمعاشی کے واقعات قلمبند کر کے سردار سکھدیو سنگھ ناظم صاحب ضلع کے نوٹس میں لائے گئے۔ جنہوں نے میری تجویز اور تحریک کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے سردار ہرنام سنگھ صاحب افسر مال کو بدمعاشوں کی ضمانتوں کے لئے مامور فرمایا۔ فعل ضمانتیں ہوئیں تو کہیں بیکد دعا کر رعایا سکھ کی نیند سونے لگی۔

اچھا ہوا جو ہو گئے وحدت پرست ہم
فتنہ گیا۔ فساد گیا۔ شور و شر گیا۔ (صبا)

مُلازمانِ پولیس ایسی بدامنیوں کے ذمّہ دار ہیں

؎ کہاں تاب تھی شمع کو ہمسری کی
کسی کی لگائی بجھائی ہوئی ہے
ہماری بلا سے جو ہے زُلف سرکش
تمہاری ہی سر پہ چڑھائی ہوئی ہے

یہ جو کچھ بدامنی اور بدچلنی پھیلی ہوئی تھی یہ اُس عدم نگرانی کا نتیجہ ہے کہ جو ملازمان پولیس کی طرف سے عمل میں آئی۔ اگر ملازمین پولیس قوانین و ضوابط پر کاربند رہتے ہوئے فرائض منصبی ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں تو علاقہ میں ایسی بدامنی کبھی پیدا ہی نہیں ہو سکتی ان کی رہبری کے لئے دفعات ۱۰۷ - ۱۰۹ - ۱۱۰ ضابطہ فوجداری موجود ہیں۔

ایک قانون پیشہ کے خلاف گہری سازش

؎ دوزخ میں بھی پڑیں تو نہ سیدھے ہوں کج سرشت
آتش میں پیچ و خم ہیں رسن کے رسن کے ساتھ

مراد بخش عرضی نویس کا بیٹا محمد شریف لالہ کشوری لعل بی اے - ایل ایل۔ بی پلیڈر برنالہ کا منشی تھا۔ پلیڈر مذکور نے اُس کی بدعنوانیوں کی وجہ سے اُسے علیحدہ کر دیا۔ وہ علیحدہ ہو کر اپنے قدیم آقا کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی اثنا میں منشی مذکور کا والد ایک نرکھانی سے پندرہ روپیہ دھوکہ دے کر کھا گیا کہ وکیل کو دیدیئے۔ مگر وکیل کے پاس تو پہنچے ہی نہ تھے۔ اِس پر مسمات مذکورہ نے استغاثہ دغا دائر کر دیا۔ جس پر وہ معطل کر دیا گیا۔ پھر باپ بیٹے نے مل کر نائب صاحب دیوانی کو جو حال ہی میں مُلازم ہوئے تھے یہ یقین دلایا کہ آپ کے نام سے کشوری لال وکیل مقدمہ والے سے سَو روپیہ کھا گیا ہے۔ اُنھوں نے جھٹ روبکار دائر کر کے تکمیل کے لئے نائب ناظم صاحب فوجداری کے

پاس بھیجدیا۔ قدرت خدا سے وہ بھی نئے ہی تھے۔ یہانتک اِس سازش کی تکمیل ہوئی کہ جھوٹے گواہ بھی پیش کر دیئے گئے۔ حسنِ اتفاق سے سردار سکھدیو سنگھ صاحب اُس وقت ضلع کے ناظم تھے اُنھوں نے بلادریغ حسب عادت انصاف کی راہ میں اپنی روایتی انصاف پسندی کا ثبوت دیا۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے بحیثیت سپرنٹنڈنٹ پولیس کاغذات میرے سپرد فرمائے سلسلہ انتقام کو پورا کرنے کے لئے اِن دونوں نے کشوری لال کا ایک جعلی خط بنام پٹواری دیہہ مسکن مسمات تیار کر لیا جس میں درج کیا گیا کہ مسمات مذکور کو ٹکا دو۔ روپے میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہ جعلی خط بھی میرے پاس پہنچ گیا۔ جب میں نے کاغذات دیکھے اور جانچ پڑتال کرنے کے بعد واقعات پر غور کیا تو سب معاملات بے وجود پائے اور تمام کارروائی ایک گہری سازش ثابت ہوئی۔ میں نے جو کچھ اصلیت پیدا ہوئی حکام کی خدمت میں پیش کر دی۔

بد نظمیوں کا سدباب

جو کچھ کہنے پہ آتا ہوں تو کچھ کہنا نہیں آتا۔
جو چُپ رہتا ہوں تو منہ میں زباں معلوم ہوتی ہے

گو عام نگرانی سے قوانین کی پیروی کے لئے ماتحت ملازمانِ پولیس پر سخت دباؤ ڈالا گیا۔ لیکن ایک وہ تھے کہ اِس کان سُنتے تھے اور دوسرے کان نکال دیتے تھے۔ رشوت خواری اِن جملہ خرابیوں کی جڑ تھی اور علاقہ بھر میں بدامنی پھیل گئی تھی۔ اور دھڑا دھڑ ڈکیتیاں اور قتل ہو رہے تھے۔ لیکن ایک پولیس تھی کہ صورتِ تصویر تمام حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی خاموش تھی۔ ایک گروہ نے شروع میں موضع جبید ریاست فریدکوٹ میں ڈاکہ ڈالا۔ اِن ہی دنوں میں فتحپور تھانہ سردول گڑھ اور موضع کہنڈ علاقہ بھٹنڈا میں دو اور ڈاکے ڈالے گئے۔ قتل جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے سے بھی خوف نہ کھایا۔ میں نے دیکھا کہ جن علاقوں میں ایسی وارداتیں ہوتی ہیں تھانے والے کچھ سوچ کر مصلحتاً خاموش رہتے ہیں۔ تکمیل ضابطہ کیلئے کاغذی گھوڑے دوڑاتے ہیں مگر وہ بھی وقت گذر جانے کے بعد۔ مجھے یہ کب گوارا ہو سکتا تھا چنانچہ ایسے ہر حادثہ پر میں خود پہنچا۔ اور یہ معلوم کر کے بحد افسوس کرتا کہ پولیس متعلقہ اگر ذرا

تندہی سے بھی بروقت کام لیتی تو کامیابی یقینی ہوتی۔ میں نے ہر چند چاہا کہ گرفتاری کی صورت پیدا کی جائے خواہ مقابلہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ لیکن جس طرح اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا اسی طرح سب کو اپنا ہمخیال بھی نہیں بنا سکتا۔ مجبوراً ان حالات کا انکشاف صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمتمیں کرنے کے لئے پٹیالہ حاضر ہوا۔ لیکن وائے بر حال ما کہ صاحب موصوف اُس روز وہاں موجود نہ تھے۔ صورت حالات نازک اور بسرعت انتظام کی خواہاں تھی اس لئے مجبوراً یہ تمام حالات بجناب ہوم منسٹر صاحب بہادر عرض کئے گئے۔ جناب موصوف نے اہمیت محسوس فرما کر بذریعہ چٹھی صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو حکم دیا کہ رشوت خوار اور ناقابل کار ملازمین فوراً علیحدہ کر دیئے جائیں اور دو سب انسپکٹر تین ہیڈ کانسٹبل ۱۲ کانسٹبلان کی جمعیت ضلع میں اور ایزاد کر دی جائے۔ اور خود برنالہ پہنچ کر فوراً یہ شکایات رفع کر دیں۔ اس سے قدرے مزید جمعیت ضلع میں پہنچ گئی۔ ؎

ایک ہم ہیں کہ نہیں جور کا شکوہ ہم کو
ایک وہ ہیں کہ شکایت کا گلہ کرتے ہیں۔ (تشنہ)

اصلاحات انتظامات اور جمعیت کی ماموری

جب جمعیت مزید پہنچ گئی تو ان انتظامات و اصلاحات کے عمل در آمد کرنے کا موقعہ آیا جنکو دماغ نے وقتاً فوقتاً سوجھایا تھا۔ پڑتال سے پتہ لگا۔ کہ ۳۲۵ ملزمان مختلف مقدمات کے مفرور ہیں۔ کاغذات کی تکمیل اور کوشش سے ۶۷ مفرور گرفتار کئے گئے۔ مزید جمعیت میں سے تارا سنگھ صاحب سب انسپکٹر اور انسپکٹر جے سنگھ صاحب و منتخب کانسٹبلان بھٹنڈہ مامور کئے کہ وہاں سے اپنے گرد و نواح کی پوری پوری نگرانی رکھیں۔ کیونکہ مجھے کامل یقین تھا کہ سراغ کا اس مقام سے پتہ مل سکیگا اور انکی نقل و حرکت کا صحیح حال معلوم ہو سکیگا۔

کپورا ڈکیت کی وحشت انگیزی

مشہور ڈکیت کپورا ساکن کوٹ شمیر پٹیالہ کی

جیل سے فرار ہو گیا اور ایک نیا گروہ بنا کر ڈاکہ زنی کرنے لگا۔ پہلا ڈاکہ علاقہ نزوانہ میں مارا دوسرا ڈاکہ موضع گھُدا تھانہ بٹھنڈہ میں جہاں قتل بھی کیا۔ ایک روز جے سنگھ والہ کی سرحد سے گذرتے ہوئے مسمی چندو چمار کو جو معہ اپنی لڑکی واپس آرہا تھا گولی سے ہلاک کر دیا اور اُس کی نوجوان لڑکی کو اُٹھا کر لے گیا۔ اپنے مخالفین پر خوف طاری کرنے کے لئے اپنے گاؤں میں بھی دو تین دفعہ آکر بندوق کے فائر کر دیئے۔ ۲۴ ریوہ سمت ۱۹۸۴ کو تھانہ بٹھنڈہ میں اطلاع پہونچی کہ ڈکیت مذکور معہ دو اور ڈاکوؤں کے کوٹ شمیر (اپنے گاؤں میں) بندوقوں کے فائر کر کے عوام پر خوف اور لرزہ طاری کر رہا ہے۔ اس پرچے آئی سٹیلی صاحب انسپکٹر۔ تارا سنگھ صاحب سب انسپکٹر معہ جمعیت پولیس موجودہ بٹھنڈہ اس موقعہ پر پہنچے۔ مگر اُن کے جانے سے پیشتر ڈاکو وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ میں بھی اطلاع پاتے ہی بذریعہ مال گاڑی رات کو ہی بٹھنڈہ پہنچا۔ اور اگلے دن جمعیت سے جا ملا۔ ڈاکو دو اونٹ اور کچھ سامان بیڑ بٹھنڈہ میں چھوڑ بھاگے تھے۔ اور چمار کی لڑکی بھی تعاقب سے خوف کھا کر آزاد کر دی گئی تھی جمعیت پولیس بٹھنڈہ کی دوش اس لڑکی سے ملی۔ اُس سے سب حالات دریافت کیے گئے۔

سخت خطرناک معرکہ اور مقابلہ

ہم شوق شہادت کو کیوں کل پہ اُٹھا رکھیں
اے تیغ ستم اب تو سودا بھی ہے سر بھی ہے

کھوجوں سے پتہ چلا کہ ڈاکو موضع سکھ والہ (ضلع فیروزپور) میں پناہ گزین ہیں ہماری ساری کی ساری جمعیت دیکھتی بھالتی اور سراغ لگاتی ہوئی۔ دو بجے شام موضع مذکور میں پہونچ گئی تھوڑی دیر بعد میں بھی اُن سے جا ملا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکو اس وقت ترکھان کے ایک چوبارے میں مورچہ لگائے جمعیت پر فائر کر رہے ہیں۔ گاؤں میں داخل ہوتے وقت پٹواری دیہہ کا لڑکا نشانہ بندوق بنا کر زخمی کیا۔ میں نے جمعیت تقسیم شدہ کی پڑتال کی اور دس پکٹیں بڑی مضبوطی سے قایم کر دیں طرفین سے فائر جاری تھے کہ ڈاکوؤں کی ایک گولی ہمارے ہیڈ کانسٹبل بھگوانداس کے دوپٹہ کو کاٹتی ہوئی نکل گئی اور وہ بال بال بچ گیا۔

جان ہتھیلی پر رکھکر جو گھر سے نکل کر آئے ہوں
سب کی رکھشا کرنے والا اُنکی رکھشا کرتا ہے

چودھری عبدالحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع فیروزپور معہ دس کانسٹبلان اور ایک ہیڈ کانسٹبل بھی ہماری جمعیت میں آ شامل ہوئے۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرح سے محاصرہ قایم رکھنا خالی از خطرہ نہیں اور ممکن ہے ڈاکو موقعہ پاکر بھاگ بھی نکلیں۔ تمام رات خراب ہونا پڑے گا۔ اور نتیجہ نہ معلوم کیا ہو۔ بہتر ہے کہ اولاً ڈاکوؤں کو سمجھایا جائے۔ چنانچہ اس تجویز کے موافق متصلہ پکٹنگ سے زور زور سے آوازیں مار مار کر بہت عرصہ تک ڈاکوؤں کو سمجھانے کی سعی لاحاصل کی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اس پر چودھری صاحب نے کہا کہ یہ ڈاکوؤں کی عیاری ہے۔ لہذا پکٹنگ سختی سے جاری رہنا چاہیئے۔ چنانچہ پکٹنگ اس تقویت ارادہ سے جاری رکھا گیا کہ خواہ کچھ ہو تمام رات سخت نگرانی کی جائے۔ ۹ بجے رات کے قریب ڈاکوؤں کے فائر بند ہو گئے۔ مگر ہماری طرف سے حسب تجویز وقت بوقت فائر ہوتے رہے۔ اسی طرح سے اور اسی حالت میں دن چڑھا دیا گیا۔

اُس وقت بھی سمجھانے کی دوبارہ کوشش کی گئی۔ چنانچہ جیمل سنگھ عزیز کپورا ڈکیت اور دریام سنگھ سفید پوش بھیجے گئے۔ اُنھوں نے کپورا کو سب نشیب و فراز کی باتیں سمجھائیں۔ پہلے تو وہ نہ مانا۔ بلکہ اُلٹا کہنے لگا کہ بندوق مار کر خودکشی کر لوں گا مگر کسی حالت میں گرفتار نہ ہونگا۔ لیکن آخر کار متواتر سمجھانے پر وہ رضامند ہو گیا۔ چنانچہ پیٹی کارتوس اور بندوق جیمل سنگھ کے حوالہ کر دی۔ اُسکی تقلید کرتے ہوئے دو ہمراہی ڈاکوؤں نے بھی ہتھیار ڈالدیئے۔ زاں بعد انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے پاس سے دو بندوقیں اور ۴۴ کارتوس برآمد ہوئے۔ اس سخت محاصرہ اور سنگین مقابلہ میں جو تقریباً پندرہ سولہ گھنٹے جاری رہا۔ ہماری طرف سے (۷۰۰) کارتوس چلائے گئے ملزمان حوالہ پولیس فیروزپور کیے گئے۔

شکست و فتح تو قسمت کے ہاتھ تھی غالب
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

تشریح قدر افزائی

معلوم ہوا ہے کہ چودھری صاحب کو اِس واقعہ کے متعلق کنگ پولیس میڈل ملا۔ اور جوان کے ہمراہی تھے۔ اُن کو حسب مُناسب اِنعامات وسندات عطا کی گئیں۔ ہماری کارگذاری کے متعلق چودھری صاحب نے کہا تھا کہ ریاست پٹیالہ کے آدمیوں کی دربار پٹیالہ سے قدردانی ہوگی۔ میں نے اپنے ہمراہیوں کی کارگذاری کی تشریح کر کے سفارش کردی تھی۔ چنانچہ حسب سفارش تارا سنگھ صاحب سب انسپکٹر سے انسپکٹر ترقیاب ہوئے اور بھگوانداس ہیڈ کانسٹبل دویم ہیڈ اول بنا دیا گیا۔ اِس معرکہ کے بعد ہی یہ خدمتگذار پنشن پر ریٹائر فرما دیا گیا۔

مجھے معلوم نہیں کہ میری کارگذاری کے متعلق کیا تجویز ہوئی

جُنبش برگ صفت باغ جہاں میں اے ذوق (ذوق)

کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مَل جاؤں گا

معرکہ کا بیان اخبارات کی زبان سے

یہ معرکہ جس کا بیان باتفصیل سطور بالا میں ہو چکا ہے۔ اسقدر سنسنی خیز تھا کہ زباں زد خلائق ہونے کے علاوہ مختلف اخباروں اور صحیفوں روزناموں کے ذریعہ مُلک کے طول وعرض میں پھیل گیا۔ ناظرین باتمکین کی دلچسپی کے لئے اخباری اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

روزنامہ ٹریبیون اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء میں رقمطراز ہے :-

"گروہ ڈکیتان کا محاصرہ زندگی کے لئے سنسنی خیز جدوجہد کئی گھنٹوں تک

(رائفل سے گولی چلی)

(ہمارے خاص نامہ نگار سے) بٹھنڈہ ۱۸ جنوری۔

تاریخ ۹ - اور ۱۰ جنوری موضع سکھ والہ ضلع فروزپور کے مقام پر بٹھنڈہ پولیس ریاست پٹیالہ کو متواتر کئی گھنٹہ تک ڈاکوؤں کا سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ جبکہ دونوں طرف سے متواتر گولی چل رہی تھی۔ ڈاکو ایک پختہ

چوبارہ میں تھے جس کے چاروں طرف دروازے اور کھڑکیاں تھیں اور وہ وہاں سے گولی چلا رہے تھے۔ آخر کار کپورا نامی ڈاکو سکنہ موضع کوٹ شمیر ریاست پٹیالہ۔ رام لال دپکر سکنہ موضع گنگا ضلع حصار معہ دو رائیفل و کارتوسوں کے گرفتار کر لئے گئے۔ یہ کامیابی سردار شب چند صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و مسٹر جے ایس سیٹلی انسپکٹر پولیس۔ سب انسپکٹر تارا سنگھ آف بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ کی ان تھک کوششوں اور بہادری کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے ساٹھ ۶۰ میل کا سفر متواتر تین ۳ دن تک ڈاکوؤں کے تعاقب میں طے کر کے اپنی جانیں خطرے میں ڈالکر ڈاکوؤں کی گرفتاری میں کامیابی حاصل کی۔ ہیڈ کانسٹیبل بھگوانداس پٹیالہ پولیس کی جان بال بال بچی۔ کیونکہ ڈاکوؤں کی ایک گولی اس کی پگڑی میں سے گذر گئی۔ ایک ڈاکو نے رام چند نامی موضع سکھ والے کے پٹواری کے لڑکے کو بھی مجروح کیا۔ چودھری عبدالحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع فیروزپور بھی اپنی جمعیت کے ہمراہ ڈاکوؤں کی گرفتاری میں مدد دینے کے لئے موقعہ پر پہنچ گئے۔ موقعہ پر ایک بڑا مجمع آدمیوں کا موجود تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس گروہ ڈکیتاں نے پانچ مختلف مقامات پر ریاست پٹیالہ اور ضلع حصار میں ڈاکے ڈالے تھے۔ اور تین ۳ قتل کئے تھے اور ضلع فیروزپور میں بھی کئی سنگین جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔

روزانہ اخبار اکالی امرتسر۔ موضع سکھ والہ ضلع فیروزپور میں ڈاکوؤں اور پولیس ریاست پٹیالہ میں جنگ۔ بائیس ۲۲ گھنٹہ تک زبردست مقابلہ

بھٹنڈہ ۱۱ جنوری تاریخ ۹-۱۰ جنوری ۱۹۳۵ء کو موضع سکھ والہ ضلع فیروزپور میں پولیس بھٹنڈہ اور ڈاکوؤں کا ۲۲ گھنٹہ تک زبردست مقابلہ ہوا۔ ایک دن اور تمام رات دونوں طرف سے برابر گولی چلتی رہی۔ ڈاکو ایک پختہ چوبارے میں جس کے چاروں طرف دروازے اور کھڑکیاں تھیں۔ مورچہ بنا کر فائر کرتے رہے۔ آخر کار کپورا ڈکیت سکنہ کوٹ شمیر ریاست پٹیالہ و رام لال دپوکھر ڈکیتان سکنہ موضع گنگا ضلع حصار معہ دو بندوق اور کافی میگزین کے زندہ گرفتار ہوئے۔ دو اونٹ اور ایک عورت اور مال مسروقہ بھی ان کے پاس سے پولیس بھٹنڈہ نے ایک روز پہلے پکڑ لیا تھا۔

سردار شب چند سپرنٹنڈنٹ پولیس بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ نے نہایت سرگرمی دکھلائی اور تین دن

رات تک تعاقب جاری رکھکر گرفتاریاں کیں۔ بھگوانداس ہیڈ کانسٹبل کی پگڑی میں ڈاکوؤں کی گولی لگی تھی۔ وہ بال بال بچ گیا۔ ایک ڈاکو نے پٹواری موضع سکھ والے کے لڑکے رام چند کو فائر بندوق سے زخمی کر دیا چودھری عبدالحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع فیروزپور معہ جمعیت فوراً موقعہ پر پہنچ کر امداد گرفتاری میں شامل ہوئے صدہا کی تعداد میں لوگ اس موقعہ پر جمع تھے۔

اس خطرناک گروہ نے ریاست پٹیالہ و ضلع حصار میں پانچ ڈاکے اور تین قتل کئے اور ضلع فیروزپور میں بھی کئی سنگین وارداتیں کی تھیں۔

اخبار بندے ماترم لاہور ۱۵۔ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۳ کالم ۱

ضلع فیروزپور میں ڈاکوؤں اور پولیس کی جنگ۔ تمام ڈاکو پکڑے گئے۔

مورخہ ۹۔ ۱۰ جنوری ۱۹۲۸ء موضع سکھ والا ضلع فیروزپور میں پولیس بھٹنڈہ اور تین ڈاکوؤں کا بائیں (۲۲) گھنٹہ تک زبردست مقابلہ رہا۔ ڈاکو ایک چوبارہ کے اندر جس کے چاروں طرف کھڑکیاں تھیں مورچہ بنا کر گولی چلاتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکو زندہ گرفتار ہو گئے اور دو بندوقیں معہ کافی کارتوسوں کے پکڑے گئے۔ دو اونٹ اور ایک عورت اور کچھ مال مسروقہ بھی برآمد ہوا۔

سردار شب چند سپرنٹنڈنٹ پولیس اور جے ایس سٹینلی انسپکٹر۔ تارا سنگھ سب انسپکٹر پولیس بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ نے تین دن تک تعاقب جاری رکھکر بڑی دلیری سے گرفتاریاں کیں۔ ان کا ہمراہی بھگوانداس ہیڈ کانسٹبل جس کی پگڑی میں سے ڈاکوؤں کی ایک گولی نکل گئی۔ بال بال بچا۔ ایک ڈاکو نے پٹواری موضع سکھ والا کے لڑکے رام چند کو بندوق کے فائر سے زخمی کیا۔ جس گروہ نے ریاست پٹیالہ اور ضلع حصار میں پانچ ڈاکے ڈالے تھے۔ اور تین چار آدمی قتل کئے تھے۔

پولیس کی فرائض منصبی سے پہلوتہی اور اسکی اصلاح

۵ پردۂ کذب میں پنہاں ہو حقیقت کیونکر
ڈگمگائے گی میرا پیر مصیبت کیونکر

اکثر ملازمان سرکار ذمہ داران امن نے صرف معاملات مروجہ کا فیصلہ کرنا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے

یعنی انھوں نے اپنی عظیم ذمہ داری اس مرحلہ تک ہی محدود کر رکھی ہے کہ جو معاملہ اِن کے روبرو پیش ہو اُسی پر توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ قوانین مروجہ نے بجائی امن وبہبودیٔ رعایا کے لئے ذمہ داران کو بڑے بڑے وسیع اختیارات عطا کر رکھے ہیں۔

میرے خیال میں اگر اِن ابتدائی بدنظمیوں کا سدباب ہو جائے۔ تو جرائم کی تعداد میں ایک حیرت انگیز کمی ہو جائے۔

آج تک میں نے ہمیشہ اپنے دستور العمل کی پیروی مقدم سمجھی ہے اور دستور العمل قوانین مروجہ پر عبور کرنے سے مرتب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ عقل صاحب نے جہاں ضرورت سمجھی قانون سے مدد لیکر رہنمائی کی اور قانون بھی ویسے ہی مل گئے۔ میں ہمیشہ اپنے علاقہ میں امن پیدا کرنے کا متمنّی رہا تھا۔ اس لئے ابتدائی حالات پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ کیونکہ "علاج واقعہ پیش از وقوع بائید کرد" پر کامل عمل ہونا چاہیئے۔ جب جرائم کا ارتکاب کم دیکھتا تھا تو سمجھا کرتا تھا کہ جرائم کے ابتدائی مدارج منضبط ہو گئے۔ ضلع برنالہ میں یہ ایک عام نقص تھا کہ اکثر زمینداران ادنےٰ و اعلےٰ مجرمین خفیف و سنگین مقدمات کو پناہ دینے کے عادی تھے۔ اور یہ پناہ دہی دو مفاد پر مبنی تھی

(ا) ان سے مالی مفاد اٹھاتے تھے۔

(ب) اپنے دشمنوں سے ان کی معرفت بدلہ لیتے تھے۔

جب پولیس نے کبھی تھوڑی بہت توجہ بھی اس طرف مبذول کی تو "ز دیدیم فولاد نرم شد" کا مصداق بن جاتے تھے۔ اگر میری تقرری سے پہلے دفتر کی پڑتال کی جائے تو دفعہ ۲۱۶ تعزیرات ہند کے تحت مقدمات برائے نام پائے جائیں گے۔ میں نے جب پناہ دہی کی وبا عام طور پر پھیلی ہوئی دیکھی تو فوراً اس کے انسداد کی طرف متوجہ ہوا۔ جہاں جہاں جو جو پناہ دہی کے عادی پائے گئے۔ سب کو قانونی شکنجہ میں جکڑ لیا گیا۔

ایسے ہی سنگین جرائم قتل وغیرہ کا ارتکاب دفعتًا نہیں ہوتا۔ پہلے کچھ عرصہ تک عداوت کا مواد پکتا ہے۔ جس سے اہل دیہہ ناواقف نہیں ہوتے۔ اگر اس مواد کے پیدا ہونے پر فوری

انتظام کر دیا جائے اور دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ممد و معاون بنائی جائے تو یہ مواد ایسی مہلک شکل اختیار نہ کرے۔

ایسے ہی آوارہ گرد اور عادی بدمعاشوں کے لئے دفعات ۱۰۹ و ۱۱۰ ضابطہ فوجداری کی زنجیریں ڈالدی جائیں تو ملک امن چین سے زندگی کے دن کاٹ سکتا ہے۔ مگر مقامِ تأسف ہے کہ بعض جگہ دماغی ناقابلیت کے ساتھ ساتھ بہت سی خرابیاں بھی رواج پکڑے ہوئے ہیں۔ پھر اُصول قانون سمجھنا اور شانِ پولیس قائم اور بحال رکھنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن با تدبیر افسرانِ اعلےٰ کی نگرانی رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ میری عام ہدایات اور متواتر تنبیہات کا نتیجہ حسب دلخواہ نکلا کہ دنوں میں جرائم کی کثرت قلت میں تبدیل ہو گئی۔ میرے عہد کے شمار و اعداد کی نسبت کا اندازہ ضلع کے دفتر سے ہو سکتا ہے۔ جہاں میری آٹھ ماہ تقرری کے ایام میں یکصد ماہوار اوسطاً مجرم قرار دیئے گئے۔ اور جیل میں بھیجے گئے۔ وہاں گذشتہ سال سمت ۱۹۸۳ کے اِسی قدر ایام میں نصف سے بھی کم اوسط تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے کبھی چھوٹے سے چھوٹے وقوعہ کو بھی اخفاء اور نظر انداز ہونے نہیں دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اِس قدر عرصہ میں ۱۰۴۳ مقدمات دائر ہوئے اور سال ماسبق کے اِسی قدر عرصہ میں ۹۳۰۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اِس عرصہ میں اخفاء سے کام لیا گیا۔

انتظامیہ معاملات خطوکتابت کی کثرت کے خواہاں ہیں۔ اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ جو قلم سے کام لینا جانتا ہو۔ میری ماموری کے ایام میں رجسٹر اجرائے کا عدد ۱۳۷۴۰ تک جا پہونچا تھا۔ اِس سے پچھلے اِسی قدر عرصہ میں ۷۰۳۸ تھا۔ یہی موصولہ کے رجسٹر کی حالت تھی کہ جو میرے زمانہ میں ۶۶۶۳ اور گذشتہ زمانہ میں ۴۰۹۶ کاغذ موصول ہوئے مثلات خُفیہ و متفرقات مرجوعہ کا عدد ۵۰۷ تھا اور میرے سے پہلے عہد کا ۲۴۳ تقریباً ۷۰۰ مثلات تکمیل کی جا کر داخل دفتر کی گئی۔ کیونکہ تصفیہ معاملات جو ضروری ہے ہمیشہ زیر نظر رہا۔ یہ شمار اعداد ناچیز کی کارگذاریوں کی ادنےٰ شہادت ہیں سو بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

مستحقین کی حوصلہ افزائی

میں نے کبھی بھی کارگذاران کی قدر افزائی میں تنگدلی اور چشم پوشی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ جس نے دیانتداری سے فرض منصبی ادا کرنا مقدم سمجھا۔ اُسے چھاتی سے لگایا اور اس کی ہر ممکن طریقہ سے مدد کرنے پر کمر بستہ ہو گیا۔ چنانچہ میری تحریک پر ایک سب انسپکٹر۔ انسپکٹر بنایا گیا ایک ہیڈ کانسٹیبل سب انسپکٹر۔ ۵ ہیڈ کانسٹیبلان اور ۶ کانسٹبلان کو ترقی گریڈ دلائی گئی۔ ۳۵ سرٹیفکیٹ اور صدہا روپیہ انعامات تقسیم ہوئے۔

تادیب و تعزیر

مگر اس کے ساتھ ہی تادیب و تعزیر میں بھی کبھی کوتاہی نہیں کی گئی۔ ۳۵ ملازمان پولیس کی شکایات کی تحقیقات محکمانہ کی گئی جن میں سے بعض کو حسب مناسب سزا دی گئی اور بارہ ملازمت سے علیحدہ کئے گئے۔ تین کانسٹبلان کو قید کی سزا دلائی گئی۔

بندہ نوازیوں پہ خدائے کریم تھا۔
کرتا نہ میں گناہ تو گناہِ عظیم تھا۔

نتائج نگرانی اور بدچلن سے نیک چلن

ضلع مذکور میں ۷۵۰ بوریئے وغیرہ اقوام جرائم پیشہ درج رجسٹر ہیں۔ مگر زمانے کی حرکت سے اِن میں سے کچھ اپنا آبائی پیشہ چھوڑ کر امن پسند شہریوں کی زندگی بسر کرنے کی طرف راغب ہو گئے۔ تحقیقات سے ایسے ۱۲۸ زمیندار اور صاحب جائداد پائے گئے۔ پڑتال نہ ہونے سے اِن کی بھی عام جرائم پیشہ لوگوں کی طرح نگرانی کی جا رہی تھی۔ جس سے قدرتاً اُن کے دلوں میں اپنے اصلی اور آبائی پیشہ کی طرف راغب ہونے کے سامان پیدا ہونے کا گمان غالب تھا میں نے یہ پابندی اُن کی دُور کرائی۔

جو ہو غریب بےکس و محتاج بے قصور
اُس کی مدد کو دل میں ہو ہمت کبھی کبھی

اصلاحی تجاویز میں کامیابی

(۱) سلسلہ اصلاح ریاست میں بھیکی کا تھانہ توڑ دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ماتسہ بنایا گیا۔ جس میں ۱۲۸ دیہات شامل کیے گئے۔ علاقہ کافی لمبا چلا گیا ہے۔ اس لیے ایک گوشہ پر تھانہ واقعہ ہونے سے نگرانی کم ہوگئی۔ اور کام بس کا نہ رہا تھا۔ میں نے یہ ضرورت محسوس کی اور تحریک کی کہ بھیکی میں دوسرا تھانہ قایم کیا جائے۔ چنانچہ یہ تحریک منظور ہوگئی جس سے دور دراز علاقہ کی نگرانی میں کافی امداد ملی۔

(۲) ایسا ہی ایک انسپکٹر بھی ضلع کے لیے ناکافی تھا۔ میری تحریک پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اسامی ایزاد ہوئی۔

(۳) سردول گڈھ اور بولہ کے علاقوں میں دس دس بارہ بارہ میل تک کوئی شفاخانہ نہ تھا۔ چنانچہ وبائی امراض کے پھیلنے پر سخت آفت برپا ہو جاتی تھی۔ میں نے تحریک پیش کی کہ ان مقامات پر شفاخانے کھولے جائیں تاکہ عوام وبا وغیرہ کے ایام میں طبی مشورہ اور امداد حاصل کر سکیں۔

(۴) سردول گڈھ سے عدالت ہائے جوڈیشل بہت فاصلہ پر تھیں۔ اس لیے ریمانڈ اور چالان کی صورتوں میں فریقین پر ناحق بار پڑتا تھا۔ اس لیے میں نے تجویز پیش کی کہ اس علاقہ میں کوئی معزز و وفادار سرکار آنریری مجسٹریٹ مقرر فرمایا جائے۔ اور جمعیت میں اضافہ کیے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

(۵) دیہاتی چوکیدار ۵۰ سال قبل کی ضرورت کے موافق مامور تھے جس میں ضرورت زمانہ حاضرہ کے موافق کوئی کمی بیشی نہ ہوئی تھی۔ دستور العمل چوکیدارہ پر عملدرآمد نہ تھا۔ اس لیے اس کی اصلاح کے لیے بھی گذارش کی گئی۔

اے نوح ایک حالت دُنیا کی کب رہی ہے
دیکھو ذرا اُلٹ کے اوراق ہسٹری کے

ناکامیاب اصلاحی کمیٹی

حق کہا منصور نے تو ہی چڑھا یا دار پر
اس لیے رہتے ہیں ہر دم واقفِ اسرار چپ

پولیس ریاست پٹیالہ کی خامیوں نے مجھے ہمیشہ بے چین اور مضطرب رکھا۔ مسٹر ایف ایل ینگ مین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ تھے۔ انھوں نے میری تحریک پر پولیس کی اصلاح کے لئے ایک کمیٹی بذریعہ حکم ۱۶ ار جنوری ۱۹۳۰ء مقرر فرمائی۔ مگر اس کی ایک میٹنگ بھی نہ ہوئی یہ مرض عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص برائی اپنے سر لینے کا روادار نہیں ہوتا۔ پس کمیٹی کا وہی حشر ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔

اصلاحی تجاویز

چونکہ بہ دوران تعیناتی ضلع برنالہ مجھے انتظامات میں سخت مشکلات پیش آئیں۔ اُن کا رفع کرنا حق نمک خواری ادا کرنے کے مترادف سمجھا۔ اس لئے بے دریغ ایسی سب خامیاں اپنی ڈیکلی رپورٹوں میں جتلاتا رہا۔

ڈگمگاتا نہیں قدم میرا
نہ کبھی راہ حق سے ہٹتا ہوں

میری طبیعت فطرتاً امن پسند واقع ہوئی ہے اور مجھکو پولیس سے بڑی دلچسپی ہے۔ سمجھتا ہوں کہ پولیس کا وجود خلق خدا کے لئے ایک برکت ہے۔ اگر اس کے قبیحہ نقائص اور خامیوں کی خاطر خواہ اصلاح ہو جائے تو اس سے بہتر برکت حق تعالےٰ اور نہیں ہو سکتی جب ایک ڈاکٹر کسی مریض کا کوئی عضو زہر آلود پاتا ہے تو اس کے علیحدہ کرنے پر اسکی قابلیت کی داد دی جاتی ہے۔ اُسے ایزار رساں نہیں سمجھا جاتا۔ یہی حالت ہر افسر کی ہونا چاہئے۔ اس مبارک اصول کی پیروی کرتے ہوئے میں نے پولیس کے تمام نقائص افسران بالادست کے آگے کھول کر رکھدیئے۔ اور اپنی ڈیکلی رپورٹوں میں صیغہ پولیس کی بدنامی اور اصلاحی تجاویز کی نسبت اکثر مفصل طور پر اظہار خیالات کرتا رہا۔

راستی سے نہ طبیعت کبھی گھبرائیگی
بات جو سچّی ہے وہ لب پہ سدا ہی آئیگی

غرضیکہ ریاست کے وقار اور پولیس کی شان بڑھانے کے لئے جو جو تجاویز میرے تجربہ نے میرے سامنے پیش کیں وہ بیدرنگ حیطۂ تحریر میں لاکر گذارش کی گئیں۔ وہ دن دور نہیں کہ اصلاحات کی ضرورت میری تحریرات سے بھی زیادہ محسوس کی جائیگی۔ افسران اعلیٰ کو واقعی سخت مشکلات ہیں۔ مگر سب ذہینی ؎

سچ تو ہے حضرت انساں ہیں بڑے خود مطلب
جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا (قلق)

بعض افسران پولیس کا خطرناک و قابل نفرین طریق عمل

؎ تب اُن سے اِس قدر ہوئی حجت بگڑ گئی
میرا مزاج اُن کی طبیعت بگڑ گئی
اے شوق بار بار اُنھیں چھیڑتے تو ہو
کچھ بھی نہ بن پڑے گی جو حضرت بگڑ گئی

بعض افسران پولیس دماغی کمزوریوں کی وجہ سے ایسا کام بھی کر گذرتے ہیں کہ جسکا نتیجہ شانِ پولیس کے خلاف ہی نہیں ہوتا بلکہ مجرمانہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔ تمثیل کے طور پر مندرجہ ذیل واقعات پولیس افسران کے مفاد کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

پہلا واقعہ۔ بشن داس ڈکیت کی گرفتاری کے متعلق ہے۔ اس کی گرفتاری کے لئے ایک سب انسپکٹر دو ہیڈ کانسٹبلان مامور تھے۔ جب وہ اپنی سمجھ کے موافق گرفتاری ڈکیت مذکور میں اپنے آپ کو ناقابل پاچکے تو یہ نئی اُپج سوجھی کہ اپنا مخبر پریتم سنگھ بدمعاش ساکن بیرو ڈکیت مذکور کے گروہ میں شامل کرنے کے لئے بھیجدیا۔

تجویز کی گئی کہ وہ اِن میں شامل ہوکر اپنا اعتبار جماکر پھر سب مل کر کہیں ڈاکہ ڈالیں۔ اور قبل از وقت ہمکو اطلاع دے۔ چنانچہ مخبر ساز باز کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور تاریخ ڈاکہ سے مطلع کر دیا۔

اِن ملازمان پولیس نے اپنے اعلےٰ افسر سے تحریری رپورٹ بھی کر دی کہ ڈکیت مذکور کی گرفتاری

کے لئے ہم نے یہ تجویز کی ہے۔ یہ گروہ ۱۷/۱۸ چیت سمت ۱۹۸۳ کی درمیانی شب کو فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے گھر ہماری تجویز کے موافق ڈاکہ ماریں گے۔ اس سلسلہ میں مخبر گہرا ہمراز ہوکر ڈکیت کو گرفتار کراوے گا۔ چنانچہ گروہ مذکور نے مقام مقررہ پر ڈاکہ ڈالا۔

پریتم سنگھ بھی اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا تھا اور ان کا معتبر بن چکا تھا۔ پھر اُس نے لبھن داس ڈکیت کو گرفتار کرادیا۔ گویا ایک ڈکیت کی گرفتاری کے لئے اِن ملازمان پولیس نے ڈاکہ ڈلوایا یہ اتفاق کی بات ہے کہ کوئی قتل کی واردات نہ ہوئی۔ ورنہ ڈاکہ کا لازمی جزو قتل بھی ہے۔ یہ ایسی حرکت ہے جس پر جسقدر لعنت بھیجی جائے۔ کم ہے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ ڈاکو گرفتار ہو۔ خواہ چند بے گناہ لُٹ جائیں یا قتل ہو جائیں۔ مگر ہمیں انعام ملے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جس بیجا کی دلدوز مثال

دوسرا واقعہ۔ ذمہ داران امن کا اِس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ایک خاکروب ساکن اکالنوالی پولیس نے گرفتار کیا ہتھکڑی اور بیڑی لگادی گئی۔ ۱۵ روز تک سختی کی حراست میں رکھا گیا۔ اتفاق سے دوران حراست میں وہ بھاگ نکلا۔ بیڑی کاٹ ڈالی ہتھکڑی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ چونکہ ملزم جائز حراست میں درج نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے ریمانڈ کی پرواہ بھی نہ کی گئی تھی۔ ایسی حالت میں اس کی فراری اُسے مجرم نہ بنا سکی۔ نہ غفلت کنندہ پر کوئی الزام عاید ہوا۔ جب یہ معاملہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نوٹس میں آیا۔ تو جواب میں سب انسپکٹر صاحب نے یہ مضحکہ خیز تحریری رپورٹ پیش کی کہ ملزم اگرچہ حراست جائز میں نہ تھا۔ مگر ہتھکڑی اور بیڑی اس کے ضرور ڈالی ہوئی تھی۔ یہ ہر دو واقعات جیسی نااہلیت کے ہیں۔ وہ شانِ پولیس کو برباد کرنے کا پیش خیمہ نہیں تو اور کیا ہیں۔ ۵

قصہ بہت دراز کہانی طویل ہے
ناصح نہ پوچھ مجھ سے تو کچھ ماجرائے دل

چند کلماتِ سرور

شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

ایک ملازمت پیشہ شخص جب ۳۳ سال خدمت سرکار کرنے کے بعد پنشن پر ریٹائر ہوتا ہے تو اُسے اور اُس کی زندگی کو بڑی کامیاب زندگی سمجھنا چاہیئے۔ اور ریاستوں کی پولیس میں بالخصوص۔ کیونکہ ریاستوں میں بے اعتدالیوں کی جب پڑتال ہوتی ہے تو پھر خدا ہی حافظ۔ اِس خیال سے میں اپنے آپ کو ایک کامیاب پولیس افسر سمجھتا ہوں۔ میرے قلب صافی کے اطمینان کے لیئے عالیشان کوٹھیاں۔ پُرفضا باغات۔ کثیر رقبہ اراضی اور بنکوں کی کیشن بکوں کی ضرورت نہ تھی۔ جب دیانتداری اپنی کٹھن منزل کی زادِ راہ ٹھہرائی۔ صداقت ایمان سمجھا۔ نمک حلالی اور فرض شناسی۔ تیرتھ جانے تو پھر اِن فانی آرائشوں سے میرا پاک دامن کیونکر ملبوث ہو سکتا تھا۔ اِس زوال پذیر دولت کو نہ نفاہے نہ ہی یہ انسانی شہرت کی معاون ہے۔ نہ تسکین قلب کا نسخہ۔ بلکہ میں اپنے طریقِ عمل سے سکونِ قلب کے وہ لطف لے رہا ہوں کہ جو خدا کرے تمام دُنیا کو عموماً پولیس کو خصوصاً نصیب ہوں۔ یہی راز کامیابی ہے۔ ایشور پرماتما تیرا ہزار ہزار شکر ہے

تو نے سکونِ قلب کا ایسا سبق دیا
عُقدہ تھا کون کہ جو تو نے نہ وا کیا

ایک فہیم آدمی کے لئے دُنیا کی دولت۔ اولاد۔ شہرت ایسی عزیز نہیں جیسی کہ نیک چلنی میں اپنے چلن کی بدولت آجتک ایک معصوم زندگی کے مزے لوٹ رہا ہوں میری طبیعت اِس فکر سے قطعاً دور ہے کہ میں دُنیا چھوڑنے سے قبل اپنے ورثار کے لیئے جائداد کی حصہ کشی کروں۔ کیونکہ جامہ ندارم۔ دامن از کجا آرم۔

واجب ہے کہ آقائے نامدار شری مہاراجہ ادھیراج مہندر بہادر کی ذات قدسی صفات کا سراپا زبان بن کر شکر گذار ہو جاؤں کہ جنکی قدردانی سے یہ ذرہ حقیر اپنا پولیس کا ۳۳ سالہ

ریکارڈ نہایت شاندار پاتا ہے۔ اور سرکار والا کی نظر مبارک میں وفادار اور نمک حلال متصوّر ہے۔

ے خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

دُنیا مقام فنا ہے۔ یہاں کسی چیز کو بقا نہیں۔ قیام نہیں۔ قرار نہیں ے

کیا کیا نہ بادشاہوں کا نام و نشاں مٹا
جو پھول اس چمن میں کھلا بے گماں مٹا
ہر ایک اپنے وقت کا نوشیرواں مٹا
عالی مکان والوں کا محل و مکاں مٹا
درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل یہ ہوش باش اجل عنقریب ہے

میری اس ۳۰ سالہ مدت ملازمت میں مجھے یہ خیال بارہا آیا۔ اور خصوصاً اس وقت جبکہ عزیز و اقارب کی تقریبات شادی غمی سے سلسلہ ملازمت کی بدولت الگ رہتا تھا متبرک تیرتھ۔ تہوار۔ نہ منا سکتا تھا۔ اور شب و روز کی سرکاری مصروفیتوں۔ اور شوقِ کارگذاری میں کوئی نورِ بصر بصارت سے محروم ہوتا تھا۔ کوئی دائمی داغ مفارقت دے جاتا تھا۔ کوئی گھر میں بیمار ہوتا تھا یا کچھ نقصان ہو جاتا تھا۔ یا خود بستر مرگ پر دراز ہوتا تھا۔ غرضیکہ پرائیویٹ امور سے قطعی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ اگر کچھ خیال تھا۔ تو سرکاری خدمت کا ے

اے صبا ہوں بلبلِ تصویر مجھکو کیا خبر
کب بہار آئی ہے گلشن میں خزاں کب جائے ہے

جب طبیعت اُدھر سے بھی سیر ہوتی نظر آتی تو سوچا کرتا کہ سرکاری خدمت کافی

کر لی نیشن لے کر دُعا گوئی دربار میں مصروف ہو جاؤں۔ کیونکہ ؎

راہِ مہر و وفا میں مر جانا
یہ بھی اِک زندگی کی صورت ہے

اگر ۵۵ سال نہ پورے کئے نہ سہی۔ جو کچھ ۳۴ سالہ عرصہ ملازمت میں خدمات دربار انجام دی ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ جن کا کئی جنموں میں بھی انجام دینا دشوار ترین بات ہے۔ مگر شوق ادائے خدمات سرکار میرے ارادوں کا ہمیشہ دشمن بنا رہا جب میں دیکھتا تھا کہ میری اُن کارگذاریوں سے جنھیں میں معمولی سمجھتا تھا مفتری حسد سے جل کر کوئلہ ہو رہے ہیں اور اپنے آپ میں قابلیت نہ پاکر میرے مضبوط کارناموں کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو مجھے ہمیشہ اُن کی سمجھ پر افسوس پیدا ہوا کرتا تھا۔ ؎

کسی کی خوش نصیبی پر حسد ہے کیوں تجھے شعلہ (شعلہ)
ارے ناداں جدا ہر شخص کی تقدیر ہوتی ہے

آخر کار قدرت نے میری امداد فرمائی مجھے اسوقت ریٹائر ہونا پڑا۔ جب نام نہاد مقررہ مدت کے ابھی ۵½ سال باقی تھے۔ اور اگر اہل دُنیا کی طرح ڈاکٹری سارٹیفکیٹوں کی امداد لے کر اور بلجا جاتا تو دو چار برس اور مصروف کار سرکار رہتا۔ مگر اس کے بعد بھی ریٹائرمنٹ نہ ٹل سکتی تھی۔ حسب صدور حکم ہوم منسٹر صاحب بہادر بحوالہ فرمان شاہی یہ ۳۴ سالہ ملازم ۹ ۴ سال چھ ماہ کی عمر میں ریٹائر فرمایا گیا۔ ۲۵ ماگھ سمت ۱۹۸۴ بکرم مطابق ۷ رفروری ۱۹۲۸ء کو سپرنٹنڈنٹی پولیس کا چارج مقررہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دیدیا۔

؎ جب ختم پہ داستاں آئی
یُوں شاخِ قلم شگوفہ لائی

الوداعی جلسے

جس طرح سے ایک بددیانت شخص دورانِ ملازمت میں اپنی ناجائز طور سے پیدا کردہ جائیداد کا ہر طرح سے اخفا کرتا ہے

ٹھیک اُسی طرح سے مال حلال کا پیدا کرنا الامنود و نمایش سے کام لینا ہے۔ پہلا طریق قابل نفرین ہے اور دوسرا باعث ہزار آفرین و تحسین۔ دیانتدار جب اغیار سے بھی خراج تحسین وصول ہوتے دیکھتا ہے۔ تو وہ اُس تھوڑی سی دولت کو اپنی فاقہ مستی میں اُس سے بدرجہا افضل پاتا ہے۔ جو ملازمت کے عرصہ میں ناجائز طور پر حاصل کیگئی ہو۔

ع شال زربفت مبارک تمہیں دولتمندو
ہمکو کمبل میں وہ شالہ کا مزا ملتا ہے

پبلک نے جب یہ تغیر و تبدّل کا واقعہ سُنا۔ جو کیفیت پیدا ہوئی وہ تا زلیست میرے اطمینان قلب کا باعث رہیگی۔

بہ سرواری سردار سکھدیو سنگھ صاحب ناظم ضلع پبلک نے الوداعی جلسہ منعقد کیا۔ جسمیں ضلع کے کُل ملازمین علاقہ کے سینکڑوں افراد جمع ہوئے۔ اِس ناچیز کی خدمات کا اعتراف مختلف زبانوں سے ہوا۔ ٹی پارٹی کا بھی انتظام کیا گیا۔ وہ مُبارک پھُول جو ہاروں میں گوندھے جا کر تحفتہً بطور اعزاز مجھے پہنائے گئے۔ اُن کی بوئے اخلاص آجتک دماغ میں سمائی ہوئی ہے۔ گویا ہر طرف سے آواز آرہی تھی ع

آتا ہے بار بار دل بے قرار میں
بُو بن کے چھُپ رہوں تیرے پھُولوں کے ہار میں

وہ پُر خلوص اور رنج تسکن الوداع حقیقی سرمایۂ ملازمت ہے ایشور نیا کاری ایسی توقیر ہر ملازم پولیس کو نصیب کرے۔ سردار سکھدیو سنگھ صاحب اپنی دیانتداری اور نوعیت کارگذاری کے لئے حلقۂ معتادمی میں افضل تر آفیسر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ طبعاً رشوت خواروں کے دشمن اور دیانتداروں کے دوست ہیں۔ یہ تصنع نہیں۔ بناوٹ نہیں۔ بلکہ عین حقیقت ہے۔ جب اس جلسہ میں اُنکی زبان سے میں نے اپنی خدمات کا اعتراف سُنا تو وہ اُسی دعوت سے زیادہ شیریں تھا جو اُس رات اُنھوں نے مجھے کھلائی۔ اِس وقت مجھے تصدیق ہوگئی کہ

تیری خدمات اکارت نہیں گئیں۔ موصوف نے اپنے والد بزرگوار سردار گورکھ سنگھ صاحب مرحوم پریزیڈنٹ کونسل کی روحانی تصنیف موسومہ "گورو نانک پرکاش" بہ ثبت دستخط مجھے عطا فرمائی۔ جو ایام ریٹائرمنٹ میں میری مزید روحانی اطمینان کا باعث ہے۔ آفیسران اور پبلک جو اس شاندار الوداعی جلسہ میں شامل ہوئے اُن کا شکریہ کہاں ادا ہو سکتا تھا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ روح کو ایسی غذا میسر آگئی جو ایسی خدمات کے بعد ملنے سے ہر ایسا شخص اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہے۔

نہیں جن دولتوں سے عزتیں وہ دولتیں کیا ہیں
جو ننگ و عار کا موجب ہوں ایسی راحتیں کیا ہیں
جہاں میں نیکیوں کی داستانیں جنکی ہیں پھیلی
تو آگے اُن کے تشعلہ وہ جہاں کی دولتیں کیا ہیں

چونکہ اپنا حساب وکتاب پاک تھا۔ اس لیے اسی رات اپنے بال بچوں میں پٹیالہ آ ملا۔ اور اُس رہبر حقیقی کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے مجھے اس کامیاب منزل کی راہ بتلائی تھی اور ۳۳ سال خدمات سرکار میں ہمیشہ میری درست رہنمائی فرمائی تھی۔

الوداعی پارٹی کا اخباروں میں ذکر

حالات مندرجہ بالا کا جائزہ لیتے ہوئے۔ بحوالہ اخبار کھتری لاہور مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء رئیس ہند میگزین دہلی اپنی اشاعت ماہ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۰ پر یوں لکھتا ہے:۔

"پُرشان الوداعی جلسہ۔ آل انڈیا کھتری سبھا کا مشہور آرگن کہ جو زیر سرپرستی مہاراجہ ادھیراج والی بردوان لاہور سے شائع ہوتا ہے اپنی ۸ مارچ کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"سردار شب چند پوری متوطن قصبہ سنام ریاست پٹیالہ کے پُرانے ملازمت پیشہ خاندان کے



Farewell party given to the author on the eve of his retirement in 1928 as a Supdt: of police Dist: Barnala.

تیری خدمات اکارت نہیں گئیں۔ موصوف نے اپنے [illegible] مرحوم
پریزیڈنٹ کونسل کی روحانی [illegible]
فرمائی۔ [illegible]
پبلک [illegible]
یہ ضرور [illegible]
آپ کو خوش نصیب [illegible]

[illegible]
[illegible] ایسی راتیں کہاں ہیں
جہاں میں نیکیوں کی داستانیں جتنی ہیں پھیلی
تو آگے ان کے شعلہ دہ جہاں کی داستانیں [illegible]

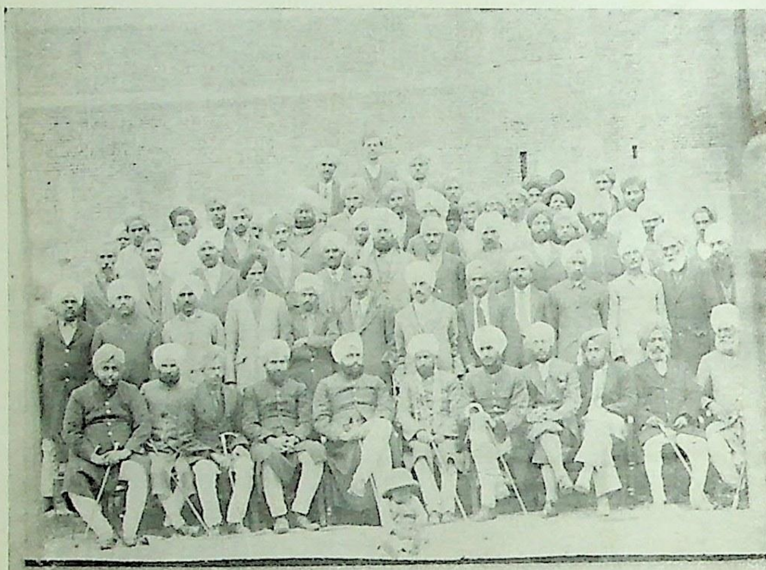
چونکہ اپنا حساب وکتاب پاک تھا۔ اس لئے اسی رات [illegible]
اس رہبر حقیقی کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے مجھے اس کامیاب منزل کی راہ بتلائی تھی اور
۳۳ سال خدمات سرکار میں ہمیشہ میری درست رہنمائی فرمائی تھی

الوداعی پارٹی کا اخباروں میں ذکر

حالات مندرجہ بالا کا جائزہ لیتے ہوئے۔ بحوالہ اخبار کھتری لاہور مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء و [illegible] میگزین دہلی اپنی اشاعت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۸ پر یوں لکھتا ہے:-

[illegible] شان الوداعی جلسہ۔ آل انڈیا کھتری سبھا کا مشہور آرگن کہ جو زیر سرپرستی راجہ [illegible] لاہور سے شائع ہوتا ہے اپنی ۸ مارچ کی اشاعت میں رقمطراز [illegible]:-

[illegible] چودھری [illegible] جو وطن قصبہ سنام ریاست پٹیالہ کے پرانے ملازمت پیشہ خاندان کے



Farewell party given to the author on the eve of his retirement in 1928 as a Supdt: of police Dist: Barnala.

ممبر ہیں۔ انہوں نے سارجنٹ دوم بھرتی ہو کر صرف اپنی بے لاگ خدمت کے صلہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ تک ترقی حاصل کی۔ بڑے بڑے اہم اور پیچیدہ معاملات اور سنگین مقدمات میں انکو کا... حاصل ہے۔ مشہور ڈکیتوں کے مقابلہ اور گرفتاری میں بذریعہ فائرنگ ہمیشہ فتحیاب ہوئے ہیں ...لی خدمات کے عوض دربار پٹیالہ سے ہزاروں روپیہ انعام اور سندات اور قیمتی رائفل اور خلعت انکو بخشے گئے۔ مسٹر واربرٹن مسٹر ٹیوکمن۔ جنرل سردار تارا چند خان بہادر نواب لیاقت حیات خان صاحبان جیسے مشہور اور اعلیٰ افسران پولیس ہمیشہ انکی تعریفیں کرتے رہے۔ اب ۳۲ سال کی سروس کے بعد آپ باعزت طریق پر پنشن لیکر ریٹائر ہوئے ہیں۔ ۹ فروری کو برنالہ کی پبلک نے آپ کے اعزاز میں ایک شاندار پارٹی دی۔ اور اس میں تمام افسران ضلع شامل تھے۔ آپ کی نمک حلالی اور اعلیٰ پبلک خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ ہم آپ کو اس کے لئے مبارکباد عرض کرتے ہیں''۔

اڈیٹر:- ہم مرزا صاحب موصوف کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے ریاستی بتیس ۳۲ سالہ قیمتی تجربات بصورت کتاب شائع کر کے پولیس اور ملک پر احسان فرمائیں دیگر ریاستیوں کی طرح بیکاری اور سستی میں اپنی زندگی بسر نہ کریں۔ پنشن لیکر سرکار کی جان و مال کو دعا دیں۔

اسی سلسلہ میں ماسٹر رام پرتاپ صاحب نے جو ایک پر سدھ ہندی کوی ہیں ذیل کا ہندی کبت لکھکر ارسال فرمایا۔

کبت

بڑے ہی نیائے کاری جھوٹوں کے ڈنڈ کاری سوامی کی آگیا کے سدیو کار بند ہیں
سوکھشم سا کھان پان جب ہی ملے تب ہی کھان دوکھا سوکھا جیسا ملے تیسی پہ آنند ہیں
سب ہوں سے میٹھا بول پولیس ناں کھول بول چھوٹے بڑے نگر باسی تا لسوں خرسند ہیں
کیا کیا میں اوپما کہوں راج کے ہتیشی کی ایسو دھرماتما تو لالہ شب چند ہیں

قصیدہ ذیل شاعر فصیح البیان آتش زبان لالہ بھگوانداس شعلہ گولڈ میڈلسٹ اڈیٹر

مہندرا کالج میگزین نے میرا سروس ریکارڈ دیکھکر بطور ہدیہ عقیدت ارسال فرمایا:

مُسدّس

زندگی ممدوح تیری قابلِ تقلید ہے
کارناموں سے تیرا [illegible] جاوید ہے
نام رخشندہ تیرا صدغیرتِ خورشید ہے
شہرتوں کے آسماں پر غیرتِ ناہید ہے
آج تک خدمات کا دربار ہے مدحت سرا
یہ دیانتداریوں کا ہے تیری ادنےٰ صلہ

تُو نے اے رتب چند قایم کر دیا امن و اماں
بن گئی عشرت کدہ اُجڑی ہوئی بزمِ جہاں
گو بجنتی ہے زیرِ گردوں آج تیری داستاں
پردۂ بامِ فلک پر ہے تیرا عالی نشاں
خوف سے تیرے لرز جاتے تھے جو سفاک تھے
مٹتے جاتے تھے جہاں سے جسقدر بیباک تھے

افسرِ ادنےٰ سے تُو جو افسرِ اعلےٰ بنا
تیرے سر پہ سایہ افگن تھا جہانوں کا خُدا
بنگئی فطرت کی مشاطہ تیرے رُخ کی ضیا
ہوگیا ہر سُو زمانے میں اُجالا ہوگیا
خاندانی عزتیں بڑھتی گئیں پھلتی گئیں
حسرتیں بدخواہ کی مٹتی گئیں جلتی گئیں

تیرے سر پہ ہاتھ تھا قسمت کا اور سرکار کا
تیری نیت کا تیری عادت کا اور دربار کا
تیری فطرت تیری برکت کا تیرے ایثار کا
یعنی تو رتب چند اک مطلع بنا انوار کا
تیری تحریروں میں دریا کی روانی کا اثر
دُور بیں اور دُور رس تھی یہ تیری عالی نظر

خوش تھے افسر جو بھی تھے ساری رعیت شاد تھی
تیرے دم سے ظُلم کی بنیاد ہی برباد تھی
بھیڑ تک بھی بھیڑیوں کے خوف سے آزاد تھی
بانی بیداد تھا کوئی۔ نہ کچھ بیداد تھی

ہر طرف عالم میں تیرا نام روشن ہو گیا
دلِ عالم تیرا گویا نشیمن ہو گیا

بھوپ... [illegible] ...لطان جہاں شاہِ زماں | چشمۂ علم و ہنر وہ مادرِ گیتی کی جاں
جس کا لہراتا ہے ... اوج ثریا پہ نشاں | فیض کا جس کے رواں ہے ایک بحرِ بیکراں

تیرے کاموں سے ہوئے خوش اور خلعت دیدیئے
عزّت و منصب دیئے اور جاہ و ثروت دیدیئے

آجکل تیرا قلم پھر مائلِ تحریر ہے | جو بھی ہے جملہ صحیح جذبات کی تصویر ہے
آسمانوں کا تخیل تیرا ادا انگیز ہے | کیا قیامت خیز یہ تحریر میں تقریر ہے

شعلۂ رنگیں بیاں کی ہے دعا صبح و مسا
... خدا بر آئے اس ممدوح کا ہر مدعا



معاونین کا شکریہ

ضلع کے ملازمین اور شرفا کی ایک ایسی کثیر تعداد ہے کہ جنہوں نے وقتاً فوقتاً میرے فرائض کی انجام دہی میں بڑی معاونت کی یہ ذکر طولانی ہے۔ چند کے نام لکھتا ہوں۔ کیونکہ ان کے اسمائے کے اظہار کے بغیر مجھے قلبی مسرت اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

لالہ راجیداس ساہوکار۔ لالہ رام چند مہاجن۔ دسوندھا سنگھ ذیلدار۔ مہنت جیوند داس جی۔ مہنت کیور داس جی۔ گنڈھا سنگھ ذیلدار۔ گنڈا سنگھ ذیلدار۔ کیور سنگھ ذیلدار۔ گنڈا سنگھ گوردت سنگھ سفید پوشان۔ سردار شمشیر سنگھ لمبردار۔ سردار دھرم سنگھ لمبردار۔ سوچا سنگھ لمبردار علاقہ بٹھنڈہ۔ بھائی نرائن سنگھ ٹھیکیدار۔ حکیم شادی رام۔ سردار ہرنام سنگھ وکیل بابو گردھاری لال بی اے وکیل۔ نعمت خان لمبردار۔ سندھے خاں سفید پوش۔ ہرنام سنگھ ذیلدار علاقہ برنالہ؀

خاتمہ کتاب

یہ کتاب ماہ مگھر سمت ۱۹۸۶ کو لکھنی شروع کی تھی۔ ایشور پرماتما کا ہزار [illegible] اخیر مگھر سمت ۱۹۸۹ بکرم کامل تین سال بعد اس کو ختم کیا۔ اب جبکہ پرماتما کی بےشمار مہربانی سے شانِ پولیس کی پہلی جلد اختتام پذیر ہوتی ہے تو لازم ہے کہ اُس مالکِ حقیقی کی درگاہ مجیب الدعوات میں اپنے گناہ آلودہ دل کی صفائی کے لئے دست بستہ التجا کی جائے:

پرماتما کے حضور میں

اے کرم گستر! سراپا منبعِ لطف و کرم	باغبانِ باغِ ہستی اے شہِ ملکِ عدم!
تو اگر چاہے تو ذرہ ہمسرِ خورشید ہو	اک اشارے سے [illegible] من اُمید ہو
اے محیطِ بخشش و الطاف اے پروردگار	دُور ہوں دل سے میرے عصیاں کے یہ گرد و غبار
زندگی دے خدمتِ ابنائے آدم کیلئے	میں اگر زندہ رہوں تو تیرے عالم کے لئے
یہ تو مانا بندۂ عاصی ہوں پُر تقصیر ہوں	میں سزاوارِ سزا ہوں قابلِ تعزیر ہوں
پر بھروسہ ہے مجھے رحمت پہ تیری اے پربھو	میں یہ سنتا ہوں گنہگاروں کا ہے بخشندہ تو
کون ہے جس کا گناہوں سے ملوث دل نہو؟	کیا کریں بندے تیری رحمت اگر شامل نہو؟
تو اگر چاہے تو دم میں گل بنا دے خار کو	خاک کر دے دم زدن میں تو بھرے گلزار کو
ابرِ رحمت جب برستا ہے تیرا صحراؤں میں	آتی ہیں طغیانیاں پھر ریت کے دریاؤں میں
ابرِ رحمت مزرعۂ دل پر میرے برسا کبھی	کرشن بن کر دل کے گوکل میں میرے آجا کبھی
ہاں وہی مُرلی ہو لب پر اور نغمے ہوں وہی	تٹ پہ جمنا کے مدن گوپال جلسے ہوں وہی
فلسفہ گیتا کا پھر آ کر سُنا دے ایکبار	سانورے دلدار میں تیری اداؤں کے نثار
ہر گھڑی شب چند کو چنتن سے تیرے کام ہو	اور مرتے دم بھی لب پر میرے رادھے شیام ہو

شری بھرتری ہری جی کے زرّین اقوال کا ترجمہ

(۱) بدوں کی خصلتیں

[...] دار انسان کو بزدل۔ برت (روزہ) رکھنے والے کو حریص۔ پاک [...] صاف کو بناوٹی۔ بہادر کو بے رحم۔ سیدھے سادھے کو جاہل میٹھا بولنے والے کو عاجز۔ رعب دار کو مغرور۔ فصیح البیان کو بکواسی مستقل مزاج کو سست الوجود ہونے کا الزام بداشخاص ہی لگایا کرتے ہیں :۔

(۲) پہلے پہل بہت زیادہ بعد میں اُس سے نصف دوپہر کے سایہ کی طرح بدوں کی دوستی رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اور نیکوں کی دوستی شروع میں بہت کم پھر درجہ بدرجہ دوپہر کی دھوپ کی [...] ہمیشہ بڑھتی جاتی ہے :۔

(۳) نیکوں کے اوصاف

[...] کی خواہش دوسروں کے کمال سے خوشی۔ بڑوں سے عاجزی [...] علم حاصل کرنے میں محنت۔ اپنی ہی عورت سے محبت۔ چغلخوری سے حذر۔ الیشور بھگتی۔ ضبط حواس کی طاقت۔ صحبت بد سے پرہیز۔ ایسی بے لاگ خوبیاں جن لوگوں میں ہیں اُن کو میں نمسکار کرتا ہوں :۔

(۴) پانی جب دودھ سے ملا تو دودھ نے اپنا تمام رنگ روپ خاصیت اور تاثیر اپنے دوست پانی کو دیدی۔ بعد میں پانی نے دودھ کو جلتے ہوئے دیکھکر اپنے آپ کو اُس سے پہلے جلا دیا۔ اس پر دودھ نے بھی اپنے دوست کو اس مصیبت میں پا کر ادبل ادبل کر آگ کو بجھانا چاہا۔ اور پانی کے قطرے پڑنے پر اپنے دوست کو واپس آتے سمجھکر ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا۔ سچ ہے نیک لوگوں کی دوستی ایسی ہی ہوتی ہے :۔

(۵) نفسانی خواہشات

رخسار دل پر جھریاں پڑ گئیں سر کے بالوں کا رنگ سفید ہو گیا اور تمام رگ و پٹھے ڈھیلے پڑ گئے۔ مگر ایک ہوس ہے کہ جوان ہوتی جاتی ہے

(۶) دولت [...] مند مالک کو خدمت سے خوش کرنا مشکل ہے اور راجاؤں کی تابعداری کریں تو انگی

طبیعت گھوڑوں کی طرح چنچل رہے۔ نہایت آرام دینے والے جسم کو بھی بیری اور موت چھین لیتے ہیں۔ اِس لیے ہمیں اِن تمام باتوں سے کنارہ کش ہو کر اُس پرماتما کی طرف دھیان لگانا چاہیئے۔ کیونکہ دُنیا میں تپ سے بڑھکر کوئی ہے ... اخیر مگ

(۷) اے دل تو غیر کی طبیعت کو خوش کر کے خوشی حاصل کرنے کی سعی میں کیوں رنج اٹھاتا ہے تو خود آزاد بن کر حرص و ہوس کو چھوڑ اور اپنی ہستی میں خوش ہو کر چنتامنی کے سے اوصاف کا اظہار کر۔ اگر صابر بنے گا تو کیا تیری مراد پوری نہ ہوگی ؟

تقاریظ

تقریظ منجانب جناب پنڈت بھگت رام صاحب شرما بی اے چیف انسپکٹر او... پٹیالہ

میں نے "شانِ پولیس" مصنفہ لالہ شب چند صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ کو پڑھا ہے۔ اور میری رائے ہے کہ انھوں نے نیک نیتی و دیانتداری کے ساتھ عامتہ الناس کی خدمت کرنے کا صحیح راستہ اختیار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پولیس کا نصب العین انسداد جرائم و قیام امن ہے۔ یہ وہ کام ہے جو روحانی طور پر پیشوایان ادیان سرانجام دیا کرتے ہیں پس اگر اعلیٰ تعلیمیافتہ۔ اور شریف خاندانوں کے نوجوان محکمہ پولیس میں بھرتی کیے جائیں اور ان کی تربیت ایسے نیک نفس افسروں کی قیادت میں ہو جو جسم اور روح کو الگ نہ سمجھتے ہوں۔ اور اسی طرح علم النفس کے مسایل سے کام لیں جس طرح محکمہ تعلیم کے افسران و اساتذہ طلباء کی تربیت میں اِن اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ قابل مصنف کی وہ آرزوئیں بارآور ہو جائیں گی جو کتاب کے شائع کرنے میں مضمر ہیں۔

قابل مصنف کی تصنیف اِن کے معاصرین پولیس کیلئے اِس لئے بھی موذن ... ہو گی

